بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رفعت قرآن

جلد چہارم

ڈاکٹر زہرا بتول

ایسوی ایٹ پروفیسر آئی بی ٹی علما یونیورسٹی

اسسٹنٹ پروفیسر انڈس یونیورسٹی

اسسٹنٹ پروفیسر عثمان انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کراچی

ایسوسی ایٹ ٹیچر جامعہ کراچی، لیکچرار آغا خان ایجوکیشنل یونیورسٹی کراچی

Fazlee
BOOK

جملہ حقوق بہ حق مصنفہ محفوظ ہیں

کتاب:	رفعتِ قرآن جلد چہارم
مصنفہ:	ڈاکٹر زہرا بتول
اشاعت:	۲۰۲۵
صفحات:	۹۰۴
پیشکش:	فضلی بک، اردو بازار کراچی۔

021-32633887/
03362633887

انتساب

اس کتاب کا انتساب گیارہویں امام سیدنا امام حسن عسکریؓ بن علی نقیؓ بن تقیؓ بن علی رضاؓ بن موسیٰ کاظمؓ بن جعفر صادقؓ بن باقرؓ بن زین العابدینؓ بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب کے نام ہے

آپؓ کو علم قرآن، علم حدیث، علم فقہ، علم رجال، علم انساب اور علم حوادث میں خاص کمال تھا۔

امام حسن عسکریؓ علوم وفنون میں یکتا تھے، آپؓ کو بالخصوص علوم قرآنی پر خاص دسترس حاصل تھی، اسی حوالے سے آپؓ نے ایک تفسیر قرآن بھی مرتب فرمائی جو کے تفسیر امام حسن عسکریؓ کے نام سے موسوم اور مشہور ہے، یہ تفسیر قرآن علم ومعرفت کا ایک عظیم خزانہ ہے کیونکہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں قرآنی علوم واشگاف ہوئے چنانچہ قرآن کریم کی آیات میں چھپے سربستہ راز کو آپؓ نے نہایت کمال مہارت سے واضح فرمایا۔

آپؓ زاہد، عابد، ساجد، ذاکر، صابر اور شاکر تھے، ہمہ وقت عبادت اور ریاضت میں مشغول رہتے اور اشیاء کائنات میں غور تفکر فرماتے، آپؓ نہایت ذہین، امین، فہیم، شجاع، عاقل اور افضل اہل زمانہ تھے، آپؓ اپنے زہد وتقویٰ کے باعث عوام میں بے حد قدر وعزت کی نظر سے دیکھے جاتے، آپؓ کو علوم باطن اور علم لدنی پر بھی خاص دسترس تھی چنانچہ کئی سلسلہ تصوف کی شاخیں آپؓ سے جاملتی ہیں۔

فہرست مضامین

۶۰۔سورہ الممتحنہ (امتحان دینے والی یا پرکھی جانے والی عورتیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔15-44۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔

اللہ کے دشمنوں کو دوست نا بناؤ۔الخصومۃ/ عداوت/ دشمنی۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔اہم نکتہ۔مومنات کی بیعت۔ مومنات کے حوالے سے حکم کا پس منظر۔حوالہ کتب۔

۶۱۔سورہ الصّف (جنگی قطار)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔45-70۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟ سچائی کی طاقت۔ صف بستہ/ سیسہ پلائی دیوار کی مانند۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی بشارت۔سیدی احمد (سب سے زیادہ حمد کرنے والا) ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ اللہ کا نور کل کائنات میں پھیل کر ہی رہے گا۔پوری دنیا میں اشاعت اسلام۔ نصر من اللہ و فتح قریب۔حوالہ کتب۔

۶۲۔سورہ الجمعہ (جامع یا جمع کرنا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔71-89۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بعثتیں۔سیدی امی (ام القریٰ کا رہنے والا)۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔جمعہ کے فضائل۔

اسم الجامع کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ جمعہ کے دن دعا کی قبولیت کی ایک گھڑی۔جمعہ ترک کرنے پر وعید۔خطبہ کے دوران باتیں کرنا سخت گناہ ہے۔حوالہ کتب۔

۶۳۔سورہ المنافقون (منافق کی جمع)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔90-106۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔منافقین۔شان نزول۔
منافق کی اقسام۔۱۔اعتقادی منافق۔۲۔عملی منافق۔منافقین کی فطرت۔ارشادات خداوندی۔
درک کے معانی دوزخ کے طبقات۔دوزخ کے سات طبقات ہیں۔جہنم کا تیسرا درجہ حطمہ۔جہنم کی آگ کی شدت۔کفار کے عذاب کی کیفیت۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادات۔
امیرالمومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔اہم نکتہ۔حوالہ کتب۔

۶۴۔سورہ التغابن (غبن یا نقصان)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔107-211۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔اللہ نے مومنین اور کافرین خلق فرمائے۔رسولوں کے کھلے معجزات۔
معجزہ کی تعریف۔معجزات کی اقسام۔کل کائنات معجزہ ہے۔خارق عادت، واقعات کے لئے قرآن کریم میں لفظ آیت کے علاوہ درج ذیل تین الفاظ اور بھی مذکور ہیں۔
۱۔مبصرۃ۔۲۔بینہ۔۳۔برھان۔۱۔معجزہ۔۲۔ارھاص۔۳۔کرامت۔۴۱۔استدراج۔
حقیقت معجزہ۔

۱۔حضرت آدم علیہ السلام کے معجزات۔

۲۔حضرت ادریس علیہ السلام کے معجزات۔

۳۔حضرت نوح علیہ السلام کے معجزات۔

۴۔حضرت ھود علیہ السلام کے معجزات۔

۵۔حضرت صالح علیہ السلام کے معجزات۔

۶۔حضرت ابراھیم علیہ السلام کے معجزات۔

۷۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کے معجزات۔

۸۔حضرت لوط علیہ السلام کے معجزات۔

۹۔حضرت یوسف علیہ السلام کے معجزات۔

۱۰۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات۔

۱۱۔حضرت یوشع علیہ السلام کے معجزات۔

۱۲۔حضرت خضر علیہ السلام کے معجزات۔
۱۳۔حضرت یونس علیہ السلام کے معجزات۔
۱۴۔حضرت ادوٗد علیہ السلام کے معجزات۔
۱۵۔حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزات۔
۱۶۔حضرت عزیر علیہ السلام کے معجزات۔
۱۷۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات۔
۱۸۔حضرت الیسع علیہ السلام کے معجزات۔
۱۹۔حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کے معجزات۔
۲۰۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات۔
انبیاء کی جسمانی قوتیں دوسروں سے زیادہ ہوتی ہیں۔کفار خسارے میں ہیں۔
یوم تغابن/ روز قیامت۔قلب۔قلب انسانی۔قلب کی تعریف۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا۔ قلب سے متعلق احادیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔اقسام قلب۔فساد قلب سے متعلق اصول۔قلب کی سختی کا علاج۔ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا طاعت۔ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔اہم نکتہ۔بیویاں، مال اور اولاد آزمائش (فتنہ) ہیں۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔اللہ کو قرض حسنہ دو۔ارشادات خداوندی۔ حوالہ کتب۔

۶۵۔سورہ طلاق (جدائی یا علیحدگی)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔212-238۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔طلاق کے مسائل۔شان نزول۔طلاق۔طلاق کی تعریف۔رکن طلاق۔طلاق دینے کا طریقہ۔۱۔طلاق احسن۔۲۔طلاق حسن۔۳۔طلاق بدعی۔عدت۔نکاح اور طلاق میں گواہ بنانا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت۔بے شمار کائناتی دنیائیں اور ان میں بسنے والے انسان۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر۔حوالہ کتب۔

۶۶۔سورہ التحریم (حرام)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔239-253۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حلال چیزوں کو حرام نا کرنے کی ممانیت۔شان

نزول۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایلاء۔ ایلاء (صحبت نا کرنے کی قسم کھانا)۔ ایلاء میں قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے۔ توبۃ النصوح۔ اللہ روز قیامت مومنین کے نور کو بڑھا دیں گے۔ حوالہ کتب۔

۶۷۔ سورہ الملک (بادشاہت)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔254-278۔

نام۔ شان نزول۔ مضامین۔ سورہ الملک شعور رکھتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ مالک الملک (سارے جہان یا عالمین کا بادشاہ)۔ اسم المالک الملک کا نظام کائنات میں کردار۔ ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ زندگی اور موت کی تخلیق۔
حیات (زندگی)۔ اسم الحی کا نظام کائنات میں کردار۔ سانس لینا۔ ارشادات خداوندی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ موت یا ممات۔ اسم الممیت کا نظام کائنات میں کردار۔ انسانی جسم میں خلیات کا نظام ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔ اہم نکتہ۔ حوالہ کتب۔

۶۸۔ سورہ القلم (لکھنے کی چیز)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔279-304۔

نام۔ شان نزول۔ مضامین۔ قسم ہے قلم کی۔ قلم اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجنون نہیں ہیں۔ رسول اللہ فصیح البیان ہیں۔ قرآن کریم کی فصاحت اور بلاغت۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فصاحت اور بلاغت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاق کے بلندترین درجے پر فائز ہیں۔ ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشادات۔ امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔ اہم نکتہ۔ بہتان لگانے والے۔ چغل خور۔ ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔ اہم نکتہ۔ بدکردار۔ بداخلاق۔ لالچی۔
کنجوس اور زانی کی پہچان اور ان کی سزا۔ حوالہ کتب۔

۶۹۔ سورہ الحاقہ (یقینی واقعہ/ قیامت)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔305-334۔

نام۔ شان نزول۔ مضامین۔ الحاقہ (یقینی واقعہ/ قیامت کا ایک نام)۔ اسم الحق کا نظام کائنات میں کردار۔ ارشادات خداوندی۔ قوم ثمود اور قوم عاد کا قیامت کا انکار۔ قوم ثمود کی اجمالی تاریخ۔
حضرت صالح کا نسب اور قوم ثمود کی جانب آپ کی بعثت۔ قوم ثمود پر بجلی کا عذاب۔ احقاف۔
حضرت ھود علیہ السلام۔ حضرت ھود علیہ السلام کا شجرہ نسب۔ قوم عاد۔ شہاب ثاقب۔ قوم عاد پر

آندھی کے عذاب کی کیفیت۔آندھیوں سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث۔گردبار۔
حوالہ کتب۔

۷۰۔سورہ المعارج (بلندی)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔335-373۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔عذاب الٰہی کا وقوع۔شان نزول۔عذاب الٰہی کی وجوہات۔
عذاب الٰہی کی سائنسی وجوہات۔صبر جمیل کی ہدایت۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔اہم نکتہ۔نیک لوگ۔
رب المشرقین اور رب المغربین۔مشرقین اور مغربین۔مشرق۔ارشادات خداوندی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔مغربین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔
مشرق اور مغرب دو دروازوں کے نام ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔حوالہ کتب۔

۷۱۔سورہ نوح (حضرت نوح علیہ السلام کا نام)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔374-405۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔حضرت نوح علیہ السلام۔حضرت ادریس علیہ السلام۔
حضرت نوح علیہ السلام کی پیدائش اور حسب نسب۔حضرت نوح علیہ السلام کی عمر۔کشتی نوح۔
بلند و بالا سمندری جہاز۔طوفان نوح۔تنور کا ابلنا۔ہر شے کے جوڑے کو کشتی میں سوار کرنا۔
حضرت نوح علیہ السلام نے اہل ایمان کو بسم اللہ پڑھ کر کشتی میں سوار ہونے کا حکم دیا۔اہل ہنود۔
حوالہ کتب۔

۷۲۔سورہ جن (جنات اللہ کی ناری مخلوقات)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔406-453۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔ارشادات خداوندی۔شان نزول۔جنات مکلف مخلوق ہیں۔
کروموسوم۔نظام کائنات میں جنات کا کردار۔جنات، انسان کو نظر کیوں نہیں آتے۔
۱۔عام روشنی/مرئی روشنی۔۲۔لیزر شعاع۔۳۔Gamma Vision۔
۴۔Infrared Vision۔۵۔Ultraviolet Vision۔۶۔Microwave
Vision۔۷۔Radio Wave Vision۔تخلیقی روشنی کے تانے بانے پر قائم ہے۔
مفرد لہر اور مرکب لہر۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔ابلیس کے جن ہونے پر حسب ذیل دلائل

قرآن کریم سے پیش کیئے گئے۔ جنات کی شکل وصورت۔ ابوجن طارہ نوس۔ جنات کا ایمان
جنات کے لئے رسولوں کے ذکر کی توجیہات۔اس اعتراض کے حسب ذیل جوابات۔
مومن اور مشرک جنات۔جنات کے فرقے۔ایک روحانی تمثیل۔ جنات کی خوراک۔مفرد اور
مرکب لہریں۔جنات کی عمریں۔حضرت سلیمان علیہ السلام اوران کے تابع جنات۔
حوالہ کتب۔

۷۳۔سورہ مزمل (کپڑوں میں لپٹنے والے)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔454-467۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔المزمل۔شان نزول۔سیدی
مزمل (رسالت کی کٹھن ذمہ داریاں اٹھانے والا)۔تبلیغ دین کی شدید مشکلات۔مقاطعہ منجانب
قریش۔عام الحزن۔سفر طائف۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔قرآن کریم کو ترتیل کے ساتھ یعنی
سوچ سمجھ کر ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا۔قیام اللیل۔حوالہ کتب۔

۷۴۔سورہ مدثر (کمبل میں لپٹنے والے)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔468-473۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔سیدی مدثر (چادر میں لپیٹنے والا)۔شان نزول۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔حوالہ کتب۔

۷۵۔سورہ القیامۃ (یوم حساب)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔474-498۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔قیامت کی قسم۔شان نزول۔ارشادات خداوندی۔قیامت کی
نشانیاں۔صور پھونکا جانا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔
اہم نکتہ۔نفس لوامہ/ ملامت کیا ہوا نفس۔نفس کی تعریف۔نفس کی اقسام۔نفس لوامہ۔امیر المومنین
حضرت علیؑ کی نظر میں نفس کی تعریف۔انسان روز قیامت دوبارہ جمع کیا جائے گا۔المعید۔
(دوبارہ پیدا کرنے والا)۔اسم المعید کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ سے استفسار۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حوالہ کتب۔

۷۶۔سورہ دہر (زمانہ)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔499-519۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔انسان۔شان نزول۔انسان کیا ہے؟۔انسان کی تعریف۔
انسان کی اقسام۔۱۔مادیت پسند انسان۔۲۔لوگوں پر حکمرانی کرنے والا۔۳۔روحانی انسان۔

مخلوط نطفہ/نطفۃ امشاج۔ DNA کیا ہے؟تخلیق انسانی کی مرحلہ وار ترتیب۔اہل جنت کے خواص اور جنت کی بیش بہا نعمتیں۔حوالہ کتب۔

۷۷۔سورہ المرسلات (سفارت کاری)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔520-573۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔راح/ریح/ہوا، اللہ کی مخلوق ہے جو اللہ کے ہر حکم کی تابع ہے۔راح۔ہواؤں کی آٹھ اقسام اور ان کے نام۔رحمت کی ہوائیں (۱۔ناشرات۔۲۔مرسلات۔ ۳۔مبشرات۔۴۔ذاریات)۔ریح۔عذاب کی ہوائیں۔(۱۔عاصف۔۲۔صرصر۔۳۔عقیم ۔۴۔قاصف)۔قوم عاد پر آندھی کے عذاب کی کیفیت۔آندھیوں سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث۔حاصباً/گرد بار Twister Tornado۔بانجھ ہوا۔کرہ ہوائی۔نظام شمسی میں موجود دیگر سیاروں کی کرہ ہوائی۔(۱۔عطارد۔۲۔زھرہ۔۳۔مریخ۔۴۔مشتری۔۵۔زحل۔ ۶۔یورینس۔۷۔نیپچون۔۸۔پلوٹو)۔کاذبین/جھوٹے لوگوں کو عذاب کی وعید۔

ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔ اہم نکتہ۔حوالہ کتب۔

۷۸۔سورہ النباء (نبی کی جمع)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔574-612۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔کافرین کا روز قیامت سے متعلق سوال۔ المعید۔اسم المعید کا نظام کائنات میں کردار۔روز محشر۔اسم المعید کی تجلیات۔

ارشادات خداوندی۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ سے استفسار۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔اللہ نے زمین کو بچھونا بنایا۔اللہ نے انسان کو جوڑے کی شکل میں پیدا فرمایا۔

۱۔انسان کی پیدائش۔۲۔جنات کا جوڑا۔ابو الجن طارہ نوس۔مومن اور مشرک جنات۔

۳۔درختوں کا نظام تولید، خاندان اور ان کے جوڑے۔

۴۔حیوانات کا نظام تولید اور ان کے جوڑے۔

۵۔مختلف کیمیائی عناصر کے جوڑوں سے بننے والی گیسیز اور ٹھوس اشیاء۔

۶۔قرآن کریم میں سورتوں کے جوڑے۔

اللہ تعالیٰ نے دن اور رات تخلیق فرمائے۔دن اور رات کے حواس۔دن کے حواس۔

رات کے حواس۔ نیند کی اہمیت۔ اچھی نیند کے لئے کچھ کہاوتیں۔ نیند کی کمی کی وجوہات۔ ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔ حس بیداری۔ سات مضبوط آسمان۔ دودنوں میں آسمانوں کی تخلیق۔ سات آسمانوں کے نام۔ فیصلے کا دن۔ عذاب جہنم اور اللہ اور آخرت کو جھٹلانے والے لوگ۔ متقین کے لئے بے شمار انعامات اور درجات۔
روزمحشر اسم المعید کی تجلیات۔ حوالہ کتب۔

۷۹۔ سورہ النزعٰت (روح نکالنے والے)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔613-623۔

نام۔ شان نزول۔ مضامین۔ قسم ہے موت کے فرشتوں کی۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام۔ قیامت کے دن کا زلزلہ اور صور کا پھونکے جانا۔ قیامت کے دن حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے۔ حوالہ کتب۔

۸۰۔ سورہ عبس (اس نے غصے کا اظہار کیا/ تیوری چڑھانا)۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔624-660۔

نام۔ شان نزول۔ مضامین۔ قرآن کریم کا اسلوب۔ شان نزول۔ حضرت عبداللہ بن مکتومؓ کی فضیلت۔ منکرین خدا پر اللہ کا عذاب۔ شان نزول۔ حقیر نطفے سے انسان کی پیدائش۔ Sperm کی تخلیق۔ درخت، پھول، پودے، باغات، جنگلات اور سبزہ اللہ کی نعمت عظیم ہیں۔ زمین پر حیات کی بقاء۔ درختوں کی قدامت۔ کاربن خیز دور۔ الجی۔ کائی۔ فرن۔ درختوں اور پودوں کی اقسام۔ درختوں اور پودوں کی افزائش۔ بیج اور زمین کا شعور۔ شجریات۔ غذائی ضروریات۔ ادویات سازی۔ غذائی ریشہ۔ دھونی۔ بطور ایندھن۔ کیروسین یا مٹی کا تیل۔ پیٹرولیم۔ گزرگاہیں۔ کول تار۔ لکڑی کے پل۔ سواریاں۔ لباس سازی۔ ریشم۔ لینن۔ جنگلات۔ باغات اور چراگاہیں۔ ۱۔ برساتی جنگلات۔ ۲۔ پہاڑی جنگلات۔ ۳۔ حاری جنگلات۔
۴۔ دریائی جنگلات۔ ایمازون برساتی جنگل ایمیزونیا۔ ۵ قدرتی جنگلات۔ حوالہ کتب۔

۸۱۔ سورہ التکویر (لپیٹ دینا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔661-680۔

نام۔ شان نزول۔ مضامین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد۔ روز قیامت کی ہولناکی۔ روز قیامت کی چھ نشانیاں۔ قیامت سے قبل تمام سمندر آگ بن جائیں گے۔ والبحر المسجور۔ قیامت کے دن نیک آدمی نیک کے ساتھ اور بدکار آدمی بدکار کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ اہل جنت کے اہل وعیال۔

انسان کا نسب اور نکاح بھی جنت میں منتقل ہوگا۔قسم ہے اللیل (رات) کی۔صبح سانس لیتی ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔قرآن کریم کا واقعہ۔حکمت۔آکسیجن زندگی نہیں ہے۔
امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول۔حوالہ کتب۔

۸۲۔سورہ الانفطار (آسمان کا پھٹنا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔681-699۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد۔قیامت کی ہولناکیاں۔آسمان پھٹ جائے گا۔ستارے بکھیر دئے جائیں گے۔تمام سمندر بھڑکا دئے جائیں گے۔والبحر المسجور۔
زمین اپنا بوجھ اگل دے گی۔انسان اللہ کی بہترین تخلیق ہے۔انسان کیا ہے؟انسان کی تعریف۔
انسان کی صورت گری۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بحیثیت Genetic Scientist۔کراماً کاتبین۔
حوالہ کتب۔

۸۳۔سورہ المطففین (دھوکے باز)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔700-722۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔المطففین (دھوکے باز افراد)۔حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ناپ تول میں کمی کرتی تھی۔ناپ تول میں کمی۔اشیاء کے خرید و فروخت کے اصول۔مہنگائی کیوں ہوتی ہے؟۔سجین۔زمین کے نیچے کیا ہے؟۔قلب کا سیاہ پڑ جانا۔
۱۔قلب مریض۔۲۔قلب الاعمی۔۳۔قلب اللاھی۔۴۔قلب اثم۔۵۔قلب متکبر۔نیک لوگ علین میں ہوں گے۔مومنین کی ارواح کا اکرام۔حوالہ کتب۔

۸۴۔سورہ الانشقاق (آسمان کا پھٹ جانا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔723-759۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد۔روز قیامت آسمان شق کر دیا جائے گا۔
ارشادات خداوندی۔روز قیامت زمین کو کھینچ دیا جائے اگ۔زمین اپنا بوجھ نکال پھینکے گی۔زمین کی ابتداء۔زمین کی انتہاء۔سیدھے ہاتھ میں نامہ اعمال/آسان حساب۔ارشادات خداوندی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔اہم نکتہ۔الٹے ہاتھ میں نامہ اعمال/مشکل حساب۔جہنم کے داروغہ کی قوت میں اضافہ۔قسم ہے شفق کی۔شفق کی اقسام۔
۱۔شفق مدنی۔۲۔شفق بحری۔شفق ملکی۔قسم ہے اللیل (رات) کی۔دن اور رات کے حواس۔
دن کے حواس۔رات کے حواس۔ماہ کامل/قمر کی قسم۔کائنات میں بے شمار چاند ہیں۔

واقعہ شق قمر۔ چاند کی عبادت۔ننار دیوتا۔حوالہ کتب۔

۸۵۔سورہ البروج (ستارے)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔760-806۔

نام ۔شان نزول ۔مضامین ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔قسم ہے ستارے بھرے آسمان کی۔ اصحاب االخذود/خندق والے/کنویں والے۔اصحاب الاخدود کا ذکر۔اصحاب الراس۔

صفات الہیہ کا ذکر۔البدیع۔اسم البدیع کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال ۔المعید۔اسم المعید کا نظام کائنات میں کردار۔ روز محشر اسم المعید کی تجلیات۔ انسان کا نسب اور نکاح ۔ ارشادات خداوندی۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ سے استفسار۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ الغفور۔اسم الغفور کا نظام کائنات میں کردار۔اقبال کا تصور گناہ۔ارشادات خداوندی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال ۔الودود۔اسم الودود کا نظام کائنات میں کردار۔محبت مجازی سے متعلق ارشاد خداوندی۔ارشادات خداوندی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔حوالہ کتب۔

۸۶۔سورہ الطارق (صبح کا ستارہ)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔807-827۔

نام ۔شان نزول ۔مضامین۔ الطارق/ثاقب/روشن ستارے۔ ستاروں کی پیدائش کی سائنسی توجیہات ۔مقداروں کا علم/روشنی کا جال۔کائناتی نظام۔اللہ نے انسان کی تخلیق اچھلتے ہوئے پانی سے کی ہے۔حقیر نطفے سے انسان کی پیدائش ۔Sperm کی تخلیق ۔اچھلتے ہوئے پانی سے انسان کی تخلیق ۔حوالہ کتب۔

۶۰۔سورہ الممتحنہ

(امتحان دینے والی یا پرکھی جانے والی عورتیں)

نام:

الممتحنہ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی امتحان دینے والی یا پرکھی جانے والی خواتین۔

شانِ نزول:

سورہ الممتحنہ مدنی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۱۳ ہے جبکہ اس میں کل رکوع ۲ ہیں۔

مضامین:

۱۔کفار سے دوستی کی نوعیت اور اس کی حدود و قیود کا ذکر۔

۲۔کفار سے کس قسم کے معاملات کرنے چاہیے؟

۳۔کفار مہاجر خواتین کا ذکر۔

۴۔مسلمان خواتین کی بیعت۔

۵۔بیعت کے اہم نکات۔

۶۔یہود کے ساتھ دوستی کی ممانیت۔

اللہ کے دشمنوں کو دوست نا بناؤ:

ان آیات میں اللہ تعالی مسلمانوں کو خاص تاکید فرما رہے ہیں کے اللہ کے دشمنوں کو تم اپنا دوست نا بناؤ، کیونکہ اللہ تعالی بہت اچھی طرح سے کافرین، مشرکین، منافقین، فاسقین، فاجرین اور کاذبین کی نفسیات سے واقف ہے، کسی بھی شے کی فطرت غیر متغیر اور غیر متبدل ہے، چنانچہ کافرین، مشرکین اور منافقین مسلمانوں کے دشمن ہین جو ان کا برا چاہتے ہوئے ان کے خلاف مستقل سازشیں کرتے ہیں جبکہ مسلمانوں کی خوشی میں وہ سخت آزردہ اور غمگین ہوجاتے ہیں اور اگر مسلمانوں کو کوئی فکر پریشانی یا نقصان پہنچے تو وہ خوشیاں مناتے ہیں۔ان ہی کیفیات کو مندرجہ ذیل آیات میں بیان کیا گیا ہے۔

يَاۤيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَ اِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَيْتُمْ وَ مَاۤ اَعْلَنْتُمْ وَ مَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ۔١

ترجمہ۔اے ایمان والو! تم میرے اور تمہارے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کے تم ان کی طرف محبت کو ڈالتے ہو حالانکہ انہوں نے کفر کیا اس حق کے ساتھ جو تمہارے پاس آیا وہ رسول کو نکالتے ہیں اور تمہیں بھی نکالتے ہی اس وجہ سے کہ تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر جو تمہارا پروردگار ہے اگر تم جہاد کے لیے نکلو میرے رستے میں اور میری رضا طلب کرنے کے لیے تو وہ ان کی طرف چپکے سے محبت کو پھینکتے ہیں حالانکہ میں خوب جانتا ہوں اس کو جو تم چھپاتے ہو اور جس کو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم میں سے ایسا کرے گا تو یقیناً وہ سیدھے رستے سے گمراہ ہو گیا۔

اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّ يَبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ۔٢

ترجمہ۔اُن کا رویّہ تو یہ ہے کہ اگر تم پر قابو پا جائیں تو تمہارے ساتھ دشمنی کریں اور ہاتھ اور زبان

سے تمہیں آزار دیں۔ وہ تو یہ چاہتے ہیں کے تم کسی طرح کافر ہو جاؤ۔

مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے جبکہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ، مجاہدؒ، قتادہؒ اور غزوہ بن زبیرؓ کی یہ متفقہ روایت ہے کے ان آیات کا نزول اس وقت ہوا تھا جب مشرکین مکہ کے نام حضرت حاطب ابی بُلتَعہ کا خط پکڑا گیا تھا۔

واقعہ یہ ہے کے قریش مکہ نے صلح حدیبیہ کی ایک شرط کو توڑ دیا تھا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ پر پیش قدمی کا فیصلہ فرمایا اور چند نہایت قابل اعتماد لوگوں کو اس مشورے میں شریک رکھا اور انھیں پابند کیا کے وہ اس خبر کی حفاظت اور راز داری کو قائم رکھیں گے اور کسی سے بھی مکہ پر مسلمانوں کی پیش قدمی کے ارادے کو ظاہر نا کریں گے لیکن حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک خفیہ خط اپنے گھر والوں کے نام جس میں انھوں نے اس خفیہ پیش قدمی کا راز کھول دیا تھا، مکہ سے آئی ایک لونڈی کے ہاتھوں یہ خط انھوں نے مکہ روانہ کر دیا تاہم اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذریعہ وحی اس واقعہ سے مطلع فرما دیا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سد باب کے لئے فوری طور پر حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت مقداد بن اسودؓ کو اس عورت کے پیچھے بھیجا اور حکم دیا کہ تیزی سے جاؤ، روضہ خاخ کے مقام پر جو (مدینہ سے ۱۲ میل دور) ہے، وہاں تم کو ایک عورت ملے گی جس کے پاس مشرکین کے نام حاطب کا ایک خط ہے۔ جس طرح بھی ہو اس عورت سے وہ خط حاصل کرو اگر وہ دے دے تو اسے چھوڑ دینا، اور اگر نہ دے تو اس کو قتل کر دینا، جب یہ دستہ وہاں پہنچا تو ایک عورت کو دیکھا جب اس سے باز پرس کی تو وہ مکر گئی تاہم اس کے قتل کے احکامات کو سن کر اس نے اپنی چوٹی سے وہ خط نکال کر پیش کر دیا، جب یہ خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو حضرت حاطب بن بلتعہ سے اس خط کی بابت باز پرس کی گئی، جس پر انھوں نے کہا! اصل بات یہ ہے کے میرے اقرباء مکہ میں مقیم ہیں جبکہ میرا تعلق قبیلہ قریش سے نہیں ہے، بلکہ ہم لوگ وہاں بعض قریشیوں کی سرپرستی میں آباد ہوئے ہیں، جنگ کی صورت میں دیگر لوگوں کے اہل وعیال کو تو اہل مکہ بچا لیں گے، لیکن میرا کوئی قبیلہ وہاں نہیں ہے اس لئے میرے گھر والوں کو کون بچائے گا اسی وجہ سے میں نے اپنے اہل خانہ کو یہ خط لکھا۔

حضرت حاطب کے بیٹے عبدالرحمٰن کی روایت کے مطابق اس وقت حضرت حاطب کے بچے،

بھائی اور والدہ مکہ میں مقیم تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاطب کی یہ بات سن کر حاضرین سے فرمایا قَدْ صدقکم حاطب نے سچی بات کہی ہے یعنی ان کے اس فعل کا اصل محرک یہی تھا، اسلام سے انحراف اور کفر کی حمایت کا جذبہ اس کا محرک نہ تھا۔ حضرت عمرؓ نے اٹھ کر عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اجازت دیجیے کے میں اس منافق کی گردن اڑادوں، اس نے اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں سے خیانت کی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حاطب نے غزوہ بدر میں حصہ لیا تھا اور اللہ تعالی نے اہل بدر کے لئے فرمادیا ہے! تم خواہ کچھ بھی کرو، میں نے تم کو معاف کیا۔ یہ بات سن کر حضرت عمرؓ رودیے اور انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ ۳؎

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَ لَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۔ ۴

ترجمہ۔ قیامت کے دن نہ تمہاری رشتہ داریاں کسی کام آئیں گی نہ تمہاری اولاد، اُس روز اللہ تمہارے درمیان جدائی ڈال دے گا اور وہی تمہارے اعمال کا دیکھنے والا ہے۔

یہ اشارہ ہے حضرت حاطبؓ کی طرف انہوں نے اپنی والدہ، بھائی اور اپنی اولاد کو جنگ کے موقع پر دشمنوں کی ایذا سے بچانے کے لیے یہ کام کیا تھا۔ اسی پر ارشاد کیا جارہا ہے کے تم نے جن کی خاطر اتنے بڑے قصور کا ارتکاب کیا ہے وہ لوگ روز قیامت تمہیں بچانے کے لیے نہیں آئیں گے۔

قرآن کریم میں متعدد آیات میں روز قیامت رشتے داروں کی حمایت کچھ کام نا آئے گی کی وضاحت کی گئی ہے۔

يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِ ۙ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ اَخِيْهِ ۙ وَ فَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۙ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۙ كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ۔ ۵

ترجمہ۔ حالانکہ وہ ایک دُوسرے کو دکھائے جائیں گے، مجرم چاہے گا کے اس دن کے عذاب سے

بچنے کے لیے اپنی اولاد، اپنی بیوی، اپنے بھائی اور اپنے قریبی خاندان کو جو اسے پناہ دینے والا تھا اور روئے زمین کے سب لوگوں کو فدیہ میں دیدے تو یہ تدبیر اُ بھی اسے بھڑکتی ہوئی آگ سے نجات نا دلا دے سکے گی۔

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِۙ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِۙ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِؕ۔٦

ترجمہ۔اُس روز آدمی اپنے بھائی، ماں، باپ، بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا،ان میں سے ہر شخص پر اس دن ایسا وقت آپڑے گا کے اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا۔

اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَ اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَ ظٰهَرُوْا عَلٰۤى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْۚ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔٧

ترجمہ۔(اللہ) تمھیں اُن لوگوں کی دوستی سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ کی ہے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے اور تمہارے اِخراج میں ایک دُوسرے کی مدد کی ہے۔جو بھی ان لوگوں سے دوستی کریں گے وہی ظالم ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ۔٨

ترجمہ۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو،اُن لوگوں کو دوست نہ بناؤ جن پر اللہ نے غضب فرمایا ہے، جو آخرت سے اسی طرح مایوس ہیں جس طرح قبروں میں پڑے ہوئے کافر مایوس ہیں۔

الخصومۃ۔دشمنی۔عداوت:

عداوت۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ع۔د۔و) سے مشتق ہے۔٩

عدو۔عربی زبان میں عدو دشمن کو کہتے ہیں۔

عدو۔کے متضاد صدیق (دوست) یا ولی (دوست) ہے۔

عدو۔کے معنی حد سے بڑھنا ہے۔

عدوان۔ سے مراد عدل وانصاف کے تقاضے پورے نا کرنا۔

عدوان۔ سے مراد بزور اور بدترین طریقہ یا حد سے تجاوز کرنا۔ ۱۰؎

عداوۃ۔ کا متضاد مودت ہے۔

قرآن کریم میں عدوان کا متضاد تقویٰ آیا ہے۔

وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۔ ۱۱

ترجمہ۔ کسی قوم کے ساتھ عداوت تمہیں اس پر نہ اکسائے کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام میں آنے سے روک دیا تھا تو تم ان کے ساتھ زیادتی کرو اور تم نیکی اور تقوی پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور ظلم میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ سخت سزا دینے والا۔

ارشادات خداوندی:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَ اِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَيْتُمْ وَ مَاۤ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَ مَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۔ ۱۲

ترجمہ۔ اے ایمان والو! تم میرے اور تمہارے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ تم ان کی طرف محبت کو ڈالتے ہو حالانکہ انہوں نے کفر کیا اس حق کے ساتھ جو تمہارے پاس آیا وہ رسول کو نکالتے ہیں اور تمہیں بھی نکالتے ہی اس وجہ سے کہ تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر جو تمہارا پروردگار ہے اگر تم جہاد کے لیے نکلو میرے رستے میں اور میری رضا طلب کرنے کے لیے تو وہ ان کی طرف چپکے سے محبت کو

پھینکتے ہیں حالانکہ میں خوب جانتا ہوں اس کو جو تم چھپاتے ہو اور جس کو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم میں سے ایسا کرے گا تو یقیناً وہ سیدھے رستے سے گمراہ ہو گیا۔

وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا وَ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ۔ ۱۳

ترجمہ۔آپ پر جو کلام آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے وہ ان میں سے زیادہ تر لوگوں کے کفر اور سرکشی کو زیادہ کرے گا اور ہم نے ان کے درمیان قیامت تک کے لیے عداوت اور بغض کو ڈال دیا ہے وہ جب بھی لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے وہ زمین میں فساد پھیلانے کی تگ و دو کر رہے ہیں اور اللہ فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ ۱۴

ترجمہ۔تم اللہ کی حدود سے تجاوز نہ کرو اور جنہوں نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۔ ۱۵

ترجمہ۔اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے جو ان کو دوست بنائے گا وہ ان ہی میں (شمار) کیا جائے گا بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ۔

ترجمہ۔ بنی اسرائیل میں سے جنھوں نے نے کفر کیا، ان پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی کیونکہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے تجاوز کرتے تھے۔۱۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند وہ شخص ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔۱۷؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہود اور نصاریٰ کو سلام میں پہل نہ کرو اور جب تم ان میں سے کسی سے راستے میں ملو تو انھیں تنگ راستے پر چلنے پر مجبور کرو۔۱۸؎

حضرت انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم اپنے معاملات میں مشرکین سے مشورہ نا کرو۔۱۹؎

حضرت سمرۃ بن جندبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مشرکین (اللہ کے دشمنوں) کے ساتھ سکونت نہ کرو اور نہ ان کے ساتھ جمع ہو۔ جس نے (اللہ کے دشمنوں) ان کے ساتھ سکونت رکھی یا ان کے ساتھ جمع ہوا وہ ان کی مثل ہے۔۲۰؎

حضرت ابوالدرداؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا میں تمھیں وہ بات نہ بتاؤں جو درجے میں روزے، نماز اور زکوۃ سے بڑھ کر ہے؟ لوگوں نے کہا! کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آپس میں صلح کرا دینا اور آپس کی لڑائی اور پھوٹ تو سر منڈنے والی ہے یعنی نیکیوں کا صفایا کر دینے والی ہے۔۲۱؎

امیرالمومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیرالمومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا! جو اللہ کے بندوں پر ظلم کرتا ہے اللہ اس کا دشمن ہے۔۲۲؎

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوست وہی ہے جو کے اللہ کا اطاعت گزار ہو بھلے ہی اس کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت دور کی ہی کیوں نہ ہو جبکہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن ہے وہ شخص جو اللہ کا

نافرمان ہو اور بھلے ہی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرابت دار ہی کیوں نہ ہو۔
ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنے باپ، بھائیوں اور چچاؤں (اللہ اور اسلام ے دشمنوں) کو قتل کرتے تھے تو یہ صرف ہمارے ایمان میں اضافہ کا سبب ہوتا تھا اور ہم ان کو قتل کرنے کی وجہ سے حق کی وسیع شاہراہ پر درد کی تلخیوں پر صبر کرتے تھے اور دشمن کے ساتھ جہاد میں سنجیدہ کوشاں رہتے تھے۔ دشمنوں کے تحفے قبول کرنے سے بچے رہو۔
دشمنی دین کو برباد کر دیتی ہے۔ سب سے بڑا دشمن وہ ہے جس کا مکر وفریب سب دشمنوں سے زیادہ اور خفیہ ہو۔ ہنسی مذاق دشمنی کی ابتداء ہے۔ انسان کا اپنے دشمن سے انتقام لینے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنی خوبیوں میں اضافہ کرے۔
اپنے دشمن سے بطور آزمائش مشاورت کرلو تا کہ اس کی دشمنی کی مقدار کا تمھیں اندازہ ہو جائے
اپنے دشمن کے کسی عمل کو ہرگز معمولی نہ سمجھو۔
چار چیزوں کا تھوڑا بھی بہت ہے۔ ۱۔ آگ۔ ۲۔ دشمنی۔ ۳۔ بیماری۔ ۴۔ فقیری۔
جو دشمنی کے بیج بوتا ہے وہ گھاٹے کی فصل کاٹتا ہے۔ ۲۳؎

اہم نکتہ:

دین اسلام نے تمام مسلمانوں کو ایک نہایت اہم کلیہ اور طریقہ سیکھایا ہے اور وہ یہ کے تمام مسلمانوں کی دوستی، دشمنی، محبت اور نفرت صرف اور صرف اللہ کے لئے ہونی چاہئے جبکہ آپس کی دشمنی اور نفرت کو اسلام نہایت سختی سے مسترد کرتے ہوئے باہمی محبت، مودت اور اتحاد و اتفاق کی ہدایت فرماتا ہے۔
اس کی سب سے بڑی نفسیاتی وجہ یہ ہے کے نفرت یا دشمنی میں انسان کی نہایت طاقت، توانائی اور قیمتی وقت کا ضیاع ہوتا ہے مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی بنایا گیا ہے تا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ خیر خواہی، ہمدردی اور پیار ومحبت کا سلوک کرتے رہیں جبکہ اللہ، اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند آپس میں مضبوطی سے جڑ جائیں اور اللہ کے دشمنوں کے ساتھ سختی سے مقابلہ کریں تا کہ دشمنوں کی جڑ کٹ کر رہ جائے۔

لیکن اس کلیہ کی خلاف ورزی کرنے والے انسان اپنی طاقت ،توانائی اور اعلیٰ صلاحیتوں کو خود اپنے ہی خلاف استعمال کرتے ہوئے شدید ذہنی انحطاط اور اپنی شخصیت کو نا قابل تلافی نقصانات پہنچاتے ہیں۔

شمس تبریز لکھتے ہیں !انسان جس لمحے دشمنی ،نفرت ،جلن ،حسد اور جھگڑے کی زد میں ہوتا ہے گویا وہ اس دم جہنم کی آگ کی لپیٹوں میں ہوتا ہے۔

مومنات کی بیعت:

دارالکفر سے دارالاسلام کی جانب ہجرت کر کے آنے والی مومنات کی بیعت سے متعلق ارشاد خداوندی ہے!

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ لَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ وَ اٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ وَ لَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَ سْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَ لْيَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۔۲۴

ترجمہ۔اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو تم ان کا امتحان لو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ان کے ایمان کو پھر اگر تم ان کو مومن جانو تو تم ان کو کافروں کی طرف واپس مت لوٹاؤ نہ یہ مومن عورتیں ان کے لیے حلال ہیں اور نہ وہ ان کے لیے حلال ہیں اور تم ان کو دو وہ جو انہوں نے خرچ کیا ہے اور تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم ان سے نکاح کرو جب ان کو ان کا مہر دیدو اور تم کافر عورتوں کے بندھنوں کو پکڑ کر مت روکے رکھو اور تم سوال کرلو وہ جو تم نے خرچ کیا ہے اور انہیں بھی چاہیے کہ وہ سوال کرلیں جو انہوں نے خرچ کیا یہ اللہ کا حکم ہے اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ علم والا حکمت والا ہے۔

مومنات کے حوالے سے حکم کا پس منظر:

مومنات کے حوالے سے حکم کا پس منظر یہ ہے کے صلح حدیبیہ کے بعد شروع شروع میں تو مسلمان مرد مکہ سے بھاگ بھاگ کر مدینہ آتے رہے اور انہیں معاہدے کی شرائط کے مطابق واپس کیا جاتا رہا پھر مومنات (مسلمان خواتین) کے آنے کا سلسلہ شروع ہوا اور سب سے پہلے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ہجرت کر کے مدینے پہنچیں۔ کفار نے معاہدے کا حوالہ دے کر ان کی واپسی کا بھی مطالبہ کیا اور ام کلثوم کے دو بھائی ولید بن عقبہ اور عمارہ بن عقبہ انہیں واپس لے جانے کے لیے مدینے پہنچے، اس وقت یہ سوال پیدا ہوا کے ہجرت کر کے آنے والی خواتین واقعی مسلمان ہیں یا نہیں چنانچہ اس ضمن میں ان کی تحقیق اور اطمینان ضروری تھا کیونکہ کیا واقعی وہ ایمان کی خاطر ہجرت کر کے مدینہ آئی ہیں، یا کوئی اور چیز انہیں یہاں لائی ہے؟ کیونکہ کفار قریش تو ویسے ہی اسلام اور مسلمانوں کی ہر بات پر شدید گرفت کرتے لیکن صلح حدیبیہ کا صلح نامہ کفار قریش کے ایک نمائندے سہیل بن عمرو نے تحریر کیا تھا اور انھوں نے واضح الفاظ میں یہ لکھا تھا کے علیٰ ان لا یاتیک منا رجل وان کان علی دینک الا رددتہ الینا۔

ترجمہ۔ اگر مسلمانوں کے پاس مدینہ میں ہم میں سے کوئی مرد آئے، اگر چہ وہ تمہارے دین ہی پر کیوں نا ہو، تم اسے ہماری طرف واپس کرو گے۔ ۲۵؎

یعنی معاہدے میں لفظ رجل لکھا گیا تھا جو عربی زبان میں مرد کے لیے بولا جاتا ہے، اسی بنا پر جب ام کلثوم بنت عقبہ کی واپسی کا مطالبہ لے کر ان کے بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو (امام زہری کی روایت کے مطابق) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو واپس کرنے سے یہ کہہ کر انکار فرمایا! کان الشرط فی الرجال دون النساء۔

ترجمہ۔ یہ شرط مردوں کے بارے میں تھی عورتوں کے بارے میں نہیں تھی۔ ۲۶؎

اس وقت تک خود قریش کے لوگ بھی اس غلط فہمی میں تھے کہ معاہدے کا اطلاق ہر طرح کے مہاجرین پر ہوتا ہے، خواہ وہ مرد ہوں یا عورت لیکن جیسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو معاہدے کے ان الفاظ کی جانب توجہ دلائی تو وہ دم بخود رہ گئے اور انہیں ناچار اس فیصلے کو ماننا پڑا۔ معاہدے

کی اس شرط کے اعتبار سے مسلمانوں کو یہ حق حاصل تھا کے جو عورت بھی مکہ چھوڑ کر مدینے آئی ہو، خواہ وہ کسی غرض سے بھی آئی ہو اسے واپس دینے سے انکار کر دیا جائے گا لیکن اسلام کو صرف مومنات کی حفاظت سے دلچسپی تھی، اور ہر طرح کی بھاگنے والی عورتوں کے لیے مدینہ طیبہ کو پناہ گاہ بنانا مقصود نہ تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کے جو عورتیں ہجرت کر کے آئیں اور اپنے مومن ہونے کا اظہار کریں، ان سے پوچھ گچھ کر کے اطمینان کرلو کے کیا وہ واقعی ایمان لے کر آئی ہیں؟ اور جب اس بات کا اطمینان ہو جائے تو ان کو واپس نہ کرو۔

چنانچہ اللہ کے اس حکم کے مطابق ہجرت کر کے آنے والی خواتین سے یہ پوچھا جاتا کے کیا وہ اللہ کی توحید اور محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتی ہیں اور صرف اللہ اور اس کے رسول کی خاطر نکل کر آئی ہیں؟ کہیں ایسا تو نہیں ہے کے وہ اپنے شوہروں سے لڑ کر گھر سے نکلی ہوں؟ یا ہمارے ہاں کے کسی مرد کی محبت ان کو لے آئی ہو؟ یا کوئی اور دنیوی غرض ان کے اس فعل کی محرک ہوئی ہو؟ ان سوالات کا اطمینان بخش جواب جو خواتین دیتیں صرف ان کو روک لیا جاتا، باقی کو واپس کر دیا جاتا۔ ۲۷؎

اس آیت میں قانون شہادت کا بھی ایک اصولی ضابطہ بیان کیا گیا ہے جس کی مزید توضیح اس طریق کار سے ہوگئی جو رسول اللہ ﷺ نے عمل درآمد کے لیے مقرر فرمایا تھا۔ آیت میں تین باتیں فرمائی گئی ہیں۔

۱۔ ہجرت کرنے والی جو عورتیں اپنے آپ کو مومن ہونے کی حیثیت سے پیش کریں ان کے ایمان کی جانچ کرو۔

۲۔ ان کے ایمان کی حقیقت کو تو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، تمہارے پاس یہ جاننے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کے وہ حقیقت میں ایمان لائی ہیں۔

۳۔ جانچ پڑتال سے جب تمہیں معلوم ہو جائے کے وہ مومنات ہیں تو انہیں واپس نہ کرو۔

اللہ کے اس حکم کے مطابق ان خواتین کے ایمان کی جانچ کا جو طریقہ رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمایا تھا وہ یہ تھا کے ان خواتین کے حلفیہ بیان پر اعتماد کیا جائے اور ضروری جرح کے بعد یہ اطمینان کر لیا جائے کے ان کی ہجرت کا محرک ایمان کے سوا کچھ اور نہیں۔

اس جانچ کے نتیجے میں اسلام کے چار اہم قواعد سامنے آئے۔

۱۔معاملات کے فیصلے کے لیے عدالت کو حقیقت کا علم حاصل ہونا ضروری نہیں صرف وہ علم کافی ہے جو شہادتوں سے حاصل ہوتا ہے۔

۲۔شخص کے حلفیہ بیان پر اعتماد کرنا تاوقتیکہ کوئی صریح قرینہ اس کے کاذب ہونے پر دلالت نہ کرتا ہو۔

۳۔انسان اپنے عقاعد اور ایمان کے متعلق خود جو خبر دے رہا ہو اسے قبول کرنا ضروری ہے بلاوجہ کی کھوج کی ضرورت نہیں۔

۴۔ایک شخص کے ذاتی حالات کو کوئی دوسرا نہیں جان سکتا تاہم اسی کے بیان پر بھروسہ کیا جائے گا، مثلاً طلاق اور عدت کے معاملات میں عورت کے حیض اور طہر کے متعلق اس کا اپنا بیان ہی معتبر ہوگا، خواہ وہ جھوٹ بولے یا سچ ، انہی قواعد کے مطابق علم حدیث میں بھی ان روایات کو قبول کیا جائے گا جن کے راویوں کا ظاہر حال ان کے راستباز ہونے کی شہادت دے رہا ہو، الا یہ کہ کچھ دوسرے قرائن ایسے موجود ہوں جو کسی روایت کے قبول میں مانع ہوں۔

وَ اِنۡ فَاتَكُمۡ شَىۡءٌ مِّنۡ اَزۡوَاجِكُمۡ اِلَى الۡكُفَّارِ فَعَاقَبۡتُمۡ فَاٰتُوا الَّذِيۡنَ ذَهَبَتۡ اَزۡوَاجُهُمۡ مِّثۡلَ مَاۤ اَنۡفَقُوۡا‌ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡۤ اَنۡتُمۡ بِهٖ مُؤۡمِنُوۡنَ۔۲۸

ترجمہ۔اگر تمہاری کافر بیویوں کے مہروں میں سے کچھ تمہیں کفّار سے واپس نہ ملے اور پھر تمہاری نوبت آئے تو جن لوگوں کی بیویاں اُدھر رہ گئی ہیں اُن کو اتنی رقم ادا کرو جو اُن سے دیے ہوئے مہروں کے برابر ہو۔اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو۔

مندرجہ بالا آیات میں چار بڑے اہم احکامات بیان کیے گئے جن کا تعلق اسلام کے عائلی اور بین الاقوامی قوانین سے بھی ہے۔

۱۔جو عورت مسلمان ہو جائے وہ اپنے کافر شوہر کے لیے حلال نہیں اور نہ کافر شوہر اس کے لیے حلال ہے۔

۲۔منکوحہ عورت مسلمان ہو کر دار الکفر سے دار الاسلام میں ہجرت کر آئے اس کا نکاح اپنے آپ ٹوٹ جاتا ہے اور جو مسلمان بھی چاہے اس کا مہر دے کر اس سے نکاح کر سکتا ہے۔

۳۔جو مرد مسلمان ہو جائے اس کے لیے یہ جائز نہیں کے اس کی بیوی اگر کافر ہے تو وہ اسے اپنے نکاح میں روکے رکھے۔

تو اللہ کے اس حکم کو سنتے کے ساتھ حضرت عمرؓ نے اس دن اپنی دو مشرکہ بیویوں کو طلاق دی تھی۔۲۹؎

۴۔اگر دار الکفر اور دار الاسلام کے درمیان صلح کے تعلقات موجود ہوں تو اسلامی حکومت کو دار الکفر کی حکومت سے یہ معاملہ طے کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کے کفار کی جو منکوحہ خواتین مسلمان ہو کر دار الاسلام میں ہجرت کر آئی ہوں ان کے مہر مسلمانوں کی طرف سے واپس دے دیے جائیں، اور مسلمانوں کی منکوحہ کافر عورتیں جو دار الکفر میں رہ گئی ہوں ان کے مہر کفار کی طرف سے واپس مل جائیں۔

ان احکام کا تاریخی پس منظر یہ ہے کے آغاز اسلام میں بکثرت مرد ایسے تھے جنہوں نے اسلام قبول کر لیا مگر ان کی بیویاں مسلمان نہ ہوئیں اور بہت سی خواتین ایسی بھی تھیں جو مسلمان ہو گئیں مگر ان کے شوہروں نے اسلام قبول نہ کیا۔خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک صاحبزادی حضرت زینب کے شوہر ابو العاص غیر مسلم تھے اور کئی سال تک غیر مسلم رہے۔ابتدائی دور میں ایسا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کے مسلمان خاتون کے لیے اس کا کافر شوہر اور مسلمان مرد کے لیے اس کی مشرک بیوی حلال نہیں، اسی لیے ان کے درمیان ازدواجی رشتے اور تعلقات برقرار رہے، جبکہ ہجرت مدینہ کے بعد بھی کئی سال تک یہی صورت حال قائم رہی یعنی کئی خواتین مسلمان ہو کر ہجرت کر کے مدینہ آئیں اور ان کے کافر شوہر دار الکفر میں رہے اور بہت سے مسلمان مرد ہجرت کر کے آ گئے اور ان کی کافر بیویاں دار الکفر میں رہ گئیں،لیکن اس کے باوجود ان کے درمیان رشتہ ازدواج قائم رہا۔

اس پیچیدہ صورت حال سے بالخصوص خواتین زیادہ متاثر ہوئیں، کیونکہ مرد تو دوسرے نکاح بھی کر سکتے تھے، مگر عورتوں کے لیے یہ ممکن نہ تھا کیونکہ جب تک سابق شوہروں سے ان کا نکاح فسخ نہ ہو جاتا وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نہیں کر سکتیں۔صلح حدیبیہ کے بعد جب یہ آیات نازل

ہوئیں تو انہوں نے مسلمانوں اور کفار و مشرکین کے درمیان سابق کے ازدواجی رشتوں کو ختم کر دیا اور آئندہ کے لیے ان کے بارے میں ایک قطعی اور واضح قانون بنا دیا گیا۔

فقہائے اسلام نے ان قوانین کو چار بڑے عنوانات کے تحت مرتب کیا ہے۔

ا۔ وہ حالت جس میں زوجین دارالاسلام میں ہوں اور ان میں سے ایک مسلمان ہو جائے اور دوسرا کافر رہے۔

۲۔ وہ حالت جس میں زوجین دارالکفر میں ہوں اور ان میں سے ایک مسلمان ہو جائے اور دوسرا کافر رہے۔

۳۔ وہ حالت جس میں زوجین میں سے کوئی ایک مسلمان ہو کر دارالاسلام میں ہجرت کر کے آجائے اور دوسرا دارالکفر میں کافر رہے۔

۴۔ وہ حالت جس میں مسلم زوجین میں سے کوئی ایک مرتد ہو جائے۔

ذیل میں ان چاروں حالتوں سے متعلق فقہاء کے مسالک کے الگ الگ بیانات درج ذیل ہیں۔

ا۔ اگر شوہر نے اسلام قبول کیا اور اس کی بیوی عیسائی یا یہودی ہو اور وہ اپنے دین پر قائم رہے تو دونوں کے درمیان نکاح باقی رہے گا، کیونکہ مسلمان مرد کے لیے اہل کتاب بیوی جائز ہے، یہ امر تمام فقہاء کے درمیان متفق علیہ ہے۔

اگر اسلام قبول کرنے والے مرد کی بیوی غیر اہل کتاب ہو اور وہ اپنے دین پر قائم رہے، تو فقہ حنفیہ کے مطابق اس عورت کے سامنے اسلام پیش کیا جائے گا، اگر وہ اسلام قبول کرلے تو نکاح باقی رہے گا، اور اگر اسلام نا قبول کرے تو ان دونوں کے مابین تفریق کر دی جائے گی۔ اس صورت میں اگر زوجین کے درمیان خلوت ہو چکی ہو تو عورت مہر کی مستحق ہو گی، اور خلوت نہ ہوئی ہو تو اس کو مہر پانے کا حق نہ ہو گا، کیونکہ فرقت اس کے انکار کی وجہ سے واقع ہوئی ہے۔ ۳۰

امام شافعی اور احمد کہتے ہیں کہ اگر زوجین کے درمیان خلوت نہ ہوئی ہو تو مرد کے اسلام قبول کرتے ہی عورت اس کے نکاح سے باہر ہو جائے گی، اور اگر خلوت ہو چکی ہو تو عورت تین مرتبہ ایام ماہواری آنے تک اس کے نکاح میں رہے گی، اس دوران میں وہ خود اپنی مرضی سے اسلام قبول کرلے تو نکاح باقی رہے گا، ورنہ تیسری بار ایام سے فارغ ہوتے ہی آپ سے آپ فسخ ہو جائے

گا۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کے زمانے میں اس کی ایک مثال ملتی، جب عراق کے ایک مجوسی زمیندار نے اسلام قبول کیا اور اس کی بیوی کافر رہی۔ حضرت علیؓ نے اس کے سامنے اسلام پیش فرمایا لیکن اس نے انکار کیا تب آپؓ نے دونوں کے درمیان تفریق کرا دی۔ ۳۱؎

امام مالک کہتے ہیں اگر خلوت نہ ہوئی ہو تو مرد کے اسلام لاتے ہی اس کی کافر بیوی اس سے فوراً جدا ہو جائے گی اور اگر خلوت ہو چکی ہو تو عورت کے سامنے اسلام پیش کیا جائے گا اور اس کے انکار کی صورت میں جدائی واقع ہو جائے گی۔ ۳۲؎

اگر خاتون نے اسلام قبول کیا ہو اور مرد کافر رہے، خواہ وہ اہل کتاب میں سے ہو یا غیر اہل کتاب میں سے، تو فقہ حنفیہ کے مطابق، ان دونوں میں خلوت ہو چکی ہو یا نہ ہوئی ہو، ہر صورت میں شوہر کے سامنے اسلام پیش کیا جائے گا، قبول کر لے تو عورت اس کے نکاح میں رہے گی، انکار کر دے تو قاضی دونوں میں تفریق کرا دے گا۔ اس دوران میں جب تک مرد اسلام سے انکار نہ کرے، عورت اس کی بیوی تو رہے گی مگر اس کو مقاربت کا حق نہ ہوگا۔ شوہر کے انکار کی صورت میں تفریق طلاق بائن کے حکم میں ہوگی اگر اس سے پہلے خلوت نہ ہوئی ہو تو عورت نصف مہر پانے کی حق دار ہوگی، اور خلوت ہو چکی ہو تو عورت پورا مہر بھی پائے گی اور عدت کا نفقہ بھی۔ ۳۳؎

امام شافعی کے نزدیک خلوت نہ ہونے کی صورت میں عورت کے اسلام قبول کرتے ہی نکاح فسخ ہو جائے گا، اور خلوت ہونے کی صورت میں عدت ختم ہونے تک عورت اس مرد کے نکاح میں رہے گی۔ اس مدت کے اندر وہ اسلام قبول کر لے تو نکاح باقی رہے گا ورنہ عدت گزرتے ہی جدائی واقع ہو جائے گی۔

حضرت عمرؓ کے زمانے میں متعدد واقعات ایسے پیش آئے جب خاتون نے اسلام قبول کر لیا اور مرد سے اسلام لانے انکار کر دیا تو ایسی صورت میں دونوں کے درمیان تفریق کرا دی گئی۔ یہ واقعات صحابہ کرام کے سامنے پیش آئے تھے اور کسی کا اختلاف منقول نہیں ہے۔ ۳۴؎

امام مالکؒ کی رائے اس معاملے میں یہ ہے کہ اگر خلوت سے پہلے عورت مسلمان ہو جائے تو شوہر کے سامنے اسلام پیش کیا جائے، وہ قبول کر لے تو بہتر ورنہ فوراً تفریق کرا دی جائے اور اگر خلوت

ہوچکی ہواور اس کے بعد عورت اسلام لائی ہوتو زمانہ عدت ختم ہونے تک انتظار کیا جائے، اس مدت میں شوہر اسلام قبول کرلے تو نکاح باقی رہے گا، ورنہ عدت گزرتے ہی فرقت واقع ہوجائے گی۔

امام احمد کا ایک قول امام شافعی کی تائید میں ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کے زوجین کے درمیان اختلاف دین واقع ہوجانا بہرحال فوری تفریق کا موجب ہے خواہ خلوت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ ۳۵

۲۔ دارالکفر میں اگر عورت مسلمان ہوجائے اور مرد کافر رہے، یا مرد مسلمان ہوجائے اور اس کی بیوی (جو عیسائی یا یہودی نہ ہو بلکہ کسی غیر کتابی مذہب کی ہو) اپنے مذہب پر قائم رہے، تو حنفیہ کے نزدیک خواہ ان کے درمیان خلوت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، تفریق واقع نہ ہوگی جب تک عورت کو تین مرتبہ ایام ماہواری نہ آجائیں، یا اس کے غیر حائضہ ہونے کو صورت میں تین مہینے نہ گزرجائیں اس دوران میں اگر دوسرا فریق بھی مسلمان ہوجائے تو نکاح باقی رہے گا، ورنہ یہ مدت گزرتے ہی فرقت واقع ہوجائے گی۔

امام شافعی اس معاملہ میں بھی خلوت اور عدم خلوت کے درمیان فرق کرتے ہیں، ان کی رائے یہ ہے کہ اگر خلوت نہ ہوئی ہوتو زوجین کے درمیان دین کا اختلاف واقع ہوتے ہی فرقت ہوجائے گی، اگر خلوت ہوجانے کے بعد دین کا اختلاف رونما ہوا ہوتو عدت کی مدت ختم ہونے تک ان کا نکاح باقی رہے گا۔ اس دوران میں اگر دوسرا فریق اسلام قبول نہ کرے تو عدت ختم ہونے کے ساتھ ہی نکاح بھی ختم ہوجائے گا۔ ۳۶

۳۔ اگر زوجین کے درمیان اختلاف دین کے ساتھ ساتھ اختلاف دار بھی واقع ہوجائے، یعنی ان میں سے کوئی ایک دارالکفر میں کافر رہے اور دوسرا دارالاسلام کی طرف ہجرت کرجائے، اس کے متعلق فقہ حنفیہ کہتے ہیں کے دونوں کے درمیان نکاح کا تعلق اپنے آپ ختم ہوجائے گا۔ اگر ہجرت کرنے والی عورت ہوتو اسے فوراً دوسرا نکاح کرلینے کا حق حاصل ہے، اس پر کوئی عدت نہیں ہے، البتہ مقاربت کے لیے اس کے شوہر کو استبراء رحم کی خاطر ایک مرتبہ ایام ماہواری آجانے تک انتظار کرنا ہوگا، اور اگر وہ حاملہ ہوتب بھی نکاح ہوسکتا ہے مگر مقاربت کے لیے وضع حمل تک انتظار

کرنا ہوگا۔

امام ابو یوسف اور امام محمد نے اس مسئلے میں امام ابوحنیفہ سے صرف اتنا اختلاف کیا ہے کے ان کے نزدیک عورت پر عدت لازم ہے، اور اگر وہ حاملہ ہو تو وضع حمل سے پہلے اس کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ ۳۷

امام شافعی، امام احمد اور امام مالک کہتے ہیں کے اختلاف دار کا اس معاملہ میں کوئی دخل نہیں ہے، بلکہ اصل چیز صرف اختلاف دین ہے۔

یہ اختلاف اگر زوجین میں واقع ہو جائے تو احکام وہی ہیں جو دارالاسلام میں زوجین کے درمیان یہ اختلاف واقع ہونے کے احکام ہیں۔ ۳۸

امام شافعی اپنی مذکورہ بالا رائے کے ساتھ ساتھ ہجرت کر کے آنے والی مسلمان عورت کے معاملہ میں یہ رائے بھی ظاہر کرتے ہیں کہ اگر وہ اپنے کافر شوہر سے لڑ کر اس کے حق زوجیت کو ساقط کرنے کے ارادے سے آئی ہو تو اختلاف دار کی بنا پر نہیں بلکہ اس کے اس قصد کی بنا پر فوراً فرقت واقع ہو جائے گی۔ ۳۹

قرآن کریم کے مطالعے سے اس معاملہ میں صحیح ترین رائے امام ابوحنیفہ کی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ہجرت کر کے آنے والی مومنات کے بارے میں نازل فرمائی ہے اور انہی کے حق میں یہ فرمایا کے وہ اپنے ان کافر شوہروں کے لیے حلال نہیں رہیں جنہیں وہ دارالکفر میں چھوڑ آئی ہیں، اور دارالاسلام کے مسلمانوں کو اجازت دی کے وہ ان کے مہر ادا کر کے ان سے نکاح کر لیں۔

دوسری طرف مہاجر مسلمانوں سے خطاب کر کے یہ فرمایا کے اپنی ان کافر بیویوں کو اپنے نکاح میں نہ روکو جو دارالکفر میں رہ گئی ہیں اور کفار سے اپنے وہ مہر واپس مانگ لو جو تم نے ان عورتوں کو دیے تھے۔ ظاہر ہے یہ صرف اختلاف دین ہی کے احکامات نہیں بلکہ ان احکامات کو جس چیز نے یہ خاص شکل دی ہے وہ اختلاف دار ہے، اگر ہجرت کی بنا پر مسلمان عورتوں کے نکاح ان کے کافر شوہروں سے ٹوٹ نہ گئے ہوتے تو مسلمانوں کو ان سے نکاح کر لینے کی اجازت کیسے دی جاسکتی تھی، اور وہ بھی اس طرح کہ اس اجازت میں عدت کی طرف کوئی اشارہ تک نہیں ہے۔ اسی طرح اگر لَا تُمۡسِكُوۡا بِعِصَمِ الۡكَوَافِرِ کا حکم آجانے کے بعد بھی مسلمان مہاجرین کی کافر

بیویاں ان کے نکاح میں باقی رہ گئی ہوتیں تو ساتھ ساتھ یہ حکم بھی دیا جاتا کے انہیں طلاق دے دو مگر یہاں اس کی طرف بھی کوئی اشارہ نہیں۔ بلاشبہ یہ صحیح ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت عمر اور حضرت طلحہ اور بعض دوسرے مہاجرین نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی تھی مگر یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کے ان کے لیے ایسا کرنا ضروری تھا، اور ان بیویوں کے ساتھ تعلق زوجیت کا انقطاع ان کے طلاق دینے پر موقوف تھا، اور اگر وہ طلاق نہ دیتے تو وہ بیویاں ان کے نکاح میں باقی رہ جاتیں۔

اس کے جواب میں عہد نبوی کے تین واقعات کی نظیریں پیش کی جاتی ہیں جن کو اس امر کا ثبوت قرار دیا جاتا ہے کے ان آیات کے نزول کے بعد بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختلاف دار کے باوجود مومن اور کافر زوجین کے درمیان نکاح کا تعلق برقرار رکھا۔

ا۔ پہلا واقعہ یہ ہے کہ فتح مکہ سے ذرا پہلے ابوسفیان مرالظّہر ان (موجودہ وادی فاطمہ) کے مقام پر لشکر اسلام میں آئے اور یہاں انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور ان کی بیوی ہند مکہ میں کافر رہیں پھر فتح مکہ کے بعد ہند نے اسلام قبول کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجدید نکاح کے بغیر ہی ان کو سابق نکاح پر برقرار رکھا۔

۲۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کے فتح مکہ کے بعد عکرمہ بن ابی جہل اور حکیم بن حزام مکہ سے فرار ہوگئے اور ان کے پیچھے دونوں کی بیویاں مسلمان ہوگئیں پھر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے شوہروں کے لیے امان لے لی اور جا کر ان کو لے آئیں۔ دونوں اصحاب نے حاضر ہو کر اسلام قبول کرلیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بھی سابق نکاحوں کو برقرار رکھا۔

۳۔ تیسرا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی صاحبزادی حضرت زینب کا ہے جو ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئیں لیکن ان کے شوہر ابوالعاص بحالت کفر مکہ ہی میں مقیم رہے۔ (ان کے متعلق مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ابن عباس کی روایت یہ ہے کے وہ ۸ ھ میں مدینہ آ کر مسلمان ہوئے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجدید نکاح کے بغیر سابق نکاح ہی پر صاحبزادی کو ان کی زوجیت میں رہنے دیا لیکن ان میں سے پہلے دو واقعے تو درحقیقت اختلاف دار کی تعریف ہی میں نہیں آتے، کیونکہ اختلاف دار اس چیز کا نام نہیں ہے ایک شخص عارضی طور پر ایک دار سے

دوسرے دار کی طرف چلا گیا یا فرار ہوگیا، بلکہ یہ اختلاف صرف اس صورت میں واقع ہوتا ہے جب کوئی آدمی ایک دار سے منتقل ہو کر دوسرے دار میں آباد ہو جائے اور اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان موجودہ زمانے کی اصلاح کے مطابق "قومیت" (Nationality) کا فرق واقع ہو جائے۔

۴۔ چوتھا مسئلہ ارتداد کا ہے، اگر زوجین ایک ساتھ مرتد ہو جائیں، یا ان میں سے کوئی ایک مرتد ہو اور دوسرا مسلمان رہے۔

اگر زوجین ایک ساتھ مرتد ہو جائیں تو شافعیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کے خلوت سے پہلے ایسا ہو تو فوراً، اور خلوت کے بعد ہو تو عدت کی مدت ختم ہوتے ہی دونوں کا وہ نکاح ختم ہو جائے گا جو حالت اسلام میں ہوا تھا۔ اس کے برعکس حنفیہ کہتے ہیں اگر چہ قیاس یہی کہتا ہے کے ان کا نکاح فسخ ہو جائے، لیکن حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں جو فتنہ ارتداد برپا ہوا اس میں ہزار ہا آدمی مرتد ہوئے، پھر مسلمان ہو گئے، اور صحابہ کرام نے کسی کو بھی تجدید نکاح کا حکم نہیں دیا، اس لیے ہم صحابہ کے متفقہ فیصلے کو قبول کرتے ہوئے خلاف قیاس یہ بات تسلیم کرتے ہیں کے زوجین کے ایک ساتھ مرتد ہونے کی صورت میں ان کے نکاح نہیں ٹوٹتے۔ ۴۰؎

اگر شوہر مرتد ہو جائے اور عورت مسلمان رہے تو حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک فوراً نکاح ٹوٹ جائے گا، خواہ ان کے درمیان پہلے خلوت ہو چکی ہو یا نہ ہوئی ہو لیکن شافعیہ اور حنابلہ اس میں خلوت سے پہلے اور خلوت کے بعد کی حالت کے درمیان فرق کرتے ہیں۔

اگر خلوت سے پہلے ایسا ہوا ہو تو فوراً نکاح ہو جائے گا، اور خلوت کے بعد ہوا ہو تو زمانہ عدت تک باقی رہے گا، اس دوران میں وہ شخص مسلمان ہو جائے تو زوجیت برقرار رہے گی، ورنہ عدت ختم ہوتے ہی اس کے ارتداد کے وقت سے نکاح فسخ شدہ شمار کیا جائے گا، یعنی عورت کو پھر کوئی نئی عدت گزارنی نہ ہوگی۔ چاروں فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ خلوت سے پہلے یہ معاملہ پیش آیا ہو تو عورت کو نصف مہر، اور خلوت کے بعد پیش آیا تو پورا مہر پانے کا حق ہوگا، اگر عورت مرتد ہوگئی تو حنفیہ کا فتویٰ یہ ہے کے اس صورت میں بھی نکاح فوراً فسخ ہو جائے گا، لیکن بعد کے دور میں علمائے بلخ وسمرقند نے یہ فتویٰ دیا کہ عورت کے مرتد ہونے سے فوراً فرقت واقع نہیں ہوتی، اور اس سے ان

کا مقصد اس امر کی روک تھام کرنا تھا کہ شوہروں سے پیچھا چھڑانے کے لیے عورتیں کہیں ارتداد کا راستہ اختیار نہ کرنے لگیں۔

مالکیہ کا فتویٰ بھی اس سے ملتا جلتا ہے وہ کہتے ہیں اگر قرائن یہ بتا رہے ہوں کے عورت نے محض شوہر سے علیحدگی حاصل کرنے کے لیے بطور حیلہ ارتداد اختیار کیا ہے تو فرقت واقع نہ ہوگی۔

شافعیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کے عورت کے ارتداد کی صورت میں بھی قانون وہی ہے جو مرد کے ارتداد کی صورت میں ہے، یعنی خلوت سے پہلے مرتد ہو تو فوراً نکاح فسخ ہو جائے گا، اور خلوت کے بعد ہو تو زمانہ عدت گزرنے تک نکاح باقی رہے گا، اس دوران میں وہ مسلمان ہو جائے تو زوجیت کا رشتہ برقرار رہے گا۔ ورنہ عدت گزرتے ہی نکاح وقت ارتداد سے فسخ شمار ہوگا۔ مہر کے بارے میں یہ امر متفق علیہ ہے کہ خلوت سے پہلے اگر عورت مرتد ہوئی ہے تو اسے کوئی مہر نہ ملے گا، اور اگر خلوت کے بعد اس نے ارتداد اختیار کیا ہو تو وہ پورا مہر پائے گی۔ [۴۱]

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّ لَا يَسْرِقْنَ وَ لَا يَزْنِيْنَ وَ لَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ [۴۲]

ترجمہ۔اے نبیؐ، جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کے لیے آئیں، اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی، نا چوری کریں گی، نا زنا کریں گی، نا اپنی اولاد کو قتل کریں گی، نا اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ کر لائیں گی، اور نا کسی امرِ معروف میں تمہاری نافرمانی کریں گی، تو ان سے بیعت لے لو اور اُن کے حق میں اللہ سے دعائے مغفرت کرو، یقیناً اللہ درگزر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوہ صفاء پر مردوں کی خود بیعت فرمائی، جبکہ خواتین کی بیعت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو اپنی جانب سے مامور فرمایا تا کہ وہ خواتین کی بیعت لیں اور ان سے ان باتوں کا اقرار کرائیں جو اس آیت میں بیان ہوئی ہیں۔ [۴۳]

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ عید کے روز بھی مردوں کے درمیان خطبہ دینے کے بعد عورتوں کے مجمع کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں اپنے خطبہ کے دوران آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور خواتین سے ان باتوں کا عہد لیا جو اس آیت میں مذکور ہیں۔ ۴۴؎

ان مواقع کے علاوہ بھی مختلف اوقات میں عورتیں فرداً فرداً بھی اور اجتماعی طور پر بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کرتی رہیں جن کا ذکر متعدد احادیث میں آیا ہے۔

مکہ معظّمہ میں جب عورتوں سے بیعت لی جا رہی تھی اس وقت حضرت ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نے اس حکم کی تشریح دریافت کرتے ہوئے حضور ﷺ سے عرض کیا، یارسول اللہ، ابوسفیان ذرا بخیل آدمی ہیں کیا میرے اوپر اس میں کوئی گناہ ہے کے میں اپنی اور اپنے بچوں کی ضروریات کے لیے ان سے پوچھے بغیر ان کے مال میں سے کچھ لے لیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا! بس معروف کی حد تک یعنی بس اتنا مال لو جو فی الواقع جائز ضروریات کے لیے کافی ہو۔ ۴۵؎

اس میں اسقاط حمل بھی شامل ہے، خواہ وہ جائز حمل کا اسقاط ہو یا ناجائز حمل کا۔

کوئی عورت دوسری عورت پر غیر مردوں سے آشنائی کا بہتان نہیں لگائے گی، اور نا اس قسم کے قصے لوگوں میں پھیلائے گی، کیونکہ عورتوں میں اس قسم کی باتوں کے چرچے کی خاص عادت موجود ہوتی ہے۔

ایک عورت بچہ تو کسی اور کا جنے اور شوہر کو یقین دلائے کے یہ بچہ تیرا ہی ہے۔

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو عورت کسی خاندان میں کوئی ایسا بچہ گھسا لائے جو اس خاندان کا نہیں ہے، تو اس کا اللہ سے کوئی واسطہ نہیں، اور اللہ اسے کبھی جنت میں داخل نہ کرے گا۔ ۴۶؎

وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ ۴۷

ترجمہ۔ کسی امرِ معروف میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی۔

اس مختصر سی آیت میں دو بڑے اہم قانونی نکات بیان کیے گئے ہیں۔

ا۔ پہلا نکتہ یہ ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت پر بھی اطاعت فی المعروف کی قید لگائی گئی ہے، حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اس امر کے کسی ادنیٰ شبہ کی گنجائش بھی نہ تھی کہ آپ کبھی منکر کا حکم بھی دے سکتے ہیں۔ اس سے خود بخود یہ بات واضح ہوگئی کہ دنیا میں کسی مخلوق کی اطاعت قانون خداوندی کے حدود سے باہر جا کر نہیں کی جاسکتی، کیونکہ جب خدا کے رسول تک کی اطاعت معروف کی شرط سے مشروط ہے تو پھر کسی دوسرے کا یہ مقام کہاں ہوسکتا ہے کہ اسے غیر مشروط اطاعت کا حق پہنچے اور اس کے کسی ایسے حکم یا قانون یا ضابطے اور رسم کی پیروی کی جائے جو قانون خداوندی کے خلاف ہو۔ اس قاعدے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا

لا طاعۃ فی معصیۃ اللہ، انما الطاعۃ فی المعروف۔

ترجمہ۔ اللہ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں ہے، اطاعت صرف معروف میں ہے۔ ۴۸؎

حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلمؓ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کے وہ تمہاری نافرمانی نہ کریں، بلکہ فرمایا یہ ہے کہ وہ معروف میں تمہاری نافرمانی نہ کریں پھر جب اللہ تعالیٰ نے نبی تک کی اطاعت کو اس شرط سے مشروط کیا ہے تو کسی اور شخص کے لیے یہ کیسے سزاوار ہوسکتا ہے کہ معروف کے سوا کسی معاملہ میں اس کی اطاعت کی جائے۔ ۴۹؎

امام ابوبکر جصاص لکھتے ہیں! اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی معروف کے سوا کسی اور چیز کا حکم نہیں دیتے، لیکن پھر بھی اللہ نے اپنے نبی کی نافرمانی سے منع کرتے ہوئے معروف کی شرط لگا دی تا کہ کوئی شخص کبھی اس امر کی گنجائش نہ نکال سکے کے ایسی حالت میں بھی سلاطین کی اطاعت کی جائے جبکہ ان کا حکم اللہ کی اطاعت میں نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

من اطاع مخلوقاً فی معصیۃ الخالق سلّط اللہ علیہ ذٰلک المخلوق۔

ترجمہ۔ جو شخص خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت کرے، اللہ تعالیٰ اس پر اسی مخلوق کو مسلط کر دیتا ہے۔ ۵۰؎

علامہ آلوسی فرماتے ہیں، یہ ارشاد ان جاہلوں کے خیال کی تردید کرتا ہے جو سمجھتے ہیں کے اولی الامر کی اطاعت مطلقاً لازم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تو رسول کی اطاعت پر بھی معروف کی قید لگا دی ہے، حالانکہ رسول کبھی معروف کے سوا کوئی حکم نہیں دیتا اس سے مقصود لوگوں کو خبردار کرنا ہے کے خالق کی معصیت میں کسی کی اطاعت جائز نہیں ہے۔۵۱

پس درحقیقت یہ ارشاد اسلام میں قانون کی حکمرانی (Rule of Law) کا سنگ بنیاد ہے۔

اصولی بات یہ ہے کے ہر کام جو اسلامی قانون کے خلاف ہو، جرم ہے اور کوئی شخص یہ حق نہیں رکھتا کے ایسے کسی کام کا کسی کو حکم دے جو شخص بھی خلاف قانون حکم دیتا ہے وہ خود مجرم ہے اور جو شخص اس حکم کی تعمیل کرتا ہے وہ بھی مجرم ہے۔ کوئی ماتحت اس عذر کی بنا پر سزا سے نہیں بچ سکتا کے اس کے افسر بالا نے اسے ایک ایسے فعل کا حکم دیا تھا جو قانون میں جرم ہے۔

۲۔ دوسری بات جو آئینی حیثیت سے بڑی اہمیت رکھتی ہے یہ کے اس آیت میں پانچ منفی احکام دینے کے بعد مثبت حکم صرف ایک ہی دیا گیا ہے اور وہ یہ کے تمام نیک کاموں میں

رسول اللہ ﷺ کے احکام کی اطاعت کی جائے گی، جہاں تک برائیوں کا تعلق ہے، وہ بڑی بڑی برائیاں گنوا دی گئیں جن میں زمانہ جاہلیت کی عورتیں مبتلا تھیں اور ان سے باز رہنے کا عہد لے لیا گیا، مگر جہاں تک بھلائیوں کا تعلق ہے ان کی کوئی فہرست دے کر عہد نہیں لیا گیا کے تم فلاں فلاں اعمال کرو گی بلکہ صرف یہ عہد لیا گیا کے جس نیک کام کا حکم رسول اللہ ﷺ دیں گے اس کی پیروی تمہیں لازمی کرنی ہوگی، اب ظاہر ہے کے اگر وہ نیک اعمال صرف وہی ہوں جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دیا ہے تو عہد ان الفاظ میں لیا جانا چاہیے تھا "تم اللہ کی نافرمانی نا کرو گی یا تم قرآن کے احکامات کی نافرمانی نا کرو گی لیکن جب عہد ان الفاظ میں لیا گیا کے جس نیک کام کا حکم بھی رسول اللہ ﷺ دیں گے تم اس کی خلاف ورزی نہ کرو گی تو اس سے خود بخود یہ نتیجہ نکلتا ہے کے معاشرے کی اصلاح کے لیے رسول اللہ ﷺ کو وسیع ترین اختیارات دیے گئے ہیں اور آپ ﷺ کے تمام احکام واجب الاطاعت ہیں خواہ وہ قرآن میں موجود ہو یا نہ ہوں۔

اسی آئینی اختیار کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت لیتے ہوئے ان بہت سی برائیوں کے چھوڑنے کا عہد لیا جو اس وقت عرب معاشرے کی عورتوں میں پھیلی ہوئی تھیں اور متعدد ایسے احکام دیے جو قرآن میں مذکور نہیں ہیں۔

درج ذیل احادیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ احکامات موجود ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لیتے وقت یہ عہد لیا کہ وہ مرنے والوں پر نوحہ نہیں کریں گی۔ ۵۲؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو عورتوں سے بیعت لینے کے لیے مامور کیا اور حکم دیا کے ان کو نوحہ کرنے سے منع کریں، کیونکہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں مرنے والوں پر نوحہ کرتے ہوئے کپڑے پھاڑتیں، منہ نوچتیں، بال کاٹتیں اور سخت واویلا مچاتی تھیں۔ ۵۳؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کو تخلیے میں غیر مردوں سے بات کرنے سے منع فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی ایسا ہوتا ہے کے ہم گھر پر نہیں ہوتے اور ہمارے ہاں کوئی صاحب ملنے آجاتے ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری مراد یہ نہیں ہے یعنی عورت کا کسی آنے والے سے اتنی بات کہہ دینا ممنوع نہیں ہے کے صاحب خانہ گھر میں موجود نہیں ہیں۔ (یہ روایات ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے نقل کی ہیں)۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین سے یہ عہد لیا کے وہ نوحہ نہیں کریں گی اور نا ہی جاہلیت کے بناؤ سنگھار کر کے اپنی نمائش کریں گی۔ ۵۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک خالہ سلمٰی بنت قیسؓ کہتی ہیں، میں انصار کی چند عورتوں کے ساتھ بیعت کے لیے حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کی اس آیت کے مطابق ہم سے عہد لیا پھر فرمایا ولا تغششن ازواجکن۔ ترجمہ۔ اپنے شوہروں سے دھوکے بازی نہ کرنا۔

جب ہم واپس ہونے لگیں تو ایک عورت نے مجھ سے کہا کہ جا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھو شوہروں سے دھوکے بازی کرنے کا کیا مطلب ہے؟ میں نے جا کر پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

تاخذ ماله فتحابى به غيره ترجمہ۔ اپنے شوہر کے مال کو تم دوسروں پر نہیں لٹاؤ گی۔ ۵۵ ؎

ام عطیہؓ فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت لینے کے بعد ہمیں حکم دیا کے ہم عیدین کی جماعت میں حاضر ہوا کریں گی البتہ جمعہ ہم پر فرض نہیں ہے، اور جنازوں کے ساتھ جانے سے ہمیں منع فرما دیا۔ ۵٦ ؎

جو لوگ حضور کے اس آئینی اختیار کو آپ کی حیثیت رسالت کے بجائے حیثیت امارت سے متعلق قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ اپنے وقت کے حکمراں بھی تھے اس لیے اپنی اس حیثیت میں آپ نے جو احکام دیئے وہ صرف آپ کے زمانے تک ہی واجب الاطاعت تھے، وہ بڑی جہالت کی بات کہتے ہیں۔ اوپر کی سطور میں ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو احکام نقل کیے ہیں ان پر ایک نگاہ ڈال لیجیے۔ ان میں عورتوں کی اصلاح کے لیے جو ہدایات آپ نے دی ہیں وہ اگر محض حاکم وقت ہونے کی حیثیت سے ہوتیں تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پوری دنیا کے مسلم معاشرے کی عورتوں میں یہ اصلاحات کیسے رائج ہو سکتی تھیں؟ آخر دنیا کا وہ کونسا حاکم ہے جس کو یہ مرتبہ حاصل ہو کہ ایک مرتبہ اس کی زبان سے ایک حکم صادر ہوا اور روئے زمین پر جہاں جہاں بھی مسلمان آباد ہیں وہاں کے مسلم معاشرے میں ہمیشہ کے لیے وہ اصلاح رائج ہو جائے جس کا حکم اس نے دیا ہے؟۔ ۵۷ ؎

معتبر اور متعدد احادیث سے معلوم ہوتا ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں عورتوں سے بیعت لینے کا طریقہ مردوں کی بیعت سے مختلف تھا۔ مردوں سے بیعت لینے کا طریقہ یہ تھا کے بیعت کرنے والے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر عہد کرتے تھے لیکن عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہیں لیا، بلکہ مختلف دوسرے طریقے اختیار فرمائے۔ اس کے بارے میں جو روایات منقول ہوئی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت کرتے وقت کبھی کسی عورت کے ہاتھ

کو نا چھوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عورتوں سے بیعت لیتے تو بس زبان مبارک سے یہ فرمایا کرتے کے میں نے تجھ سے بیعت لی۔۵۸؎

امیہ بنت رقیقہؓ بیان کرتی ہیں، میں اور چند عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیعت کے لیے حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کریم کی اس آیت کے مطابق ہم سے عہد لیا جب ہم نے کہا ہم معروف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی نہا کریں گی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

فیما استطعتنَّ

جہاں تک تمہارے بس میں ہو اور تمہارے لیے ممکن ہو، ہم نے عرض کی، اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لیے خود ہم سے بڑھ کر رحیم ہیں، پھر ہم نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھ بڑھایئے تاکہ ہم آپ سے بیعت کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا، بس میں تم سے عہد لوں گا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عہد لے لیا۔۵۹؎

عورتوں سے بیعت لیتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب ایک چادر بڑھادی جاتی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس چادر کو اپنے ہاتھ میں لیتے اور فرماتے میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔۶۰؎

ایک دوسری روایت کے مطابق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی کے ایک برتن میں اپنا ہاتھ ڈالتے اور پھر اسی برتن میں عورت بھی اپنا ہاتھ ڈال دیتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کا خطبہ دینے کے بعد مردوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے اس مقام پر تشریف لے گئے جہاں عورتیں بیٹھی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں اپنی تقریر میں قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی، پھر عورتوں سے پوچھا تم اس کا عہد کرتی ہو؟ مجمع میں سے ایک عورت نے جواب دیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۶۱؎

❁

حوالہ کتب:

۱۔سورہ الممتحنہ۔آیت۔۱۔

۲۔سورہ الممتحنہ۔آیت۔۲۔
۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۴۔سورہ الممتحنہ۔آیت۔۳۔۵۔
۵۔سورہ المعارج۔آیت۔۱۱۔۱۴۔
۶۔سورہ عبس۔آیت۔۳۴۔۳۷۔
۷۔سورہ الممتحنہ۔آیت۔۹۔
۸۔سورہ الممتحنہ۔آیت۔۱۳۔
۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضی حسینی زنیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر
۱۱۔سورہ مائدہ۔آیت۔۲۔
۱۲۔سورہ الممتحنہ۔آیت۔۱۔
۱۳۔سورہ مائدہ۔آیت۔۵۔
۱۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۲۹۔
۱۵۔سورہ مائدہ۔آیت۔۵۱۔
۱۶۔سورہ مائدہ۔آیت۔۸۷۔
۱۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۴۱۷ھ۔
۱۹۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۴ھ۔
۲۲۔غررالحکم۔
۲۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات
اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۲۴۔سورہ الممتحنہ۔آیت۔۱۰۔

۲۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۶۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۲۷۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۸۔سورہ الممتحنہ۔آیت۔۱۱۔
۲۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۰۔المبسوط۔شمس الائمہ محمد بن سرخسی (متوفی ۴۸۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۳۱۔المبسوط۔شمس الائمہ محمد بن سرخسی (متوفی ۴۸۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۳۲۔المغنی۔علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ (متوفی ۶۲۰ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۰۵ھ۔
۳۳۔المبسوط۔شمس الائمہ محمد بن سرخسی (متوفی ۴۸۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۳۴۔المبسوط۔شمس الائمہ محمد بن سرخسی (متوفی ۴۸۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۳۵۔المغنی۔علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ (متوفی ۶۲۰ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۰۵ھ۔
۳۶۔المبسوط۔شمس الائمہ محمد بن سرخسی (متوفی ۴۸۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۳۷۔المبسوط۔شمس الائمہ محمد بن سرخسی (متوفی ۴۸۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۳۸۔المغنی۔علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ (متوفی ۶۲۰ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۰۵ھ۔
۳۹۔المبسوط۔شمس الائمہ محمد بن سرخسی (متوفی ۴۸۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۴۰۔المبسوط۔شمس الائمہ محمد بن سرخسی (متوفی ۴۸۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۴۱۔المبسوط۔شمس الائمہ محمد بن سرخسی (متوفی ۴۸۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۴۲۔سورہ الممتحنہ۔آیت۔۱۲۔
۴۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۴۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۵۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۴۶۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۴۷۔سورہ الممتحنہ۔آیت۔۱۲۔
۴۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۴۹۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۰۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۵۱۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت

۵۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۵۳۔الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۴۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۵۵۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۵۶۔الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۷۔تفہیم القرآن۔ابوالاعلیٰ مودودی۔ج۔۵۔سورہ الحشر۔حاشیہ۔۱۵۔ادارہ ترجمان القرآن۔لاہور۔
۵۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۵۹۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۶۰۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۶۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

٦١۔سورہ الصّف (جنگی قطار)

نام:

الصّف۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی جنگی قطار کے ہیں۔

شانِ نزول:

سورہ الصّف مدنی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۱۴ ہیں جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۲ ہے۔

مضامین:

۱۔اللہ اور دین اسلام کے دشمنوں سے جہاد کا حکم۔

۲۔اللہ کی حمد وثناء اور پاکی کا بیان۔

۳۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نافرمانی کی ممانیت۔

۴۔جان اور مال کے ذریعے جہاد کرنے والوں کے لئے خوشخبری۔

۵۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد کی خوشخبری سنائی اور بتایا کے آخری نبی کا نام احمد ہوگا۔

تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بار ہا یہ فرمایا! کے تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں؟
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ۔ ۱

ترجمہ۔اے مسلمانو! تم کیوں کہتے ہو وہ جو کرتے نہیں ہو؟ بڑی شدید بیزاری کی بات ہے اللہ کے نزدیک کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں یقیناً اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں ان سے جو قتال کرتے ہیں اللہ کے رستے میں صف باندھ کر گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

ابن عساکرؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا! آیت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۔ سے لے کر آیت بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ تک یہ تمام آیات انصار کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئیں، جن میں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ بھی تھے انہوں نے اپنی مجلس میں کہا اگر ہم جان لیتے کے کونسا عمل اللہ کو محبوب ہے تو ہم اس پر عمل کرتے یہاں تک کہ ہم کو موت آجاتی۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات ان کے بارے میں بیان فرمائیں۔عبداللہ بن رواحہؓ نے فرمایا! میں برابر اللہ کے راستے میں رکا رہوں گا یعنی جہاد کرتا رہوں گا یہاں تک میں اللہ کے راستے میں رکا رہوں جب تک میں شہید نا ہو جاؤں۔ ۲؎

عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر نے ابو صالحؒ سے روایت کرتے ہیں، ایک شخص یہ کہتا تھا کے میں نے قتال کیا اور میں نے یہ یہ کیا حالانکہ اس نے ایسا نہیں کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس بارے میں سخت نصیحت فرمائی۔ ۳؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب کوئی لشکر بھیجتے تو واپس آکر لوگ بڑھا چڑھا کر واقعات بیان کرتے اور کہتے ہم نے اس طرح قتال کیا اور ہم نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

میمون بن مہرانؒ بیان کرتے ہیں، آیت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ

اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ۔

سے مراد کیا وہ آدمی جو اپنی تعریف کرتا اور کہتا ہے کے میں نے اس طرح نیکی اور خیر کا کام کیا یا وہ آدمی جو نیکی کا حکم کرتا ہے اور برائی سے روکتا ہے حالانکہ اس میں کوتاہی اور غفلت ہوتی ہے تو فرمایا! ایسے دونوں آدمی ممقوت یعنی مبغوض اور قابل نفرت ہیں۔ ۴؎

ابو خالد الوالبیؒ بیان کرتے ہیں، ہم خبابؓ کے پاس بیٹھے تھے وہ خاموش تھے، ہم نے کہا کیا آپ ہم کو حدیث بیان نہیں فرمائیں گے؟ کیونکہ ہم لوگ آپ کے پاس اسی لیے بیٹھے ہیں، تو انہوں نے فرمایا، کیا تم مجھ کو حکم کرتے ہو کے میں وہ بات کہوں جو میں خود نہیں کرتا۔ ۵؎

اسلام اس بات کو سخت ناپسند کرتا ہے کے کوئی شخص جھوٹی بات کرے چاہے وہ مذاق میں ہی کیوں نا ہو، اور جب کوئی مسلمان یا مومن بات کہے تو اس پر لازم ہے کے وہ اپنی کہی ہوئی بات یا وعدے کو پورا کرے، اللہ نے انسان کے سینے میں ایک قلب اور منہ میں ایک زبان دی ہے تا کہ وہ دل کے یقین کے ساتھ سوچے اور زبان سے اس کو ادا کرے، لیکن فی زمانہ لوگ بڑی بڑی باتیں تو کر لیتے ہیں لیکن اس پر عمل دور دور تک نظر نہیں آتا، اللہ تعالی مسلمان اور مومن کے شخصی وقار کو بہت اہمیت دیتے ہیں کیونکہ مومن کی شخصیت ایسی ہونی چاہیے کے اس کے اپنے تو اپنے لیکن اس کے دشمن بھی اس کی صداقت اور سچائی کا اعتراف کریں۔

اسلام میں جب ہی صداقت اور سچائی کا اتنا بلند مقام و مرتبہ ہے جو انسان کی سوچ سے بھی باہر کی بات ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا یُّصۡلِحۡ لَکُمۡ اَعۡمَالَکُمۡ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِیۡمًا۔ ۶

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور کہو سیدھی سچی بات تا کہ وہ تمھارے اعمال کی اصلاح فرمادے اور تمھارے گناہوں کو معاف فرمادے اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی تو گویا اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی۔

سچائی کی طاقت:

سچائی اور صداقت کی طاقت اس قدر ہے جس کا ادراک، احساس اور اس کے بدلے میں ملنے والی نعمتوں کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا، زیر نظر آیت میں اللہ تعالی فرما رہے ہیں ! اے ایمان والو! سیدھی اور سچی بات کیا کرو تا کہ تمھارے اعمال کی اصلاح اللہ تعالی فرما دے، اس کے ساتھ ساتھ سچی بات کرنے کے نتیجے میں وہ تمھارے گناہوں کو بھی مٹا دے گا کیونکہ سیدھی سچی بات تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم پر کر رہے ہو تو اس کے بدلے میں فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۔یعنی۔ایک عظیم کامیابی تم کو ملے گی۔اب مومن کے لئے اس کائنات کی سب سے عظیم کامیابی دیدار خداوندی، قرب اور معرفت الہیہ ہے۔تو ثابت ہوا کے سچ اور صاف گو افراد اپنی اس صداقت کی عادت کے باعث دیدار الہی کے لئے Qualify کر جائیں گے۔

دوسری جانب سیدھی اور سچی بات ہمیشہ مختصر ہوتی ہے جبکہ جھوٹی باتیں طویل اور مرچ مصالحوں سے لبریز ہوتی ہیں، اسلام میں اسی لئے خاموشی کو ایک عمدہ عبادت بتایا گیا ہے۔

حضرت عروہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ منبر پر اکثر یہ فرمایا کرتے !

اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا تم اللہ سے ڈرتے رہو اور درست بات کہو۔ ے

صف بستہ/سیسہ پائی دیوار کی مانند:

اللہ تعالی کے نظام کائنات میں بلا کی تنظیم سازی، نظم وضبط، اور توازن کا معیار قائم ہے، کائنات میں جس جگہ نظر اٹھا کر دیکھیں ہر جگہ اللہ تعالی کی یہ صفت نظر آئے گی چنانچہ اللہ تعالی اپنے بندوں بالخصوص مومنین کو بھی نظم وضبط کا پابند دیکھنا چاہتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالی کو نظم وضبط بے حد پسند ہے اور اللہ تعالی نظم وضبط قائم کرنے والے بندوں سے بھی محبت کرتے ہیں، یہ نظم وضبط ، عدل وانصاف، اعتدال پسندی، توازن کا معیار اور تنظیم سازی زندگی کے جس گوشے میں بھی ہوگی وہ اس کو خوبصورت اور آسودہ بنا دے گی، اگر چہ صف بندی سے مراد عبادات جیسے صلوۃ یا حج کے موقع پر مسلمانوں کا باہمی اتحاد و اتفاق تو اپنی جگہ لیکن میدان جنگ میں بھی مسلمانوں کی قوت کے بہترین

مظاہرے کے لئے صف بندی کی اہمیت سے انکار ناممکن ہے، تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کے مسلمانوں نے کئی جنگیں ایسی بھی لڑیں جن میں طاقت کا توازن نا ہونے کے برابر تھا جیسے کفار کے بڑے لشکر کے مقابلے میں مسلمانوں کی کی کم تعداد یا غیر تربیت یافتہ فوج، یا اسلحے کی کمی وغیرہ لیکن مسلمانوں نے جنگیں ہمیشہ جذبہ ایمانی، اتحاد، اتفاق اور مضبوط صف بندیوں کی برکات سے ہی جیتی ہیں، کیونکہ مضبوط سیسہ پلائی دیوار کی ایک ہیبت رعب اور دبدبہ ہوتا ہے جس کے باعث دشمن نفسیاتی طور پر جنگ سے قبل ہی اپنی شکست تسلیم کر لیتا ہے۔

اسی تناظر میں ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْص۔۸

ترجمہ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ قتال کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں، جو اللہ کے رستے میں صف باندھ کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْص۔ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں یعنی ایسی مضبوط اور پختہ دیوار جو زائل نہ ہو یعنی اپنی جگہ سے نہ ہٹے اور اس کے بعض حصے بعض کے ساتھ مضبوط جڑے ہوئے ہوں۔۹؎

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کھڑی ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے کندھوں اور ہمارے سینوں کو ہاتھ لگاتے اور فرماتے اختلاف نا کرو یعنی آگے پیچھے نہ ہو جاؤ ورنہ تمہارے دل بھی مختلف ہو جائیں گے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صفوں پر رحمتیں بھیجتے ہیں، اور تم کندھوں کو کندھوں کے ساتھ اور قدموں کو قدموں کے ساتھ ملا لو کیونکہ اللہ تعالیٰ نماز میں وہی پسند کرتا ہے جیسے لڑائی میں پسند کرتا ہے جیسے فرمایا آیت صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْص۔ ایسی صف گویا کہ وہ سیسہ بلائی ہوئی دیوار ہے۔۱۰؎

حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ مسکراتا ہے۔ ا۔صف بستہ نمازی۔ ۲۔صف بستہ سپاہی جو مشرکین سے لڑنے کے

لئے میدان جنگ میں صف بنائے۔
۳۔آدھی رات میں نماز کے لیے کھڑا ہونے والا شخص۔۱۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی بشارت:

حضرت عیسیٰ ابن مریم نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ میرے بعد ایک آخری نبی ہوں گے جن کا نام احمد ہوگا۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔ ۱۲

ترجمہ۔جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں اس تورات کو سچا بتلانے والا ہوں جو مجھ سے پہلے تھی اور میں اس رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا پھر جب وہ ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے کہا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔

سیدی احمد:(سب سے زیادہ حمد کرنے والا):

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک سیدی احمد (ح۔م۔د) سے مشتق ہے۔۱۳؎
حمد۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی بے حد تعریف وہ توصیف کا بیان۔
احمد۔کے معنی ہیں بے حد حمد وثناء کرنے والا۔۱۴؎
سیدی احمد۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے،جس میں حروف مقطعات کی تعداد (۳) ہے یعنی (ا۔ح۔م)۔
الف۔جن انوار کا نام ہے ان کو تصوف کی زبان میں 'سر' کہتے ہیں 'سر' وہ انوار ہیں جو اپنی لطافت

کی وجہ سے اعلیٰ ترین شہود رکھنے والوں کو ہی نظر آتے ہیں تاہم یہی وہ انوار ہیں جو نہر تسوید کے ذریعے موجودات کو سیراب کرتے ہیں ان ہی انوار کے ذریعے سالک اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتا ہے۔

ح سے حبیب اور م سے محبوب کی جانب اشارہ یا گیا ہے یعنی حبیب سے محبوب کا خطاب۔

دوسرا قول یہ ہے، ح سے حکمت اور م سے منت کی جانب اشارہ یعنی اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر اس حکمت سے معمور کلام یعنی (قرآن کریم) کے نزول کا احسان ہے۔امام ابو اسحاق الثعلبی (متوفی ۴۲۷ھ)۔حافظ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ)۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) اور علامہ اسماعیل حقی (متوفی ۱۱۳۷ھ) اور علامہ سید محمود آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) نے بھی حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی اس روایت کا ذکر کیا ہے۔۱۵؎

ح۔سے مراد اللہ کی قائم کردہ حدود کی پابندی اور اللہ کی زمین پر اس کا نفاذ۔۱۶؎

حا۔سے حب ازلی۔

حا۔سے زندہ دلوں کی حیات کیونکہ علوم اور معارف دلوں اور ارواح کی حیات کا سبب ہیں تاہم اس سے اللہ کی ان سات صفات کی جانب بھی اشارہ ہے جن پر اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا وہ سات صفات یہ ہیں۔

(۱۔حیات۔۲۔علم۔۳۔قدرت۔۴۔ارادہ۔۵۔سمع۔۶۔بصر۔۷۔کلام)۔

م۔سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

م۔سے معرفت۔

م۔سے مزید رضا یعنی اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں سے مزید راضی ہوگا انھیں جنت میں اپنا دیدار عطا فرمائے گا۔

م۔سے مراد کلام یعنی قرآن کریم کا نزول اس لئے فرمایا گیا تا کہ اللہ کے اسماء اور صفات کی معرفت کو حاصل کیا جائے۔

م۔سے ملک۔ماجد۔مجید۔منان۔مومن۔مھیمن۔

سیدی احمد۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے جس کے معانی ہیں کے اللہ رب العزت کی

جیسی حمد وثناء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی ویسی حمد وثناء نہ کوئی کر سکا اور نہ ہی قیامت تک کوئی کر سکے گا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ عزوجل کی اس قدر حمد و مدح فرمائی کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمانوں میں احمد کے نام سے مشہور ہو گئے۔ اللہ کی حمد وثناء ایک عملی تقاضا ہے کیونکہ وہ حقیقی خالق کائنات جس نے کل کائنات اور اس میں موجود کل مخلوقات کو نا صرف تخلیق فرمایا بلکہ ان کے لئے ضابطہ اخلاق اور قاعدے قوانین بھی مرتب فرمائے یہی نہیں بلکہ بنی نوع انسانیت کے لئے انبیاء کرام بھی مبعوث فرمائے تاہم اتنے بڑے اور بے جھول نظام اور اس کے بہترین انتظام پر واقعی خداوند یزل بے حد وحساب تعریفات، حمد وثناء اور ستائش کا مستحق ہے۔

ارشادِ خداوندی:

وَاِذْ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔ ۱۷

ترجمہ۔ اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں اس تورات کو سچا بتلانے والا ہوں جو مجھ سے پہلے تھی اور میں اس رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا پھر جب وہ ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے کہا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ ۱۸؎

حضرت عیسیٰ ابن مریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے ۵۷۱ سال قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا میں آنے کی بشارت اور خوشخبری قوم بنی اسرائیل کو سناتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام احمد بتایا تاہم انجیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد اور رسالت کی خوشخبری موجود تھی جب ہی نجاشی کے دربار میں جب حضرت جعفر طیارؓ نے سورہ مریم کی آیت کی تلاوت فرمائی اور اپنے دین اسلام کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعارف کروایا تو نجاشی فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان گیا اور اس نے کہا مرحبا تم کو اس ہستی کو جس کے ہاں سے تم آئے ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہیں اور یہ وہی ہیں جن کا ذکر ہم انجیل میں پاتے ہیں اور یہی وہ ہیں جن کی بشارت عیسیٰ ابن مریم نے دی تھی۔۱۹؎

مذکورہ بالا قصہ احادیث میں حضرت جعفر طیارؓ اور حضرت ام سلمیٰؓ سے بھی منقول ہے اگر چہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو انجیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد کی بشارت اور آپ کے نام احمد سے انھیں اور قوم بنی اسرائیل کو مطلع فرمایا لیکن یہ امر بھی حیران کن ہے کے ان ۵۷۱ برسوں میں اللہ نے نام احمد کی حفاظت فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیدائش سے قبل نام احمد روئے زمین پر کسی بشر کا نہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں آسمانوں میں احمد اور زمین میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوں۔۲۰؎

حضرت جبیر بن معطمؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میرے کئی اسماء ہیں میں احمد ہوں۔۲۱؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل ہوئی تو انھوں نے تورات کی الواح میں پڑھا کے ایک امت سب سے آخر میں ہوگی اور قیامت کے دن سب سے مقدم ہوگی تو انھوں نے اللہ سے عرض کی کے اۓ میرے رب تو اس امت کو میری امت بنا دے (رب تعالیٰ) نے فرمایا وہ امت احمد ہے۔۲۲؎

حضرت حسان بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں! میں نے مدینہ کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر دیکھا کے ایک یہودی کے پاس آگ کا شعلہ تھا اور لوگ اس کے ارد گرد جمع تھے اور وہ یہ کہہ رہا تھا یہ احمد کا ستارہ ہے جو طلوع ہو چکا ہے یہ صرف نبوت کے موقع پر طلوع ہوتا ہے اور انبیاء میں سے اب صرف احمد کا آنا باقی رہ گیا ہے۔۲۳؎

حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں بلاشبہ اللہ کا بندہ ہوں، ام الکتاب یعنی لوح محفوظ میں خاتم النبیین ہوں اس وقت سے کہ آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گوندھے ہوئے تھے اور میں عنقریب اس کی تاویل تم کو بتاؤں گا میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا

ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں جوانہوں نے اپنی قوم کودی تھی اوراپنی ماں کا خواب ہوں جوانہوں نے دیکھا تھا کے ان سے ایک نور خارج ہوا جس نے ان کے لیے شام کے محلات روشن کردیئے۔ ۲۴؎

حضرت ابوموسیٰ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ کے ساتھ نجاشی کی زمین کی طرف چلے جانے کا حکم فرمایا، تو اس نے کہا کس چیز نے تجھے روکا کے تو میرے لیے سجدہ کرے؟ میں نے عرض کیا ہم اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے، پھراس نے پوچھا وہ کون ہے؟ جس نے سجدے سے روکا، میں نے عرض کی، اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان اپنے رسول کو بھیجا ہے اور یہ وہی رسول ہیں جس کی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے بشارت دی تھی کے میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا، بس اس نے ہم کو حکم دیا کے ہم اللہ کی عبادت کریں اور ہم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔ ۲۵؎

حضرت جبیر بن مطعم ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میرے پانچ نام ہیں۔

۱۔ میں محمد ہوں۔ ۲۔ میں احمد ہوں۔ ۳۔ میں حاشر ہوں کے لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے۔ ۴۔ میں ماحی یعنی مٹانے والا ہوں کے میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائیں گے۔ ۵۔ میں عاقب ہوں یعنی آخر میں آنے والا جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ ۲۶؎

حضرت عبداللہ بن ابی کعب ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مجھے وہ چیزیں دی گئیں جو اللہ کے انبیاء میں سے کسی کو نہیں دی گئیں، صحابہ نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی، مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں، میرا نام احمد رکھا گیا، میرے لیے زمین کی مٹی کو پاک بنادیا گیا اور میری امت کو امتوں میں سے خیر والی امت بنادیا گیا۔ ۲۷؎

اللہ کا نور کل کائنات میں پھیل کر ہی رہے گا:

اللہ کل کائنات، ارض وسماء کا نور ہے، اوراس کا نور ہر جانب پھیل کر ہی رہے گا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ
الْكٰفِرُوْنَ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ
عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۔۲۸

ترجمہ۔وہ چاہتے ہیں کہ وہ اللہ کے نور کو بجھادیں اپنے منہ سے اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو اتمام تک پہنچانے والا ہے اگرچہ کافر ناپسند کریں،وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الہدیٰ اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کردے اس کو پورے نظام زندگی پر اور خواہ مشرکوں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔

یہ آیت الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ سورہ التوبہ میں اس طرح آئی ہے!

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ
وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔۲۹

ترجمہ۔یہ چاہتے ہیں کے اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں،اللہ ایسا ہرگز منظور نہیں کرے گا،مگر یہ کے وہ اپنے نور کا اتمام فرما کر رہے گا چاہے یہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔

اللہ کے نور کو منہ کی پھونکوں سے بجھانے کے استعارے کے در پردہ یہود مدینہ کی سازشوں کی جانب اشارہ ہے،جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف کر رہے تھے،اگرچہ وہ سامنے آکر براہ راست مقابلہ کرنے کے بجائے چھپ کر مسلمانوں کے خلاف سازشیں،بے بنیاد پروپیگنڈا اور افواہیں اڑاتے،کبھی وہ قریش مکہ کے پاس جاتے کے تم مدینہ پر حملہ کرو،کبھی کسی دوسرے قبیلے کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا
يَفْقَهُوْنَلَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ
جُدُرٍ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ذٰلِكَ
بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا
وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔۳۰

ترجمہ۔(اے مسلمانو!) یقیناً تمہارا ڈر ان کے دلوں میں اللہ کی نسبت شدید تر ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ یہ ناسمجھ لوگ ہیں، یہ کبھی اکٹھے ہو کر تمہارے خلاف جنگ نہیں کریں گے سوائے اس کے کہ قلعہ بند بستیوں میں (رہ کر لڑیں) یا دیواروں کے پیچھے سے ان کے آپس کے جھگڑے بہت سخت ہیں۔تم انہیں متحد گمان کرتے ہو حالانکہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں، یہ اس لیے کے یہ ایک ایسا گروہ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے (ان کا وہی حال ہوگا) جیسے ان لوگوں کا معاملہ ہوا جو ان سے پہلے قریب ہی اپنے کیے کی سزا چکھ چکے ہیں اور ان کے لیے بہت ہی دردناک عذاب ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ۔ ۳۱

ترجمہ۔ یہ اس لیے ہے کے یہ ناسمجھ لوگ ہیں۔

یہ لوگ سمجھ بوجھ سے عاری ہیں، انسان کی اصل سمجھ اور عقل تو وہ ہے جو اسے اللہ سے متعارف کرائے اور ایمان کی راہ سجھائے اسی طرح انسان کے لیے علم بھی وہی فائدہ مند ہے جو اسے اس حقیقت سے آگاہ کردے کے اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے اور دنیا کی زندگی بس کھیل اور تماشا ہے چونکہ منافقین ایسی عقل سے بیگانہ اور ایسے علم سے نابلد ہیں اس لیے وہ اللہ سے ڈرنے کے بجائے انسانوں سے ڈرتے ہیں اور آخرت کی قیمت پر دنیا سنوارنے کی فکر میں مگن ہیں۔

لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ۔ ۳۲

ترجمہ۔ یہ کبھی اکٹھے ہو کر تمہارے خلاف جنگ نہیں کریں گے،سوائے اس کے کہ قلعہ بند بستیوں میں رہ کر لڑیں یا دیواروں کے پیچھے سے۔

بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ۔ ۳۳

ترجمہ۔ان کے آپس کے جھگڑے بہت سخت ہیں۔

ان کے باہمی جھگڑوں اور مخاصمت کی بنیادی وجہ یہ ہے کے بزدلی اور خودغرضی ان میں سے ہر ایک کے مزاج کا جزو لاینفک بن چکی ہے۔ ظاہر ہے اگر یہ لوگ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخلص نہیں ہیں تو آپس میں ایک دوسرے سے کیسے مخلص ہو سکتے ہیں۔

تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى۔ ۳۴

ترجمہ۔تم انہیں متحد گمان کرتے ہوحالانکہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں۔

ہمارے موجودہ زمانے کے سیاسی اتحاد بھی بد قسمتی سے بالکل یہی نقشہ پیش کرتے ہیں' حتیٰ کےتحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر بننے والے متحدہ محاذ کے راہنماؤں کے بھی باہمی اختلافات اس قدر شدید تھے کے ان میں سے کئی علماء ایک دوسرے کی اقتدا میں نماز تک ادا کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ قَوۡمٌ لَّا يَعۡقِلُوۡنَ۔ ۳۵

ترجمہ۔ یہ اس لیے کہ یہ ایک ایسا گروہ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔

كَمَثَلِ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ قَرِيۡبًا ذَاقُوۡا وَبَالَ اَمۡرِهِمۡ ۔ ۳٦

ترجمہ۔ان کا وہی حال ہوگا جیسے ان لوگوں کا معاملہ ہوا جو ان سے پہلے قریب ہی اپنے کیے کی سزا چکھ چکے ہیں۔

اس سے یہودی قبیلہ بنوقینقاع کے لوگ مراد ہیں جنہیں سن ۲ ہجری میں غزوۂ بدر کے بعد مدینہ سے جلاوطن کیا گیا تھا جبکہ بنونضیر کی جلاوطنی سن ۴ ہجری میں عمل میں آئی، اسی طرح سن ۵ ہجری میں غزوۂ احزاب کے بعد یہود مدینہ کا تیسرا اور آخری قبیلہ بنوقریظہ بھی اپنے انجام کو پہنچا۔

وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۔ ۳۷

ترجمہ۔اوران کے لیے بہت ہی دردناک عذاب ہے۔

یہ لوگ کھلے میدان میں اکٹھے ہو کر تمہارا مقابلہ کرنے کی جرات نہیں کر سکتے ہاں چھپ چھپا کر دیواروں کی اوٹ سے وہ تم پر ضرور وار کریں گے۔

پوری دنیا میں اشاعت اسلام:

زمین پر اشاعت دین اسلام کا سلسلہ تو حضرت آدم علیہ السلام کی آمد کے بعد سے اب تک جاری ہے تاہم دنیا کے ایک بڑے حصے پر اکثر مسلمان فاتحین نے اسلام کا جھنڈا لہرایا لیکن اب تک پوری دنیا مکمل طور پر دائرہ اسلام میں داخل نہ ہوسکی لیکن ایک وقت آئے گا جب پوری دنیا کے ہر بڑے چھوٹے شہر دیہات، گاؤں یہاں تک کے کچے گھروں میں بھی اسلام داخل ہوجائے گا تمام

دنیا اللہ کے نور سے بھر جائے گی اور سب کے سب اللہ کے دین میں داخل ہوجائیں گے اگرچہ ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے دین اسلام کی تبلیغ واشاعت میں تمام انبیاء کرام نے اپنی تمام کوششیں سرف کیں لیکن دنیا کے کچھ حصوں میں دین اسلام کا غلبہ رہا ایک جانب طاغوتی قوتوں کی سازشوں کی وجہ سے اسلام اور مسلمان ہر دور میں نشانہ عتاب بنے رہے لیکن قیامت سے قبل اللہ کا دین پورے کرہ ارض پر نافذ ہوکر رہے گا۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۔۳۸

ترجمہ۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کے اللہ کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھادیں مگر اللہ اپنی روشنی کو مکمل کئے بغیر ماننے والا نہیں خواہ یہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۔۳۹

ترجمہ۔وہ اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو پوری جنس دین پر غالب کردے اور اس حقیقت پر اللہ کی گواہی کافی ہے۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۔۴۰

ترجمہ۔یہ لوگ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں جبکہ اللہ کا فیصلہ یہ ہے کے وہ اپنے نور کو پورا کا پورا پھیلا کر رہے گا خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار گزرے وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے پورے کے پورے دین پر غالب کردے۔خواہ مشرکین کو یہ کتنا ہی ناگوار گزرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی قیامت سے قبل دین اسلام کے ایک ایک گھر میں داخل ہونے کی جانب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے! حضرت مقداد بن اسودؓ روایت کرتے ہیں،رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! جب تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک ہر کچے گھر میں اسلام داخل نہ ہوجائے۔ ۴۱؎

ایک جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت سے قبل کچھ نشانیاں بیان فرمائی ہیں جن میں سے ایک دجال کا خروج اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کے ہاتھوں اس کا قتل بھی ہے پھر زمین پر حضرت عیسیٰ ابن مریم چالیس برسوں تک حکمرانی کریں گے اور مسلمانوں کی پورے کرہ ارض پر ایک ایسی اسلامی حکومت قائم ہوجائے گی جو منہاج سیرت النبوۃ کے قائم مقام ہوگی۔

حضرت عمران بن حصینؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ ایسا موجود رہے گا جو حق پر قائم اور مخالفین پر بھاری ہوگا یہاں تک کے عیسیٰ ابن مریم نازل ہوجائیں۔ ۴۲؎

حضرت نعمان بن بشیرؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ایک طویل حدیث میں ارشاد فرمایا ہے!

۱۔ نبوت تمھارے مابین قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ اسے اٹھالے گا جب وہ چاہے گا۔

۲۔ پھر خلافت کا ایک دور ہوگا جو بالکل جوں کا توں ہوگا جو نظام میں نے قائم کیا یعنی اس میں بال برابر بھی فرق نہ ہوگا پھر اللہ جب تک چاہے گا وہ دور رہے گا پھر جب اللہ چاہے گا تو اس کو بھی اٹھالے گا۔

۳۔ اس کے بعد کاٹ کھانے والی ملوکیت کا دور آئے گا پھر وہ دور بھی رہے گا جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ جب چاہے گا اس کو بھی اٹھالے گا۔

۴۔ پھر ایک مجبوری اور غلامی والی ملوکیت کا دور آئے گا یعنی پورا عالم اسلام غلامی اور ملوکیت کی زنجیر میں جکڑ جائے گا پھر یہ دور بھی رہے گا جب تک اللہ چاہے گا اور یہ دور بھی ختم ہوجائے گا جب اللہ چاہے گا۔

۵۔ پھر ایک دور خلافت منہاج النبوۃ کا آئے گا یہ دور تاریخ انسانی کا آخری دور ہوگا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کہہ کر خاموش ہوگئے۔ ۴۳؎

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دور کے بعد مزید چار ادوار کا ذکر فرمایا جس کی ترتیب کچھ یوں ہے!

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور نبوت کا دور جو ۲۳ برسوں پر محیط تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین اسلام کی تبلیغ واشاعت اور فروغ اسلام کی خاطر کئی غزوات لڑے اور کفار کو دعوت دین دی جو ایک انتہائی کٹھن دور تھا۔

۲۔ دوسرا دور خلافت راشدہ کا دور تھا جس کا آغاز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ہوا اور امام حسن بن علی پر ختم ہوا یہ دور تیس برسوں پر محیط تھا اس دور میں خلفاء راشدین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرز پر حکمرانی کی جس میں بال برابر بھی فرق نہ تھا تاہم خلفاء راشدین کی یہ اولین ترجیح تھی کے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے دین پر عمل کریں اور کروائیں اس دور میں آدھی سے زائد دنیا پر پرچم اسلام لہرایا گیا۔

۳۔ تیسرا دور کاٹ کھانے والی ملوکیت کا دور تھا جس کی ابتداء امیر معاویہ سے شروع ہو کر عباسی خلفاء اور سلطنت عثمانیہ پر ختم ہوئی یہ ملوکیت والی حکومت دراصل بادشاہت تھی جس میں کئی رحمدل اور سنگدل بادشاہوں نے حکمرانی کی اگرچہ ان کے عہد میں اچھے کام بھی ہوئے لیکن ہماری تاریخ کا ایک سیاہ باب یہ بھی ہے کے بنوامیہ کے دور خلافت میں واقعہ کربلا اور واقعہ حرہ ہوا جہاں مدینے میں لوٹ مار کی گئی اور گھروں کو جلایا گیا لوگوں کو بے دریغ قتل کیا گیا، حجاج بن یوسف نے چن چن کر سینکڑوں تابعین کو تہہ تیغ کیا۔

اس دور میں مسلمانوں نے کئی علمی کارنامے انجام دئے اور کئی فتوحات کے علاوہ تحقیقی کام بھی کئے تاہم خلافت عثمانیہ تک مسلمانوں نے تین براعظموں پر پرچم اسلامی لہرایا اور بہت بڑے رقبے پر عدل وانصاف قائم کیا لیکن یہ خلافت مصطفی کمال اتاترک کے ہاتھوں ۱۹۲۲ء میں ختم ہوئی۔

۴۔ پھر چوتھے دور میں جبر واستبداد اور غلامی کے دور کی شروعات ہوئیں جس کو مورخین عرف عام میں Western Colonialism یا European Colonialism کہتے ہیں جہاں دنیا کے بڑے حصوں اور ممالک پر انگریزی، فرانسیسی، ہسپانوی، اطالوی، ولندیزی اور پرتگیزیوں کی حکومت قائم ہوئی اور پورے عالم اسلام سمیت دنیا کے کئی ممالک بدترین غلامی والی ملوکیت میں

بری طرح سے جکڑ گئے جن کا دور دور تک کوئی پرسان حال نہ تھا خود ہندوستان میں انگریزوں نے مسلمانوں کو عرصہ دراز تک اپنا غلام بنائے رکھا تاہم یہ غلامانہ دور جو جبر واستبداد سے بھرپور ہے ابھی تک جاری ہے تاہم ملٹی نیشنل کمپنیز نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی۔ ملٹی نیشنل کمپنیز ایسی بزنس آرگنائزیشن ہوتی ہیں جو دو یا دو سے زائد ممالک میں کسی بھی شے کو تیار، فروخت یا اپنی خدمات کو پیش کرتی ہیں اس کے علاوہ یہ ترقی پذیر ممالک میں منافع بخش منڈی کے عوض ٹیکنالوجی، مالیاتی سرمایہ اور مارکیٹنگ کی مہارتیں مہیا کرتی ہیں اس کے ساتھ ہی بڑے بڑے ممالک بھی ملٹی نیشنل کمپنیز کی سرمایہ کاری لیتے ہیں اسی طرح غیر ملکی حکومتوں کے خلاف جو طاقت ملٹی نیشنل کمپنیز استعمال کرتی ہیں وہ قابل مذمت ہے لیکن بیشتر ممالک نے ان کے لیے قوانین وضع کیے ہوئے ہیں جس سے ان ممالک کو منافع سے حصہ، نوکریاں اور منڈیاں میسر آتی ہیں۔

دنیا بھر میں ترقی پذیر ممالک کا زیادہ انحصار چونکہ ان کی زرعی پیداوار پر ہے لہٰذا چند سرمایہ دار اور سامراجی طاقتیں اور ان کی حلیف ملٹی نیشنل کمپنیز ان غریب اور پسماندہ ممالک سے سستا خام مال خریدتے ہیں اور تیار مصنوعات کو مہنگے داموں فروخت کرتے ہیں ان سامراجی طاقتوں نے تیسری دنیا کے ممالک کو ایسے شکنجے میں جکڑ رکھا ہے کے جس سے ان کا با آسانی آزاد ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے خام مال کی بڑی منڈیاں یورپ، امریکہ اور جاپان تصور کی جاتی ہیں جن پر چند ملٹی نیشنل کمپنیز کا تسلط ہے اب خام مال کو بیچنے والے غریب ممالک زیادہ ہیں جبکہ انھیں خریدنے والے بہت کم پھر خریدار اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس خام مال کی قیمتوں کو انتہائی کم کر دیتے ہیں جس کے نتیجے میں غریب ممالک اس خسارے کو قرض لے کر پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں پھر موسمی تغیرات جس میں شامل بارشیں، سیلاب اور دیگر قدرتی آفات ہیں وہ بھی غریب ملکوں کی پیداوار اور اس کی قیمتوں کو متاثر کرتی ہیں اسی طرح سے (WorldTrade Organization) WTO بھی کہتے ہیں ایک طرح کا معاہدہ ہے جس کا بنیادی مقصد یہ ہے کے ترقی یافتہ ممالک کی تجارت کو تحفظ فراہم کیا جائے اس کے لیے وہ غریب اور پسماندہ ممالک سے ان کے وہ تمام حقوق اور اختیارات کو چھین لیتا ہے کے جس کی بناء پر وہ مستقبل میں مستحکم اور با اختیار ہو سکتے بالفاظ دیگر یہ معاہدہ تیسری دنیا کے لیے موت کا پیغام اور لمحہ فکریہ ہے اس معاہدے

کو سمجھنے سے پہلے ضروری ہے کے ہم ٹریڈ اور ٹیرف کو سمجھیں ٹریڈ سے مراد تجارت ہے جبکہ ٹیرف اس مصنوعی روکاوٹ کو کہتے ہیں جو کے تجارت کے راستے میں نفع کمانے کے غرض سے لگائی جاتی ہے ان مصنوعی روکاوٹوں کی تاریخ بہت قدیم ہے خود عرب اپنی گزرگاہوں سے گزرنے والے تجارتی قافلوں سے ٹیرف وصول کیا کرتے دراصل اس طریقے سے سرمایہ اکھٹا کیا جاتا اسی طرح سے دوسری جنگ عظیم کے بعد (General Agreement for trade and tarrif) GATT کی بنیاد رکھی گئی جس کا بنیادی مقصد یہ تھا کے وہ عالمی معیشت کو سہارا دیں گی لیکن درحقیقت یہ سرمایہ دارانہ نظام کو دوام اور مستحکم کرنا چاہتی تھیں W T O بھی دراصل GATT معاہدے کا ہی ایک تسلسل ہے اس کے بعد بین الاقوامی مہاجن جس میں شامل IMF جس کو International Monetary Fund بھی کہتے ہیں اور جس کا اصل مقصد یہ ہے کے ایسے مما لک کو قرضے جاری کیے جائیں جن کی ادائیگیوں کا توازن بگڑ چکا ہے یہ ادارے قرضہ دینے کے ساتھ ساتھ اتنی کڑی شرائط عائد کرتے ہیں کے اس چنگل سے غریب اور پسماندہ مما لک کا بچ نکلنا بہت مشکل ہوتا ہے خود پاکستان کی معیشت بھی ان احکامات اور کڑی شرائط کی زد میں ہے پھر ورلڈ بینک جسے International Bank for reconstruction and development بھی کہتے ہیں یہ ادارہ عالمی سطح پر تجارت کو فروغ اور غریب مما لک کو سخت شرائط پر قرضے دیتا ہے پاکستان نے گزشتہ برسوں کے دوران جس انداز سے قرضے لیے ہیں وہ غیر معمولی ہیں جس کے نتیجے میں معیشت، بجٹ اور ادائیگیوں کا توازن بری طرح سے متاثر ہوا کیونکہ پچھلے سالوں میں پاکستان کی قرضہ واپس کرنے کی صلاحیت میں کمی واقع ہوئی اب دنیا بھر میں سرمایہ دارانہ نظام واحد معاشی نظام کی شکل میں ابھر کر سامنے آیا عام طور پر سرمایہ کی کمی، بے روزگار، مہنگائی، افراط زر، تعلیم وصحت کے مسائل پر بحث کی جاتی ہے اور حکمران وقت بھی انھی مسائل کو حل کرنے کی کوششیں کرتے نظر آتے ہیں لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود ان کی تمام منصوبہ بندی دھری کی دھری رہ جاتی ہے کیونکہ وہ اصل مسئلے کی جانب متوجہ نہیں ہوتے چونکہ سرمایہ دارانہ ریاستیں سرمایہ داروں کو ہر ممکن تحفظ فراہم کرتی ہیں تا کہ ان کا سرمایہ ہر حال میں محفوظ رہے یہی نہیں بلکہ سرمایہ دار بھی اپنے سرمایہ کو لگانے اور وقت ضرورت اسے نکالنے میں بالکل آزاد ہوتا

ہے اگر چہ معاہدے کی مدت ابھی پوری نہ بھی ہو، اور سرمایہ دار کوئی خطرہ محسوس کر رہا ہے تو وہ بلا ہچکچاہٹ اپنے سرمایے کو نکالنے میں خود مختار ہے پھر وہ کب، کہاں، کتنا، کتنی مدت اور کس شرح سود پر اپنا سرمایہ لگانا چاہ رہا ہے اس ضمن میں وہ بالکل آزاد ہے جس کے سبب غریب ممالک میں معاشی بدحالی پیدا ہوتی ہے اور بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی ہے بلکہ یہ بدحالی ان ممالک میں کرپشن کو تقویت دیتی ہے کرپشن بغیر طاقت کے استعمال کے معاشرے میں پنپ نہیں سکتی لہٰذا یہ کرپشن اونچے طبقات سے نچلے طبقات میں سرائیت کر جاتی ہے کرپشن کو بڑھاوا دینے کے پانچ بنیادی ماخذ ہیں۔

۱۔ ریاست کی طاقت۔ ۲۔ سیاست کی طاقت۔ ۳۔ دولت کی طاقت۔ ۴۔ اثر و رسوخ یا رتبے کی طاقت۔ ۵۔ اور بدامنی پھیلانے والے عناصر کی طاقت۔

گلوبلائزیشن کے عمل کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے میں ملٹی نیشنل کمپنیز کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ گلوبلائزیشن میں ان کمپنیز کی حیثیت آلہ کار کی ہے خام مال کی منڈیاں امریکا، یورپ اور جاپان ہے جس پر چند ملٹی نیشنل کمپنیز نے اپنا تسلط قائم کیا ہے ۱۹۹۰ء کے پہلے عشرے میں اقوام متحدہ کی جانب سے کیے گئے ایک سروے کے مطابق ۳۷۰۰۰ ملٹی نیشنل کمپنیز پوری دنیا میں کام کر رہی ہیں یہی نہیں بلکہ ۹۰ فیصد ملٹی نیشنل کمپنیز کے ہیڈ کوارٹرز ترقی یافتہ ممالک میں ہیں ۱۹۹۲ء میں Foreign direct investment کا اسٹاک ۲ ٹریلین امریکی ڈالر تھا جبکہ ملٹی نیشنل کمپنیز کا سیل کا اسٹاک 5.5 امریکی ڈالر تھا یہ ۱۹۹۲ء میں دنیا ۴ ٹریلین امریکی ڈالر کی تجارت سے بھی زیادہ ہے امریکہ کی ۸۰ فیصد تجارت ملٹی نیشنل کمپنیز کے ہاتھوں میں ہوتی ہے یہی وجہ ہے کے ملٹی نیشنل کمپنیز کی کی وسعت اور ترقی کی وجہ سے اقتصادی عالمگیریت کو قدم جمانے کا بہترین موقع ملا پھر World trade organization جس کے بڑے بڑے ممبران میں یورپ، امریکہ، کینڈا، جاپان اور چین شامل ہیں یہ وہ ممالک ہیں جن کی برآمدات کو دنیا میں جانا اور مانا جاتا ہے ان کی سالانہ آمدنی کا گراف اگر چہ ہمیشہ نفع ہی ظاہر کرتا ہے دوسری جانب پسماندہ ممالک اگر اپنی مصنوعات کو بیچنا چاہیں تو ان کے لیے یہ پابندی ہے کے وہ اپنی کرنسی کی قیمت کو گرائیں، ویسے تو اس پابندی کی زد میں کئی ممالک ہیں جبکہ غریب ممالک کی اشیائے تجارت پر

کوٹہ بھی مقرر کیا جاتا ہے یعنی وہ اس کوٹے سے زائد مقدار میں اپنی اشیائے تجارت کو بین الاقوامی منڈیوں میں فروخت نہیں کر سکتے ،گلوبلائزیشن کی زد میں صرف اقتصادی معاملات نہیں بلکہ دنیا بھر کے سیاسی معاملات بھی ہیں جبکہ عالمگیریت کے ہی ذریعے یہودی لابی پوری دنیا پر حکمرانی کا خواب دیکھ رہی ہے بلکہ اس کے لیے نہایت سنجیدگی سے اقدامات بھی کیے جارہے ہیں اور عالمی طاقتیں عالمگیریت کے حوالے سے اپنے بیانات میں 'عالمی حکومت' کے قیام کی طرف مسلسل اشارے کرتی ہیں۔

اقوام متحدہ کے سابق جنرل سیکریٹری ڈاکٹر بطرس غالی اپنی کتاب 'عالمی حکومت' میں لکھتے ہیں اقوام متحدہ کا ادارہ ،ایک طرح سے عالمی نظام حکومت کے قیام میں خشت اول کی حیثیت رکھتا ہے۔ ۴۴؎

جارج بش اپنی ایک تقریر میں کہتے ہیں!

ہمارے سامنے اس وقت ایک نئے عالمی نظام کی تشکیل کا قیمتی موقع ہے ہمارے لیے بھی اور ہماری آئیندہ نسلوں کے لیے بھی ،ہمیں واقعتاً یہ موقع مل گیا ہے کے نئے عالمی نظام کی عملی تشکیل کر لیں ایسا نظام جس میں انجمن اقوام متحدہ بہت زیادہ طاقت کی مالک ہوگی۔ ۴۵؎

پنسلوینیا بینک کے چیئرمین جون بوٹنگ اپنے ایک بیان میں کہتے ہیں!

گلوبلائزیشن میں ہم ہی یہ طے کریں گے کے کس کو زندہ رہنے کا حق ہے اور کون مرنے کا زیادہ لائق ہے۔ ۴۶؎

سیاسی ،معاشی اور پھر عسکری عالمگیریت بھی وقت کے ساتھ ساتھ پروان چڑھ رہی ہے بسا اوقات تو جان بوجھ کر ایسے موزوں حالات پیدا کیے جاتے ہیں تاکہ اس میں تخریبی کاروائیاں پروان چڑھ سکیں جس کی ایک مثال 9/11 ہے اسے دہشت گردی کی بدترین مثال کے طور پر مانا جاتا ہے لیکن اس واقعے کے سب سے برے اثرات مسلم ممالک پر پڑے جس کی لپیٹ میں پاکستان بھی آگیا اگرچہ دہشت گردی باقاعدہ منصوبے کے تحت کیے جانے والے تشدد کے عمل کا نام ہے جو کسی بھی سیاسی ،سماجی ،لسانی یا پھر مذہب کی بنیاد پر خوف وہراس کو پھیلانے کے لیے کی جاتی ہے دہشت گردی میں عام طور پر بڑی طاقتیں ملوث ہوتی ہیں جن کا اصل مقصد کمزوروں پر

خوف، دہشت اور اپنے تسلط کو قائم کرنا ہے یہ ریاستی دہشت گردی تشدد کے اعتبار سے اعلانیہ جنگ کے مقابلے میں کم، لیکن ظلم وتشدد میں زیادہ اثر پذیر ہوتی ہے جس میں طاقت اور جدید اسلحے کا بے دریغ استعمال کرتے ہوئے اس کا تمام ملبہ اور الزام کمزور اقوام یا عوام کے سر پر لادا جاتا ہے، لیکن طاقت ور عالمی قوتیں ایسا اس لیے کرتی ہیں کے اگر وہ اعلانیہ جنگ کریں گی تو اس جنگ کے بھی کچھ اخلاقی تقاضے ہوں گے جس کی انھیں پابندی کرنی پڑے گی اسی طرح سے اعلانیہ جنگ پر بے شمار سرمایہ خرچ کرنا پڑتا ہے جبکہ دہشت گردی کی واردات میں کسی قسم کی پابندی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا، جتنے چاہیں قتل کردیں، املاک کو نذر آتش کردیں، لوٹ مار، چوری ڈکیتی، ظلم و جبر، تشدد، زنا، جلاؤ گھیراؤ اور جدید اسلحے کا بکثرت استعمال دہشت گرد کی اپنے صوابدید پر منحصر ہے کے وہ کیا چاہتا ہے لہٰذا ضروری ہے کے عالم اسلام اور دنیا بھر کی کمزور اقوام نہایت سنجیدگی سے گلوبلائزیشن سے نجات کے طریقوں پر غور کریں اور منظم انداز سے اس کا متحد ہوکر مقابلہ کریں کیونکہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ گلوبلائزیشن کا مکمل نفاذ ابھی تک عمل میں نہیں آیا لیکن عالمی طاقتوں کے نزدیک یہ ایک اہم اور قابل غور مسئلہ ہے جس کے لیے وہ اپنی تمام تر کوششیں صرف کررہے ہیں۔ یورپ میں اس کے خلاف مظاہرے ہورہے ہیں لیکن بحیثیت مسلمان اور ترقی پذیر قوم کے ہمیں بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہیے۔

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچویں دور کی بشارت دی جس میں کرہ ارض کے ہر حصے تک اسلام پہنچ اور پھیل جائے گا یہاں تک کے کوئی کچا گھر باقی نہ بچے گا جس میں اسلام کی روشنی نہ پہنچ جائے اور اللہ کا فرمان پورا ہوکر رہے گا یعنی! اللہ کا فیصلہ یہ ہے کے وہ اپنے نور کو پورا کا پورا پھیلا کر رہے گا۔ ۴۷؎

اسی حوالے سے حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ساری زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے تمام مشارق اور مغارب کا مشاہدہ کرلیا اور سنو! میری امت کی حکومت ان تمام علاقوں پر قائم ہوکر رہے گی جو مجھ کو لپیٹ کر دکھائے گئے۔ ۴۸؎

حضرت مقداد بن اسودؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اس زمین پر کوئی

کچا گھر نہ بچے گا اور نہ ہی کوئی خیمہ بچے گا جہاں دین اسلام داخل نہ ہو جائے۔

اس پر حضرت مقداد بن اسودؓ نے کہا یہ سننے کے بعد میرے ذہن میں سورہ انفال کی یہ آیت آ گئی!

وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۔۴۹

ترجمہ۔اے ایمان لانے والو! ان کافروں سے جنگ کرو یہاں تک فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورا کا پورا اللہ کے لئے ہو جائے۔

یہاں اصولی نکتہ یہ کے اس آیت اور اس مضمون کی حامل قرآن کریم کی دیگر آیات کے مفہوم کا دائرہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے یہودیوں اور ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں تک ہی محدود نہیں بلکہ ان میں تا قیامِ قیامت ہر زمانے کے یہودیوں اور ان کی ان سازشوں کا ذکر ہے جو وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مسلسل کرتے رہے اور کرتے رہیں گے۔موجودہ دور میں اگرچہ یہ لوگ پوری عیسائی دنیا کو اپنی مٹھی میں لے کر عالم اسلام کے خلاف صف آراء ہو چکے ہیں مگر قرائن بتاتے ہیں کہ ان کے فیصلے کا وقت اب قریب آ چکا، زیر مطالعہ آیت کے الفاظ کے مطابق اللہ کے نور کا اتمام یعنی روئے ارضی پر دین اسلام کا غلبہ تو ایک طے شدہ امر ہے۔اس کے لیے قیامت سے پہلے دنیا کو ایک انتہائی خوفناک جنگ کا سامنا کرنا ہے، اس جنگ میں یہودی اور عیسائی مل کر مسلمانوں کے خلاف لڑیں گے۔احادیث میں اس جنگ کو **اَلْمَلْحَمَةُ الْعُظْمٰى** کا نام دیا گیا ہے جبکہ عیسائیوں اور یہودیوں کی اصطلاح میں اسے ہرمجدون Armageddon کہا جاتا ہے، اس جنگ کے نتیجے میں یہودی مکمل طور پر نیست و نابود ہو جائیں گے اور اسلام واحد طاقت کے طور پر پوری دنیا پر غالب آ جائے گا، یہ ہے آیت کے الفاظ **وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ** کے مفہوم کا خلاصہ جس کی تفصیل احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ملتی ہے۔

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ:

اللہ کی مدد اور قریبی فتح آن پہنچی، اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔۵۰

ترجمہ۔ ایک اور چیز جو تمہیں بہت پسند ہے۔ اللہ کی طرف سے مدد اور قریبی فتح، اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مومنین کو خوشخبری سنا دیجیے۔

وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۔

ترجمہ۔ ایک اور چیز جو تمہیں بہت پسند ہے۔

یعنی اس جہاد میں تمہیں دنیا کی کامیابی بھی مل سکتی ہے اگرچہ تمہاری یہ کامیابی اللہ تعالیٰ کے ہاں اس قدر اہم نہیں جس قدر تم اسے اہم سمجھتے ہو۔ وہ غلبہ دین کے لیے تمہاری کوششوں کا محتاج نہیں وہ چاہے تو آنِ واحد میں دین کو غالب کر دے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو چیز اہم ہے وہ تمہاری جدوجہد اور اس جدوجہد میں تمہارا جذبہ ایثار وخلوص ہے اور یہی تمہارا اصل امتحان ہے اگر تم اس امتحان میں کامیاب ہوجاتے ہو تو اللہ کے ہاں کامیاب ہو چاہے دنیوی لحاظ سے تم ناکام ہی رہو لیکن اللہ کو معلوم ہے کے بر بنائے طبع بشری تم لوگ اپنی اس جدوجہد کے مثبت نتائج اس دنیا میں بھی دیکھنا چاہتے ہو اور دنیوی فتح حاصل ہونے پر تم لوگ بہت خوش ہوتے ہو اس لیے اللہ تعالیٰ تمہاری خوشی کے لیے وہ بھی تمہیں عطا فرمائے گا۔

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۔ ۵۱

ترجمہ۔ اللہ کی طرف سے مدد اور قریبی فتح۔

بس اب اللہ تعالیٰ کی مدد آیا ہی چاہتی ہے اور دنیوی فتح بھی تمہارے قدم چومنے ہی والی ہے۔ یہ کس مدد اور کونسی فتح کی بشارت ہے؟ یہ سمجھنے کے لیے غزوۂ احزاب کو سمجھنا ضروری ہے۔

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ ۵۲

ترجمہ۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مومنین کو خوشخبری سنا دیجیے۔

غزوۂ احزاب کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ کو یہ خوشخبری ان الفاظ میں سنائی!

لَنْ تَغْزُوْكُمْ قُرَيْشٌ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا وَلٰكِنَّكُمْ تَغْزُوْنَهُمْ ۔ ۵۳

ترجمہ۔ کے اب اس سال کے بعد قریش تم پر کبھی چڑھائی نہیں کر سکیں گے بلکہ آئندہ تم لوگ ان پر چڑھائی کرو گے۔

یہ ان کی طرف سے آخری حملہ تھا، کفر کی کمر ٹوٹ چکی اور کفار حوصلہ ہار گئے اب اگلے اقدامات تمہاری طرف سے ہوں گے۔

چنانچہ سن ۶ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چودہ سو صحابہ کے ساتھ عمرے کی نیت سے مکہ کا سفر اختیار فرمایا جس کے نتیجے میں مسلمانوں اور قریش کے مابین حدیبیہ کے مقام پر صلح کا معاہدہ طے پایا، اللہ تعالیٰ نے اس معاہدے کو فتح مبین قرار دیا۔

اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا ۔ ۵۴

ترجمہ۔ یقیناً ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایک بڑی روشن فتح عطا فرمائی ہے۔

دوسری طرف اس بشارت کا تعلق آخرت سے بھی ہے کہ اپنے مال و جان کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کے نتیجے میں مومنین صادقین کو جنت کی نعمتیں بھی ملیں گی اور اللہ کے ہاں انہیں ایک خاص مقام بھی عطا ہوگا لیکن وہ مقام اللہ کے مددگاروں کا ہوگا۔

حوالہ کتب:

۱۔ سورہ الصّف۔ آیت۔ ۲۔ ۴۔
۲۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۵۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۶۔ سورہ احزاب۔ آیت۔ ۷۰۔ ۷۱۔
۷۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۸۔ سورہ الصّف۔ آیت۔ ۴۔
۹۔ تفسیر القران العزیز۔ امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۰۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۱۔ سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۲۔ سورہ الصّف۔ آیت۔ ۶۔
۱۳۔ لغات القرآن۔ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔

۱۴۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۱۵۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔ج۔۲۵۔ص۔۱۷۔دارالفکر۔بیروت
۱۶۔فقیر رنگ۔سید سرفراز اے شاہ۔ص۔۵۴۔جہانگیر بکس لاہور۔
۱۷۔سورہ الصّف۔آیت۔۶۔
۱۸۔سورہ الصّف۔آیت۔۶۔
۱۹۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۲۔دلائل النبوۃ۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہائی (متوفی ۴۳۰ھ)۔مطبوعہ دارالنفائس۔
۲۳۔دلائل النبوۃ۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہائی (متوفی ۴۳۰ھ)۔مطبوعہ دارالنفائس۔
۲۴۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۵۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۸۔سورہ الصّف۔آیت۔۸۔۹۔
۲۹۔سورہ التوبہ۔
۳۰۔سورہ حشر۔آیت۔۱۳۔۱۵۔
۳۱۔سورہ حشر۔آیت۔۱۳۔
۳۲۔سورہ حشر۔آیت۔۱۴۔
۳۳۔سورہ حشر۔آیت۔۱۴۔
۳۴۔سورہ حشر۔آیت۔۱۴۔
۳۵۔سورہ حشر۔آیت۔۱۵۔
۳۶۔سورہ حشر۔آیت۔۱۵۔
۳۷۔سورہ حشر۔آیت۔۱۵۔
۳۸۔سورہ توبہ۔آیت۔۳۲۔
۳۹۔سورہ توبہ۔آیت۔۳۳۔
۴۰۔سورہ الصّف۔آیت۔۸۔۹۔
۴۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۴۲۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دارالکتب العلمیہ۔
۴۳۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۳ھ۔داراحیاء التراث العربی۔

۴۴۔گلوبلائزیشن اوراسلام۔مولانا یاسرندیم۔ص۔۱۰۴۔دارالاشاعت کراچی۔ ۲۰۰۴ء۔
۴۵۔گلوبلائزیشن اوراسلام۔مولانا یاسرندیم۔ص۔۱۰۵۔دارالاشاعت کراچی۔ ۲۰۰۴ء۔
۴۶۔گلوبلائزیشن اوراسلام۔مولانا یاسرندیم۔ص۔۵ دارالاشاعت کراچی۔ ۲۰۰۴ء۔
۴۷۔سورہ الصّف۔آیت۔۹۔
۴۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۴۹۔سورہ انفال۔آیت۔۳۹۔
۵۰۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۳۔
۵۱۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۳۔
۵۲۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۳۔
۵۳۔سورہ احزاب۔۵۴۔
۵۴۔سورہ الفتح۔

۶۲۔سورہ الجمعہ (جامع یا جمع کرنا)

نام:

الجمعہ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی جامع یا جمع کرنے کے ہیں، جمعہ ہفتے کا ایک مقدس اور بابرکت دن ہے جس کی بہت فضیلت ہے۔

شانِ نزول:

سورہ الجمعہ مدنی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۱۱ ہیں جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۲ ہے۔

مضامین:

۱۔اللہ کی حمد ثناء کا ذکر۔

۲۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر۔

۳۔اہل یہود کی مذمت۔

۴۔جمعہ کے دن کی اور نماز جمعہ کے فضائل کا بیان۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بعثتیں:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ۔۱

ترجمہ۔ وہی اللہ ہے جس نے امیوں میں انہیں میں سے ایک پیغمبر کو بھیجا جو ان پر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں اوران کا تزکیہ کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم کرتے ہیں اور یقیناً وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے، اوران میں سے دوسرے اب تک ان سے ملے نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی بعثت تو عرب امیوں کی طرف تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری بعثت ان لوگوں کی طرف ہے جو کے ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ہیں اوران دونوں بعثتوں کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے ایک براہ راست بعثت جس کی سعادت عربوں اور صحابہ کرام کو حاصل ہوئی جبکہ دوسری بعثت کا تعلق قیامت تک آنے والی بنی نوع انسانیت سے ہے۔ ۲؎

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک بعثت امیین (اہل عرب) کی جانب ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری بعثت آخرین (تا قیامت کل نوع انسانی) کی جانب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اپنے خطبات کا آغاز اسی کلام سے فرماتے کے میں یقیناً اللہ کا رسول ہوں، تمھاری طرف بالخصوص اور پوری انسانیت کی طرف بالعموم بھیجا گیا ہوں۔

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، آیت

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ

اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں آیت يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وہ ان پر اس کی آیات کو پڑھتے ہیں یعنی قرآن کو آیت وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اور اس سے پہلے یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے یعنی شرک میں۔ ۳؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ سے مراد عرب کے لوگ مراد ہیں آیت وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ اور دوسرے لوگ جو انہیں میں سے ہیں مگر ابھی ان میں شامل نہیں اس میں آخرین سے مراد عجمی لوگ ہیں۔ ۴؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے، جب سورہ جمعہ نازل ہوئی آپ نے اس کی تلاوت فرمائی اور جب اس آیت وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ پر پہنچے تو ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا، یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جو ہم سے نہیں

ملے تو آپ نے اپنا ہاتھ مبارک سلمان فارسیؓ کے سر پر رکھا اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا ستارے پر ہو گا تو ان میں سے کچھ لوگ اسے یقیناً پا لیں گے۔۵؎

حضرت قیس بن سعد بن عبادہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر ایمان ثریا ستارے پر ہو گا تو اس کو اہل فارس والے لوگ پا لیں گے۔٦؎

سیدی امی: (ام القریٰ کا رہنے والا):

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک سیدی امی (ا۔م۔م) سے مشتق ہے۔۷؎

ام۔عربی زبان کا لفظ ہے جو عام طور پر ماں یا ماں کی آغوش کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

قوم یا جماعت کو بھی امہ کہا جاتا ہے، بالخصوص وہ ہم مشرب اور ہم مسلک بھی ہوں۔

الامۃ۔سے مراد حالت، نعمت، شان، طریقہ، سنت، وقت، زمانہ مدت، شریعت اور دین کے ہیں

الامامۃ۔سے مراد آگے ہونا یعنی امام امام وہ شخص ہوتا ہے جس کے ذمہ قیادت ہو۔

امی۔کے ایک معانی کل کائنات یا اصل کائنات کے بھی ہیں یعنی باعث تخلیق عالم یعنی وہ ذات پاک کے جس کے سبب عالمین کی ابتداء کی گئی۔۸؎

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ائے جابر سب سے پہلے اللہ نے تمھارے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔۹؎

سیدی امی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے جس میں حروف مقطعات کی تعداد (۳) ہے یعنی (ا۔م۔ی)۔

الف۔جن انوار کا نام ہے ان کو تصوف کی زبان میں 'سر' کہتے ہیں 'سر' وہ انوار ہیں جو اپنی لطافت کی وجہ سے اعلیٰ ترین شہود رکھنے والوں کو ہی نظر آتے ہیں تاہم یہی وہ انوار ہیں جو نہر تسوید کے ذریعے موجودات کو سیراب کرتے ہیں ان ہی انوار کے ذریعے سالک اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتا ہے۔

م۔سے مراد محمد ﷺ۔

م۔سے مراد معرفت۔

م۔سے مراد مزید رضا یعنی اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں سے مزید راضی ہوگا انھیں جنت میں اپنا دیدار عطا فرمائے گا۔

م۔ سے مراد کلام یعنی قرآن کریم کا نزول اس لئے فرمایا گیا تا کہ اللہ کے اسماء اور صفات کی معرفت کو حاصل کیا جائے۔

م۔سے مراد ملک۔ماجد۔مجید۔منان۔مومن۔مھیمن۔

ی۔سے مراد یہ حرف یوم حساب کی جانب اشارہ کرتا ہے۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! شفاعت کے سبب دوزخ سے لوگوں کو اس حال میں نکالا جائے گا وہ جلی ہوئی لکڑی کی طرح ہو چکے ہوں گے۔۱۰؎

سیدی امی، رسول اللہ ﷺ کا ایک اسم صفاتی ہے۔رسول اللہ ﷺ کی پیدائش چونکہ ام القریٰ (مکہ معظّمہ) میں ہوئی اس اعتبار سے آپ ﷺ امی یعنی ام القریٰ کے رہنے والے ہیں۔رسول اللہ ﷺ سمیت تمام انبیاء سابقین نے نہ کسی استاد، مدرسے، اسکول کالج اور یونیورسٹی سے تحصیل علم کی بلکہ انبیاء کرام کو علم منتقل کرنے کی ذمہ داری اللہ کے پاس ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ پیغمبروں کو بذریعہ وحی علوم منتقل کرتے ہیں تاہم یہ وحی اور علوم کو لے جانے اور منتقل کرنے کی ذمہ داری حضرت جبرائیل علیہ السلام کی ہوتی ہے رسول اللہ ﷺ اعلان نبوت سے قبل لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ہم امی لوگ ہیں نہ لکھتے ہیں اور نہ ہی حساب کرتے ہیں۔۱۱؎

لیکن جب آپ ﷺ نبوت اور رسالت کے منصب پر فائز ہو چکے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ بذریعہ وحی علوم منتقل فرمائے۔ارشاد خداوندی ہے!

آپ ﷺ نزول قرآن سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ ہی اس سے پہلے آپ ﷺ اپنے ہاتھوں سے لکھتے تھے ورنہ باطل پرست شک میں پڑ جاتے۔۱۲؎

بے شک اس قرآن کا آپ ﷺ کے سینے میں جمع کرنا اور پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے اور اس کا سمجھانا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ ۱۳؎

یعنی معلوم ہوا کے رسول اللہ ﷺ منصب نبوت اور رسالت پر فائز ہونے کے بعد لکھتے اور پڑھتے بھی تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات:

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ کی طرف، قیصر کی طرف، نجاشی اور ہر جابر بادشاہ کی طرف مکاتب لکھے (ان مکاتب میں آپ ﷺ) انھیں اسلام کی دعوت دیتے لیکن یہ وہ نجاشی نہیں ہے جس کی نماز جنازہ رسول اللہ ﷺ نے پڑھی تھی۔ ۱۴؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے روم کی طرف مکتوب لکھنے کا ارادہ کیا تو صحابہ کرام نے کہا! وہ صرف اسی مکتوب کو پڑھتے ہیں جس پر مہر لگی ہو چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس پر محمد رسول اللہ نقش تھا۔ ۱۵؎

حضرت ابوحمیدؓ بیان کرتے ہیں، یلہ کے بادشاہ نے رسول اللہ ﷺ کو خط لکھا اور ایک سفید خچر بھی آپ ﷺ کو تحفے میں بھیجا رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کو خط لکھا اور ہدیہ میں ایک چادر بھیجی آپ ﷺ نے مزید حکم دیا کے وہ سمندر کے ساتھ جس شہر میں رہتے ہیں اس میں ان کو جزیہ پر رہنے دیا جائے۔ ۱۶؎

کچھ کم علم افراد لفظ 'امی' کا ترجمہ ان پڑھ یا ناخواندہ کرتے ہیں لیکن یہ بات عقل میں آنے سے قاصر ہے کے بھلا جو شخص معلم انسانیت

ہے اور جس کے علم سے بڑے بڑے مفسرین، معلمین، محدیثین، مجتہدین، مبصرین، واعظین، اور مورخین نے سیکھا اور رسول اللہ ﷺ کے دیئے ہوئے علوم میں سے کسی حصے پر وہ کچھ نہ کچھ دسترس حاصل کرنے میں کامیاب ہو کر عالم بنے تو کائنات کے جس قابل ترین شخص سے انھوں نے علوم کو سیکھ کر یہ مقام اور مرتبہ حاصل کیا، بھلا وہ شخص کس طرح سے ان پڑھ اور ناخواندہ ہوسکتا ہے؟ میرے خیال میں یہ ایک بہت بڑی گستاخی ہے جس کے لئے ہمیں اللہ سے معافی طلب کرنی

چاہئے۔

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخلوق کی ابتداء کی خبریں دینا شروع کیں حتیٰ کے اہل جنت اپنے گھروں میں داخل ہو گئے اور اہل جہنم اپنے گھروں میں داخل ہو گئے۔۱۷؎

حضرت معاویہ بن الحکم سلمیٰؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح نرمی کرنے والا کوئی معلم نہیں دیکھا۔۱۸؎

ارشادات خداوندی:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ۔۱۹

ترجمہ۔جو اس عظیم رسول نبی امی کی پیروی کریں گے۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔۲۰

ترجمہ۔اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر جو نبی امی ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ۔۲۱

ترجمہ۔جس نے ان پڑھ لوگوں میں انھی میں سے ایک عظیم رسول بھیجا۔

وَ مَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ۔۲۲

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزول قرآن سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھوں سے لکھتے تھے ورنہ باطل پرست شک میں پڑ جاتے۔

ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ۔۲۳

ترجمہ۔بے شک اس قرآن کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے میں جمع کرنا اور پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے اور اس کا سمجھانا بھی ہمارے ذمہ ہے۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ

کِتٰبٌ مُّبِیۡنٌ۔ ۲۴

ترجمہ۔ائے اہل کتاب ! بے شک تمھارے پاس ہمارا رسول آ گیا جو تمھارے لئے بہت سی ایسی چیزیں بیان کرتا ہے جن کو تم کتاب میں سے چھپاتے تھے اور بہت سی باتوں سے درگزر کرتا ہے۔
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امی ہیں لیکن اس کے باوجود وہ اہل یہود و نصاریٰ کی کتب سے بخوبی واقف ہیں یعنی یہود آیات رجم کو چھپاتے تھے اس کے علاوہ وہ یہودیوں کو ہفتہ کے دن مچھلی کے شکار کی ممانیت تھی لیکن وہ بدستور اللہ کی نافرمانی کرتے رہے جس کی پاداش میں انھیں بندر بنا دیا گیا تاہم اہل یہود اس کو بھی چھپاتے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان امور کو بیان فرمایا جن کو یہودی چھپایا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دفعہ ارشاد فرمایا! میں نبی امی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ۲۵؎
حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہم امی لوگ ہیں نہ لکھتے ہیں اور نہ ہی حساب کرتے ہیں۔ ۲۶؎
حضرت ابوہریرہؓ حدیث معراج بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انبیاء علیہ السلام کے سامنے فرمایا کے تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے رحمت للعالمین بنایا اور تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنایا مجھ پر قرآن مجید کو نازل کیا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری امت کو خیر امت بنایا جو لوگوں کے نفع کے لئے بنائی گئی اور میری امت کو معتدل امت بنایا اور میری امت کو اول اور آخر بنایا، اور اس نے میرا سینہ کھول دیا اور میرا بوجھ اتار دیا اور میرے لئے میرے ذکر کو بلند کیا اور مجھ کو افتتاح کرنے والا اور خاتم النبین بنایا۔ ۲۷؎

جمعہ کے فضائل:

جمعے کے دن کے بے حد و حساب فضائل اور برکات ہیں، تاہم جمعہ کی اذان کے بعد خرید فروخت کو

ترک کر کے نماز جمعہ کے قیام کی خاص تاکید کی گئی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔۲۸

ترجمہ۔اے ایمان والو جب نماز جمعہ کے لیے اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ واور بیع کو(سودے کو) چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو، پھر جب نماز ختم ہو جائے تو تم زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل کو طلب کرو اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

جمعہ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو(ج۔م۔ع) سے مشتق ہے۔۲۹

الجمع۔سے مراد مختلف چیزوں کو جمع کرنا ہے۔

علامہ راغب اصفہانی کہتے ہیں کے الجامع کا مطلب مختلف چیزوں کو قریب لا کر ملا دینے والا۔

الجمیع۔سے مراد لشکر ہے۔

مجتمع۔سے مراد قبیلہ۔

الجماع۔سے مراد ہر چیز جس کے اجزا باہم ملے ہوئے ہوں۔

جمع الکف۔بندھی ہوئی مٹھی کو کہتے ہیں۔

اجمع۔مذکر ہے۔

جمع۔مونث ہے۔

امر جامع۔سے مراد کسی عظیم الشان کام کے لئے لوگوں کا جمع ہونا۔۳۰

یوم الجمعۃ۔یعنی جمعہ کا دن، قبل اسلام اہل قریش ہفتے کے کسی ایک دن جس کو وہ یوم العروبہ کہتے تھے دار قصی کے پاس دار الندوہ (قومی دار المشاورت) میں جمع ہوتے۔

کعب بن لوی نے اس دن کا نام الجمعہ رکھا تا ہم اسی حیثیت سے وہ المجمع قصی بن کلاب کے لقب سے مشہور ہوئے یہی وہ پہلے شخص تھے کے جنھوں نے دار الندوہ بنایا تھا تا ہم اسی سے جمعہ کا

مطلب بھی واضح ہوجاتا ہے یعنی مشورے کے لئے تمام سرداران قریش کا ایک جگہ ایک خاص دن (یوم الجمعہ) کو جمع ہونا اور آپس کے معاملات کا باہمی صلاح مشورے کے ذریعے حل نکالنا۔

صاحب محیط لکھتے ہیں، الجمعہ۔ اجتماع سے ماخوذ ہے۔

جماعت کے لئے اجمعین کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

امت کے علما کرام کا کسی ایک بات پر اتفاق ہونا اجماع کہلاتا ہے۔

الجامع۔ اللہ کا ایک صفاتی اسم مبارک جس کے معانی جمع کرنے والے کے ہیں۔ ۳۱

اسم الجامع کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الجامع کی نفوذ پذیری نظام کائنات میں ہمہ وقت جاری وساری ہے اللہ تعالی کی ایک صفت رب اللعالمین ہے چنانچہ عالمین میں بے شمار نظام موجود ہیں جہاں بے شمار مخلوقات آباد ہیں اور وہاں بدستور اللہ کا حکم اور امر اترتا ہے اس اعتبار سے بے شمار کائناتی دنیاؤں میں کہیں قیامت بھی قائم ہوچکی تاہم اسپیس سائنٹسٹ نظام کائنات میں موجود بلیک ہولز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بتاتے ہیں کے یہ وہ سیارے اور ستارے ہوتے ہیں جن پر موت طاری ہوگئی باالفاظ دیگر اس سیارے یا ستارے کا وقت قیامت آن پہنچا چنانچہ اللہ وہاں موجود مخلوقات کو جمع فرمانے پر قادر ہیں اسی طرح سے تمام انسانوں کو روز قیامت جمع کرنے کے حوالے سے ارشاد خداوندی!

فَجَمَعۡنٰهُمۡ جَمۡعًا ۔ ۳۲

ترجمہ۔ ہم سب انسانوں کو ایک ساتھ جمع کریں گے۔

یعنی تمام انس وجن، فرشتوں اور کل مخلوقات کو جمع کرنا اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَهَلۡ نَجۡعَلُ لَكَ خَرۡجًا عَلٰٓى اَنۡ تَجۡعَلَ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَهُمۡ سَدًّا ۔ ۳۳

ترجمہ۔ ہم آپ کے لئے اس شرط پر کچھ مال جمع کردیں کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک آڑ بنادیں۔

ارشادات خداوندی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى
ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔٣٤

ترجمہ۔اے ایمان والو جب نماز جمعہ کے لیے اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ واور بیع کو (سودے کو) چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ہم سب انسانوں کو ایک ساتھ جمع کریں گے۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۔٣٥

ترجمہ۔بے شک تو اس دن لوگوں کو جمع کرنے والا ہے جس کے وقوع میں کوئی شک نہیں۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَ تُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَ بِئْسَ
الْمِهَادُ ۔٣٦

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجئے کافروں سے عنقریب تم مغلوب ہو گے اور جمع کئے جاؤ گے دوزخ کی طرف اور وہ برا بچھونا ہے۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَ نَسُوْهُ
وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۔٣٧

ترجمہ۔جس دن اللہ سب کو جمع کرے گا پھر ان ے کیے ہوئے کاموں کی انھیں خبر دے گا اللہ نے ان سب کو محفوظ کر لیا ہے اور وہ انھیں بھول چکے ہیں اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۔٣٨

ترجمہ۔آسمانوں اور زمینوں میں ہر ایک رحمان کے حضور عبد بن کر حاضر ہوگا۔

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ۔٣٩

ترجمہ۔ہم ہر جماعت میں سے ان کو علیحدہ کر دیں گے (جنہوں نے آپس میں ایک دوسرے کی مدد کی) جو رحمن کے مقابلہ میں بہت سخت سرکشی اختیار کئے ہوئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کی، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یوم الجمعہ کا نام جمعہ کیوں رکھا گیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس دن تمہارے باپ آدم علیہ السلام کی مٹی کو جمع کیا گیا، اسی دن قیامت کا زلزلہ ہوگا، اسی دن دوبارہ اٹھنا ہوگا اور اس دن کی آخری تین گھڑیوں میں ایک گھڑی ایسی ہے، جو بھی اس گھڑی میں کوئی دعا مانگے گا تو اس کی دعا قبول ہوگی۔ ۴۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ نے مسلمانوں کے لئے ایک عید کا دن بھی مقرر فرمایا ہے جو جمعہ ہے، لہٰذا تم کو چاہیے کے جمعہ کے دن غسل، مسواک اور خوشبو کا استعمال کرو۔ ۴۱؎

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تم جانتے ہو کے جمعہ کا دن کیا ہے؟ میں نے عرض کی، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں، یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار دہرائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس دن تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی کو جمع کیا گیا، تو جو شخص اس دن اچھی طرح پاکی حاصل کرے یعنی غسل کرے، اچھے کپڑے پہنے، خوشبو لگائے، اگر خوشبو نا ہو تو پھر پانی استعمال کرے، پھر مسجد آئے اور خاموشی سے بیٹھے یہاں تک امام اپنی نماز پوری کرلے، تو اس کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے درمیان سب گناہ معاف کردئے جائیں گے، جب تک وہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے اور یہ سارے زمانہ میں اسی طرح ہوتا ہے۔ ۴۲؎

حضرت ابو ہریرہ ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے، اس میں اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، اسی دن ان کو جنت میں داخل کیا گیا، اسی دن وہ جنت سے نکالے گئے اور جمعہ کے دن قیامت قائم ہوگی۔ ۴۳؎

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جمعہ سید الایام ہے یعنی (تمام دنوں کا سردار اور عظمت والا ہے) اور یہ دن اللہ کے نزدیک یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ سے بھی زیادہ عظمت والا ہے، اس دن کو پانچ اعتبار سے فضیلت حاصل ہے۔

۱۔اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔
۲۔اسی ان حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پہ اتارا گیا۔
۳۔اسی آدم علیہ السلام کا انتقال ہوا۔
۴۔ جمعہ کے دن ایک قبولیت کی گھڑی ایسی بھی ہے جس میں جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے، اگر بندہ کسی حرام شے کا سوال نا کرے۔
۵۔ جمعہ کے دن ہی قیامت قائم ہوگی، اور جمعے کے دن سے کائنات کی ہر شے چاہے وہ زمین، آسمان، پہاڑ، سمندر یا فرشتے ہو سب ڈرتے ہیں کیونکہ اس دن قیامت قائم ہوگی۔ ۴۴؎

حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں، جمعہ کے دن، جنات اور انسان کے علاوہ ساری مخلوق گھبرا جاتی ہے اور اس دن میں نیکی اور برائی دگنا کر دی جاتی ہے اور یہی قیامت کا دن ہے۔ ۴۵؎

حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں، جمعہ کے دن نیکی کا ثواب دگنا کیا جاتا ہے۔ ۴۶؎

حضرت کعب احبارؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ دنوں کو قیامت کے دن ان کی اصل ہیئت پر مبعوث فرمائیں گے اور جمعہ کے دن کو چاند کی صورت میں اٹھایا جائے گا جو اپنے اہل کو روشنی دے گا اور انہیں اس کے ساتھ عزت دی جائے گی۔ جیسا دلہن کو دولہا کے یہاں عمدگی اور اچھائی کی جانب رہنمائی ملتی ہے، جمعے کا دن روشن دن ہے، جس کی روشنی میں لوگ چلیں گے۔ ان لوگوں کے رنگ برف کی مانند سفید ہوں گے، جمعے کے دن ہوا میں ہر جانب کستوری کی خوشبو ہوگی، اس دن جن وانس تعجب سے آنکھیں جھپک جھپک رہے ہوں گے یہاں تک وہ جنت میں داخل کر دئے جائیں گے ان سے کوئی نہیں ملے گا سوائے اخلاص کے ساتھ اذان دینے والے کے۔ ۴۷؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن سورہ جمعہ اور سورہ المنافقون پڑھا کرتے تھے۔ ۴۸؎

قیامت کے دن جمعہ کو اللہ تعالیٰ اہل علیین کو اپنے جلوے سے مشرف فرمائیں گے۔ ۴۹؎

اہل جنت ہر جمعہ کو اللہ کا دیدار کریں گے۔ ۵۰؎

اللہ تعالیٰ ہر جمعہ کو چھ لاکھ افراد کو دوزخ سے آزاد فرمائے گا۔ ۵۱؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب جمعہ سلامتی سے گزر جاتا ہے تو باقی ایام بھی سلامتی سے گزر جاتے ہیں۔ ۵۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دوزخ کو ہر روز زوال سے قبل آسمان پر گرم کیا جاتا ہے، پس تم لوگ اس وقت نماز نا پڑھو، مگر جمعہ کے دن دوزخ کو گرم نہیں کیا جاتا چنانچہ یہ تمام دن ہی نماز ہے۔ ۵۳؎

کعب کا قول ہے! اللہ تعالیٰ نے شہروں میں مکہ کو فضیلت دی، مہینوں میں ماہ رمضان کو فضیلت دی، دنوں میں جمعہ کے دن کو فضیلت دی اور راتوں میں شب قدر کو فضیلت دی۔ ۵۴؎

جمعہ کے دن جب پرندے اور حشرات الارض ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ دن مبارک ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص جمعہ کے دن یا اس کی رات کو انتقال کرے گا تو اللہ اس کے لئے شہید کا اجر لکھتا ہے اور اس کو عذاب قبر سے بچا لیا جاتا ہے۔ ۵۵؎

ابن سیرینؒ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری کے بعد انصار نے کہا سات دنوں میں ہفتے کا دن یہودیوں کا اور اتوار کا دن نصاری کا ہے جس دن وہ اپنی عبادات کے لئے جمع ہوتے ہیں، ہمارے لئے بھی ایک دن مقرر ہونا چاہئے جس دن جمع ہو کر ہم اپنی عبادات کر سکیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم یوم العروبہ (جمعہ) کو مقرر کر لو۔ ۵۶؎

الخطیب نے اپنی تاریخ میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے کے حضرت جبرئیل علیہ السلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے ان کے ہاتھ میں شیشے کی طرح کی ایک چیز تھی جس میں ایک سیاہ نکتہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا، اے جبرئیل یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا یہ جمعہ ہے۔ میں نے پوچھا جمعہ کیا ہے؟ فرمایا تمہارے لیے اس میں خیر ہے، میں نے کہا اس میں ہمارے لیے کیا ہے؟ فرمایا آپ کے لیے عید ہوگی اور آپ کے بعد کی قوم یعنی امت کے لیے بھی اور یہود و نصاری بھی آپ کے تابع ہوں گے پھر میں نے کہا ہمارے لیے اس میں کیا ہوگا؟ فرمایا تمہارے لیے اس میں ایک گھڑی ایسی ہوگی جس میں مسلمان اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی کسی چیز کے بارے میں سوال کرے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز عطا فرمائیں گے، پھر میں نے اس

سے پوچھا اس میں یہ نکتہ کیا ہے؟ تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہ قیامت ہے، جو جمعہ کے دن قائم ہوگی اور یہ ہمارے نزدیک دنوں کا سردار ہے جسے ہم یوم القیامۃ اور یوم المزید کے نام سے پکارتے ہیں، میں نے کہا وہ کیسے؟ تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا! آپ ﷺ کے رب نے جنت میں سفید مشک کی ایک وادی بنائی ہے جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ علیین سے اپنی کرسی پر نزول فرمائیں گے، پھر کرسی کے اردگرد سونے کے ایسے منبر بچھائے جائیں گے جو جواہرات سے مرصع اور مزین ہوں گے پھر حضرات انبیاء علیہم السلام آئیں گے اوران پر تشریف فرما پھران کا رب تجلی فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا مجھ سے سوال کرو میں تم کو عطا کروگا تو وہ لوگ اللہ سے اللہ کی رضا کا سوال کریں گے، پھر اللہ تعالیٰ ان پر شاہد بنائے گا کے میں ان سے راضی ہوں اوران کے لیے وہ چیزیں ظاہر فرمادے گا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہوں گی نہ کسی کان نے ان کے بارے میں سنا ہے، نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا خیال پیدا ہوا۔ اور وہ تمہارے جمعہ کے دن سے واپس پھرنے کی مقدار ہوگا پھر وہ بلند ہو جائے گا اور اس کے ساتھ انبیاء اور صدیقین اور شہدا بھی بلند ہو جائیں گے اور اہل غرف اپنے محلات کی مطرف لوٹ جائیں گے اور یہ محل ایک سفید موتی ہوگا جس میں نہ کوئی سوراخ اور نہ پھٹن ہوگی یہ سرخ رنگ کا موتی ہے یا سبز رنگ کا زبرجد ہے جس میں کئی کمرے ہیں ان کے دروازے پر نقش ونگار بنے ہیں، جس میں نہریں اور پھل ہوں گے، پھر فرمایا ان کے لئے جمعہ سے بڑھ کر کسی اور چیز کی حاجت نا ہوگی کیونکہ اس دن وہ اپنے رب کے حسن وقدرت کا بکثرت دیدار کرسکیں گے اور اس کی جانب سے عزت وکرامت میں اضافہ کرسکیں گے۔ ۵۷

جمعہ کے دن دعا کی قبولیت کی ایک گھڑی:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جمعہ کے دن بارہ گھڑیاں ہیں، جو مسلمان اللہ تعالی سے اس گھڑی میں کوئی سوال یا دعا کرتا ہے اللہ تعالی اس کو عطا فرماتا ہے، تم اسے عصر کے بعد کی آخری ساعت میں تلاش کرو۔ ۵۸

کثیر بن عبداللہ المزنیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جمعہ کے دن ایسی گھڑی ہے

کہ کوئی بندہ جو چیز بھی اپنے رب سے مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرما دیتا ہے پوچھا گیا وہ کونسی گھڑی ہے؟ فرمایا وہ نماز کے لیے اقامت کہے جانے سے لے کر اس سے فارغ ہونے تک ہے۔۵۹؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، جمعہ کا دن عرفہ کے دن کی طرح ہے جس میں رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اس میں ایک ایسی گھڑی ہے جس میں بندہ اللہ سے جس چیز کا سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز عطا فرماتا ہے، پوچھا گیا وہ کونسی گھڑی ہے؟ فرمایا جب موذن صبح کی نماز کے لیے اذان کہتا ہے۔۶۰؎

ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں، وہ قبولیت کی گھڑی جب موذن اذان دے یا امام منبر پر بیٹھ جائے یا اقامت کے وقت۔۶۱؎

حسنؓ بیان کرتے ہیں، وہ قبولیت کی گھڑی سورج کے زوال کے وقت ہے۔۶۲؎

شعبیؒ بیان کرتے ہیں، وہ قبولیت کی گھڑی خرید وفروخت کے حرام ہونے کے وقت سے لے کر اس کے حلال ہونے تک کے درمیانی وقت میں ہے۔۶۳؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، وہ قبولیت کی گھڑی جمعہ کے دن امام کے نماز میں کھڑی ہونے سے لے کر اس سے فارغ ہونے تک ہے۔۶۴؎

طاؤسؒ بیان کرتے ہیں، وہ قبولیت کی گھڑی جمعہ کے دن عصر کے بعد ہے۔۶۵؎

جمعہ ترک کرنے پر وعید:

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے تم پر جمعہ فرض کیا ہے میری اس جگہ میں، میرے اس دن میں، میرے اس مہینے میں اور میرے اس سال میں قیامت کے دن تک جس نے اس کو ترک کیا یا اس کو حقیر سمجھتے ہوئے یا اس کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے بکھرے ہوئے معاملات کو نا جمع کرے گا، نا اس کے کام میں برکت دے گا، نا اس کی نماز قبول ہوگی، نا اس کی زکوٰۃ قبول ہوگی، نا اس کا حج قبول ہوگا، نا اس کا روزہ ہوگا، نا اس کے لیے برکت ہوگی یہاں تک کے وہ توبہ نا کرلے اور جس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالیں

گے۔٦٦؎
حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لوگ جمعہ اور جماعتوں کو ترک کرنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر پردے ڈال دیں گے اور ان کو غافلین میں لکھ دیں گے۔٦٧؎
سمرۃ بن جندب ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے بغیر عذر کے جمعہ چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر پردہ ڈال دے گا۔٦٨؎
ابوقتادہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے بغیر عذر کے تین جمع مسلسل چھوڑ دیئے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیں گے۔٦٩؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے تین جمعے بغیر عذر کے چھوڑ دیئے تو وہ منافق ہے۔٧٠؎

خطبہ کے دوران باتیں کرنا سخت گناہ ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے جمعہ کے دن اس وقت بات کی جب امام خطبہ دے رہا ہے تو وہ اس گدھے کی طرح ہے جو کتابیں اٹھائے ہوئے ہے اور جو شخص اسے یہ کہتا ہے کے خاموش ہو جاؤ تو اس کا جمعہ قبول نہیں۔٧١؎

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔٧٢

ترجمہ: اے ایمان والو جب نماز جمعہ کے لیے اذان دی جائے جمعہ کے دن تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور بیع کو سودے کو چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو پھر جب نماز ختم ہو جائے تو تم زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل کو طلب کرو اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ اور جب وہ تجارت یا اللہ سے غافل کرنے والی کوئی چیز دیکھتے ہیں تو اس کی طرف لپک پڑتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ دیتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اللہ سے غافل کرنے والی چیزوں سے بہتر ہے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بہترین روزی

دینے والا ہے۔

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ ۳۔

ترجمہ۔ پھر جب نماز ختم ہو جائے تو تم زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل کو طلب کرو اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

وَ إِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا اِنْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَ تَرَكُوْكَ قَآئِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَ مِنَ التِّجَارَةِ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔ ۴۔

ترجمہ۔ جب وہ تجارت یا اللہ سے غافل کرنے والی کوئی چیز دیکھتے ہیں تو اس کی طرف لپکتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ دیتے ہیں آپ فرما دیجیے جو اللہ کے پاس ہے وہ اللہ سے غافل کرنے والی چیزوں سے بہتر ہے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بہترین روزی دینے والا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔ سورہ الجمعہ۔ آیت۔ ۲۔ ۳۔
۲۔ محاضرات قرآنی۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی۔ ناشران الفیصل۔ ۲۰۰۸ء۔
۳۔ الدر المنثور التفسیر بالماثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۔ تفسیر القران العزیز۔ امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار۔
۵۔ صحیح بخاری۔ امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۔ الدر المنثور التفسیر بالماثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۷۔ لغات القرآن۔ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۸۔ لغات القرآن۔ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۹۔ روح المعانی۔ علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔ ج۔ ۱۵۔ ص۔ ۱۰۵۔ مطبوعہ دار احیاء۔
۱۰۔ صحیح بخاری۔ امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۱۔ صحیح بخاری۔ امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ۔ بیروت۔
۱۲۔ سورہ العنکبوت۔ آیت۔ ۴۸۔
۱۳۔ سورہ القیامۃ۔ آیت۔ ۱۹۔
۱۴۔ صحیح مسلم۔ امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۱۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۷۔
۲۰۔سورہ اعراف۔۱۵۸۔
۲۱۔سورہ الجمعہ۔آیت۔۲۔
۲۲۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۴۸۔
۲۳۔سورہ القیامۃ۔آیت۔۱۹۔
۲۴۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۵۔
۲۵۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۷۔مجمع الزوائد۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہثیمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔مطبوعہ دارلکتب العربی بیروت۔
۲۸۔سورہ الجمعہ۔آیت۔۹۔۱۰۔
۲۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۲۔سورہ کہف۔آیت۔۹۹۔
۳۳۔سورہ مریم۔آیت۔۹۳۔
۳۴۔سورہ کہف۔آیت۔۹۹۔
۳۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۔
۳۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۲۔
۳۷۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۶۔
۳۸۔سورہ مریم۔آیت۔۹۳۔
۳۹۔سورہ مریم۔آیت۔۶۹۔
۴۰۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاالتراث العربی۔
۴۱۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۴۲۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۴۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۴۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۴۵۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔

۴۶۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دار الوطن بیروت۔
۴۷۔الدر المنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۸۔ روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔
۴۹۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۵۰۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۵۱۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۵۲۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۵۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۵۴۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۵۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۶۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دار الوطن بیروت۔
۵۷۔ الدر المنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۵۹۔ الدر المنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۰۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دار الوطن بیروت۔
۶۱۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دار الوطن بیروت۔۱۴۱۸ھ
۶۲۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دار الوطن بیروت۔
۶۳۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دار الوطن بیروت۔
۶۴۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دار الوطن بیروت۔
۶۵۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دار الوطن بیروت۔
۶۶۔الدر المنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۷۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دار الوطن بیروت۔
۶۸۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دار الوطن بیروت۔
۶۹۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۷۰۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دار الوطن بیروت۔
۷۱۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ دار احیا التراث العربی۔
۷۲۔سورہ الجمعہ۔آیت۔۹۔
۷۳۔سورہ الجمعہ۔آیت۔۱۰۔
۷۴۔سورہ الجمعہ۔آیت۔۱۱۔

۶۳۔سورہ الْمُنٰفِقُوْنَ (منافق کی جمع)

نام:

الْمُنٰفِقُوْنَ۔عربی زبان کا لفظ ہے، الْمُنٰفِقُوْنَ جمع کا صیغہ ہے جبکہ اس کی واحد منافق ہے،منافق وہ شخص جو ظاہر میں مسلمان اور باطن میں کافر ہو اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے وہ یہ روپ بھرتا ہے،منافقین جہنم کے سب سے آخری درجے میں ڈالے جائیں گے۔

شانِ نزول:

سورہ الْمُنٰفِقُوْنَ مدنی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۱۱ ہے جبکہ اس میں کل رکوع ۲ ہیں۔

مضامین:

۱۔منافقین اور ان کی بداعمالیوں کا ذکر۔

۲۔منافقین جھوٹے ہیں۔

۳۔مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم۔

۴۔اسلام کی مضبوطی کے لئے مال خرچ کرنے کا حکم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن سورہ جمعہ اور سورہ المنافقون پڑھا کرتے تھے۔[۱]

منافقین:

منافقین جھوٹے اور فریب کار ہیں، یہ اپنا شرک چھپاتے اور جھوٹا ایمان ظاہر کرتے ہیں۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ
اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ۔ ۲

ترجمہ۔ جب منافقین آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ ہی البتہ اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہو اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ یقیناً آپ اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہو لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین جھوٹے ہیں۔

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ ۳

ترجمہ۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنایا پھر وہ اللہ کے راستے سے رک گئے یقیناً برے ہیں وہ کام جو وہ کر رہے ہیں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا
يَفْقَهُوْنَ۔ ۴

ترجمہ۔ یہ اس وجہ سے کہ وہ ایمان لائے پھر وہ کافر بن گئے پھر ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی پھر وہ کچھ سمجھتے نہیں۔

وَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَ اِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ
كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ
فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ؗ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔ ۵

ترجمہ۔ اور جب آپ ان کو دیکھو گے تو ان کے جسم آپ کو اچھے لگیں گے اور اگر وہ بولیں گے تو آن ان کی بات کو سنیں گے گویا وہ کھوکھلی لکڑیاں ہیں وہ گمان کرتے ہیں ہر چیخ کو اپنے اوپر ہی دشمن ہیں پھر آپ ان سے بچتے رہیے اللہ ان کو مارے کہاں وہ الٹے پھرے جا رہے ہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَ رَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ۔ ۶

ترجمہ۔ جب ان سے کہا گیا آجاؤ اللہ کا رسول تمہارے لیے استغفار کرے تو وہ اپنے سروں کو موڑ لیتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں دیکھیں گے کے وہ تکبر کرتے ہوئے بے رخی کرر ہے ہیں۔

شان نزول:

حضرت زید بن ارقمؓ بیان کرتے ہیں، میں (منافق اعظم) عبداللہ بن ابی کے پاس بیٹھا تھا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحابؓ کے ہمراہ وہاں سے گزرے، انھیں دیکھ کر عبداللہ بن ابی نے کہا، اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ گئے، تو ہم عزت والے ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے۔ میں نے یہ بات سعد بن عبادہؓ کو بتائی، سعد بن عبادہؓ نے اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا، جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کو بلوا کر پوچھا تو اس نے اللہ کی جھوٹی قسم کھائی کر کہا کے میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد بن عبادہؓ کی طرف دیکھا، سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ! مجھے یہ بات زید بن ارقمؓ نے بتائی ہے، پھر سعد بن عبادہؓ، زید بن ارقمؓ کے پاس آئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہاں عبداللہ بن ابی بھی موجود تھا جس نے مجھے دیکھ کر مجھے جھڑک دیا۔ میں روتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا اور میں نے کہا، اللہ کی قسم عبداللہ بن ابی نے یہ بات کہی ہے، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا رخ پھیر لیا۔ انصار میں سے کچھ لوگوں نے زید بن ارقمؓ کو ملامت کیا، تاہم زید بن ارقمؓ اس کے بعد دل گرفتہ ہو کر گھر آ کر سو گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیری بات کی تصدیق کر دی۔ پھر یہ آیت

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ۔ ۷

ترجمہ۔ جب منافقین آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کے یقیناً آپ ہی البتہ اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہو اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے، یقیناً آپ اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہو لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کے یہ منافقین جھوٹے ہیں۔ سنائی۔ ۸

اس واقعہ کے بعد عبداللہ بن ابی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جھوٹی قسمیں کھا کر معذرتیں پیش کرنے لگا، جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تو اللہ کے حضور توبہ کر لے، یہ سن کر اس نے

اپنے سر کو ہلانا شروع کر دیا، کہنے لگا میں نے کیا، کیا ہے جو میں استغفار کروں، اور مذاق اڑاتے ہوئے اپنے سر کو تکبر سے ہلانے لگا لیکن اس نے اللہ کے حضور توبہ نہیں کی، اس پر اللہ تعالی نے یہ آیات نازل فرمائیں!

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَ رَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَ هُمْ مُّسْتَكْبِرُونَ ۔۹

ترجمہ۔ جب ان سے کہا گیا آجاؤ اللہ کا رسول تمہارے لیے استغفار کرے تو وہ اپنے سروں کو موڑ لیتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں دیکھیں گے کے وہ تکبر کرتے ہوئے بے رخی کر رہے ہیں۔

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۔۱۰

ترجمہ۔ برابر ہے کے آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں بلا شبہ اللہ انہیں نہیں بخشے گا، بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا فاسقوں کو۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۔۱۱

ترجمہ۔آپ نے ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں اگر آپ ان کے لئے ستر مرتبہ استغفار کریں تب بھی اللہ انہیں نہ بخشے گا یہ اس وجہ سے کے انہوں نے اللہ کے ساتھ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفر کیا اور اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

جب یہ آیت نازل ہوئی اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں ستر سے زیادہ استغفار کروں گا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی!

فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اللّٰهُ لَا

يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۔۱۲

ترجمہ۔آپ نے ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں اگر آپ ان کے لئے ستر مرتبہ استغفار کریں تب بھی اللہ انہیں نہ بخشے گا یہ اس وجہ سے کے انہوں نے اللہ کے ساتھ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفر کیا اور اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں ،انھوں نے حضرت عمر ؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کے جب عبداللہ بن ابی فوت ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے بلایا گیا،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے جنازے میں شریک ہوئے ،جس پر حضرت عمر ؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا،اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں سب سے بڑھ کر عبداللہ بن ابی ہے، میں نے اس کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیں، جسے سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!اے عمر پیچھے ہٹ جاؤ بلاشبہ مجھے اختیار دیا گیا اور مجھ سے یہ کہا گیا ہے،

آیت اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۔۱۳

ترجمہ۔آپ نے ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں اگر آپ ان کے لئے ستر مرتبہ استغفار کریں تب بھی اللہ انہیں نہ بخشے گا یہ اس وجہ سے کے انہوں نے اللہ کے ساتھ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفر کیا اور اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!اگر میں یہ بات جان لیتا کے میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں گا تو اس کی مغفرت کر دی جائے گی تو میں اس پر ضرور زیادہ کر لیتا ، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کی قبر پر ٹھہرے یہاں تک کے اس کی تدفین ہوگئی،ابھی تھوڑی دیر نا گزری تھی کے ان آیات کا نزول ہو گیا،

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ

(اس کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی منافق پر نماز نہیں پڑھی یہاں تک کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

وصال ہو گیا۔ ۱۴؎

وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ فٰسِقُوْنَ۔ ۱۵

ترجمہ۔اور ان میں سے جو کوئی شخص مرجائے آپ اس پر کبھی نماز نہ پڑھیں اور اس کی قبر پر کھڑے نہ ہوں، بیشک ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ اس حال میں مر گئے کہ نافرمان تھے۔

وَ لَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَ اَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِی الدُّنْیَا وَ تَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ۔ ۱۶

ترجمہ۔آپ کو ان کے اموال اور اولاد تعجب میں نہ ڈالیں اللہ یہی چاہتا ہے کے ان کو ان چیزوں کے ذریعہ دنیا میں عذاب دے اور ان کی جانیں اس حالت میں نکل جائیں کہ وہ کافر ہوں۔

یَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَرْضٰی عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ۔ ۱۷

ترجمہ۔وہ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تا کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ سو اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں سے راضی نہیں ہوتا۔

وَ مِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ مَرَدُوْا عَلَی النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَیْنِ ثُمَّ یُرَدُّوْنَ اِلٰی عَذَابٍ عَظِیْمٍ۔ ۱۸

ترجمہ۔تمہارے گرد وپیش جو دیہاتی ہیں ان میں منافق ہیں اور اہل مدینہ میں بھی ایسے لوگ ہیں جو منافقت پر اڑ گئے ہیں آپ انہیں نہیں ہم انہیں جانتے ہیں، ہم انہیں دو مرتبہ عذاب دیں گے پھر وہ عذاب عظیم کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ آیت

وَ مِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ

ے بارے میں بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن خطبہ دیتے ہوئے منافقین کے نام لے لے کر انھیں کھڑا کیا اور انھیں مسجد سے نکال دیا۔ صحابی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آج کے دن منافقوں کو رسوا کیا یہ ان کا پہلا عذاب ہے اور دوسرا عذاب قبر کا عذاب ہے۔ ۱۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافقین کے ساتھ بہت نرمی کا سلوک کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عرصے تک ان سے صرف نظر کرتے رہے اور ان کی سازشوں سے چشم پوشی فرمائی لیکن جب صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا، کیونکہ خوش اخلاقی کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ پھر اللہ تعالی کے احکامات آیات کی شکل میں آتے گئے اور قیامت تک ان منافقین کی فطرت اور نفسیاتی کجی کی قلعی کھولتے چلے گئے۔

چنانچہ اب منافقین اس سلوک کے مستحق ہیں جو کافرین کے ساتھ کیا جاتا ہے، پھر اللہ نے حکم دیا کے اب جہاد کا اطلاق دونوں پر کیا جائے اور ان کے ساتھ ایسا سخت رویہ اختیار کیا جائے جس میں کوئی نرمی نہ ہو۔

تحریک اسلامی کو کئی مرحل درپیش ہوتے ہیں بعض مواقع پر نرمی اور بعض مواقع پر سختی ضروری ہوتی ہے، کیونکہ صبر کا بھی ایک دور ہوتا ہے جب صبر کا پیمانہ لبریز ہوتا ہے تو پھر سختی کا دور شروع ہوتا ہے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی منافق کو قتل نہیں کیا۔ ۲۰؎

يَوۡمَ يَقُوۡلُ الۡمُنٰفِقُوۡنَ وَ الۡمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوا انۡظُرُوۡنَا نَقۡتَبِسۡ مِنۡ نُّوۡرِكُمۡ‌ۚ قِيۡلَ ارۡجِعُوۡا وَرَآءَكُمۡ فَالۡتَمِسُوۡا نُوۡرًا‌ؕ فَضُرِبَ بَيۡنَهُمۡ بِسُوۡرٍ لَّهٗ بَابٌؕ بَاطِنُهٗ فِيۡهِ الرَّحۡمَةُ وَ ظَاهِرُهٗ مِنۡ قِبَلِهِ الۡعَذَابُ۔

ترجمہ۔جس روز منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہمارا انتظار کر لو کے ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کر لیں ان کو جواب دیا جائے گا تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ اور روشنی تلاش کرو، پھر ان کے درمیان ایک دیوار قائم کر دی جائے گی۔

مجاہدؒ اس آیت يَوۡمَ يَقُوۡلُ الۡمُنٰفِقُوۡنَ وَ الۡمُنٰفِقٰتُ کے بارے میں بیان کرتے ہیں،

منافقین دنیا میں اہل ایمان کے ساتھ زندگی گزارتے ،لیکن جب وہ مریں گے تو اللہ تعالی ان کا نور بجھادے گا۔۲۱؎

منافق۔عربی زبان کالفظ ہے، جو(ن۔ف۔ق) سے مشتق ہے۔۲۲؎

نفق۔اس سرنگ کو کہتے ہیں جس کے دونوں راستے کھلے ہوں۔

منافق۔اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی بھی سماج یا معاشرے میں داخل ہونے سے پہلے یہ دیکھ لے کے یہاں سے نکلنے کا راستہ کون سا ہے۔۲۳؎

منافقین کی اقسام:

۱۔اعتقادی منافق:

اعتقادی منافق سے مراد وہ شخص جس کا عقیدہ ہی درست نہ ہو اور وہ اسلامی عقائد اللہ پر ایمان رسولوں پر ایمان، آخرت پر ایمان، الہامی کتابوں ،فرشتوں اور تقدیر پر ایمان نہ رکھتا ہو ایسا شخص روپے پیسے کے لالچ کی وجہ سے اپنا یہ بہروپ بھرتے ہیں اور مسلمانوں کی صفوں میں گھس کر ان کے راز معلوم کرتے ہیں اور ان کے خلاف سازشوں میں پیش پیش ہوتے ہیں۔

۲۔عملی منافق:

عملی منافق سے مراد ایسا شخص جس کا ایمان اور عقیدہ تو درست ہو لیکن اس کا عمل درست نہ ہو۔اور وہ اس میں دوغلی پالیسی اور دورخا پن دکھاتا ہو یعنی اس کی تربیت درست طریقے سے نہیں کی جاتی جس کی وجہ سے اس میں یہ کمزوری ہوتی ہے۔

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۔۲۴

ترجمہ۔(جو منافق اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفق بناتے ہیں انہیں یہ مژدہ سنادو کے ان کے لئے دردناک سزا تیار ہے۔

منافقین مسلمانوں کے خلاف کس قدر گہری چال چل رہے ہیں اور کس قدر برے ارادے ہیں ان کے وہ ہر وقت اس گھڑی کے انتظار مین ہیں کہ اہل اسلام پر کوئی مصیبت آئے لیکن بظاہر وہ

مسلمانوں کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں کے اگر مسلمانوں کو فتح نصیب ہو اور کوئی غنیمت ملے تو وہ اس وقت کہیں گے۔

منافق اللہ کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں حالانکہ درحقیقت اللہ ہی نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے، جب یہ نماز کے لئے اٹھتے ہیں تو کسمساتے ہوئے محض لوگوں کو دکھانے کی خاطر اٹھتے ہیں اور خدا کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔ کفر و ایمان کے درمیان ڈانواڈول ہیں۔

نا پورے اس طرف ہیں نہ پورے اس طرف۔ جسے اللہ نے بھٹکا دیا ہو اس کے لئے تم کوئی راستہ نہیں پا سکتے) یہاں تک قرآن کریم نے اہل ایمان کے دلوں میں منافقین کے خلاف کراہت اور حقارت کے جذبات پیدا کر کے ان کو باور کرایا کے وہ بہت ہی کمزور لوگ ہیں، یہ مقصد اچھی طرح حاصل کرنے کے بعد اب روئے سخن اہل ایمان کی طرف ہوتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے کے کہیں تم بھی اہل نفاق کی راہ پر نہ چل نکلو اور اہل نفاق کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کفار کے ساتھ دوستی کرتے تھے جبکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ کوئی دوستی نہ کرتے تھے اللہ مومنین کو پنی پکڑ سے ڈراتے ہیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ منافقین کے اخروی انجام کی ایک جھلک دکھا کر ان کو ڈراتے ہیں، یہ جھلک نہایت ہی خوفناک ہے اور نہایت ہی ذلت آمیز ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَ اِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا ۔ ۲۵

ترجمہ۔ یہ منافق اللہ کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں حالانکہ درحقیقت اللہ ہی نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔ جب یہ نماز کے لئے اٹھتے ہیں تو کسمساتے ہوئے محض لوگوں کو دکھانے کی خاطر اٹھتے ہیں اور خدا کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔

ابن جریر نے ابن جریج سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کے یہ آیت عبداللہ بن ابی اور ابو عامر بن نعمان کے بارے میں نازل ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص لوگوں کو دکھانے

کے لئے اپنی نماز کو خوشنما بنا کر پڑھتا ہے، لیکن تنہائی میں اس نماز کو حقارت سے پڑھتا ہے تو گویا یہ شخص اپنے رب کو حقیر جانتا ہے۔۲۶؎

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! منافق بیٹھ کر سورج کو دیکھتا رہتا ہے یہاں تک سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان آجاتا ہے، تو منافق کھڑے ہو کر چار ٹھونگے مار لیتا ہے اور اس میں تھوڑا سا اللہ کو یاد کر لیتا ہے۔۲۷؎

منافقین کی فطرت:

منافقین اور منافقات کی ایک فطرت اور ایک ہی خمیر ہے، ان کا مزاج بھی یکساں ہے، تمام زمان و مکان میں ان کے یہی خدوخال رہے ان کے اقوال و اعمال اگرچہ مختلف ہیں لیکن وہ ایک ہی سرچشمے سے ماخوذ ہیں یعنی کینہ پروری، بدفطرتی، خفیہ سازشیں، بے جا تنقید، سامنے آنے سے کترانا اور کھل کر بات کرنے کی جرات نہ کرنا یہ تمام علامات اور خصوصیات منافقین کی ہیں۔ ان کا طرز عمل منکر کا حکم اور معروف سے روکنا دوسری جانب یہ پرلے درجے کے بخیل اور دکھاوے کا خرچ کرتے ہیں، یہ بے وزن شخصیت کے نہایت بے اعتبار لوگ ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَ يَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔۲۸

ترجمہ۔ منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک دوسرے کے ہم رنگ ہیں، برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ خیر سے روکتے ہیں، یہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا۔ یقینا یہ منافق ہی فاسق ہیں۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ۔۲۹

ترجمہ۔ ان منافق مردوں اور عورتوں اور کافروں کے لیے اللہ نے آتش دوزخ کا وعدہ کیا ہے جس

میں وہ ہمیشہ رہیں گے، وہی ان کے لیے موزوں ہے، ان پر اللہ کی پھٹکار ہے اوران کے لیے قائم رہنے والا عذاب ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ۔ ۳۰

ترجمہ۔اللہ یہ گواہی دیتا ہے کے بلاشبہ منافق ہی جھوٹے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ اغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ۔ ۳۱

ترجمہ۔اے نبی کفار اور منافقین دونوں کا پوری قوت سے مقابلہ کرو اوران کے ساتھ سختی سے پیش آؤ۔آخر کار ان کا ٹھکانا جہنم ہے اوروہ بدترین جائے قرار ہے۔

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ۔ ۳۲

ترجمہ۔منافقین اس سے ڈرتے ہیں کے مسلمانوں پر ایسی سورت نازل ہوجائے گی جو مسلمانوں کو منافقوں کے دل کی باتوں کی خبر دے، دے گیا آپ کہیے تم مذاق اڑاتے رہو۔

درک کے معانی دوزخ کے طبقات:

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا۔ ۳۳

ترجمہ۔بے شک منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے اورتو ہرگز ان کے لئے کوئی مددگار نہ پائے گا۔

ابوعبیدہ نے کہا کے درک کے معنی منزل کے ہیں اور جہنم کی کئی منازل اورطبقات ہیں تاہم منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔علامہ آلوسی (متوفی۔۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں!

دوزخ کے سات طبقات ہیں:

۱۔ پہلا طبقہ جہنم ہے۔ ۲۔ دوسر طبقہ لظی ۔ ۳۔ تیسرا طبقہ الحطمہ ۔ ۴۔ چوتھا طبقہ السعیر ۔
۵۔ پانچواں طبقہ سقر۔ ۶۔ چھٹا طبقہ جحیم ۔ ۷۔ ساتواں طبقہ ھاویہ ہے۔

اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ فِی الدَّرۡكِ الۡاَسۡفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَ لَنۡ تَجِدَ لَهُمۡ نَصِيۡرًا ۔۳۴

ترجمہ۔ بے شک منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے اور تو ہرگز ان کے لئے کوئی مددگار نہ پائے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کے منافقین لوہے کے ایک ایسے تابوت میں ہوں گے جس کا کوئی دروازہ نہیں ہوگا۔ ۳۵

ان طبقات کو درک اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ تہہ درتہہ ہیں تاہم منافقین کا جہنم کے آخری طبقے میں جانے کا مطلب عذاب کی شدت ہے۔ ۳۶

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا! جہنم کے سات درجات ہیں۔
۷۔ ساتواں طبقہ ھاویہ ہے جس میں منافقین رہیں گے۔
۶۔ چھٹے طبقہ جحیم ہے جس میں اللہ مشرکین کو رکھے گا۔
۵۔ پانچواں طبقہ سقر ہے جس میں اللہ تعالی سورج اور چاند کی پوجا کرنے والوں کو رکھے گا۔
۴۔ چوتھا طبقہ السعیر ہے جس میں اللہ تعالی آتش پرستوں کو رکھے گا۔
۳۔ تیسرا طبقہ الحطمہ ہے جس میں اللہ تعالی یہود کو ڈالیں گے۔
۲۔ دوسرا طبقہ لظی ہے جس میں اللہ تعالی نصاریٰ کو رکھیں گے۔

یہ کہہ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام خاموش ہو گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پوچھنے پر انھوں نے فرمایا۔ ۱۔ پہلا طبقہ جہنم ہے جس میں اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امت کے گناہ گاروں کو رکھے گا، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حد درجہ غمگین ہو گئے یہاں تک کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام نے روایت کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف نماز ادا کرنے مسجد تشریف لے جاتے اور پھر اپنے حجرے کا دروازہ بند

کر کے رو رو کر اللہ کے حضور دعا مانگا کرتے یہاں تک کے اللہ کا پیغام وحی کی صورت میں آ گیا!
اے میرے محبوب غم نہ کرو، میں تمھیں اتنا عطا کروں گا کے آپ ﷺ راضی ہو جائیں گے۔۳۷؎

جب یہ آیت (وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيكَ رَبُّكَ فَتَرۡضَىٰٓ) نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!
اگر میرا ایک امتی بھی دوزخ میں ہوا تو میں راضی نہیں ہوں گا۔۳۸؎

جس اللہ تعالی نے فرمایا! اے محمد! ہم عنقریب آپ کو راضی کریں گے اور آپ کو رنجیدہ نہیں ہونے دیں گے۔۳۹؎

جہنم کا تیسرا درجہ حطمہ:

جہنم کے تیسرے درجے کا نام حطمہ ہے جس میں اللہ تعالی یہود کو داخل فرمائیں گے۔

اسی حوالے سے ارشا دخداوندی ہے!

وہ چورا چورا کر دینے والی (آگ) میں جھونک دیا جائے گا، اور آپ کیا سمجھے کہ چورا چورا کر دینے والی (آگ) کیا ہے؟ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی (آگ) ہے، جو دلوں پر چڑھ جائے گی وہ (آگ) ان پر ہر طرف سے بند کی ہوئی ہوگی لمبے لمبے ستونوں میں۔۴۰؎

الحطمۃ۔ کا معنی ریزہ ریزہ اور چورا چورا کرنے والی یعنی جو چیز ٹوٹ پھوٹ کر چورا چورا ہو جائے حطمہ۔ حطم سے مشتق ہے جس کے معنی توڑ دینا۔ الحطمۃ۔ جہنم کا ایک مقام ہے۔۴۱؎

الحطمۃ۔ جہنم کی آگ کا وہ طبقہ ہے جہاں انسان کو توڑ پھوڑ کر پیس ڈالا جائے گا۔

حطمۃ۔ میں یہود کو توڑ کر، چورا چورا کر دیا جائے گا۔

اور آپ کیا سمجھے کے چورا چورا کر دینے والی (آگ) کیا ہے؟۔۴۲؎

مقاتل نے کہا! حطمہ جہنم کا وہ طبقہ ہے جہاں ہڈیوں کو توڑا جائے گا۔

جہنم کے اس طبقے میں طعنہ زن اور عیب جو کو رکھا جائے گا۔

وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی (آگ) ہے۔۴۳؎

جہنم کی آگ کی شدت:

جہنم کی آگ ہے جو کبھی سرد نہیں ہوتی یہ دنیا کی جلائی ہوئی آگ کی طرح نہیں ہے جو بالاخر بجھ جاتی ہے اس آگ کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جلایا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمہاری آگ جہنم کی آگ کا ستر واں حصہ ہے پوچھا گیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ آگ بھی کافی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جہنم کی آگ تمہاری آگ پر انہتر درجہ زیادہ ہے۔۴۴؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، جہنم کی آگ کو ایک ہزار سال تک دہکایا گیا یہاں تک کے وہ سرخ ہوگئی پھر اس کو مزید ایک ہزار سال تک دہکایا گیا یہاں تک کے وہ سفید ہوگئی، پھر س کو مزید ایک ہزار سال تک دہکایا گیا یہاں تک کے وہ سیاہ ہوگئی، پس وہ سیاہ اندھیری ہے۔۴۵؎

کفار کے عذاب کی کیفیت:

جہنم کی آگ کافروں کے پیٹ میں داخل ہوکر ان کے سینہ تک پہنچ جائے گی اور ان نے دلوں پر چڑھ جائے گی وہ (آگ) ان پر ہر طرح سے بند کی ہوئی ہوگی۔۴۶؎

ان کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا یعنی جہنم ایک نہایت گہری جگہ ہے جیسے گہرا اندھا کنواں تاہم اس گہرے اور اندھے کنویں میں کافروں کو جھونک دیا جائے گا اس اندھے کنویں سے نکلنے کا ک کوئی راستہ نہ ہوگا اور اس طبقہ کے دروازوں کو مضبوطی سے بند کر دیا جائے گا اور اس دردناک عذاب سے نجات کی کوئی صورت نہ ہوگی، لمبے لمبے ستونوں میں۔۴۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! منافق کی تین نشانیاں ہیں۔

۱۔ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ ۲۔ جب وعدہ کرتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے۔

۳۔ اور جب اس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو اس میں خیانت کرتا ہے۔۴۸؎

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص میں چار خصلتیں

ہوں وہ خالص منافق ہوگا اور جس شخص میں ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی خصلت ہوگی حتی کہ وہ اس خصلت کو چھوڑ دے۔

۱۔جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ ۲۔جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ ۳۔ جب عہد کرے تو اس کے خلاف کرے ۔ ۴۔اور جب جھگڑا کرے تو بدکلامی کرے۔۴۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم قیامت کے دن اس شخص کو سب سے بدتر پاؤ گے جو لوگوں کے سامنے ایک رخ سے آتا ہے اور دوسروں کے سامنے دوسرے رخ سے جاتا ہے۔۵۰؎

حضرت عمارؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص کے دنیا میں دو چہرے ہوں گے یعنی ظاہر میں کچھ اور باطن میں کچھ تو وہ قیامت کے دن اس ے لئے آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔۵۱؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! یقیناً سب سے عظیم خیانت امت کے ساتھ خیانت کرنا ہے اور سب سے بڑے دھوکا دینے والے رہبر ہیں۔ کتنی بری بات ہے کے پیمان وعہد کے بعد ترک تعلقات، بھائی چارگی کے بعد جفائیں، محبت کے بعد عداوت، امانت رکھوانے والے سے خیانت اور اس شخص سے غداری جس نے خود کو تمھارے سپرد کر دیا ہو۔ خیانت اور جھوٹ میں برادری ہے۔ خیانت نفاق میں سرفہرست ہیں۔

دنیا میں سب سے بڑی خیانت اپنی سرزمین سے غداری ہے۔۵۲؎

اہم نکتہ:

پروفیسر احمد رفیق اختر کہتے ہیں! نفاق دل کی تقسیم کو کہتے ہیں اللہ نے انسان کا دل اپنی محبت، اپنی یاد اور امن وسکون کے لئے تخلیق فرمایا ہے اگر دل خوش اور مطمئن ہو تو یہ بہت بڑی خوش نصیبی ہے اور دلوں کا اطمینان اللہ کی یاد میں پنہاں ہے لیکن دوسری جانب اگر دل بے چین، مضطرب اور بے

قرار ہے تو یہی بے چینی اس کے نفس کا نفاق ہے اور دل کا اللہ کی یاد سے غافل ہونا دل کا نفاق ہے۔

❁

حوالہ کتب:

۱۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔بیروت۔
۲۔سورہ المنافقون۔آیت۔۱۔
۳۔سورہ المنافقون۔آیت۔۲۔
۴۔سورہ المنافقون۔آیت۔۳۔
۵۔سورہ المنافقون۔آیت۔۴۔
۶۔سورہ المنافقون۔آیت۔۵۔
۷۔سورہ المنافقون۔آیت۔۱
۸۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت
۹۔سورہ المنافقون۔آیت۔۵۔
۱۰۔سورہ المنافقون۔آیت۔۶۔
۱۱۔سورہ التوبہ۔آیت۔۸۰۔
۱۲۔سورہ التوبہ۔آیت۔۸۰۔
۱۳۔سورہ التوبہ۔آیت۔۸۰۔
۱۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۵۔سورہ التوبہ۔آیت۔۸۴۔
۱۶۔سورہ التوبہ۔آیت۔۸۵۔
۱۷۔سورہ التوبہ۔آیت۔۹۶۔
۱۸۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۰۱۔
۱۹۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۲۰۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۴۔سورہ النساء۔آیت۔۱۳۸۔
۲۵۔سورہ النساء۔آیت۔۱۴۲۔

۲۶۔ابویعلی۔
۲۷۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۸۔سورہ التوبہ۔آیت۔۶۷۔
۲۹۔سورہ التوبہ۔آیت۔۶۸۔
۳۰۔سورہ المنافقون۔آیت۔۱۔
۳۱۔سورہ التوبہ۔آیت۔۴۷۔
۳۲۔سورہ التوبہ۔آیت۔۶۴۔
۳۳۔سورہ النساء۔آیت۔۱۴۵۔
۳۴۔سورہ النساء۔آیت۔۱۴۵۔
۳۵۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۳۶۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت
۳۷۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۸۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت
۳۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۴۰۔سورہ الھمزہ۔آیت۔۴۔۹۔
۴۱۔القاموس المحیط۔علامہ مجدالدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث۔
۴۲۔سورہ الھمزہ۔آیت۔۵۔
۴۳۔سورہ الھمزہ۔آیت۔۶۔
۴۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۶۔سورہ الھمزہ۔آیت۔۸۔
۴۷۔سورہ الھمزہ۔آیت۔۹۔
۴۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۵۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۵۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۵۲۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

٦٤۔سورہ التَّغَابُن

(غبن کرنا/نقصان پہنچانا/خسارہ اٹھانا)

نام:

التَّغَابُن۔عربی زبان کا لفظ ہے، التَّغَابُن کا لفظی معنی خرید وفروخت میں نقصان پہنچانا ہے، جبکہ یہ قیامت کے دن کا بھی ایک نام ہے،سورہ التَّغَابُن کی آیت نمبر 9 میں قیامت کے دن کو بھی یَوْمُ التَّغَابُن کہا گیا ہے،یعنی نقصان اور خسارے کا دن ہے۔

شانِ نزول:

سورہ التَّغَابُن قرآن کریم کی 64ویں سورہ ہے،جس کے دو رکوع،اور 18 آیات ہیں۔

مقاتل اور کلبی کہتے ہیں کے اس سورہ کا کچھ حصہ مکی اور کچھ مدنی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور عطاء بن یسارؒ کہتے ہیں کے ابتدا سے آیات نمبر 13 تک مکی ہیں جبکہ آیت نمبر 14 سے سورہ کے آخر تک مدنی ہے،مگر مفسرین کی اکثریت سورہ التَّغَابُن کو مدنی قرار دیتی ہے،اگر چہ اس میں کوئی اشارہ ایسا نہیں پایا جاتا جس سے اس کا زمانۂ نزول متعین کیا جا سکے، لیکن مضمونِ کلام پر غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کے غالباً یہ مدینہ طیبہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہوگی۔

اسی وجہ سے اس میں کچھ رنگ مکی سورتوں کا اور کچھ مدنی سورتوں کا پایا جاتا ہے۔

مضامین:

ا۔سورہ التَّغَابُن کا موضوع ایمان اور طاعت کی دعوت اور اخلاق حسنہ کی تعلیم ہے۔
۲۔تمام انسانوں کو خطاب کر کے چار بنیادی حقائق سے انھیں آگاہ کیا گیا ہے:
۳۔اس کائنات کا خالق اور مالک اللہ ہے، جو قادرِ مطلق، کامل اور بے عیب ہے۔
۴۔تخلیق کائنات کے پس پردہ حکمت اور مقاصد کارفرما ہیں۔
۵۔اللہ نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا فرمایا ہے۔
۶۔اللہ کے سامنے ہر انسان جواب دہ اور ذمہ دار ہے۔
۷۔اقوام کی تباہی کے بنیادی اسباب صرف دو تھے۔
۸۔رسولوں کا انکار۔
۹۔آخرت اور اپنے اعمال کی جواب دہی کا انکار اور دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ لینا۔
۱۰۔روز قیامت اللہ تعالی تمام اولین و آخرین کو جمع کر کے ان میں سے ہر ایک کے غبن یعنی (نقصان اور خسارے) کو کھول کر رکھ دیں گے۔
۱۱۔کامیاب افراد کا گروہ داخل جنت اور ناکام گروہ داخل جہنم کر دیا جائے گا۔

اہل ایمان کے لئے چند اہم ہدایات:

ا۔دنیا کی ہر مصیبت اور پریشانی اللہ کے اذن سے آتی اور جاتی ہے، چنانچہ انسان کو ہر حال میں ثابت قدم رہنا چاہیے۔
۲۔ایمان لانا کافی نہیں بلکہ اعمال صالحہ، اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ایمان کا لازمی جز ہے۔
۳۔مومنین کا ایمان اور اعتماد دنیاوی طاقتوں پر نہیں بلکہ صرف اور صرف اللہ پر ہونا چاہیے۔
۴۔مومنین کی جان، مال اور اولاد میں آزمائش رکھ دی گئی ہے۔
۵۔ہر انسان اپنی استطاعت کی حد تک ہی مکلف ہے۔

اللہ نے مومنین اور کافرین خلق فرمائے:

اللہ تعالی نے مومنین اور کافرین کوخلق فرمایا، اللہ کی قدرت ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے، تمام تعریفیں اور حمد وثناء کا سزاوار صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے، اللہ نے زمین وآسمان اور کل کائنات کوتخلیق فرمایا ہے، وہ ہر انسان کے اعمال سے واقف ہے، ہر سے کوئی شے پوشیدہ نہیں اللہ کے ہی پاس سب کولوٹ کر جانا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ
هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ ۱

ترجمہ۔سب چیزیں جو آسمان میں ہیں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہی اس کی سلطنت ہے وہی تعریف کے لائق ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ مِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
بَصِيْرٌ ۔ ۲

ترجمہ۔وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا سوتم میں بعض کافر ہیں اور بعض مومن ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَ
اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۔ ۳

ترجمہ۔اس نے پیدا فرمایا آسمان کو اور مزین کیا حق کے ساتھ، تمہاری اچھی صورتیں بنائیں، تمھیں اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ
وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۔ ۴

ترجمہ۔وہ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہ سب اعمال کو جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اور اللہ سینے کی باتوں کو جاننے والا ہے۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَ

لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۔ ٥

ترجمہ۔کیا تمہارے پاس ان کافروں کی خبر نہیں آئی جو ان سے پہلے تھے، انہوں نے اپنے اعمال کا وبال چکھ لیا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر بچے کے سر کے جال میں سورہ التَّغَابُن کی ابتدائی پانچ آیات لکھی ہوتی ہیں۔٦؎

حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب منی رحم میں چالیس راتیں ٹھہر جاتی ہے، تو اس کے پاس نفوس کا فرشتہ آتا ہے اور اسے لے کر رب کریم کی طرف اوپر چڑھتا ہے اور کہتا ہے اے میرے رب! یہ مذکر ہو یا مونث ہو؟ تو اللہ تعالیٰ فیصلہ فرماتے ہیں جو وہ فیصلہ کرنے والے ہوتے ہیں، پھر وہ فرشتہ کہتا ہے بدبخت ہو یا نیک بخت ہو؟ تو وہ سب کچھ لکھ دیا جاتا ہے، جس سے وہ ملنے والا ہوتا ہے، پھر حضرت ابوذر غفاری نے سورہ التَّغَابُن کی ابتدائی پانچ آیات تلاوت فرمائیں۔٧؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بندہ مومن پیدا ہوتا ہے اور ایمان کی حالت میں زندگی گزارتا ہے اور ایمان کی حالت میں فوت ہوجاتا ہے اور ایک بندہ کافر پیدا ہوتا ہے اور کفر کی حالت میں مرجاتا ہے اور ایک بندہ ایک زمانے تک بدبختی کے عمل کرتا ہے، پھر اس کو موت پالیتی ہے اس حالت میں جس کے ساتھ وہ لکھا ہوتا ہے اور وہ بدبختی کی حالت میں ہی مرجاتا ہے ایک اور بندہ کچھ وقت تک بدبختی کے عمل کرتا ہے پھر اسے اس کے مطابق موت آجاتی ہے جو اس کے لیے لکھا ہوتا ہے اور وہ سعادت مند ہوکر مرجاتا ہے۔٨؎

رسولوں کے کھلے معجزات:

معجزہ کی تعریف:

معجزہ۔عربی زبان کا لفظ ہے جو عجز سے ماخوذ ہے، معجزہ سے مراد وہ حیرت انگیز بات جو صرف نبی یا رسول سے ہی ظاہر ہو، یا خرق عادت جو نبی یا رسول سے صادر ہو۔

معجزات۔ اللہ کی نشانیاں اور دلائل ہیں، جو وہ اپنے برگزیدہ پیغمبروں کو عطا فرماتے ہیں، ان معجزات میں یقیناً حیران کن علم، سائنس، ٹیکنالوجی، فارمولاز، حکمت اور گہرے پیغامات پوشیدہ ہوتے ہیں۔

معجزہ۔ کا مطلب عاجز کر دینا یعنی مجبور کر دینا سے ہے، عقل کو حیران کر دینا، کسی کام کی کوئی سائنسی توجیہ سمجھ میں نہ آنا، اسباب کے بغیر کسی کام کا ہو جانا، وغیرہ معجزہ کہلاتے ہیں۔

باالفاظ دیگر خرق عادت، کام کو معجزہ کہتے ہیں۔ بعض خلاف عادت باتیں اللہ پاک اپنے رسولوں اور نبیوں کے ہاتھ سے ظاہر کرا دیتا ہے، جن کے کرنے سے دنیا کے لوگ عاجز ہوتے ہیں، تاکہ لوگ ان باتوں کو دیکھ کر اسی نبی کی نبوت کو سمجھ لیں، نبیوں اور رسولوں کی ایسی خلاف عادت باتوں کو معجزہ کہتے ہیں۔

اعلانِ نبوت کے بعد نبی سے ایسا عجیب وغریب کام ظاہر ہو جو عادتاً ممکن نہیں ہو وہ "معجزہ" کہلاتا ہے۔

معجزات کا تعلق صرف انبیاء اور رسل سے منسوب ہے، کیونکہ عام انسان معجزات کی مثل لانے سے عاجز ہے۔

معجزہ اللہ کے نبی اور رسول کی طرف سے (جملہ انسانوں کے لئے) ایک چیلنج ہوتا ہے۔

معجزہ مِن جانبِ اللہ ہوتا ہے لیکن اُس کا صدُور اللہ کے برگزیدہ نبی اور رسول کے ذریعہ ہوتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلًا مِّنۡ قَبۡلِكَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ قَصَصۡنَا عَلَيۡكَ وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ لَّمۡ نَقۡصُصۡ عَلَيۡكَ ؕ وَ مَا كَانَ لِرَسُوۡلٍ اَنۡ يَّاۡتِىَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمۡرُ اللّٰهِ قُضِىَ بِالۡحَـقِّ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ ۔ ۹

ترجمہ۔ بے شک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے رسول بھیجے، جن میں سے بعض کا تذکرہ ہم نے آپ سے بیان کر دیا، اور ان میں بعض ایسے ہیں جن کا تذکرہ ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا، اور

کسی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ قدرت نہیں کے کوئی نشانی (معجزہ) لے آئے مگر اللہ کے اذن سے، پھر جب اللہ کا حکم آجائے گا تو حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور اس وقت باطل والے خسارہ میں رہ جائیں گے۔

معجزہ مروّجہ قوانینِ فطرت اور عالمِ اَسباب کے برعکس ہوتا ہے۔

معجزہ نبی اور رسول کا ذاتی فعل نہیں بلکہ عطائی فعل ہے اور یہ عطا اللہ تعالی کی طرف سے ہوتی ہے۔

معجزات کے ظہور کے درپردہ رحمانی قوت ہوتی ہے، چنانچہ عقل انسانی کے لئے اس کا اِدراک ناممکن ہوتا ہے۔

قرآن کریم بھی ایک معجزہ ہے، جس نے عقل انسانی کو عاجز اور حیران کر دیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

أَمۡ يَقُولُونَ افۡتَرٰىهُ ؕ قُلۡ فَأۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّثۡلِهٖ وَ ادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ۔ ۱۰

ترجمہ۔لوگ کہتے ہیں، (قرآن) کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاس سے بنالیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے تم اس جیسی سورت لے آؤ اور اللہ کے علاوہ جن لوگوں کو بلا سکتے ہو انہیں بلالو اگر تم سچے ہو۔

معجزات کی تین اقسام:

۱۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خوشبودار پسینہ۔

۲۔عارضی اختیاری معجزات جیسے عصا کا اژدھا بن جانا۔

۳۔عارضی غیر اختیاری معجزات جیسے آیاتِ قرانیہ کا نزول وغیرہ۔

معجزات کے ذریعے سچے اور جھوٹے نبی میں فرق ہوتا ہے،اس لئے کوئی جھوٹا "نبوت کا دعویٰ" کر کے معجزہ نہیں دکھا سکتا۔

کل کائنات معجزہ ہے:

کل اشیاء کائنات بذات خود کسی معجزے سے کم نہیں، جس جانب نظر اٹھائی جائے وہ ایک حیران

کن معجزہ ہی ہے،خود انسان کی ذات ، اس کی تخلیق، جانور، پودے، پرندے،سورج، چاند، ستارے، سیارے،اجرام فلکی، دریا،سمندراور ہر لحہ پھیلتی ہوئی یہ کائنات جو اربوں، کھربوں کہکشاؤں پر مشتمل ہے، دراصل عقل انسانی کو حیران کرنے کے لئے کافی ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۔ ۱۱

ترجمہ۔ہم عنقریب انہیں آفاق میں اور ان کے نفسوں میں نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کے ان پر ظاہر ہوجائے گا کے بلاشبہ وہ حق ہے،کیا آپ کے رب کی یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ ہر چیز پر شاہد ہے۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْ لَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ۔ ۱۲

ترجمہ۔ان لوگوں نے کہا جو نہیں جانتے تھے، اللہ ہم سے بات کیوں نہیں کرتا؟ یا ہمارے پاس کوئی دلیل کیوں نہیں آتی؟ یہی باتیں ان سے پہلے والے بھی کرتے تھے،تو ان کے دل آپس میں ایک دوسرے کے مشابہ ہوگئے۔ بے شک ہم نے یقین کرنے والوں کے لئے دلائل بیان کردیئے ہیں۔

خارقِ عادت واقعات کے لئے قرآن کریم میں لفظِ ''آیت'' کے علاوہ درج ذیل تین اَلفاظ اور بھی مذکور ہیں:

ا۔مُبْصِرَةٌ:

مُبْصِرَةٌ۔یہ لفظ بھی قرآن کریم میں معجزہ کے معنی میں اِستعمال ہوا ہے،یعنی اَیسی بیّن وواضح نِشانی جو بذاتِ خود اِس طرح ظاہر ہو کے اُس کے دیکھنے سے دیکھنے والے کی آنکھیں کھل جائیں اور اُس پر حقیقت اپنے تمام تر پہلوؤں کے ساتھ واضح اور رَوشن ہو جائے، اس کے ساتھ تمام شکوک وو

شبہات اور اِبہام دور ہو جائیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا مَنَعَنَآ اَنۡ نُّرۡسِلَ بِالۡاٰيٰتِ اِلَّاۤ اَنۡ كَذَّبَ بِهَا الۡاَوَّلُوۡنَ‌ؕ وَاٰتَيۡنَا ثَمُوۡدَ النَّاقَةَ مُبۡصِرَةً فَظَلَمُوۡا بِهَا‌ؕ وَمَا نُرۡسِلُ بِالۡاٰيٰتِ اِلَّا تَخۡوِيۡفًا ۔۱۳

ترجمہ۔آیات بھیجنے سے ہمیں صرف یہی بات مانع ہے کے پہلے لوگ اس کی تکذیب کر چکے ہیں اور ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی دی تھی جو بصیرت کا ذریعہ تھی سو انہوں نے اس کے ساتھ ظلم کا معاملہ کیا اور ہم آیات کو صرف ڈرانے کے لئے بھیجا کرتے ہیں۔

۲۔بَيِّنَةٌ:

دُوسرا لفظ جو قرآن کریم میں معجزہ کے مفہوم کی وضاحت کے لئے اِستعمال ہوا ہے، وہ **بَيِّنَة** ہے۔ **بَيِّنَة** اَیسی کھلی دلیل کو کہتے ہیں جو مخالفین کے مسلسل انکار کے نتیجے میں بطور حجت وثبوت کے پیش کی جاتی ہے، چنانچہ اِس کا اِطلاق بھی معجزہ پر ہی کیا جاتا ہے، تاہم جب اِس لفظ کے ساتھ آیت کا لفظ بھی آجائے تو اِس کے معنی کی مزید تائید ہوتے ہوئے اِس کے مفہوم کو تقویت بھی دیتی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِلٰى ثَمُوۡدَ اَخَاهُمۡ صٰلِحًا‌ ۘ قَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ‌ ؕ قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ بَيِّنَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ‌ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَـكُمۡ اٰيَةً‌ فَذَرُوۡهَا تَاۡكُلۡ فِىۡۤ اَرۡضِ اللّٰهِ‌ وَلَا تَمَسُّوۡهَا بِسُوۡٓءٍ فَيَاۡخُذَكُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۔۱۴

ترجمہ۔قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔صالح نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔تمہارے لیے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل آچکی ہے، یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو تمہارے لیے نشانی ہے، سو تم اسے اللہ کی زمین میں چھوڑے رکھو کھاتی پھرے، اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ نہ لگاؤ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑ لے گا۔

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسٰى تِسۡعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسۡـئَلۡ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اِذۡ

جَآءَهُمۡ فَقَالَ لَهٗ فِرۡعَوۡنُ اِنِّیۡ لَاَظُنُّكَ یٰمُوۡسٰی مَسۡحُوۡرًا ۔ ۱۵

ترجمہ۔ بے شک ہم نے موسیٰ کو کھلی ہوئی نو نشانیاں عطا کیں سو آپ بنی اسرائیل سے پوچھ لیجئے جب موسیٰ (علیہ السلام) ان کے پاس آئے تو فرعون نے ان سے کہا کہ موسیٰ (علیہ السلام) بلاشبہ میں تیرے بارے میں یہ گمان کرتا ہوں کہ کسی نے تجھ پر جادو کر دیا ہے۔

۳۔ برھان:

قرآنِ کریم میں معجزہ کے لئے اِستعمال ہونے والا تیسرا لفظ **بُرۡهَانٌ** ہے، **برھان** ایسی دلیل کو کہتے ہیں جو مخالفین کے تمام دلائل سے زیادہ وزنی اور ان پر حاوی ہو، دوسری جانب کسی تنازعہ کا فیصلہ کر دینے والی بھی ہو۔ اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

اُسۡلُكۡ یَدَكَ فِیۡ جَیۡبِكَ تَخۡرُجۡ بَیۡضَآءَ مِنۡ غَیۡرِ سُوۡٓءٍ ۫ وَّ اضۡمُمۡ اِلَیۡكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهۡبِ فَذٰنِكَ بُرۡهَانٰنِ مِنۡ رَّبِّكَ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِیۡنَ ۔ ۱۶

ترجمہ۔ اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں داخل کرو وہ بغیر کسی مرض کے سفید ہو کر نکلے گا اور اپنے ہاتھ کو بوجہ خوف کے اپنے بازو سے ملا لو، سو تمہارے رب کی طرف سے یہ دو دلیلیں ہیں، فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بلاشبہ وہ نافرمان لوگ ہیں۔

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے معجزہ کے لفظ کے لئے برھان کا لفظ استعمال کیا ہے، یعنی ایسی دلیل جس کے سامنے کوئی دلیل کام نہ آسکے۔ یہ ایسی برھانِ قاطعہ تھی جس کے سامنے بنی اِسرائیل کے سارے جادُوگر بے بس تھے اور اُن کی جملہ قوّتیں سلب تھیں۔

خلافِ معمول واقعات مختلف لوگوں میں مختلف شکل وصورت میں صادِر ہوتے ہیں۔

ان خلافِ معمول واقعات کو درج ذیل چار مختلف اَقسام میں تقسیم کیا گیا ہے:

۱۔ معجزہ۔

۲۔ اِرھاص۔

۳۔ کرامت۔

۴۔ اِستدراج۔

۱۔معجزہ:

اللہ کے برگزیدہ انبیاء اور رسل جب اللہ کے بندوں کو دعوت دین دیتے ہیں تو انھیں راہ حق میں بے شمار شدید نوعیت کے اعتراضات، مشکلات، اذیتیں اور مخالفتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں، دوسری جانب کفّار و مُشرکین اس برگزیدہ نبی اور رسول سے دعویٰ نبوّت کی صداقت کے طور پر اُس سے دلیل طلب کرتے، تاہم اللہ تعالی اپنی رحمت خاص سے اس برگزیدہ نبی اور رسول کو معجزات عطا فرماتے ہیں۔

۲۔اِرہاص:

وہ خلافِ معمول واقعات یا عجائبات جن کا ظہور کسی نبی یا رسول کی وِلادتِ باسعادت کے وقت یا پیدائشِ مبارکہ سے پہلے ہوتا، اِرہاص کہلاتے ہیں۔اُن واقعات کا رُونما ہونا اِس اَمر پر دلالت کرتا ہے کے یہ پیدائش ایک غیر معمولی پیدائش ہے۔

مثلاً رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کے موقع پر آسمان سے سِتاروں کا سائبان کی طرح زمین پر اُترنا، خانہ کعبہ میں موجود بتوں کا سجدہ ریز ہونا، رسول اللہ ﷺ کے وقت ولادت حضرت آمنہؓ کا شام کے محلات کو دیکھنا، اپنے اِرد گرد خوشبو کو محسوس کرنا، کفّار و مشرکینِ مکہ چونکہ لڑکیوں کو زِندہ درگور کر دیتے تھے اِس لئے اِس ظلم کے مستقل خاتمے کی علامت کے طور پر جس سال سرورِکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی، اُس سال شہرِ مکہ میں کوئی لڑکی پیدا نہ ہوئی۔آمدِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں ربِّ کائنات نے سب کو فرزند عطا فرمائے۔

۳۔کرامت:

کرامت وہ خارقِ عادت اَفعال ہیں، جو مومنین، صالحین اور اولیائے کرام سے صادِر ہوتے ہیں۔تاریخِ اِسلام اَولیاء وصوفیاء کی کرامات سے بھری پڑی ہے۔مثلاً سیدنا سلیمان علیہ السلام کے صحابی حضرت آصف برخیا کا پلک جھپکنے سے قبل ملکہ سبا کا تخت آپ کی خدمت میں پیش کر دینا،

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا دورانِ خطبہ منبر پر ہی میدانِ جنگ کا مشاہدہ کرنا اور لشکرِ اسلام کے سپہ سالار کو عسکری ہدایات دینا اور حضرت خواجۂ اجمیر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر لاکھوں ہندوؤں کا قبولِ اسلام اُن کی کراماتِ جلیلہ میں سے ہے۔

۴۔ اِستدراج:

استدراج وہ خلافِ عادت اَفعال ہیں جو کسی کافر، مُشرک، فاسق، فاجر اور ساحر کے ہاتھ سے صادِر ہوں۔ مثلاً: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں سامری جادوگر نے سونے کا بچھڑا بنا کر اُس کے منہ سے آواز پیدا کر دی، جس کے نتیجے میں بنی اِسرائیل نے اُس کی پرستش شروع کر دی۔ اِسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اعلان نبوت کو رد کرتے ہوئے فِرعون کے دربار میں جادوگروں نے اپنی لاٹھیاں زمین پر پھینکیں تو وہ اَژدھا بن گئیں، چنانچہ اِس قبیل کے تمام اَعمال اِستدراج کے زمرے میں آتے ہیں۔

حقیقتِ معجزہ:

جہاں عقل عاجز آ جاتی ہے وہاں سے معجزے کی سرحد شروع ہوتی ہے۔ معجزات اللہ تعالیٰ کی قدرت اور جلالت کا اِظہار ہے۔

معجزات اللہ کے برگزیدہ پیغمبروں سے صادِر ہوتے ہیں، جیسے حضرت اِبراھیم علیہ السلام کا آتشِ نمرود میں بے خطر کود جانا اور آگ کا ٹھنڈا ہو جانا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ کہنا اور مُردہ کا زندہ ہو جانا، حضرت یعقوب علیہ السلام کا اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض کو اپنی آنکھوں سے لگانا اور آپ علیہ السلام کی بینائی کا لوٹ آنا، حضرت صالح علیہ السلام پہاڑ پر اپنی چھڑی مبارک ماریں تو اُس کے اندر سے اُونٹنی برآمد ہو جائے، حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک درباری پلک جھپکنے سے پہلے اور جسم کو غائب کئے بغیر ہزاروں میل دُور سے ملکہ بلقیس کا تخت لا کر حاضر کر دے یا پھر انگشتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھے اور چاند دو ٹکڑے ہو جائے، ڈوبتے سورج کی سمت دستِ اَقدس اُٹھائیں تو وہ غروب ہونے کے بعد واپس لوٹ آئے اور

آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اَطہر کے لمس سے کھجور کا مرا ہوا درخت پھر سے زِندہ ہو جائے تو عقل اپنے دامنِ شعور کو تار تار نہیں کرے گی تو اور کیا کرے گی! ورائے عقل سرزد ہونے والے اِنہی واقعات کو معجزہ کہتے ہیں۔ عقل اِن معجزات کو سمجھنے سے معذور ہے۔

ذیل میں کچھ پیغمبروں کے معجزات کو اختصار سے بیان کیا جارہا ہے۔

معجزات کے حوالے سے قرآن کریم میں بے شمار آیات موجود ہیں، اور اللہ تعالی نے اپنے پیغمبروں کو کئی معجزات عطا فرمائے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَ تَوَلَّوْا وَّ اسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ۔۱۷

ترجمہ۔ بے شک ان کے پاس ان کے رسول کھلے ہوئے معجزات لائے گے، سوانہوں نے کہا کیا ہمیں آدمی ہدایت دیں گے، سوانہوں نے کفر اختیار کیا اور اعراض کیا، اور اللہ نے بے نیازی کا معاملہ کیا اور اللہ بے نیاز ہے اور حمد کا مستحق ہے۔

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام کے معجزات:

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالی نے تمام علم اسماء سے مشرف فرمایا۔ اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کا اعزاز اور اکرام فرماتے ہوئے انھیں کل کائناتی رازوں کا علم عطا فرمایا۔

اسی حوالے سے اراشادات خداوندی ہے!

قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۙ وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ۔۱۸

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! ان کو ان چیزوں کے نام بتا دو، سو جب انہوں نے ان کو ان چیزوں کے نام بتا دیئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تم سے نہیں کہا کہ بیشک میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی غیب کی چیزوں کو اور میں جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق کائنات کے اسرار و رموز سے واقفیت عطا فرمائی۔ اللہ

تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں ہی ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر پیدا فرمائے، تمام پیغمبروں نے بتدریج بنی نوع انسانیت کی ذہنی سکت کو پیش نظر رکھتے ہوئے انھیں سائنس اور ٹیکنالوجی کے علوم عطا فرمائے، حضرت آدم علیہ السلام کو کل علم اسماء اللہ کی طرف سے ودیعت کئے گئے چنانچہ ان علوم کی بے شمار ذیلی شاخیں اور پھر ان ذیلی شاخوں کی مزید شاخیں دنیا میں پھلتی پھولتی رہیں، مثلاً توانائی کے ذریعے انسانیت کس قدر ترقی میں عروج اور کمال حاصل کی، اگرچہ اہل علم توانائی کی درج ذیل اقسام کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔واٹرانرجی۔Water Energy

۲۔الیکٹرک انرجی۔Electric Energy

۳۔ہیٹ انرجی۔Heat Energy

۴۔ونڈانرجی۔Wind Energy

یعنی پیغمبروں نے آکر ان علوم سے بنی نوع انسانیت کو مستفید فرمایا اور انسان نے ان علوم سے بے شمار ذیلی تخلیقات فرماتے ہوئے ترقی میں کمال حاصل کیا۔

حضرت آدم کا معجزہ اللہ کا عنایت کیا ہوا کل اشیاء کائنات کا علم ہے جس کے احاطہ میں کل کائنات اور اس کی مخلوقات ہیں۔

آپ کے زمانے میں نسل انسانی نے علم طب، علم حساب، اور علم موسیقی کے علاوہ زراعت بھی شروع کردی تھی۔

۲۔حضرت ادریس علیہ السلام کے معجزات:

حضرت ادریس علیہ السلام کے معجزات میں چوتھے آسمان تک ان کی رسائی، یعنی آسمان میں آنا جانا ان کے معمولات میں شامل تھا، یعنی وہ ان کائناتی نادیدہ راستوں، سرنگ، غار، پورٹل اور ٹنل سے واقف تھے جو دوسری دنیاؤں میں کھلتے اور آسمان میں آتے جاتے رہتے، حضرت ادریس علیہ السلام کے مناقب کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاذۡكُرۡ فِى الۡكِتٰبِ اِدۡرِيۡسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيۡقًا نَّبِيًّا ۔۱۹

ترجمہ۔اور کتاب میں ادریس کو یاد کیجئے بلاشبہ وہ صدیق تھے نبی تھے۔

وَّ رَفَعۡنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔۲۰؎۔ترجمہ۔ہم نے ان کو بلند مرتبہ پر اٹھالیا۔۔

حضرت انس بن مالک ؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! معراج کے موقع پر میں نے ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر دیکھا۔۲۱؎

حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت۔

وَّ رَفَعۡنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔کے بارے میں فرمایا کے (حضرت ادریس علیہ السلام) چوتھے آسمان پر ہیں۔۲۲؎

حضرت ادریس علیہ السلام کو اللہ تعالی نے بے شمار علوم سے مشرف فرمایا۔

حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت آدم علیہ السلام کی چھٹی پشت میں حضرت نوح علیہ السلام کے پردادا ہیں۔تمدن اور معاشرت کے قوانین آپ نے ہی وضع کیئے۔بابل (سریانی زبان میں بابل ہنر کو کہتے ہیں، یہ دریاے دجلہ اور فرات کا دوآبہ بھی ہے) انسانی آبادی اور تہذیب وتمدن کا سب سے پہلا شہر ہے جو اب کوفہ کے نام سے مشہور ہے۔آپ نے مصر کی جانب ہجرت کی اور دریائے نیل کے کنارے ایک شہر کو منتخب کیا اور آپ نے اس شہر کو بابلیون کا نام دیا۔

۱۔حضرت ادریس ۷۲ زبانیں جانتے تھے۔

۲۔آپ کو اللہ نے ٹاون پلاننگ کا علم بذریعہ وحی عطا فرمایا۔آپ کے بعد آپ کے شاگردوں نے ۲۰۰ شہر آباد کئے۔

۳۔آپ کو علم ریاضی۔۴۔فن کتابت۔۵۔ٹیلرنگ۔

۶۔ناپ تول کے اوزان۔

۷۔اسلحہ سازی۔۸۔علم نجوم۔۹۔اور قلم بنائے۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے سب سے پہلے کپڑے کو کاٹنا اور سینا سیکھایا، اس سے قبل لوگ اپنے جسموں کو کھال سے ڈھکا کرتے تھے ۲۳؎

سب سے پہلے روئی کا کپڑا حضرت ادریس علیہ السلام نے پہنا۔

۳۔حضرت نوح علیہ السلام کے معجزات:

اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کی ٹیکنالوجی بذریعہ وحی عطا فرمائی۔
انجیل کے مطابق اس کشتی کی لمبائی ۳۰۰ کیوبٹ (۴۵۰ فٹ) ۵۰ کیوبٹ چوڑی (۷۵ فٹ) ۳۰ کیوبٹ اونچی (۳۰ فٹ)۔یہ کشتی کئی منزلہ تھی۔
۱۸۴۴ء میں ایک I.K.Bruvel نامی شخص نے گریٹ بریٹن نامی ایک جہاز بنایا جو اسی کشتی کی پیائش پر بنائی گئی تھی، جس نے سینکڑوں کامیاب سمندری سفر کئے اور بے شمار طوفانوں کا مقابلہ بھی نہایت کامیابی سے کیا۔

۴۔حضرت ھود علیہ السلام کے معجزات:

اللہ تعالی کے برگزیدہ پیغمبر حضرت ھود علیہ السلام کو اللہ تعالی نے ایک سرکش قوم کی جانب بھیجا۔
حضرت ھود علیہ السلام نے اپنی قوم پر اللہ کی دو نعمتوں کا ذکر فرمایا۔
۱۔ایک تو یہ کے اللہ نے انھیں حضرت نوح علیہ السلام کے بعد زمین میں ان کا جانشین اور وارث بنادیا۔
۲۔اللہ تعالی نے حضرت ھود علیہ السلام کی قوم کو نہایت قوت اور بلند جسامت عطا فرمائی۔
امام بغوی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا کے! قوم ھود کی قامت ۸۰ ذراع (۱۲۰ فٹ) تھی۔
وہب نے کہا کے اس قوم کے ہر فرد کا سر بڑے گنبد کی طرح تھا۔ ۲۴؎
قوم عاد کے افراد اونچے قد کاٹھ کے مضبوط جسم والے انسان تھے، جو پہاڑوں کو کاٹ کر گھر بنالیا کرتے تھے، بہت بڑے بڑے پتھروں کے وزنی ٹکڑوں کو کاٹ با آسانی اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر انھیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دیا کرتے۔
اگر چہ حضرت ھود نے بھی اپنی نبوت کی دلیل میں معجزات پیش کئے لیکن ان کی قوم نے انھیں مسترد کیا جس کے بعد حجت تمام ہوئی اور ان پر عذاب الٰہی بھیج دیا گیا۔

۵۔حضرت صالح علیہ السلام کے معجزات:

حضرت صالح علیہ السلام نے جب دین اسلام کی تبلیغ واشاعت فرمائی تو قوم کے سرکش سرداروں نے آپس میں مشورہ کیا کے ان سے کسی ایسی نشانی یا معجزے کو طلب کیا جائے ،جس کا پورا کرنا ناممکن ہو چنانچہ ان سرکش سرداروں نے اپنی عقل کے مطابق حضرت صالح علیہ السلام سے کہا کے وہ معجزہ دکھائیں ، یہ جو سامنے پہاڑ ہے،اس میں ایک اونٹنی ظاہر ہو جو ایک بچے کو جنے اور پھر اس بچے کو دودھ بھی پلائے ، یہ سن کر حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کے ایسا نا ہو کے واضح نشانی دیکھنے کے باوجود تم اپنے کفر اور ہٹ دھرمی پر قائم رہو پھر حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ سے دعا فرمائی اور اللہ تعالی نے انھیں یہ معجزہ عطا فرمایا کے پہاڑ پھٹا اور اس میں سے ایک عظیم الحبثہ اونٹنی برآمد ہوئی ،جس نے ایک بچے کو جنا۔

٦۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات:

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی (متوفی ۸۵۵ ھ) لکھتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام ، حضرت آدم علیہ السلام کی دنیا میں آمد کے تین ہزار تین سو تینتیس (۳۳۳۷) سال کے بعد پیدا ہوئے۔اس وقت طوفان نوح کو بارہ سو تریسٹھ (۱۲٦۳) سال گزر چکے تھے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک کے حوالے سے مورخین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

کچھ یہ کہتے ہیں کے آپ نے ۱۷۵ برس، جبکہ کچھ کے خیال میں ۱۹۰ برس اور زیادہ کا اتفاق ۲۰۰ برس پر ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ پہلے پیغمبر ہیں کے جن کو اللہ تعالی نے بین الاقوامی اہداف دے کر بھیجا ان سے پہلے جتنے بھی پیغمبر دنیا میں آئے وہ اپنے علاقے ، زمانے اور قوم کے لئے بھیجے گئے تھے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دائرہ تبلیغ کو وسعت دے دی گئی ،آپ عراق میں پیدا ہوئے ،دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے غرض سے وہ فلسطین ،مصر، جزیرہ عرب ،بعض روایات میں ہے کے یورپ اور بعض اہل علم کا یہ قیاس ہے کہ وہ ہندوستان بھی تشریف لے گئے۔اس طرح سے اللہ

تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کے ذریعے عالمگیریت اور بین الاقوامیت کی بنیاد رکھی تھی جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں پایہ تکمیل تک پہنچایا لہٰذا قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کے ملت ابراہیمی کی بنیادی اساس، نظام، تصور، پیغام اور اس کی عالمگیریت کو سمجھا جا سکے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۔۲۵

ترجمہ۔ بے شک ابراہیم (بہ نفس نفیس) ایک امت تھے۔

ابراہیم کا دین مستحکم ہے جو ہر باطل سے الگ ہے۔۲۶

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۔۲۷

ترجمہ۔ بے شک اللہ نے آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو (ان کے زمانے میں) تمام عالمین پر فضیلت دی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا فرمایا کے ان کے لئے آگ کو ٹھنڈا کر دیا گیا، یہ ایک حیران کن معجزہ تھا کیونکہ آگ کی فطرت جلانا ہے لیکن وہ حضرت ابراہیم کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی بن گئی۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۔۲۸

ترجمہ۔ ہم نے حکم دیا اے آگ براہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سچا خواب دکھایا اور فرمایا کے اپنے عزیز بیٹے کی قربانی اللہ کے راہ میں پیش کرو، چنانچہ انھوں نے بغیر حیل وحجت کے اللہ کے سامنے اپنے بیٹے کی قربانی پیش کی۔

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی لکھتے ہیں! خواب کے حواس زمان ومکان کے پابند نہیں۔ آفاق سے نور کی لہریں آتی ہیں، انسان کی روح انھیں جذب کرتی ہے، اس لئے کے نور ہی نور کو جذب کرتا ہے، روح ایک مصفیٰ جسم ہے، یہ تصوراتی شے نہیں ہے، لہریں کیمیائی اجزاء کی صورت

اختیار کرلیتی ہیں، تو دماغ بن جاتی ہیں، دماغ کے اندر اربوں خلیے ہیں، روح کی یہی لہریں دماغ کے اربوں خلیات میں تقسیم ہوجاتی ہیں لیکن تمام لہرین دماغ کو نہیں ملتیں، جتنی لہریں روح کے لئے ضروری ہوتی ہیں وہ روح میں پیوست رہتی ہیں اور جتنی لہریں دماغ کے لئے ضروری ہیں وہ دماغی اجزاء بن جاتی ہیں، انھی اجزاء سے دماغ تشکیل پاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نبوت اور رسالت کا سلسلہ منقطع ہوچکا لیکن بشارتوں کا سلسلہ قائم ہے، پوچھا گیا بشارتوں سے کیا مراد؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سچے خواب۔ ۲۹

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کو سمجھنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں پرندوں کی مثال کے ذریعہ سمجھایا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیۡ كَیۡفَ تُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ؕ قَالَ اَوَ لَمۡ تُؤۡمِنۡ ؕ قَالَ بَلٰی وَ لٰكِنۡ لِّیَطۡمَىِٕنَّ قَلۡبِیۡ ؕ قَالَ فَخُذۡ اَرۡبَعَةً مِّنَ الطَّیۡرِ فَصُرۡهُنَّ اِلَیۡكَ ثُمَّ اجۡعَلۡ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنۡهُنَّ جُزۡءًا ثُمَّ ادۡعُهُنَّ یَاۡتِیۡنَكَ سَعۡیًا ؕ وَ اعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیۡزٌ حَكِیۡمٌ ۔۳۰

ترجمہ۔ ابراہیم نے کہا، اے میرے رب! آپ مجھے دکھا دیجئے مردوں کو کس طرح زندہ فرماتے ہیں، فرمایا کیا تم کو یقین نہیں ہے؟ عرض کیا یقین ہے لیکن اس غرض سے سوال کرتا ہوں کہ میرا قلب مطمئن ہوجائے، فرمایا سو تم لے لو چار پرندے پھر ان کو اپنے سے ہلا لو پھر ہر پہاڑ پر ان میں سے ایک ایک حصہ رکھ دو پھر ان کو بلاؤ وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے اور جان لو کے بلاشبہ اللہ عزیز ہے حکیم ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم کے مطابق چار پرندوں کو ذبح کیا پھر ان کا گوشت آپس میں اچھی طرح سے ملا دیا پھر ان کے چار حصے کئے اور چاروں سمتوں میں پھینک دیا پھر جب ان پرندوں کو ان کے نام سے بلایا تو وہ اڑتے ہوئے حضرت ابراہیم کے پاس آ گئے، اللہ نے انھیں مرے ہوئے پرندوں کو دوبارہ زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے پرندوں کو دوبارہ زندہ کردیا۔

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی لکھتے ہیں! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے پرندوں کو پال کر اپنے آپ سے مانوس کرلیا یہ انسیت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور پرندوں کے درمیان باہمی ربط بن گئی یہ انسیت روح میں واقع ہوئی جبکہ پرندوں کی روح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز کی مخصوص لہروں سے واقف تھی ، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پرندوں کو آواز دی تو پرندوں کی روح آپ کی جانب متوجہ ہوئی اور پرندے اپنے پیروں پر چلتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہو گئے ۔ ۳۱ ؎

معجزے کے در پردہ منطق:

خواجہ شمس الدین عظیمی لکھتے ہیں ، اعلی اور اسفل حواس زندگی کے تمام اعمال ریکارڈ ہیں ، اس کا مفہوم یہ ہے کے ازل سے ابدتک کا پورا کائناتی نظام اللہ کی بنائی ہوئی فلم ہے، ازل میں موجود یہ ریکارڈ یا فلم ہے جو عالم ارواح ، عالم برزخ اور عالم ناسوت میں مظاہر بن رہا ہے ، ہر عالم ایک اسکرین کی طرح ہے، اسکرین پر فلم کا مظاہرہ ہوتا ہے، تو دنیا کی ہماہمی اور گہما گہمی نظر آتی ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پرندوں کے ساتھ شکست وریخت کا جو عمل کیا اس سے پرندوں کا جسمانی نظام بکھر گیا لیکن پرندوں کی زندگی کا اول وآخر ریکارڈ موجود تھا جب ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے جب پرندوں کے الگ الگ اعضاء کو اکھٹا ہونے کا حکم دیا تو ریکارڈ شدہ نظام بحال ہو گیا اور پرندے زندہ ہو گئے ۔ مرنے کے بعد جی اٹھنے کا تکوینی قانون بھی یہی ہے کے اللہ تعالی کے حکم سے درہم برہم سسٹم اپنے ریکارڈ کے مطابق بحال ہو جائے گا ، یہ جو کچھ انسان عالم ناسوت میں کرتا ہے وہ سب ریکارڈ کا حصہ ہے ، جب اللہ تعالی چاہے یہ ریکارڈ یا فلم دوبارہ ڈسپلے کر دے گا اور انسان کے ہاتھ ، پیر اپنے اچھے یا برے اعمال کی خود گواہی دیں گے ۳۲ ؎

ہجرتیں:

تمام رسولوں نے اللہ کے حکم سے ایک ہجرت فرمائی لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم

سے دو ہجرتیں فرمائیں۔

ا۔آپ نے پہلی ہجرت اپنے قصبہ کوثی سے کوفہ کی جانب فرمائی۔

۲۔دوسری ہجرت کوفہ سے شام کی جانب فرمائی۔ ۳۳؎

اسی اعتبار سے آپ کو نبوت اور رسالت کو بین الاقوامی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ نے کئی مقامات اور مما لک کا سفر کیا اور اللہ کے پیغام کو عام کیا۔معراج کے موقع پر ہر آسمان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات جس پیغمبر اور رسول سے ہوئی انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کیا جبکہ معراج کے موقع پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو سلام کہلوایا۔ ۳۴؎

۷۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کے معجزات:

اللہ تعالی نے شیر خوارگی کے عالم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو آب زم زم کا معجزہ عطا فرمایا، جب وہ پیاس کی شدت سے روئے اور اپنی ایڑی زمین پر رگڑی تو وہاں سے مقدس پانی کا ظہور ہو گیا۔

دوسرا معجزہ یہ تھا کے آپ نے اپنے آپ کو اللہ کے حکم کے مطابق راہ خدا میں قربان کرنے کے لئے پیش کر دیا۔

خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! آپ مادیت سے ماورائے عالمین سے واقف تھے، عالمین میں وارد ہونے والی کیفیات میں کسی شک و وسوسے کی گنجائش موجود نا تھی، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد کے خواب کو خیالی بات سمجھ کر رد نہیں کیا بلکہ ان کے خواب کو سچا سمجھ کر اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں خود کو قربانی کے لئے پیش کر دیا، اس کا مطلب یہ ہوا کے حضرت اسماعیل علیہ السلام خواب اور بیداری کے حواس سے مکمل واقفیت رکھتے تھے۔ ۳۵؎

۸۔حضرت لوط علیہ السلام کے معجزات:

حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے، اللہ نے آپ کو مصر میں نبوت سے

سرفراز فرمایا۔ اللہ تعالی نے آپ کو کئی معجزات عطا فرمائے جس میں شامل:
ا۔آپ کی دعا سے بارش کا برسنا۔ ۲۔جس پتھر پر آپ اپنا سر رکھتے اس پتھر پر آپ کے سر مبارک کا نشان بن جاتا۔

۹۔حضرت یوسف علیہ السلام کے معجزات:

اللہ تعالی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب کی تعبیر کا علم عطا فرمایا۔
اس کے علاوہ آپ کو اہرام (پیرامیڈ) کی پوری ٹیکنالوجی بذریعہ وحی عنایت فرمائی گئی تا کہ قحط سالی میں اگلے کئی سالوں کے لئے غلے کو محفوظ رکھا جا سکے۔
ہزاروں برس قبل تعمیر کئے گئے یہ اہرام دنیا کے لئے آج بھی کسی معمہ سے کم نہیں ہیں اور آج تک یہی طے نہیں ہو پایا کے اس کے اصل معمار کون ہیں؟ لیکن قرآن کریم میں تفکر سے پر یہ بات واضح ہوتی ہے کے اس کے اصل معمار حضرت یوسف علیہ السلام تھے، جن کو بذریعہ وحی یہ علم اللہ نے عطا فرمایا۔ پیرامیڈ دنیا کا وہ واحد عجوبہ ہیں جو کے ہزاروں برس گزر جانے کے باوجود ابھی تک صحیح حالت میں موجود ہیں جبکہ بقیہ عجائبات دنیا سے معدوم ہو چکے۔ اہرام کی جیومیٹریکل شکل کچھ اس نوعیت کی ہے کہ زلزلے، طوفان، بادوباراں اور دیگر حوادث کو یہ با آسانی برداشت کر لیتے ہیں کیونکہ ان کی ڈھلوان سطح زمین کی کشش ثقل سے آزاد ہے۔
حضرت یوسف علیہ السلام کے دور میں سائنس ہمارے دور سے زیادہ ترقی یافتہ تھی۔ اہرام میں لگے ہوئے پتھروں کا وزن ۹۰۰ سے ۲۰۰ ٹن تک ہے۔ اتنے وزنی پتھروں کو کئی منزلوں تک پہنچانے کا مطلب یہ ہے کے اس دور کے سائنسدانوں نے کشش ثقل کو کم سے کم کرنے یا نہ ہونے کے برابر کرنے کا فارمولا معلوم کر لیا تھا۔

ضابطہ(Formula):

اگر شے کے مادی عناصر (مثلث) کے پھیلاؤ اور چپک کو سمیٹ کر نقطہ کی انتہاء تک کر دیا جائے تو توانائی صفر ہوجاتی ہے اور شعور پر لاشعور پوری طرح غالب ہوجاتا ہے ۔ شعور میں

ابعاد(Dimension)تو ہوتے ہیں لیکن شے کے نقش ونگار لہروں کا مرقع ہوتے ہیں،کوئی انسان اپنی صلاحیتوں کا استعمال کر کے جب اس قانون کا مشاہدہ کرلیتا ہے تو اللہ کی توفیق کے ساتھ شے میں تصرف کر کے کسی ذرے کو پہاڑ بنا دیتا ہے یا کسی پہاڑ کے وزن کو کم کر کے کاغذ جتنا کرلیتا ہے۔اس علم کو علم تکوین کہا جاتا ہے۔جبکہ قرآن نے اس علم کو تسخیر کائنات کے فارمولوں کا نام دیا ہے۔

اللہ تعالی نے ہر سیارے کے لئے مخصوص مقداریں متعین کردی ہیں،ان مقداروں کا علم جیومیٹری ہے۔جیومیٹری ایسے فارمولوں کا علم ہے جس میں تمام کہکشانی نظام اور لاشمار دنیاؤں کی زمین شامل ہیں،شمالاً جنوباً لہروں کا چلنا اور ایک دوسرے سے ٹکرائے بغیر اپنا 'تعامل' برقرار رکھنا بھی جیومیٹری یا مقداروں کا علم ہے۔حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ نے خواب اور کشش کا قانون بذریعہ وحی سیکھایا۔

اس لئے کشش ثقل اور جن لہروں نے زمین کی بیلٹ کو سنبھالا ہوا ہے ان کو اللہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے تابع کر دیا۔

اسی قانون اور جیومیٹری کے تحت انھوں نے اہرام مصر بنائے۔بعد مین یہ فارمولا دوسرے بھی جان گئے اور جگہ جگہ اہرام کھڑے ہو گئے۔۳۶؎

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا کرتا اپنے بھائیوں کو دیا اور ہدایت کی کے اس کرتے کو وہ اپنے نابینا والد حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالیں، چنانچہ جب ایسا کیا گیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس لوٹ آئی۔

اس معجزے میں انسانی اوراء کی مثبت توانائی کا فارمولہ پوشیدہ ہے۔

۱۰۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نو نشانیاں:

اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیاں عطا فرمائیں۔جو درج ذیل ہیں۔

ا۔عصاء جو اژدہا بن جاتا تھا۔ ۲۔ ید بیضاء جو بغل سے نکالتے ہی سورج کی طرح چمکنے لگتا تھا۔ ۳۔ جادوگروں کے جادو کو برسر عام شکست دینا۔ ۴۔ ایک اعلان کے مطابق سارے ملک میں قحط برپا ہو جانا۔ ۵۔ یکے بعد دیگرے طوفان۔ ۶۔ ٹڈی دل۔ ۷۔ سرسریوں۔
۸۔ مینڈکوں کا عذاب۔ ۹۔ خون کا عذاب۔

وَ لَقَدۡ اَخَذۡنَاۤ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ بِالسِّنِیۡنَ وَ نَقۡصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمۡ یَذَّکَّرُوۡنَ۔ ۳۷

ترجمہ۔ بے شک ہم نے فرعون والوں کو قحط سالی کے ذریعہ اور پھلوں میں کمی کے ذریعہ پکڑ لیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

اللہ نے فرعون کو خشک سالی میں مبتلا کر دیا اور ان کی فصلیں اور باغات کو اجاڑ کر رکھ دیا اور وہ پھلوں، اناج اور کھیتی کی کمی کے باعث قحط سالی میں مبتلا ہو گئے، لیکن اس کے ابوجود بھی وہ اللہ کی وحدانیت کو ماننے کے لئے تیار نا تھے بلکہ مسلسل سرکشی اور تکبر میں ڈوبے ہوئے تھے۔

فَاَرۡسَلۡنَا عَلَیۡهِمُ الطُّوۡفَانَ وَ الۡجَرَادَ وَ الۡقُمَّلَ وَ الضَّفَادِعَ وَ الدَّمَ اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسۡتَکۡبَرُوۡا وَ کَانُوۡا قَوۡمًا مُّجۡرِمِیۡنَ۔ ۳۸

ترجمہ۔ بے شک ہم نے ان پر طوفان بھیج دیا ٹڈیاں، گھن کا کیڑا، مینڈک اور خون، یہ کھلی ہوئی نشانیاں تھیں، کیونکہ انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرمین تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آل فرعون کو قحط سالی سے پکڑا یہاں تک کے ان کی ہر چیز خشک ہوگئی، ان کے مویشی مر گئے اور دریائے نیل مصر بھی خشک ہو گیا۔ ۳۹؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا !الطُّوۡفَانَ سے مراد موت ہے۔ ۴۰؎

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، الطُّوۡفَانَ سے مراد ہے اہل فرعون کو غرق کرنا ہے۔ ۴۱؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، الطُّوۡفَانَ سے مراد آٹھ دن تک لگاتار دن اور رات

میں بارش کا برسنا ہے۔ ۴۲؎

عربی زبان میں ''اَلْجَرَادَ'' سے مراد ٹڈیاں ہیں، چنانچہ فرعون اوراس کی قوم پر اللہ تعالیٰ نے ٹڈیوں کا عذاب بھیج دیا، یہ ٹڈی دَل کا حملہ لہلہاتی فصلوں کو دیکھتے ہی دیکھتے تباہ کر دیتا۔ ٹڈی دَل نہ صرف ان کے کھیتوں اور باغات کو چٹ کر گئیں بلکہ گھروں کے اندر اور باہر لکڑی سے بنی ہر چیز کو بھی کھا گئیں، اس طرح قوم فرعون کے کھیت، کھلیان اور گھروں میں ٹڈیوں نے تباہی مچا دی، اوران ڈیڈیوں نے ہر چیز کو تہس نہس کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں، اَلْقُمَّلَ سے مراد ایسی جوئیں اور گھن جن کے پر نا ہوں۔ ۴۳؎

کیڑے مکوڑوں کا عذاب: قرآنِ کریم میں ''اَلْقُمَّلَ'' کے نام سے ذکر کیا گیا ہے ''اَلْقُمَّلَ'' بالوں اور کپڑوں میں پیدا ہونے والی جُوئیں اور گُھن کو کہتے ہیں، اَلْقُمَّلَ کا یہ عذاب ممکن ہے دونوں اقسام کے کیڑوں پر مشتمل ہو کیونکہ اس گُھن نے ان کے غلّے کو بھوسا بنا دیا جبکہ دس دس سیر گیہوں پسنے کے بعد مشکل سے تین سیر کا آٹا میسر آتا۔

دوسری جانب جُوؤں کی اس قدر کثرت نے لوگوں کے سر کے بال، پلکیں اور بھنوؤں تک کو چاٹ لیا۔ قرآنِ کریم میں مینڈک کے عذاب کے لئے ''الضَّفَادِعَ'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس کے معنیٰ ''مینڈک'' کے ہیں۔ اس عذاب کی نوعیت یہ تھی کے فرعون اور اس کی قوم جو کفر اور سرکشی پر تلی ہوئی تھی اللہ نے ان کے گھروں میں بکثرت مینڈک پیدا کر دیئے، وہ لوگ جہاں اٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرت، سوتے، جاگتے، کھاتے، پیتے الغرض ان لووگس کے اطراف مینڈکوں کا ایک جم غفیر ہوتا جو ان کو ہر جانب سے ڈھک دیتا، یہاں تک کے کھانے پینے کی اشیاء سمیت ہر چیز اور ہر جگہ لاکھوں کی تعداد میں موجود مینڈکوں نے اُن کی زندگیاں اجیرن کر دیں، مینڈکوں کے اس عذاب نے ان کے ہر شخص کو شام تک تھوڑی تک ڈوبو دیا۔

تازہ خون کا عذاب بھی اللہ کی طرف سے کافر فرعون اوراس کی قوم کی طرف بھیجا گیا، عربی میں تازہ خون کو ''الدَّمَ'' کہا جاتا ہے۔

اس عذاب کی نوعیت یہ تھی کے اُن کی ہر چیز سے تازہ خون اُبل پڑتا، جو چیز بھی رکھتے، وہ خون بن

جاتی، اگرچہ قوم بنی اسرائیل ان تمام عذابات سے محفوظ تھی، لیکن فرعون اور آل فرعون اس کی زد میں تھے، چنانچہ قومِ فرعون نے جب قوم بنی اسرائیل سے پانی مانگا، تو انھوں نے انھیں پانی دے دیا، لیکن وہ پانی جیسے ہی قبطیوں کے ہاتھ میں گیا، تو خون بن گیا، بسا اوقات ایک ہی دسترخوان پر بیٹھ کر قبطی اور قوم بنی اسرائیل کھانا کھاتے، لیکن قوم بنی اسرائیل کا لقمہ تو اپنی اصل حالت میں رہاتا، لیکن قبطیوں کا لقمہ اور پانی خون بن جاتا۔

تاہم اس تازہ خون کے عذاب نے قبطیوں کی ہر نہر، کنویں، پانی کے ذخائر اور برتنوں کو تازہ خون سے بھر دیا۔ قرآنِ کریم نے انھیں ''بڑے عادی مجرم'' قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس سرکش اور نافرمان قوم کی مسلسل وعدہ خلافیوں کے سبب ان پر وبائی امراض کا عذاب بھی بھیجا چنانچہ اس قوم پر ایک مرتبہ طاعون کی وبا مسلط کی گئی، جس کے سبب اُن کے ستّر ہزار افراد لقمۂ اجل بنے۔

اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعاؤں کے نتیجے میں یہ عذاب ٹلتے رہے لیکن مسلسل عذاب کے باوجود بھی فرعون اور اس کے ماننے والے مسلسل عہد شکنی کرتے رہے۔

تاہم وقت گزرتا رہا اور فرعون کے تکبّر، غیظ وغضب اور ظلم وستم میں اضافہ ہوتا چلا گیا، یہاں تک کے اللہ تعالیٰ نے اب اس کو سزا دینے کے لئے اس کی رسی کو کھینچا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا!

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى۔ ۴۴

ترجمہ۔ بے شک ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے کر چلے جاؤ پھر ان کے لئے سمندر میں خشک راستہ بنا دینا نہ کسی کے تعاقب کا اندیشہ کروگے اور نہ تمہیں کسی قسم کا خوف ہوگا۔

علامہ طبریؒ بیان کرتے ہیں کے اس حکم کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام مرد، عورتوں اور بچّوں سمیت چھ لاکھ تیس ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے لے کر 9 محرم بروز ہفتہ، غروبِ آفتاب کے بعد

مصر سے دریائے قلزم (بحیرۂ احمر) کے جانب روانہ ہوئے۔

دوسری جانب فرعون جدید ہتھیاروں سے لیس، سیاہ گھوڑے پر سوار، سات لاکھ سے زائد سواروں کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیچھے روانہ ہوا۔ بنی اسرائیل کے پیچھے فرعون کی سپاہ کا ایک سیلاب اور آگے بپھری موجیں تھیں۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ فَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ ۔۴۵

ترجمہ۔ جب دونوں جماعتوں نے آپس میں ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا یہ یقینی بات ہے کہ ہم تو پکڑ لیے گئے، موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں بلاشبہ میرے ساتھ میرا رب ہے وہ مجھے بھی رہ بتادے گا، ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ دریا پر اپنی لاٹھی کو مارو۔ سو وہ پھٹ گیا ہر حصہ اتنا بڑا تھا جیسے بڑا پہاڑ۔

یہ منظر دیکھ کر خوف زدہ فرعون نے بھی اپنا گھوڑا دریا میں ڈالا اور لشکر کو پیچھے آنے کا حکم دیا، فرعون اور اُس کا لشکر جب بیچ دریا میں پہنچا، تو اللہ تعالیٰ نے دریا کو روانی کا حکم دے دیا اور دریا کے سب راستے آپس میں مل گئے۔ فرعون جب ڈوبنے لگا، تو پکار اُٹھا!

وَ جٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَ جُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّ عَدْوًا ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔۴۶

ترجمہ۔ ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے گزاد دیا پھر بغاوت اور زیادتی کرتے ہوئے فرعون اور اس کا لشکر کے پیچھے ہولیا، یہاں تک کہ جب فرعون ڈوبنے لگا تو کہنے لگا کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۔۴۷

ترجمہ۔ کیا اب ایمان لاتا ہے؟ حالانکہ اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا اور تو فساد کرنے والوں میں

سے ہے۔

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ۔ ۴۸

ترجمہ۔ سو آج ہم تیری لاش کو نجات دیں گے تاکہ تو انکے لئے موجب عبرت ہو جو تیرے بعد موجود ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ بہت سے آدمی ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔

ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ۔ ۴۹

ترجمہ۔ پھر ہم دوسروں کو غرق کر دیا۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ ۵۰

ترجمہ۔ بے شک اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہ تھے۔

۱۱۔ حضرت یوشع علیہ السلام کے معجزات:

قرآن کریم میں حضرت یوشع علیہ السلام کا ذکر دو جگہوں پر ملتا ہے، آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر تربیت رہے، آپ کا تعلق حضرت یوسف علیہ السلام کی نسل سے تھا، آپ کو اللہ نے قبیلے کی سرداری عطا فرمائی بعد ازاں آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد ان کے خلیفہ اور جانشین مقرر ہوئے، انھی کے معجزات میں نمک لگی مچھلی کا زندہ ہو کر پانی میں جست لگانا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۫ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ

مِن لَّدُنَّا عِلۡمًا ۔ ۵۱

ترجمہ۔ جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے جوان سے کہا کہ میں برابر چلتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ میں مجمع البحرین کو پہنچ جاوں یا یوں ہی زمانہ دراز تک چلتا رہوں، جب وہ دونوں مجمع البحرین پر پہنچ گئے تو اپنی مچھلی کو بھول گئے سو وہ مچھلی سمندر میں راستہ بنا کر چلی گئی، جوان نے کہا کیا آپ کو خبر نہیں جب ہم نے پتھر کے پاس ٹھکانہ لیا تھا تو بیشک میں مچھلی کو بھول گیا اور مچھلی کو یاد رکھنا مجھے شیطان ہی نے بھلا دیا، اور اس مچھلی نے سمندر میں عجیب طور پر اپنا راستہ بنالیا، موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا یہی وہ موقعہ ہے جس کی ہمیں تلاش تھی۔ سو وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانوں پر واپس لوٹے، انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی تھی اور ہم نے اپنے پاس سے خاص علم سکھایا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ملا کے اپنے ساتھ نمک چڑھی ہوئی ایک مچھلی لیں جہاں وہ مچھلی گم ہوجائے، وہیں ہمارا بندہ ملے گا، یہ دونوں مچھلی کو ساتھ لئے چلے مجمع البحرین میں پہنچ گئے وہاں نہر حیات تھی، جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع بن نون کچھ دیر ستانے کے لئے ٹھہر گئے، اسی دوران اس نہر کے پانی کے چند چھینٹے اس نمک لگی مچھلی پر جا لگے چنانچہ چھینٹے لگنے سے مچھلی میں جنبش پیدا ہوئی، اور وہ مچھلی حضرت یوشع علیہ السلام کی زنبیل سے نکل کر سمندر میں جا کودی، حضرت یوشع علیہ السلام نے مچھلی کو پانی میں جست لگاتے پھر پانی میں سیدھا راستہ بنتے دیکھا، یہ ایسا ہی راستہ تھا جیسے زمین پر کوئی سرنگ کھودی جاتی ہے چنانچہ وہ مچھلی پانی میں بنی ایک سرنگ میں اترتی چلی گئی، مفسرین لکھتے ہیں، جس طرح سے کسی پتھر میں سوراخ کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح پانی میں سرنگ کی مانند راستہ بنتا چلا گیا۔

محمد بن اسحاق مرفوعا لکھتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پانی اس طرح ابتداء دنیا سے نہیں جما سوائے اس مچھلی کے چلے جانے کی جگہ کے اردگرد کے پانی کے یہ نشان مثل سوراخ زمین کے برابر موسیٰ علیہ السلام کے واپس پہنچنے تک باقی ہی رہے اس نشان کو دیکھتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا! ہم اسی کی تلاش میں تھے۔ ۵۲؎

حضرت یوشع بن نون کی اس مچھلی کی لمبائی ایک ذراع اور چوڑائی ایک بالشت تھی۔ ۵۳؎
اس مچھلی کا حلیہ کچھ یوں تھا کے اس کی صرف ایک آنکھ اور آدھا سر تھا جبکہ اس کے دونوں جانب کانٹے تھے، تاہم اس نسل کی مچھلی آج بھی دنیا میں موجود ہے۔ ۵۴؎

۱۲۔حضرت خضر علیہ السلام کے معجزات:

حضرت خضر علیہ السلام اللہ کے نیک ، برگزیدہ بندے ہیں ، آپ کو اللہ تعالی نے تکوین کا علم عطافرمایا چنانچہ کائنات کی ایڈمنسٹریشن اوراس کے انتظامات میں آپ شریک ہیں۔

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۔۵۵

ترجمہ۔انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ دیکھا جس کو ہم نے اپنے ہاں سے رحمت (یعنی نبوت یا نعمت ولایت) دی تھی اوراپنے پاس سے علم بخشا۔

قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۔۵۶

ترجمہ۔موسیٰ نے ان سے (جن کا نام خضر تھا) کہا کہ جو علم (خدا کی طرف سے) آپ کو سکھایا گیا ہے اگر آپ اس میں سے مجھے کچھ بھلائی (کی باتیں) سکھائیں تو میں آپ کے ساتھ رہوں۔

قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۔۵۷

ترجمہ۔(خضر نے) کہا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کرسکو گے۔

وَ كَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۔۵۸

ترجمہ۔(خضر نے کہا) جس بات کی تمہیں خبر ہی نہیں اس پر صبر کربھی کیوں کر سکتے ہو۔

قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۔۵۹

ترجمہ۔(خضر نے) کہا اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہو تو مجھ سے کوئی بات نا پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر تم سے نہ کروں۔

حضرت خضر علیہ السلام کے حوالے سے ابن قتیبہ نے معارف میں وھب بن منبہ کی روایت کے

حوالے سے بیان کیا ہے:

آپ کا نام بلیا تھا۔

ابوحاتم سجستانی نے کہا کے آپ کا نام خضرون تھا۔

ایک قول کے مطابق آپ کا نام ارمیاہ تھا۔

مقاتل کے مطابق! ان کا نام الیسع تھا کیونکہ ان کا علم سات آسمان اور سات زمینوں پر محیط ہے، لیکن پہلا قول مشہور ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام کی کنیت ابوالعباس تھی۔

روایت ہے کے آپ جس جگہ بیٹھتے وہاں سبزہ نمودار ہوجاتا اور خشک گھاس بھی سرسبز ہوجاتی تھی۔

ایک قول یہ بھی ہے کے جب آپ نماز پڑھتے تو آس پاس سبزہ اگ جاتا۔

امام رازی نے لکھا! مجمع البحرین، بحر فارس اور بحر روم کے ملنے کی جگہ ہے۔

بعض علماء نے لکھا اس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر کے ملنے کی جگہ ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بحر شریعت تھے اور حضرت خضر بحر طریقت تھے اور مجمع البحرین ان دونوں کے ملنے کی جگہ تھی۔۶۰

۱۳۔ حضرت یونس علیہ السلام کے معجزات:

حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالی نے قوم اشور کی جانب بھیجا، یہ ایک سرکش، متکبر اور کافر قوم تھی، جس نے آپ کی ہدایات اور دین اسلام کی تبلیغ کو نا صرف رد کیا بلکہ آپ کا مذاق بھی اڑایا، آپ نے اپنی قوم کے برے رویے سے تنگ آکر از خود ہجرت کر لی یعنی اللہ کے حکم کے بغیر اور کشتی میں سوار ہو گئے تاہم کشتی کو ایک طوفان نے آلیا اور آپ نے سمندر میں چھلانگ لگا دی اور ایک بری مچھلی نے آپ کو نگل لیا، مچھلی کے پیٹ میں آپ چالیس دن رہے جہاں آپ نے دعا کی!

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔۶۱

ترجمہ۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے (اور) بے شک میں قصوروار ہوں۔

پھر مچھلی نے آپ کو ساحل پر اگل دیا۔

حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ سے زائد افراد کی جانب بھیجا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ۔ ٦٢

ترجمہ۔(یونس) کو لاکھ یا اس سے زیادہ (لوگوں) کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا۔

۱۴۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے معجزات:

حضرت داود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکموت اور بادشاہت عطا فرمائی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ۔ ٦٣

ترجمہ۔(ہم نے داود) کے ملک کو مضبوط کیا اور انہیں حکمت دی اور فصل خطاب دے دیا۔

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ۔ ٦٤

ترجمہ۔اے داؤد، بے شک ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا، سو لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیجئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام کو کئی معجزات عطا فرمائے۔

۱۔آپ نہایت خوش الحان تھے اور اور بڑے سوز سے زبور کی تلاوت فرماتے جس کے نتیجے میں اطراف کی مخلوق پر وجد طاری ہو جاتا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ۔ ٦٥

ترجمہ۔بے شک ہم نے ان کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا وہ تسبیح میں مشغول ہوتے تھے شام کو اور اشراق کے وقت۔

وَ الطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ۔ ٦٦

ترجمہ۔پرندوں کو مسخر کر دیا جو جمع کئے ہوئے تھے سب اس کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔

شاہ ولی اللہ کہتے ہیں:

حضرت داوٗد کے ساتھ پرندے اور پہاڑوں کی تسبیح کی توجیہ کی وضاحت میں شاہ ولی اللہ بیان کرتے ہیں! قوی ہمت والانفس جب کسی کیفیت سے بھر جاتا ہے تو اس کے قریب رہنے والے نفوس اوران کی طبیعت میں بھی اس کی کیفیت سرائیت کر جاتی ہے اور جب وہ کسی پتھر یا درخت سے وقت کے موافق کوئی معرفت سنتا ہے تو اس کی قوت دوسرے لوگوں میں بھی سرائیت کر جاتی ہے۔

۲۔اللہ نے آپ کو پتھروں کی زبان کو سمجھنے کی قدرت بھی عطا کی گئی تھی۔

۳۔اللہ تعالی نے آپ کے ہاتھ میں لوہے کو نرم کر دیا تھا۔

وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ۔٦٧۔

ترجمہ۔ہم نے (داود) کے لیے لوہے کو نرم کر دیا۔

اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔٦٨

ترجمہ۔تم پوری زرہیں بناوٗ اور جوڑنے میں اندازہ رکھوتم سب نیک کام کیا کرو، بلاشبہ میں ان کاموں کو دیکھ رہا ہوں جنہیں تم کرتے ہو۔

لیزر شعاعیں:

اللہ تعالی نے حضرت داوٗد علیہ السلام کے ہاتھوں میں ایسی توانائی اورصلاحیت دی کے لوہا ان کے ہاتھوں میں موم کی طرح نرم ہوجاتا اور وہ بڑی آسانی سے لوہے کو ہاتھ میں موڑ کر اس کی زرہ، کڑیاں بچھر ان کڑیوں کو جوڑ کر زنجیر بھی بنالیا کرتے تھے۔

لیزر شعاع اور عام روشنی میں فرق یہ ہے کے عام روشنی سات مختلف رنگوں سے مل کر بنی ہے لیکن لیزر شعاع ایک رنگ شعاع ہوتی ہے عام روشنی کو جب منشور(Prism) میں سے گزارا جاتا ہے تو وہ سات مختلف رنگوں میں تقسیم ہوجاتی ہے لیکن لیزر شعاع منشور میں سے گزرنے کے باوجود اپنے ایک ہی رنگ پر برقرار رہتی ہے نیز یہ کے لیزر شعاع کا پھیلاوٗ کم ہوتا ہے مثلاً عام روشنی کی بیم

۱۰۰۰ فٹ دور کسی دیوار پر ڈالی جائے تو روشنی تقریباً ۲۰۰ فٹ علاقہ میں پھیل جائے گی اور اس کی طاقت بھی کم ہوجائے گی جبکہ لیزر شعاع کا پھیلاؤ زیادہ سے زیادہ آدھ یا ایک فٹ ہوگا اور اس کی طاقت بھی برقرار رہے گی اس کی وجہ یہ ہے کے عام روشنی میں شامل ہر رنگ کی لہر کا طول موج (Wave length) مختلف ہوتا ہے۔ جب ایک لہر کا فراز دوسری لہر کے نشیب سے ٹکراتا ہے تو وہ ایک دوسرے کو رد کردیتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ روشنی اپنے منبع سے اخراج کے بعد مختلف سمتوں میں سفر شروع کردیتی ہے جبکہ لیزر شعاع میں لہروں کے نشیب و فراز یکساں ہوتے ہیں اس لئے یہ ایک دوسرے میں پیوست اور متحد ہوجاتے ہیں، یہ لہریں ایک سمت میں طویل فاصلہ طے کرلیتی ہیں۔ اور ہمیشہ یکساں حالت میں رہتی ہیں۔ ٹھوس اشیاء کو کاٹنے اور ان میں سوراخ پیدا کرنے کے لئے جو لیزر استعمال ہوتی ہے وہ کاربن ڈائی اکسائیڈ لیزر کہلاتی ہے، جو کاربن ڈائی اکسائیڈ اور نائیٹروجن کے ملاپ سے پیدا ہوتی ہے، یہ نہایت طاقتور اور شدت کی زیریں سرخ شعاعوں پر مشتمل ہوتی ہیں، ایسی لیزر کسی جسم میں داخل ہوکر اس کی اندرونی توانائی کو بڑھا دیتی ہے، نتیجے کے طور پر اس حصے کا درجہ حرارت لیزر کے ٹکراؤ کی وجہ سے بڑھ جاتا ہے اور وہ بخارات بن کر اڑ جاتا ہے۔

حضرت داؤد جب اللہ کے سکھائے ہوئے علوم اور تفویض کردہ اختیارات سے ارادہ کرتے تھے تو لوہا ان کے ہاتھوں میں موم ہوجاتا تھا۔ یعنی ان کے ہاتھ میں دور کرنے والی نسمہ مرکب کی لہریں نسمہ مفرد میں منتقل ہوکر ۱۵۳۹ ڈگری سینٹی گریڈ ہوجاتی تھیں اور جب ارادے کی تکمیل ہوجاتی تھی تو ہاتھوں میں دور کرنے والی غالب مفرد لہریں مرکب لہروں سے مغلوب ہوجاتی تھیں اور ان کے ہاتھ معمول کے مطابق کام کرنے لگ جاتے تھے اس کا مطلب یہ ہوا کے حضرت داؤد علیہ السلام لیزر شعاعوں کی Equation سے واقف تھے۔ اس لئے جب وہ لیزر شعاعوں کو استعمال کرتے تھے تو سخت لوہا نرم ہوجاتا تھا اور وہ اس کو جس طرح سے چاہتے تھے استعمال کیا کرتے تھے۔ ۶۹؎

۱۵۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزات:

حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت داود علیہ السلام کے بیٹے تھے، اللہ تعالی نے آپ کو بھی نبوت

اور بادشاہت عطا فرمائی۔

آپ اللہ کے برگزیدہ پیغمبر اور نبی تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی معجزات عطا فرمائے۔

ا۔اللہ نے انسان، جنات اور شیاطین کو آپ کے تابع کیا۔

۲۔آپ جانور، پرندوں اور حشرات الارض کی بات کو سن اور سمجھ سکتے۔

وہ چونٹی جس سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کلام فرمایا، اس کا نام طاحیہ یا جذمی تھا۔۷۰

۳۔اللہ نے ہوا کو آپ کے تابع فرمایا، چنانچہ آپ ہوا کی رفتار کو کنٹرول کر لیا کرتے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہے!

وَ لِسُلَیۡمٰنَ الرِّیۡحَ عَاصِفَۃً تَجۡرِیۡ بِاَمۡرِہٖۤ اِلَی الۡاَرۡضِ الَّتِیۡ بٰرَکۡنَا فِیۡہَا ؕ وَ کُنَّا بِکُلِّ شَیۡءٍ عٰلِمِیۡنَ۔۷۱

ترجمہ۔سلیمان کے لئے تیزی سے چلنے والی ہوا مسخر کر دی جو ان کے حکم سے اس زمین کی طرف لے جاتی تھی جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور ہم ہر چیز کو جاننے والے ہیں۔

وَ لِسُلَیۡمٰنَ الرِّیۡحَ غُدُوُّہَا شَہۡرٌ وَّ رَوَاحُہَا شَہۡرٌ ۚ وَ اَسَلۡنَا لَہٗ عَیۡنَ الۡقِطۡرِ ؕ وَ مِنَ الۡجِنِّ مَنۡ یَّعۡمَلُ بَیۡنَ یَدَیۡہِ بِاِذۡنِ رَبِّہٖ ؕ وَ مَنۡ یَّزِغۡ مِنۡہُمۡ عَنۡ اَمۡرِنَا نُذِقۡہُ مِنۡ عَذَابِ السَّعِیۡرِ۔۷۲

ترجمہ۔ہم نے سلیمان کے لیے ہوا کو مسخر کیا اس کا صبح چلنا ایک ماہ کی مسافت تھا اور اس کا شام کا چلنا ایک ماہ کی مسافت تھا اور ہم نے ان کے لیے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور جنات میں بعض وہ تھے جو ان کے سامنے ان کے رب کے حکم سے کام کرتے تھے اور ان میں سے جو شخص ہمارے حکم سے سرتابی کرے ہم اسے دوزخ کا عذاب چکھائیں گے۔

۱۶۔حضرت عزیر علیہ السلام کے معجزات:

حضرت عزیر علیہ السلام کی تربیت حضرت دانیال علیہ السلام کے ہاتھوں ہوئی۔آپ نے اللہ کے حکم سے تورات کو دوبارہ مرتب کیا۔بیت المقدس کی تعمیر میں بھی آپ پیش پیش تھے۔

حضرت عزیر علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ نبی اور پیغمبر تھے۔لیکن یہودی آپ کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں

اسی حوالے سے ارشادخداوندی!

وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ اِبْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ۔ ۴۳

ترجمہ۔ یہودیوں نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاری نے کہا کہ مسیح، اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کی باتیں ہیں جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہیں۔ یہ ان لوگوں کی طرح باتیں کرتے ہیں جنھوں نے ان سے پہلے کفر اختیار کیا۔ اللہ انہیں غارت کرے، کدھرا لٹے جارہے ہیں۔

حیات وممات:

ایک دفعہ کسی بستی میں سے حضرت عزیر علیہ السلام کا گزر ہوا، بستی ویران تھی جس کو دیکھ کرانھیں یہ خیال آیا کہ بھلا یہ بستی دوبارہ کیسے آباد ہوگی؟ پھر حضرت عزیر علیہ السلام نے اپنے گدھے کو ایک درخت سے باندھا، کھانا اپنے سرہانے رکھا اور درخت سے ٹیک لگا کر آپ سو گئے۔ آپ سوسال تک سوتے رہے۔ پھر آپ کو سوسال کے بعد بیدار کیا گیا۔ اللہ تعالی نے آپ سے پوچھا کہ عزیر کتنی دیر سوئے؟ آپ نے جواب دیا کے ایک دن یا اس سے کچھ کم، تو اللہ تعالی نے فرمایا! نہیں تم سوسال تک سوتے رہے، ذرا اپنے گدھے اور کھانے کی طرف دیکھو، گدھا مر چکا تھا جس کی ہڈیاں تک بکھر چکی تھیں جبکہ کھانا بالکل ہی تازہ تھا۔ پھر جب آپ نے بستی کی طرف نظر کی تو آپ کی حیرت کی انتہا نہ رہی پوری بستی آباد اور بارونق شہر میں بدل چکی تھی۔ آپ نے جب اللہ کی یہ قدرت کاملہ دیکھی تو آپ سجدے میں گر پڑے۔ اسی حوالے سے ارشادخداوندی ہے!

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ وَ انْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ وَ لِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ انْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ

قَدِیۡر ۔ ۴؎

ترجمہ۔کیا تم نے اس شخص کا حال نہیں دیکھا۔جس کا گزر ایک بستی پر سے ہوا جو اپنی چھتوں پر اوندھی گری پڑی تھیں، اس نے کہا کے یہ آبادی جو ہلاک ہوچکی ہے۔اسے اللہ تعالیٰ دوبارہ کیسے زندگی بخشیں گے؟ اس پر اللہ نے اس کی روح قبض کر لی اور وہ سو برس تک مردہ پڑا رہا پھر اللہ نے اس کو دوبارہ زندگی بخشی اور اس سے پوچھا کہ! بتاؤ کہ تم کتنی مدت پڑے رہے۔تو اس نے کہا کہ! ایک دن یا اس سے کچھ کم۔فرمایا! نہیں۔بلکہ تم سو سال تک اسی حالت میں پڑے رہے ذرا اپنے کھانے کی طرف دیکھو۔اس میں ذرا بھی تغیر نہیں آیا۔اور پھر اپنے گدھے کی طرف دیکھو (وہ گل سڑ کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکا ہے) اور یہ ہم نے اس لئے کیا ہے کے ہم تمھیں لوگوں کے لئے نشانی بنانا چاہتے ہیں۔پھر دیکھو ہڈیوں کے اس پنجر پر ہم کس طرح سے دوبارہ گوشت پوست چڑھاتے ہیں۔پس جب اس کو ہماری قدرت کا مشاہدہ ہو گیا تو اس نے کہا کہ میں یقین کرتا ہوں بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

حکمت:

تقریباً ہر گھر میں ڈیپ فریزر اور فرج موجود ہیں، یہ بات عام مشاہدے میں ہے کے جب چیزیں ٹھنڈی ہو کر منجمد ہو جاتی ہیں تو وہ سڑتی اور گلتی نہیں ہیں، مخصوص گیسیز انھیں محفوظ رکھتی ہیں، جس طرح ہر تخلیق کا ہر فرد روشنی کے مفرد اور مرکب جال کے ایک غلاف میں بند ہے، ہر گیس کی ماہیت اور مقدار کا تعین اسی روشنی کے غلاف سے ہوتا ہے، فرد کی حیات و ممات معین مقداروں پر قائم ہے اس سارے نظام پر ایک اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ہے۔اور زندگی کا ہر لمحہ اس کی حاکمیت کے تابع ہے۔جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے برگزیدہ بندے حضرت عزیر پر حیات و ممات کے فلسفے کی حقیقت ظاہر کرے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت نے ان گیسیز کو یکجا کر دیا جس کے ذریعہ اشیاء ٹھنڈی ہو کر خراب نہیں ہوتیں۔

ہر شخص یہ جانتا ہے کہ پہلے ایجاد کرنے کا خیال آتا ہے پھر مسلسل تحقیق کے بعد ایجاد کا مظاہرہ ہوتا ہے ایسا ممکن ہی نہیں کہ کوئی ایجاد خیال کے بغیر اپنا مظاہرہ کر دے۔سائنس کی کوئی بھی ایجاد ہو

پہلے سے عالم غیب میں وہ موجود ہوتی ہے۔قانون یہ ہے کے جب کسی نکتے پر ذہن مرکوز ہوجاتا ہے تو اس نقطے میں موجود مخفی خدوخال نمایاں یا ظاہر ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔

موجودہ زمانے میں کھانے کو دو طریقوں سے محفوظ (Preserve) کیا جاتا ہے۔

ا۔کھانے کو فریز کیا جاتا ہے۔۲۔اس کو ویکیوم

یعنی ہوا کے بغیر پیک کیا جاتا ہے۔تاکہ وہ دیر تک اپنی تازگی کو برقرار رکھ سے اور سڑنے اور گلنے سے محفوظ رہ سکے۔

دیکھا گیا ہے کے کھانوں کے سالموں کی حرکت تیز ہوتی ہے جبکہ فریزر میں درجہ حرارت کم ہونے کی وجہ سے سالموں کی حرکت کم ہوجاتی ہے مالیکیولز کی حرکت تیز ہونے سے ہوا سے Contact بھی زیادہ ہوتا ہے،کم درجہ حرارت پر کیمیکل ایکشن کم ہوتا ہے۔

اگر کسی طریقے سے سالموں کی حرکت کم یا بہت کم کردی جائے تو جیسا کہ فریزر میں فری اون گیس کے ایکشن کی وجہ سے ہوتا ہے تو اشیاء کے مالیکیولز ایک دوسرے میں جذب ہوکر منجمد ہوجائیں گے اور اشیاء میں Forein bodies داخل نہیں ہوں گے۔

سانس کی سائنس:

وقت کا تعلق حرکت سے ہے،اگر کسی شے کی حرکت کو اس کی موجودہ حرکت سے سوگنا کم کردیا جائے تو اس حرکت کی نسبت سے ٹائم گزرنے کی رفتار سوگنا کم ہوجائے گی ،مثلاً ایک نارمل انسان ایک منٹ میں ۱۸ مرتبہ سانس لیتے ہیں اگر ایک منٹ میں ایک سانس لیا جائے تو ۱۸ سانس لینے کے لئے ۱۸ منٹ درکار ہوں گے ، لہٰذا ایک منٹ میں ۱۸ مرتبہ سانس لینے میں وقت ۱۸ گنا کم ہوجائے گا۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے ایک سو سال میں تقریباً اتنے ہی سانس لئے جتنے کے ایک دن میں لئے جاتے ہیں، جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ کتنا عرصہ سوئے تو انھوں نے کہا کے ایک دن یا اس سے بھی کم۔

مثال:

ایک دن میں ۲۴ گھنٹے ہوتے ہیں ۲۴ گھنٹوں میں ایک انسان ۲۴۹۲۰ (چوبیس ہزار نو سو بیس) مرتبہ سانس لیتا ہے، اس اعتبار سے اس نے سو سالوں میں تقریباً (نو ارب) سانس لئے۔ یعنی وقت کی رفتار نو ارب گنا زیادہ ہوگئی۔ اسی طرح سے کھانے کے مالیکیولز کی حرکت بھی اتنی کم ہوگئی کے وقت ٹھہر گیا اور کھانا خراب نہیں ہوا۔ رہا گدھے کا معاملہ تو اس کے لئے وقت ایسے ہی گزرا جیسا کے اور چیزوں کے لئے گزرتا ہے اور وہ سو سال میں مر کھپ کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گیا۔

زمان ومکان (Time and Space) کا قانون:

اہرام میں بھی وقت ٹھہر جاتا ہے یا یوں کہہ لیں کہ وہاں بھی مالیکیو لیز کی حرکت تقریباً صفر ہو جاتی ہے۔ اور ہزاروں سال تک اس میں رکھی ہوئی اشیاء خراب نہیں ہوتی ہیں۔ اس کی فضاء میں مراقبہ کرنے والے لوگ ٹائم اور اسپیس سے آزاد ہو کر لاشعور سے قریب ہو جاتے ہیں۔

مائیکرو ویو فریکوئنسی:

مائیکرو ویو اون میں جب فریز کیا ہوا کھانا رکھا جاتا ہے تو کھانے کے مالیکیولز یا سالمے مائیکرو ویو فریکوئنسی پر حرکت کرتے ہیں یہ حرکت اتنی تیز ہو جاتی ہے کے کھانا چولہے پر پانچ منٹ میں گرم ہوتا ہے لیکن مائیکرو ویو میں ایک منٹ میں گرم ہو جاتا ہے یعنی رفتار کے تیز ہونے کی وجہ سے پانچ منٹ کا وقفہ ایک منٹ میں تبدیل ہو گیا۔ یہاں سوال یہ ہے:

۱۔ جب حضرت عزیر علیہ السلام سو سال تک سوتے رہے جب کہ وہ اپنے احساس میں وہ ایک دن یا اس سے بھی کچھ کم سوئے۔

۲۔ حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا مر گیا اور اس کے جسم پر وہ تمام اثرات قائم ہو گئے جو کسی مردہ جسم پر ہوتے ہیں۔

۳۔ کھانا گلے سڑے بغیر سو سالوں تک بالکل تازہ رہا اور یہ تینوں واقعات ایک ہی قطعہ زمین پر پیش آئے، یہ کس طرح ہوا؟

آکسیجن زندگی نہیں ہے:

زندگی کا دارومدار آکسیجن پر نہیں ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک گھر میں رہنے والے دس افراد ایک ہی جگہ پر بیٹھے ہین لیکن پھران میں سے کسی ایک کی موت واقع ہوجاتی ہے جبکہ بقیہ نوافراد بھی اسی فضاء میں سانس بھی لے رہے ہیں اوروہ زندہ بھی ہیں، دراصل زندگی کا انحصار آکسیجن کے جلنے پر ہے جبکہ آکسیجن کا جلنا تابع ہے کاربن کے، آکسیجن جب ناک یا حلق کی نالیوں کے ذریعے پھپھڑوں میں جاتی ہے تب پھپھڑوں کے اندر اسفنجی نظام میں موجود کاربن ڈائی اکسائیڈ آکسیجن کوجلاتا ہے اور نتیجے میں کاربن ڈائی اکسائیڈ زندگی بن جاتی ہے یعنی آکسیجن پر زندگی کا انحصار نہیں ہے بلکہ آکسیجن زندگی کے لئے ایندھن بن رہی ہے۔

تمام آسمانی کتابوں کے مطابق کائنات کا ہر ذرہ شعور رکھتا ہے،شعور سے مراد یہ ہے کے کائنات کے ہر ذرہ میں عقل وفہم موجود ہے۔

وہ اپنی زندگی کی حفاظت کرتا ہے اور دوسروں کی زندگی میں جواس کی ڈیوٹی ہے وہ بھی پوری کرتا ہے، یوں سمجھ لیں کے انسان ہو یا جانور ہو، درخت ہو یا پودا ہو،کوئی ستارہ ہو یا سیارہ ہو، وہ کاربن سے ہی بنا ہے یعنی زندگی ہزاروں لاکھوں تہوں (پرت) سے بنی ہوئی ہے، آکسیجن کا کام زندگی کا ایندھن بننا ہے اور کاربن کا کام آکسیجن کو جلانا ہے۔ بہت ٹھنڈے علاقوں میں بغیر فرج اور فریزر کے کھانے کی اشیاء بہت عرصے تک محفوظ حالت میں رہتی ہیں کیونکہ ان میں موجود مالیکیولز کی حرکت کم ہوجاتی ہے جبکہ گرم علاقوں میں فرج یا فریزر کی مدد لینی پڑتی ہے جب انسان بہت دیر تک سوکر اٹھتا ہے تو اسے یہ محسوس نہیں ہوتا کے وہ بہت دیر تک سوتا رہا بلکہ وہ یہی خیال کرتا ہے کے میں بس تھوڑی ہی دیر سویا تھا، یا کوئی کوما کا مریض جب ۳ سال بعد ہوش میں آتا ہے تو وہ اس بات کو ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوتا ہے کے وہ ۳ سال تک بے ہوش پڑا رہا تھا۔

قرآن،شعور اور لاشعور:

قانون یہ ہے کے انسان کا شعور اور لاشعور میں ردوبدل ہورہا ہے۔ جب وہ شعور میں ہوتا ہے تو

اپنے اوپر زمان ومکان کی گرفت کو محسوس کرتا ہے جبکہ اگر وہ لاشعور میں ہوتا ہے تو زمان ومکان کی گرفت سے آزاد ہوجاتا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

تُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّہَارِ وَ تُوۡلِجُ النَّہَارَ فِی الَّیۡلِ وَ تُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَ تُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ وَ تَرۡزُقُ مَنۡ تَشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ۔۷۵

ترجمہ۔(اللہ) داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں، اور تو نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور تو جس کو چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

یُقَلِّبُ اللّٰہُ الَّیۡلَ وَ النَّہَارَ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَبۡصَارِ ۔۷۶

ترجمہ۔اللہ دن اور رات کو پھراتا رہتا ہے، بے شک اس میں عبرت ہے آنکھ والوں کے لیے۔

وَ ہُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الَّیۡلَ وَ النَّہَارَ خِلۡفَۃً لِّمَنۡ اَرَادَ اَنۡ یَّذَّکَّرَ اَوۡ اَرَادَ شُکُوۡرًا ۔۷۷

ترجمہ۔(اللہ) نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے آگے پیچھے آنے جانے والا بنایا اس شخص کے لیے جو سمجھنا چاہے یا شکر کرنا چاہے۔

جب انسان سوتا ہے تو وہ زمانیت میں سفر کرتا ہے اور جب وہ بیدار ہوتا ہے تو وہ مکانیت میں سفر کرتا ہے کیونکہ سوتے ہوئے زمانیت کی پیمائش نہیں ہوسکتی جبکہ مکانیت میں زمانیت اس کے ساتھ سفر کرتی ہے، حضرت عزیر علیہ السلام جب سو گئے تو اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق ان کے حواس زمانیت میں پیوست ہو گئے۔جبکہ ان کا گدھا عام حالات کے مطابق جب اس میں آکسیجن گئی تو اس آکسیجن کو کاربن نے جلایا نہیں جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوگئی ان کھانا اس لئے خراب نہیں ہوا کیونکہ کھانے کے مالیکیولز پر وہ گیسیز اثر انداز ہو رہی تھیں جو کہ انھیں تا دیر تازہ رکھتی ہیں جیسے کے ایک بڑے کمرے میں چھوٹا سا فرج۔۷۸

۱۷۔حضرت عیسیٰ ابن مریم کے معجزات:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے ان مقرب ہستیوں میں سے ہیں۔جو اللہ تعالیٰ کی بادشاہی

کے نظام تکوین (Adminstration) میں شامل ہیں ۔حضرت عیسیٰ ابن مریم کو اللہ نے کئی معجزات عطا فرمائے ،آپ کے دور میں طب کا غلبہ تھا لہٰذا آپ کے بیشتر معجزات اسی نوعیت کے تھے،یعنی آپ مردوں کو زندہ کردیتے ، پیدائشی نابیناوں کو اللہ کے حکم سے بینائی عطا فرماتے ،کوڑھ کے مریضوں کو اللہ کے حکم سے صحت عطا فرماتے ،لوگوں کے گھروں میں موجود رکھی اشیاء اور اناج وغیرہ کی خبر انھیں دیا کرتے ۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﳔ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْــٴَـةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۔۴۹

ترجمہ۔بنی اسرائیل کی طرف (عیسیٰ ابن مریم کو رسول بنا کر بھیجا) بنی اسرائیل سے ان کا یہ خطاب تھا۔بے شک میں تمہارے پاس آیا ہوں تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر، بے شک میں بناتا ہوں تمہارے سامنے مٹی سے پرندہ کی طرح ایک چیز پھر اس میں پھونک دیتا ہوں تو وہ پرندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے، اور اچھا کرتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور برص والے کو، اور زندہ کرتا ہوں مردوں کو اللہ کے حکم سے، اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں اس چیز کی جو تم کھاتے ہو اور ذخیرہ رکھتے ہو اپنے گھروں میں، بلاشبہ اس میں تمہارے لئے نشانی ہے اگر تم ایمان قبول کرنے والے ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، حضرت عیسیٰ ابن مریم نے چار افراد کو زندہ کیا۔

ا۔آپ کا وفادار غلام عارز جس کی حالت بہت نازک تھی اس کی بہن نے آپ کو اطلاع کروائی لیکن اس کا گھر تین روز کی مسافت پر تھا جب حضرت عیسیٰ ابن مریم عارز کے گھر پہنچے تو اس کا انتقال ہوئے تین دن گزر چکے تھے،آپ نے اس کی بہن سے کہا کے مجھے اس کی قبر پر لے چلو،آپ نے اس کی قبر پر جا کر اللہ سے دعا کی، چنانچہ عارز زندہ ہو کر قبر سے باہر آگئے ، پھر وہ ایک عرصہ تک حیات رہا اس کی شادی اور اولادیں بھی ہوئیں۔

۲۔ایک دفعہ ایک بیوہ بڑھیا کے اکلوتے بیٹے کا جنازہ آپ کے سامنے سے گزر رہا تھا جس پر بڑھیا آپ سے رو رو کر فریاد کی ،تو آپ نے اس کے بیٹے کے لئے دعا فرمائی تو وہ بھی اللہ کے حکم سے زندہ ہو گیا۔

۳۔ایک لڑکی کا انتقال ہو گیا تو آپ نے اس کے لئے بھی دعا فرمائی اور وہ بھی اللہ کے حکم سے زندہ ہوگئی۔

۴۔سام بن نوح کے جن کے انتقال کو ہزاروں برس گزر چکے تھے ،لوگوں نے آپ سے کہا کے انھیں دوبارہ زندہ کر دیں پھر لوگوں کی نشاندھی پر آپ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اللہ سے دعا کی ،جب سام بن نوح نے سنا تو وہ خوف زدہ ہو گئے اور ان کے سر کے آدھے بال سفید ہو گئے وہ یہ سمجھے کے شاید قیامت قائم ہوگئی پھر زندہ ہونے کے بعد وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم پر ایمان لے آئے پھر انھوں نے حضرت عیسیٰ ابن مریم سے یہ درخواست کی کے انھیں دوبارہ موت کی تکلیف سے نہ گزارا جائے ،تاہم تھوڑی ہی دیر کے بعد ان کا دوبارہ انتقال ہو گیا۔

۱۸۔حضرت الیسع علیہ السلام کے معجزات:

حضرت الیسع علیہ السلام ،حضرت الیاس علیہ السلام کے وصال کے بعد منصب نبوت پر فائز ہوئے۔

آپ کے مناقب کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اذۡكُرۡ اِسۡمٰعِيۡلَ وَ الۡيَسَعَ وَ ذَا الۡكِفۡلِ‌ؕ وَ كُلٌّ مِّنَ الۡاَخۡيَارِ۔۸۰

ترجمہ۔یاد کیجئے اسماعیل کو اور الیسع کو اور ذوالکفل کو، اور یہ سب اچھے لوگوں میں سے تھے۔

حضرت الیسع علیہ السلام کو اللہ تعالی نے کئی معجزات عطا فرمائے۔

۱۔ایک مرتبہ آپ سے چشمے کے کھارے پانی کی شکایت کی گئی تو آپ نے اس کھارے چشمے میں نمک ڈال کر دعا فرمائی ،چشمے کا کھاری پانی میٹھا ہو گیا۔

۲۔ایک مرتبہ ایک عورت نے اپنی بے انتہاء غربت اور قرض کی شکایت کی تو آپ نے اس پوچھا کے گھر میں کچھ ہے تو اس نے کہا صرف ایک پیالہ تیل ہے، آپ نے وہ تیل منگوا کر دعا فرمائی اور

کہا کے اس تیل کو خالی برتنوں میں انڈیل کر بیچو اور جو تیل بچ جائے اسے اپنے گھریلو استعمال میں لے لو، پھر اس تیل کی فروخت سے جو رقم آئے اس سے اپنا قرض ادا کرو چنانچہ اس عورت نے ایسا ہی کیا، اور اڑوس پڑوس کے تمام برتنوں کو تیل سے بھر دیا گیا اور تیل اس قدر فروخت ہوا کے تمام قرض اتر گیا اور باقی بچا ہوا تیل گھر میں بہت عرصے تک استعمال ہوتا رہا۔

۳۔ ایک عورت نے اپنی بے اولادی کا شکوہ کیا تو آپ نے فرمایا اس موسم بہار میں تم اللہ کے حکم سے صاحب اولاد ہو جاؤ گی اور اللہ تعالی تمھیں بیٹے کی نعمت عطا فرمائے گا، چنانچہ آپ کی دعا کی برکت سے وہ خاتون صاحب اولاد ہو گئیں۔

۴۔ آپ نے ایک مردہ شخص کو بھی اللہ کے حکم سے زندہ فرمایا۔

۵۔ قحط سالی کے خاتمے کی دعا فرمائی تو اللہ تعالی نے خیر و برکت عطا فرما دی۔

۶۔ آپ کی دعا سے تھوڑا کھانا بہت لوگوں کو پورا ہو جاتا اور لوگ سیر ہو جاتے۔

۱۹۔ حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کے معجزات:

علماء کرام کی ایک بڑی تعداد کا اس بات پر اتفاق ہے کے ذوالقرنین اللہ کے برگزیدہ نبی تھے جن کو اللہ تعالی نے زمین میں اقتدار اور اختیار عطا فرمایا۔ ذوالقرنین کی نبوت کے ثبوت میں علماء کرام قرآن کریم کی اس آیت کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں!

قُلۡنَا يٰذَا الۡقَرۡنَيۡنِ اِمَّاۤ اَنۡ تُعَذِّبَ وَاِمَّاۤ اَنۡ تَتَّخِذَ فِيۡهِمۡ حُسۡنًا ۔۸۱

ترجمہ۔ ہم نے کہا اے ذوالقرنین آپ ان کو سزا دو اور یا ان میں خوبی کا معاملہ اختیار کرو۔

علماء کرام لکھتے ہیں کے اللہ تعالی پیغمبروں، انبیاء اور رسولوں سے بذریعہ وحی کلام فرماتے ہیں چنانچہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کے اللہ تعالی نے ان سے فرمایا! ائے ذوالقرنین! آپ ان کو سزا دیں یا ان میں خوبی کا معامل کریں۔

اس آیت کے مطالعے سے معلوم ہوا کے اللہ تعالی ذوالقرنین سے مکالمہ فرما رہے ہیں، یعنی وہ اللہ کے نبی اور پیغمبر ہیں جب ہی اللہ انھیں حکم دے رہے ہیں، کیونکہ عام انسان سے اللہ کلام نہیں کرتے۔

تاہم جیسے ہی ذولقرنین کو نبی سمجھ لیں گے تو ان کے اختیارات ،فراست ، طاقت اور علم وفہم کا بھی کماحقہ ادراک حاصل ہوجائے گا۔

امام رازی نے علامہ حلیمی کی کتاب المنہاج میں نقل کیا ہے کے انبیاء علیہ السلام کی جسمانی قوتیں عام انسان کی جسمانی قوتوں سے بالکل مختلف ہوتی ہیں۔

اسی تناظر میں یاجوج ماجوج کو روکنے کے لئے تعمیر کی گئی دیوار کی حقیقت کو بھی سمجھنے میں مدد ملے گی، کیونکہ انبیاء کرام عام انسانوں کی طرح نہیں ہوتے ہیں،ان کے اختیارات کا دائرہ بے حد وسیع ہوتا ہے۔

حضرت ذولقرنین نے اس قوم کی گزارش پر جن کو یاجوج ماجوج نے بہت تنگ کیا ہوا تھا اور وہ جس راستے ،ٹنل ، پورٹل یا دروازے سے یہاں آتے تھے ، اس دروازے کو اللہ کی دی ہوئی قوت اور فہم وفراست سے بند کر دیا۔

ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کے ذوالقرنین اللہ کے نبی تھے۔ ۸۲

علامہ حجر عسقلانی اور علامہ امام رازی نے ذوالقرنین کو اللہ کا نبی ہی مانا ہے۔

ابن اسحاق، فریابی، ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد الموت میں ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے روایت کیا کہ علی بن ابی طالب ؓ سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کے وہ ایسا بندہ تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے محبت کی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی اس نے اللہ کے لئے اخلاص پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اخلاص کی قدردانی فرمائی اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک قوم کی طرف بھیجا۔ ۸۳

اللہ تعالیٰ کے کچھ برگزیدہ انبیاء اور رسول ایسے بھی ہیں جنھوں نے اس دنیا کے علاوہ دیگر دنیاؤں میں بھی اللہ کے پیغامات کو پہنچایا ہے یعنی دیگر آسمانی زمینوں پر بھی دعوت دین کی ذمہ داریاں ادا کی گئیں ہیں۔

کیونکہ قرآن خود کہتا ہے!

وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر کے مطابق! اللہ نے ہر زمین پر بنی نوع انسانیت کے لئے پیغمبر بھیجے۔

یعنی۔وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۔ یہ سات زمینیں ہیں اور ہر زمین تمھارے نبی کے مثل ایک نبی ہے اور آدم کی مثل آدم ہیں اور نوح کے مثل نوح ہیں اور ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور عیسیٰ کی مثل عیسیٰ ہیں۔

کچھ اہل علم حضرات کا یہ ماننا ہے کے یاجوج ماجوج کسی دوسرے سیارے کی مخلوق تھے، جو زمین پر آکر فساد پھیلاتے تھے، چنانچہ لوگوں نے اس بات کی شکایت ذولقرنین سے کی، اور ان سے مدد طلب کی، چنانچہ انھوں نے اس جگہ ایک دیوار بنائی جہاں سے یاجوج ماجوج دنیا میں آکر فساد پھیلاتے تھے اسی حوالے سا ے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۔۸۴

ترجمہ۔ہم نے اس کو زمین میں اقتدار عطا کیا اور اسے ہر قسم کے اسباب و وسائل بخشے۔

فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۔۸۵

ترجمہ۔اس نے (پہلے مغرب کی طرف ایک مہم کا) سروسامان کیا۔

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۥ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۔۸۶

ترجمہ۔حتیٰ کے جب وہ غروبِ آفتاب کی حدتک پہنچ گیا، تو اس نے سُورج کو ایک کالے پانی میں ڈوبتے دیکھا اور وہاں اُسے ایک قوم ملی، ہم نے کہا اے ذوالقرنین! تجھے یہ مقدرت بھی حاصل ہے کے ان کو تکلیف پہنچائے اور یہ بھی کے اِن کے ساتھ نیک رویّہ اختیار کرے۔

یہاں غروب آفتاب سے مراد بلیک ہول لیا گیا ہے، یعنی ایک سرکش قوم کو ذوالقرنین نے قید کیا لیکن جب یہ یاجوج ماجوج اپنی دیوار توڑیں گے تو کسی بلندی سے نیچے کی جانب آئیں گے اور

یہ اتنی کثیر تعداد میں ہوں گے کے سمندر کا پورا پانی پی جائیں گے یعنی یاجوج ماجوج کسی دوسرے سیارے کی مخلوق ہیں۔ (واللہ عالم)

اللہ تعالی نے حضرت ذولقرنین کا واقعہ بھی سورہ کہف میں بیان فرمایا ہے!

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۔۸۷

ترجمہ۔ہم نے (ذولقرنین) کوزمین میں اقتدار عطا کیا اور اسے ہر قسم کے اسباب اور وسائل بخشے

۲۰۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات:

علماء کرام اور مفسرین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کے حوالے سے یہ لکھا ہے کے (۹) اقسام کے عالمین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کا ظہور ہوا۔

۱۔انسان۔ ۲۔جنات۔ ۳فرشتے۔ ۴۔آسمان (سورج، چاند ستارے، اجرام فلکی)۔

۵۔جمادات۔۶۔نباتات۔۷۔حیوانات۔۸۔ہوا کا علم۔۹۔عالم معانی (رنگ و بو کی دنیا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبین ہیں، ان پر دین مکمل ہو چکا، اب قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔

اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے شمار معجزات عطا فرمائے۔جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔قرآن کریم:

قرآن کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک Intellectual اور معنوی معجزہ ہے، قرآن کریم میں کل کائنات اور اشیاء کائنات سے متعلق بیش بہا علوم۔

۲۔انسان:

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخلوق کی ابتداء سے خبریں دینی شروع کیں حتیٰ کے اہل جنت، جنت میں اپنے گھروں میں داخل ہو گئے اور اہل جہنم، جہنم میں داخل ہو گئے، تاہم جس نے اس کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جس نے اس کو بھلا دیا اس نے بھلا دیا۔۸۸

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسا خطبہ دیا کے میں نے اس جیسا خطبہ کبھی نہیں سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر تم ان چیزوں کو جان لو جن کو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنسو اور بہت زیادہ رو، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے اپنے چہرے ڈھانپ لئے اور بلند آواز سے رونے لگے۔ ایک شخص نے پوچھا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا باپ کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمھارا باپ فلاں ہے، تب یہ آیت نازل ہوئی!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۔ ۸۹

ترجمہ۔اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو کہ اگر تم پر ظاہر کردی جائیں تو تم کو ناگوار ہوں اور اگر تم ان کے بارے میں اس وقت سوال کرو گے جس وقت قرآن نازل ہو رہا ہو تو وہ تمہارے لئے ظاہر کردی جائیں گی اللہ نے ان کے بارے میں معافی دے دی اور اللہ بخشنے والا اور حلم والا ہے۔ ۹۰

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استہزاء کرتے، مثلاً کوئی یہ پوچھتا کے میرا باپ کون ہے؟ یا کوئی یہ پوچھتا کے میری اونٹنی گم ہوگئی وہ کہاں ہے؟ ۔۹۱ تو رب تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۔ ۹۲

اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو کہ اگر تم پر ظاہر کردی جائیں تو تم کو ناگوار ہوں اور اگر تم ان کے بارے میں اس وقت سوال کرو گے جس وقت قرآن نازل ہو رہا ہو تو وہ تمہارے لئے ظاہر کردی جائیں گی اللہ نے ان کے بارے میں معافی دے دی اور اللہ بخشنے والا اور حلم والا ہے۔

۳۔فرشتے:

فرشتے اللہ کی نوری مخلوق ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرشتوں سے بھی ہم کلام ہوا کرتے، جس کی سب سے بڑی مثال تو حضرت جبرائیل علیہ سلام ہیں جبکہ دیگر فرشتوں سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے اور فرشتے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری پیغمبر کی حیثیت سے جانتے پہچانتے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، غزوہ بدر کے دن ایک مسلمان انصاری ایک مشرک کی جانب دوڑا کہ اچانک اس مسلمان نے ایک کوڑا مارنے والے سوار کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا کے حیزوم آگے بڑھ، اس کے ساتھ ہی اس مسلمان نے یہ دیکھا کہ وہ مشرک جس کے پیچھے وہ دوڑ رہا تھا وہ چت ہوکر گرا اور اس کی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی اور اس کا منہ بھی پھٹ گیا اور زمین پر جس جس جگہ کوڑا لگتا جاتا اس جگہ کی زمین سرسبز ہوتی چلی جاتی تاہم اس انصاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب اس واقعہ کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم سچ کہتے ہو یہ تیسرے آسمان کا مددگار فرشتہ ہے۔ ۹۳ ے

حیزوم اس فرشتے کے گھوڑے کا نام تھا تاہم اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکثر غزوات میں فرشتوں کے ذریعے مدد فرمائی۔

۴۔جنات:

جنات کو اللہ نے آگ سے پیدا فرمایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے جنات پر بھی نبی اور رسول بنا کر بھیجا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے دائرے میں انس و جن دونوں ہی مخلوقات شامل ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ
قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ۔ ۹۴

ترجمہ۔ یاد کیجئے جب ہم آپ کی طرف جنات کی ایک جماعت کو لائے، سو جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاظر ہوئے تو انھوں نے (آپس میں) کہا خاموش رہو، پھر جب قرآن کی تلاوت ہو چکی

تو وہ اپنی قوم کوڈراتے ہوئے لوٹے۔

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ ۔ ٩٥

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے! میری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے میری تلاوت کوغور سے سنا، تو انھوں نے اپنی قوم سے کہا! بے شک ہم نے ایک عجیب کلام سنا ہے جو صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے، ہم اس پر ایمان لائے اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۔ ٩٦

ترجمہ۔اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن مقرر کردیئے ہیں جو شیاطین ہیں انسانوں میں سے اور جنات میں سے ان میں بعض بعض کوایسی باتوں کا وسوسہ ڈالتے ہیں جو بظاہر اچھی لگتی ہیں وہ یہ کام دھوکہ دینے کے لئے کرتے ہیں اور اگر تیرا رب چاہےتو یہ لوگ یہ کام نہ کریں، سوچھوڑ دیجئے ان کواوران باتوں کوجووہ جھوٹ بناتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ عکاظ کے بازار میں گئے اس وقت شیاطین اور آسمان کی خبروں کے درمیان ایک چیز حائل ہوچکی تھی اوران پر آگ کے گولے پھینکے جاتے تھے جنات نے آپس میں کہا کے تمھارے اور آسمان کے درمیان جو چیز حائل ہوئی ہے وہ کوئی نئی چیز ہے۔پس تم زمین کے مشارق اور مغارب کی طرف جاؤ اور ڈھونڈو کے وہ کیا چیز ہے؟ پھر وہ زمین کے مشارق اور مغارب میں تلاش کرتے رہے کہ ان کے اور آسمان کی خبروں کے درمیان کیا چیز حائل ہوئی ہے، پس جو لوگ تہامہ (مکہ) کی طرف گئے تھے وہ ایک کھجور کے درخت کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عکاظ کے بازار میں اپنے اصحاب کونماز فجر پڑھا رہے تھے

پس جب انھوں نے قرآن کریم کی تلاوت سنی تو تو یہ کہنے لگے کے یہی وہ چیز ہے جو تمھارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان حائل ہوگئی ہے پھر وہ اپنی قوم کی طرف واپس گئے اور کہا! اے ہماری قوم! ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو نیکی کی طرف ہدایت دیتا ہے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ بے شک ہمارے رب کی بزرگی بہت بلند ہے اس کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ کوئی بیٹا اور ہم میں سے بے وقوف لوگ اللہ سے متعلق ناحق باتیں کہا کرتے تھے اور ہم یہ گمان کرتے تھے کے اللہ کے اوپر کوئی جھوٹ نہیں باندھتا۔ ۹۷؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جنات کے کئی وفود آتے تھے۔ ۹۸؎

ابن جوزی نے صفوۃ الصفوۃ کتاب میں اپنی سند کے ساتھ سہل بن عبداللہؓ سے روایت کیا کے میں قوم عاد کے گھروں کے اطراف میں تھا۔ اچانک میں پتھروں کا ایک شہر دیکھا، اس کے درمیان میں یہ لکھا ہوا تھا پتھروں کا محل جس میں جن پناہ لیتے تھے۔

پس میں اس میں داخل ہوا تو اچانک ایک عظیم الخلقت بوڑھا آدمی کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر اون کا ایک جبہ تھا جس میں حسن و جمال خوب تھا میں نے اس کی عظیم الخلقت سے تعجب نہیں کیا۔ جتنا میں اس کے جبے کے حسن و جمال سے تعجب کیا۔ میں نے اس کو سلام کیا، اس نے مجھے سلام کا جواب دیا اور کہا اے سہل! بدن کپڑوں کو پرانا نہیں کرتے، لیکن گناہوں کی بو اور حرام کمائی کا کھانا اسے بوسیدہ کر دیتے ہیں۔ بے شک یہ جبہ میں نے سات سو سال سے پہنا ہوا ہے۔ اسی لباس کے ساتھ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی ،میں ان دونوں پر ایمان لایا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ تو اس نے کہا میں ان جنات میں سے ہوں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ۔

یہ جن نصیبین کے جنات میں سے تھا۔ ۹۹؎

حضرت عمرؓ بن خطاب اور حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے، ایک بوڑھا شخص جو چھڑی کے

سہارے چل رہا تھا ایک بار مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے جنات کے لب لہجے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس سے اس کی زبان میں سوال پوچھا کہ تمھارا تعلق جنات کے کس قبیلے سے ہے؟ تو اس نے جواب دیا کے میں ابلیس کا پڑ پوتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نسب پوچھا؟ تو اس نے اپنا تعارف کروایا! انا حام بن حیم بن لاقیس بن ابلیس۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! تم اور تمھارے پردادا کے درمیان صرف دو واسطے ہیں یعنی تمھارا باپ اور دادا؟ تو اس نے اثبات میں جواب دیا کہ جی یہی دو واسطے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حام بن حیم سے اس کی عمر پوچھی؟ تو اس نے بتایا کے جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا تو اس وقت میں چھوٹا بچہ تھا اور مجھے یہ واقعہ یاد ہے، پھر اس نے بتایا کے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لے آیا اور جب انھیں آگ میں ڈالا گیا تو میں نے وہ منظر بھی دیکھا اور میں نے چاہا کے میں اس آگ کو بجھاؤ۔

پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا تو میں ان پر بھی ایمان لایا اور میں نے ان سے تورات پڑھی اور سیکھی۔ بعد ازاں میں حضرت عیسیٰ ابن مریم پر بھی ایمان لایا اور میں نے ان سے بھی انجیل پڑھی اور سیکھی پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حضرت عیسیٰ ابن مریم کا ایک پیغام لایا ہوں، جب میں ان سے ملاقات کے لئے جاتا تھا تو انھوں نے یہ فرمایا تھا کے میرے بعد رسولوں کے سردار آئیں گے تاہم جب تمھاری ان سے ملاقات ہو تو انھیں میرا اسلام کہنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا کے ان پر بھی سلامتی ہو اور حام بن حیم تم پر بھی سلامتی ہو۔

پھر حام بن حیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے قرآن کریم کی تعلیم فرمائے چنانچہ روایت میں آتا ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو قرآن کریم کی تعلیم فرمائی اور اس کو دس سورتیں یاد کروائیں جن میں سورہ واقعہ، سورہ عمایتسالون، سورہ شمس، سورہ الکافرون، سورہ اخلاص،

سورہ الفلق ،سورہ الناس وغیرہ۔

پھر صحابہ کرام نے فرمایا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو ہم نے کبھی دوبارہ حام بن حیم کو نہیں دیکھا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں وہ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ ۱۰۰؎

عالم آسمان (سورج، چاند، ستارے اجرام فلکی):

۵۔سورج پر تصرف (رجعت شمس):

امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی (متوفی۔ ۳۶۰ھ) روایت کرتے ہیں!

حضرت اسماء بنت عمیسؓ بیان کرتی ہیں کہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی جارہی تھی اوران کا سر حضرت علیؓ کی گود میں تھا۔ حضرت علیؓ نے نماز نہیں پڑھی۔ حتیٰ کے سورج غروب ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ! اے اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک علی تیری اطاعت اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں مشغول تھے۔ تو ان پر سورج لوٹا دے۔

حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے کہا کہ! میں نے دیکھاہ سورج غروب ہو گیا تھا لیکن وہ پھر طلوع ہوا۔ ۱۰۱؎

۶۔شق قمر:

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے حکم سے چاند کے دو ٹکڑے کر دئے اور وہ دونوں ٹکڑے اتنی دور تک چلے گئے کہ غار حرا (پہاڑ) ان دونوں کے درمیان حائل تھا۔ ۱۰۲؎

۷۔پہاڑ:

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کو لے کر احد پر چڑھے۔

تو احد کا نپنے لگ گیا۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے احد قرار پکڑ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ ۱۰۳؎

حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں مکہ کے ایک پتھر کو پہچانتا ہوں جو بعثت (اعلان نبوت) سے پہلے مجھ پر سلام عرض کیا کرتا اور میں اس پتھر کو اب بھی پہچانتا ہوں۔ ۱۰۴؎

۸۔پانی:

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا، عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا اور لوگ وضو کے لئے پانی تلاش کر رہے تھے لیکن پانی کا کہیں دور دور تک پتا نہیں تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں وضو کا پانی ایک برتن میں لایا گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا ہاتھ اس برتن میں رکھا اور لوگوں سے فرمایا! اسی پانی سے وضو کریں، میں نے دیکھا کے پانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی انگلیوں کے نیچے سے ابل رہا تھا چنانچہ لوگوں نے وضو کیا اور ہر شخص نے وضو کیا۔

ایک اور روایت میں ہے کے تقریباً ۳۰۰ افراد نے اس پانی سے وضو کیا تھا۔ ۱۰۵؎

حضرت جابرؓ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں، حدیبیہ کے موقع پر بھی جب پانی نا کافی تھا اس وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے ایک چھاگل رکھا گیا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس میں اپنا ہاتھ رکھا اور لوگوں نے اس پانی کو سیر ہو کر پیا بھی اور وضو بھی کیا۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پانی نکل رہا تھا۔پوچھا گیا کے لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ تو بتایا گیا ۱۵۰۰ لیکن اگر ان کی تعداد ایک لاکھ بھی ہوتی تو بھی یہ پانی ان کے لئے کافی تھا۔ ۱۰۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آب زم زم و نہایت محبت سے تناول فرماتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! زمزم جس نیت سے پیا جائے گا اسی کے لئے ہے۔ ۱۰۷؎

۹۔نباتات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم درختوں پر بھی تصرف فرماتے تھے۔ایک دفعہ ایک درخت کو حکم دیا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس دوڑا چلا آیا۔

اسی طرح سے مسجد نبوی کا کھجور کا تنا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فراق میں روتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب اس کو تسلی دی تو وہ خاموش ہو گیا۔

۱۰۔حیوانات:

پرندے، جانور، اونٹ، ہرن اور چڑیا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شکایات کیا کرتی تھیں جس کا ازالہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بے شمار مرتبہ کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جانوروں کی زبانوں سے بھی واقف تھے۔

عالم ہوا:

۱۱۔غزوہ حنین:

فتح مکہ کے بعد غزوہ حنین بھی سن (۸) ھ میں ہوا۔اس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد ۱۰۰۰۰ جبکہ کفار کی تعداد ۳۰۰۰۰ کے قریب تھی، مسلمانوں کو اپنی کثرت پر یہ گمان تھا کے آج ہمیں کون شکست دے گا، جنگ کی ابتداء، میں کفار مسلمانوں پر چھا گئے لیکن پھر بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک مٹھی کنکریاں دشمن کی جانب پھینکی جس کے بعد جنگ کا نقشہ ہی بدل گیا۔

وہ کنکر ایک ایک سپاہی کے پیچھے پیچھے تعاقب کرتا رہا اور ان کے سر پر اس قدر زور سے لگتا جیسے لوہے کی چادر پر ہتھوڑا برستا ہے۔یہ پتھر طائف تک ان لوگوں کے پیچھے گئے حتی کے ان کے گھروں تک ان کا پیچھا کیا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہوا!

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ۔۱۰۸

ترجمہ۔ بے شک اللہ نے بہت سے مواقع میں تمہاری مدد فرمائی اور حنین کے دن بھی، جب تمہیں اپنی کثرت پہ گھمنڈ ہوگیا۔ پھر اس کثرت نے تمہیں کچھ بھی فائدہ نہ دیا اور زمین میں اپنی فراخی کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی۔ پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

عالم معانی:

۱۲۔ فتح ونصرت کی پیشن گوئی:

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خیبر کے موقع پر فرمایا! کل میں ایک ایسے شخص کو علم دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح عنایت فرمائیں گے، صبح ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو طلب کیا، ان کو آشوب چشم تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور ان کے لئے دعا کی پھر انھیں علم عنایت فرمایا اور ان سے کہا کے جب تم میدان جنگ میں جاؤ تو سب سے پہلے انھیں دعوت دین دو اور انھیں یہ بتاؤ کہ اللہ کے ان پر کیا حقوق ہیں، خدا گواہ ہے کے اگر تمھارے ذریعے اللہ کسی ایک شخص کو بھی ھدایت دے دے تو یہ تمھارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ (حضرت علی فاتح خیبر ہیں)۔ ۱۰۹؎

۱۳۔ پیشن گوئی:

حضرت ابوذرؓ غفاری بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عنقریب تم مصر کو فتح کروگے اور یہ وہ زمین ہے جس کو قیراط کا ذکر کیا گیا ہے، تم وہاں کے رہنے والوں کے ساتھ خیر خواہی کرنا کیونکہ ان کا ذمہ اور رحم ہے۔

(ذمہ سے مراد حرمت اور حق ہے اور رحم سے مراد یہ ہے کہ حضرت ہاجرہ مصری خاتون تھیں)۔ ۱۱۰؎

۱۴۔ مستجاب الدعواۃ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حامیوں کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفین بھی اس بات کے قائل تھے کہ

آپ ﷺ جو بھی دعا مانگا کرتے تھے اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت عطا فرماتے تھے۔ جیسے کے ایک مرتبہ قریش کا مشہور سردار عتبہ بن ولید رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کے غرض سے آیا وہ کفار کی طرف سے رسول اللہ ﷺ سے کوئی معاملہ کرنا چاہتا تھا۔

جب اس نے اپنی بات مکمل کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! چچا کیا آپ کو جو بات کہنی تھی وہ آپ کہہ چکے؟ اس نے کہا! ہاں، تو پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں حم السجدہ کی یہ آیت تلاوت کی!

فَاِنۡ اَعۡرَضُوۡا فَقُلۡ اَنۡذَرۡتُكُمۡ صٰعِقَةً مِّثۡلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوۡدَ۔ ۱۱۱

ترجمہ۔ پھر اگر وہ اعراض کریں تو آپ فرما دیجئے کہ میں تمہیں ایسی آفت سے ڈراتا ہوں جیسی آفت عاد و ثمود پر آئی۔

یہ سنناتھا کے عتبہ نے رسول اللہ ﷺ کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور کہا کے بھتیجے ایسا نہ کہو کیونکہ تم جو کہتے ہو وہ ہو جاتا ہے۔ اپنی قوم کا برا نہ چاہو۔

رسول اللہ ﷺ نے جب ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کو خط لکھا تو اس نے وہ خط پھاڑ دیا اور اور خط لے جانے والے صحابی کو بھی دربار سے نکال دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع موصول ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا! اے اللہ! اس کو بھی اسی طرح سے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ ۱۱۲؎

رسول اللہ ﷺ کی یہ بد عا بہت جلد پوری ہو گئی خسرو پرویز کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا پھر بیٹے کو بھی لوگوں نے کچھ عرصے کے بعد قتل کر دیا لیکن رسول اللہ ﷺ کی وفات تک ایران کے حکمران پے در پے بدلتے رہے پھر بہت جلد مسلمانوں نے کسریٰ کی حکومت کو ختم کر دیا۔

ہجرت کے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا میں تجارت کرنا چاہتا ہوں، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں برکت کی دعا فرمائی۔

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کے مجھے اللہ نے کاروبار میں اتنی برکت دی کے اگر میں کسی جگہ سے پتھر بھی ہٹاتا تھا تو یہ گمان ہوتا تھا کے اب یہاں سے سونا برآمد ہو جائے گا پھر چند ہی سالوں

میں ان کا شمار مدینہ کے امیر ترین لوگوں میں ہونے لگا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو اس وقت ان کی عمر ۱۳ سال تھی، وہ تین برس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں علم اور خیر کی دعا فرمائی، اللہ تعالی نے انھیں دین میں اس قدر علم وحکمت عطا فرمایا کے بڑے بڑے صحابہ کرام ان سے آکر مسائل کا حل پوچھا کرتے تھے۔

اگرچہ قرآن کریم، حدیث، فقہ، تفسیر، سیرت، کلام، عقیدہ، عربی ادب اور اس کی نزاکتیں الغرض زمانے بھر کے علوم وفنون میں سے کوئی بھی فن ایسا نہیں ہے کے جس میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سند کی حیثیت نہ رکھتے ہوں، ان کہ اقوال اور ارشادات اس دور کی ہر کتب میں موجود ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک توشہ دان دیا جس میں کہ کچھ کھجوریں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کے مجھے جب بھی ضرورت محسوس ہوتی میں اس توشہ دان میں سے کھجوریں نکال کر کھالیتا تھا ہوتے ہوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دور، پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کا دور ختم ہوا لیکن کھجوریں ختم نہ ہوئیں۔

حضرت عثمان غنیؓ تقریباً گیارہ سال خلیفہ رہے لیکن حضرت ابو ہریرہؓ کی کھجوریں ختم نہ ہوئیں لیکن جس دن حضرت عثمانؓ کی شہادت ہوئی تو افراتفری میں وہ توشہ دان کہیں گم ہو گیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ ایک شعر پڑھا کرتے تھے کے لوگوں تمھیں تو ایک غم ہے لیکن مجھے دو غم ہیں ایک حضرت عثمان کا اور دوسرا توشہ دان کا۔

حضرت ابو عبیدؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے گھر دعوت میں مدعو کیا اور بکرے کے گوشت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضیافت فرمائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکرے کی دستی تناول فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید طلب فرمائی، ہم نے پیش کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید طلب فرمائی تو میں نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکرے کی دو ہی دستیاں ہوتی ہیں، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر تم خاموش رہتے، تو جب تک میں دستی طلب کرتا رہتا (اللہ کے حکم سے) مجھے دی جاتی رہتی۔ ۱۱۳؎

انبیاء کی جسمانی قوتیں دوسروں سے زیادہ ہوتی ہیں:

حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں ان چیزوں کو دیکھتا ہوں جن کو تم نہیں دیکھتے اور میں ان چیزوں کو سنتا ہوں جن کو تم نہیں سنتے، آسمان چرچرا رہا ہے اور اس کا چرچرانا برحق ہے آسمان میں چار انگل کے برابر بھی خالی جگہ نہیں ہے جس میں کوئی فرشتہ سر جھکائے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز نہ ہو اور اگر تم ان چیزوں کو جان لیتے جنھیں میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے، تم اپنے بستروں پر اپنی بیویوں سے لذت حاصل نہ کرتے، تم جنگلوں میں نکل جاتے اور اللہ کو پکارتے، البتہ میں یہ پسند کرتا کے میں ایک درخت ہوتا جس کو کاٹ دیا جاتا۔ ۱۱۴؎

امام رازی نے علامہ حلیمی کی کتاب المنہاج میں نقل کیا ہے کے انبیاء علیہ السلام کی جسمانی قوتیں عام انسان کی جسمانی قوتوں سے بالکل مختلف ہوتی ہیں انھوں نے پہلے حواس خمسہ کا ذکر کیا جس کا بیان حسب ذیل ہے۔

قوت باصرہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت باصرہ بھی اپنی انتہائے کمال پر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے تمام روئے زمین کو میرے لئے سمیٹ دیا ہے اور میں نے اس کے مشارق اور مغارب دیکھ لیا ہے۔ ۱۱۵؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اپنی صفوں کو قائم کرو اور مل کر کھڑے ہو کیونکہ میں تمھیں پس پشت سے بھی اسی طرح سے دیکھتا ہوں جس طرح سے سامنے دیکھتا ہوں۔ ۱۱۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! رکوع اور سجود پوری طرح سے کیا کرو، خدا کی قسم! میں تمھیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ (بخاری)

قوت سامعہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت سامعہ بھی تمام مخلوقات سے تیز تر تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آسمان

چر چرتا ہے اور اسے چر چرانے کا حق ہے، آسمان پر ہر قدم پر فرشتے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہیں۔۱۱۷ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی چر چرانے کی آواز سنی نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پتھروں اور درختوں کے کلام کو بھی سنا اور سمجھا اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرشتوں اور جنات کے کلام کو بھی سنا اور سمجھا پھر سب سے بڑھ کر اللہ تعالی کے کلام کو سنا۔

قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے حوالے سے مذکور ہے کے جب سلیمان اوران کے لشکر چونٹیوں کے میدان میں آئے تو ایک چونٹی بولی!

قَالَتۡ نَمۡلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمۡلُ ادۡخُلُوۡا مَسٰكِنَكُمۡ‌ۚ لَا يَحۡطِمَنَّكُمۡ سُلَيۡمٰنُ وَجُنُوۡدُهٗ ۙ وَهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنۡ قَوۡلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوۡزِعۡنِىۡۤ اَنۡ اَشۡكُرَ نِعۡمَتَكَ الَّتِىۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَىَّ وَعَلٰى وَالِدَىَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰٮهُ وَاَدۡخِلۡنِىۡ بِرَحۡمَتِكَ فِىۡ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيۡنَ۔۱۱۸

ترجمہ۔اے چونٹیوں! تم اپنے گھروں میں داخل ہوجاؤ کہیں سلیمان اوران کا لشکر تمھیں کچل نہ دے اور انھیں خبر بھی نہ ہو۔

یہ سن کر سلیمان مسکرا کر ہنس پڑا، اور عرض کی، اے میرے رب آپ مجھے اسی پر رکھیے کہ میں آپ کی نعمت کا شکر ادا کرتا رہوں جو آپ نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرائی اور یہ کہ میں نیک عمل کروں جس سے آپ راضی ہوں، اور آپ مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل رکھیے

قوت شامہ:

حضرت یعقوب علیہ السلام کی قوت شامہ نہاہت قوی تھی کیونکہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا!

اِذۡهَبُوۡا بِقَمِيۡصِىۡ هٰذَا فَاَلۡقُوۡهُ عَلٰى وَجۡهِ اَبِىۡ يَاۡتِ بَصِيۡرًا‌ ۚ وَاۡتُوۡنِىۡ بِاَهۡلِكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ وَلَمَّا فَصَلَتِ الۡعِيۡرُ قَالَ اَبُوۡهُمۡ اِنِّىۡ لَاَجِدُ رِيۡحَ

يُوْسُفَ لَوْ لَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ۔ ۱۱۹

ترجمہ۔ میرے اس کرتے کو لے جاؤ اور اسے میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو، ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی، چنانچہ جب قافلہ مصر سے چلا تو ان کے باپ (حضرت یعقوب علیہ السلام) نے اپنے گھر والوں سے کہا بے شک میں ضرور یوسف کی خوشبو کو سونگھ رہا ہوں۔ اگر تم مجھے بڑھاپے کی وجہ سے ناقص العقل نہ کہو۔

قوت ذائقہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خیبر میں ایک عورت نے زہر آلود لقمہ کھلایا، تو اس لقمہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا، مجھ میں زہر ملا ہوا ہے۔

اسی باب میں یہ بھی ذکر ہے کے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا لعاب دہن حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زہر آلود ایڑی پر لگایا، حضرت علیؓ کی دکھتی ہوئی آنکھ پر لگایا، حضرت رافع بن خدیجؓ کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر لگایا، حضرت سلمی بن اکوعؓ کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی میں لگایا تو انھیں شفا ہوگئی اور حضرت جابر بن عبداللہؓ کی ہنڈیا میں ڈالا تو کم کھانا بہت ہو گیا۔

قوت لامسہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ایک صحابی حضرت ابیض بن حمالؓ حاضر ہوئے جن کے چہرے پر داد کے نشانات تھے، داد کے ان نشانات کی وجہ سے ان کا چہرہ بدنما لگتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ تمام بدنما نشانات ان کے چہرے سے دور ہو گئے۔

یزید بن قنافہ جن کا تعلق حاتم طائی کے گھرانے سے تھا، ان کے سر پر بال نہ تھے، وہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا دست مسیحائی ان کے سر پر پھیرا جس کے پھیرنے کے بعد ان کا گنج ختم ہو گیا اور اس کثرت سے ان کے سر پر بال آ گئے کے لوگ انھیں ہلب یعنی زیادہ بالوں والا کہہ کر بلانے لگے۔

سیدنا زید بن اخطب ؓ کبیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے چہرے پر پھیرا اور میرے لئے دعا فرمائی سیدنا عزرہ کہتے ہیں کے وہ ایک سو بیس سال تک پہنچے ہیں پھر بھی ان کے سر کے صرف چند بال سفید ہوئے تھے۔ ۱۲۰؎

حضرت رفاعہ بن رافع ؓ کی آنکھ میں جنگ بدر کے دن تیر لگا اور ان کی آنکھ ضائع ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھ پر لگایا جس سے ان کی آنکھ کا درد بھی ختم ہوگیا اور ان کی آنکھ کی بینائی بھی بحال ہوگئی۔ ۱۲۱؎

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو وہ آگ اللہ کے حکم سے ان پر ٹھنڈی ہوگئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام برص، کوڑھی اور پیدائشی اندھوں پر جب ہاتھ پھیرتے تو وہ شفایاب ہوجایا کرتے۔

قوت حافظہ:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت حافظہ بھی بہت تیز تھی۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى۔ ۱۲۲

ترجمہ۔ اب ہم آپ کو قرآن پڑھائیں گے تو آپ نہ بھولیں گے۔

قوت ذکاوت:

امیر المومنین حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے علم کے ایک ہزار باب سیکھائے اور میں نے ہر باب سے ایک ہزار باب مستنبط کر لئے۔ ۱۲۳؎

جب حضرت علی ؓ کی قدرت اور ذکاوت کا یہ عالم ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت ذکاوت کا عالم کیا ہوگا؟

قوت محرکہ:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معراج پر جانا۔

۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا۔

۳۔حضرت ادریس علیہ السلام کی چوتھے آسمان پر آمدورفت۔
۴۔حضرت الیاس علیہ السلام کا آسمانوں پر اٹھایا جانا وغیرہ۔

کفار خسارے میں ہیں:

کافرین،مشرکین،منافقین اس غلط فہمی کا شکار ہیں کے یہ دنیا ہی سب کچھ ہے،اگر ان پر موت واقع ہوگی تو دوبارہ روز قیامت اٹھنے اور اعمال کی جواب دہی کا تصور ان کی عقل وفہم سے ماوراء ہے چنانچہ انھوں نے اس دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ لیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰى وَ رَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۔ ۱۲۴

ترجمہ۔کافروں نے یہ خیال کیا کہ وہ ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے آپ فرمادیجیے کے ہاں قسم ہے میرے رب کی کے تم ضرور ضرور اٹھائے جاؤ گے اور تمھیں ضرور ضرور تمہارے اعمال سے باخبر کیا جائے گا اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ النُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۔ ۱۲۵

ترجمہ۔ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا اور اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔

یوم تغابن (روز قیامت):

روز قیامت کے حوالے سے قرآن کریم میں بے شمار آیات بیان کی گئی ہیں،جبکہ قیامت کو اللہ تعالی نے مختلف ناموں سے بھی بیان کیا ہے،جس میں یوم موعود، یوم التناد، یوم الفصل، یوم الاخرۃ، یوم الحسرۃ، یوم۔العسیر اور یوم التغابن بیان کیا گیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَ يَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔ ۱۲۶

ترجمہ۔جس دن تم کو جمع ہونے کے دن میں جمع فرمائے گا یہ دن ہے جس میں لوگ نقصان میں پڑیں گے اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے اللہ اس کے گناہوں کا کفارہ فرما دے گا اور اسے ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور بڑی کامیابی ہے۔

التَّغَابُنِ ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (غ۔ب۔ن) سے مشتق ہے۔

غَبْنِ ۔سے مراد خرید وفروخت میں نقصان یا خسارہ ہے۔

يَوْمُ التَّغَابُنِ ۔سے مراد روز قیامت جس دن انسانوں کے اعمال کے مطابق فیصلے کئے جائیں گے، یہ ایک نقصان اور خسارے کا دن ہوگا۔

الْغَبْنِ ۔سے مراد انسان اپنے ساتھ معاملات طے کرنے والے کو خفیہ طور پر نقصان پہنچا دیں۔ ۱۲۷

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، يَوْمُ التَّغَابُنِ ۔سے مراد قیامت کا دن، اس نام سے اس دن کی عظمت اور لوگوں کو اس دن سے خبردار کرنا مقصود ہے۔ ۱۲۸

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ يَوْمُ التَّغَابُنِ کی وجہ تسمیہ اہل جنت اور اہل جہنم کا غبن ہے جس کی وجہ سے اس دن کو یوم تغابن کہا گیا ہے۔ ۱۲۹

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ سے مراد قیامت کا دن ہے، اسی دن کو یوم تغابن کہا گیا ہے، یعنی وہ دن جس میں اہل جنت اور اہل جہنم کا نقصان عیاں ہو جائے گا۔ ۱۳۰

امام بغویؒ لکھتے ہیں، آیت۔ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُن سے مراد قیامت کا دن ہے، کیونکہ اس دن اللہ تعالی تمام آسمان اور زمین کے مکینوں کو جمع کرے گا، اور یہی دن يَوْمُ

التَّغَابُنِ ہے۔۱۳۱

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں، قیامت کو یَوْمُ التَّغَابُنِ سے اس لئے موسوم کیا گیا ہے، کیونکہ اس دن اہل جنت اور اہل جہنم سب کا تبادلہ ہوگا، اور اس دن لوگوں کا نقصان اور خسارہ ظاہر ہوگا، یعنی اہل جنت؛ جہنم کی بجائے جنت میں جائیں گے اور اہل جہنم؛ جنت کی بجائے جہنم کی طرف لائے جائیں گے۔۱۳۲

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ۔۱۳۳

ترجمہ۔جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا یہ لوگ دوزخ والے ہیں، اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

قلب:

قلب کے حوالے سے قرآن کریم میں متعدد آیات موجود ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ مَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔۱۳۴

ترجمہ۔جو بھی کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ اللہ کے حکم سے ہے اور جو بھی کوئی شخص اللہ پر ایمان لائے وہ اس کے قلب کو ہدایت دے دیتا ہے اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

قلب انسانی:

قلب کی تعریف:

قلب۔لغات القرآن میں قلب کے بنیادی معنی الٹنے پلٹنے، لوٹ پوٹ یا ادلنے بدلنے کے ہیں۔ قلب الشيء یقلبه۔ سے مراد کسی شے کو الٹ پلٹ کر دینا یعنی نیچے کا حصہ اوپر اور اوپر کا حصہ نیچے کر دینا لیکن مبالغہ کے ساتھ تقلب کے معنی بھی الٹ پلٹ ہونے کے ہیں جیسے کے تیز گرم ریت

پر سانپ لوٹ پوٹ ہوتا ہے۔

مقلب۔ اس لوہے کو کہتے ہیں جس سے کسان کھیتی کرنے کے لئے زمین کی مٹی کو الٹ پلٹ کرتا ہے۔ ۱۳۵؎

انسانی دل کو ثبات نہیں لہٰذا وہ مضطرب و بےچین رہتا ہے اس میں ہر لمحہ تغیر و تبدل کی کیفیات عیاں رہتی ہیں اسی لئے اس کو بھی قلب کہا جاتا ہے تاہم انسان کی عقل و بصیرت بھی مختلف زاویوں سے سوچتی اور سمجھتی ہے لہٰذا عقل کو بھی قلب کا نام دیا گیا ہے۔

ابن ہشام نے قلب کے چار معانی بیان کئے ہیں۔

۱۔دل۔ ۲۔عقل۔ ۳۔ ہر چیز کا خلاصہ۔ ۴۔اور ہر چیز کا بہترین حصہ۔

ابن فارس نے کہا اس مادے کے دو بنیادی معنی ہیں۔

۱۔کسی چیز کا خالص اور گرانقدر حصہ۔ ۲۔ کسی چیز کو ایک رخ سے دوسرے رخ پر پھیرنا۔

اہل عرب کہتے ہیں ھذا اعرابی قلب یعنی یہ شخص خالص عرب ہے کھجور کے درخت میں پایا جانے والا ایک سفید اور مفید مغز جس کو گابھا کہا جاتا ہے یہ کھجور کے درخت کا بہترین اور قیمتی حصہ ہے اسے عربی زبان میں قلب النخلہ کہتے ہیں۔

صاحب کتاب اشتقاق لکھتے ہیں ہر خالص شے کو قلب کہا جاتا ہے۔ ۱۳۶؎

قرآن کریم میں لفظ قلب ۱۳۲ مرتبہ آیا ہے جس سے مراد انسانوں کے مادی قلوب نہیں بلکہ انسان کا باطن ہے۔

قرآن کریم میں قلب اور فواد، دو الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔

فواد، فاد۔ سے مشتق ہے جس کے معنی تپش، خلش، سوز و گداز اور درد کے ہیں جبکہ قلب عقل، فکر، فہم و بصیرت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے ان دونوں کے استعمال میں کوئی خاص خط امتیاز بھی نہیں

امام راغب اصفہانی نے لکھا ہے دل کو **فواد** اس وقت کہتے ہیں جب اس میں بھڑکنے کے معنی پائے جائیں۔

صاحب تاج نے لکھا فاد کے اصل معنی ہلنے اور ہلانے کے ہیں اسی اعتبار سے دل کو فواد کہا جاتا ہے

کیونکہ وہ بہت زیادہ ہلتا اور دھڑکتا ہے ۱۳۷ ؎

عربی لغات کی ان تشریحات کے پیش نظر جب بھی انسانی جذبات کی طرف اشارہ کیا جائے گا تو لفظ فواد کا ذکر آئے گا اور جب انسانی فکر و بصیرت سے متعلق کوئی بات کہی جائے گی تو وہاں لفظ قلب کا استعمال کیا جائے گا اگرچہ فواد اور قلب کا یہ فرق عمومی ہے لیکن ان دونوں کے معنی ایک ہیں جیسے یہ کہا جاتا ہے فاد زیداً یعنی زید کے دل پر چوٹ لگی یا فاد خوف بکر یعنی بکر کو خوف نے بزدل کر دیا یہاں یہ بتانا ضروری ہے کے ان چیزوں کا تعلق جذبات سے ہے چونکہ فواد سوز و گداز کا منبع ہے۔اسی حوالے سے مختلف ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْــــُٔوْلًا ۔۱۳۸

ترجمہ۔کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تمہیں علم نہ ہو یقیناً آنکھ، کان اور دل (فواد) سب ہی کی باز پرس ہونی ہے۔

اس آیت میں سمع اور بصر تو حواس (Sense of Perception) کے ذرائع ہیں جبکہ فواد سے مراد Mind یا جذبات کے ہیں قرآن کریم نے حصول علم کے لئے سمع بصر اور قلب کا ذکر کیا ،سماعت و بصارت ان حواس (Senses) کی ترجمان ہیں جن کے ذریعہ محسوس اشیاء کے متعلق معلومات ذہن انسانی تک پہنچتی ہیں یعنی یہ علم محسوسات

(Perceptual knowledge) کے ذرائع ہیں ان ذرائع سے جو معلومات (Sense Data) قلب (Mind) تک پہنچتا ہے، وہ اس سے تصورات (Concepts) تعین کرتا ہے اس طرح سمع، بصر و قلب سے (Conceptual knowledge) حاصل ہوتا ہے قرآن کریم علم محسوسات اور علم تصورات پر بڑا زور دیتے ہوئے یہ کہتا ہے کے جو لوگ سمع و بصر اور قلب سے کام نہیں لیتے وہ نامراد اور جہنمی ہیں۔ارشادات خداوندی!

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ڮ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا

يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا
يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْغٰفِلُوْنَ۔ ۱۳۹

ترجمہ۔ جسے اللہ ہدایت بخشے بس وہی راہ راست پاتا ہے اور جسے اللہ اپنی رہنمائی سے محروم کردے وہی ناکام ونامراد ہوکر رہتا ہے اور یہ حقیقت ہے کے بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں کے جن کو ہم نے جہنم کے لئے ہی پیدا کیا ہے ان کے پاس دل ہیں مگر وہ اس سے سوچتے نہیں ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے اور یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھو گئے ہیں۔

وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا
لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَا ذَا قَالَ اٰنِفًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى
قُلُوْبِهِمْ وَ اتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّ
اٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ۔ ۱۴۰

ترجمہ۔ ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو کان لگا کر تمھاری بات سنتے ہیں اور پھر جب تمھارے پاس سے نکلتے ہیں تو ان لوگوں سے جنھیں علم کی نعمت بخشی گئی ہے پوچھتے ہیں کے ابھی ابھی انھوں نے کیا کہا تھا؟ یہ وہ لوگ ہیں کے جن کے دلوں پر اللہ نے ٹھپہ لگا دیا ہے یہ اپنی خواہشات کے پیرو بنے ہوئے ہیں رہے وہ لوگ جنھوں نے ہدایت پائی اللہ ان کو اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور انھیں ان کے حصے کا تقویٰ عطا فرماتا ہے۔

وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ
جَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَ مَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔ ۱۴۱

ترجمہ۔ اے محمدؐ! یہ پیغمبروں کے قصے جو ہم تمھیں سناتے ہیں یہ وہ چیزیں ہیں جن کے ذریعے سے ہم تمھارے دل (فواد) کو مضبوط کرتے ہیں۔

وَ اَصۡبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوۡسٰی فٰرِغًا ؕ اِنۡ کَادَتۡ لَتُبۡدِیۡ بِہٖ لَوۡ لَاۤ اَنۡ
رَّبَطۡنَا عَلٰی قَلۡبِہَا لِتَکُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۔ ۱۴۲

ترجمہ۔ادھر موسیٰ کی ماں کا دل (فواد) اڑا جارہا تھا اور وہ اس کا راز فاش کر بیٹھتی اگر ہم اس کی ڈھارس نہ بندھا دیتے۔

وَ لَقَدۡ ذَرَاۡنَا لِجَہَنَّمَ کَثِیۡرًا مِّنَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ ۫ۖ لَہُمۡ قُلُوۡبٌ لَّا
یَفۡقَہُوۡنَ بِہَا ۫ وَ لَہُمۡ اَعۡیُنٌ لَّا یُبۡصِرُوۡنَ بِہَا ۫ وَ لَہُمۡ اٰذَانٌ لَّا
یَسۡمَعُوۡنَ بِہَا ؕ اُولٰٓئِکَ کَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ ہُمۡ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِکَ ہُمُ
الۡغٰفِلُوۡنَ ۔ ۱۴۳

ترجمہ۔حقیقت یہ ہے کے بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں جن کو ہم نے جہنم کے لئے ہی پیدا کیا ہے ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں ہیں۔

اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَتَکُوۡنَ لَہُمۡ قُلُوۡبٌ یَّعۡقِلُوۡنَ بِہَاۤ اَوۡ
اٰذَانٌ یَّسۡمَعُوۡنَ بِہَا ۚ فَاِنَّہَا لَا تَعۡمَی الۡاَبۡصَارُ وَ لٰکِنۡ تَعۡمَی الۡقُلُوۡبُ
الَّتِیۡ فِی الصُّدُوۡرِ ۔ ۱۴۴

ترجمہ۔ان کے قلوب پر پردہ پڑ گیا ہے جس کی وجہ سے وہ سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتوں سے محروم ہو چکے کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں؟ کے ان کے دل سمجھنے والے اور ان کے کان سننے والے ہوتے؟ حقیقت یہ ہے کے آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

وَ مَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ ذُکِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّہٖ فَاَعۡرَضَ عَنۡہَا وَ نَسِیَ مَا قَدَّمَتۡ
یَدٰہُ ؕ اِنَّا جَعَلۡنَا عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ اَکِنَّۃً اَنۡ یَّفۡقَہُوۡہُ وَ فِیۡۤ اٰذَانِہِمۡ وَقۡرًا ؕ وَ
اِنۡ تَدۡعُہُمۡ اِلَی الۡہُدٰی فَلَنۡ یَّہۡتَدُوۡۤا اِذًا اَبَدًا ۔ ۱۴۵

ترجمہ۔اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جسے اس کے رب کی آیات سنا کر نصیحت کی جائے اور وہ ان سے منہ پھیرے اور اس برے انجام کو بھول جائے جس کا سر و سامان اس نے اپنے لئے خود

اپنے ہاتھوں سے کیا ہے (جن لوگوں نے یہ روش اختیار کی ہے) ان کے دلوں پر ہم نے غلاف چڑھادئے ہیں جوانھیں قرآن کی باتیں سمجھنے نہیں دیتی اور ان کے کانوں میں ہم نے گرانی پیدا کردی ہے تم انھیں ہدایت کی طرف کتنا ہی بلاؤ وہ اس حالت میں کبھی ہدایت نہیں پائیں گے۔

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ۔ ۱۴۶

ترجمہ۔تمھارا خدا تو بس ایک ہی خدا ہے مگر جولوگ آخرت کونہیں مانتے ان کے دلوں میں انکار بس کررہ گیا ہےاوروہ گھمنڈ میں پڑ گئے ہیں۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ۔ ۱۴۷

ترجمہ۔بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کے ہم اللہ پراور آخرت کے دن پر ایمان لائے ہیں حالانکہ درحقیقت وہ مومن نہیں ہیں وہ اللہ اور ایمان لانے والوں کے ساتھ دھوکے بازی کررہے ہیں مگر وہ خود اپنے آپ کو ہی دھوکے میں ڈال رہے ہیں اور انھیں اس کا شعور نہیں ہے ان کے دلوں میں ایک بیماری ہے (یہاں نفسیاتی اور ذہنی امراض کا ذکر کیا گیا ہے) جسے اللہ نے اور زیادہ بڑھا دیا ہے اور وہ جھوٹ بولتے ہیں اس کی پاداش میں ان کے لئے ایک دردناک سزا ہے۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ان سے کہو کے جوکوئی جبرائیل سے عداوت رکھتا ہے اسے معلوم ہونا چاہئے کے جبرائیل نے اللہ کے ہی اذن سے یہ قرآن تمھارے قلب پر نازل کیا ہے جو پہلے آئی ہوئی کتابوں کی تصدیق وتائید کرتی ہے اور ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت اور کامیابی کی بشارت بن کرآئی ہے۔۱۴۸

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ تَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُهُمۡ بِذِکۡرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ۔ ۱۴۹

ترجمہ۔ان کے دلوں کو اللہ کی یاد سے اطمینان نصیب ہوتا ہے خبردار ہو کے اللہ کی یاد وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے

وَ الَّذِیۡنَ یُؤۡتُوۡنَ مَاۤ اٰتَوۡا وَّ قُلُوۡبُهُمۡ وَجِلَةٌ اَنَّهُمۡ اِلٰی رَبِّهِمۡ رٰجِعُوۡنَ۔ ۱۵۰

ان کے دل اس خیال سے کانپتے رہتے ہیں کے ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے۔

ذٰلِکَ ٭ وَ مَنۡ یُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَی الۡقُلُوۡبِ۔ ۱۵۱

ترجمہ۔جو اللہ کے مقرر کردہ شعائر کا احترام کرے تو یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔

مَاۤ اَصَابَ مِنۡ مُّصِیۡبَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ وَ مَنۡ یُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ یَهۡدِ قَلۡبَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۔ ۱۵۲

ترجمہ۔کوئی مصیبت کبھی نہیں آتی مگر اللہ کے اذن سے ہی آتی ہے جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے تو اللہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے۔

اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡاِیۡمَانَ وَ اَیَّدَهُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡهُ ۔ ۱۵۳

ترجمہ۔یہ وہ لوگ ہیں کے جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے۔

تقلب۔سے مراد جدو جہد کے ہیں جس کے لئے قرآن کریم میں درج ذیل آیات آئی ہیں:

اَوۡ یَاۡخُذَهُمۡ فِیۡ تَقَلُّبِهِمۡ فَمَا هُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ ۔ ۱۵۴

ترجمہ۔یا اچانک چلتے پھرتے انھیں (عذاب) پکڑ لے یا پھر ایسی حالت میں انھیں پکڑ لے جبکہ انھیں خود آنے والی مصیبت کا کھٹکا لگا ہوا ہو اور وہ اس سے بچنے کی فکر میں ہیں۔

الَّذِیۡ یَرٰىکَ حِیۡنَ تَقُوۡمُ ۔ ۱۵۵

ترجمہ۔وہ تمھیں اس وقت بھی دیکھ رہا ہوتا ہے جب تم اٹھتے ہو اور وہ (اللہ) سجدہ گزار لوگوں کے درمیان تمھاری نقل وحرکت پر نگاہ رکھتا ہے۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۔۱۵۶

ترجمہ۔ یہ تمھارے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں۔

وَ اُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَ هِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۔۱۵۷

ترجمہ۔ آخر کار ہوا یہ کے اس کا ثمرہ مارا گیا اور وہ اپنے انگوروں کے باغ کو ٹٹیوں پر الٹا پڑا دیکھ کر اپنی لگائی ہوئی لاگت پر ہاتھ ملتا رہ گیا حال یہ تھا کہ اس کا باغ اپنی ٹیٹوں پر گرا ہوا تھا اور وہ کہہ رہا تھا کہ ہائے کاش میں اپنے رب کی ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا۔

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَ قَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَ ظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ ۔۱۵۸

ترجمہ۔ اس سے پہلے بھی ان لوگوں نے فتنہ انگیزیوں کی کوششیں کیں اور تمھیں ناکام کرنے کے لئے یہ ہر طرح کی تدبیروں کا الٹ پھیر کر چکے ہیں یہاں تک کے ان کی مرضی کے خلاف حق آ گیا اور اللہ کا کام ہو کر رہا۔

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ مَثْوٰىكُمْ

ترجمہ۔ پس اے نبی خوب جان لو کے اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور معافی مانگو اپنے قصور کے لئے بھی اور مومن مردوں اور عورتوں کے لئے بھی اللہ تمھاری سرگرمیوں کو بھی جانتا ہے اور تمھارے ٹھکانوں سے بھی واقف ہے۔ ۱۵۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارگاہ رب العزت میں یوں دعا گو ہوا کرتے!

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۔ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ۔ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ

ترجمہ۔ اے میرے رب میرا سینہ کھول دے۔ اور میرا کام آسان کر۔ اور میری زبان سے گرہ

کھول دے کہ میری بات سمجھ لیں۔

جس پر اللہ تعالی نے فرمایا!

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ۔ ۱۶۰

ترجمہ۔کیا ہم نے تمہاری خاطر تمہارا سینہ کشادہ نہ کر دیا؟

قلب سے متعلق احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت سعیدؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن کا دل صاف ہے اس میں چراغ ہے جو کے ظاہر کرتا ہے یعنی (ہر چیز اس میں روشن ہو جاتی ہے)۔۱۶۱؎

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص کے قلب کو اللہ نے ایمان کے لئے خالص و مخصوص کر لیا وہ فلاح پا گیا اللہ نے اس کے دل کو سالم رکھا اس کی زبان کو سچا اور نفس کو مطمئن کر دیا اس کی خلقت اور طبیعت کو مستقیم اور سیدھا رکھا اس کے کانوں کو سننے والا بنایا اس کی آنکھوں کو دیکھنے والا بنایا یعنی (بصیرت) اس شخص نے فلاح پا لی جس کے دل کو حق بات کا محافظ بنا دیا گیا۔۱۶۲؎

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن کی قوت اس کے دل میں ہوتی ہے ہاتھ میں نہیں۔۱۶۳؎

حضرت عبید اللہ بن شمیطؒ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ نے مومن کے قلب میں طاقت رکھی ہے اس کے اعضاء میں نہیں۔۱۶۴؎

مندرجہ بالا آیات میں تقلب کے حوالے سے کچھ تشریحات کی گئیں تقلب جسمانی اور قلبی دونوں ہی قسم کی جدوجہد میں مستعمل ہے۔

مندرجہ بالا آیات میں قرآن کریم میں لفظ قلب کا استعمال عقل اور جذبات دونوں کے لئے ہی کیا گیا ہے انگریزی زبان میں عقل، قلب اور فواد کے لئے لفظ Mind کا استعمال کیا گیا ہے اسی طرح سے قرآن کریم میں قلب اور فواد کو ہم معنی اور مترادف معانی میں استعمال کیا گیا ہے۔

امام غزالی فرماتے ہیں، قلب کے دو معنی ہیں۔ا۔قلب گوشت پوست کا ایک لوتھڑا جو کے سینے میں

بائیں جانب ہوتا ہے یہ ایک خاص قسم کا گوشت ہے جس کے درمیان میں ایک خلاء ہے اور جس میں سیاہ خون ہوتا ہے یہ منبع روح اور سرچشمہ حیات ہے اس کا تعلق عالم محسوسات سے ہے لیکن یہ قلب ہمارا موضوع نہیں۔

۲۔ دوسرا قلب جو ایک روحانی ربانی لطیفہ ہے درحقیقت یہی لطیفہ انسان کی اصل حقیقت ہے یہ مدرک یعنی (ادراک کی صلاحیت رکھتا) ہے یہ عالم بھی ہے اور اسی سے خطاب وعتاب بھی ہیں باالفاظ دیگر آپ نے جسم مثالی کو قلب سے موسوم کیا ہے۔۱۶۵ے

آپ مزید فرماتے ہیں جس کو ہم قلب کہتے ہیں وہ اللہ تعالی کی معرفت کی جگہ ہے یہ وہ روح نہیں جو جانداروں میں ہوتی ہے، نہ یہ جسم ہے، نہ عرض بلکہ فرشتوں کے گوہر کی جنس سے ایک جوہر ہے معرفت الٰہی اور جمال خداوندی کا مشاہدہ اسی کی صفت ہے عبادت ہے تو اسی کے لئے اور اللہ تعالی کا خطاب وعذاب وثواب کا مستحق بھی یہی ہے سعادت وشقاوت بھی اسی کا مقدر ہے اسی قلب کی حقیقت سے آگاہ ہونا معرفت الٰہی کی کلید ہے۔۱۶۶ے

آپ کے خیال میں قلب ایک روشن وشفاف آئینہ کی مانند ہے جبکہ برے اخلاق دھوئیں اور ظلمات کی مانند ہیں جو قلب تک پہنچ کر اس کو زنگ آلود کر دیتے ہیں نیند میں انسان کے ظاہری حواس بند ہو جاتے ہیں اور قلب کی کھڑکیاں کھل جاتی ہیں جس کی وجہ سے عالم ارواح اور لوح محفوظ میں غیب کی چیزیں نظر آتی ہیں اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے وہ بھی دکھائی دیتا ہے۔۱۶۷ے

بقول اقبال!

اک دانش نورانی ،اک دانش برہانی
ہے دانش برہانی ، حیرت کی فراوانی۔۱۶۸ے

حضرت علی بن بندار صیرانی کہتے ہیں قلوب کا فساد میں مبتلا ہونا زمانہ اور اہل زمانہ کے فساد کے مطابق ہوتا ہے۔۱۶۹ے

امام غزالی نے انسان کے باطنی رخ کو 'قلب' کا نام دیا ہے جو کے ایک نورانی جوہر ہے۔

اقسام قلب:

علماء کرام، اولیاء اور عرفاء نے قلب کی درج ذیل ۱۳ اقسام بیان کی ہیں۔
۱۔پہلی قسم کے قلب کی پرواز دنیا میں رہتی ہے یعنی ان کے قلب میں خواہشات، شہوات اور نفسانی جذبات نفوذ پذیر ہوتے ہیں اور اس قلب کے حامل افراد دنیا کی خواہشات میں گم رہتے ہیں اس قسم کا قلب دنیا کی خواہشات میں معلق رہتا ہے اس قسم کا قلب ہر وقت کچھ ملنے کا منتظر رہتا ہے۔
۲۔قلب کی دوسری قسم آخرت اور عقبیٰ کی فضاؤں میں محو پرواز رہتا ہے یعنی اس قلب کی خواہشات آخرت کی نعمتیں، جنتوں کا حصول، حور و قصور سے ملاقات اور بلند درجات کی خواہشات اور تمناؤں سے معمور ہوتا ہے اس قلب کا حامل شخص یہ چاہتا ہے کے وہ آخرت کی بزرگی ، مقامات ، بلندیوں، نعمتوں اور لذات کو حاصل کر سکے اس قسم کا قلب عقبیٰ کے حصول کی خواہشات میں معلق رہتا ہے اس کے ذوق اخروی اور جنتی ہوتے ہیں یہ قلب ہمہ وقت اللہ کی رضا کا منتظر رہتا ہے۔
۳۔قلب کی تیسری قسم سدرۃ المنتھیٰ ،عرش کی بلندیوں ، عالم ملکوت اور عالم جبروت میں محو پرواز رہتے ہیں اس قلب کے حامل افراد اللہ کی محبت میں گرفتار رہتے ہیں یہ قلب اللہ کی محبت میں معلق رہتا ہے یہ اللہ کے ساتھ جڑا رہتا ہے یہ قلب ہمہ وقت اللہ کی ملاقات اور دیدار کا منتظر رہتا ہے۔
اس قلب کے حامل شخص کو دنیا و عقبیٰ کی کسی شے کا مزہ نہیں۔
اس تیسری قسم کے قلب یعنی روحانی قلب کی بھی مزید تین اقسام ہیں یعنی (عطا، رضا اور لقاء)۔
۱۔ان میں پہلی قسم کے قلب ہمہ وقت اللہ کی عطا اور اللہ کی رحمتوں کے منتظر رہتے ہیں اس قلب کو قلب آدمیون کہتے ہیں یعنی یہ قلوب حضرت آدم علیہ السلام کی اتباع میں اللہ کی رحمتوں کے منتظر ہوتے ہیں۔
۲۔ان میں دوسری قسم کے قلب راضی بارضا رہتے ہیں اس قسم کے قلوب کو قلب ابراہیمی کہا جاتا ہے۔
۳۔تیسری قسم کے قلوب اللہ کی ملاقات کے منتظر اور خواہش مند رہتے ہیں چنانچہ ایسے ہی قلوب کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اللہ کی ملاقات کا منتظر رہتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات

کا منتظر رہتا ہے۔
اس قسم کے قلوب اللہ کے دیدار کے متمنی ہوتے ہیں اس قسم کے قلب کو قلب محمدی ﷺ کہتے ہیں۔ رومی کہتے ہیں تعلیم قرآنی کے مطابق تو قلب، انسان کے اندر اللہ کی اپنی پھونکی ہوئی روح ہے جس کی فطرت کو خدا نے اپنی فطرت پر ڈھالا ہے یعنی فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا، لیکن عالم جسمانی میں یہ قلب آلودہ ہوگیا اس کی وضاحت میں وہ کہتے ہیں خالص پانی میں جب مٹی کی آمیزش ہوجاتی ہے تو وہ کیچڑ بن جاتا ہے لیکن اس کیچڑ میں آب خالص تو موجود ہے لیکن وہ اس حالت میں ہے کے اس سے طہارت حاصل نہیں کی جاسکتی بالکل اسی طرح سے جسمانی خواہشات کی گرفت سے آزاد ہو کر یہ قلب پھر اپنی اصلیت کی طرف عود کرتا ہے اس کے بعد وہ فرشی نہیں بلکہ عرشی ہوجاتا ہے۔ ۱۷۰
بعض لوگوں کے ظاہری اعمال اگرچہ ایک جیسے ہوتے ہیں لیکن فطرت کے تفاوت سے ان کے نتائج عمل بالکل مختلف ہوتے ہیں لہٰذا کھرے اور کھوٹے کی اگر تسلی چاہیئے تو اپنے نفس سے پوچھو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد پاک اس سے متعلق ہے قلب سے پرکھو۔
آگے چل کر رومی ایک مثال پیش کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں اگر نوالے میں معمولی سا تنکا چلا جائے تو انسان فوری طور پر اس کو محسوس کر لیتا ہے بالکل اسی طرح سے اگر حس روحانی بیدار ہو تو معمولی سے شر کا شائبہ بھی با آسانی محسوس ہوجاتا ہے۔ ۱۷۱
قرآن کریم کے مطالعے سے قلب کے ۱۳ درجات کا علم ہوتا ہے۔

۱۔ قلب سلیم (پاکیزگی والا قلب):

لفظ 'سلیم' عربی زبان کے لفظ اسلام سے مشتق ہے اس سے مراد فرمانبرداری اور حکم الٰہی کی بے چوں و چرا پابندی سے ہے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ۔ ۱۷۲

ترجمہ۔ کوئی شخص قلب سلیم لئے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہو۔

انسانی قلب اور اس کے پاکیزہ جذبات جو کے ہر طرح کے کفر و شرک اور فسق و فجور سے پاک ہوں کائنات کی ہر نعمت قلب سلیم کے ساتھ ہی نفع بخش ہے جس میں مال و دولت، اولاد اور بیش قیمت سواریاں واملاک شامل ہیں جہاں تک لفظ 'میں' یا 'میرا' کا تعلق ہے وہ اصولاً درست نہیں کیونکہ کائنات کی ہر شے اللہ کی طرف سے ہے اور وہ اللہ کی طرف لوٹ رہی ہے انبیاء کرام کی طرز فکر یہ ہے کے وہ جب بھی کسی چیز کے متعلق سوچتے ہیں تو اس کے اور اپنے درمیان براہ راست رشتے اور تعلق سے گریز کرتے ہیں اور درمیان میں اللہ کی معرفت کا محکم اور لازوال خیال ان کے ذہنوں میں ہمہ وقت موجود ہوتا ہے ان کی طرز فکر یہ ہوتی ہے کے کائنات کی تمام چیزوں کا اور ہمارا مالک اللہ ہے لہٰذا اس چیز سے اور ہمارا واسطہ محض اللہ تعالی کی وجہ سے ہے اس اعتبار سے ان کے ذہن کی ہر حرکت میں اللہ تعالی کا احساس موجود ہوتا ہے اور اللہ کی ذات بحیثیت محسوس کے ان مخاطب اور پیش نظر ہوتی ہے قانون کی رو سے اللہ تعالی کی صفات ہی ان کا احساس بنتی ہیں اور پھر رفتہ رفتہ اللہ تعالی کی صفات ان کے ذہنوں میں مستقل مقام حاصل کر لیتی ہیں باالفاظ دیگر ان کا ذہن اللہ تعالی کی صفات کا قائم مقام بن جاتا ہے اور اس مقام کے حصول کے بعد ان کے ذہن کی ہر حرکت اللہ تعالی کی صفات کی حرکت بن جاتی ہے اللہ کی صفات کی تمام حرکات قدرت اور حاکمیت کے وصف سے متصف ہیں چنانچہ ان کے ذہن کو یہ قدرت حاصل ہوجاتی ہے کے وہ اپنے ارادوں کے مطابق موجودات کے کسی فرد اور کسی ہستی کو حرکت میں لا سکتے ہیں لہٰذا بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ کی باطنی تفسیر کا بنیادی سبق بھی یہی ہے۔ ۱۷۳ ؎

۲۔ قلب منیب (رجوع کرنے والا قلب):

منیب ۔ انابت سے ہے۔

منیب ۔ کے معنی ایک جانب رخ کرنے والا اور بار بار اسی کی جانب پلٹنے والا ہے جیسے قطب نما کی سوئی کا رخ ہمیشہ قطب کی ہی جانب رہتا ہے خواہ اس کو کتنا ہی ہلا لیا جائے۔

قلب منیب ۔ سے مراد ایسا دل جو کے مکمل خلوص نیت سے صرف اور صرف اللہ کی طرف مائل اور متوجہ ہو اور جیسے بھی حالات، دنیاوی چمک اور مادی فوائد ہوں انسان ہر حال میں پابند فرمان الٰہی

کانمونہ بن جائے اسی حوالے سے ارشادخداوندی ہے!

مَنۡ خَشِیَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَیۡبِ وَ جَآءَ بِقَلۡبٍ مُّنِیۡبِۣ ۔ ۱۷۴

ترجمہ۔ جو بے دیکھے رحمن سے ڈرتا ہے اور جو دل گرویدہ لئے ہوئے آیا ہے۔

بقول شاعر!

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

۳۔قلب محب (محبت کرنے والے قلوب):

یہ قلوب کی وہ قسم ہے جس کے حامل افراد اللہ کے آگے جھکے رہتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادخداوندی ہے!

فَیُؤۡمِنُوۡا بِہٖ فَتُخۡبِتَ لَہٗ قُلُوۡبُہُمۡ ؕ ۔ ۱۷۵

ترجمہ علم سے بہرہ مند لوگ یہ جان لیں کے یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے اور وہ اس پر ایمان لے آئیں اور ان کے دل اس کے آگے جھک جائیں یقیناً اللہ ایمان والوں کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! جو شخص اللہ کے لئے جھکتا ہے یعنی (وہ اللہ کے لئے عاجزی کو اختیار کرتا ہے) تو ایسے شخص کے درجات اور اس کی عزت کو اللہ بلند فرماتا ہے۔

۴۔قلب وجل (خشیت رکھنے والے قلوب):

اس قلوب کے حامل افراد نیکی کرنے کے بعد بھی اپنے اندر خشیت کے جذبات رکھتے ہیں انھیں اس بات کا ڈر ہوتا ہے کے کہیں ان کی کسی کوتاہی سے اللہ ناراض نہ ہوجائے۔

اسی حوالے سے ارشادخداوندی ہے!

وَّ قُلُوۡبُہُمۡ وَجِلَۃٌ اَنَّہُمۡ اِلٰی رَبِّہِمۡ رٰجِعُوۡنَ ۔ ۱۷۶

ترجمہ: ان کے دل اس خیال سے کانپتے رہتے ہیں کے ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے۔

حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کی تفسیر جاننی چاہی اور پوچھا! رسول اللہ ﷺ کیا اس سے مراد چوری، شراب نوشی، زنا اور گناہ کے کام کر کے ڈرنے سے ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا نہیں اس سے مراد وہ شخص ہے جو نماز پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے، زکوٰۃ دیتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ اللہ سے ڈرتا ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کے روز قیامت اگر تم دیکھو کے عمرؓ کامیاب ہو گیا تو سمجھ لینا کے صرف اللہ کی رحمت نے اسے ڈھانپ لیا لیکن اگر وہ ناکام ہو گیا تو سمجھ لینا کے اللہ کا عدل قائم ہو گیا۔

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں مومن اللہ کی اطاعت کر کے بھی اللہ سے ڈرتا ہے لیکن منافق گناہ اور معصیت کے کام کر کے بھی بے خوف رہتا ہے۔

۵۔قلب تقی (متقی قلوب):

اس قلب کے حامل افراد متقی اور پرہیز گار ہوتے ہیں وہ شعائر اللہ کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں اگر کسی مجبوری کے سبب کوئی عبادت چھوٹ جائے تو اس کا قلق انھیں چین نہیں لینے دیتا یہ لوگ اذان ے وقت خاموشی اختیار کرتے ہیں تاہم اللہ کو ایسے لوگ بہت پسند ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۔۱۷۷

ترجمہ: (اسے مجھ لو) جو (لوگ) اللہ کی مقرر کردہ شعائر کا احترام کرتے ہیں تو یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔

۶۔قلب مہدی (اللہ کی رضا میں راضی قلوب):

اس قلب کے حامل افراد ہر حال میں راضی بہ رضا رہتے ہیں ہر قسم کی مشکل، پریشانی، دکھ درد، رنج والم میں یہ اللہ سے جڑے رہتے ہیں اور ہر حال میں اللہ کی رضا میں راضی رہتے ہیں صبر کرتے ہیں اور کبھی بھی کسی غیر سے اللہ کی شکایت نہیں کرتے، اللہ کے یہ ہدایت یافتہ بندے اس بات پر مکمل یقین رکھتے ہیں کے اللہ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی مصلحت اور بہتری ہوتی ہے تاہم اپنے اسی یقین

کی وجہ سے اگر وہ وقتی طور پر کسی مشکل میں گرفتار بھی ہو جائیں لیکن بلا آخر اللہ انھیں ان مشکلات اور پریشانیوں سے نکال کر کامیاب اور سرفراز فرماتے ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَنۡ یُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ یَہۡدِ قَلۡبَہٗ۔۱۷۸

ترجمہ۔جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے، اللہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے۔

۷۔قلب مطمئن (مطمین اور آسودہ حال قلوب):

اس قلب کے حامل افراد ہر حال میں اللہ کا شکر بجالاتے ہیں انھیں نہ کوئی خوف ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی غم وہ اللہ کی رضا میں راضی رہتے ہیں اور کبھی اللہ کے ذکر سے غافل نہیں ہوتے اللہ کی ذکر کی برکت سے ان کی زندگی میں سکون، اطمینان، راحت اور آسودگی رہتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ تَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُہُمۡ بِذِکۡرِ اللّٰہِ ؕ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ۔۱۷۹

ترجمہ۔جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کو مان لیا ان کے قلوب کو اللہ کی یاد سے اطمینان نصیب ہوتا ہے خبردار رہو کے اللہ کی یاد (ذکر) سے ہی دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

۸۔قلب حیء یا قلب شہید (مشاہدہ کرنے والے، عبرت اور نصیحت حاصل کرنے والے قلوب):

اس قلب کے حامل افراد اقوام عالم کی شکست و فتح اور ان پر آئے ہوئے عذاب الٰہی سے عبرت و نصیحت حاصل کرتے ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَذِکۡرٰی لِمَنۡ کَانَ لَہٗ قَلۡبٌ اَوۡ اَلۡقَی السَّمۡعَ وَ ہُوَ شَہِیۡدٌ۔۱۸۰

ترجمہ۔اس تاریخ میں عبرت کا سبق ہے ہر اس شخص کے لئے جو دل رکھتا ہے تو جو توجہ سے بات کو سنے۔

اس آیت کے سیاق وسباق کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کے قلب شہید سے مراد ایسا قلب جو زمانہ کے نشیب وفراز سے عبرت حاصل کرتا ہو خود تلخ تجربات سے بچتے ہوئے دوسروں کے تجربات سے فائدہ اٹھانے والا ہو ایسے قلب کا ہونا بھی عین سعادت ہے کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے اس شخص کے لئے خاص عنایت ہے جو دنیا کے سرد وگرم اور تلخیوں سے سبق سیکھتا اور فائدے میں رہتا ہے۔

عربی میں شہید کے معنی گواہی دینے والا، تصدیق کرنے والا یا قسم کھانے کے بھی ہیں۔۱۸۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔۱۸۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا ہے۔۱۸۳؎

امیر المومنین حضرت علیؑ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا عزم سے کیا مراد ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اہل الرائے سے مشورہ لینا پھر ان کی اتباع کرنا۔۱۸۴؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! مومن دنیا کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس سے صرف ضرورت بھر غذا حاصل کرتا ہے وہ دنیا کے دلربائیوں سے متنفر رہتا ہے اللہ تعالی جب کسی بندے کو پسند فرماتے ہیں تو عبرتوں کے ذریعے سے اس کی نصیحت فرماتے ہیں اور جو زیادہ عبرت حاصل کرتا ہے اس کی ہلاکت کے امکانات بہت کم ہو جاتے ہیں۔۱۸۵؎

قلب کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا بہت کثرت سے مانگا کرتے تھے! ائے دلوں کو بدلنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ یہ دعا بہت زیادہ مانگتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر دل رحمن کی دو انگلیوں کے

درمیان ہے جب وہ چاہتا ہے تو اس دل کو مستقیم رکھتا ہے اور جب وہ چاہتا ہے تو اس کو ٹیڑھا کر دیتا ہے کیا تم نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا! اے ہمارے رب ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر۔۱۸۶؎

حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ابن آدم کے دل چڑیا کی طرح دن میں سات مرتبہ الٹ پلٹ ہوتے ہیں۔۱۸۷؎

حضرت موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ دل جنگل میں پڑے ہوئے ایک پر کی طرح ہے جس کو ہوا الٹتی اور پلٹتی رہتی ہے۔۱۸۸؎

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں جب سے میں نے یہ سنا ہے کے جنت میں آپس کے دوستوں سے بھی ملاقات ہوگی بس اس دن سے میرے دل میں جنت کی تمنا بیدار ہوگئی۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں! اللہ کے ذکر سے قلب انسانی میں لطافت اور بشاشت پیدا ہوجاتی ہے اسی لئے اہل اللہ زندہ دل ہوتے ہیں جبکہ قلب کا اثر انسان کے کلام اور لباس پر بھی مرتب ہوتا ہے۔

۹۔قلب مریض (مختلف روحانی اوراخلاقی بیماریوں کے شکار قلوب):

اس قلب کے حامل افراد کئی اخلاقی، روحانی بیماریوں اور قبیح عادات میں ملوث ہوتے ہیں جن کو شک وشبہات اور وسوسوں نے ہر طرف سے گھیرا ہوتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے

قَلْبِهٖ مَرَضٌ۔۱۸۹؎۔ترجمہ۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویو! تم دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو نرمی سے بات نہ کرو کہ ایسا شخص لالچ نہ کرنے لگے جس کے دل میں مرض ہو اور مناسب طریقہ پر بات کرو۔

۱۰۔قلب الاعمیٰ (اندھے دل):

اس قلب کے حامل افراد ہر قسم کی نیکی، عبرت، نصیحت اور تلقین وتاکید سے بری ہوتے ہیں لاکھ ان

کی ہدایت اور رہنمائی کی جائے لیکن ان پر کسی قسم کی کوئی ہدایت اثر انداز نہیں ہوتی وعظ و نصیحت کو یہ لوگ ایک کان سے سن کر دوسرے سے اڑا دیتے ہیں ہدایت کی باتیں ان کے کانوں میں سلاخ کی طرح گزرتی ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

تَعْمَى الْقُلُوْبُ۔ ۱۹۰

ترجمہ۔ بے شک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں

۱۱۔ قلب اللاھی (غافل قلوب):

ایسے قلوب کے حامل افراد دنیا کی رنگینیوں میں گم اور مگن ہیں ان کی آنکھوں کو دنیا کی چکا چوند نے خیرہ کر دیا وہ دنیا، مال و زر، شہرت عزت، دولت، جاہ اور منصب کی دوڑ اور کے حسن میں بری طرح سے گرفتار ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہیں!

لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ۔ ۱۹۱

ترجمہ۔ قریب آ گیا ہے لوگوں کے حساب کتاب کا وقت اور وہ ہیں کہ غفلت میں منہ موڑے ہوئے ہیں ان کے پاس جو تازہ نصیحت بھی ان کے رب کی طرف سے آتی ہے وہ اس کو بہ تکلف سنتے ہیں اور کھیل کود میں پڑے رہتے ہیں ان کے قلوب دوسری ہی فکروں میں منہمک ہیں۔

۱۲۔ قلب اثم (گناہ سے آلودہ قلوب):

ان قلوب کے حامل افراد کے دل گناہوں سے آلودہ ہوتے ہیں یہ حق کو جان بوجھ کر چھپاتے ہوئے جھوٹی گواہی یا دھوکے کو فروغ دیتے ہیں یہ لوگ شہادت کو چھپاتے ہیں اور جھوٹی گواہیاں دیتے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اٰثِمٌ قَلْبُهٗ۔ ۱۹۲

ترجمہ۔ شہادت ہرگز نہ چھپاؤ جو شہادت کو چھپاتا ہے اس کا دل گناہ آلود ہے۔

۱۳۔ قلب متکبر (دھوکے میں مبتلا قلوب):

تکبر عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی دھوکے میں مبتلا ہونا یعنی اللہ کی دی ہوئی کسی نعمت پر اللہ

کی شکر گزاری کے بجائے یہ سمجھنا کے یہ سب میری محنت کا نتیجہ ہے نیز تکبر کے ایک معنی کسی کو حقارت اور نفرت سے دیکھنا اس کی تذیب وتذلیل کرتے ہوئے اس کو نیچا دکھانا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ ۔ ۱۹۳

ترجمہ۔ اللہ ہر متکبر اور جبار کے قلب پر ٹھپہ لگا دیتا ہے۔

وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۔ ۱۹۴

ترجمہ۔ لوگوں کے ساتھ غرور سے اپنا رخ نہ پھیرو اور زمین پر اکڑ کر مت چلو، بے شک اللہ ہر متکبر اور اترا کر چلنے والے کو ناپسند فرماتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔

قلب کی قیمت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن کا قلب اللہ کا عرش ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایمان اسی دل میں ہوتا ہے جس میں اللہ کی محبت ہو۔ ۱۹۵ ؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۔ ۱۹۶

ترجمہ۔ ہم نے انسان کے نفس اور مال کو جنت کے بدلے میں خرید لیا۔

نفس انسانی کی قیمت تو جنت ہوئی جبکہ دل کی قیمت کو اللہ تعالی نے دیدار حق اور مشاہدہ جمال سے منسوب کیا لہٰذا جو شخص بھی خلوص دل سے اللہ کا ہوا تو اس کے بدلے میں اللہ تعالی نے جمال خداوندی کے مشاہدے کا تحفہ عظیم دینے کا وعدہ فرمایا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔ ۱۹۷

ترجمہ۔اس دن بہت سے چہرے تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کا دیدار کررہے ہوں گے۔

وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ۔ ۱۹۸

ترجمہ۔کتنے ہی چہرے اس دن چمک رہے ہوں گے اور وہ ہشاش بشاش ہوں گے۔

إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ۔ ۱۹۹

ترجمہ۔تو ان کے چہروں پر نعمت کی تازگی معلوم کرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے! قیامت کے دن کچھ لوگ کھڑے دیدار خداوندی میں محو ہوں گے وہ اللہ کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوں گے اور اللہ ان کی طرف دیکھ کر مسکرائے گا۔

بقول شاعر !

کس کام کا وہ دل ہے کہ جس دل میں تو نہ ہو
بس نام کا وہ گل ہے جس گل میں بو نہ ہو
حجروں میں لاکھ بیٹھیے خلوت مگر کہاں
جب تک کے جان و دل میں بسا تو ہی تو نہ ہو

فساد قلب سے متعلق اصول:

امام غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) نے فساد قلب کے حوالے سے چار اصول متعین کیئے ہیں۔

ا۔دنیا کی امید۔۔۔۔اگر دنیا سے طویل امیدیں وابستہ کرلی جائیں تو یہی عمل نیکی کی راہ میں سب سے بڑی روکاوٹ ہے یہ ایک لاعلاج مرض ہے کیونکہ اس کی وجہ سے عبادات میں کوتاہی اور سستی پیدا ہوتی ہے، ترک توبہ میں بھی تاخیر، مال و دولت کی محبت میں انسان بری طرح سے گرفتار ہو جاتا ہے اس کی تمام تر توجہ کا مرکز صرف اور صرف دنیا ہی ہوتی جس کی وجہ سے وہ اپنی موت اور آخرت سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور پھر بلا آخر اسی وجہ سے اس کے قلب میں سختی اور شقاوت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

بقول شاعر!

دل کے بگاڑ سے ہی بگڑتا ہے آدمی
جس نے اسے سنوار دیا وہ سنور گیا

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا عمر امیدوں اور تمناؤں کے درمیان ضائع ہوجاتی ہے صرف وہی شخص کامیاب ہوتا ہے جو اپنی امیدیں کم رکھتا ہے اور آخرت کی تیاری کرتا ہے اور جان لو کے جس کے دل میں دنیا آ گئی اس کا دل دنیا کی تین چیزوں کا خواہش مند ہوجائے گا۔

ا۔کبھی نہ ختم ہونے والی لالچ ۔ ۲۔کبھی نہ ختم ہونے والا غم ۔ ۳۔اور کبھی نہ پوری ہونے والی آرزوئیں۔۲۰۰؎

۲۔عبادت میں جلد بازی۔۔۔۔قلب کے فساد میں ایک بات اور بھی قابل توجہ ہے کے ایسا شخص عبادت میں بہت جلد بازی کرتا ہے (یہاں جلد بازی کا مطلب قلب سے خشوع اور خضوع کا رخصت ہونا ہے) یا بہت کوتاہی کرتا ہے اس کا دل چونکہ دنیا کا ہی ہوکر رہ جاتا ہے لہٰذا عبادت میں لذت کے بجائے وہ اس پر گراں گزرتی ہے۔

حضرت علیؓ مزید فرماتے ہیں بعض لوگوں نے جنت کی رغبت میں عبادت کی لہٰذا ایسی عبادت تاجروں کی عبادت ہے کچھ لوگوں نے جہنم کے خوف سے عبادت کی لہٰذا ایسی عبادت غلاموں کی عبادت ہے لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کے بطور شکر کے اللہ کی عبادت بجالاتے ہیں تو سن لو ایسی عبادت ہی آزاد لوگوں کی عبادت ہے آپؓ نے مزید فرمایا ایسی عبادت میں کوئی بھلائی نہیں ہے جس میں غور فکر شامل نہ ہو جبکہ سکون واطمینان عبادت کی زینت ہیں۔۲۰۱؎

حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں جس پر نصیحت اثر نہ کرے وہ جان لے کے اس کا دل ایمان سے خالی ہوگیا۔

شفیق بلخی فرماتے ہیں جب تک کسی انسان کا دل اللہ کی یاد میں محو ہوتا ہے وہ جان لے کے وہ حالت نماز میں ہے خواہ وہ بازار میں ہی کیوں نہ ہو۔

بوعلی سینا فرماتے ہیں کسی کے بارے میں برے خیالات اپنے دل میں نہ لاؤ کیونکہ ان خیالات کے برے اثرات لازماً دل کو متاثر کرتے ہیں۔

مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ کسی کا دل دکھانا ہے خواہ وہ دل مومن کا ہو یا کافر کا۔

اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں گناہوں کی آگ دراصل جہنم کی آگ ہے جس کی خاصیت کو قرآن کریم نے یوں بیان کیا ہے!

وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ۔ ۲۰۲

ترجمہ۔ کے تم کیا جانو کے وہ چکنا چور کر دینے والی جگہ کیا ہے؟ اللہ کی آگ، جو خوب بھڑکائی ہوئی ہے جو دلوں تک پہنچے گی اور پھر ان پر ڈھانک کر بند کر دی جائے گی۔

اس آگ کا اصل محل قلب ہے اور دعویٰ کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کے گناہ گار کا دل ہر وقت بے چین و مضطرب رہتا ہے۔

قلب کی سختی کا علاج:

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کے میرا دل بہت سخت ہو گیا ہے، تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یتیموں کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا کرو اور مساکین کو کھانا کھلایا کرو۔ (تمھارا دل نرم ہو جائے گا)۔ ۲۰۳ ے

اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت:

قرآن کریم کی بے شمار آیات میں اللہ تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی سختی سے تاکید کی گئی اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۔ ۲۰۴

ترجمہ۔ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو، اگر تم اعراض کرو تو ہمارے رسول پر پہنچا دینا ہے واضح طور پر۔

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَ عَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔۲۰۵

ترجمہ۔اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی ہی اور اللہ پر بھروسہ کریں مومن بندے۔

الطاعۃ ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ط۔و۔ع) سے مشتق ہے۔

طاع۔سے مراد کسی چیز کا وسیع ہوجانا۔۲۰۶

طاع لہ المرتع ۔سے مراد اس کے لئے چراگاہ وسیع ہوگئی۔

ان مفاہیم کے پیش نظر اطاعت کا بنیادی مفہوم سامنے آجاتا ہے۔

طوعاً۔سے مراد دل کی خوشی، پسندیدگی اور کشادہ دلی سے کسی کام کو انجام دینا۔

طوعاً کا متضاد لفظ کرھاً ہے جس کے معانی ناگواری اور دل کے جبر کے ساتھ کسی کام کی انجام دہی۔

اطاع۔سے مراد کسی حکم کو نہایت ادب، محبت اور خلوص کے ساتھ انجام دینا۔

استطاع۔سے مراد کسی بھی کام کو کرنے کی قوت، صلاحیت اور اسباب وذرائع کا ہونا۔

تطوع خیراً۔سے مراد تھوڑی سی تکلیف اٹھا کر عمل خیر انجام دینا۔۲۰۷

ارشادات خداوندی:

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا۱۔۲۰۸

ترجمہ۔بے شک جس نے خوشی سے کوئی (نفلی) نیکی کی تو بے شک اللہ جزا دینے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا۲ فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ۔۲۰۹

ترجمہ۔بے شک جس نے خوشی سے کوئی (نفلی) نیکی کی تو بیشک اللہ جزا دینے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

۱۔امام رازی۔ (امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ)۔تفسیر کبیر۔ ۔ج۔۲۔ص۔۴۵۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۳۹۸ھ)۔

۲۔علامہ قرطبی (علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی۔۶۶۸ھ)۔

الجامع الاحکام القرآن ج۔۲۔ص۔۱۸۱۔مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران۔۱۳۸۷ھ۔)

۳۔علامہ ابوالحیان اندلسی (علامہ ابوالحیان محمد بن یوسف غرناطی (متوفی ۷۵۴ھ)۔
البحر المحیط۔ج۔۲۔ص۔۶۷۔مطبوعہ دارالفکر، بیروت۔۱۴۱۲ھ۔)
۴۔علامہ ماوردی (علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی البصری (متوفی ۴۵۰ھ)
النکت والتیون۔ج۔۱۔ص۔۲۱۳۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔بیروت) وغیرہ نے کہا!
اس نیکی سے مراد نفلی نیکی ہے کیونکہ قرآن اور حدیث کے اطلاقات میں تطوع کا نفل پر اطلاق ہوتا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کے جس نے فرض کی ادائیگی کے بعد نفلی طور پر حج یا عمرہ کیا جبکہ علامہ آلوسی نے لکھا ہے کے اس سے مراد عام نیکی ہے خواہ فرض ہو یا نفل۔۲۱۰

فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۔۲۱۱

ترجمہ۔بے شک اللہ شاکر علیم ہے۔
اللہ تعالیٰ لوگوں کے قصد اور نیت کو جانتا ہے اور ان کی نیکیوں کی جزا دیتا ہے یا اللہ تعالیٰ قلیل نیکی کی بھی جزاء دیتا ہے اور اس کو ثواب کا علم ہے۔

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۔۲۱۲

ترجمہ۔پھر جو خوشی سے فدیہ کی مقدار بڑھا کر زیادہ نیکی کرے تو یہ اس کے لیے زیادہ بہتر ہے۔

وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۔۲۱۳

ترجمہ۔وہ اللہ کے سوا ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کے لیے آسمانوں اور زمینوں میں سے کسی بھی رزق کے مالک نہیں ہیں اور (یَسْتَطِیْعُوْنَ) نہ کسی چیز کی طاقت رکھتے ہیں۔

مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۔۲۱۴

ترجمہ۔جس کی آسمانوں میں اطاعت کی جاتی ہے وہاں امانت دار ہے۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور اطاعت:

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۔۲۱۵

ترجمہ۔جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی تو گویا اس نے بہت بڑی کامیابی

حاصل کی۔

اللہ تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور اطاعت ایمان کا لازمی جز ہے کیونکہ اللہ نے اپنی کل مخلوقات کو نہایت محبت سے پیدا فرمایا لہٰذا مخلوقات کا بھی فرض ہے کے وہ بھی اللہ سے اپنی محبت کا اظہار کریں اور بالخصوص انسان کیونکہ انسان اس کائنات میں اشرف المخلوق کے درجے پر فائز ہے جس نے اللہ کی اطاعت کی دراصل اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی دراصل اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔۲۱۶

ترجمہ۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔۲۱۷

ترجمہ۔وہ لوگ ڈریں جو رسول کے امر (حکم) کی مخالفت کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

۱۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللهَ، وَمَنْ أَطَاعَ عَلِيًّا فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ عَصَى عَلِيًّا فَقَدْ عَصَانِي. رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ ۔۲۱۸

ترجمہ۔جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے متعین کیے ہوئے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! اللہ نے عقلمندوں پر اپنی اطاعت کو سرمایہ اور غنیمت قرار دیا ہے قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت اور افسوس اس شخص کو ہوگا جس نے اللہ کی اطاعت سے گریز کیا۔ تمام امور میں معرفت خداوندی سب سے زیادہ سرفہرست ہے جس کا ستون اطاعت الٰہی ہے۔ جس انسان کا دل اللہ کے لئے متواضع ہوگیا اس انسان کا جسم اللہ کی اطاعت میں سستی نہیں کرے گا۔ اطاعت الٰہی انسانوں کے لئے باعث عزت ہے۔

جس نے اللہ کی اطاعت کی وہ امن وامان میں رہے گا۔

اطاعت الٰہی اور نیکی دونوں ہی فائدہ بخش تجارتیں ہیں۔

مومن اطاعت الٰہی کی شدید خواہش رکھتا ہے اور حرام چیزوں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھتا ہے

اطاعت مالک کے غصے کو ٹھنڈا کر دیتی ہے۔

اطاعت میں نجات جبکہ نافرمانی ہلاکت ہے۔

اگر تم عزت کے طلب گار ہو تو پھر عزت کو اطاعت کے ذریعے طلب کرو۔

اللہ کو سب سے زیادہ محبوب بندہ وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔

وہ انسان اللہ کی رحمت کا زیادہ حق دار ہے جو اللہ کی اطاعت سب سے زیادہ مستحکم طریقے سے انجام دیتا ہے۔

اپنے نفس کی جب تک عزت کرتے رہو جب تک وہ اطاعت الٰہی میں تمھاری مدد کرے۔

اطاعت کے ذریعے کامیابی ملتی ہے۔ اطاعت کا ثمر جنت ہے۔

خوش بخت ہیں وہ آنکھیں جو اطاعت خداوندی میں راتوں کو جاگتی ہیں۔

اطاعت خداوندی بلند ترین ستون اور نہایت مضبوط ترین معاون و مددگار ہے۔

اطاعت الٰہی کے فضائل بلاآخر انسان کو بلند درجات تک پہنچا کر ہی دم لیتے ہیں۔

جس انسان کی اطاعت گزاری بڑھ جاتی ہے اس انسان کی کرامات میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے

اللہ کے اطاعت گزار انسان کو دشمن بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔ ۲۱۹ ے

اہم نکتہ:

پہلا اور سب سے اہم نکتہ جو ہر انسان کو سمجھ لینا چاہیئے، وہ یہ ہے کے انسان کو اللہ نے اپنی عبادت اور اطاعت کے لئے پیدا فرمایا ہے، چنانچہ جو انسان اپنی زندگی کو اللہ کی عبادات اور اطاعت کے لئے وقف کر دیتے ہیں وہ اللہ کے پسندیدہ بندے بن جاتے ہیں اور دنیا اور آخرت کی کامیابی ان کا مقدر بنتی ہے، اللہ کا عبادت اور اطاعت گزار بندہ پرسکون اور آسودہ ہوتا ہے اس کے ضمیر پر کسی قسم کا کوئی بوجھ نہیں ہوتا بلکہ وہ دنیا میں رہتے ہوئے جنت کی زندگی یعنی حقیقی خوشی اور اطمینان سے واقف ہو جاتا ہے اور اس طرح سے وہ اپنی اطاعت گزاری کے سبب بے شمار برائیوں، بیماریوں اور گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

بیویاں، مال، اولاد آزمائش (فتنہ) ہیں:

قرآن کریم میں متعدد مقامات میں انسان کا مال، اولاد اور بیویوں کو فتنہ یعنی آزمائش بتایا گیا ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔۲۲۰

ترجمہ۔اے ایمان والو! بے شک تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے تمہارے دشمن ہیں، سو ان سے ہوشیار رہو اور اگر تم معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش سو بلاشبہ اللہ غفور ہے، رحیم ہے۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔۲۲۱

ترجمہ۔یہی بات ہے کے تمہارے اموال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس اجر عظیم ہے۔

فتن۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ف۔ت۔ن) سے مشتق ہے۔۲۲۲؎

فتن۔کے بنیادی معنی سونے یا چاندی کو آگ میں جلانا تا کہ اس کا کھوٹ الگ ہو جائے

دینار مفتون۔ سے مراد وہ دینا جو آگ میں جلایا گیا۔

فتنہ۔ کے معنی عذاب، مصیبت اور جنگ کے ہیں۔ ۲۲۳؎

فتنہ۔ کے ایک معنی گمراہ کرنے کے بھی ہیں۔ ۲۲۴؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں۔ یہ آیت۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۔

ترجمہ۔ اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور اولاد تمہارے دین کے دشمن ہیں۔ سو ان سے ہوشیار رہو۔

اہل مکہ کی ایک قوم کے بارے میں نازل ہوئی، اگرچہ وہ اسلام لائے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کا ارادہ کیا تو ان کی بیویوں اور ان کی اولاد نے ان کو روک دیا کے وہ ان کو چھوڑ کر نا جائیں پھر جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے لوگوں کو دیکھا کے وہ دین میں سمجھ حاصل کر چکے ہیں، تو انہوں نے ارادہ کیا کے ان کو یعنی اپنے گھر والوں اور اولاد کو سزا دیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ آیت۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۔ وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور اولاد تمہارے دین کی دشمن ہیں سو ان سے ہوشیار رہو اور اگر تم معاف کر دو گے اور درگذر کرو گے اور بخش دو گے تو اللہ بہت بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔ ۲۲۵؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔

یعنی۔ایک شخص ہجرت کا ارادہ کرتا تو اس کی اس کی بیوی اور اس کی اولاد اس کو روک لیتے، وہ کہتا اللہ کی قسم! اگر اللہ نے مجھے اور تمہیں جمع کر دیا، دار الہجرۃ میں تو ضرور تمہارے ساتھ ایسا اور ایسا کروں گا۔(یعنی تم کو سزا دوں گا) تو جب اللہ تعالیٰ نے ان کو دار الہجرۃ میں جمع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا آیت۔

وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

اگر تم معاف کرو اور درگذر کرو گے تو اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔۲۲۶؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔

اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ

۔سے مراد بعض ان میں سے وہ ہیں جو اطاعت کا حکم دیتے ہیں اور نہ ہی برائی سے روکتے ہیں۔تو آدمی کی دشمنی کے لیے اتنا ہی کافی ہے کے اس کا ساتھی نا اسے اطاعت کا حکم دیتا ہے اور نا ہی اسے معصیت سے روکتا ہے۔۲۲۷؎

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ۔سے مراد تمہارے مال اور اولاد تمہارے لیے آزمائش ہیں۔لیکن۔آیت۔وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۔ترجمہ۔اللہ کے پاس بڑا اجر یعنی جنت بھی ہے۔۲۲۸؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، تم میں سے ہرگز کوئی یوں نہ کہے اے اللہ! میں آپ سے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں کیونکہ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو فتنہ(آزمائش) میں مبتلا نا ہو کیونکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں۔آیت۔اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ۔

لٰہذا دعا میں فتنہ(آزمائش) کی گمراہیوں سے پناہ مانگنی چاہئے۔۲۲۹؎

ابن الضحیٰؒ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے حضرت عمرؓ کے سامنے کہا کے اے اللہ میں فتنوں سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔

یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا! کیا تو پسند کرتا ہے کے اللہ تعالیٰ تجھ کو مال اور اولاد نہ دے۔تم اس طرح سے دعا کرو کے اللہ تعالی مجھ کو فتنوں کی گمراہیوں سے پناہ دیجیے۔۲۳۰؎

کعب بن عیاضؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر امت کے لیے ایک آزمائش ہےاور میری امت کی آزمائش مال ہے۔۲۳۱؎

حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کے حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ جو ابھی بہت کم عمر تھے، سرخ قمیض پہنے گرتے پڑتے ہوئے چل رہے تھے، یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے ترے اور ان دونوں کو اپنی گود میں اٹھایا پھر منبر پر چڑھے اور فرمایا! اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا آیت۔ اِنَّمَاۤ اَمۡوَالُكُمۡ وَ اَوۡلَادُكُمۡ فِتۡنَةٌ۔

ترجمہ۔تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمھارے لئے آزمائش ہیں۔ جب میں نے ان دونوں بچوں کو گرتے ہوئے دیکھا تو میں صبر نا کر سکا اور اپنی بات کو ختم کر کے ان کی طرف اتر آیا اولاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہے۔ ۲۳۲؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ بن ابی طالب نے فرمایا! تم میں سے کوئی ہرگز یہ نہ کہے اے اللہ! میں تجھ سے فتنہ و آزمائش سے پناہ چاہتا ہوں اس لئے کے ایسا کوئی نہیں ہے، جو فتنوں کی لپیٹ میں نہ ہو بلکہ اگر کوئی پناہ مانگے تو گمراہ کرنے والے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّمَاۤ اَمۡوَالُكُمۡ وَ اَوۡلَادُكُمۡ فِتۡنَةٌ۔

اس بات کو جان لو کے تمھارا مال اور تمھاری اولاد فتنہ ہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کے اللہ لوگوں کی آزمائش مال اور اولاد کے ذریعے سے کرتا ہے تا کہ یہ ظاہر ہو جائے کے کون اپنی روزی پر ناراض ہے اور کون اپنی قسمت پر شاکر ہے۔ کتنے ایسے لوگ ہیں کے جنھیں نعمتیں دے کر رفتہ رفتہ عذاب کا مستحق بنایا جاتا ہے اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی طرف سے گناہوں کی پردہ پوشی سے دھوکا کھائے ہوئے ہیں اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو اپنے بارے میں اچھے الفاظ سن کر بلاء و آزمائش میں پڑ گئے۔ ۲۳۳؎

اللہ کو قرضً حسنًا دو:

قرآن کریم کی متعدد آیات میں اللہ کو قرضًا حسنًا دینے کی بات کی گئی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَ اسْمَعُوْا وَ اَطِيْعُوْا وَ اَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ ۲۳۴

ترجمہ۔تم اللہ سے ڈرو جہاں تمہاری طاقت ہے اور بات سنو اور فرمانبرداری کرو اور اچھے مال کو اپنی جانوں کے لیے خرچ کرو اور جو شخص اپنے نفس کی کنجوسی سے بچا دیا گیا سو یہ وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہیں۔

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ وَ اللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ۔ ۲۳۵

ترجمہ۔اگر تم اللہ کو قرض دو اچھا قرض تو وہ تمہیں اس کو بڑھا کر دے گا اور تمہاری مغفرت فرما دے گا اور اللہ قدردان ہے بردبار ہے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ ۲۳۶

ترجمہ۔غیب اور شہادۃ کا جاننے والا ہے، عزیز ہے، حکیم ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کے میں نے اپنے بندے سے قرضہ طلب کیا تو اس نے مجھے قرضہ دینے سے انکار کر دیا اور میرے بندے نے مجھے برا بھلا کہا، وہ نہیں جانتا اور کہتا ہے ہائے زمانہ ہائے زمانہ حالانکہ زمانہ تو میں ہوں، پھر حضرت ابوہریرہؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ۔

اگر تم اللہ کو اچھا قرضہ دو گے تو وہ تمہارے لیے اس کو دگنا کر دے گا۔ ۲۳۷

عبد بن حمیدؒ نے ابوحیانؒ اپنے والد اور وہ اپنے شیخ سے روایت کرتے ہیں! جب کسی سائل کو یہ

کہتے ہوئے سنو کے کون اللہ تعالیٰ کو اچھا قرضہ دے گا تو وہ یہ کہتے۔ سبحانَ اللہِ والحمدُ للہِ ولا إلہَ إلا اللہُ واللہُ أکبرُ۔ کہنا اچھا قرضہ ہے۔ ۲۳۸؎

قرض۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ق۔ ر۔ ض) سے مشتق ہے۔ ۲۳۹؎

قرض۔ سے مراد قطع کرنا یا کاٹنا۔

قرض المکان۔ وہ کسی جگہ سے کترا کر نکل گیا۔

اقرض۔ سے مراد کوئی چیز دینا یا کوئی کام کرنا اس امید پر کے وہ واپس مل جائے گی یا اس کا بدلہ مل جائے گا۔

عربوں کے محاوروں میں قرض حسن سے مراد اچھا یا نیک سلوک۔ ۲۴۰؎

ارشاد خداوندی:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗۤ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً۔ ۲۴۱

ترجمہ۔ کون ہے جو اللہ کو قرض حسن دے؟ تو اللہ اس کو بڑھا کر اس کے لیے کئی گنا کر دے۔

امام ابوالشیخ اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ایک فرشتہ یہ کہتا ہے کے وہ کون ہے جو آج اللہ کو قرض حسن دے اور کل اس کی جزا لے اور ایک اور دروازہ پر فرشتہ یہ کہتا ہے! اے لوگو! اپنے رب کی طرف بڑھو، وہ قلیل مال جو نا کافی ہے اس زیادہ مال سے بہتر ہے جو غافل کرنے والا ہو اور ایک اور دروازہ پر فرشتہ یہ کہتا ہے، اے بنو آدم! موت کے لیے جھگڑے پالو اور ویران ہونے کے لیے مکان بناؤ۔ ۲۴۲؎

امام بیہقی نے "شعب الایمان میں حسن سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں! اے ابن آدم! اپنے خزانے کو میرے پاس امانت رکھو وہ مال نا تو جلے گا، نا ڈوبے گا اور نا ہی چوری ہوگا (پھر یہی مال میں تم کو) تمہاری ضرورت کے وقت دے دوں گا۔ ۲۴۳؎

حوالہ کتب:

۱۔سورہ تغابن ۔آیت ۔۱۔
۲۔سورہ تغابن ۔آیت ۔ ۲۔
۳۔سورہ تغابن ۔آیت ۔ ۳۔
۴۔سورہ تغابن ۔آیت ۔ ۴۔
۵۔سورہ تغابن ۔آیت ۔۵۔
۶۔ المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۷۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۸۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۹۔سورہ مومن/ غافر۔آیت ۔۷۸۔
۱۰۔سورہ یونس۔آیت ۔۳۸۔
۱۱۔سورہ حم السجدہ۔آیت ۔ ۵۳۔
۱۲۔سورہ البقرہ۔آیت ۔۱۱۸۔
۱۳۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت ۔۵۹۔
۱۴۔سورہ اعراف ۔آیت ۔ ۷۳۔
۱۵۔سورہ بنی اسرائیل ۔آیت ۔۱۰۱۔
۱۶۔سورہ القصص۔آیت ۔ ۳۲۔
۱۷۔سورہ تغابن۔آیت ۔۶۔
۱۸۔سورہ البقرہ۔آیت ۔ ۳۳۔
۱۹۔سورہ مریم۔آیت ۔۵۶۔
۲۰۔سورہ مریم۔آیت ۔۵۷۔
۲۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۲۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۳۔ تفسیر الخازن۔امام اعلاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغاددی الصوفی المعروف الخازن (متوفی۔۷۴۵ھ) دمکتبہ دارالکتاب العلمیہ ۔بیروت۔
۲۴۔معالم التنزیل۔ج۔۲۔ص۔۱۴۲۔مکتبہ دارالکتب العلمیہ ۔بیروت۔
۲۵۔سورہ النحل۔آیت ۔۱۲۰۔
۲۶۔سورہ انعام۔آیت ۔۱۶۱۔
۲۷۔سورہ آل عمران۔آیت ۔ ۳۳۔

۲۸۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۶۹۔
۲۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۰۔
۳۱۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۳۔ص۔۱۵۰۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی۔
۳۲۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۳۔ص۔۱۵۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی۔
۳۳۔ الکشاف۔علامہ محمد بن عمر زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۳۴۔ مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)۔مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۳۵۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۳۔ص۔۱۵۹۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی۔
۳۶۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۳۔ص۔۲۰۵۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی۔
۳۷۔ سورہ اعراف۔آیت۔۱۳۰۔
۳۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۳۳۔
۳۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۰۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۱۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۲۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۳۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۴۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۷۷۔
۴۵۔سورہ الشعراء۔آیت۔۶۱۔۶۳۔
۴۶۔سورہ یونس۔آیت۔۹۰۔
۴۷۔سورہ یونس۔آیت۔۹۱۔
۴۸۔سورہ یونس۔آیت۔۹۲۔
۴۹۔سورہ الشعراء۔آیت۔۶۶۔
۵۰۔سورہ الشعراء۔آیت۔۶۷۔
۵۱۔سورہ کہف۔آیت۔۶۰۔۶۵۔
۵۲۔تفسیر ابن کثیر۔حافظ عمادالدین ابوالفدا اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی (متوفی ۷۷۴ھ)۔مکتبہ اسلامیہ
۵۳۔حیوۃ الحیوان۔علامہ محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ کمال الدین الدمیری (متوفی)۔ص۔۳۸۳۔مکتبہ الحسن۔اردو بازار لاہور۔
۵۴۔حیوۃ الحیوان۔علامہ محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ کمال الدین الدمیری (متوفی)۔ص۔۳۸۳۔مکتبہ الحسن۔اردو بازار لاہور۔
۵۵۔سورہ کہف۔آیت۔۶۵۔
۵۶۔سورہ کہف۔آیت۔۶۶۔

۵۷۔سورہ کہف۔آیت۔۶۷۔
۵۸۔سورہ کہف۔آیت۔۶۸۔
۵۹۔سورہ کہف۔آیت۔۷۰۔
۶۰۔تفسیر کبیر۔علامہ تقی الدین ابن تیمیہ(متوفی ۷۲۸ھ)۔ج۔۷۔ص۔۴۷۹۔مطبوعہ بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۶۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۷۔
۶۲۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۴۷۔
۶۳۔سورہ ص۔آیت۔۲۰۔
۶۴۔سورہ ص۔آیت۔۲۶۔
۶۵۔سورہ ص۔آیت۔۱۸۔
۶۶۔سورہ ص۔آیت۔۱۹۔
۶۷۔سورہ سبا۔آیت۔۱۰۔
۶۸۔سورہ سبا۔آیت۔۔
۶۹۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۳۔ص۔۳۰۷۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی۔
۷۰۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی(متوفی ۱۲۷۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت
۷۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۱۔
۷۲۔سورہ سبا۔آیت۔۱۲۔
۷۳۔سورہ توبہ۔آیت۔۳۰۔
۷۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۹۔
۷۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۷۔
۷۶۔سورہ نور۔آیت۔۴۴۔
۷۷۔سورہ فرقان۔آیت۔۶۲۔
۷۸۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۳۔ص۔۳۲۳۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی۔
۷۹۔سورہ آل عمران۔آیت۔۴۹۔
۸۰۔سورہ ص۔آیت۔۴۸۔
۸۱۔سورہ کہف۔آیت۔۸۶۔۔
۸۲۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۳۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۴۔سورہ کہف۔آیت۔۸۴۔
۸۵۔سورہ کہف۔آیت۔۸۵۔
۸۶۔سورہ کہف۔آیت۔۸۶۔
۸۷۔سورہ کہف۔آیت۔۸۴۔

۸۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۸۹۔سورہ مائدہ۔آیت۔۱۰۱۔
۹۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۹۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۹۲۔سورہ مائدہ۔آیت۔۱۰۱۔
۹۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ا
۹۴۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۹۔
۹۵۔سورہ الجن۔آیت۔ا۔۲۔
۹۶۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۲۔
۹۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۹۸۔فتح الباری۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) مطبوعہ دارالنشر الکتب الاسلامیہ لاہور۔دارالفکر بیروت ۱۴۲۰ھ۔
۹۹۔صفۃ الصفوۃ۔علامہ ابو الفراج عبد الرحمن بن ابو الحسن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ قرشی التیمی بکری الجوزی۔مکتبہ دارالاشاعت۔
۱۰۰۔(اس واقعے کو امام جلال الدین سیوطی نے خصائص الکبریٰ میں، امام رازی نے تفسیر الکبیر میں، امام زمخشری، امام بیہقی، امام ابوحفص بن حنبل نے سند کے ساتھ لکھا اور روایت کیا ہے جبکہ امام جلال الدین سیوطی نے تو اس پر باقاعدہ ایک باب بھی قائم کیا ہے)۔
۱۰۱۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۱۰۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۰۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۰۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۰۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۰۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۰۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۰۸۔سورہ توبہ۔آیت۔۲۵۔
۱۰۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۱۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۱۱۔سورہ حم السجدہ۔فصلت۔آیت۔۱۳۔
۱۱۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۱۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۱۱۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔

١١٥۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ٢٦١ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
١١٦۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ٢٥٦ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
١١٧۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ٢٧٩ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔١٤٢١ھ۔
١١٨۔سورہ النمل۔آیت۔١٨۔١٩۔
١١٩۔سورہ یوسف۔آیت۔٩٣۔٩٤۔
١٢٠۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ٢٧٩ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔١٤٢١ھ۔
١٢١۔زاد المعاد۔شیخ شمس الدین محمد بن ابی بکر ابن القیم جوزیہ (متوفی ٧٥١ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ١٤١٩ھ۔
١٢٢۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔٦۔
١٢٣۔ کنز العمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ٩٧٥ھ) مطبوعہ موسستہ الرسالہ
١٢٤۔سورہ تغابن۔آیت۔٧۔
١٢٥۔سورہ تغابن۔آیت۔٨۔
١٢٦۔سورہ تغابن۔آیت۔٩۔
١٢٧۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ٥٠٢ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
١٢٨۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔١٤١٤ھ۔
١٢٩۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔١٤١٤ھ۔
١٣٠۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔١٤١٤ھ۔
١٣١۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ٥١٦ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
١٣٢۔ الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ٦٦٨ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
١٣٣۔سورہ تغابن۔آیت۔١٠۔
١٣٤۔سورہ تغابن۔آیت۔١١۔
١٣٥۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی۔١٤٠٥ھ)۔ص۔١٣٨١۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔١٩٥٩ء۔
١٣٦۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی۔١٤٠٥ھ)۔ص۔١٣٨١۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔١٩٥٩ء۔
١٣٧۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی۔١٤٠٥ھ)۔ص۔١٢٥٧۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
١٣٨۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔٣٦۔
١٣٩۔سورہ اعراف۔آیت۔١٧٨۔١٧٩۔
١٤٠۔سورہ محمد۔آیت۔١٦۔١٧۔
١٤١۔سورہ ہود۔آیت۔١٢٠۔
١٤٢۔سورہ القصص۔آیت۔١٠۔
١٤٣۔سورہ اعراف۔آیت۔١٧٩۔
١٤٤۔سورہ الحج۔آیت۔٤٦۔
١٤٥۔سورہ کہف۔آیت۔٥٧۔

۱۴۶۔سورہ النحل۔آیت۔۲۲۔
۱۴۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۸۔۱۰۔
۱۴۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۹۷۔
۱۴۹۔سورہ رعد۔آیت۔۲۸۔
۱۵۰۔سورہ المومنون۔آیت۔۶۰۔
۱۵۱۔سورہ الحج۔آیت۔۳۲۔
۱۵۲۔سورہ التغابن۔آیت۔۱۱۔
۱۵۳۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۲۲۔
۱۵۴۔سورہ النحل۔۴۶۔
۱۵۵۔سورہ الشعراء۔آیت۔۲۱۸۔۲۱۹۔
۱۵۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۴۴۔
۱۵۷۔سورہ کہف۔آیت۔۴۲۔
۱۵۸۔سورہ التوبہ۔آیت۔۴۸۔
۱۵۹۔سورہ محمد۔آیت۔۱۹۔
۱۶۰۔سوہ الم نشرح۔آیت۔۱۔
۱۶۱۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔رقم الحدیث۔۱۳۰۰۴۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ
۱۶۲۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔رقم الحدیث۔۱۳۰۰۴۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ
۱۶۳۔فردوس بماثور الخطاب۔امام انوشجاع شیرویہ بن شیرویہ الدیلمی (متوفی۔۵۰۹ھ)۔مطبوعہ دارالکتب۔
۱۶۴۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۶۵۔احیاء العلوم۔امام ابوحامد محمد الغزالی (متوفی۔۵۰۵ھ)۔ج۔۳۔ص۔۱۸۔دارالاشاعت کراچی۔
۱۶۶۔کیمیائے سعادت۔امام ابوحامد محمد الغزالی (۵۰۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۶۷۔کیمیائے سعادت۔امام ابوحامد محمد الغزالی (۵۰۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۶۸۔کلیات اقبال (اردو ترجمہ۔بال جبرائیل) ڈاکٹر محمد اقبال۔ص۔۱۷۔خزینہ علم وادب لاہور۔۲۰۰۶ء۔
۱۶۹۔کشف المحجوب۔سید علی بن عثمان الحجویری۔ترجمہ۔الحاج کپتان واحد بخش سیالوی۔ص۔۱۲۹۔ناشران الفیصل لاہور۔۲۰۰۶ء۔
۱۷۰۔تشبیہات رومی۔خلیفہ عبدالحکیم۔ص۔۳۶۷۔ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور پاکستان۔۱۹۵۹ء۔
۱۷۱۔تشبیہات رومی۔خلیفہ عبدالحکیم۔ص۔۳۳۔ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور پاکستان۔۱۹۵۹ء۔
۱۷۲۔سورہ الشعراء۔آیت۔۸۹۔
۱۷۳۔لوح وقلم۔حضرت قلندر باباأولیاء۔ص۔۶۵۔۶۶۔مکتبہ تاج الدین باباأولیاء کراچی۔سن ندارد۔
۱۷۴۔سورہ ق۔آیت۔۳۳۔
۱۷۵۔سورہ الحج۔آیت۔۵۴۔

۱۷۶۔سورہ المومنون۔آیت۔۶۰۔
۱۷۷۔سورہ الحج۔آیت۔۳۲۔
۱۷۸۔سورہ التغابن۔آیت۔۱۱۔
۱۷۹۔سورہ رعد۔آیت۔۲۸۔
۱۸۰۔سورہ ق۔آیت۔۳۷۔
۱۸۱۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔۱۹۵۹ء۔
۱۸۲۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔
۱۸۳۔ صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۸۴۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۸۵۔تجلیات حکمت۔مولف۔آیت اللہ اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۳۶۔مطبع۔دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۲۰۰۳ء۔
۱۸۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔۔
۱۸۷۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ دا عالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۸۸۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔ص۔۱۰۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۱۸۹۔سورہ احزاب۔آیت۔۳۲۔
۱۹۰۔سورہ الحج۔آیت۔۴۶۔
۱۹۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۳۔
۱۹۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۳۔
۱۹۳۔سورہ مومن/ غافر۔آیت۔۳۵۔
۱۹۴۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۸۔
۱۹۵۔کنزالعمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ) مطبوعہ موسستہ الرسالہ
۱۹۶۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۱۱۔
۱۹۷۔سورہ القیامۃ۔آیت۔۲۲۔۲۳۔
۱۹۸۔سورہ عبس۔آیت۔۳۸۔۳۹۔
۱۹۹۔سورہ المصطففین۔آیت۔۲۴۔
۲۰۰۔تجلیات حکمت۔مولف۔آیت اللہ اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۵۳۔مطبع۔دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۲۰۰۳ء۔
۲۰۱۔تجلیات حکمت۔مولف۔آیت اللہ اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۳۱۰۔مطبع۔دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۲۰۰۳ء۔
۲۰۲۔الھمزہ۔آیت۔۶۔۷۔
۲۰۳۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)۔ص۔۴۲۵۔مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔

۲۰۴۔سورہ تغابن۔آیت۔۱۲۔
۲۰۵۔سورہ تغابن۔آیت۔۱۳۔
۲۰۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۰۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۰۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۸۔
۲۰۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۸۔
۲۱۰۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت
۲۱۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۸۔
۲۱۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۴۔
۲۱۳۔سورہ النحل۔آیت۔۴۳۔
۲۱۴۔سورہ التکویر۔آیت۔۲۱۔
۲۱۵۔سورہ احزاب۔آیت۔۱۷۔
۲۱۶۔سورہ الحشر۔آیت۔۷۔
۲۱۷۔سورہ النور۔آیت۔۶۳۔
۲۱۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۱۹۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۲۹۴۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۲۲۰۔سورہ تغابن۔آیت۔۱۴۔
۲۲۱۔سورہ تغابن۔آیت۔۱۵۔
۲۲۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۲۳۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زنیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
۲۲۳۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زنیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
۲۲۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۲۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۲۶۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۲۷۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۲۸۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۲۹۔ المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۲۳۰۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔
۲۳۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۳۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۳۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

۲۳۴۔سورہ تغابن۔آیت۔۱۶۔

۲۳۵۔سورہ تغابن۔آیت۔۱۷۔

۲۳۶۔سورہ تغابن۔آیت۔۱۸۔

۲۳۷۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشا پوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دار امعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔

۲۳۸۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۳۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۴۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۴۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۴۵۔

۲۴۲۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۲۴۳۔ شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

٦٥۔سورہ الطلاق (جدائی یا علیحدگی)

نام:

الطلاق۔عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معانی جدائی، آزادی، کھول دینا اور آزاد کردینا تاہم عام اصطلاح میں شوہر کا اپنی بیوی کو طلاق دینا یعنی شادی کے بندھن کو ختم کردینا ہے۔

شان نزول:

سورہ الطلاق مدنی سورہ ہے، جس میں کل آیات کی تعداد ١٢ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ٢ ہے۔

مضامین:

١۔طلاق کا بیان۔

٢۔عدت کے احکامات۔

٣۔احکامات شریعہ کی مخالفت کی ممانیت۔

٤۔اقوام سابقہ کا بیان۔

٥۔تمام کائناتی ستاروں اور سیاروں میں وحی الٰہی کا نزول۔

طلاق کے مسائل:

طلاق ایک سنگین سماجی مسئلہ ہے جس سے متعلق قرآن کریم میں ایک پوری سوہ کا نزول ہوا۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَ لَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۔۱

ترجمہ۔اے نبی جب تم عورتوں کو طلاق دینا چاہو تو انہیں عدت سے پہلے طلاق دو، اور عدت کو اچھی طرح شمار کرو اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے۔ان عورتوں کو تم ان کے گھروں سے نہ نکالوں اور نہ وہ خود نکلیں، مگر یہ کہ وہ کوئی کھلی ہوئی بے حیائی کرلیں، یہ اللہ کی حدود ہیں اور جو شخص اللہ کی حدود سے تجاوز کرے سو اس نے اپنی جان پر ظلم کیا اے مخاطب! شاید تو نہیں جانتا کے اللہ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا فرمادے۔

شان نزول:

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ام المومنین حضرت حفصہؓ کو طلاق دی تو وہ اپنے والدین کے پاس آگئیں، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی،

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ۔۲

ترجمہ۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ لوگوں سے کہہ دیجیے جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دینے لگو تو زمانہ عدت میں یعنی حیض سے پہلے طہر کی حالت میں طلاق دو۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا ان سے رجوع فرمالیں کیونکہ وہ روزہ رکھنے والی اور راتوں کو قیام کرنے والی ہے اور بلاشبہ وہ جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں میں سے ہے۔۳

دور رسالت میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دیدی، حضرت عمرؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور اس واقعہ کا تذکرہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کے اپنی بیوی سے رجوع کرلے یہاں تک وہ حیض سے پاک ہوجائے ، پھر اگر دل چاہے تو اس کو طلاق دیدے، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ۔۴

ابوزبیرؓ نے فرمایا میں نے عبداللہ بن عمرؓ کو اسی طرح پڑھتے ہوئے سنا ہے۔۵؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں، جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کے وہ اپنی بیوی کو حالت طہر میں طلاق دے جس میں جماع نہ ہو۔۶؎

وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۔۷

ترجمہ۔ اگر وہ دونوں (زوجین) جدا ہو جائیں تو اللہ ہر ایک کو اپنی وسعت سے بے نیاز کر دے گا بے شک اللہ بہت وسعت اور حکمت والا ہے۔

تاہم رشتہ عقد کو ختم کرنے کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔

۱۔طلاق۔ ۲۔خلع۔ ۳۔اور اسلامی عدالت کا فیصلہ۔

طلاق:

عربی زبان میں طلاق کے معنی آزاد ہونے کے ہیں یعنی عورت اپنے شوہر سے جدا ہو گئی یا 'اطلق الاسیر' سے مراد قیدی کو رہا کر دیا گیا یا 'الطالقہ' سے مراد وہ اونٹنی جیسے آزاد چھوڑ دیا جائے اور اس کا جہاں سے جی چاہے وہ وہاں سے کھائے یعنی بے نکیل اونٹنی۔

امام راغب اصفہانی نے طلاق کے بنیادی معنی کسی بندھن سے آزاد کرنے یا نجات دینے کے بیان کئے ہیں لہٰذا استعارتاً یہ لفظ بیوی کو نکاح کی بندش سے آزاد کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔۸؎

فقہاء کے نزدیک طلاق کے اصطلاحی تعریف اس طرح سے کی گئی ہے کے اس میں ازالہ نکاح یا حلال تعلق کا اختتام کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

طلاق کی تعریف:

اسلامی شریعت کی اصطلاح میں طلاق سے مراد وہ علیحدگی ہے جس کا حق مرد کو دیا گیا اور جس کے ذریعے مرد نکاح کے رشتے کو ختم کر کے اپنے حقوق زوجیت سے دست بردار ہوتا ہے۔

رکن طلاق:

طلاق کے لئے مخصوص الفاظ کا استعمال کرنا طلاق کا رکن ہے۔

طلاق واقع ہونے کی شرائط۔۔۔طلاق واقع ہونے کے لئے درج ذیل شرائط ہیں اگر ان میں سے کوئی شرط موجود نہ ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی جبکہ طلاق دیتے وقت طلاق دینے والا۔

۱۔بالغ ہو (نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی)۔۲۔عاقل ہو (پاگل کی طلاق واقع نہیں ہوتی)

۳۔بیدار (نیند میں دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی)۔۴۔اور وہ ہوش وحواس میں ہو۔

اسلامی معاشرے میں نکاح کو اس لئے اہمیت حاصل ہے کے کیونکہ اس کے ذریعے حدود اللہ کی پابندی اور اخلاق کی تربیت ہوتی ہے لیکن اگر تعلقات خراب ہو جائیں یا اس تعلق میں کوئی کمی واقع ہو جائے تو اسلام اسے برداشت کرنے کی ہدایت دیتا ہے کیونکہ اصل مقصد انسانی معاشرے کا ربط اور استحکام ہے۔طلاق کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔۹

ترجمہ۔اگر تم کو وہ (بیویاں) ناپسند ہیں تو ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کا ناپسند کرو اور اللہ اس میں زیادہ خیر رکھ دے۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ۔۱۰

ترجمہ۔طلاق تو صرف (دو) ہیں پھر ان کے بعد خوبی کے ساتھ روک لو یا خوبی کے ساتھ چھوڑ دو۔

وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَّ لَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَ لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ؗ وَّ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مَاۤ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَ الْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ۔۱۱

ترجمہ۔جب تم عورتوں کو طلاق دے دو پھر وہ اپنی عدت کی معیاد کو پہنچ جائیں تو انھیں خوبی کے

ساتھ نکاح کے لئے روک رکھو یا خوبی کے ساتھ چھوڑ دو اور ان کو نقصان پہنچانے کے لئے نہ روکو تاکہ تم زیادتی کرو اور جو کوئی یہ کرے اس نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اللہ کی آیات کا مذاق نہ بناؤ اور اللہ کی نعمت جو تم پر ہے اس کو یاد کرو۔

وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اَطْهَرُ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ ۱۲

ترجمہ۔ جب تم طلاق دو عورتوں کو پھر وہ پہنچ جائیں اپنی عدت کو تو ان سے نہ روکو کہ اپنے شوہروں سے نکاح کریں جبکہ آپس میں خوبی کے ساتھ رضامند ہو جائیں۔ اس کے ذریعہ نصیحت کی جاتی ہے اس شخص کو جو تم میں سے اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاتا ہے۔ یہ تمہارے لئے زیادہ صفائی اور زیادہ پاکی کی بات ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً۔ ۱۳

ترجمہ۔ تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دو جب کہ ابھی تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا ان کے لئے مہر کو مقرر نہ کیا ہو۔

وَ بُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ ۱۴

ترجمہ۔ اس بارے میں ان کے خاوند ان کی واپسی کے زیادہ حق دار ہیں اگر وہ دونوں اصلاح چاہتے ہوں اور عورتوں کا حق اسی کی مانند ہے جو ان پر (مردوں کا) ہے خوبی کے ساتھ مردوں کو ان پر بڑائی ہے اور اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا

الۡعِدَّةَ۔ ۱۵

ترجمہ۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے دنوں یعنی (پاکی کے دنوں) میں دو اور عدت کو گنتے رہو۔

لَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ اِنۡ طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمۡ تَمَسُّوۡهُنَّ اَوۡ تَفۡرِضُوۡا لَهُنَّ فَرِيۡضَةً ‌ۖۚ وَّ مَتِّعُوۡهُنَّ‌ۚ عَلَى الۡمُوۡسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الۡمُقۡتِرِ قَدَرُهٗ‌ۚ مَتَاعًا ۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ‌ۚ حَقًّا عَلَى الۡمُحۡسِنِيۡنَ۔ ۱۶

ترجمہ۔ان کو (مطلقہ) خرچ دو، وسعت والے پر اس کی وسعت کے مطابق ہے اور تنگ دست پر اس کی مقدرت کے مطابق ہے عمدگی سے خرچ دینا یہ نیکوکاروں پر حق ہے۔

وَلِلۡمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ ۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ‌ؕ حَقًّا عَلَى الۡمُتَّقِيۡنَ۔ ۱۷

ترجمہ۔طلاق والیوں کے لئے خوبی کے ساتھ خرچ دینا ہے یہ متقیوں پر حق ہے۔

وَ اِنۡ طَلَّقۡتُمُوۡهُنَّ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَمَسُّوۡهُنَّ وَ قَدۡ فَرَضۡتُمۡ لَهُنَّ فَرِيۡضَةً فَنِصۡفُ مَا فَرَضۡتُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ يَّعۡفُوۡنَ اَوۡ يَعۡفُوَا الَّذِىۡ بِيَدِهٖ عُقۡدَةُ النِّكَاحِ‌ؕ وَ اَنۡ تَعۡفُوۡۤا اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى‌ؕ وَ لَا تَنۡسَوُا الۡفَضۡلَ بَيۡنَكُمۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ۔ ۱۸

ترجمہ۔اگر تم ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے ہی طلاق دے دو اور تم ان کا مہر بھی مقرر کر چکے ہو تو، تو جو تم نے مقرر کیا ہے اس کا آدھا دو مگر یہ کہ وہ عورتیں معاف کردیں یا وہ شخص کہ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے معاف کردے یعنی (پورا مہر دے دے)، اور یہ بات کہ تم معاف کرو زیادہ قریب ہے تقویٰ سے، اور نہ بھولو آپس میں احسان کرنے کو، بیشک اللہ اس کو دیکھنے والا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو بغیر دخول کے طلاق دی پھر انھوں نے اپنی مطلقہ کو پورا مہر بھی ادا کیا اور کہا کے انا احق بالعفو۔یعنی۔بغیر طلب کے دینے یعنی اپنا حق چھوڑنے کا حق مجھے زیادہ ہے۔ ۱۹

وَ اِنۡ طَلَّقۡتُمُوۡهُنَّ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَمَسُّوۡهُنَّ وَ قَدۡ فَرَضۡتُمۡ لَهُنَّ فَرِيۡضَةً فَنِصۡفُ مَا فَرَضۡتُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ يَّعۡفُوۡنَ اَوۡ يَعۡفُوَا الَّذِىۡ بِيَدِهٖ عُقۡدَةُ النِّكَاحِ۔ ۲۰

ترجمہ۔اگر تم ان کو اس سے پہلے طلاق دے دو کہ ان کو چھوا ہو حالانکہ ان کے لئے مہر مقرر کر چکے ہو تو اس صورت میں اس کا آدھا ہے جتنا تم نے مقرر کیا ہے مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔

مندرجہ بالا آیات قرآنی کے مطالعہ سے اس بات کی وضاحت ہوگئی کے اگر ازدواجی تعلق بوجھل ہوجائے اور نباہ کی کوئی صورت باقی نہ رہے تو ایسی صورت میں فریقین ازدواجی تعلق کو ختم کر سکتے ہیں لہٰذا یہ قدم نہایت سنجیدگی، تحمل اور بردباری سے اٹھانا چاہیئے جلد بازی یا غم وغصہ میں ایک ساتھ طلاق دے کر ساری زندگی پچھتانے سے بہتر ہے اسلام نے جس طریقہ سے طلاق کا حکم دیا ہے اسی طریقہ سے طلاق دی جائے۔

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات درج ذیل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں حلال چیزوں میں اللہ کے نزدیک مبغوض ترین طلاق ہے۔ ۲۱

حضرت معاذؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ نے روئے زمین پر کوئی شے پیدا نہیں کی جو اسے غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہو اور روئے زمین پر کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی گئی جو اسے طلاق سے زیادہ مبغوض ہو۔ ۲۲

حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر وہ عورت جس نے غیر ضروری طور پر اپنے شوہر سے طلاق طلب کی اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔ ۲۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نکاح کرو اور طلاق نہ دو کیونکہ اللہ تعالی مزہ چکھنے اور پھرنے والے مردوں اور عورتوں کو پسند نہیں کرتا۔ ۲۴

طلاق کے بارے میں اصل چیز دینی اور اخلاقی قدروں کی حفاظت ہے لیکن بعض اوقات مزاج

کے اختلاف اور شکل وصورت کی عدم قبولیت بھی اس کی ایک وجہ بن جاتی ہے، اسلام حتی الامکان یہ کوشش کرتا ہے کے طلاق صرف دینی اور اخلاقی قدروں کی بنیاد پر ہو جہاں تک مزاج اور شکل وصورت کا تعلق ہے تو اسلام اس کو برداشت کرنے کی ہدایت کرتا ہے اگر چہ کسی وقت یہ چیزیں بھی نا قابل برداشت ہوکر بنیاد بن سکتی ہیں لیکن اسلام نے اس کوتسلیم کیا ہے۔

ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی بیوی کی زبان درازی کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اسے طلاق دے دو پھران صحابی نے کہا لیکن اس سے میرا ایک بیٹا بھی ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا! پھر اس کو سمجھاؤ اور نصیحت کرو اگر اس میں خیر ہوگی تو وہ نصیحت قبول کرنے والی ہوگی۔ ۲۵

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تین باتیں ایسی ہیں کے جن کی حقیقت بھی حقیقت ہے اور جن کا مذاق بھی حقیقت ہے۔

ا۔طلاق۔ ۲۔نکاح۔ ۳۔رجوع۔ ۲۶

سلام نے طلاق کی حد متعین کردی اور یہ کہا کے ایک آدمی تین سے زائد طلاقیں نہ دے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ ۲۷

ترجمہ۔اگر کوئی شخص عورت کو (تیسری) طلاق دے، دے تو پھر وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں اس کے بعد یہاں تک کہ اس کے سوا کسی اور شوہر سے نکاح کر لے۔

ایک شخص نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے کہا میں نے اپنی بیوی کو ۱۰۰ طلاقیں دی ہیں اس پر حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا تین طلاقوں سے تیری بیوی مطلقہ ہوگئی ہے جبکہ بقیہ ۹۷ طلاقوں سے تو نے اللہ کی آیات کا مذاق اڑایا ہے۔ ۲۸

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جب اپنی بیوی کو طلاق دی تو وہ اس وقت حائضہ تھیں حضرت عمرؓ نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غضب ناک ہو گئے اور فرمایا اس سے کہو کے وہ اس سے رجوع کرے پھر اسے روک رکھے تا کہ وہ پاک ہو جائے پھر

اسے حیض آئے پھر وہ پاک ہو پھر اگر وہ سمجھے کے اسے طلاق دینا ہے تو اسے اس حال میں طلاق دے کے وہ عورت طہر میں ہو اور اس سے قربت نہ کی گئی ہو تو یہ وہ عدت ہے کے جس کے لئے اللہ نے حکم دیا ہے کے عورتوں کو طلاق دی جائے۔

ایک روایت میں ہے کے ایک دفعہ پھر رجوع کرے پھر اسے حالت طہر میں طلاق دے یا حمل کی صورت میں۔۲۹؎

حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو ۱۰۰ (سو) طلاقیں دیں، آپ ؓ نے فرمایا! اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی، جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دیتے ہیں۔ پھر آپ ؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

!يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ۔۳۰

طلاق دینے کا طریقہ:

طلاق کی تین اقسام ہیں۔ ۱۔طلاق احسن۔ ۲۔طلاق حسن۔ ۳۔طلاق بدعی۔

۱۔طلاق احسن:

کتاب وسنت سے طلاق کا پسندیدہ طریقہ یہی ہے، جسے فقہاء کرام نے طلاق احسن کا نام دیا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کے حالت طہر (اور بغیر ازدواجی تعلق کے قائم کئے ہوئے) میں ایک طلاق دی جائے اور اس پر عدت گزرنے دی جائے زیادہ سے زیادہ اگر کوئی بات مقصود ہو سکتی ہے تو وہ یہ کے دوسرے طہر (اس میں بھی کوئی ازدواجی تعلق قائم نہ کیا جائے) میں دوسری طلاق دی جائے لیکن فقہاء کا یہ خیال ہے کے اگر جھگڑا ایسے وقت میں ہوا ہو جب بیوی کو ایام ماہواری ہو تو ایسے وقت میں اسے طلاق نہیں دینی چاہئے بلکہ اس کے پاک ہونے کا انتظار کرنا چاہئے نیز طلاق دینے سے پہلے ازدواجی تعلق بھی قائم نہ کیا جائے اسی طلاق کو طلاق احسن کہا جاتا ہے۔

۲۔طلاق حسن:

اس طریقہ میں عورت کو ہر ایام کی پاکی کے بعد ایک طلاق دی جائے اور اس دوران جنسی تعلق بھی

استوار نہ کیا جائے یعنی پہلے طہر میں ایک طلاق دوسرے طہر میں دوسری طلاق، تیسرے طہر میں تیسری طلاق اور اگر کسی وجہ سے ایام نہ ہو رہے ہوں تو پھر ہر مہینے میں ایک ایک طلاق دے طلاق کا یہ طریقہ حسن ہے یعنی پہلے طریقے کے مقابلے میں کم بہتر ہے کیونکہ اس طریقہ میں پہلے طریقہ کے مقابلے میں اول تو عدت کی مدت بڑھتی چلی جاتی ہے جس کی وجہ سے عورت کو پریشانی ہوتی ہے پھر یہ بھی کے طلاق کا بلا ضرورت استعمال ہے جس میں تیسری طلاق کے بعد دوبارہ نکاح کی یا حلالہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

۳۔طلاق بدعی:

طلاق کے اس طریقہ کو شریعت قطعاً پسند نہیں کرتی کیونکہ یہ طلاق مرد عورت کو ایام ماہواری میں دیتا ہے یا پھر اس نے اس کے ساتھ جنسی تعلق استوار کیا اور پھر اس کے بعد اس کو طلاق دی یا پھر ایک ساتھ تین طلاقیں دے دے شریعت اس طریقہ کو اس لئے بھی ناپسند کرتی ہے کے مرد اپنی طاقت اور اختیار کا بے جا استعمال کرتا ہے اگرچہ ان سب طریقوں سے طلاق واقع ہو جاتی ہے لیکن شریعت اس کو ناپسند کرتی ہے۔

محمود بن لبیدؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک شخص کے بارے میں بتایا گیا کے اس نے اپنی بیوی کو اکھٹی تین طلاقیں دی ہیں، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غضبناک ہو گئے اور کھڑے ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! کیا وہ اللہ کی کتاب سے کھیلتا ہے؟ جبکہ میں تمھارے درمیان موجود ہوں۔ ۳۱

جمہور فقہاء کا رجحان یہ ہے کہ لفظ ثلاث سے دی جانے والی طلاقوں کا حکم تیسری طلاق کا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ صدیق کے عہد میں اور حضرت عمرؓ کے خلافت کے دو برسوں میں تین طلاقیں ایک شمار کی جاتیں تھیں۔ ۳۲

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رکانہ نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دیں پھر وہ اس پر شدید غمزدہ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا تم نے کس طرح سے طلاق دی ہے؟ انھوں نے جواب دیا کے میں نے ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں ہیں تو یہ سن کر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ تو ایک ہی طلاق ہے تم رجوع کرلو۔ ۳۳؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر طلاق جائز ہے، سوائے مدہوش کے اور اس آدمی کی طلاق کے جس کی عقل پر غلبہ ہے۔ ۳۴؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تین آدمیوں سے مواخذہ نہیں ہے۔
۱۔سونے والے سے حتی کے وہ بیدار ہو۔ ۲۔ بچے سے جب تک کے وہ بالغ نہ ہو جائے۔
۳۔مغلوب العقل سے کے جب تک وہ ہوش میں نہ آجائے۔ ۳۵؎

عدت:

عدت کے مسائل کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّ اَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَ اَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا۔ ۳۶

ترجمہ۔ پھر جب وہ عورتیں اپنی عدت گزرنے کے قریب پہنچ جائیں تو انہیں روک لو بھلائی کے ساتھ یا چھوڑ دو بھلائی کے ساتھ اور دل والے دو آدمیوں کو گواہ بنالو اور اللہ کے لیے گواہی کو قائم کرو اور یہ وہ چیز ہے جس کی اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان لائے اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہو وہ اس کے لیے مشکل سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔

عدت۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی تیاری کے ہیں، یعنی اگر شوہر مر جائے یا طلاق دے یا خلع یا ایلاء وغیرہ یا کسی بھی صورت نکاح ٹوٹ جائے تو ان سب صورتوں میں تھوڑی مدت کے لئے عورت کو ایک گھر میں رہنا ہوتا ہے جب تک کے یہ مدت ختم نہ ہو جائے وہ کہیں آجا نہیں سکتی اور نہ ہی کسی دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے اس مخصوص مدت کو اسلام میں عدت کہا جاتا ہے عورت کی عدت میں اللہ کی عظیم الشان حکمتیں پوشیدہ ہیں عورت چونکہ دوران عدت نکاح نہیں کر سکتی لہٰذا اس کی ایک حکمت تو یہ ہے کے اگر وہ ماں بننے والی ہے تو اس کا حمل ظاہر ہو جائے اور آنے والے بچے

کی درست ولدیت کا تعین ہو جائے کیونکہ اسلام انسان کے نسب کے بارے میں بہت محتاط ہے عدت کی دوسری حکمت عملی یہ ہے کے اس دوران عورت مستقبل کی منصوبہ بندی کو زیادہ تحمل اور بر باری سے طے کرے یعنی اب اس کا اگلا قدم کیا ہوگا؟ ذیل میں عدت کے مختلف حالات کا تعین کیا گیا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ۔ ۳۷

ترجمہ۔مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک نکاح سے روکے رکھیں۔

(مطلقہ کی عدت ۳ ماہ ہے)۔

وَ الّٰٓـِٔیْ یَىٕسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآىٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ
ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّ الّٰٓـِٔیْ لَمْ یَحِضْنَ وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ
یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ یُسْرًا۔ ۳۸

ترجمہ۔تمہاری بیویوں میں سے جو عورتیں حیض آنے سے ناامید ہو چکی ہیں اگر تم کو شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہیں اور اسی طرح جن عورتوں کو حیض نہیں آتا،اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کے اس حمل کا پیدا ہو جانا ہے اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام میں آسانی کر دے گا۔

وَ الَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ یَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ
اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا۔ ۳۹

ترجمہ۔جو تم میں سے مر جائیں اور اپنے پیچھے بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ اپنے آپ کو چار مہینے دس دن تک نکاح سے روکے رکھیں۔

وَ الَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ یَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖۚ وَّصِیَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ
مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ ۚ۔ ۴۰

ترجمہ۔جو تم میں سے مر جائیں اور اپنے پیچھے بیویاں چھوڑ جائیں تو ان پر لازم ہے کہ وصیت کر جائیں کے سال بھر تک ان بیویوں کو نفقہ دینا اور انھیں گھر سے نہ نکالیں۔

لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُیُوْتِهِنَّ وَ لَا یَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ

مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۔[41]

ترجمہ۔ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ ہی یہ خود نکلیں، مگر یہ کے یہ کھلی بے حیائی کریں اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا اس نے اپنی جان پر ظلم کیا، اے مخاطب۔ شاید تو نہیں جانتا کہ اللہ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا فرما دے۔

اگر عدت والی حاملہ ہو:

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَ لَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ وَ اِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَ اْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَ اِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ۔[42]

ترجمہ۔تم ان عورتوں کو اپنی وسعت کے موافق رہنے کا مکان دو جہاں تم رہتے ہو اور ان کو تنگ کرنے کے لیے ضرر مت پہنچاؤ اور اگر وہ عورتیں حمل والیاں ہوں تو حمل پیدا ہونے تک ان پر خرچ کرو۔ پھر اگر وہ عورتیں تمہارے لیے دودھ پلائیں تو تم ان کو اجرت دو۔ اور باہم مناسب طور پر مشورہ کر لیا کرو۔ اور اگر باہم کشمکش کرو گے تو کوئی دوسری عورت دودھ پلا دے گی۔

اگر شوہر مر جائے یا بیوی کو طلاق دے دے اور وہ عورت اس وقت حاملہ ہو تو بیوی کی عدت بچے کی پیدائش تک ہو گی اب یہ وقت چاہے بچے کی ولادت نو ماہ کے بعد ہو یا پھر شوہر کے انتقال یا طلاق دینے کے اگلے دن یا اگلے ہی گھنٹے ہی کیوں نہ ہو بیوی کی عدت بچے کی پیدائش پر ختم ہو جائے گی اسی طرح سے اگر حمل ساقط ہو جائے تو اسقاط حمل ہوتے ہی اس عورت کی عدت ختم ہو جائے گی۔

عدت والی کو اپنے حمل کو چھپانا جائز نہیں:

وَ لَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْۤ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۔[43]

ترجمہ۔اوران کے لئے یہ حلال نہیں ہے کے وہ اس چیز کو چھپائیں جواللہ نے ان کے رحموں میں پیدا کیا ہے اگر وہ اللہ اور قیامت پر یقین رکھتی ہیں۔

عدت میں منگنی کا کنایہ کرنے میں گناہ نہیں:

وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَ لٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّاۤ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۔۴۴

ترجمہ۔تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ ان عورتوں کو کنایۃ نکاح کا پیغام دیدو یا اپنے دلوں میں پوشیدہ رکھو، اللہ کو معلوم ہے کہ بیشک تم ان عورتوں کا ذکر کرو گے،اور لیکن ان سے نکاح کا خفیہ طور پر وعدہ نہ کر لینا،مگر یہ کہ ان سے ایسی بات کہو جا قاعدہ کے موافق ہو۔

عدت میں نکاح نہ کرو:

وَ لَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۔۴۵

ترجمہ۔اورتم نکاح کرنے کا ارادہ مت کرو یہاں تک کہ عدت قانون کے مطابق ختم ہوجائے۔اور تم جان لو کہ بیشک اللہ جانتا ہے۔ جو تمہارے دلوں میں ہے،اور سو تم اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بلاشبہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَ سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۔۴۶

ترجمہ۔جب تم ایمان والی عورتوں سے نکاح کرو پھر تم نے انھیں ہاتھ لگانے سے پہلے ہی طلاق دے دی تو ان کی عدت کی معیاد کو نہیں گننا ہے،بس ان کو متاع دو اور خوش اسلوبی سے انھیں

رخصت کردو۔

فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ۔ ۴۷

ترجمہ۔عدت کے دنوں کو گنتے رہو۔

وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَه۔ ۴۸

ترجمہ۔(عدت) میں نکاح کی گرہ لگانے کا رادہ نہ کرو جب تک کہ معیاد اپنے اختتام تک نہ پہنچ جائے۔

غلام، کنیز، کنوارے اور تنگدست کے نکاح کی ہدایت:

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِه وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔

ترجمہ۔تم میں سے جو بے نکاح ہو اور تمہارے غلام اور باندیوں میں سے جو نیک ہو ان کا نکاح کردیا کرو، اگر وہ تنگدست ہوں تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی فرمادے گا، اور اللہ وسعت والا ہے جاننے والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں! مطلقہ عورتیں اور جن کے خاوند انتقال کرچکے ہوں، وہ کسی ضرورت کی خاطر دن میں نکل سکتی ہیں لیکن وہ پوری رات اپنے گھر سے باہر نہیں گذار سکتیں۔ ۴۹

فاطمہ بنت قیسؓ بیان کرتی ہیں کے ان کے شوہر نے ان کو تین طلاقیں دے دیں، تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں، تو آپ ﷺ نے ان کو اپنے چچا عمرو بن ام مکتومؓ کے پاس عدت گزارنے کا حکم فرمایا۔ ۵۰

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، سے روایت کیا کہ چار درجے اور مراتب ہیں ان میں سے دو حلال ہیں اور دو حرام ہیں۔حرام یہ ہے کہ آدمی اس کو طلاق دے جبکہ وہ اس سے جماع کرتا ہے۔اور وہ نہیں جانتا کہ اس کا رحم کسی چیز سے مشغول ہے یا نہیں۔اور دوسرا اس کو حیض کی حالت میں طلاق دے تو یہ بھی حرام ہے لیکن حلال یہ ہے کہ آدمی عورت کو ایسے طہر میں طلاق دے جس

میں اس نے جماع نہ کیا ہو اور عورت کو اس حال میں طلاق دے کہ اسکا حمل بالکل ظاہر اور واضح ہو۔ ۵۱؎

عبداللہ ابن عمرؓ آیت

وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ

کے بارے میں روایت کرتے ہیں کے عدت کے ختم ہونے سے پہلے اس عورت کا اپنے گھر سے نکلنا کھلی ہوئی بے حیائی ہے۔ ۵۲؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ آیت

وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ

سے مراد ہے زنا۔ ۵۳؎

مجاہدؒ آیت وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ سے مراد وہ زنا کا ارتکاب کریں (تو اس وقت اس کو نکالنا جائز ہے)۔ ۵۴؎

عطاء خراسانیؒ آیت وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ کے بارے میں روایت کیا کے یہ حکم حدود کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے، عورت جب زنا کا ارتکاب کرتی تو اسے نکال دیا جاتا۔ ۵۵؎

سعید بن المسیبؒ آیت وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ سے مراد ہے اگر وہ حد کو پہنچ جائے تو نکال دیا جائے اور اس پر حد قائم کی جائے۔ ۵۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ آیت وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ کے بارے میں بیان کرتے ہیں، فاحشہ مبینہ یہ ہے کے عورت مرد کے گھر والوں پر بدزبانی کرے، جب ان پر غلیظ زبان استعمال کرے تو ان کے لیے اس کا نکالنا حلال ہے۔ ۵۷؎

عکرمہؒ بیان کرتی ہیں، آیت بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ سے مراد ہے بداخلاقی۔ ۵۸؎

عکرمہؒ سے روایت ہے کے آیت اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ سے مراد بے حیائی کا کام اگر اس نے زنا کر لیا تو اس کو رجم کیا جائے گا۔ ۵۹؎

فَاِذَا بَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ فَارِقُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ وَّ اَشۡهِدُوۡا ذَوَىۡ عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ وَ اَقِيۡمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ‌ؕ ذٰ لِكُمۡ يُوۡعَظُ بِهٖ مَنۡ كَانَ يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ۙ وَمَنۡ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجًا ۔٦٠

ترجمہ۔پھر جب وہ عورتیں اپنی عدت گزرنے کے قریب پہنچ جائیں تو انہیں روک لو بھلائی کے ساتھ یا چھوڑ دو بھلائی کے ساتھ اور دل والے دو آدمیوں کو گواہ بنالو اور اللہ کے لیے گواہی کو قائم کرو اور یہ وہ چیز ہے جس کی اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان لائے اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہو وہ اس کے لیے مشکل سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔

نکاح وطلاق میں گواہ بنانا:

عبدالرزاق وعبد بن حمید نے عطاءؒ سے روایت کیا ہے کے نکاح کرنا طلاق دینا اور رجوع کرنا گواہوں کے ساتھ ثابت ہوتے ہیں۔٦١؎

عبدالرزاق نے ابن سیرینؒ سے روایت کیا ہے کے ایک شخص نے عمران بن حصینؓ سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا جس نے طلاق دی اور گواہ نہیں بنائے اور پھر رجوع کیا لیکن گواہ نہیں بنائے، یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا! اس نے بہت برا کیا اس نے طلاق میں بدعت کا ارتکاب کیا اور اس نے سنت کے خلاف رجوع کیا اس کو چاہیے تھا کے اپنی طلاق پر اور اپنے رجوع پر گواہ بناتا اب اسے چاہیے کے اللہ سے استغفار کرے۔٦٢؎

ابراہیم نخعیؒ بیان کرتے ہیں، مسلمانوں میں انصاف اس نے کیا جس کے کام میں شک ظاہر نہ ہو۔٦٣؎

ضحاکؒ آیت وَ اَقِيۡمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ۔

ترجمہ۔اللہ کے لیے گواہی قائم کرو سے مراد تم سچی گواہی دو۔٦٤؎

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے گواہی کے بارے میں سوال کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! گواہی ایسی ہو جو سورج کی مثل ہو یعنی سورج کی

مانند واضح گواہی دے یا اس کو چھوڑ دے۔۶۵؎
حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کسی پر گواہی اس طرح سے دو جیسے وہ تمھارے نزدیک سورج کی روشنی میں سے زیادہ روشن اور واضح ہو۔۶۶؎
ابن عساکر نے عبادہ بن صامت ؓ سے روایت کیا کہ میرے بعض آباء واجداد میں سے کسی نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاق دی، اس کے بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے باپ نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاق دی۔
کیا اس سے نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بلاشبہ تمہارا باپ اللہ سے نہیں ڈرا، اگر وہ اللہ سے ڈرتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس معاملہ سے نکلنے کا کوئی راستہ بناتا۔
اب تیری ماں، تیرے باپ پر سنت کی خلاف ورزی کے نتیجے میں تین طلاقوں کے ساتھ اس سے جدا ہو چکی ہے اور باقی طلاقیں تیرے باپ کی گردن میں گناہ ہیں۔۶۷؎
حضرت ثوبان ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بلاشبہ بندہ رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے ان گناہوں کی وجہ سے جن کو وہ کرتا ہے اور کوئی چیز تقدیر کو رد نہیں کرسکتی سوائے دعا کے اور عمر میں کوئی چیز اضافہ نہیں کرسکتی سوائے نیکی کے۔۶۸؎
حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص استغفار کی کثرت کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر غم اور ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائیں گے جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہوگا۔۶۹؎
عمران بن حصین ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اللہ کی رضا کے لیے ہر اس چیز سے کٹ گیا جسے اللہ نے منع فرمایا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر مشقت اور تکلیف سے بچائے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے ہیں جہاں اس کو گمان بھی نہ ہوگا۔۷۰؎
اسماعیل الجبی ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر تم ان کاموں سے رک جاؤ جن سے رکنے کا تمھیں حکم دیا گیا ہے تو تم بغیر کھیتی اگائے کھاؤ گے۔۷۱؎
ربیع بن خثیم ؒ آیت وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا کے بارے میں کہتے ہیں، جو اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر اس چیز سے نکلنے کا راستہ بنا دیتے ہیں۔۷۲؎

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ آیت وَ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا سے مراد ہے نجات۔ ۷۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت:

حضرت ابوذرؓ غفاری بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا! میں تمھیں اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر تم سے چھپے یا اعلانیہ گناہ ہوجائیں تو تم نیک اعمال کرلو، کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کرو، اور نا کسی کی امانت رکھو اور نا دو کے درمیان فیصلہ کرو۔ ۷۴؎

وَّ یَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ ؕ وَ مَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسۡبُہٗ ؕ
اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمۡرِہٖ ؕ قَدۡ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیۡءٍ قَدۡرًا ۔ ۷۵

ترجمہ۔ اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے ملنے کا گمان بھی نہ ہو اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرلے سو وہ اس کے لیے کافی ہے بلاشبہ اللہ اپنا کام پورا ہی کر کے رہتا ہے۔ بے شک اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک اندازہ مقرر فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آیت

وَ مَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسۡبُہٗ ۔

ترجمہ۔ اور جو شخص اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہے۔

کے بارے میں کہتے ہیں جس نے اللہ پر توکل کیا تو اللہ اس کے گناہوں کو مٹا دے گا اور اسے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ ۷۶؎

حضرت عمر بن خطابؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر تم اللہ پر اس طرح توکل کرو جیسا توکل کا حق ہے تو اللہ تم کو اس طرح رزق دے گا جیسے پرندوں کو رزق دیتا ہے، پرندے صبح کو بھوکے نکلتے اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔ ۷۷؎

حسنؒ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اللہ کے دیے ہوئے تھوڑے رزق راضی رہا اور اس پر قناعت کی تو اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے عمل پر بھی راضی ہوجائے گا۔ ۷۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس کو لوگوں میں زیادہ

طاقتور ہونا پسند ہو تو اس کو چاہیے کے وہ اللہ پر بھروسہ کرے، اور جس کو یہ پسند ہو کے وہ تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ غنی ہو جائے تو اس کو چاہیے کے اپنے یا دوسروں کے بجائے سب سے زیادہ بھروسہ اس بات پر کرے جو اللہ کے ہاتھ میں ہے، اور جو یہ چاہتا ہے کے وہ لوگوں میں سب سے زیادہ باعث ہو جائے تو اس کو چاہیے کے تقویٰ اختیار کرے۔۷۹؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس شخص پر فاقہ اور غربت طاری ہو اور وہ لوگوں سے مانگنا شروع کر دے اور لوگوں سے ہی اپنی امیدیں وابستہ کرلے تو اللہ تعالی اس شخص پر غربت اور فاقہ طاری کر دیں گے لیکن اگر کوئی اللہ سے اپنی امید کو وابستہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کو جلد یا بدیر رزق عطا فرمائیں گے۔۸۰؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو بھوکا یا محتاج ہو اور اس نے اپنی اس تکلیف کو لوگوں سے چھپایا اور اپنی حاجت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا تو اللہ پر حق ہے کے اس کے لیے ایک سال کی خوراک کا کوئی حلال راستہ کھول دے۔۔۸۱؎

وہبؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں! جب میرا بندہ میرے اوپر توکل کرے گا اور اگر آسمان اور زمین بھی اس پر گر پڑیں تو میں اس کے لیے ان کے درمیان نکلنے کا راستہ بنادوں گا۔۸۲؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرح وحی بھیجی، اپنے رنج وغم کے لیے مجھے اپنے دل میں بسالے، مجھے اپنی آخرت کے لیے ذخیرہ بنالے اور مجھ پر بھروسہ رکھ میں تجھ کو کافی ہو جاؤں گا اور میرے علاوہ کسی کی جانب اپنا رخ نا کر۔۸۳؎

حضرت عمار بن یاسرؓ بیان کرتے ہیں، موت نصیحت کے لیے اور غنی کے لیے یقین کافی ہے جبکہ عبادت مشغولیت کے لئے کافی ہے، تو عبادت میں لگا رہے۔۸۴؎

بے شمار کائناتی دنیائیں اور ان میں بسنے والے انسان:

یہ کائنات بے حد وسیع وعریض ہے، جس کی وسعت کا اندازہ لگانا انسان کی عقل وادراک سے ماوراء ہے۔ اللہ تعالی اس کائنات کو مسلسل وسعت دیتے چلے جارہے ہیں جبکہ ہماری زمین کی

مثال ایک طویل صحراء میں موجود مٹی کے باریک ذرے کی مانند ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ١ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا۠ ۔۸۵

ترجمہ۔اللہ ایسا ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ان ہی کی طرح زمین بھی، ان سب میں احکام نازل ہوتے رہتے ہیں تا کہ تم کو معلوم ہو جائے کے اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو احاطۂ علمی میں لیے ہوئے ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کی تفسیر:

حضرت سعید بن جبیرؒ بیان کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس ؓ اس آیت **وَ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ** کی تفسیر بیان کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں، مجھے ڈر ہے اگر میں نے اس آیت کی تفسیر بیان کر دی تو تم میں سے اکثر کافر ہو جاؤ گے یعنی (یقین نہ کرو گے) تاہم جب لوگوں نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا یہ سات زمینیں یعنی (سات کائناتیں) ہیں اور ہر زمین تمھارے نبی کے مثل ایک نبی ہے، آدم کی مثل آدم ہیں، نوح کے مثل نوح ہیں، ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور عیسیٰ کی مثل عیسیٰ ہیں۔۸۶؂

امام احمد رضا بریلوی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ان زمینوں میں بھی وحی اترتی ہے۔۸۷؂

ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا۔۸۸؂

آسمان اور زمین میں جتنے لوگ بھی ہیں سب اسی سے مانگتے ہیں۔۸۹؂

(اللہ) ہر روز کام میں مصروف رہتا ہے۔۹۰؂

مجاہد کے طریق سے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے آیت **وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ** کے بارے میں فرمایا! اگر میں تم کو اس آیت کی تفسیر بیان کر دوں تو تم کافر ہو جاؤ گے اور تمہارا یہ کفر تمہارے اس آیت کے جھٹلانے کا سبب ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس آیت وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ کے بارے میں فرمایا! اس سے مراد سات زمینوں ہیں جن میں سے ہر زمین میں ایک نبی ہے تمہارے نبی کی طرح اور آدم ہے تمہارے آدم کی طرح اور نوح ہے تمہارے نوح کی طرح اور ابراہیم ہے تمہارے ابراہیم کی طرح اور عیسیٰ ہے تمہارے عیسیٰ کی طرح۔۹۱؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے سوال کیا، کیا زمین کے نیچے مخلوق ہے؟ تو آپؓ نے فرمایا! ہاں کیا تو نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف نہیں دیکھا۔ آیت اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ۔ ۹۲؎

ترجمہ۔ اللہ ہی نے سات آسمان پیدا کیے اور انہی کی طرح زمین بھی اور ان سب میں اللہ کے احکام نازل ہوتے رہتے ہیں۔

حضرت سعید بن جبیرؒ کے طریق سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، ایک شخص نے ان سے آیت اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ۔ ۹۳؎ کے بارے میں پوچھا؟ تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس شخص سے فرمایا! انسان کے لیے وہی ہے جو اس کو ایمان لانے پر آمادہ کرے اگر وہ تجھے اس کے بارے میں خبر دے تو تو کفر کرے گا۔ ۹۴؎

قتادہؒ سے آیت اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ کے بارے میں جب پوچھا گیا؟ تو انھوں نے فرمایا! ہر آسمان اور ہر زمین میں اللہ کی مخلوقات میں سے کچھ مخلوقات، امر اور قضاء ہیں۔ ۹۵؎

مجاہدؒ آیت اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ کے بارے میں لکھتے ہیں ان سب میں اللہ کے احکام نازل ہوتے ہیں یعنی ساتویں آسمان سے ساتویں زمین تک اللہ کا حکم نازل ہوتا ہے۔

حضرت سعید بن جبیرؒ اس آیت اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ کے بارے میں کہتے ہیں آسمان اور زمینیں جڑی ہوئی ہیں اور ان کے درمیاں حکم نازل ہوتا رہتا ہے۔ ۹۶؎

حسنؒ اس آیت کے بارے میں کہتے ہیں، اس سے مراد ہر آسمان اور زمین کے درمیان اس کی مخلوقات اور اس کا امر ہے۔ ۹۷

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی مذکورہ بالا آیت کی تفسیر سے یہ بات واضح اور ثابت ہو چکی کہ تمام کائناتی زمینوں میں اللہ کے پیغمبر اور انبیاء کرام مبعوث ہوتے رہے بالکل اسی طرح سے جس طرح سے ہماری اس زمین پر اللہ نے انسانوں کی اصلاح کے لئے پیغمبر اور رسول بھیجے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چونکہ رحمت اللعالمین ہیں اور تمام عالمین پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحمت کا نزول مسلسل جاری و ساری ہے۔

❀

حوالہ کتب:

۱۔ سورہ طلاق۔ آیت۔ ۱۔
۲۔ سورہ طلاق۔ آیت۔ ۱۔
۳۔ الدر المنثور التفسیر بالماثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۔ سورہ طلاق۔ آیت۔ ۱۔
۵۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۔ دلائل النبوۃ۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۷۔ سورہ النساء۔ آیت۔ ۱۳۰۔
۸۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔
۹۔ سورہ النساء۔ آیت۔ ۱۹۔
۱۰۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۲۹۔
۱۱۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۳۱۔
۱۲۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۳۲۔
۱۳۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۳۶۔
۱۴۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۲۸۔
۱۵۔ سورہ الطلاق۔ آیت۔ ۱۔
۱۶۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۳۶۔
۱۷۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۴۱۔
۱۸۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۳۷۔

۱۹۔تفسیر کبیر۔امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۲۰۔سورہ الاحزاب۔آیت۔۴۹۔
۲۱۔سنن ابوداوٗد۔امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔کتاب الطلاق۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۲۔سنن دارقطنی۔امام علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ) مطبوعہ نشر سنہ ملتان۔دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۲۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔کتاب الطلاق۔مطبوعہ دار الفکر بیروت.
۲۴۔کشف الخفاء ومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ) مطبوعہ مکتبہ الغزالی دمشق۔
۲۵۔معجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ص۔۲۱۷۔مطبوعہ دار احیاء التراث.
۲۶۔سنن ابوداوٗد۔امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔کتاب النکاح۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۰۔
۲۸۔موطا امام مالک۔امام مالک بن انس اصبحی (متوفی ۱۷۹ھ)۔کتاب طلاق۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت.
۲۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب الطلاق۔مطبوعہ دار الکتاب۔
۳۰۔ دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۳۱۔سنن نسائی۔امام عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔کتاب الطلاق۔مطبوعہ دار المعرفہ بیروت
۳۲۔سنن ابوداوٗد۔امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔کتاب الطلاق۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۳۔سنن ابوداوٗد۔امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔کتاب الطلاق۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۱۰۸۴۔مطبوعہ دار الفکر.
۳۵۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۳۶۔سورہ طلاق۔آیت۔۲۔
۳۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۲۸۔
۳۸۔سورہ الطلاق۔آیت۔۴۔
۳۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۴۔
۴۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۴۰۔
۴۱۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۔
۴۲۔سورہ الطلاق۔آیت۔۶۔
۴۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۲۸۔
۴۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۵۔
۴۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۵۔

۴۶۔سورہ الاحزاب۔آیت۔۴۹۔
۴۷۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۔
۴۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۵۔
۴۹۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۰۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۱۔ دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۵۲۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۵۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۵۴۔ دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۵۵۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۵۶۔ دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۵۷۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۵۸۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۹۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۰۔سورہ طلاق۔آیت۔۲۔
۶۱۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۶۲۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۶۳۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۴۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۵۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۶۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۷۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۸۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۹۔سنن نسائی۔امام عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔کتاب الطلاق۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت
۷۰۔ المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۷۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۷۲۔ مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔

۷۳۔المصنف ۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۷۴۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۵۔سورہ طلاق۔آیت۔۳۔
۷۶۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۷۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۷۸۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۸۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۸۱۔ المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۸۲۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۳۔ مجمع الزاوئد۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ۔
۸۴۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۵۔سورہ طلاق۔آیت۔۱۲۔
۸۶۔روح المعانی فی التفسیر القرآن العظیم والسبع المنانی۔علامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمود آلوسی البغدادی (متوفی۔)۔جز۔اول۔ص۔۹۷۔
ادارہ الطباعہ المغیر یہ المصر یہ۔۱۳۵۳ھ۔
۸۷۔کنزالایمان۔مفسر امام احمد رضا بریلوی۔سورہ النحل۔آیت ۴۹۔ص۔۴۳۴۔ناشر۔پیر بھائی کمپنی۔اردو بازار لاہور۔۱۹۹۰ء۔
۸۸۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔
۸۹۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۶۔
۹۰۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۶۔
۹۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۔کتاب اسماوالصفات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داراحیا التراث العربی۔
۹۲۔سورہ طلاق۔آیت۔۱۲۔
۹۳۔سورہ طلاق۔آیت۔۱۲۔
۹۴۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۹۵۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۹۶۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۹۷۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔

٦٦۔سورہ التحریم (حرام)

نام:

التحریم۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ح۔ر۔م) سے مشتق ہے،جس کے معنی شدت کے ساتھ روکنا یا ممانیت کرنا۔

شانِ نزول:

سورہ تحریم مدنی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۱۲ ہے جبکہ اس میں کل ۲ رکوع ہیں۔

مضامین:

۱۔اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کرنے کی ممانیت۔

۲۔ازواج مطہرات کا ذکر۔

۳۔ازواج مطہرات کو اللہ کا یہ حکم ہے کے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی رکھیں۔

۴۔ایلاء کا ذکر۔

۵۔توبۃ النصوح کا ذکر۔

٦۔قیامت کے دن مومنین کے نور کا ذکر۔

۷۔حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی ازواج کا ذکر۔

۸۔فرعون کی زوجہ حضرت آسیہ کا ذکر۔

۹۔تقویٰ کا بیان۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حلال چیزوں کو حرام نا کرنے کی ممانیت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی نے حلال اشیاء کو حرام نا کرنے کی ممانیت فرمائی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔١

ترجمہ۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں جسے اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا۔آپ نے اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اللہ بخشنے والا ہے،مہربان ہے۔

قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۔٢

ترجمہ۔اللہ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کا کھولنا مقرر فرما دیا ہے اور اللہ تمہارا مولی ہے،اور وہ جاننے والا ہے حکمت والا ہے۔

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۔٣

ترجمہ۔اور جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بات اپنی بیوی سے آہستہ بیان فرما دی، پھر جب وہ بات اس بیوی نے بتا دی اور اللہ نے وہ بات نبی پر ظاہر کر دی تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ بات بتا دی اور کچھ بات سے اعراض کیا۔ پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ بات اس بیوی کو بتا دی تو اس نے کہا کہ آپ کو اس کی کس نے خبر دی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جاننے والے خبر رکھنے والے نے خبر دی۔

اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۔٤

ترجمہ۔اے دونوں بیویو! اگر تم اللہ کے سامنے توبہ کرلو تو تمہارے دل مائل ہو گئے اور اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں تم دونوں آپس میں کارروائیاں کرتی ہو تو اللہ ان کا مولی ہے اور جبرئیل بھی اور نیک مسلمان بھی اور ان کے علاوہ فرشتے مددگار رہیں۔

عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا ۔۵

ترجمہ۔اگر پیغمبر تم عورتوں کو طلاق دے دیں تو ان کا پروردگار بہت جلد تمہارے بدلہ ان کو تم سے اچھی بیویاں عطا فرمادے گا جو اسلام والیاں، ایمان والیاں، فرمانبرداری کرنے والیاں، توبہ کرنے والیاں، عبادت کرنے وایاں، روزہ رکھنے والیاں ہوں گی، کچھ بیوہ اور کچھ کنواریاں۔

شان نزول:

درج بالا آیت حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زینب بنت جحشؓ کے ہاں ٹھہرا کرتے اور ان کے پاس شہد پیا کرتے، تاہم میں نے اور حفصہؓ نے ایک دوسرے سے مشورہ کیا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے جس کے پاس بھی تشریف لائیں تو اس کو چاہیے کے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں کہے کے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مغافیر کی بو آرہی ہے، کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغافیر کھایا ہے؟ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں سے کسی ایک کے پاس تشریف لائے تو اس نے انھوں نے ایسا ہی کہا، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نہیں بلکہ میں نے زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا ہے اور اگر ایسا ہے تو میں ہرگز آئندہ شہد نہیں پیوں گا۔تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔۶

ترجمہ۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں جسے اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اللہ بخشنے والا ہے، مہربان ہے۔

حضرت عبداللہ بن رافعؒ کہتے ہیں، میں نے ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے اس آیت

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ

کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا! میرے پاس سفید شہد کا ایک مشکیزہ تھا، جس میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہد تناول کیا کرتے لیکن جب عائشہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کے شہد کی مکھیاں شاید عرفطہ گوند چوستی ہیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شہد کو اپنے اوپر حرام کرلیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۷؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین حضرت حفصہؓ سے فرمایا! تم یہ بات کسی کو نہ بتانا کے میں نے ام ابراہیم کو اپنے پر حرام کرلیا ہے، تو انہوں نے کہا کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی چیز کو حرام کرتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حلال کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم میں اس کے قریب نہیں جاؤں گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات کو اس کے قریب نہیں کیا۔ یہاں تک کے ام المومنین حضرت حفصہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس راز کو حضرت عائشہؓ کے سامنے فاش کردیا، اس پر یہ آیت۔

قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ۔

ترجمہ۔ اللہ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کا کھولنا مقرر فرما دیا ہے۔ نازل فرمائی۔ ۸؎

مسروقؒ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین حضرت حفصہؓ کے لیے قسم کھائی کے میں اپنی باندی کے قریب نہیں جاؤں گا اور فرمایا کے وہ مجھ پر حرام ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کے سبب کفارہ کا حکم نازل ہوا، اور یہ حکم فرمایا گیا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس چیز کو حرام نہ کریں جس کو اللہ نے حلال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ ۹

ترجمہ۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں جسے اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا۔ آپ نے اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اللہ بخشنے والا ہے، مہربان ہے۔ سے لے کر آیت وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ تک نازل فرمائی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی قسم کے کفارے کا اور اپنی

باندی سے رجوع کرنے کا حکم فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ آیت وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا ۔

ترجمہ۔اور جب نبی ﷺ نے چھپا کر اپنی کسی بیوی سے ایک بات کہہ دی کے بارے میں بیان کرتے ہیں، ام المومنین حضرت حفصہ ؓ اپنے گھر آئیں تو دیکھا کے رسول اللہ ﷺ حضرت ماریہ قبطیہ ؓ سے مباشرت کر رہے ہیں۔تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا! تم یہ بات عائشہ ؓ کو نہ بتانا یہاں تک کے میں تجھ کو ایک بشارت دیتا ہوں کے تیرا باپ ابوبکر ؓ کے بعد والی یعنی (امیر المومنین) بنے گا جب میرا وصال ہوجائے گا، یہ سن کر ام المومنین حضرت حفصہ ؓ حضرت عائشہ کے پاس گئیں اور ان کو یہ ساری بات بتا دی۔حضرت عائشہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یہ خبر آپ ﷺ کو کس نے دی تو آپ ﷺ نے فرمایا! مجھ کو علیم اور خبیر ذات نے خبر دی ہے، یہ سن کر حضرت عائشہ ؓ نے آپ ﷺ سے کہا کے اب میں آپ ﷺ کی طرف نہیں دیکھوں گی یہاں تک کے آپ ﷺ ماریہ کو اپنے اوپر حرام نا کرلیں، تو آپ ﷺ نے حضرت ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کرلیا، اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ۖ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ۔۱۰

ترجمہ۔اے نبی ﷺ آپ اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں جسے اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا۔آپ نے اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں۔۱۱

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت عمر ؓ سے دوران سفر حج پوچھا! اے امیر المومنین رسول اللہ ﷺ کی بیویوں میں سے وہ کونسی دو عورتیں ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا آیت إِن تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۔

کس کے بارے میں نازل ہوئی، تو انہوں نے فرمایا! اے ابن عباس ؓ تجھ پر بڑا تعجب ہے وہ عائشہ اور حفصہ ؓ ہیں، پھر انہوں نے مجھ کو بتایا کے ہم اہل قریش اپنی عورتوں پر غلبہ رکھتے ہیں، لیکن جب ہم مدینہ منورہ آئے تو انصار صحابہ ؓ کو دیکھا جن پر ان کی عورتیں غالب ہیں، تو ہماری عورتوں نے ان عورتوں سے سیکھنا شروع کر دیا، ایک دن میں اپنی بیوی پر غصہ کر رہا تھا کے وہ اچانک مجھے جواب دینے لگی، جسے میں نے ناپسند کیا، اس پر وہ مجھ سے کہنے لگی کے آپ ؓ کیوں اس بات کو

ناپسند کرتے ہیں ،اللہ کی قسم ! نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں بھی ان کو جواب دیتی ہیں اوران میں سے کوئی ،کوئی تو دن سے لے کر رات تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑے رکھتی یعنی ان سے قطع کلامی کرتی ہیں۔ ۱۲؎

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کھائی کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں کے پاس ایک ماہ تک نہیں جائیں گے،تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں عتاب فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے قسم کا کفارہ مقرر فرمایا۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عورتوں سے ایلا کیا اور انھیں اپنے اوپر حرام قرار دیا،تو اللہ تعالیٰ نے اس حرام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حلال بنا دیا اور ایلا میں قسم کا کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ ۱۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایلاء:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں ،حضرت عمر بن خطابؓ نے مجھ سے بیان کیا کے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی عورتوں سے علیحدہ ہوگئے تو میں مسجد میں موجود لوگ یہ کہہ رہے تھے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی ، یہ پردہ کے حکم کے نزول سے پہلے کی بات ہے۔میں حضرت عائشہؓ سے اس بارے میں پوچھا ،پھر میں حفصہؓ کے پاس آیا اور میں نے اس سے کہا اے حفصہؓ کیا تیرے بارے میں یہ خبر ہے کےتو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دیتی ہے بخدا میں یہ جان گیا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ کو ناپسند فرماتے ، اگر میں نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ کو طلاق دے دیتے ، یہ سن کر وہ رونے لگیں ، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بلند آواز سے کہا ! بخدا اگر مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم فرمائیں تو میں اس کی گردن ماردوں گا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر غصے کے آثار نمایاں تھے ،میں نے عرض کی ، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! کیا آپ کی ازواج کی کوئی حرکت آپ پر بھاری گزری ہے؟ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو طلاق دی ہے تو اللہ تعالیٰ ،اس کے فرشتے ، جبرئیل ،میکائیل ، میں ،ابوبکر اور ایمان والے بھی آپ کے ساتھ ہیں۔اس وقت یہ آیت نازل ہوئی

اِنۡ تَتُوۡبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوۡبُكُمَا‌ۚ وَاِنۡ تَظٰهَرَا عَلَيۡهِ فَاِنَّ اللّٰهَ

هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا۔

ترجمہ۔اے دونوں بیویو! اگر تم اللہ کے سامنے توبہ کرلو تو تمہارے دل مائل ہو گئے اور اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں تم دونوں آپس میں کارروائیاں کرتی ہو تو اللہ ان کا مولی ہے اور جبرئیل بھی اور نیک مسلمان بھی اور ان کے علاوہ فرشتے مددگار ہیں، اگر پیغمبر تم عورتوں کو طلاق دے دیں تو ان کا پروردگار بہت جلد تمہارے بدلہ ان کو تم سے اچھی بیویاں عطا فرمادے گا جو اسلام والیاں، ایمان والیاں، فرمانبرداری کرنے والیاں، توبہ کرنے والیاں، عبادت کرنے وایاں، روزہ رکھنے والیاں ہوں گی، کچھ بیوہ اور کچھ کنواریاں۔

عائشہ بنت ابوبکر اور حفصہ ؓ بنت عمر آپس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیگر ازواج کے خلاف گٹھ جوڑ کیا کرتیں تھیں۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو طلاق دیدی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نہیں۔ میں نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مسجد میں لوگ کہہ رہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی ہے؟۔کیا میں ان کو بتادوں کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو طلاق نہیں دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں اگر تم چاہو، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسلسل باتیں کررہا تھا یہاں تک کے میں دیکھا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک سے غصے کے آثار ختم ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا یہاں تک کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کمرے میں انتیس دن رہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے، پھر میں مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا اور میں نے بلند آواز سے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عورتوں کو طلاق نہیں دی، پھر یہ آیت نازل ہوئی!

وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ

مِنۡهُمۡ ۔
ترجمہ۔ جب ان کے پاس کوئی خبر امن یا خوف کی پہنچی ہے تو اسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اسے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جماعت کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچاتے تو اس کی تحقیق کرتے جو ان میں تحقیق کرنے والے ہیں اور میں نے اس معاملہ کی تحقیق کی اور اللہ تعالیٰ نے آیت تخییر نازل فرمائی۔ ۱۴؎

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میرے والد جب اس آیت **وَ صَالِحُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ** کو پڑھتے تو فرماتے اس سے مراد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ۱۵؎

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا، اس آیت **وَ صَالِحُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ** سے مراد سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ ۱۶؎

ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آیت۔
وَ صَالِحُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب ہیں۔ ۱۷؎

ایلاء (صحبت نہ کرنے کی قسم کھانا):

ایلاء۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ا۔ل۔و) سے مشتق ہے۔
ایلاء۔ کے معنی تاخیر، سستی اور قسم وغیرہ۔ ۱۸؎
اگر کوئی شخص قدرت کے باوجود بغیر کسی عذر شرعی کے قسم کھالے کہ وہ پورے چار مہینے تک یا اب کبھی بھی اپنی بیوی سے صحبت نہیں کرے گا تو پورے چار مہینے گزرنے کے بعد ایک طلاق بائن پڑ جائے گی اور اگر چار مہینے گزرنے سے پہلے ہی صحبت کر لے تو قسم ٹوٹ جائے گی اور طلاق واقع نہ ہوگی مگر قسم توڑنے کا کفارہ دینا ہوگا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لِلَّذِيۡنَ يُؤۡلُوۡنَ مِنۡ نِّسَآٮِٕهِمۡ تَرَبُّصُ اَرۡبَعَةِ اَشۡهُرٍ‌ۚ فَاِنۡ فَآءُوۡ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۔ ۱۹

ترجمہ۔ ان کے لئے جو اپنی عورتوں سے ایلاء کرتے ہیں چار مہینے تک انتظار کریں اگر وہ رجوع کر لیں تو بے شک اللہ مہربان ہے اور بخشنے والا ہے۔

ایلاء میں قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے:

ا۔اگر طاقت ہو تو ساٹھ روزے لگاتار رکھے اور درمیان میں کوئی روزہ نہ چھوٹے۔

۲۔ جب تک روزے ختم نہ ہوں عورت سے دن یا رات میں کسی وقت بھی صحبت نہ کرے ورنہ دوبارہ سے روزے رکھنے پڑ جائیں گے

۳۔اگر چاند کی پہلی تاریخ سے روزے شروع کئے ہیں تو ۳۰ یا ۲۹ کا جیسا مہینہ پائے اسی طرح سے روزے رکھے گا۔

۴۔اگر روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے یا بغیر پکا ہوا اناج بھی تقسیم کیا جا سکتا ہے اور ایک دن کا اناج ایک فطرہ کے برابر ہو گا۔

۵۔اگر بغیر قسم کھائے یہ کہا کے اگر تجھ سے صحبت کروں تو تجھ کو طلاق ہے تب بھی ایلاء ہو گیا اگر صحبت کرے گا تو ایک طلاق رجعی پڑ جائے گی اور چونکہ قسم نہیں کھائی اس لئے اس کا کفارہ نہ ہو گا لیکن اگر چار مہینے گزر گئے اور صحبت نہیں کی تو ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔

تَوْبَةً نَّصُوْحًا:

توبۃ النصوحا سے مراد ایسی توبہ جس کے بعد دوبارہ کبھی وہ گناہ نا کیا جائے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔۲۰

ترجمہ۔اے ایمان والو! تم اللہ کے حضور میں سچی توبہ کرو۔قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہوں کا کفارہ فرما دے گا اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری

ہوں گی۔جس دن اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو اور ان کو رسوا نہ فرمائے گا جو اہل ایمان ان کے ساتھ ہیں، ان کا نور ان کے سامنے اور ان کی داہنی طرف دوڑتا ہوگا۔ وہ عرض کرتے ہوں گے کہ ہمارے رب نور کو پورا فرمادے اور ہماری مغفرت فرمادے، بیشک آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کے حضرت عمر بن خطابؓ سے آیت تَوْبَةً نَّصُوحًا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا! انسان برے کاموں سے اس طرح توبہ کرلے کے پھر کبھی اس کی جانب نہ لوٹے۔۲۱؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کسی گناہ سے ایسی توبہ کرنا اور دوبارہ کبھی اس کی طرف رجوع نہ کرنا۔۲۲؎

حضرت عبداللہ بن ابی کعبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ سے جب "توبۃ نصوحا" کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا! بندہ اپنے گناہ پر نادم ہو جو اس سے صادر ہوا اور اللہ سے استغفار کرے اپنی ندامت کے ساتھ پھر کبھی اس گناہ کی طرف نہ لوٹے۔۲۳؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کے معاذ بن جبلؓ نے پوچھا، یارسول اللہ ﷺ! "توبۃ نصوحا" کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! کے بندہ اپنے گناہ پر نادم ہو اور اللہ تعالیٰ سے معذرت کرے، اور دوبارہ کبھی اس جانب نالوٹے جیسے دودھ تھن کی طرف نہیں لوٹتا۔۲۴؎

توبہ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ت۔و۔ب) سے مشتق ہے۔

تاب۔توب۔توبۃ۔متاباً۔سے مراد واپس آجانا ہے۔

توبہ۔یعنی مڑ کر واپس آجانا یا U tern کرنا۔

توبہ۔ایک عملی قدم ہے، جس کے ذریعے غلطیوں کو Un-Do کیا جاسکتا ہے۔

توبہ۔کے ذریعے غلطیوں کی تلافی ممکن ہے۔

توبہ۔سے مراد غلطیوں اور گناہ کے احساس کے بعد شدید نوعیت کی شرمندگی اور پھر دوبارہ کبھی بھی اس گناہ یا غلطی کو نا کرنے کی ٹھان لینا۔

توبہ۔کرنے والے کو تائب کہا جاتا ہے۔۲۵؎

وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيۡلِ ؕ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ يُذۡهِبۡنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكۡرٰى لِلذّٰكِرِيۡنَ ۔۲۶

ترجمہ۔اور دن کے دونوں طرفوں میں اور رات کے کچھ حصوں میں نماز قائم کیجئے بیشک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہے۔

یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔

حضرت ابوامامہ باہلیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! فرض نماز دوسری نماز تک کے گناہوں کا کفارہ ہے، ایک جمعہ کی نماز دوسرے جمعے کی نماز تک گناہوں کو مٹا دیتی ہے، رمضان کے روزے پچھلے سال کے گناہوں کو جبکہ ایک حج اگلے کے درمیان کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔۲۷؎

حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو مسلمان کوئی گناہ کرے پھر وضو کے بعد دو یا چار رکعت فرض نماز یا نفل نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔۲۸؎

حضرت سلمانؓ بیان کرتے ہیں، پانچ نمازیں ان گناہوں کو مٹا دیتی ہیں جو کچھ ان کے درمیان ہوا سوائے کبیرہ گناہوں کے۔۲۹؎

حضرت ابوموسیٰؓ اشعری بیان کرتے ہیں، پانچ نمازوں کی مثال ایسی ہے جیسے تمھارے دروازے پر جاری نہر ہو جس میں تم دن میں پانچ بار غسل کرتے ہو، تو کیا تمھارے جسم پر کوئی میل باقی رہے گا؟۳۰؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم لوگ (گناہوں کی آگ) میں جلتے رہتے ہو جب تم صبح کی نماز پڑھتے ہو تو وہ نماز گناہوں کو دھو ڈالتی ہے، پھر تم گناہوں کی آگ میں جلتے ہو، جب تم ظہر کی نماز پڑھتے ہو تو وہ نماز گناہوں کو دھو ڈالتی ہے، پھر تم گناہوں کی آگ میں جلتے ہو، جب تم عصر کی نماز پڑھتے تو وہ نماز ان گناہوں کو دھو ڈالتی ہے، پھر تم گناہوں کی آگ میں جلتے ہو، جب تم مغرب کی نماز پڑھتے ہو تو وہ نماز ان گناہوں کو دھو ڈالتی

ہے، پھر تم گناہوں کی آگ میں جلتے ہو، جب تم عشاء کی نماز پڑھتے ہو تو وہ نماز ان گناہوں کو دھوڈالتی ہے، پھر تم سوجاتے ہو اس حال میں کے کوئی گناہ تم پر نہیں لکھا جاتا یہاں تک کے تم جاگ جاتے ہو۔ ۳۱؎

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، تم نیکیوں میں جلدی کرو کیونکہ تمھاری نئی نیکیاں پرانے گناہوں کو مٹادیتی ہیں، اگر چہ تم نے اتنے گناہ بھی کر لیئے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان خلا ہے، تاہم انسان کے نیک اعمال ان گناہوں پر غالب آجائیں گے۔ ۳۲؎

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، تم اپنے پرانے گناہوں کو مٹانے کے لئے نئی نیکیوں سے مدد طلب کرو، اور تم ہرگز نئی نیکیوں سے بڑھ کر کسی چیز کو نہیں پاؤ گے جو تمھارے پرانے گناہوں کو مٹانے والی ہے، اور اس کی تصدیق تو قرآن کی یہ آیت کرتی ہے۔

اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡهِبۡنَ السَّیِّاٰتِ۔ ۳۳

فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَ اسۡتَغۡفِرۡهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۔ ۳۴

ترجمہ۔ آپ اپنے رب کی تسبیح بیان کیجیے جس کے ساتھ حمد بھی ہو اور اس سے مغفرت طلب کیجیے بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَ یُحِبُّ الۡمُتَطَهِّرِیۡنَ۔ ۳۵

ترجمہ۔ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو بہت پسند کرتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا پھر یوں کہا!

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ، وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ

کے لئے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ ۳۶؎

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! آدم کا ہر بیٹا خطا کار ہے لیکن بہترین خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔ ۳۷۔

اللہ روز قیامت مومنین کے نور کو بڑھا دیں گے:

اللہ تعالیٰ روز قیامت مومنین کے نور کو بڑھائیں گے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَ اغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ ۳۸

ترجمہ۔ جس دن اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اور ان کو رسوا نہ فرمائے گا جو اہل ایمان ان کے ساتھ ہیں، ان کا نور ان کے سامنے اور ان کی داہنی طرف دوڑتا ہوگا۔ وہ عرض کرتے ہوں گے کہ ہمارے رب نور کو پورا فرمادے اور ہماری مغفرت فرمادے، بیشک آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔ سے مراد ہے کے موحدین میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا مگر اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن نور عطا فرمائے گا لیکن منافق کا نور بجھ جائے گا اور مومن ڈرے گا جب وہ منافق کے نور کو بجھتا ہوا دیکھے گا اور وہ کہے گا

رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا۔

ترجمہ۔ اے ہمارے رب ہمارے لیے ہمارے نور کو پورا کردیجیے۔ ۳۹۔

۞

حوالہ کتب:

۱۔ سورہ تحریم۔ آیت۔ ۱۔

۲۔ سورہ تحریم۔ آیت۔ ۲۔

۳۔ سورہ تحریم۔ آیت۔ ۳۔

۴۔ سورہ تحریم۔ آیت۔ ۴۔

۵۔ سورہ تحریم۔ آیت۔ ۵۔

۶۔ سورہ تحریم۔ آیت۔ ۱۔

۷۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۸۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۹۔سورہ تحریم۔آیت۔۱۔
۱۰۔سورہ تحریم۔آیت۔۱۔
۱۱۔ المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۱۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۱۳۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۵۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۶۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۷۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۲۶۔
۲۰۔سورہ تحریم۔آیت۔۸۔
۲۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۲۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۴۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۶۔سورہ ھود۔آیت۔ ۱۱۴۔
۲۷۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۲۸۔المعجم الوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۲۹۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔
۳۰۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔
۳۱۔المعجم الوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۳۲۔المعجم الوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۳۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۳۴۔سورہ النصر۔آیت۔ ۳۔

۳۵۔سورہ البقرہ۔آیت ۔۲۲۲۔
۳۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۳۷۔ شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۸۔سورہ تحریم۔آیت۔۸۔
۳۹۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

٦٧۔سورہ الملک (بادشاہت)

نام:

الملک ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی بادشاہت کے ہیں،سورہ الملک کوسورہ مانعہ،منجیہ اور مجادلہ بھی کہتے ہیں۔

شان نزول:

سورہ الملک مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۳۰ ہے،جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۲ ہے۔

مضامین:

۱۔عقائد کا بیان۔
۲۔زمین وآسمان کی تخلیق کا بیان۔
۳۔اہل ایمان کی جزااورکفار کی سزا کا بیان۔
۴۔موت وحیات اللہ کی مخلوق ہیں یعنی اللہ نے انھیں تخلیق فرمایا ہےاوران کے مقاصد،قدرت الہیہ کے دلائل۔

سورہ الملک شعور رکھتی ہے:

سورہ الملک شعور سے متصف سورہ ہے،قابل غورنکتہ ہے کے کل اشیاء کائنات شعور رکھتی ہیں،وہ اپنے مقام اورمنصب سے واقف ہیں،وہ اللہ کی عبادت اورحمد وثناء بجالاتی ہیں کیونکہ بے شمار

احادیث اور روایات اس سورہ کے بارے میں یہ گواہی دے رہی ہیں کے یہ سورہ اپنے پڑھنے والے کی قبر میں مدد کرے گی ،سورہ الملک اللہ کا کلام اور اللہ کا پیغام ہے، اس کلام اور پیغام کا با قاعدہ ادارک اس سورہ کو بذات خود بھی حاصل ہے، چنانچہ جب کہیں اس سورہ کی تلاوت کی جاتی ہےتو اس سورہ کو یہ علم ہوتا ہے کے پڑھنے والا مجھ کو پڑھ رہا ہے لہٰذا قبر کی مشکل منزل میں مجھے اس شخص کی ہر ممکن مدد کرنی ہے۔

اس نکتے سے یہ واضح ہوا کل قرآن کریم اور اس میں موجود تمام سورتیں بھی ادراک اور آگہی سے متصف ہیں یعنی وہ بھی اپنے پڑھنے والوں سے واقف ہیں کے کون ان سے محبت ، انسیت ، مودت اور احترام کا حق ادا کرتا ہے۔

اس نظریے کو اس بات سے بھی تقویت ملتی ہے کے، دور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک شخص نماز کی ہر رکعت میں سورہ اخلاص کی تلاوت کرتا لوگوں نے اس شخص کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کی ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو بلا کر اس کی وجہ پوچھی ؟ تو اس شخص نے بتایا کے اس کو سورہ اخلاص سے بے حد محبت ہے جس کی بناء پر وہ اس سورہ کی تلاوت نماز کی ہر رکعت میں کرتا ہے، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس سورہ کی محبت تم کو جنت میں لے کر جائے گی ۔[1]

فضائل کے اعتبار سے سورہ الملک کو تمام سورتوں میں یہ امتیاز اور فضیلت حاصل ہے کے اس سورہ کی تلاوت کرنے والے شخص کو یہ سورہ عذاب قبر سے بچائے گی اور ہر محاذ پر لڑ جھگڑ کر اس شخص کو خلاصی دلوائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ الملک کی بے پناہ فضیلتیں بیان فرمائی ہیں۔

اسی حوالے سے کچھ احادیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درج ذیل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قرآن کریم میں ۳۰ آیات والی ایک سورۃ ہے جو اپنے پڑھنے والے کی اس وقت تک سفارش کرتی رہے گی جب تک اس کی بخشش نہ ہو جائے اور وہ سورۃ ہے تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۱ یعنی ۔سورہ ملک ہے ۔[2]

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میں چاہتا ہوں کے سورہ الملک ہر مومن کے دل میں ہو یعنی ہر شخص کو یاد ہو۔ ۳؎

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! قبر میں عذاب کے فرشتے ہر جانب سے انسان کی جانب آنا چاہتے ہیں سب سے پہلے اس کے پیر، سینے، دائیں، بائیں اور پھر سر کی جانب سے لیکن سورہ الملک اس عذاب کو روکتی ہے اور کہتی ہے کے جب یہ شخص یہ سورہ تلاوت کر رہا تھا تو تمام جسمانی اعضا اس کے ساتھ تھے حتیٰ کے عذاب کی آمد کا ہر راستہ یہ سورۃ روک لیتی ہے، یہ سورۃ تورات میں بھی ہے چنانچہ جس شخص نے اس سورہ کو رات میں پڑھا گویا اس نے بہت زیادہ ثواب کمایا۔ ۴؎

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں، سورہ الملک کو ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے دور میں مانعہ یعنی (عذاب الٰہی کو روکنے والی) سورہ بھی کہتے تھے۔ ۵؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، ایک دفعہ سفر میں ہم نے رات میں ایک مقام پر قیام کیا ہماری قریب ایک قبر تھی تاہم اس قبر میں ایک شخص سورہ الملک پڑھ رہا تھا، جب ہم واپس لوٹے تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا! یہ سورہ مانعہ ہے یہ منجیہ ہے یعنی یہ سورہ عذاب قبر سے نجات دیتی ہے۔ ۶؎

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! قرآن کریم میں تیس آیات والی ایک سورہ ہے، وہ اپنے پڑھنے والے کے لیے سفارش کرے گی یہاں تک کے اس کو بخش دیا جائے گا۔ ۷؎

حضرت بن مالک انس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! قرآن کریم میں ایک سورہ ایسی ہے جو اپنے پڑھنے والے کے بارے میں جھگڑے گی یہاں تک کے اس کو جنت میں داخل نا کروادے اور وہ سورت تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ۔ ۹

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے ایک شخص سے فرمایا! کیا میں تمھیں ایک حدیث تحفے میں نا دوں جس سے تم خوش ہو جاؤ گے؟ اس شخص نے کہا کیوں نہیں، آپ ؓ نے فرمایا! سورہ تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ خود بھی پڑھو، اپنے گھر والوں، اپنی ساری اولاد، اپنے سارے گھر کے بچوں اور

اپنے پڑوسیوں کو بھی سکھاؤ کیونکہ وہ نجات دلانے والی سورہ ہے اور قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کے لیے اپنے رب کے پاس جھگڑنے والی ہے اور یہ اپنے پڑھنے والوں کو تلاش کرے گی تا کہ انھیں دوزخ کے عذاب سے نجات دلائے اور اس کا پڑھنے والا اس کے ذریعہ قبر کے عذاب سے نجات پائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کے یہ سورہ میری امت کے ہر فرد کے دل میں ہو۔ ۱۰؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، جب ایک انسان کو اس کی قبر میں لایا جائے گا تو اس شخص کی ٹانگیں فرشتوں سے کہیں گی تمہارا مجھ پر کوئی اختیار نہیں کیونکہ یہ شخص کھڑا ہوکر ہم پر سورہ الملک پڑھتا تھا، پھر اس شخص کا سینہ کہے گا تمہارا مجھ پر کوئی اختیار نہیں کیونکہ اس شخص نے مجھ کو اپنے سینے میں محفوظ کیا ہے، پھر اس شخص کا سر کہے گا تمھارا مجھ پر کوئی اختیار نہیں کیونکہ یہ شخص میرے ساتھ سورہ ملک پڑھا کرتا تھا۔ جان لو یہ سورہ روکنے والی ہے جو عذاب قبر سے روکتی ہے اور یہی سورت ملک تورات میں بھی ہے جو شخص اس سورہ کو رات میں پڑھے گا تو گویا اس نے خیر کثیر حاصل کی۔ ۱۱؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں سورہ الملک کو سورہ مانعہ یعنی روکنے والی کہتے تھے، یہ اللہ کی کتاب میں سورہ ملک ہے جو اس کو رات کو پڑھے گا تو اس نے کثیر اور خوب اچھا پڑھا۔ ۱۲؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، انسان کے مرنے کے بعد قبر میں اس کے اردگرد آگ روشن کی جاتی ہے تو سورہ الملک ہر ہر اس آگ کو کھا جاتی ہے جو میت کے قریب ہو، اگر مرنے والے کا کوئی قابل ذکر عمل نا بھی ہو سوائے سورہ الملک کو پڑھنے کے تو یہ سورہ اس شخص کو اس آگ سے بچائے گی۔ ۱۳؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الم تنزیل السجدۃ اور ہر تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ رات کو پڑھا کرتے تھے اور سفر حضر میں اس سورہ کو نا چھوڑتے۔ ۱۴؎

امیر المومنین حضرت علیؓ سے مرفوعاً روایت ہے، جو شخص ان کلمات کو اپنی موت کے وقت کہے گا وہ جنت میں داخل ہو گا وہ کلمات یہ ہیں آیت لا الہ الا ہو الحلیم الکریم تین مرتبہ آیت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

الْعٰلَمِیْنَ تین مرتبہ اور آیت تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۔۱۵؎

مالک الملک۔(سارے جہان یا عالمین کا بادشاہ)۔

اللہ کا ایک اسم صفاتی مالک الملک ہے،یعنی سارے جہان کی بادشاہت اللہ کے اختیار میں ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۔۱۶

ترجمہ۔وہ بڑی عالی ذات جس کے قبضے میں ملک ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مالک الملک۔عربی زبان کا لفظ ہے،جو(م۔ل۔ک) سے مشتق ہے۔

مالک الملک۔کا مطلب مکمل قوت ، اختیار اور اقتدار کا مالک یعنی اللہ کی بادشاہت ،حکومت اور اقتدار کائنات کی ہر شے پر قائم ہے اس کے ایک معنی مکمل Authority کے بھی ہیں۔۱۷؎

قرآن کریم میں 'مالک الملک'(۱) مرتبہ آیا ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ۔۱۸

ترجمہ۔اللہ مالک الملک ہے، وہ جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے،اور جس سے چاہے ملک چھین لیتا ہے،وہ جس کو چاہے عزت دیتا ہے اور وہ جس کو چاہے ذلت دیتا ہے،اسی کے ہاتھ میں سب بھلائی ہے،بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

عربی زبان میں لی فی الوادی ملک سے مراد ایک ایسی وادی جہاں پانی ، چراگاہ اور مویشی موجود ہوں اسی لئے پانی کو بھی ملک کہا جاتا ہے کیونکہ پانی میں زندگی ہے اور پانی کی موجودگی سے کئی بگڑے کام سلجھ جاتے ہیں چنانچہ جس جگہ پانی ہو اس علاقے کی قدرومنزلت بہت زیادہ ہوتی ہے۔۱۹؎

تہذیبوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کے دنیا کی تمام تہذیبیں سمندر یا دریاؤں کے آس پاس

پھلی پھولی اور پروان چڑھیں اور خود مکہ مکرمہ جو کبھی بے آب وگیاں ایک غیر آباد صحرا تھا جہاں دور دور تک آبادی کا نام ونشان تک موجود نہ تھا جب وہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی کی رگڑ سے آب زم زم جاری ہوا تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ علاقہ آباد ہو گیا۔

عربی زبان میں 'ملاک الامر' سے مراد گارے کے ہیں جو پتھروں کو باہم جوڑتا ہے۔

اسی طرح سے 'ملک العجین یملکہ' سے مراد آٹے کو اچھی طرح سے گوندھنے کے ہیں تاکہ گندم کے تمام اجزاء یک جان ہو جائیں۔

نواب صدیق حسن خان نے (م۔ل۔ک) کا اصل خاصا قوت اور شدت بیان کیا ہے۔۲۰؎

اس کائنات میں اصل حکم اللہ کا ہی چلتا ہے اور اس کے حکم کے بغیر ایک پتا بھی اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا وہ نہایت شان سے عرش پر متمکن ہے جہاں سے اس کا حکم کل کائنات پر قائم ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلْمَلِكُ۔ترجمہ۔(اللہ) بادشاہ ہے۔۲۱؎

اسم المالک الملک کا نظام کائنات میں کردار:

اسم مالک الملک صفت باری تعالیٰ ہے جس کے پاس اس کائنات کے مکمل اختیارات ہیں وہ قادر مطلق اور تمام طاقتوں کا منبع وماخذ ہے پورا نظام کائنات اس کے حکم پر قائم ودائم ہے اور جملہ معاملات اسی کی مرضی سے طے پاتے ہیں وہ اپنی نظیر آپ ہے کوئی بھی غیر اس کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں شریک نہیں زمین وآسمان کی تمام اشیاء اس کی ملکیت اور دائرہ اختیار میں ہیں حتیٰ کے زمین پر گرنے والا ایک خزاں رسیدہ پتا اور زمین کی تہہ میں موجود رائی کا ایک دانہ بھی اس کے علم اور قدرت میں موجود ہے۔

ارشادات خداوندی:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ ۔۲۲

ترجمہ۔کہو! اللہ ہی ملک کا مالک ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰه۔ ۲۳

ترجمہ۔ وہی ذات ہے جو آسمان اور زمین میں عبادت کے لائق ہے۔

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ۔ ۲۴

ترجمہ۔ وہ عرش پر متمکن ہے۔

هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ ۲۵

ترجمہ۔ وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى۔ ۲۶

ترجمہ۔ رحمن عرش پر متمکن ہے۔

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ ۲۷

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔

وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ۔ ۲۸

ترجمہ۔ اس کا عرش پانی پر تھا۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْم۔ ۲۹

ترجمہ۔ اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ۔ ۳۰

ترجمہ۔ آج کس کیلئے ملک ہے۔

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ۔ ۳۱

ترجمہ۔ وہ بلند درجوں والے عرش کا مالک ہے۔

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ
وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ ۳۲

ترجمہ۔ آپ فرشتوں کو دیکھیں گے کہ عرش کے گرداگرد حلقہ بنائے ہوئے ہیں، وہ اپنے رب کی تسبیح وتحمید میں مشغول ہوں گے، اور بندوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور کہہ دیا

جائے گا کہ سب تعریف ہے اللہ کے لئے جو رب العالمین ہے۔

سُبۡحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ رَبِّ الۡعَرۡشِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ۔ ۳۳

ترجمہ۔(اللہ) آسمان اور زمین کا مالک ہے وہ عرش کا مالک ہے۔

ذُو الۡعَرۡشِ الۡمَجِیۡدُ۔ ۳۴

ترجمہ۔عرش کا مالک ہے۔عظمت والا ہے۔

وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ وَاِلَی اللّٰہِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ۔ ۳۵

ترجمہ۔اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہی کی طرف تمام امور لوٹائے جائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کا وہ اسم اعظم جس کے ساتھ دعا کی جائے تو وہ دعا قبول ہو آل عمران کی اس آیت میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ مٰلِکَ الۡمُلۡکِ تُؤۡتِی الۡمُلۡکَ مَنۡ تَشَآءُ وَ تَنۡزِعُ الۡمُلۡکَ مِمَّنۡ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ بِیَدِکَ الۡخَیۡرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡر ۔ ۳۶

حضرت ابوہریرہؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا! ابوہریرہؓ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں پیدا فرمایا پھر اپنی شان کے مطابق عرش پر متمکن ہوئے۔مٹی کو ہفتہ کے دن، پہاڑوں کو اتوار کے دن، درختوں کو پیر کے دن، منگل کے دن، نور کو بدھ کے دن، چوپائے اور دیگر جانوروں کو جمعرات کے دن، اور جمعہ کی آخری ساعتوں حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا۔ ۳۷

قتادہؓ آیت ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ۔ ۳۸۔ترجمہ۔وہ عرش پر متمکن ہے سے مراد ہے ساتویں دن اپنی شان قدرت کے مطابق عرش پر متمکن ہوا۔ ۳۹

کعب احبارؓ بیان کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمالیا تو عرش پر متمکن ہوئے اور عرش

نے اللہ کی تسبیح بیان کی۔ ۴۰؎

زندگی اور موت کی تخلیق:

اللہ تعالیٰ نے زندگی اور موت دونوں کو تخلیق فرمایا ہے، یعنی موت وحیات اللہ کی مخلوقات ہیں۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

الَّذِىۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَيٰوةَ لِيَبۡلُوَكُمۡ اَيُّكُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ وَ هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡغَفُوۡرُ ۔۴۱

ترجمہ۔جس نے پیدا کیا موت کو اور حیات کو تا کہ وہ تمہیں آزمائے کے تم میں کون شخص عمل کے اعتبار سے زیادہ اچھا ہے اور وہ عزیز ہے، غفور ہے۔

قتادہؒ آیت الَّذِىۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَيٰوةَ کے بارے میں روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آدم کی اولاد کو موت کے سبب ذلیل کیا، اللہ نے دنیا کو زندگی اور پھر موت کا گھر بنا دیا جبکہ آخرت کو بدلے اور باقی رہنے کا گھر بنا دیا۔ ۴۲؎

قتادہؒ آیت الَّذِىۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَيٰوةَ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کے زندگی جبریل علیہ السلام کا گھوڑا ہے جبکہ موت چتکبرا مینڈھا ہے۔ ۴۳؎

وہب بن منبہؒ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے موت کو چتکبرا مینڈھے کی صورت میں پیدا فرمایا حالانکہ وہ سیاہی اور سفیدی کے ساتھ چھپا ہوا ہے اس کے چار پر ہیں ایک پر عرش کے نیچے، ایک پر نمناک مٹی کے نیچے، ایک پر مشرق میں اور ایک پر مغرب میں ہے۔ ۴۴؎

حیات (زندگی):

الحی۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ح۔ی۔ی) سے مشتق ہے۔ ۴۵؎

الحی۔یہ حیاۃ، حیوۃ، یحی اور احیاء کے معانی میں مستعمل ہے جس کے معنی زندگی یا زندگی بخشنا ہے۔

الحی۔کے ایک معنی اپنی حیات میں کسی کا محتاج نہ ہونا، ایسی ہستی جس پر کبھی موت وارد نہ ہوگی۔

ماہرین حیاتیات کے مطابق، جب کسی زندہ شے کو چھوا جاتا ہے تو اس کی جانب سے ایک فطری

ردعمل یعنی اپنے آپ کو سمیٹنے کا مظاہرہ کیا جاتا ہے یعنی ہر زندہ شے کے اندر قدرتاً جذبہ تحفظ یعنی (Preservation of self) موجود ہوتا ہے تاہم اسی جذبے کے پیش نظر وہ شے سکڑتی اور سمٹتی ہے دوسری جانب مردہ شے کو اگر چھوا جائے تو وہ اسی حالت میں برقرار رہتی ہے تاہم اہل عرب کے یہاں اسی لفظ سے حیاء (یعنی شرم) بھی مراد لی گئی ہے کیونکہ حیاء میں بھی انسان سمٹنے کا مظاہرہ کرتا ہے۔

الحی ۔ سے مراد کائنات میں دور کرنے والی زندگی اور حیات کی رمق ہے۔ اسے ہم سانس کی آمد ورفت بھی کہہ سکتے ہیں۔ ۴۶؎

امام راغب اصفہانی، حیٰوۃ (حیات) کے معنی تحریر کرتے ہوئے یہ لکھتے ہیں کے حیات کے متعدد معانی ہیں۔ ۴۷؎

نباتات میں جو قوت نشونما ہے وہ بھی حیات ہے۔ اسی حوالے سے ارشادخداوندی ہے!

اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ۔۴۸

ترجمہ۔ بے شک اللہ ہی زمین کے مردہ ہونے کے بعد اس کو زندہ کرتا ہے۔

کل حیوانات میں بھی احساس، حرکت اور قوت حیات پائی جاتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادخداوندی ہے!

وَمَا یَسۡتَوِی الۡاَحۡیَآءُ وَلَا الۡاَمۡوَاتُ ۔۴۹

ترجمہ۔ اور زندہ اور مردہ برابر نہیں۔

انسان میں بھی عمل وعقل کی قوت کو قوت حیات کہا جاتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادخداوندی ہے!

اَوَمَنۡ کَانَ مَیۡتًا فَاَحۡیَیۡنٰهُ وَجَعَلۡنَا لَهٗ نُوۡرًا یَّمۡشِیۡ بِهٖ فِی النَّاسِ
کَمَنۡ مَّثَلُهٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیۡسَ بِخَارِجٍ مِّنۡهَا ؕ کَذٰلِكَ زُیِّنَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ
مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۔۵۰

ترجمہ۔ اور کیا وہ شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کیا اور اس کو روشنی دی جس سے وہ چلتا ہے۔

اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۔۵۱

ترجمہ۔ اللہ اور رسول ﷺ جب تمھیں ابدی زندگی دینے والی چیز کی طرف بلائیں تو فوراً حاضر ہوجاؤ۔

الحی۔ اللہ تعالی کا اسم اعظم ہے یعنی اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

اسم الحی کا نظام کائنات میں کردار:

کائنات میں زندگی کی جتنی بھی طرزیں موجود ہیں وہ اسی اسم اعظم الحی سے مسلسل زندگی، قوت، توانائی، احساس، حرکت اور قوت حیات حاصل کررہی ہیں، چاہے ان کا تعلق انسان، جنات، فرشتے، جمادات، نباتات، حیوانات، حجرات یا کسی بھی ذی روح اشیاء کائنات سے ہو یہاں تک اقوام عالم کی تہذیبوں میں بھی زندگی اور موت کا عمل جاری رہتا ہے تہذیبیں بھی انسانوں کی طرح جنم لیتی ہیں، پھلتی پھولتی، ترقی کرتی ہیں، ان کی بھی اچھی یا بری تقدیریں ہوتی ہیں، ان کے دوست، دشمن، پڑوسی، خیر خواہ بدخواہ، عادات، مزاج، نفسیات، زبان، رنگ ونسل، مذاہب، مسالک، بلندی، پستی، کامیابی، ناکامی اور عروج وزوال ہیں جبکہ ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اللہ نے اپنے برگزیدہ پیغمبر اور انبیاء بھیجے تاکہ یہ دنیا اور آخرت میں سرخرو ہوسکیں یعنی حکم خداوندی سے ان میں بھی زندگی کی رمق دوڑتی رہتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۔۵۲

ترجمہ۔ ہر قوم کے لئے ایک مدت مہلت مقرر ہے۔

جس طرح انسانوں کی نسلیں اور خاندان ہوتے ہیں بالکل اسی طرح سے ایک نئی تہذیب کسی گزشتہ تہذیب کے بطن سے جنم لیتی ہے دنیا کی تمام تہذیبیں ایک بڑے کل کی اکائیاں ہیں جبکہ اس بڑے کل کو ہم تاریخ انسانی کے نام سے جانتے ہیں یعنی تہذیبوں کو ہم انسانی زندگی کے مراحل بھی کہہ سکتے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَ لَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۔۵۳

ترجمہ۔ ہر (بستی) کے لئے ایک خاص مہلت عمل لکھی جا چکی ۔

اِلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَ ھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ۔۵۴

ترجمہ۔ (اللہ) نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا تا کہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے کہ تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

سانس لینا:

کائنات میں پائے جانے والے تمام ذی نفوس کی زندگی کا دارومدار سانس پر ہے انسان کی طرح دیگر مخلوقات بھی سانس لیتے ہیں جن میں شامل جانور، پرندے، حشرات الارض، زمین آسمان، درخت، پہاڑ، دریا، سمندر، صبح وشام حتیٰ کے جنت اور جہنم کے بھی سانس کے دورانیے مخصوص مختلف، متعین اور مقرر ہیں لیکن ان میں سے اکثر کے سانس کے دورانیے کے بارے میں عام طور پر انسان بے خبر ہی رہتا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۔۵۵

ترجمہ۔ قسم ہے صبح کی جب اس نے سانس لیا۔

ارشادات خداوندی:

فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۔۵۶

ترجمہ۔ پھر اس سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیا۔

وَ اَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا ۔۵۷

ترجمہ۔ ہم اس سے مردہ بستی کو زندہ کر دیتے ہیں۔

کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ کُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ۚ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔۵۸

ترجمہ۔تم اللہ کا کس طرح سے انکار کرتے ہو حالانکہ تم مردہ تھے پھر اس نے تمھیں زندہ کیا پھر وہ تمھیں مارے گا اور پھر تمھیں زندہ کردے گا۔

كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۔۵۹

ترجمہ۔اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تمھیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ مُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۔۶۰

ترجمہ۔(اے اللہ) تو زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے۔

وَ اللّٰهُ يُحْيٖ وَ يُمِيْت ۔۶۱

ترجمہ۔اللہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔

هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔۶۲

ترجمہ۔وہ ہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

وَ اِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَ نُمِيْتُ وَ نَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ۔۶۳

ترجمہ۔بے شک ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور ہم ہی سب کے وارث ہیں۔

وَ هُوَ الَّذِيْۤ اَحْيَاكُمْ ۟ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُم ۔۶۴

ترجمہ۔وہ اللہ ہے جس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں موت دے گا پھر تمہیں زندہ فرمائے گا۔

كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۔۶۵

ترجمہ۔اسی طرح سے اللہ مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ تمھیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاہ تم عقل حاصل کرو۔

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۔۶۶

ترجمہ۔اللہ الحی القیوم (زندہ اور جاوید ہستی) ہے جو نظام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ۔۶۷

ترجمہ۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ؕ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ

دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیۡرٍ ۔۶۸

ترجمہ۔ بے شک اللہ ہی کے لئے حکومت ہے آسمانوں اور زمین کی ،وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ کے سوا تمھارا کوئی ولی ہے اور نہ کوئی نصیر۔

وَعَنَتِ الۡوُجُوۡهُ لِلۡحَیِّ الۡقَیُّوۡمِ ۔۶۹

ترجمہ۔لوگوں کے سراس الحی القیوم کے سامنے جھکے ہوئے ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

نماز کو ٹھنڈے اوقات میں پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس لینے سے پیدا ہوتی ہے۔۷۰

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جہنم نے اپنے رب کے حضور شکایت کی اور کہا کے میرے رب میرے ہی بعض حصوں نے بعض کو کھالیا ہے تو پھر اللہ تعالی نے اسے دو سانسوں کی اجازت دی ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں لہٰذا تم انتہائی گرمی اور انتہائی سردی جب محسوس کرتے ہو تو یہ (اسی جہنم کے سانس لینے کا نتیجہ ہیں)۔۷۱

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بخار کو زم زم کے پانی سے ٹھنڈا کرلیا کرو کیونکہ بخار جہنم کی سانس کے اثر سے ہوتا ہے اسی لئے اسے پانی سے ٹھنڈا کرلیا کرو۔۷۲

اسی طرح سے بلند و بالا پہاڑ پیدا بھی ہوتے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ جوان بھی یہی نہیں بلکہ وہ بھی ہر ذی روح کی طرح سانس لیتے ہیں تخلیقی فارمولوں میں پہاڑ کی تخلیق اور نشونما کا فارمولا مختلف ہے بظاہر پہاڑوں کو دیکھ کر یہ لگتا ہے کہ وہ ایک جگہ جمے ہوئے ہیں لیکن ان کے اندر بھی ہر وقت قانون حرکت کام کرتا رہتا ہے ایک نارمل انسان ایک منٹ میں اندازاً بیس مرتبہ سانس لیتا ہے لیکن پہاڑ اپنا ایک سانس پندرہ منٹ میں مکمل کرتا ہے بالکل اسی طرح باقی مخلوقات کی سانس کی معین مقداریں الگ الگ ہیں۔۷۳

موت یا ممات:

الممیت۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (م۔و۔ت) سے مشتق ہے۔۷۴؎
الممیت۔کے معانی موت دینے والا۔
ممات۔کی ضد حیات ہے۔
موت۔کا لفظ اصطلاحاً سکون کے لئے بھی بولا جاتا ہے یعنی حرکت اور ارتقاء کا رک جانا اور پر سکون کیفیت کا وارد ہو جانا۔
الممیت۔اللہ کا اسم صفاتی ہے یعنی اللہ تعالی ہر ذی نفس کو موت کے مرحلے سے ضرور گزرے گا یہ اللہ کا وعدہ ہے۔۷۵؎
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔۷۶

ترجمہ۔جو مخلوق زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے۔

اسم الممیت کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الممیت کا نظام کائنات میں نہایت اہم کردار ہے کیونکہ قرآن خود کہتا ہے کے

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ۔۷۷

ترجمہ۔ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔
موت کا آنا ایک اٹل حقیقت ہے چنانچہ کائنات کے ہر ذی نفس جس میں روح موجود ہے اس کو موت کے مرحلے سے لازماً گزرنا ہے تاہم مومنین اور مشرکین کی موت کی کیفیات میں فرق ہے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ! ہر انسان کی موت کی کیفیات دوسرے سے قطعاً مختلف ہیں کیونکہ جب ہر انسان، اس کی زندگی کے تجربات اور مشاہدات، وقت پیدائش اور اس کے زندگی کے حالات وواقعات الگ ہیں تو پھر سب کو موت ایک جیسی کیسے آسکتی ہے؟ یقینی طور پر ہر شخص کے لئے موت کا آنا اس ے لئے زندگی کا ایک انوکھا تجربہ ہے جس تجربے سے وہ اس سے قبل کبھی

نہیں گزرا۔اہل علم اور صوفیاء اپنی کتب میں لکھتے ہیں! حقیقت تو یہ ہے کے روح قبض ہونے کی کیفیت میں بے حد سرور پایا جاتا ہے اس سرور کو مثال سے بیان کرنا ناممکن ہے اس کیفیت میں ہلکی ہلکی سنسناہٹ ہوتی ہے جبکہ انسان یہ محسوس کرتا ہے کے وہ آہستہ آہستہ فضاء میں اوپر کی جانب اٹھ رہا ہے اور اس کے چاروں جانب گہرا سناٹا چھایا ہوا ہے۔۷۸؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ۔

ترجمہ۔قسم ہے فرشتوں کی جو نہایت نرمی سے مومنین کی جان کے بند کھولتے ہیں۔۷۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے!

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو اس کے پاس فرشتے ایک ریشم کے ٹکڑے میں مشک اور مختلف پھول لے کر آتے ہیں پھر اس کے جسم سے روح کو اس طرح سے نکالا جاتا ہے جس طرح سے گندھے ہوئے آٹے میں سے بال کو نکالا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کے اے پاکیزہ روح! تو اس حال میں ہے کہ تو راضی ہو اور تجھے راضی کیا گیا ہو۔تو اللہ کی خوشی اور اس کرامت کی طرف نکل اور جب وہ روح نکلتی ہے تو اس کو مشک اور پھولوں پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس ریشم کو لپیٹ دیا جاتا ہے اور اس کو علیین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔۸۰؎

کفار، مشرکین، منکرین اور منافقین کی موت کی کیفیات کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ۔۸۱

ترجمہ۔ان فرشتوں کی قسم جو جسم میں ڈوب کر نہایت سختی سے کافروں کی روح کھنچتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے! حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان فرمایا کے ملک الموت کافروں کی روح کو ہر بال، ناخن اور قدموں کی جڑوں کے نیچے سے کھنچتا ہے اور اس کو اس کے جسم میں بار بار لوٹا کر نکالتا ہے مقاتل نے کہا کے ملک الموت اور اس کے مددگار فرشتے کفار کی روحوں کو اس طرح سختی سے کھنچتے ہیں جیسے لوہے کی سیخ میں بہت سے کانٹے ہوں اور ان میں گیلا اون پھنسا ہو

اور اس کو سختی سے کھینچ کر نکالا جائے پھر اس کی جان ایسے نکلتی ہے جیسے پانی میں ڈوبا ہوا شخص نکلتا۔ ۸۲؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے یہ کافروں کی روحیں ہیں جن کو کھینچ کر نکالا جاتا ہے پھر انھیں آگ میں غرق کردیا جاتا ہے۔ ۸۳؎

بے شک جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو فرشتے ایک ٹاٹ میں انگارے بھر کر لاتے ہیں پھر اس کی روح کو نہایت سختی کے ساتھ کھینچ کر نکالا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کے اے خبیث روح! اس حال میں کہ تو ناراض ہو اور تجھ پر اللہ ناراض ہو اللہ کی دی ہوئی اس ذلت اور عذاب کی طرف نکل اور جب وہ روح نکل آتی ہے تو اس کو انگاروں پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس ٹاٹ کو اس کے اوپر لپیٹ دیا جاتا ہے اور اس کو سجین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ ۸۴؎

انسانی جسم میں خلیات کا نظام:

اسم الممیت کی کائنات میں اس قدر گہرائی تک نفوذ پذیری ہے جس کا تصور بھی عقل انسانی سے باہر ہے مثلاً اگر انسانی جسم میں خلیات کے نظام اور ان کی موت اور زندگی کا ہی مطالعہ کرلیا جائے تو عقل انسانی حیران اور ششدر رہ جاتی ہے تاہم سائنسدانوں کے مطابق!

خلیات جنھیں انگریزی زبان میں cell کہا جاتا ہے وہ زندگی کی سب سے چھوٹی اکائی تصور کیا جاتا ہے تمام جاندار خلیات سے مرکب ہیں بالکل اسی طرح سے جیسے انسانی جسم مختلف خلیات کا مجموعہ اور مرکب ہے۔ سائنسدانوں کے مطابق! ایک اوسط قدوقامت کے

انسان میں تقریباً ایک ہزار کھرب یعنی 100 Trillion cells پائے جاتے ہیں یہ خلیات روز بنتے اور روز آنہ ختم ہوجاتے ہیں جبکہ ان کی جگہ نئے خلیات جنم لے لیتے ہیں اور یہ سلسلہ انسان کی پیدائش سے لے کر اس کی موت تک بدستور جاری رہتا ہے انسانی جسم میں اندازاً ۲۰۰ اقسام کے مختلف شکل وصورت کے خلیات پائے جاتے ہیں جنھیں قدرت نے مختلف ذمہ اریاں سونپی ہیں تاہم ان کا حجم، وزن، شکل وصورت اور ذمہ داریوں میں فرق پایا جاتا ہے۔

انسانی خون میں نہایت باریک ذرات پائے جاتے ہیں جنھیں تھرامبوسائٹس Thrombo

(Cytes) کہا جاتا ہے ان کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں یہ گول اور بیضوی شکل کے انتہائی چھوٹے ذرات ہوتے ہیں جن کی تعداد انسانی جسم میں اندازاً ۲۵ کھرب کے قریب ہوتی ہے لیکن ان کی زندگی کا دورانیہ محض چار دن ہے اور چار دن کے بعد انسانی جسم کی ہڈیوں میں پایا جانے والا گودا انھیں دوبارہ بنالیتا ہے انسانی جسم میں تھرامبوسائٹس کا کام خون کی نالیوں کی ٹوٹ پھوٹ کی مرمت یا کسی بھی اندرونی چوٹ کو بروقت مدد پہنچانا ہے تاہم کسی بھی چوٹ یا زخم لگنے ی صورت میں تھرامبوسائٹس کی تعداد کروڑوں تک پہنچ جاتی ہے اور یہ فوری طور پر جسم کی چوٹ یا زخم کو امداد فراہم کرتے ہیں تاہم متاثرہ جگہ پر پہنچنے کے بعد یہ اپنے حجم کو ۲۰ گنا تک بڑھالیتے ہیں اور اپنے اندر سے ایک چپچپا مادہ خارج کرتے ہیں جس کی وجہ سے متاثرہ حصہ جلد ٹھیک ہونے لگتا ہے۔

ایک اندازے کے مطابق! ہر سیکنڈ خون کے ۱۰،۰۰۰۰۰ (دس لاکھ) سرخ خلیات ختم ہوتے ہیں اور اگلے ہی لمحے اتنی ہی کثیر تعداد میں نئے خلیے پیدا ہوجاتے ہیں یعنی اسم الممیت کی نفوذ پذیری اس سطح پر بھی نظر آتی ہے تاہم بے شمار جاندار تو ایسے بھی ہیں جو محض چند سیکنڈ یا منٹ کے لئے ہی پیدا ہوتے اور مرجاتے ہیں یعنی اس سیکنڈ کے ہزارویں حصہ میں وہ پیدا ہوئے، جوان ہوئے اور بوڑھے ہوکر مر گئے یعنی اس سیکنڈ میں انھوں نے نہایت تیزی اور سرعت کے ساتھ اپنی زندگی کے تمام مراحل طے کرتے ہوئے موت کو گلے لگالیا جانداروں میں خلیات کی سطح پر کئی اسماء الحسنیٰ انھیں سنبھالے ہوئے ہیں یہاں ہمیں اسم الحی القیوم، المحی اور الممیت صفات نظر آرہی ہیں جبکہ ابھی پوری کائنات ابھی باقی ہے صرف خلیات کی سطح پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے یہ انکشافات حیران کن ہیں۔

ارشادات خداوندی:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۔۸۵

ترجمہ۔ جو مخلوق زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۔۸۶

ترجمہ۔ ہر امت کے لئے موت کا ایک وقت مقرر ہے۔

فَإِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ۔ ۸۷

ترجمہ۔ پھر جب ان کا وقت آجاتا ہے تو نہ ایک گھڑی پیچھے رہتے ہیں اور نہ آگے جاتے ہیں۔

وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ۔ ۸۸

ترجمہ۔ کوئی شخص یہ نہیں جانتا کے وہ کس زمین میں مرے گا بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ۔ ۸۹

ترجمہ۔ موت کی بے ہوشی برحق ہے یہ وہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَ الَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا
فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَ يُرْسِلُ الْأُخْرٰى إِلٰى أَجَلٍ
مُّسَمًّى إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَأٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ۔ ۹۰

ترجمہ۔ اللہ قبض کر لیتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت، اور ان جانوں کو بھی جن کی موت نہیں آئی ان کے سوتے وقت، پھر اسے روک لیتا ہے جس کے بارے میں موت کا فیصلہ فرما دیا اور دوسری کو اجل مقرر تک چھوڑ دیتا ہے، بلا شبہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو فکر کرتے ہیں۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا۔ ۹۱

ترجمہ۔ اللہ کے اذن کے بغیر کسی نفس کے لئے مرنا ممکن نہیں۔

وَ اتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا
كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔ ۹۲

ترجمہ۔ ڈرو تم اس دن سے جس میں لوٹائے جاؤ گے اللہ کی طرف، پھر ہر جان کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا جو کچھ اس نے کسب کیا، اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

وَ كَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا أَوْ هُمْ قَآئِلُونَ۔ ۹۳

ترجمہ۔ کتنی ہی بستیاں تھیں جن کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ سو ان پر ایسے وقت میں ہمارا عذاب آیا جب کہ وہ رات گزار رہے تھے یا ایسی حالت میں عذاب آیا کہ وہ دوپہر کے وقت سوئے ہوئے

تھے۔

وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۔٩٤

ترجمہ۔اللہ کی گرفت بہت مضبوط ہے اور اس کا عذاب بہت سخت ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ۔٩٥

ترجمہ۔بے شک ہم زندہ کرتے ہیں اور موت دیتے ہیں اور ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے فرمایا کہ! میرا مومن بندہ ہر خیر کے مرتبہ میں ہے وہ اس وقت بھی حمد کرتا ہے جب میں اس کی پیشانی سے روح نکال رہا ہوتا ہوں۔٩٦؎

حضرت عبداللہ بن بریدہ ؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن کی موت کے وقت اس کی پیشانی پر پسینہ ہوتا ہے۔٩٧؎

مومن اپنی روح کو نکلتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے جب ہی مرتے وقت انسان کی نگاہیں کھلی ہوئی اور اوپر کی جانب دیکھتی ہوئی ہوتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کے فرشتے مومن کے جسم سے اس کی گرہ اور اس کا بند کھول دیتے ہیں بالکل اسی طرح سے جیسے اونٹ کی ٹانگ میں بندھی رسی کھول دی جائے آپ مزید کہتے ہیں کے مومنوں کی روحیں خوشی خوشی اپنے جسموں سے نکلتی ہیں کیونکہ جو بھی مومن ہوتا ہے اس کو پہلے جنت پیش کی جاتی ہے اس میں وہ اپنی ان ازواج کو دیکھتے ہیں جو بڑی آنکھوں والی حوریں ہیں۔٩٨؎

امیر المومنین حضرت علی ؓ کے اقوال:

حضرت علی ؓ نے فرمایا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازے میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک تنکے سے زمین کو کرید رہے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے ہر شخص کا جنت یا دوزخ میں

ٹھکانہ لکھ دیا گیا ہے صحابہ نے کہا کے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! کیا ہم اس لکھے ہوئے پر اعتماد نہ کر لیں؟ اور عمل کو چھوڑ دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے عمل کرتے رہو ہر شخص کے لئے اسی عمل کو آسان کر دیا گیا ہے جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے سو جو اہل سعادت میں سے ہیں ان کے لئے اہل سعادت کے اعمال کو آسان کر دیا گیا ہے اور جو بھی اہل شقاوت ہیں ان کے لئے اہل شقاوت کے اعمال کو آسان کر دیا گیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان آیات کی تلاوت کی ! پس جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور اللہ سے ڈر کر گناہوں سے بچتا رہا اور نیک باتوں کی تصدیق کرتا رہا پس ہم اس کو عنقریب آسانی (جنت) مہیا کریں گے اور جس نے بخل کیا اور اللہ سے بے پرواہ رہا اور نیک باتوں کی تکذیب کرتا رہا پس ہم اس کو عنقریب دشواری (جہنم) مہیا کریں گے۔۹۹؎

امام حسنؓ سے وصیت میں آپ نے فرمایا کے جان لو بیٹا تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کہ دنیا کے لئے ،تم فنا کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کہ بقا کے لئے اور تم موت کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کہ زندگی کے لئے جیسے آخرت کا یقین ہو وہ دنیا کی حرص میں مبتلا نہیں ہوتا ہے اصلاح نفس کے لئے کوشاں رہو، کیونکہ اس معاملہ میں صرف کوشش ہی تمھاری معاون ہوسکتی ہے انسان کی ہر سانس موت کی طرف ایک قدم ہے اور ساعتوں کا گزرنا بھی اجل میں شامل ہے سب سے قریب ترین اور سچی چیز انسان کی موت ہے۔۱۰۰؎

❁

حوالہ کتب:

۱۔حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۲۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔

۳۔الدرالمنثور رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۴۔الدرالمنثور رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۵۔الدرالمنثور رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۶۔الدرالمنثور رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۷۔سنن ابو داؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔

۸۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۹۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۱۰۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۱۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۲۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۱۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۴۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۵۔سورہ الملک۔آیت۔۱۔ابن عساکر۔
۱۶۔سورہ الملک۔آیت۔۱۔
۱۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۶۔
۱۹۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر۔۱۳۰۶ھ۔
۲۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۱۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔
۲۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۶۔
۲۳۔سورہ الزخرف۔آیت۔ ۸۴
۲۴۔سورہ اعراف۔آیت۔ ۵۴۔
۲۵۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۲۹۔
۲۶۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۵۔
۲۷۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۱۲۔
۲۸۔سورہ ہود۔آیت۔۷۔
۲۹۔سورہ النمل۔آیت۔۲۶۔
۳۰۔سورہ الغافر۔۱۶۔
۳۱۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۵۔
۳۲۔سورہ الزمر۔آیت۔۷۵۔
۳۳۔سورہ الزخرف۔آیت۔۸۲۔
۳۴۔سورہ البروج۔آیت۔۱۵۔
۳۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۰۹۔
۳۶۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ج۔۱۲۔ص۔۱۳۳۔مطبوعہ داراحیا التراث العربی۔بیروت
۳۷۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔

۳۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۴۔
۳۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ)مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۴۰۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ)مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۴۱۔سورہ الملک۔آیت۔۲۔
۴۲۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ)مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۴۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ)مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۴۴۔ کتاب العظمۃ۔امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ (متوفی ۳۹۶ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ
۴۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۷۔المفردات باالفاظ القرآن۔علامہ راغب اصفہانی (متوفی۔)۔ص۔۴۲۸۔دارالشامیہ بیروت لبنان۔
۴۸۔سورہ الحدید۔آیت۔۱۷۔
۴۹۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۲۔
۵۰۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۲۔
۵۱۔سورہ انفال۔آیت۔۲۴۔
۵۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۴۔
۵۳۔سورہ الحجر۔آیت۔۴۔
۵۴۔سورہ الملک۔آیت۔۱۔۲۔
۵۵۔سورہ التکویر۔آیت۔۱۸۔
۵۶۔سورہ النحل۔آیت۔۶۵۔
۵۷۔سورہ ق۔آیت۔۱۱۔
۵۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۔
۵۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۷۳۔
۶۰۔سورہ انعام۔آیت۔۹۵۔
۶۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۵۶۔
۶۲۔سورہ یونس۔آیت۔۵۶۔
۶۳۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۳۔
۶۴۔سورہ الحج۔آیت۔۶۶۔

۶۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۷۳۔

۶۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۔

۶۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۸۔

۶۸۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۱۶۔

۶۹۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۱۱۱۔

۷۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۷۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۷۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۷۳۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۲۴۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔

۷۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۷۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۷۶۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۶۔

۷۷۔سورہ الانبیا۔آیت۔۳۵۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۵۷۔

۷۸۔فقیر رنگ۔سید سرفراز اے شاہ۔ص۔۱۰۴۔جہانگیر بکس لاہور۔۲۰۱۱ء۔

۷۹۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۱۔۲۔

۸۰۔شرح الصدور۔حافظ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی۔ص۔۶۴۔دار الفکر بیروت۔۱۴۰۴ھ۔

۸۱۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۱۔

۸۲۔الکشف والخفاء ومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ)۔ج۔۱۰۔ص۔۱۲۲۔
دار احیاء التراث العربی بیروت۔۱۴۲۲ھ۔

۸۳۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ)۔رقم الحدیث۔
۱۹۱۱۰۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۸۴۔شرح الصدور۔ص۔حافظ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی۔۶۴۔دار الفکر بیروت۔۱۴۰۴ھ۔

۸۵۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۶۔

۸۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۴۔

۸۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۴۔سورہ النمل۔آیت۔۶۱۔

۸۸۔سوہ لقمان۔آیت۔۳۳۔

۸۹۔سورہ ق۔آیت۔۱۹۔

۹۰۔سورہ الزمر۔آیت۔۴۲۔

۹۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۴۵۔

۹۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۱۔

۹۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۔۵۔

۹۴۔سورہ النسا۔آیت۔۸۴۔
۹۵۔سورہ ق۔آیت۔۴۳۔
۹۶۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داع الکتاب لعلمیہ بیروت۔
۹۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۸۔الکشف والخفاء ومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ)۔ج۔۱۰۔ص۔۱۳۳۔
داراحیاء التراث العربی بیروت۔
۹۹۔سورہ اللیل۔آیت۔۵۔(صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری۔(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم
۱۰۰۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

۶۸۔سورہ القلم (لکھنے والی چیز)

نام:

القلم۔عربی زبان کا لفظ ہے،قلم لکھنے کے کام آتا ہے۔

شان نزول:

سورہ القلم مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۵۲ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۲ ہے۔

مضامین:

۱۔قلم کی قسم۔

۲۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجنون کہنے والوں کی شدید مذمت۔

۳۔کفار کے برے رویے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ کی جانب سے تسلی۔

۴۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اخلاق کے بلند درجے پر فائز ہیں۔

۵۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل وکمالات کا ذکر۔

۶۔کفار کو ڈھیل دینے کی وجوہات۔

۷۔صاحب الحوت یعنی حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر۔

۸۔غیبت،چغلی،تہمت لگانے والوں کے لئے وعید۔

قسم ہے قلم کی:

اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا اور اس کی قسم کھائی۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

نٓ وَ الۡقَلَمِ وَ مَا یَسۡطُرُوۡنَ۔۱

ترجمہ۔ن قسم ہے قلم کی اور فرشتوں کے لکھنے کی۔

قلم۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو(ق۔ل۔م) سے مشتق ہے۔

قلم۔کے معنی کسی چیز کو چھیل کر، ہموار اور درست کرنا۔

قلم۔لکھنے کے کام آتا ہے۔

صاحب محیط لکھتے ہیں کے قلم کو قلم اسی وقت کہا جاتا ہے جب اسے تراش کر لکھنے کے قابل بنایا جائے۔۲؎

عربوں میں لکھنے پڑھنے کا رواج زمانہ جاہلیت میں بھی تھا۔قرآن کریم اس کی تائید میں کہتا ہے!

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا تَدَایَنۡتُمۡ بِدَیۡنٍ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکۡتُبُوۡهُ وَ لۡیَکۡتُبۡ بَّیۡنَکُمۡ کَاتِبٌۢ بِالۡعَدۡلِ ۪ وَ لَا یَاۡبَ کَاتِبٌ اَنۡ یَّکۡتُبَ کَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلۡیَکۡتُبۡ ۚ وَ لۡیُمۡلِلِ الَّذِیۡ عَلَیۡهِ الۡحَقُّ وَ لۡیَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَ لَا یَبۡخَسۡ مِنۡهُ شَیۡئًا ؕ فَاِنۡ کَانَ الَّذِیۡ عَلَیۡهِ الۡحَقُّ سَفِیۡهًا اَوۡ ضَعِیۡفًا اَوۡ لَا یَسۡتَطِیۡعُ اَنۡ یُّمِلَّ هُوَ فَلۡیُمۡلِلۡ وَلِیُّهٗ بِالۡعَدۡلِ ؕ وَ اسۡتَشۡهِدُوۡا شَهِیۡدَیۡنِ مِنۡ رِّجَالِکُمۡ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ یَکُوۡنَا رَجُلَیۡنِ فَرَجُلٌ وَّ امۡرَاَتٰنِ مِمَّنۡ تَرۡضَوۡنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنۡ تَضِلَّ اِحۡدٰىهُمَا فَتُذَکِّرَ اِحۡدٰىهُمَا الۡاُخۡرٰی ؕ وَ لَا یَاۡبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوۡا ؕ وَ لَا تَسۡـَٔمُوۡۤا اَنۡ تَکۡتُبُوۡهُ صَغِیۡرًا اَوۡ کَبِیۡرًا اِلٰۤی اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِکُمۡ اَقۡسَطُ عِنۡدَ اللّٰهِ وَ اَقۡوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ اَدۡنٰۤی اَلَّا تَرۡتَابُوۡۤا اِلَّاۤ اَنۡ تَکُوۡنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِیۡرُوۡنَهَا بَیۡنَکُمۡ فَلَیۡسَ عَلَیۡکُمۡ جُنَاحٌ اَلَّا تَکۡتُبُوۡهَا ؕ وَ اَشۡهِدُوۡۤا اِذَا تَبَایَعۡتُمۡ ۪ وَ لَا یُضَآرَّ کَاتِبٌ وَّ لَا شَهِیۡدٌ ۬ؕ وَ اِنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاِنَّهٗ فُسُوۡقٌۢ بِکُمۡ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ یُعَلِّمُکُمُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۔۳

ترجمہ۔اے ایمان والو! جب تم مقررہ مدت تک ادھار لینے دینے کا معاملہ کروتو اسے لکھ لیا کرو، اور چاہیے کے جو شخص تمہارے درمیان لکھنے والا ہو وہ انصاف کے ساتھ لکھے، اور کوئی لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اللہ نے اسے سکھایا ہے، سو چاہیے کہ لکھ دیا کرے، اور جس کے اوپر حق ہے اسے چاہئے کے لکھوادے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے، اور اس میں سے کچھ بھی کم نہ کرے، سو اگر وہ شخص کم سمجھ ہو جس پر حق ہے یا ضعیف ہو یا املا کرانے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کا ولی انصاف کے ساتھ لکھوادے، اور اپنے مردوں میں سے دو آدمیوں کو گواہ بنالیا کرو، پس اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں ان گواہوں میں سے جنہیں تم پسند کرتے ہو تا کہ ان دو عورتوں میں سے اگر ایک بھٹک جائے تو ایک دوسری کو یاد دلا دے اور نہ انکار کریں گواہ جب ان کو بلایا جائے، اور قرضے کے معاملہ میں لکھنے سے مت اکتاؤ چھوٹا ہو یا بڑا ہو اس کی مدت مقررہ تک، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اور گواہی کو زیادہ درست رکھنے والی ہے اور اس سے زیادہ قریب ہے کے تم شک میں نہ پڑو، مگر یہ کے کوئی تجارت ہو جس میں لینا دینا دست بدست ہو جس کا تم آپس میں معاملہ کر رہے ہو سو تم پر اس بات کا کوئی گناہ نہیں کے لکھا پڑھی نہ کرو، اور گواہ بنا لیا کرو جب کے تم آپس میں خرید وفروخت کا معاملہ کرو، اور نہ ضرر دیا جائے کاتب کو، اور نہ گواہ کو، اور اگر تم ایسا کروتو بلا شبہ اس میں گنہگاری ہے تمہارے لئے، اور اللہ سے ڈرو اللہ تمہیں سکھاتا ہے، اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جب قرضہ کی آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے سب سے پہلے انکار کیا وہ آدم علیہ السلام تھے، اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور ان سے وہ تمام انسان نکالے جو قیامت تک پیدا ہونے والے تھے اور آدم علیہ السلام کے سامنے ان کی اولاد کو پیش کیا آدم علیہ السلام نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا جس کا چہرہ انتہائی روشن تھا پوچھا اے میرے رب یہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تیرا بیٹا داؤد ہے۔ پوچھا اے میرے رب اس کی کتنی عمر ہے؟ فرمایا ساٹھ سال، آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب اس کی عمر زیادہ کردو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمھاری عمر میں سے چالیس سال اس کی عمر میں اضافہ کردوں گا، آدم کی عمر ایک ہزار سال تھی تو اللہ تعالیٰ نے داؤد

کی عمر چالیس سال اور بڑھا دی اور آدم علیہ السلام کی عمر کم کر کے لکھ دی گئی، اس پر فرشتوں کو بھی گواہ بنا لیا گیا، جب آدم علیہ السلام کی موت کا وقت آیا تو فرشتے ان کی روح کو قبض کرنے آ گئے آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا ابھی عمر کے چالیس سال باقی ہیں، جس پر ان سے کہا گیا کے وہ تو آپ نے اپنے بیٹے داؤد کو دے دی تھی، یہ سن کر انہوں نے انکار کر دیا کے میں نے تو ایسا نہیں کہا، اس پر ان کے سامنے وہ تحریر پیش کی گئی لیکن وہ نہ مانے تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے ہزار سال پورے کر دیئے اور داؤد علیہ السلام کے سو سال بھی پورے کر دیئے۔ ۴؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کے اللہ تعالیٰ نے قرضہ کا لین دین کرتے وقت گواہ بنانے کا حکم فرمایا تا کہ اس میں انکار اور بھول وچوک داخل نا ہو سکے، تاہم جس نے گواہ نہیں بنایا گویا اس نے نافرمانی کی، چنانچہ مسلمانوں کو اگر گواہ کی ضرورت ہو تو گواہ بننے سے انکار نہیں کرنا چاہیے، جس کے پاس کوئی شہادت ہو تو اس کے لیے یہ حلال نہیں کے جب اس کو بلایا جائے تو وہ انکار کر دے۔ ۵؎

حضرت سعید بن جبیرؒ آیت کاتب بالعدل سے مراد کاتب لکھنے میں دونوں کے ساتھ انصاف کرے نہ مطلوب پر (کسی قسم کی) زیادتی کرے اور نہ طالب کے حق میں کوئی کمی کرے۔ ۶؎

الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۔ ۷

ترجمہ۔ جس نے قلم سے علم سیکھایا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالی نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا، پھر اس سے فرمایا! لکھ اس نے کہا، اے میرے رب میں کیا لکھوں؟ فرمایا تقدیر کو لکھو۔ تو یہ سن کر قلم جاری ہو گیا اور اس نے اس دن سے لے کر قیامت کے قائم ہونے تک جو کچھ ہونے والا ہے سب کچھ لکھ دیا پھر کتاب لپیٹ دی گئی اور قلم اٹھا لیا گیا، اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا، پھر پانی کے بخارات اوپر اٹھے تو اس سے آسمان بن گئے پھر نور کو پیدا کیا گیا اور اس پر زمین بچھا دی گئی اور زمین مچھلی کی پیٹھ پر ہے۔ مچھلی مضطرب ہوئی تو زمین ہلنے لگی تو پہاڑوں کے ساتھ زمین کو ثبات دیا گیا۔ بے شک پہاڑ قیامت کے دن تک زمین پر فخر کرتے رہیں گے۔ پھر حضرت عبداللہ بن

عباسؓ نے یہ آیت پڑھی

نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ۔۸

ترجمہ۔ن قسم ہے قلم کی اور فرشتوں کے لکھنے کی۔۹؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم اور مچھلی کو پیدا کیا، پھر قلم سے فرمایا لکھ، اس نے پوچھا کیا لکھوں؟ فرمایا ہر وہ چیز جو قیامت تک ہونے والی ہے پھر یہ آیت پڑھی آیت نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ۔۱۰؎

ترجمہ۔ن قسم ہے قلم کی اور فرشتوں کے لکھنے کی۔

پس نون سے مراد ہے مچھلی اور قلم سے مراد ہے قلم۔۱۱؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، بے شک اللہ تعالیٰ نے نون کو پیدا فرمایا، وہ دوات ہے اور قلم کو پیدا کیا پھر فرمایا لکھ اس نے کہا کیا لکھوں؟ فرمایا لکھ جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔۱۲؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! نون لوح محفوظ ہے اور قلم انتہائی روشن نور ہے۔۱۳؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کے "ن" اللہ کی قسم کے مشابہ ہے، جو اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔۱۴؎

عبد بن حمید وابن المنذر نے ابن جریج سے روایت کرتے ہیں کے آیت "ن" سے مراد وہ مچھلی ہے جس پر زمین قائم ہے۔۱۵؎

عبد بن حمید وابن المنذر نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کے "ن" سے مراد وہ مچھلی ہے جو ساتویں زمین کے نیچے ہے جبکہ قلم وہ ہے جس سے ذکر لکھا گیا۔۱۶؎

قلم اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے:

قلم اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، کیونکہ اگر قلم نہ ہوتا تو دنیا میں دین قائم نا ہوتا اور نا ہی زندگی کی اصلاح ہوتی۔

قلم کے ذریعے اللہ تعالی نے انسان کو علم عطا فرمایا۔
قلم کے ذریعے قرآن کریم کو کتابی شکل دی گئی۔
قلم کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث، سیرت، سنت اور اسوہ حسنہ کو مرتب کیا گیا۔
قلم کے ذریعے قانون سازی کی گئی۔
قلم کے ذریعے انسان پڑھنے اور لکھنے کے قابل بنا۔
قلم کے ذریعے فیصلے، شہادتیں، دستاویزات اور اہم ترین گواہیاں ضبط تحریر کی گئیں۔
قلم کے ذریعے بڑے بڑے علماء کرام نے مسند علم سنبھالی۔
قلم کے ذریعے سائنس اور ٹیکنالوجی میں کمالات حاصل کئے گئے۔
قلم کے ذریعے ایجادات کا نا ختم ہونے سلسلہ قائم ہوا۔
قلم کے ذریعے تعمیرات، ناپ تول، اوزار، ہتھیار، کشتی، جہاز، ٹرین، بسیں، گاڑیاں، توپ، ٹینک، آبدوز اور ہر قسم کی ایجاد کا حساب کتاب اور ناپ تول لکھنا ممکن ہو سکا۔
قلم کے ذریعے کمپیوٹر، سائنس، بائیولوجی، فزکس، کیمسٹری، آسٹر فزکس، زولوجی، بوٹنی، نفسیات، سوشل سائنسز اور دنیا کا ہر ادب تخلیق ہوا
قلم علم کا منبع اور ماخذ ہے۔
قلم نے انسان کو عروج اور کمال عطا فرمایا۔
قلم انسان کا دوست، مربی، ہمدرد، خیر خواہ اور استاد ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجنون نہیں ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کذیب وتذلیل اور نفرت کے اظہار کے لئے کفار مکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجنون کہا کرتے، جس کی قرآن نے سختی سے تردید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا!

مَآ اَنۡتَ بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ بِمَجۡنُوۡنٍ۔ ۱۷

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کے فضل وکرم سے مجنون نہیں ہیں۔
مجون۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ج۔ن۔ن) سے مشتق ہے۔

جن ۔ سے مراد پوشیدہ یا نگاہ سے اوجھل ہونا۔

جنات، کیونکہ نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں اور وہ نظر نہیں آتے ہیں

مجنون ۔ اہل عرب کسی بھی شخص کو مجنون اس لئے کہتے تھے کے ان کے خیال میں اس شخص کو جن چمٹ گیا ہے اور اس کی عقل اور ہوش و حواس اب صحیح اور سلامت نہیں رہے۔ ۱۸؎

قابل غور نکتہ یہ ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعلان نبوت سے قبل اہل مکہ آپ کی بڑی عزت اور تعظیم کیا کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قبیلہ قریش کے بہترین انسان مانے جاتے یہی نہیں بلکہ اہل عرب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امانت، دیانت، فراست، ذہانت اور حسب نسب پر مکمل اعتماد اور یقین رکھتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شخصیت ایک بردبار اور قابل اعتبار انسان کی تھی، لیکن جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت شروع کی اور قرآن کریم کو پڑھ کر لوگوں کو سنایا ویسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کی قوم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مجنون کہنا شروع کر دیا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نعوذ باللہ کسی جن یا آسیب کا اثر ہوگیا، یہ ایک شدید تہمت تھی لیکن قرآن کریم نے اس تہمت کی سختی سے تردید کی اور فرمایا! قرآن کریم ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا فصیح و بلیغ کلام، جو بلند پایہ مضامین پر مشتمل ہے، اس کا پیش کرنا تو اس بات کی دلیل ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اللہ کا خاص فضل ہوا ہے، اگرچہ اس مقام پر خطاب تو بظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کیا جا رہا ہے، لیکن اصل مقصد کفار مکہ کو ان کی تہمت کا جواب دینا ہے، چنانچہ کسی شخص کو یہ شبہ نہ ہو کے یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ اطمینان دلانے کے لیے نازل ہوئی ہے کہ آپ مجنون نہیں ہیں، ظاہر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے متعلق تو ایسا کوئی شبہ نہ تھا جس کو دور کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ اطمینان دلانے کی ضرورت تھی، اصل مدعا تو کفار مکہ کو یہ باور کروانا تھا کے تم جس قرآن کریم کے پیش کئے جانے کی وجہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مجنون کہہ رہے ہو وہی تمہارے اس الزام کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فصیح البیان ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسم مبارک سیدی فصیح، جس کے معنی صاف، صاف بیان کرنے والا یعنی فصیح البیان بھی ہے، فصیح (ف۔ص۔ح) سے مشتق ہے۔ ۱۹؎

الفصح ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی واضح ،صاف یا ظاہر ہونے کے ہیں۔
فصیح ۔ایسی عمدہ اور واضح گفتگو کرنے والا جو بات کو وضاحت سے کھول کر بیان کر دے،اور اس گفتگو میں کوئی کمی،کجی یا خامی نہ ہو۔۲۰؎
سیدی فصیح ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے جس میں حروف مقطعات کی تعداد (۳) ہے یعنی (ص۔ی۔ح)۔
ص۔۲۱؎۔ترجمہ۔ص۔حروف مقطعات میں سے ایک ہے۔
امام دھاق بیان کرتے ہیں،اللہ تعالی نے ص کی قسم کھائی ہے جس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت سے ہے،تاہم اس قول کی تائید دیگر آئمہ کرام جن میں امام بغوی ،امام قشیری ، امام واحدی اور امام ابن القیم شامل ہیں۔
مفسرین نے لکھا ہے،ص سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،اللہ تعالی کی طرف سے ہر خبر پہنچانے میں صادق ہیں۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں،ص سے مراد۔اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو (صادق) سچا ہے۔
ص سے مراد قسم ہے محبوب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچائی اور صداقت کی اس کے بعد اللہ تعالی نے دوسری قسم اٹھاتے ہوئے فرمایا کے اور قرآن کی قسم۔
علامہ شوکانی نے فرمایا،ص سے مراد ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صادق ہیں۔
امام بیضاوی اور دیگر آئمہ کرام نے بھی اس قول کی تائید کی ہے۔
ص۔کے معنی صادق کے ہیں۔
ی۔یہ حرف یوم حساب کی جانب اشارہ کرتا ہے۔
حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! شفاعت کے سبب دوزخ سے لوگوں کو اس حال میں نکالا جائے گا وہ جلی ہوئی لکڑی کی طرح ہو چکے ہوں گے۔۲۲؎
ح سے حبیب اور م سے محبوب کی جانب اشارہ یا گیا ہے یعنی حبیب سے محبوب کا خطاب۔
دوسرا قول یہ ہے کے ح سے حکمت اور م سے منت کی جانب اشارہ یعنی اللہ تعالی کا اپنے بندوں

پر اس حکمت سے معمور کلام یعنی (قرآن کریم) کے نزول کا احسان ہے۔
امام ابو اسحاق الثعلبی (متوفی ۴۲۷ھ)۔ حافظ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ)۔ حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) اور علامہ اسماعیل حقی (متوفی ۱۱۳۷ھ) اور علامہ سید محمود آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) نے بھی حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی اس روایت کا ذکر کیا ہے۔ ۲۳؎
ح۔ سے مراد اللہ کی قائم کردہ حدود کی پابندی اور اللہ کی زمین پر اس کا نفاذ۔ ۲۴؎
حا۔ سے مراد حب ازلی۔
حا۔ سے مراد زندہ دلوں کی حیات کیونکہ علوم اور معارف دلوں اور ارواح کی حیات کا سبب ہیں تاہم اس سے اللہ کی ان سات صفات کی جانب بھی اشارہ ہے جن پر اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا وہ سات صفات یہ ہیں۔
(۱۔ حیات۔ ۲۔ علم۔ ۳۔ قدرت۔ ۴۔ ارادہ۔ ۵۔ سمع۔ ۶۔ بصر۔ ۷۔ کلام)۔
الفصاحہ۔ سے مراد صاف، دوٹوک، واضح گفتگو اور خوش بیانی۔
افصح الصبح۔ سے مراد روشن اور چمکدار صبح۔ ۲۵؎
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنے بھائی ہارون کی نبوت اور رسالت کی دعا بارگاہ ایزدی میں فرمائی تو فرمایا ھوافصح منی۔ ۲۶؎
ترجمہ۔ وہ مجھ سے زیادہ فصیح ہے۔

قرآن کریم میں فصاحت اور بلاغت:

قرآن کریم بھی فصاحت اور بلاغت کا نہایت بے مثل اور عمدہ نمونہ ہے جس کی نظیر و مثال محال ہے اگرچہ اس کی فصاحت اور بلاغت کے ہزار ہا زاویے ہیں لیکن یہاں صرف اختصار سے ایک آیت کی طرف اشارہ پیش کیا جا رہا ہے، آیت کا پس منظر کچھ یوں ہے کے عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا اور حضرت مریمؑ کو خدا کی بیوی مانتے ہیں اگرچہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ سراسر عقیدہ توحید کے خلاف ہے تاہم اگر اس عقیدہ کی وضاحت مختلف پہلوؤں سے کی جائے تو نہایت طویل اور لمبے چوڑے دلائل پیش کرنے پڑیں گے لیکن قرآن صرف اتنا کہہ کر

خاموش ہو گیا!٭ انا یا ٭ لن الطَّعَامَ ۔ ۲۷ یعنی وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے یہاں نہایت گہری بات کہہ کر اللہ نے کافرانہ روش کی جڑ ہی کاٹ کر رکھ دی یعنی خالق وہ ہے جس کو کسی قسم کی کوئی دنیاوی حاجت در پیش نہیں یعنی وہ بھوک، پیاس، تھکن، نینداور ہر قسم کی کمی اور کمزوری سے مستثنیٰ اور پاک ہے جبکہ مخلوقات احتیاج رکھتی ہیں ان کو بھوک، پیاس، سردی، گرمی، تھکن، نینداور دیگر حوائج ضروریہ درکار ہیں، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریمؑ کو خدا کا بیٹا اور بیوی سمجھنے والے اوران دونوں کو خدا کی خدائی میں شریک کرنے والے یہ جان جائیں کے وہ اللہ کی پیدا کردہ ایک مخلوق ہی تھے جن کو کھانے اور پینے سمیت ہر انسانی حاجت درکار تھی اگر چہ قرآن کریم کے اس اسلوب کو ایجاز کہا جاتا ہے یعنی کسی معاملے کی وضاحت میں مختصر ترین الفاظ کا چناؤ اور استعمال کیا جائے کے پڑھنے اور سننے والا جب اور جتنا ان الفاظ پر غور وخوص کرے گا اس پر ان الفاظ کے نت نئے مطالب سامنے آتے ہی چلے جائیں گے قرآن کریم کے اس اسلوب کو ایجاز کہا جاتا ہے یعنی نہایت جامع اور مختصر انداز بیان، تاہم مکی سورتوں میں ایجاز کی بے شمار مثالیں موجود ہیں یعنی چھوٹی چھوٹی آیات میں معنی کے سمندر موجزن ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فصاحت اور بلاغت:

سیدی فصیح، رسول اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فصیح الکلام و بیان تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کردہ احکامات میں قیامت تک کے لئے بے شمار ہدایات ورہنمائی پوشیدہ ہے جس کا اطلاق ہر زمانے اور ادوار کے لئے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا! الماء الکثیر لا یجنس ۔یعنی زیادہ پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور جگہ یہ فرمایا! الماء الکثیر طھور لا ینجسه شی یعنی زیادہ پانی پاک ہے اور کوئی چیز اس کو ناپاک نہیں کرسکتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ اسلام کی حکمتوں کی تشریحات میں ایسے عمومی الفاظ کا انتخاب اور چناؤ فرمایا ہے کے جن کی متعدد تعبیروں کے امکانات ہیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس صفت فصاحت اور بلاغت کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے اگر چہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بھی کہہ سکتے تھے کے پانی ۱۰

یا ۲۰ رطل (ایک پیمانہ) ہوتو ناپاک نہیں ہوتا لیکن آپ ﷺ نے ماء الکثیر کے الفاظ نہایت سوچ سمجھ کر استعمال فرمائے کیونکہ دنیا میں موجود مختلف ممالک، خطے اور علاقوں میں پانی کے ذخائر بھی علیحدہ نوعیت کے پائے جاتے ہیں لہٰذا اسی اعتبار سے وہاں کے بسنے والے افراد اپنی سمجھ کے مطابق ان کی تشریحات کریں گے مثلاً امام ابوحنیفہؒ کا قیام چونکہ کوفہ میں تھا جہاں دریاء دجلہ وفرات بہا کرتے تھے چنانچہ ان کے نزدیک ماء الکثر کی تعبیر دجلہ وفرات ہیں لیکن امام مالکؒ چونکہ تمام عمر مدینہ میں ہی مقیم رہے جہاں لے دے کے صرف دو ہی کنویں تھے، جس میں سے ایک کنواں ایک یہودی کا تھا جیسے بعد میں حضرت عثمان غنیؓ نے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا تھا اس تناظر میں امام مالکؒ نے ان دو کنوؤں کو ہی ماء الکثر سمجھا، امام مالکؒ نے ادب رسول اللہ ﷺ میں سوائے حج کے کبھی کوئی دوسرا سفر نہ کیا کہ مبادا اگر راستے میں موت واقع ہو جائے تو اس دور کے قاعدے کے مطابق تو لوگ ان کو وہیں دفن کر دیں گے لیکن آپ مدینہ منورہ میں دفن ہونے کی شدید خواہش رکھتے تھے امام مالکؒ نے یہ استدلال کیا کہ! دو بڑے مٹکے جو پانی سے بھرے ہوں وہ ماء الکثیر ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے پانی کو آلودہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اسی حوالے سے ایک حدیث ہے! حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم میں سے کوئی بھی ناپاک یعنی (جنبی) شخص ٹھہرے ہوئے پانی سے غسل نہ کرے۔ ۲۸

اسی طرح سے چلتے ہوئے پانی کو پاک قرار دیا ہے کیونکہ سمندری نمکیات میں بھی پانی کی صفائی کا ایک خود کار نظام موجود ہے تاہم بنی نوع انسانیت پر یہ بھی اللہ کا خاص کرم اور احسان ہے کے پانی کی صفائی کا ایک قدرتی اور خود کار نظام دریاؤں، سمندروں اور پانی کے ذخائر میں موجود ہے جس کی جانب احادیث مبارکہ میں واضح اشارے موجود ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا کے کیا سمندری سفر کے دوران ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ! سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے۔ ۲۹

حضرت ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں ! ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی ! یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم بئیر بضاعہ نامی کنویں کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ کیونکہ اس پانی میں اکثر حیض کے کپڑے، کتوں کا گوشت اور بدبودار اشیاء گرتی ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔ ۳۰؎

عبداللہ بن عمر ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا کے جو پانی کسی میدان میں ہو یا جس پر درندے اور چوپائے آتے ہوں تو اگر اس پانی کی مقدار دو قلہ یعنی (دو ڈول) ہو تو وہ گندگی اس پانی پر اثر انداز نہیں ہو سکے گی اور وہ پانی اس گندگی کو رفع کر دے گا۔ ۳۱؎

رسول اللہ ﷺ اخلاق کے بلند ترین درجے پر فائز ہیں:

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کاملیت عطا فرمائی اور قرآن کریم میں آپ ﷺ کے اخلاق کو **خُلُقٍ عَظِيمٍ** کہا گیا یعنی آپ ﷺ اخلاق کے بلند ترین درجے پر فائز ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۔ ۳۲

ترجمہ۔ بے شک آپ ﷺ اخلاق کے بلند ترین درجے پر فائز ہیں۔

اخلاق۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (خ۔ل۔ق) سے مشتق ہے۔

خلق کے معانی ٹھیک اندازہ قائم کر کے اس کے مطابق عزم و استقامت کے ہیں۔

خلق کے ایک معانی تربیت کے بھی ہیں۔

اخلاق۔ کے معانی کسی بھی چیز کو بنانے یا کاٹنے کے لئے ناپنا۔

اخلاق۔ سے مراد تناسب اور توازن کا ہونا۔

اخلاق۔ سے مراد کسی چیز کو کسی دوسری چیز کے مطابق اور بنانا۔

اخلاق۔ سے مراد کسی چیز کو نرم اور ہموار کرنا۔ ۳۳؎

خلق۔ کے معانی اعتدال، توازن اور تناسب۔

خلقۃ کے معانی کسی بھی شے کی طبعی ترکیب یعنی (Natural Constitution)۔ ۳۴؎

خلاق کے معانی وہ فضیلت، عزت، عظمت، تکریم، عروج اور اکرام ہے جو حسن اخلاق کی بنا پر حاصل ہو۔ ۳۵

عمدہ اخلاق شرف انسانیت کی دلیل ہے قرآن کریم میں جتنی بھی عمدہ صفات اور اقدار کو بیان کیا گیا ہے وہ تمام کے تمام ہی دراصل صحیح اور درست اخلاق ہیں۔

ارشادات خداوندی:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۔۳۶

ترجمہ۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاق کے بلند ترین درجے پر فائز ہیں۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

ترجمہ۔ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے ہی صاحب اخلاق ہیں

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۔۳۷۔

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لئے فرمایا!

إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ۔

یعنی۔ مجھے اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ۳۸

لا کل محاسن الافعال۔ میں اچھے کاموں کو مکمل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ ۳۹

حضرت عائشہؓ سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاق کریمہ کے بارے میں پوچھا تو آپؓ نے فرمایا! كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ۔ یعنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاق قرآن ہے۔ ۴۰

امام مالک بن انس اصحی (متوفی ۱۷۹ھ) روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں اس لئے مبعوث کیا گیا ہوں تاکہ حسن اخلاق کی تکمیل کردوں۔ ۴۱

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے اس لئے مبعوث کیا گیا ہے

تا کہ میں صالح اخلاق کی تکمیل کروں۔ ۴۲؎

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے! مجھے صرف مکارم اخلاق کو پورا کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ۴۳؎

حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک دنحضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے! ہمارے رب نے یہ پوچھا ہے کے میں نے کس طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بلند کیا؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ بہتر جانتا ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ارشاد فرمایا! اللہ تعالی یہ فرماتے ہیں! جب میرا ذکر کیا جائے گا تو اس کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بھی کیا جائے گا۔ ۴۴؎

اخلاق کی مکمل اور مفصل انسانی مثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہے جن کے لئے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۔ ۴۵

ترجمہ۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاق کے بلند ترین درجے پر فائز ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کائنات کی وہ واحد عظیم ہستی ہیں کے جن کی شخصیت میں شرف اخلاق اپنی تمام تر اور بلند ترین سطح پر موجود ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ ہر دور ملوکیت میں بنی نوع انسانیت کے لئے مشعل راہ ہونے کے ساتھ ساتھ تمدنی زندگی کا روشن آئینہ بھی ہیں۔

فضائل اخلاق , اخلاقی اقدار، اسلامی اقدار، اخلاق حسنہ کو Good deeds, Good Moral or Moral Value بھی کہا جاتا ہے باالفاظ دیگر دنیا کا ہر نیک عمل اچھے اخلاق میں شامل ہے یہ فطرت انسانی ہے کے وہ کسی نہ کسی کو اپنا آئیڈیل بناتا ہے لیکن اسلام بنی نوع انسانیت کو یہ بتاتا ہے کے اگر کسی کو آئیڈیل بنانا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو نمونہ حیات بناؤ اور انھی کے نقش قدم پر چلو۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

بلاشبہ تمھارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔ ۴۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاق کے بلند ترین درجے پر فائز ہیں اگرچہ بنی نوع انسانیت کی ہدایت کے لئے اللہ تعالی نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے انھوں نے انسانوں کو یہ بتایا کے ہر انسان کے اندر خیر اور شر کی قوت موجود ہے چنانچہ ہم سب کو اپنے خیر کو معاشرے میں پھیلانا چاہئے جبکہ اپنے شر کی قوت کو کنٹرول میں رکھنا چاہیئے تاہم ہر نیکی کا کام فضائل اخلاق یا اخلاقی اقدار ہے جس میں سلام میں پہل والدین اور بزرگوں کی عزت وتکریم ، چھوٹوں کے ساتھ شفقت ، بھوکوں کو کھانا کھلانا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازے میں شرکت لوگوں کے ساتھ ہمدردی و اخلاق سے پیش آنا، راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹانا، مسکراتے ہوئے ملنا، صبر و استقلال رواداری، عفو درگزر، عدل وانصاف ، ایفائے عہد ، احترام انسانیت ، کسب حلال، اخوت ، ایثار شکر گزاری ، ذکر گزاری، عبادت گزاری ، حیا، داری، اخوت و بھائی چارہ شامل ہے ۔اسلام ہمیں مکمل ضابطہ حیات یعنی (زندگی گزارنے کا مکمل طریقہ) بتاتا ہے۔

مندرجہ بالا فضائل اخلاق کے بارے میں قرآن کریم، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مولائے کائنات کے اقوال وفرمودات کیا ہیں اوران اخلاقی اقدار کے قیام سے کسی بھی فرد اور صالح معاشرے کا قیام کس طرح سے عمل میں آسکتا ہے۔

ذیل میں اس کا ایک اجمالی جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ ابن طالب نفس انسانی پر گہری نظر رکھتے ہیں آپؑ کے خیال میں بہترین انسانی اخلاق سے مزین افراد معاشرے میں نہایت سود مند کردار ادا کرتے ہیں جس کے سبب ایک صالح معاشرے کا قیام عمل میں آتا ہے۔

اسی ضمن میں آپؑ کے اقوال عالیہ درج ذیل ہیں۔

اپنے اخلاقی عیوب کو اپنے علم کے ذریعے چھپاؤ۔

تقویٰ اخلاق کا بادشاہ ہے۔خوش اخلاقی بہترین حسب ہے۔

حسن اخلاق سے بڑھ کر کوئی بہترین ساتھی نہیں۔

لوگوں سے ان کے آداب واخلاق میں قربت ان کی عداوتوں سے امن وامان کا ذریعہ ہیں۔
بہترین اخلاق، حق کے معاملے میں صبر کرنا ہے۔ اخلاق کی وسعتوں میں رزق کے خزانے ہیں۔
جس شخص کا ظاہر اچھا ہوجاتا ہے ہم اس کے باطن کی خوبیوں کے لئے زیادہ امیدوار ہوجاتے ہیں۔ اپنے لئے بہترین صفات چن لو کیونکہ نیکی بھی ایک عادت ہے۔ حسن اخلاق بہترین ہم نشین ہے۔ حسن اخلاق سے بڑھ کر کوئی قرابت نہیں۔
اگر کسی شخص میں کوئی اچھی صفت موجود ہو تو پھر اس میں مزید اچھی صفات کے منتظر رہو۔
اچھے اخلاق کا مالک روزہ دار اور نمازی کے درجے میں ہوتا ہے۔
بہت سے باعزت افراد ایسے بھی ہیں کے جن کی بد اخلاقیوں نے انھیں رسوا کر دیا جبکہ بہت سے ایسے رسوا بھی ہیں کے جن کو ان کی خوش اخلاقی نے باعزت بنا دیا۔
لوگوں سے جیسا چاہو برتاؤ کرو کیونکہ وہ بھی تمھارے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کریں گے۔ سفر اخلاق کی میزان ہے۔
مومن خوش اخلاق اور سبک رفتار ہوتا ہے۔ خوش اخلاقی کے ذریعے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔
اچھا اخلاق کریم النسب ہونے کی دلیل ہے۔ اچھا اخلاق دین کا بہترین حصہ ہے۔ اچھا اخلاق عقل کا ثمرہ ہے۔
یقیناً تمھاری خوش خلقی، کرامت اور سخاوت تمام لوگوں کا احاطہ نہیں کرسکتی لہٰذا اسے اچھے اخلاق والوں کے لئے مخصوص کر دو۔
جب اخلاق اچھا ہوجاتا ہے تو باتیں بھی لطیف ہوجاتی ہیں۔
حسن اخلاق روزی میں کشادگی کرتا ہے اور دوستوں کے باہمی میل ملاپ میں انس پیدا کرتا ہے۔
حسن اخلاق اور زیور صدق سے آرائش ایمان کا سرمایہ ہے۔
خوش خلقی سے بڑھ کر پُر مسرت زندگی اور کوئی بھی نہیں۔
عمدہ اخلاق کی اصلاح دانشوروں کی معاشرت (طرز زندگی) ہے۔
جس کا اخلاق اچھا ہوجاتا ہے اس کی بات چیت کا انداز اور لوگوں سے میل جول اچھا ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان اخلاقی خوبیوں کو وسیلہ بنا دیتا ہے لہٰذا تمھارے لئے کسی

ایسی خوبی سے آراستہ ہو جانا کسی کافی ہے جو اللہ کی طرف سے ملی ہو۔
جس کا اخلاق اچھا ہوگا اس کی راہیں (منازل) آسان ہو جائیں گی۔
دس (۱۰) خصائل ایسے ہیں جن کا شمار عمدہ اور اعلیٰ اخلاق میں کیا جاتا ہے۔
۱۔سخاوت۔ ۲۔حیا۔ ۳۔صدق۔ ۴۔امانت۔ ۵۔تواضع۔ ۶۔غیرت۔ ۷۔شجاعت۔
۸۔بردباری۔ ۹۔صبر۔ ۱۰۔شکر۔
مومن کا بہترین اخلاق یہ ہے کے وہ دوسروں کی خامیوں سے تغافل کرے۔
خوش خلقی سے زیادہ کوئی پر مسرت چیز اور زندگی نہیں۔
جس شخص کا اخلاق عمدہ ہو جاتا ہے اس شخص کی بات چیت کا انداز بھی دلکش اور لوگوں کے ساتھ اس کا میل جول بھی اچھا ہو جاتا ہے۔
بہترین خصلت اور صفت خوش خلقی ہے۔
بہترین اخلاق سے مزین افراد بہترین اور کامل ایمان کا حامل ہو جاتے ہیں۔ ۴۷
امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا آگاہ ہو جاؤ قلب کا تقوی جسم کی صحت میں ہے۔
جس کا تقوی کم ہو جاتا ہے اس کا قلب مردہ ہو جاتا ہے اور جس کا قلب مردہ ہو جاتا ہے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔
آپؓ نے حضرت امام حسنؓ سے فرمایا! نوجوان کا قلب خالی زمین کی طرح ہوتا ہے، جیسے ہی اس میں کوئی چیز ڈالی جاتی ہے وہ اس کو قبول کر لیتی ہے لہٰذا اس سے قبل کے کوئی چیز تمھارے قلب کو سخت کر دیتی میں نے ادب سکھانے میں جلدی کی۔
چار چیزیں قلوب کو مردہ کر دیتی ہیں۔ ۱۔گناہ پر گناہ۔ ۲۔احمق سے تنازعہ۔
۳۔عورتوں کے ساتھ زیادہ اٹھنا بیٹھنا۔ ۴۔مردے (دنیا کی نعمتوں میں مگن رہنے والے لوگ)۔
آنسو صرف قساوت قلب کی ہی وجہ سے خشک ہو جاتے ہیں اور قساوت قلب کثرت گناہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔
تم لڑائی جھگڑوں سے بچے رہو کیونکہ یہ دونوں قلوب کو بیمار کر دیتے ہیں جس کے نتیجے میں نفاق پیدا

ہو جاتا ہے۔
قلب کی اصلاح کی اصل ذکر الٰہی ہے۔سب سے زیادہ با فضیلت قلب وہ ہے جو فہم و فراست سے پر ہو۔

اہم نکتہ:

فضائل اخلاق سے مراد نیکی کا ہر کام جس کا حکم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا، نیکی کے ہر کام کو عبادت اور اطاعت خداوندی بھی کہا جا سکتا ہے، یہ محض اللہ کی توفیق ہے کے اللہ انسان کو نیکیوں کی توفیق دیتے ہیں اور انسان کو گناہوں سے بچاتے ہیں، جو انسان جس قدر نیکیاں کرتا چلا جائے گا وہ اسی قدر اللہ کا مقرب اور محبوب ہوگا تاہم قدسی نفوس انسانوں کو اللہ نیکیوں کی ترغیب اور توفیق کے ساتھ ساتھ گناہوں سے بچنے کی تاکید بھی فرماتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ اللہ کے نیک بندوں کے قلوب میں اللہ اپنے بندوں کی محبت اور خدمت کا جذبہ بھی پیدا کر دیتے ہیں، اس طرح سے اس انسان کی پوری زندگی اطاعت الٰہی اور عبادت خداوندی میں گزر جاتی ہے اور وہ اللہ کے بے شمار انعامات و اکرامات کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

بہتان لگانے والا چغل خور:

اسلام بہتان، غیبت، چغل خوری اور جاسوسی کی سخت مذمت کرتا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيمٍ ۔۴۸

ترجمہ۔ذلیل ہے جو دوسری کو عیب لگاتا ہے، چغل خور ہے۔
هَمَّازٍ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ھ۔م۔ز) سے مشتق ہے۔
هُمَزَةٍ۔سے مراد کچوکے دینے والا۔دھکا دینے والا، کاٹ کھانے ولا، دوستوں میں تفریق ڈالنے والا، غیبت کرنے والا، عیب جوئی کرنے والا، ایسا شخص جو ہر وقت، اور ہر کام میں خرابیاں تلاش کرے یا جماعت میں تفریق ڈالنے والے کے ہیں۔۴۹؎

ارشاداتِ خداوندی:

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ۔ ۵۰

ترجمہ۔ بڑی خرابی ہے ہر اس شخص کے لیے جو عیب نکالنے والا ہو طعنہ دینے والا ہو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا كَثِيۡرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوۡا وَلَا يَغۡتَبْ بَّعۡضُكُمۡ بَعۡضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمۡ اَنۡ يَّاۡكُلَ لَحۡمَ اَخِيۡهِ مَيۡتًا فَكَرِهۡتُمُوۡهُ۔ ۵۱

ترجمہ۔ اے ایمان والو! تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرو گے؟ یقیناً تمھیں اس سے گھن آئے گی، اللہ سے ڈرو اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے پیتل کے ناخن تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا! اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو انھوں نے کہا! یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے تھے۔ ۵۲؎

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے دنیا میں اپنے مسلمان بھائی کا گوشت کھایا، قیامت میں اس کے بھائی کا گوشت اس کے سامنے پیش کیا جائے گا پھر اس سے کہا جائے گا! تم دنیا میں اپنے زندہ بھائی کا گوشت کھاتے تھے، لو اب اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ تو وہ شخص اس کو چیخ مارتا ہوا اور منہ بگاڑتا ہوا کھائے گا۔ ۵۳؎

حضرت ابو سعید ؓ اور حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! غیبت زنا سے زیادہ شدید اور سخت گناہ ہے۔ صحابہ نے پوچھا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا بھلا کیسے ہوسکتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک شخص زنا کرتا ہے پھر اس کی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کی توبہ کو قبول

فرماتے ہیں لیکن غیبت کرنے والے کی مغفرت اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک کے جس کی غیبت کی گئی ہے اس سے معافی نہ مانگ لی جائے۔ ۵۴؎

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! غیبت کا کفارہ یہ ہے کے تم اس کے لئے استغفار کرو، جس کی تم نے غیبت کی ہے۔ ۵۵؎

عبداللہ بن مبارک نے کہا! جب کوئی شخص کسی کی غیبت کرے تو اس کو نہ بتائے بلکہ اس کے حق میں استغفار کرے۔ ۵۶؎

امیرالمومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیرالمومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! غیبت سننے والا غیبت کرنے والوں میں محبوب ہوتا ہے۔

بے وفائی اور غداری ظاہری ذلت ہے جبکہ غیبت باطنی پستی ہے۔

غیبت پست اور کمینوں کی نشانی ہے۔ غیبت منافق کی نشانی ہے۔

فاسق کی کوئی غیبت نہیں۔ عقلمند ہے وہ انسان جو اپنی زبان کو غیبت سے محفوظ رکھے۔

غیبت دوزخ کے کتوں کی خوراک ہے۔ تم پر لازم ہے کے تم غیبت سے پرہیز کرو۔

غیبت لوگوں کو تمھاری دشمنی پر آمادہ کردے گی اور تمھارے اجر کو برباد کردے گی۔

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مغبوض شخص غیبت کرنے والا ہے۔

قبیح ترین پستی یہ ہے کے لوگوں کی غیبت کی جائے۔

اپنے نفس کو غیبت کا عادی نابناؤ کیونکہ غیبت کا عادی شخص عظیم گناہوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ ۵۷؎

اہم نکتہ:

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی نے فرمایا! کشف القبور کے مراقبہ میں انھوں نے دیکھا کے کچھ لوگوں کے چہرے پر خوف نمایاں ہے، ایک شخص دبے پاؤں نہایت آہستگی سے ایک شخص کی پشت پر چھری مارتا ہے اور اس شخص کے جسم سے رستے ہوئے خون کو کتے کی طرح چاٹتا ہے تاہم

تازہ تازہ اور گرم گرم خون پیتے کے ساتھ اس کو قے ہوجاتی ہے پھر وہ بہت کمزوری کے عالم میں نہایت بے زاری سے کراہتے ہوئے کہتا ہے کے کاش عالم فانی میں مجھے یہ بات سمجھ میں آجاتی اور میں یہ جان جاتا کے غیبت کا انجام یہ ہوتا ہے۔۵۸؎

کمزور اور گرے ہوئے لوگوں کی کئی منفی عادات میں سے ایک عادت دوسروں کی عیب جوئی، غیبت اور چغلی بھی ہے۔غیبت کرنے والے لوگوں میں خود تو کوئی کمال نہیں ہوتا، تاہم وہ اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے کامیاب لوگوں کی غیبت کرتے ہیں کیونکہ دوسروں کی غیبت اور برائی ناکام لوگوں کی مجبوری ہوتی ہے۔

جس انسان کو کرنے کے بہت کام ہوتے ہیں وہ ان فضولیات سے اپنے آپ کو آلودہ نہیں کرتے اگرچہ غیبت ایک گناہ کبیرہ ہے اور قرآن میں اس کی مثال اپنے مردہ بھائی کے گوشت کو کھانے سے پیش کی گئی ہے تاہم عالم اعراف میں بھی چغل خور اور غیبت کرنے والے افراد وہی عمل کریں گے جو وہ دنیا میں کیا کرتے تھے جبکہ دنیا فانی ہے اور مرنے کے بعد کی زندگی میں ہیشگی ہے یعنی ایسا شخص ساری عمر مردہ بھائی کا گوشت کھاتا رہے گا اگرچہ اس کو شدید ابکائی آئے گی لیکن اس کے پاس کوئی دوسرا آپشن نہیں ہوگا اور وہ بدبودار اور مردار کھانے پر مجبور ہوگا۔

بدکردار، بداخلاق، لالچی، کنجوس اور زانی کی پہچان اور ان کی سزا:

اللہ تعالی تمام بدکردار، بداخلاق، زانی، لالچی، کنجوس اور ظالموں کی سخت مذمت کرتا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ۔۵۹

ترجمہ۔خیر سے روکنے والا ہے، بے حد گناہ گار۔

عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ۔۶۰

ترجمہ۔سخت مزاج ہے اور اس کے بعد زنیم (زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والا) یعنی منقطع النسب بھی ہے۔

اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ۔۶۱

ترجمہ۔اس کی وجہ یہ ہے کے وہ مال والا، بیٹوں والا ہے۔

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۔ ۶۲

ترجمہ۔جب اس پر ہماری آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ اگلے لوگوں سے نقل کی جانے والی باتیں ہیں۔

سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ۔ ۶۳

ترجمہ۔۔ہم عنقریب اس کی ناک پر نشان لگائیں گے۔

قتادہؒ آیت وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ میں مَّهِيْنٍ سے مراد بہت فساد کرنے والا "هَمَّازٍ" جولوگوں کا گوشت کھاتا ہے یعنی چغل خور۔آیت مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ سے مراد خیر سے روکنے والا جو خیر اور نیکی نہ کرتا ہو۔مُعْتَدٍ سے مراد حسد سے بڑھا ہوا یعنی اپنے قول اور عمل میں حد سے متجاوز۔ اَثِيْمٍ۔ بڑا گنہگار عُتُلٍّ یعنی فاخر، انتہائی گرا ہوا انسان۔ ۶۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت اس وقت تک قائم نا ہوگی جب تک فحش گوئی، قطع رحمی اور پڑوسیوں سے برا سلوک عام نا ہوجائے۔ ۶۵؎

حضرت ابوامامہؓ آیت عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ سے مراد زنا سے پیدا ہونے والا انسان جو گرا ہوا اور فحش گو بھی ہو۔ ۶۶؎

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، زَنِيْمٍ سے مراد زنا سے پیدا ہونے والا انسان۔ ۶۷؎

عامرؒ سے زَنِيْمٍ کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو آپؒ نے فرمایا! ایسا شخص جس پر شر کا غلبہ ہو اور وہ اپنے شر کی وجہ سے لوگوں میں پہچانا جائے جیسے اخنس بن شریق جس کا تعلق قبیلہ بنو ثقیف سے تھا۔ ۶۸؎

حضرت حارثہ بن وہبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تم کو اہل جنت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہر وہ ضعیف شخص جس کو انتہائی کمزور سمجھا جاتا ہے، لیکن اگر وہ اللہ کی قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پورا کردیتے ہیں، اور کیا میں تم کو اہل دوزخ کے بارے میں نہ

بتاؤں؟ ہر اکھڑ مزاج بخیل، کنجوس، بداخلاق اور متکبر۔۶۹؎

زید بن اسلمؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس بندے پر آسمان روتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے صحت، کشادہ رزق اور وافر دنیا عطا کی لیکن وہ لوگوں پر ظلم کرتا ہے، تو ایسا شخص عُتُلٍّ زَنِيمٍ ہے۔۷۰؎

موسیٰ بن عقبہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عُتُلٍّ زَنِيمٍ کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر فحش گو اور کم ظرف۔۷۱؎

ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ کے بارے میں فرمایا! ”العُتُلِّ“ ہر بڑے پیٹ والے، برے اخلاق والا، بہت کھانے پینے والا، مال جمع کرنے والا اور اس کو اپنے پاس روکنے والا۔۷۲؎

سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۔۷۳

ترجمہ۔۔ہم عنقریب اس کی ناک پر نشان لگائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اس حال میں مر گیا کے وہ لوگوں کی غیبت، ان پر نکتہ چینی کرنے والا اور ان کے عیوب تلاش کرنے والا مشہور تھا تو قیامت کے دن اس شخص کی یہ علامت ہوگی کے اللہ تعالیٰ اس کی ناک کے دونوں کناروں پر داغ لگا دیں گے۔۷۴؎

قتادہؒ آیت سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۔ترجمہ۔۔ہم عنقریب اس کی ناک پر نشان لگائیں گے۔ کے بارے میں لکھتے ہیں کے ایسے لوگوں کی ناک پر ایک نا مٹنے والا نشان لگایا جائے گا۔۷۵؎

حوالہ کتب:

۱۔سورہ قلم۔آیت۔۱۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۲۔

۴۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دا ع الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

کتاب العظمۃ۔امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ (متوفی ۳۹۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۵۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۶۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۷۔سورہ العلق۔آیت۔۴۔
۸۔سوہ قلم۔آیت۔۱۔
۹۔ کتاب اسماوالصفات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داراحیاالتراث العربی۔
۱۰۔سورہ قلم۔آیت۔۱۔
۱۱۔ المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاءالتراث العربی۔
۱۲۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۳۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۴۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۵۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۶۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۷۔سورہ قلم۔آیت۔۲۔
۱۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۹۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۲۰۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۲۱۔سورہ ص۔آیت۔۱۔۲۔
۲۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۲۳۔لکشف والبیان۔ج۔۸۔ص۔۳۸۱۔روح المعانی۔ج۔۲۵۔ص۔۱۷۔
۲۴۔فقیر رنگ۔سید سرفراز اے شاہ۔ص۔۵۴۔جہانگیر بکس لاہور۔
۲۵۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۲۶۔القرآن۔
۲۷۔سورہ المائدہ۔آیت۔۷۵۔
۲۸۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۲۹۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔

۳۰۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۳۱۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ۔بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۳۲۔سورہ قلم۔آیت۔۴۔
۳۳۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضی حسینی زنیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
۳۴۔لغات القرآن۔شیخ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۳۵۔لغات القرآن۔شیخ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۳۶۔سورہ قلم۔آیت۔۴۔
۳۷۔سورہ النساء۔آیت۔
۳۸۔سنن کبریٰ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔
۳۹۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۴۰۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۴۱۔موطا امام مالک۔امام مالک بن انس اصبحی (متوفی ۱۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۰۹ھ۔
۴۲۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دارالکتب العلمیہ۔
۴۳۔المعجم اوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۴۴۔(ابن جریر۔ابن ابی حاتم،مسند ابویعلیٰ،ابن المنذر،ابن حبان،ابن مردویہ،ابونعیم)
۴۵۔سورہ قلم۔آیت۔۴۔
۴۶۔سورہ احزاب۔آیت۔۲۱۔
۴۷۔تجلیات حکمت۔مولف۔آیت اللہ اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع۔دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۲۰۰۳ء۔
۴۸۔سورہ قلم۔آیت۔۱۱۔
۴۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۰۔سورہ ھمزہ۔۱۔
۵۱۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۲۔
۵۲۔سنن ابوداوٗد۔امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۳۔المعجم اوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۵۴۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۵۵۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۵۶۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۵۷۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۳۶۶۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۵۸۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۵۹۔سورہ قلم۔آیت۔۱۲۔
۶۰۔سورہ قلم۔آیت۔۱۳۔
۶۱۔سورہ قلم۔آیت۔۱۴۔
۶۲۔سورہ قلم۔آیت۔۱۵۔
۶۳۔سورہ قلم۔آیت۔۱۶۔
۶۴۔الدر المنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۵۔الدر المنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۶۔الدر المنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۷۔الدر المنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۸۔الدر المنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۷۰۔الدر المنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۱۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۷۲۔دیلمی۔
۷۳۔سورہ قلم۔آیت۔۱۶۔
۷۴۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۷۵۔الدر المنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۶۹۔سورہ الحاقہ (یقینی واقعہ)

نام:

اَلْحَآقَّةُ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی یقینی واقعہ کے ہیں۔

شان نزول:

سورہ اَلْحَآقَّةُ مکی سورہ ہے، جس میں کل آیات کی تعداد ۵۲ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۲ ہے۔

مضامین:

۱۔قیامت کی ہولنا کیوں کا ذکر۔

۲۔اقوام سابقہ عاد اور ثمود کا ذکر۔

۳۔رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے صبر و استقامت کا ذکر۔

۴۔قرآن کریم وحی الٰہی ہے۔

اَلْحَآقَّةُ: (یقینی واقعہ/ قیامت کا ایک نام):

اَلْحَآقَّةُ یعنی روز قیامت، جس کا قائم ہونا یقینی اور ضروری ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلْحَآقَّةُ مَا الْحَآقَّةُ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّة ۔۱

ترجمہ۔ہو جانے والی، کیا ہے وہ ہو جانے والی، آپ کو کیا خبر ہے کہ کیا ہے وہ ہو جانے والی۔

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۔ ۲

ترجمہ۔ جب ایک بار صور پھونکا جائے گا۔

وَّ حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۔ ۳

ترجمہ۔ زمین اور پہاڑ اٹھا دئے جائیں گے، پھر دونوں کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔

فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۔ ۴

ترجمہ۔ اس دن واقع ہونے والی واقع ہو جائے گی۔

وَ انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۔ ۵

ترجمہ۔ اس دن آسمان پھٹ جائے گا اور وہ بہت کمزور ہو جائے گا۔

اَلْحَآقَّةُ ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ح۔ق۔ق) سے مشتق ہے۔

حق۔ کے معنی کسی بھی چیز کا اس طرح سے موجود، واقع یا ثابت ہونے کے ہیں، جس کا انکار ناممکن ہو یعنی اس چیز کا ٹھوس شکل Concrete Form میں سامنے آجانا یا ثابت Establish ہو جانا۔

مکافات عمل، ایک ٹھوس حقیقت ہے، اس اعتبار سے الحاقہ یعنی قیامت کا قیام اپنی جگہ ثابت اور محکم ہے جس کی جانب قرآن کریم نے بارہا واضح دلائل پیش کئے ہیں۔ اللہ کا قانون ہے کے اللہ اپنے نظام کائنات سے باطل کو مٹا دیتا ہے جبکہ حق کو غلبہ عطا فرماتا ہے۔

حق۔ کے معنی علم، عقل، عدل، انصاف اور واقعات و مصالح کا قیام۔ ۶؎

عربی لغات کے ماہرین کی یہ رائے ہے کے جن الفاظ میں حاء اور قاف اکھٹے آجائیں ان میں اثبات کا مفہوم مضمر ہوتا ہے۔

الحق۔ کے معنی استحکام اور ثبات کے ہیں۔ ۷؎

عند حق لقاحھا سے مراد اونٹی کا حمل ثابت ہو چکا۔

رجل حاق الرجل۔ سے مراد اس شخص کی مردانگی نا قابل انکار ہے۔

محقق۔ اس کپڑے کو کہا جاتا ہے جو نہایت مضبوطی سے بنا گیا ہو۔ ۸؎

الحق۔عربی زبان میں اس اونٹ کو کہتے ہیں جو تین سال پورے کر کے چوتھے سال میں لگ گیا ہو۔

حق۔کے ایک معانی ٹھوس اور تعمیری واقعہ جو اپنی جگہ محکم اور ثابت ہو۔

حق۔کی ضد یمح ہے یعنی اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ۔٩

ترجمہ۔اللہ باطل کو مٹاتا ہے اور حق کو اپنے کلمات کے ذریعہ ثابت کرتا ہے۔

رمی فاحق الرمیہ۔سے مراد اس نے تیر چلایا اور جانور مر گیا یعنی یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ گئی کے تیر نشانے پر لگا۔

الحق من الفرس عربی زبان میں اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو اپنا پچھلا پیر ٹھیک اس جگہ پر رکھے جہاں اس کا اگلا پیر تھا۔١٠

الحق ۔کے معانی کسی ٹھوس واقعے ، یا بات کا حقیقت کا روپ دھارنا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۔١١

ترجمہ۔جس دن کافرین اور (مجرمین) کو آگ کے سامنے لایا جائے گا اس وقت ان سے یہ پوچھا جائے گا کے کیا یہ حق نہیں؟

قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ۔١٢

ترجمہ۔(فرشتوں نے ابراہیم سے کہا کہ!) ہم تمھیں برحق بشارت دے رہے ہیں۔

قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۔١٣

ترجمہ۔(یوسف نے اپنے خواب کے حوالے سے اپنے والد سے کہا!!) میرے رب نے اسے حقیقت بنادیا۔

اسم الحق کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الحق کا نظام کائنات میں ہر جگہ نفوذ پذیری اور اختیار قائم ہے یعنی حق سے مراد وہ قوت، طاقت

اور قانون قدرت ہے جو ہر دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو یعنی اپنی اصل کے ساتھ اپنی جگہ پر بھی ہو اور بدلتے ہوئے حالات سے مطابقت اور موافقت کی بھی مکمل صلاحیت سے مزین ہو ایک ایسا منظم قانون جو کے ہر اعتبار سے قابل قبول اور قابل عمل ہو۔

امام راغب اصفہانی نے اس حوالے سے پرانے زمانے کے دروازے کی ایک مثال پیش کی ہے کہ پہلے زمانے میں دروازے میں قبضے کی جگہ ایک گلی کی طرح کی ایک لکڑی ہوتی تھی جو کے دروازے کے ساکٹ میں اس طرح فٹ ہوتی کے ایک جانب وہ اپنی جگہ موجود اور قائم بھی رہتی اور دوسری جانب وہ دروازے کے ساتھ گھومتی بھی رہتی چنانچہ امام راغب اصفہانی نے حق کی کیفیت کو اسی دروازے کی اس گلی سے سمجھا۔

اللہ تعالی کی ایک صفت الحق ہے یعنی ذات الحق حکمت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اشیاء کو حق کے ساتھ تخلیق کرتی ہے۔

یعنی اللہ تعالی نے حق اور باطل کے فرق کو واضح کر دیا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَرِيقًا هَدٰى وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيۡهِمُ الضَّلٰلَةُ ۔ ١۴

ترجمہ۔ایک گروہ کو تو (اللہ) نے سیدھا راستہ دکھایا لیکن دوسرے گروہ پر گمراہی چسپاں ہو کر رہ گئی۔

یعنی حق اور باطل کی قوتیں تو حضرت آدم کے دنیا میں آنے سے پہلے ہی سرگرم ہو چکی تھیں اور جن کا زور قیامت تک جاری رہے گا اسی حق اور باطل کی پہچان کے لئے اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ لوگوں کو یہ بتا سکیں کے انسان کے خاکی وجود میں اللہ نے خیر اور شر دونوں قوتوں کو رکھ دیا تاہم شر کی قوتوں کو کنٹرول اور خیر کی قوتوں کو عام کرنا ہی منصب انسانیت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! تم میں جو کوئی برائی ہوتی دیکھے تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کو اپنے ہاتھ سے روکے اگر ہاتھ سے نہ روک سکے تو اس کو اپنی زبان سے روکے اور اگر زبان سے بھی نہ روک سکے تو اس کو اپنے دل میں برا جانے (یہ کمزور ترین ایمان کی علامت ہے)۔ ١۵

اللہ تعالی نے تمام اشیائے کائنات کو حق کے ساتھ تخلیق فرمایا اور یہ سب اللہ کی نشانیاں ہیں جن سے انکار ممکن نہیں تاہم قیامت کے قائم ہوتے ہی تمام اشیائے کائنات بھی اللہ کے حکم سے فنا ہو جائیں گی۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ۔۱۶

ترجمہ۔جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے رب کا حکم سن لے گا اور وہ اسی لائق ہے۔

معلوم ہوا کہ کل کائنات میں اللہ کا یہ اسم الٰہیہ ہمہ وقت جاری اور ساری ہے اور ہر شے اس اسم پاک الحق کے زیر اثر ہے۔

ارشادات خداوندی:

فَرِيْقًا هَدٰى وَ فَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۔۱۷

ترجمہ۔ایک گروہ کو تو (اللہ) نے سیدھا راستہ دکھایا لیکن دوسرے گروہ پر گمراہی چسپاں ہو کر رہ گئی۔

فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ ۔۱۸

ترجمہ۔جب ہم کسی بستی کو ہلا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور وہ اس میں نافرمانیاں کرنے لگتے ہیں جب عذاب کا فیصلہ اس بستی پر چسپاں ہو جاتا ہے اور ہم اس کو برباد کر کے رکھ دیتے ہیں۔

وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۔۱۹

ترجمہ۔موت کی سختی حق کے ساتھ آ گئی یہ وہ ہے جس سے تو ہٹتا تھا۔

فَحَقَّ عِقَابِ ۔۲۰

ترجمہ۔یہ وہی لوگ تھے جنھوں نے رسولوں کو جھٹلایا،سو میرا عذاب واقع ہو گیا۔

حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔۲۱

ترجمہ۔ہم پر یہ حق ہے کے مومنین کو بچا لیں۔

حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۔۲۲

ترجمہ۔(موسیٰ نے فرعون سے کہا) کے میں کائنات کے مال کی طرف سے بھیجا گیا ہوں اور میرا منصب یہی ہے کے میں اللہ کا نام لے کر کوئی بات حق کے سوا نہ کہوں۔

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ۔۲۳

ترجمہ۔جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے رب کا حکم سن لے گا اور وہ اسی لائق ہے۔

وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ۔۲۴

ترجمہ۔بے شک اور بالیقین یہ (قیامت) حقیقت ہے۔

قوم ثمور اور قوم عاد کا قیامت کا انکار:

قوم ثمود اور قوم عاد نے اللہ کی آیات کی تکذیب کی اور قیامت کا انکار کیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَ عَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ۔۲۵

ترجمہ۔ثمود نے اور عاد نے اس کھڑ کھڑانے والی چیز کی تکذیب کی۔

فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ۔۲۶

ترجمہ۔ثمود تو زور والی آواز سے ہلاک کر دیئے گئے۔

قوم ثمود کی اجمالی تاریخ:

حضرت صالح علیہ السلام جس قوم میں پیدا ہوئے اس قوم کا نام قوم ثمود تھا، قوم ثمود سامی اقوام کی ایک شاخ ہے، عاد اولیٰ کی ہلاکت کے وقت جو اہل ایمان حضرت ھود علیہ السلام کے ساتھ بچ گئے تھے، یہ قوم ان ہی کی نسل سے تعلق رکھتی ہے اس قوم و عاد ثانیہ بھی کہا جاتا ہے۔قوم ثمود، ثمود نامی ایک شخص ی طرف بھی منسوب کی جاتی ہے۔

امام بغوی قوم ثمود کا شجرہ نسب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں، ثمود بن عابر بن ارم بن سام بن نوح۔

قوم ثمود مقام الحجر میں سونت پذیر تھی جو حجاز اور شام کے درمیان وادی القریٰ میں واقع ہے۔۲۷؎

حجاز اور شام کے درمیان وادی القریٰ تک جو میدان نظر آتا ہے یہ سب الحجر ہے۔ آج کل یہ جگہ 'فج الناقۃ' کے نام سے مشہور ہے، ثمود کی بستیوں کے کھنڈرات اور آثار آج تک موجود اور محفوظ ہیں کئی مصری محققین نے ان آثار کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس کے بارے میں لکھا ہے ان کا بیان ہے کہ انھوں نے ایسے مکانات دیکھے ہیں جن کو پہاڑ کاٹ کر بنائے گئے ان مکانات میں متعدد کمرے اور ایک بڑا حوض بھی ہے۔

مشہور مورخ مسعودی لکھتے ہیں کہ الحجر کا یہ مقام جو حجر ثمود کہلاتا ہے شہر مدین سے جنوب مشرق میں اس طرح واقع ہے کہ خلیق عقبہ اس کے مدمقابل ہے۔

جس طرح سے عاد کو ارم کہا گیا بالکل اسی طرح سے ثمود کی ہلاکت ے بعد انھیں ثمود ارم یا عاد ثانیہ کہا گیا اگرچہ ابھی تک قوم ثمود کے زمانے کا درست تعین نہیں کیا گیا لیکن مورخین کی یہ رائے ہے کہ قوم ثمود حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت پہلے صفحہ ہستی سے مٹ چکی تھی تاہم قوم ثمود بھی اپنے پیشرو کی طرح بت پرست تھے چنانچہ ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی اصلاح کے لئے بھیجا۔

حضرت صالح علیہ السلام کا نسب اور قوم ثمود کی جانب آپ کی بعثت:

امام بغوی (متوفی ۵۱۶ھ) نے حضرت صالح علیہ السلام کا سلسلہ نسب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے، صالح بن عبید بن آصف بن ماسح بن عبید بن خاور بن ثمود۔ ۲۸

حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو بت پرستی سے روکتے ہوئے انھیں اللہ کی وحدانیت کا پیغام دیا لیکن قوم اپنی گزشتہ روش پر قائم رہی۔ قوم نے حضرت صالح سے کہا کہ اگر ہم غلط روش یا باطل دین پر ہوتے تو کبھی بھی ہم پر دھن، دولت، سرسبز وشاداب باغات اور مال و دولت کی کثرت نہ ہوتی اور تم خود اپنے اور اپنے پیرواروں کے حال کی جانب دیکھو جہاں ہر طرف غربت اور افلاس نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں اب یہ بتاؤ کے خدا کے نزدیک ہم مقبول ہیں یا تم؟

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں، ایک دن ثمود اپنی مجلس میں جمع ہوئے وہاں حضرت صالح علیہ السلام بھی آ گئے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے حسب معمول

ان کو اللہ پر ایمان لانے اور بت پرستی ترک کرنے کی دعوت دی آپ نے ان کو وعظ و نصیحت کی اور اللہ کے عذاب سے ڈرایا تاہم قوم ثمود نے پتھر کی ایک چٹان کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا ،اگر آپ اس چٹان سے ایسی صفت کی اونٹنی نکال دیں جو دس ماہ کی گھابن ہو اور فوراً بچہ دے دے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے پختہ عہد لیا کے اونٹنی کے نکلنے کے بعد وہ ایمان لے آئیں گے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ کے حضور نماز قائم کی اور بعد از نماز آپ نے اللہ سے دعا فرمائی چنانچہ اللہ نے حضرت صالح علیہ السلام کی دعا منظور فرماتے ہوئے چٹان میں سے ایسی اونٹنی نکال دی جو طلب کردہ صفات کی مکمل حامل تھی اگرچہ یہ ایک عظیم معجزہ تھا جس کو دیکھ کر کئی لوگ ایمان لے آئے لیکن اکثر اپنے کفر اور گمراہی پر ہی جمے رہے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا، یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو تمھارے لئے نشانی ہے اس کو اللہ کی زمین پر کھانے دو وہ جہاں چاہے چرے ایک دن وہ پانی پیئے گی اور ایک دن قوم ثمود کی پانی کی باری ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ نَبِّئۡهُمۡ اَنَّ الۡمَآءَ قِسۡمَةٌۢ بَيۡنَهُمۡ‌ۚ كُلُّ شِرۡبٍ مُّحۡتَضَرٌ ۔۲۹

ترجمہ۔آپ انھیں بتادیجئے ان کے اور اونٹنی کے درمیان پانی تقسیم کیا ہوا ہے، ہر ایک اپنے پانی کی باری پر حاضر ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں ،جس دن ثمود پانی پیتے تھے اس دن اونٹنی بالکل پانی نہیں پیتی تھی اور ان کو اپنا دودھ پلاتی تھی اور وہ بہت عیش و آرام میں تھے اور جس دن اونٹنی کی باری ہوتی تھی تو وہ سارا پانی پی جاتی تھی اور ان کے لئے پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں بچتا تھا۔قوم ثمود کچھ عرصہ کے بعد پانی کی اس تقسیم اور باری سے تنگ آ گئے اور اونٹنی کو قتل کرنے کے بارے میں منصوبہ بندی کرنے لگے اگرچہ وہ اونٹنی کو قتل کرنے سے ڈرتے تھے لیکن قوم ثمود کا ایک سردار قیدار بن سالف بن جندع جو نہایت شقیق القلب تھا اس نے اپنی قوم کو اس اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر ہلاک کرنے کا مشورہ دیا۔

ایک روایت کے مطابق اونٹنی کے قتل کی سازش میں قوم ثمود کے نو افراد شامل تھے بعدازاں ان کی منصوبہ بندی میں حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے اہل خانہ کا قتل بھی تھا۔

قوم ثمود اونٹنی کی تاک میں گھات لگا کر بیٹھ گئے اور جیسے ہی وہ نمودار ہوئی مصدع نے اونٹنی کو تیر مارا اور قیدار نے اس کی ٹانگیں کاٹ کر اس کو ہلاک کر دیا تاہم اونٹنی کے بچے نے جب اپنی ماں کا یہ حال دیکھا تو وہ بچہ پہاڑی میں کہیں غائب ہو گیا۔

حضرت صالح علیہ السلام کو اس واقع کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا آخر وہی ہوا جس کا مجھے ڈر تھا اب اللہ کے عذاب کا انتظار کرو جو تین دن کے بعد تم کو تباہ کر دے گا، بلا آخر کا تین دن کے بعد قوم ثمود کو ایک کڑک نے آلیا اور وہ سب ہلاک کر دئے گئے۔ ۳۰؎

وَ فِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَ هُمْ يَنْظُرُوْنَ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّ مَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ۔ ۳۱

ترجمہ۔قوم ثمود کے واقعے میں بھی عبرت انگیز نشانیاں موجود ہیں جب ان سے کہا گیا کے تم ایک عارضی مدت تک فائدہ اٹھالو تو انھوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی تو ان کو ایک ہولناک کڑک نے پکڑ لیا اور وہ دیکھ رہے تھے۔ پس وہ نہ کھڑے ہو سکتے تھے اور نہ کسی سے مدد حاصل کر سکتے تھے۔

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر جب بھی 'صائقہ' کا لفظ آیا ہے تو اس سے مراد مہلک عذاب کے ہی ہیں جبکہ اس کے ایک معنی کڑک کے بھی ہیں جس وقت ان پر عذاب آیا وہ اس کو دیکھ رہے تھے لیکن اس کے سامنے اٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور جس وقت وہ عذاب میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوئے اس وقت ان کی مدد کو بھی کوئی نہ آیا۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، جب ہم غزوہ تبوک میں مقام حجر میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے لوگو معجزات کا سوال نہ کیا کرو کیونکہ یہ صالح علیہ السلام کی قوم تھی جس نے اپنے نبی سے سوال کیا تھا کوئی معجزہ دکھائے تو اللہ تعالی نے ان کے لئے اونٹنی بھیج دی پس وہ اس راستہ سے

آتی تھی اور اپنی باری پر ان کا تمام پانی پی جاتی تھی اور اس دن وہ اس اونٹنی سے اتنا دودھ دوھ لیتے تھے، جتنا وہ اس دن پانی پیتے تھے پھر وہ اونٹنی اسی راستے سے واپس چلی جاتی تھی پھر انھوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں اس کے بعد انھیں ایک ہولناک چیخ نے پکڑ لیا اور آسمان کے نیچے ان میں سے کوئی نہ بچا سوائے ایک شخص کے جو اللہ کی حرم میں تھا، لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون سا شخص تھا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ ابو رغال تھا لیکن جب وہ حرم سے نکلا تو اس پر بھی وہ عذاب الٰہی آ گیا جو اس کی قوم پر آیا تھا۔ ۳۲؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَنَادَوۡا صَاحِبَہُمۡ فَتَعَاطٰی فَعَقَرَ فَکَیۡفَ کَانَ عَذَابِیۡ وَ نُذُرِ ۔ ۳۳

ترجمہ۔ انھوں نے اپنے صاحب کو پکارا تو (اس نے اونٹنی کو پکڑ کر) اس کی کونچیں کاٹ دیں پس کیسا تھا میرا عذاب اور کیسا تھا میرا ڈرانا

امام محمد بن اسحاق نے کہا پس وہ شخص اونٹنی کے آنے کے راستے میں ایک درخت کی جڑ میں گھات لگا کر بیٹھ گیا پھر تاک کر اونٹنی کی پنڈلی کے پٹھوں میں تیر مارا پھر تلوار سے اس کی ٹانگیں کاٹ دیں اور اس اونٹنی کو ذبح کر دیا جبکہ اس اونٹنی کا بچہ پہاڑ کی چوٹی کی طرف بھاگ گیا اور پھر وہ بچہ وہیں کہیں غائب ہو گیا، اس کے بعد جب حضرت صالح علیہ السلام آئے اور انھوں نے دیکھا کے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی گئیں ہیں اور اس کو ذبح کر دیا گیا ہے تو وہ رونے لگے اور کہا تم نے اللہ کی حدود کو توڑ دیا ہے پس تمھیں اللہ کے عذاب کی بشارت ہو۔ حضرت صالح علیہ السلام نے نافرمان قوم کو بتا دیا کے اب مہلت ختم ہو گئی ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَعَقَرُوۡہَا فَقَالَ تَمَتَّعُوۡا فِیۡ دَارِکُمۡ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ ؕ ذٰلِکَ وَعۡدٌ غَیۡرُ مَکۡذُوۡبٍ ۔ ۳۴

ترجمہ۔ اے میری قوم یہ اللہ کی اونٹنی ہے یہ بطور نشانی کے ہے سو تم اسے چھوڑے رکھو اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اسے برائی کے ساتھ ہاتھ نہ لگانا پھر تمہیں جلد آنے والا عذاب پکڑ لے گا۔

حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے فرمایا، تم پر عذاب کی علامت یہ ہے کے پہلے دن جب تم صبح

اٹھو گے تو تمھارے چہرے زرد ہوں گے، دوسری صبح تمھارے چہرے سرخ ہوں گے اور تیسری صبح تمھارے چہرے سیاہ ہوں گے۔ ۳۵؎

قوم ثمود پر بجلی کا عذاب:

حضرت صالح علیہ السلام کی عذاب سے متعلق پیشن گوئی حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی اور پہلے روز قوم ثمود کے چہرے خوف سے زرد پڑ گئے، دوسرے روز ان سب کے چہرے ڈر اور شدید خوف سے سرخ ہو گئے جبکہ تیسرے روز ان کی دہشت کا عالم یہ تھا کے ان سب کے چہرے سیاہ ہو گئے، تین دن کے بعد بجلی کی چمک اور کڑک سے آل ثمود پر عذاب نازل ہوا۔ سوائے حضرت صالح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے افراد کے پوری قوم ہلاک ہوگئی عذاب سے بچ جانے والے یہی لوگ ثمود ثانیہ کہلاتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَخَذَ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوا الصَّیۡحَۃُ فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دِیَارِہِمۡ جٰثِمِیۡنَ۔ ۳۶

ترجمہ۔ جن لوگوں نے ظلم کیا انہیں چیخ نے پکڑ لیا۔ سو وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے ہوئے رہ گئے جیسا کہ ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔

قرآن کریم نے قوم ثمود کو کھجور کے بوسیدہ تنوں سے تشبیہ دی ہے جو سوکھ کر جھڑ جاتی ہے اور جانوروں کی آمد و رفت سے پامال ہو کر برادہ راہ بن جاتی ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلۡحَآقَّۃُ ۙ مَا الۡحَآقَّۃُ ۚ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الۡحَآقَّۃُ ؕ کَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ وَ عَادٌۢ بِالۡقَارِعَۃِ فَاَمَّا ثَمُوۡدُ فَاُہۡلِکُوۡا بِالطَّاغِیَۃِ وَ اَمَّا عَادٌ فَاُہۡلِکُوۡا بِرِیۡحٍ صَرۡصَرٍ عَاتِیَۃٍ ۙ سَخَّرَہَا عَلَیۡہِمۡ سَبۡعَ لَیَالٍ وَّ ثَمٰنِیَۃَ اَیَّامٍ ۙ حُسُوۡمًا ۙ فَتَرَی الۡقَوۡمَ فِیۡہَا صَرۡعٰی ۙ کَاَنَّہُمۡ اَعۡجَازُ نَخۡلٍ خَاوِیَۃٍ ۚ فَہَلۡ تَرٰی لَہُمۡ مِّنۡۢ بَاقِیَۃٍ ۔ ۳۷

ترجمہ۔ ہونی شدنی کیا ہے؟ وہ ہونی شدنی؟ اور تم کیا جانو کے وہ کیا ہے ہونی شدنی؟ ثمود اور عاد نے اس اچانک ٹوٹ پڑنے والی آفت کو جھٹلا دیا، تو ثمود ایک سخت حادثہ سے ہلاک کئے گئے اور

عاد ایک بڑی شدید طوفانی آندھی سے تباہ کر دئے گئے، اللہ تعالی نے مسلسل سات رات اور آٹھ دن ان پر عذاب مسلط رکھا (تم وہاں ہوتے تو دیکھتے) کے وہ وہاں اس طرح بکھرے پڑے تھے جیسے کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں اب تمھیں ان میں سے کوئی باقی بچا نظر آتا ہے؟

فَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا نَجَّيۡنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا وَمِنۡ خِزۡىِ يَوۡمِئِذٍ‌ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الۡقَوِىُّ الۡعَزِيۡزُ‏۔

ترجمہ۔انہوں نے اس کو مار ڈالا، اس پر صالح کو اور ان لوگوں کو جوان کے ساتھ اہل ایمان تھے اپنی رحمت سے نجات دے دی اور اس دن کی رسوائی سے نجات دی، بیشک تیرا رب قوت والا ہے اور زبردست ہے۔۳۸؎

صبح کے سورج نے شہر میں ہر طرف تباہی اور بربادی دیکھی بڑے بڑے عالیشان محل کھنڈر بن چکے تھے سرسبز باغوں کا نام ونشان تک نہیں تھا، حجر کا پر رونق علاقہ ٹوٹ پھوٹ کر آثار قدیمہ کا منظر پیش کر رہا تھا قوم کی ہلاکت کے بعد حضرت صالح علیہ السلام اپنے حواریوں کے ساتھ شام کی طرف ہجرت کر گئے جب عذاب کی وجہ سے آپ تباہ حال بستی سے گزرے اور انھوں نے جگہ جگہ بکھری ہوئی لاشوں کو دیکھا تو نہایت افسوس کے ساتھ ہلاک شدگان کو مخاطب کر کے کہا!

فَتَوَلّٰى عَنۡهُمۡ وَقَالَ يٰقَوۡمِ لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُكُمۡ رِسَالَةَ رَبِّىۡ وَنَصَحۡتُ لَكُمۡ وَلٰكِنۡ لَّا تُحِبُّوۡنَ النّٰصِحِيۡنَ۔۳۹

ترجمہ۔(صالح نے کہا) ائے میری قوم بلاشبہ میں نے اپنے پروردگار کا پیغام تم کو پہنچا دیا اور تم کو نصیحت کی، لیکن تم نصیحت کرنے والوں کو دوست نہ رکھتے تھے۔

فلسطین کے علاقہ رملہ کے قریب کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ مکہ ہجرت کر گئے، وہیں آپ کا انتقال ہوا اور حرم کعبہ کے اندر کعبہ کے مغربی سمت میں آپ مدفون ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جس شخص نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں اس کا رنگ سرخ تھا اور اس کی آنکھیں نیلی تھیں جبکہ اس کا نام قدار بن سالف تھا۔

قوم ثمود کی تباہی کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ۔۴۰

ترجمہ۔ بے شک ہم نے ان پر ایک ہولناک آواز بھیجی تو وہ باڑ بنانے والے کی گھاس کی طرح چورا چورا ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب الحجر کے متعلق فرمایا! اس قوم کے پاس سے سوائے روتے ہوئے نہ گزرنا اگر تم رو نہ سکو تو پھر ان کے پاس سے نہ گزرنا ورنہ تم پر بھی ویسا ہی عذاب نازل ہوگا جیسا ان پر نازل ہوا تھا۔ ۴۱؎

ثمود نے اپنی سرکشی سے اپنے رسول کو جھٹلایا جب ان کا سب سے بد بخت اٹھا تو اللہ کے رسول نے ان سے کہا اللہ کی اونٹنی کو ایذا پہنچانے اور اس کے پانی کی باری کو بند کرنے) سے احتراز کرو تو انھوں نے (رسول) کو جھٹلایا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں تو ان کے رب نے ان کے گناہ کے سبب ان پر ہلاکت ڈال دی اور اس بستی کو پیوند خاک کر دیا اور وہ ان کو سزا دینے سے نہیں ڈرتا۔ ۴۲؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وادی الحجر میں ٹھہرے جو قوم ثمود کی سرزمین ہے مسلمانوں نے ان کے کنویں سے پانی پیا اور اس کنویں کے پانی سے آٹا گوندھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ جو پانی نکالا گیا ہے اس کو الٹ دو اور جو آٹا گوندھا گیا ہے اس کو اونٹوں کو کھلا دو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں یہ حکم دیا کہ اس کنویں سے پانی نکالیں جس کنویں پر حضرت صالح کی اونٹنی آیا کرتی تھی۔ ۴۳؎

احقاف:

احقاف کا واحد 'الحقف' ہے جس کے معنی طویل اور بلند ٹیلہ کے ہیں جو کہ قدرے ٹیڑھا بھی ہو اس کے معنی قوم عاد کے گھر سے ہے یہ ٹیلے یمن میں ہیں جہاں قوم عاد رہتی ہے۔

الاحقاف کے ایک معنی ریگستان کے بھی ہیں۔ علامہ جوہری نے کہا! احقاف عاد کا وطن ہے۔

ازہری نے کہا! یہ یمن کے شہروں کا ایک ریگستان ہے جہاں قوم عاد رہتی تھی۔ ۴۴؎

علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ) لکھتے ہیں، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا!

الاحقاف ارض مہرہ اور عمان کے درمیان ایک وادی ہے۔
ابن اسحاق نے کہا! الاحقاف عمان سے لے کر حضرموت تک ایک وادی ہے۔
قتادہ نے کہا! الاحقاف ارض یمن میں بلندی پر ایک ریگستان ہے۔ ۴۵؎
علامہ پیر کرم شاہ الازہری (متوفی ۱۱۸ ۴ھ) لکھتے ہیں ،قرآن کریم میں احقاف سے مراد وہ ریگستان ہے جو عمان سے حضرموت تک پھیلا ہوا ہے ،اس کا کل رقبہ تین لاکھ مربع میل بتایا جاتا ہے اسے الربع الخالی بھی کہا جاتا ہے بعض مقامات پر ریت اس قدر باریک ہے کے جو چیز وہاں پہنچتی ہے وہ اس ریت میں دھنستی ہی چلی جاتی ہے، بڑے بڑے مہم جو سیاح بھی اس علاقے کو عبور کرنے کی جراءت نہیں کرتے تاہم یہی وہ علاقہ ہے جہاں کسی عہد میں ایک نہایت طاقتور اور زبردست قوم آباد تھی۔ ۴۶؎
سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں، الاحقاف صحرائے عرب (الربع الخالی) کے جنوب مغرب میں واقع ہے جہاں کوئی آبادی نہیں۔
ابن اسحاق کا بیان ہے عاد کا علاقہ عمان سے یمن تک پھیلا ہوا تھا اور قرآن کریم نے یہ بتایا کے ان کا اصل وطن الاحقاف تھا جہاں سے یہ قوم نکل کر گرد و پیش کے کئی مما لک میں نا صرف پھیل گئی بلکہ کمزور قوموں پر اپنا اقتدار بھی مسلط کر دیا موجودہ شہر سے تقریباً ۱۵۲ میل کے فاصلہ پر شمال کی جانب حضرموت میں ایک مقام ہے جہاں حضرت ھود علیہ السلام کی قبر مبارک موجود ہے اور ہر سال پندرہ شعبان کو یہاں ان کا عرس بھی منایا جاتا ہے جس میں عرب کے مختلف علاقوں اور قبائل کے ہزاروں افراد شریک ہوتے ہیں۔
تاریخی اعتبار سے اگر چہ اس قبر مبارک کے حوالے سے اختلاف پایا جاتا ہے لیکن لوگوں کی کثیر تعداد کا اس بات پر اتفاق ہے، تاہم مقامی روایات کے مطابق یہی وہ علاقہ ہے جو قوم عاد کے علاقے کے نام سے موسوم ہے۔
الاحقاف کی موجودہ حالت کو دیکھ کر کوئی شخص یہ گمان نہیں کرسکتا ہے کے کبھی کسی زمانے میں یہاں ایک متمدن اور طاقت ور قوم آباد تھی تاہم آج یہاں ہر طرف اداسی اور مایوسی کا راج ہے دوسری جانب یہ ایک بنجر، پتھریلا اور بے آب وگیاں لق دق ریگستان ہے جو ماضی میں سرسبز وشاداب

علاقہ سمجھا جاتا تھا۔ یہ اس قدر ہیبت ناک ریگستان ہے جہاں بڑے سے بڑا بہادر بھی جانے کی ہمت نہیں کر پاتا۔ ۱۸۴۳ء میں بو یریا کا ایک فوجی اس ریگستان کے جنوبی کنارے تک پہنچا، اس نے بتایا کے حضرموت کے شمالی سطح مرتفع پر کھڑے ہو کر اگر اس صحرا کو دیکھا جائے تو یہ صحرا ایک ہزار فیٹ نشیب میں نظر آتا ہے جہاں جگہ جگہ سفید قطعات ہیں جس میں اگر کوئی چیز گر جائے تو وہ ریت میں ہی غرق ہو کر بوسیدہ ہو جائے گی۔ عرب کے قدآور بدو بھی اس صحرا سے خوف زدہ رہتے ہیں اور اچھے اچھے کڑیل جوان بھی یہاں جانے کی ہمت اور جرات نہیں کرتے، فوجی مزید لکھتا ہے کے یہاں کی ریت بالکل سفوف کی مانند ہے جس میں اس نے دور سے ایک شاقول پھینکا تا ہم پانچ منٹ میں وہ شاقول ریت میں دھنس گیا اور وہ رسی جس سے اس شاقول کو باندھا گیا تھا اس کا سرا بھی بری طرح سے جل کر راکھ ہو گیا۔ مفصل معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے۔ ۴۷ ے

Arabia And The Isles Harold ingrams,London,1946.

قوم عاد کا مرکزی مقام سرزمین احقاف ہے یہ حضرموت کے شمال میں اس طرح واقع ہے کے اس کے مشرق میں عمان ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ۔ ۴۸

ترجمہ۔ آپ انھیں عاد کے بھائی (ہود) کا قصہ سنائے۔

(اس سے مراد قوم عاد کے نسبی بھائی سے ہیں) ان کے دینی بھائی سے نہیں ہے۔

حضرت ہود علیہ السلام:

حضرت ھود علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

حضرت ہود علیہ السلام کا شجرہ نسب:

ھود بن عبداللہ بن ریاح بن الجارود بن عاد بن عوض بن ارم بن سام بن نوح (نبی اللہ) حضرت ہود کی تدفین کے حوالے سے تین اقوال ہیں۔

ا۔ حضرت ہود علیہ السلام جامع دمشق کے ایک باغ میں مدفون ہیں۔

۲۔حضرت ہود علیہ السلام کی قبر مبارک مکہ مکرمہ میں ہے۔

۳۔حضرت ہود علیہ السلام ی قبر مبارک یمن میں ہے۔

حضرت ھود علیہ السلام کا تعلق قبیلہ الخلو د سے تھا،آپ دراز قد نہایت وجیہ،مکرم ومحترم تھے۔

حضرت ھود کو اللہ تعالی نے بچپن سے ہی پیغمبرانہ اور قائدانہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔

حضرت ھود علیہ السلام کو اللہ نے دو نعمتیں بالخصوص عطا فرمائیں۔

ا۔حضرت نوح علیہ السلام کی زمین کا انھیں وارث بنایا۔

۲۔قوم نوح سے بھی زیادہ قوت قوم ھود کو عطا کی گئی،حضرت ھود علیہ السلام کی قوم قوی الحبثہ اور طویل قامت تھی۔

امام بغوی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا کے قوم ھود کی قامت اسی ذراع (ایک سو بیس فٹ) تھی۔

وہب نے کہا ان میں سے ہر ایک انسان کا سر بڑے گنبد کی طرح کا تھا۔۴۹

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَ اذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ زَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔۵۰

ترجمہ۔یاد کرو جب قوم نوح کے بعد اللہ نے تم کو ان کا جانشین بنا دیا اور تمھاری جسامت کو بڑھا دیا ،سو تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو۔

آپ کی قوم 'ھبا' اور 'صمو د' نامی بتوں کی پوجا کیا کرتی جبکہ آپ بتوں سے بے زار تھے۔آپ نے اپنی قوم کو اللہ کی بندگی کا حکم دیا اور انھیں جہالت اور گمراہی سے نکالنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن قوم ان کے پیغام کو مسلسل مسترد کرتی رہی اور حسب سابق آپ پر الزامات لگائے جس پر آپ نے کہا!

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔۵۱

ترجمہ۔اے میری قوم مجھ میں حماقت نہیں ہے، میں رب اللعالمین کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔

اَتَبۡنُوۡنَ بِكُلِّ رِيۡعٍ اٰيَةً تَعۡبَثُوۡنَ۔ ۵۲

یہ تمھارا کیا حال ہے کے ہر اونچے مقام پر لا حاصل ایک یادگار عمارت بناڈالتے ہو اور بڑے بڑے قصر تعمیر کرتے ہو گویا تمھیں یہاں ہمیشہ رہنا ہے اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو جبار بن کر ڈالتے ہو پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو، ڈرو اس سے جس نے وہ کچھ تمھیں دیا ہے جو تم جانتے ہو تمھیں جانور دئے اولادیں دیں، باغ دئے اور چشمے دئے۔

فَكَذَّبُوۡهُ فَاَهۡلَكۡنٰهُمۡ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَ مَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ۔ ۵۳

ترجمہ۔سو ان لوگوں نے ہود کو جھٹلایا سو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا بلاشبہ اس میں بڑی عبرت ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

اس آیت میں رِيۡعٍ کا لفظ ہے، ریع کے معنی ٹیلے کے ہیں یعنی ایسی اونچی جگہ جو دور سے نظر آئے۔ ۵۴؎

اس آیت میں ایک لفظ تَعۡبَثُوۡنَ بھی آیا ہے، جو عبث سے بنا ہے جس کے معنی کھیل کود کے ہیں یا بیکار کام میں مشغول ہونا یعنی ایسا کام جس کی کوئی غرض وغایت نہ ہو اس کو عبث کہتے ہیں۔ ۵۵؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کے اقوام ہود اونچی جگہ پر اپنے مکان بناتے اور وہ اس میں رہائش پذیر ہوتے تھے۔

سعید بن جبیرؒ اور مجاہدؒ نے کہا، قوم ہود اپنی عمارتوں پر برج بناتے اور اس برج میں وہ کبوتر پالا کرتے۔

ضحاکؒ نے کہا قوم ہود بلند جگہ پر عمارتیں بناتے تھے اور بلندی پر کھڑے ہو کر آنے جانے والوں پر نظر رکھتے اور ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ۵۶؎

امام رازیؒ نے اس حوالے سے دو اقوال ذکر کئے ہیں۔

ا۔قوم ہود اونچی عمارتیں بنا کر اس پر فخر کیا کرتے تھے اور ایک اعتبار سے یہ اونچی عمارتیں ان کی خوشحالی کی طرف بھی اشارہ ہے۔

۲۔قوم ہود کی یہ اونچی عمارتیں انھیں ستاروں سے رہنمائی میں مدد دیتیں۔

إِنِّيٓ أَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيمٍ ۔۵۷

ترجمہ۔(ہود نے اپنی قوم سے کہا) بے شک مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب کا خطرہ ہے۔

قَالُواْ سَوَآءٌ عَلَيۡنَآ أَوَعَظۡتَ أَمۡ لَمۡ تَكُن مِّنَ ٱلۡوَٰعِظِينَ إِنۡ هَٰذَآ إِلَّا خُلُقُ ٱلۡأَوَّلِينَ وَمَا نَحۡنُ بِمُعَذَّبِينَ ۔۵۸

ترجمہ۔(قوم ہود) نے حضرت ھود علیہ السلام سے کہا تو نصیحت کر یا نہ کر، ہمارے لئے یکساں ہے یہ باتیں تو یوں ہی چلی آ رہی ہیں اور ہم عذاب میں مبتلا ہونے والے نہیں۔

فَكَذَّبُوهُ فَأَهۡلَكۡنَٰهُمۡ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَأٓيَةً وَمَا كَانَ أَكۡثَرُهُم مُّؤۡمِنِينَ ۔۵۹

ترجمہ۔(قوم ھود نے) ھود کو جھٹلایا، سو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا بلا شبہ اس میں بڑی عبرت ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

قَالَ إِنَّمَا ٱلۡعِلۡمُ عِندَ ٱللَّهِ وَأُبَلِّغُكُم مَّآ أُرۡسِلۡتُ بِهِۦ وَلَٰكِنِّيٓ أَرَىٰكُمۡ قَوۡمًا تَجۡهَلُونَ فَلَمَّا رَأَوۡهُ عَارِضًا مُّسۡتَقۡبِلَ أَوۡدِيَتِهِمۡ قَالُواْ هَٰذَا عَارِضٌ مُّمۡطِرُنَاۚ بَلۡ هُوَ مَا ٱسۡتَعۡجَلۡتُم بِهِۦۖ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۔۶۰

ترجمہ۔حضرت ہود علیہ السلام نے کہا اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے میں تو تمھیں صرف وہ پیغام پہنچا رہا ہوں جیسے دے کر مجھے بھیجا گیا ہے لیکن میں تمھارے بارے میں یہ گمان رکھتا ہوں کے تم جاہل لوگ ہو پھر جب انھوں نے اس عذاب کو بادل کی طرح اپنی وادیوں میں آتے دیکھا تو انھوں نے کہا یہ تو ہم پر برسنے والا بادل ہے (نہیں) بلکہ یہ وہ عذاب ہے کے جس کو تم نے جلدی طلب کیا تھا یہ زبردست آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔

فَأَنجَيۡنَٰهُ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥ بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعۡنَا دَابِرَ ٱلَّذِينَ كَذَّبُواْ بِـَٔايَٰتِنَا وَمَا كَانُواْ مُؤۡمِنِينَ ۔۶۱

ترجمہ۔ہم نے ھود کو اور ان کے اصحاب کو اپنی رحمت سے نجات دی اور ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا اور وہ ایمان والے نہ تھے۔

قوم عاد:

عاد ایک شخص کا نام تھا جو کے عمالیق سے تھا یہ کثیر الاولاد شخص تھا جس کی اولادیں کئی قبائل میں منقسم تھیں جو یمن کے احقاف (ٹیلوں ،ریگستان) میں رہتے تھے یہ حضرت ہود علیہ السلام کی قوم تھی ، قوم عاد جہاں پر آباد تھی یہ علاقہ ایک طرف یمن اور حضر موت سے ملتا ہے جبکہ دوسری جانب اس کے عقب میں ربع الظالی کا صحرا ہے۔

یورپی محققین کی تلاش کے نتیجے میں اس علاقہ میں بہت سے شہاب ثاقب دریافت ہوئے اور قرین قیاس یہ ہے کے قوم عاد پر جب عذاب نازل ہوا تو سردیوں کا زمانہ تھا ایک بہت بڑا شہاب ثاقب اور اس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے شہاب ثاقب قوم عاد کی رہائش سے کچھ فاصلہ پر گرے جس سے بہت زبردست زلزلے کے جھٹکے محسوس ہوئے ،گرد وغبار اٹھنے لگا گھروں میں سوئے ہوئے لوگ زلزلے کی آوازوں سے گھروں سے نکل کر میدان میں آ گئے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ فِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ۔٦٢

ترجمہ۔اور قوم عاد میں بھی حیرت انگیز نشانیاں ہیں جب ہم نے ان پر رحمت سے خالی آندھی بھیجی جو کسی چیز کو نہ چھوڑتی وہ جس پر سے بھی گزرتی اس کو ریزہ ریزہ کر دیتی۔ ٦٢

اس آیت میں لفظ رمیم استعمال کیا گیا ہے کیونکہ جب گھاس سوکھ کر چور چور ہو جائے تو اس کو رمیم اور ھشیم کہا جاتا ہے

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا جو چیز بوسیدہ ہو کر ہلاک ہو جائے اس کو رمیم کہتے ہیں۔

ابوالعالیہ کہتے ہیں کے جن پتھروں کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے اس کو رمیم کہتے ہیں۔

قطرب نے کہا رمیم کے معنی راکھ کے ہیں۔اسی طرح سے جو ہڈی بوسیدہ ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائے

اس کو بھی رمیم کہتے ہیں لہٰذا اس آیت کے معنی یہ ہوئے کے اس تند و تیز آندھی نے قوم عاد کے اجسام کو توڑ پھوڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا۔

شہاب ثاقب:

شہاب ثاقب جب زمین کی حدود اور فضاء میں داخل ہوتے ہیں تو ان کی رفتار بہت زیادہ ہو جاتی ہے شہاب ثاقب ہوا میں رگڑ کھانے کی وجہ سے یہ جلنے لگتے ہیں جبکہ بہت چھوٹے شہاب ثاقب اکثر جل کر ہوا ہی میں ختم ہو جاتے ہیں اور زمین تک پہنچ ہی نہیں پاتے البتہ بہت بڑے بڑے شہاب ثاقب زمین تک پہنچ جاتے ہیں جن کے گرنے سے شدید دھماکے ہوتے ہیں ان دھماکوں سے زلزلے کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے یہ شہاب ثاقب کئی دنوں کے بعد ٹھنڈے ہوتے ہیں شہاب ثاقب میں شدید حرارت کی وجہ سے ہوا گرم ہو جاتی ہے جب یہ گرم ہوا اوپر کی جانب اٹھتی ہے تو زمین پر ہوا کا دباؤ کم ہو جاتا ہے اور زمین میں خلاء بڑھ جاتا ہے پھر یہ دباؤ اتنا کم ہو جاتا ہے کہ ہوا بہت تیزی کے ساتھ خالی جگہ کو پر کرنے کے لئے خلاء میں داخل ہو جاتی ہے چونکہ یہ عذاب الٰہی قوم عاد پر سردیوں کے موسم میں آیا تھا لہٰذا تیز سرد ہوائیں چلنے لگیں جس کی وجہ سے شہاب ثاقب کو ٹھنڈا ہونے میں کم و بیش ایک ہفتہ سے زیادہ کا وقت لگا اسی لئے سرد ہوا سات دن اور آٹھ راتوں تک چلتی رہی قوم عاد نہایت تندرست و توانا اور بڑے قد آور لوگ تھے جب انھیں ان سرد طوفانی ہواؤں نے اٹھا، اٹھا کر پٹخنا شروع کیا تو ان کی ہڈیاں کھجور کے بکھرے ہوئے تنے کی مانند ہو گئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری مدد صبا سے کی گئی ہے جبکہ قوم عاد کو دبور سے ہلاک کیا گیا ہے۔ ۶۳؎

جو ہوا مشرق سے مغرب کی طرف چلے اس کو صبا کہتے ہیں جبکہ جو ہوا مغرب سے مشرق کی جانب چلے اس کو دبور کہا جاتا ہے۔ ۶۴؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ

عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ۔٦٥

ترجمہ۔قوم عاد میں عبرت ہے جب ہم نے ان پر خیر و برکت سے خالی آندھی بھیجی جو کسی چیز کو خالی نہیں چھوڑتی تھی وہ جس پر سے بھی گزرتی تھی اس کو ریزہ ریزہ کردیتی تھی یعنی (رمیم، ریزہ ریزہ کرنے والی)۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، قرآن کریم میں اکثر طور پر'الرِّيْحَ' کا لفظ ضرر پہنچانے والی آندھی کے لئے آیا ہے اور'ریاح' کا لفظ نفع پہنچانے والی اور برسانے والی ہواؤں کے لئے آیا ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ دعا کرتے تھے! اے اللہ تو اس آندھی کو ریاح بنادے اور الرِّيْحَ نہ بنا۔٦٦؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آسمان سے ہمیں بادل دکھاتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کام چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوجاتے اور یہ دعا کرتے اے اللہ! میں کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور اگر بادل چھٹ جاتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد ثناء کرتے اور کہتے کے اے اللہ! اس کو نفع پہنچانے والا پانی بنادے۔٦٧؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب بادل گرجنے اور بجلی کڑکنے کی آواز سنتے تو یہ دعا کرتے اے اللہ ہمیں اپنے غضب سے ہلاک نہ کر اور نہ ہی ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک کر اور اس سے پہلے ہمیں اپنی عافیت میں رکھ۔٦٨؎

قوم عاد پر آندھی کے عذاب کی کیفیت:

مفسرین نے بیان کیا ہے کے بہت دنوں سے قوم عاد پر بارش نہیں ہوئی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف سیاہ بادل بھیجے وہ بادل جب ان کی وادی کی جانب آنے لگے تو ان بادلوں کو دیکھ کر وہ خوش ہو گئے اور کہنے لگے کے یہ بادل تو ہم پر برسنے کے لئے آیا ہے حضرت ہود اپنی قوم کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے آپ نے ان بادلوں کو دیکھ کر فرمایا! نہیں یہ عذاب ہے جس کو تم لوگوں نے بہت جلد طلب کیا ہے پھر بہت زور کی آندھی چلنے لگی جس میں دردناک عذاب تھا حضرت ہود اپنی قوم کے درمیان سے اٹھ کر چلے گئے آندھی اتنی تیز تھی کے اس کی شدت سے خیمے اکھڑ گئے، پھر اس کی

شدت سے وہ لوگ اوران کے مویشی زمین اور آسمان کے درمیان پرندوں کی طرح اڑنے لگے پھرزمین پر گرنے لگے پھر وہ لوگ خوف زدہ ہوکر اپنے گھروں میں گھس گئے اور اپنے گھروں کے دروازوں کو بند کرلیا لیکن اس آندھی نے ان کے گھروں کے دروازوں کوتوڑ ڈالا اوران کواوندھا کر دیا اللہ تعالی نے ہوا کو حکم دیا کے ریت سے انھیں ڈھانپ دیا جائے چنانچہ اس سات راتیں اور آٹھ دن اس زور کی آندھی چلی کے وہ اس ریت میں دفن ہوگئے پھر اللہ تعالی نے ہوا کو حکم دیا اور وہ اس زور سے چلی کے ان کے جسموں پر سے ریت ہٹ گئی اور ہوا نے انھیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا اللہ تعالی اس عذاب کی کیفیت کوان الفاظ میں بیان کررہے ہیں!

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ وَ لَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَاۤ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّ اَبْصَارًا وَّ اَفْئِدَةً ۖۚ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَ لَاۤ اَبْصَارُهُمْ وَ لَاۤ اَفْئِدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۔٦٩

ترجمہ۔جب انہوں نے بادل کی صورت میں اپنی وادیوں کے سامنے آتا ہوا دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا بلکہ یہ وہی چیز ہے جس کی تم جلدی مچارہے تھے، ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے، وہ اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو ہلاک کردے گی۔سو وہ اس حال میں ہوگئے کہ ان کے گھروں کے سوا کوئی دکھائی نہ دیتا تھا، ہم ایسے ہی مجرم قوم کوسزا دیا کرتے ہیں، ہم نے انہیں ان چیزوں میں قدرت دی تھی جن میں تمہیں قدرت نہیں دی اور ہم نے ان کو سننے کی قوت دی اور آنکھیں بھی اور دل بھی سوا انہیں فائدہ نہ دیا ان کے کانوں نے اوران کی آنکھوں نے اوران کے دلوں نے کچھ بھی اس لئے کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور انہیں اسی چیز نے آگھیرا جس کا وہ مذاق کرتے تھے۔

مسروق بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حضرت جبرائیل آئے اور انھوں نے کہا کے بدھ کا دن ہمیشہ منحوس ہوتا ہے لیکن امام ابن جوزی اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں بدھ کا دن کفار، فساق، فجار اور مفسدین پر منحوس ہوتا ہے اور مسلمانوں اور نیک لوگوں پر منحوس نہیں ہوتا ہے، کیونکہ ان ایام میں عاد پر آندھی چل رہی تھی اور ان کو ہلاک کر رہی تھی لیکن ان ہی ایام میں ہود علیہ السلام اور دیگر مومنین بھی موجود تھے لیکن ان صالحین کے لئے یہ آندھی ضرر کا سبب نہ بنی اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ۔ ۷۰

ترجمہ۔ ہم نے ان کے اوپر منحوس دنوں میں تیز ہوا بھیج دی تا کہ ہم انہیں دنیاوالی زندگی میں ذکت کا عذاب چکھا دیں، اور یہ بات واقعی ہے کہ آخرت کا عذاب اس سے بڑھ کر رسوائی والا ہے اور ان کی مدد نہ کی جائے گی۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان پر بادل دیکھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھبرا جاتے کبھی باہر اور کبھی اندر آتے اور جب وہ بادل برس جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھبراہٹ دور ہو جاتی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کے مجھے از خود پتا نہیں ہے شاید یہ بادل وہی ہو جیسا کے قوم عاد کے متعلق اللہ نے فرمایا! پھر جب انھوں نے اس عذاب کو بادل کی طرح اپنی طرف وادیوں میں دیکھا تو انھوں نے کہا یہ ہم پر برسنے والا بادل ہے۔ ۷۱

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری باد صبا (مشرق سے چلنے والی ہوا) سے مدد کی گئی ہے جبکہ قوم عاد کو باد دبور (مغرب سے چلنے والی ہوا) نے ہلاک کر دیا تھا۔ ۷۲

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا۔ ۷۳

ترجمہ۔ ہم اس سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ساز و سامان اور شان و شوکت میں

ان سے بہت بڑھ کر تھیں۔

اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ کَانُوۡۤا اَکۡثَرَ مِنۡہُمۡ وَ اَشَدَّ قُوَّۃً وَّ اٰثَارًا فِی الۡاَرۡضِ فَمَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ۔ ۷۴

ترجمہ۔کیا انھوں نے زمین میں سفر کر کے اپنی سے پہلی قوموں کا حال نہیں دیکھا ؟ جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے اور قوت میں بھی زیادہ تھے۔انھوں نے زمین میں بہت یادگاریں چھوڑی تھیں سوان کے کئے ہوئے کام ان کو اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکے۔

وَ کَذٰلِکَ جَعَلۡنَا فِیۡ کُلِّ قَرۡیَۃٍ اَکٰبِرَ مُجۡرِمِیۡہَا لِیَمۡکُرُوۡا فِیۡہَا ؕ وَ مَا یَمۡکُرُوۡنَ اِلَّا بِاَنۡفُسِہِمۡ وَ مَا یَشۡعُرُوۡنَ۔ ۷۵

ترجمہ۔اسی طرح سے ہم نے ہر بستی میں اس کے بڑے بڑے مجرم پیدا کئے تا کہ وہ اس بستی میں فساد پھیلائیں اور جو فساد پھیلاتے ہیں وہ اپنے ہی نقصان کے لئے پھیلاتے ہیں اور وہ اس بات کو نہیں سمجھتے ہیں۔

مَنِ اہۡتَدٰی فَاِنَّمَا یَہۡتَدِیۡ لِنَفۡسِہٖ ۚ وَ مَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیۡہَا ؕ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰی ؕ وَ مَا کُنَّا مُعَذِّبِیۡنَ حَتّٰی نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا۔ ۷۶

ترجمہ۔جس نے ہدایت پالی تو اپنے ہی نفع کے لئے ہدایت اختیار کرتا ہے اور جو شخص گمراہ ہوتا ہے اپنی ہی جان کو نقصان پہنچانے کے لئے گمراہ ہوتا ہے، اور کوئی جان کسی دوسرے کا بوجھ اٹھانے والی نہیں، اور جب تک ہم کوئی رسول نہ بھیج دیں اس وقت تک عذاب نہیں بھیجتے۔

وَ کَمۡ اَہۡلَکۡنَا قَبۡلَہُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ ہُمۡ اَشَدُّ مِنۡہُمۡ بَطۡشًا فَنَقَّبُوۡا فِی الۡبِلَادِ ؕ ہَلۡ مِنۡ مَّحِیۡصٍ۔ ۷۷

ترجمہ۔اۓ نبی مکرم ہم آپ سے پہلے کتنی ہی ایسی قوموں کو ہلاک کر چکے جو اہل مکہ سے زیادہ طاقت ور تھے انھوں نے ہمارے ہلاک آفرین عذاب سے بچنے کے لئے بہت سے شہروں میں

پناہ ڈھونڈنی چاہی لیکن ان کو کسی بھی جگہ ہمارے عذاب سے پناہ نہ مل سکی۔

آندھیوں سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آندھی اللہ تعالی کے خوشی کے آثار سے ہے آندھی رحمت کو بھی لاتی ہے اور آندھی عذاب کو بھی لاتی ہے تم آندھی کو برا نہ کہو اور اللہ تعالی سے اس کے خیر کا سوال کرو اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ کو طلب کرو۔۷۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آندھی پر لعنت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آندھی پر لعنت نہ کرو کیونکہ یہ اللہ کے حکم کے تابع ہے اور جو شخص کسی ایسی چیز پر لعنت کرے جو لعنت کی اہل نہ ہو تو لعنت اس شخص کی طرف لوٹ جاتی ہے۔۷۹؎

حضرت ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آندھی کو برا نہ کہو اور جب تم کوئی ناگوار چیز دیکھو تو کہو اے اللہ ہم تجھ سے اس آندھی کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور جو اس میں خیر ہے اس کا سوال کرتے ہیں اور جس چیز کا اس کو حکم دیا گیا ہے اس کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور ہم اس آندھی کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں اور جو شر اس میں ہے اور جس شر کا اس کو حکم دیا گیا ہے اس سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔۸۰؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جب بھی آندھی چلتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے اور یہ دعا کرتے !اے اللہ اس آندھی کو رحمت بنادے اور اس کو عذاب نہ بنا اے اللہ اس کو ریاح (خوشگوار) بنادے اس کو ریح (ناگوار آندھی) نہ بنا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا، قرآن کریم میں آندھی کے متعلق یہ آیات ہیں۔

إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِى يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ تَنزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنقَعِرٍ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِى وَنُذُرِ ۔۸۱

ترجمہ۔ بے شک ہم نے ان پر (ان کے حق میں) منحوس دن میں تیز لگاتار چلنے والی آندھی بھیجی، وہ ہوا لوگوں کو اکھاڑ کر پھینک رہی تھی کہ وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں، سو کیسا میرا

عذاب اور میرا اڈرانا۔

اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ إِرَمَ ذَاتِ الۡعِمَادِ۔ ۸۲

ترجمہ۔کیا تم نے نہیں دیکھا تمھارے رب نے اونچی عمارتوں والے عاد ارم سے کیا سلوک کیا۔

قوم عاد پر بدھ کی شام کو سخت سرد آندھی چلنی شروع ہوئی پھر لگاتار سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہی یہ آندھی گھروں میں بند انسانوں کو ان کے گھر کے دروازے توڑ کر اٹھاتی اور انھیں زمین پر اس طرح پٹختی کے ان کے سر دھڑ سے الگ ہوجاتے اس آندھی کو دبور کہا جاتا ہے۔

قوم عاد دراز قد اور مضبوط قد کاٹھ کے،قوی ہیکل افراد تھے۔قوم عاد نے کہا ہم سے زیادہ بدنی قوت والا کون ہے؟۔ ۸۳

وہ پہاڑوں میں گھر بناتے،حضرت ہود علیہ السلام انھیں اللہ کے غضب سے ڈراتے مگر وہ بعض نہ آتے اور غرور وتکبر میں ڈوبے رہتے تب اللہ تعالی نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی۔

گردبار(TornadoTwister):

گرد بار ہوا کو آندھی یا طوفان بھی کہتے ہیں اس میں گردش کرنے والی ہوا کی رفتار ۳۰۰ میل فی گھنٹہ ہوتی ہے جبکہ ایک سمت میں چلنے کی رفتار ۵۰ میل فی گھنٹہ تک ہوتی ہے یہ طوفان اتنے شدید ہوتے ہیں کے مکانوں کی چھتیں اڑ جاتی ہیں پکے مکانات زمین بوس ہوجاتے ہیں بڑے بڑے ٹریلرز کو یہ ہوائیں میلوں دور پھینک دیتی ہیں حتیٰ کے جانور تک ہوا میں اڑنے لگ جاتے ہیں اس طوفان میں بجری یا پتھر راکٹ کی رفتار سے حرکت کرتے ہیں جس کی زد میں آنے والی ہر شے تباہ وبرباد ہوجاتی ہے جاندار ملبے میں دب کر مرجاتے ہیں ان طوفانوں کے ساتھ عام طور پر بارش بھی ہوتی ہے جس سے مٹی کیچڑ میں تبدیل ہوجاتی ہے بعض طوفان کڑک اور بجلی کی چمک کے ساتھ آتے ہیں جبکہ بجلی کی چمک اتنی شدید ہوتی ہے کے بڑے بڑے محلات اور درخت زمین بوس ہوجاتے ہیں ایک اندازے کے مطابق ایک طوفان میں تقریباً ۵۰ سے ۱۰۰ مرتبہ بجلی چمکتی ہے متوسط قسم کے طوفان بادوباراں میں دس ایٹم بم کے برابر طاقت ہوتی ہے جبکہ بجلی کے ایک فلیش میں میں اتنا کرنٹ ہوتا ہے کے چھوٹے شہر میں ایک سال کی بجلی کی ضروریات پوری ہوسکتی ہیں ایک فلیش

میں تقریباً ۳۰۰۰۰ (ایمپریئر کرنٹ) ہوتا ہے اور اس کا فلو ۶۰۰۰۰ فارن ہائیٹ تک پہنچ جاتا ہے جو کے سورج میں پیدا ہونے والی گرمی سے بھی زیادہ درجہ حرارت زیادہ ہونے کی وجہ سے ہوا کی رفتار آواز سے بھی زیادہ ہوجاتی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی

وَ الْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا وَّ النّٰشِرٰتِ نَشْرًا فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۔۸۴

ترجمہ۔ان ہوؤاں کی قسم جو مسلسل بھیجی جاتی ہیں، پھر ان ہواؤں کی قسم جو بہت سختی کے ساتھ چلتی ہیں، پھر ان ہواؤں کی قسم جو بادلوں کو پھیلاتی ہیں، پھر ان فرشتوں کی قسم جو حق و باطل کو جدا کرنے والے ہیں، پھر ان ہواؤں کی قسم جو اللہ کی یاد کا القاء کرنے والی ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ الحاقہ۔آیت۔۱۔۳۔

۲۔سورہ الحاقہ۔آیت۔۱۳۔

۳۔سورہ الحاقہ۔آیت۔۱۴۔

۴۔سورہ الحاقہ۔آیت۔۱۵۔

۵۔سورہ الحاقہ۔آیت۔۱۶۔

۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۸۔القاموس المحیط۔علامہ مجدالدین محمد بن یعقوب فیروزآبادی (متوفی ۸۱۷ھ)۔مطبوعہ داراحیاالتراث العربی

۹۔سورہ الشوری۔آیت۔۲۴۔

۱۰۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ج۔۸۔ص۔۴۰۷۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔

۱۱۔سورہ احقاف۔آیت۔۳۴۔

۱۲۔سورہ الحجر۔آیت۔۵۵۔

۱۳۔سورہ یوسف۔آیت۔۱۰۰۔

۱۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۰۔

۱۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۱۶۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۔۲۔

۱۷۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۳۰۔
۱۸۔ سورہ بنی اسرائیل۔ آیت۔ ۱۶۔
۱۹۔ سورہ ق۔ آیت۔ ۱۹۔
۲۰۔ سورہ ص۔ آیت۔ ۱۴۔
۲۱۔ سورہ یونس۔ آیت۔ ۱۰۳۔
۲۲۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۱۰۵۔
۲۳۔ سورہ انشقاق۔ آیت۔ ۱۔ ۲۔
۲۴۔ سورہ الحاقہ۔ آیت۔ ۵۱۔
۲۵۔ سورہ الحاقہ۔ آیت۔ ۴۔
۲۶۔ سورہ الحاقہ۔ آیت۔ ۵۔
۲۷۔ معالم التنزیل۔ امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ)۔ ج۔ ۲۔ ص۔ ۱۴۵۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۸۔ معالم التنزیل۔ امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ)۔ ج۔ ۲۔ ص۔ ۱۴۵۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۹۔ سورہ القمر۔ آیت۔ ۲۸۔
۳۰۔ البدایہ والنہایہ۔ حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ)۔ ج۔ ۱۔ ص۔ ۱۳۵۔ مطبوعہ دار الفکر۔ بیروت۔ ۱۴۱۸ھ۔
۳۱۔ سورہ الذاریات۔ آیت۔ ۴۳۔ ۴۵۔
۳۲۔ مسند احمد۔ امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔ رقم الحدیث۔ ۱۴۱۶۰۔ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔
۳۳۔ سورہ القمر۔ آیت۔ ۲۹۔ ۳۰۔
۳۴۔ سورہ ہود۔ آیت۔ ۶۵۔
۳۵۔ تفسیر القرآن العزیز۔ امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔ ج۔ ۱۔ رقم الحدیث۔ ۹۱۱۔ مطبوعہ دار المعرفہ۔ بیروت۔
الدر المنثور۔ حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ ج۔ ۳۔ ص۔ ۴۹۲۔ مطبوعہ مکتبہ آیت اللہ العظمی ایران۔ دار احیاء التراث العربی بیروت۔
تفسیر القران العزیز۔ امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی۔ ۳۲۷ھ)۔ ج۔ ۵۔ ص۔ ۱۵۱۵۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز۔ مکہ مکرمہ۔
۳۶۔ سورہ ہود۔ آیت۔ ۶۷۔
۳۷۔ سورہ الحاقہ۔ آیت۔ ۱۔ ۸۔
۳۸۔ سورہ ہود۔ آیت۔ ۶۶۔
۳۹۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۷۹۔

۴۰۔سورہ القمر۔آیت۔۳۱۔
۴۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۴۰۲۷۔مکتبہ دارالکتاب
۴۲۔سورہ الشّمس۔آیت۔۱۱۔۱۵۔
۴۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث ۳۳۷۹۔مکتبہ دارالکتاب
۴۴۔لسان العرب۔علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی (متوفی ۷۱۱ھ)۔ج۔۴۔ص۔۱۷۵۔۱۷۔
مطبوعہ نشر ادب الحوزہ قم ایران۔۲۰۰۳ء۔
۴۵۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ج۔۶۔ص۔۴۷۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔
۴۶۔ضیاء القرآن۔علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری۔ج۔۴۔ص۔۴۹۰۔مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز۔لاہور۔
۴۷۔تفہیم القرآن۔سید ابوالاعلیٰ مودودی۔ج۔۴۔ص۔۶۱۵۔مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔۱۹۸۳ء۔
۴۸۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۱۔
۴۹۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ)۔ج۔۲۔ص۔۱۴۲۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۹۔
۵۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۷۔
۵۲۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۲۸۔
۵۳۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۳۹۔
۵۴۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) ج۔۲۔ص۔۲۷۴۔مطبوعہ مکتبہ نزار۔
۵۵۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔ج۔۲۔ص۔۲۱۴۔مطبوعہ مکتبہ نزار۔
۵۶۔زاد المیسر۔ج۔۶۔ص۔۱۳۲۔مطبوعہ مکتب اسلامی۔بیروت۔۱۴۰۷ھ۔
۵۷۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۳۵۔
۵۸۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۳۷۔۱۳۶۔
۵۹۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۳۹۔
۶۰۔سورہ احقاف۔۲۳۔۲۴۔
۶۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۲۔
۶۲۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۱۔۴۲۔
۶۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۳۳۴۳۔مطبوعہ دارا لکتاب العربی۔۱۴۰۷ھ۔
۶۴۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔ج۔۲۔ص۔۳۶۱۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز۔مکہ مکرمہ۔۱۴۱۸ھ۔
۶۵۔سورہ الذاریات۔آیت ۴۱۔۴۲۔

٦٦۔المسند۔امام محمد بن ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ)۔رقم الحدیث۔۵۰۲۔ص۔۱۷۵۔مطبوعہ دار الکتب.
٦٧۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
٦٨۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۵۰۹۹۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
٦٩۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۵۔۲۶۔
٧٠۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۶۔
٧١۔سورہ الاحقاف۔آیت۔۲۴۔صحیح بخاری۔امام انوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵٦ھ)۔رقم الحدیث۔۳۲۰٦۔مطبوعہ دار الکتاب العربیہ.
٧٢۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲٦۱ھ)۔رقم الحدیث۔۹۰۰۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز۔مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
٧٣۔سورہ مریم۔آیت۔۷۴۔
٧٤۔سورہ المومن۔آیت۔۸۲۔
٧٥۔سورہ الانعام۔آیت۔۱۲۳۔
٧٦۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۵۔
٧٧۔سورہ ق۔آیت۔۳٦۔
٧٨۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۵۰۹۷۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
٧٩۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
٨٠۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
٨١۔سورہ القمر۔آیت۔۱۹۔۲۱۔
٨٢۔سورہ الفجر۔آیت۔٦۔۷۔
٨٣۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۵۔
٨٤۔سورہ المرسلات۔آیت۔۱۔۴۔

۷۰۔سورہ الْمَعَارِجِ (بلندی)

نام:

الْمَعَارِجِ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی بلندی یا سیڑھی چڑھنے کے ہیں۔

شانِ نزول:

سورہ الْمَعَارِجِ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۴۴ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۲ ہے۔

مضامین:

۱۔قیامت کا ذکر۔

۲۔قیامت کا ایک دن، دنیاوی ۵۰۰۰۰ سال کے برابر ہوں گے۔

۳۔دوزخ کا ذکر۔

۴۔مومنین کے اعمال کا ذکر۔

۵۔صبر کی تلقین۔

۶۔اہل ایمان کے نیک اوصاف کا ذکر۔

عذاب الٰہی کا وقوع:

کئی کافرین ، مشرکین اور منافقین نے اللہ سے عذاب الٰہی کو طلب کیا ،اور اس عذاب کا تمسخر آڑایا۔

قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر عذاب الٰہی کی وضاحت فرمائی گئی لیکن کافرین، مشرکین اور منافقین نے عذاب الٰہی کو جھٹلایا اور مذاق اڑایا یہی نہیں بلکہ انھوں نے عذاب کا تمسخر اڑاتے ہوئے اس کو طلب بھی کیا۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ۔ ۱

ترجمہ۔ سوال کیا ایک سوال کرنے والے نے عذاب کے بارے میں۔

لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ۔ ۲

ترجمہ۔ جو کافروں پر واقع ہونے والا ہے اسے کوئی دفع کرنے والا نہیں۔

مِّنَ اللّٰهِ ذِى الْمَعَارِجِ۔ ۳

ترجمہ۔ یہ عذاب اللہ کی طرف سے واقع ہوگا جو معارج والا ہے۔

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ۔ ۴

ترجمہ۔ فرشتے اور روحیں اس کی طرف چڑھ کر جاتی ہیں یہ عذاب اس دن واقع ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔

اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا۔ ۵

ترجمہ۔ بے شک وہ اس دن کو دور سمجھ رہے ہیں۔

وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا۔ ۶

ترجمہ۔ ہم اسے قریب دیکھ رہے ہیں۔

يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ۔ ۷

ترجمہ۔ جس دن آسمان تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا۔

وَ تَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ۔ ۸

ترجمہ۔ پہاڑ رنگین اون کی طرح ہوں گے۔

وَلَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا۔ ۹

ترجمہ۔کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا۔

يُّبَصَّرُوْنَهُمْ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِ وَ
صَاحِبَتِهٖ وَ اَخِيْهِ وَ فَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُئْوِيْهِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا
ثُمَّ يُنْجِيْهِ كَلَّا اِنَّهَا لَظٰى نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَ تَوَلّٰى وَ جَمَعَ
فَاَوْعٰى اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَّ اِذَا مَسَّهُ
الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۔۱۰

ترجمہ۔باوجود اس کے وہ ایک دوسرے کو دکھا دیئے جائیں گے مجرم اس بات کی تمنا کرے گا کاش وہ اپنے بیٹوں، اپنی بیوی، اپنے بھائی، اپنے کنبے جس میں وہ رہتے تھے ور تمام اہل زمین کو اپنی جان کے بدلہ میں دے دیں، لیکن یہ ہرگز نہیں ہوگا، بے شک وہ آگ شعلے مارنے والی، سر کی کھال اتار دینے والی، یہ ہر اس شخص کو بلاتی ہے جس نے پشت پھیری اور بے رخی اختیار کی، اور مال جمع کیا پھر اس کو سنبھال کر رکھا، بے شک انسان کم ہمت پیدا کیا گیا ہے، جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ خوب گھبرا جاتا ہے اور جب اس کی حالت اچھی ہوتی ہے تو وہ (اللہ) کا انکاری بن جاتا ہے۔

شان نزول:

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، یہ آیت نضر بن حارث کے عذاب طلب کرنے پر نازل ہوئی، اس نے یہ کہا۔ اے اللہ ہم پر پتھر برسا۔ اس پر ارشاد خداوندی ہوا!

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ مِّنَ اللّٰهِ ذِي
الْمَعَارِجِ۔۱۱

ترجمہ۔سوال کیا ایک سوال کرنے والے نے عذاب کے بارے میں، جو کافروں پر واقع ہونے والا ہے اسے کوئی دفع کرنے والا نہیں، یہ عذاب اللہ کی طرف سے واقع ہوگا جو معارج والا ہے۔ ۱۲؎

ابی حاتم بیان کرتے ہیں یہ آیت مکہ میں نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی اور اس نے

کہا، اے اللہ! ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے، چنانچہ اللہ نے اس کو غزوہ بدر کے دن عذاب دیا۔ ۱۳؎

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، اس آیت میں سال سے مراد جہنم کی ایک وادی ہے۔ ۱۴؎

عذاب الٰہی کی وجوہات:

عذاب الٰہی کی وجوہات کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کے پہلے اس بات کو سمجھ لیا جائے کے آخر دنیا کی مختلف اقوام اور خطے اس کی لپیٹ میں کیوں آتے ہیں اور ایسا کیوں ہوتا ہے؟ علمائے باطن کی نظر میں جب بھی کسی قوم میں بے یقینی، شکوک وشبہات اور سرکشی نے سر اٹھایا اور یہ سرکشی اس حد تک بڑھی کے اللہ تعالی کے بنائے ہوئے قاعدے قوانین کی پامالی کی تمام حدیں پار کر لی گئیں یہاں تک کے انھوں نے احکامات الٰہی کے خلاف ایڑی چوٹی تک کا زور لگا دیا تو پھر یہی نافرمانی سرکشی اور بے یقینی ان کے ساتھ ہی ان کی قوم کو بھی لے ڈوبی پھر بات یہیں ختم نہیں ہوئی بلکہ اللہ تعالی نے انھیں قیامت تک کے لئے رہتی دنیا کے لئے نشان عبرت بھی بنا دیا کیونکہ جو قومیں اللہ کی عبادت کے بجائے ہوس زر اور دولت پرستی میں مبتلا ہو جاتی ہیں تو اس کے نتیجے میں مستقل ذلت عذاب اور رسوائی ان کا مقدر ہو جاتی ہے کیونکہ بت پرستی اور دولت پرستی دو علیحدہ طرز فکر نہیں ہیں انسان پتھر کی پوجا کرے یا سونے چاندی، روپے پیسے یا زرو جواہرات کی بات ایک ہی ہے قانون قدرت کی رو سے اللہ تعالی اپنے بندوں کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں اور لغزشوں کو معاف کرتے رہتے ہیں لیکن اقوام کی وہ بڑی بڑی غلطیاں کے جس کے سبب نظام قدرت اور خدا کی خدائی میں اضطراب اور خلل واقع ہو جائے اور اس کی زد میں معصوم انسان بھی آ جائیں تو پھر اس کے نتیجے میں اللہ تعالی کا قاہرانہ نظام متحرک ہو جاتا ہے اور پھر ایسی اقوام دردناک عذاب میں گرفتار کر لی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ہی ان سے ان کا اقتدار بھی چھین لیا جاتا ہے اور اس جرم کی پاداش میں یا تو انھیں صفحہ ہستی سے ہی مٹا دیا جاتا ہے یا پھر انھیں غلامی کی ہزیمت میں مبتلا کر دیا جاتا ہے جبکہ ہم غلامی کی متعدد اقسام سے بخوبی واقف ہیں۔

قانون قدرت یہ بھی ہے کے نافرمان اور ظالموں (بھلے ان کی تجوریاں مال وزر سے بھری ہوئی کیوں نہ ہوں) کو اللہ تعالی سکون اور اطمینان قلب سے محروم رکھتا ہے پھر مکافات عمل کا قانون بھی یہ ہے کے کسی انسان کا تعلق اس دنیا سے اس وقت تک منقطع نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ مکافات عمل کا کفارہ ادا نہ کردے یہاں قابل غور امر یہ ہے کے ہر انسان کے دماغ میں تقریباً دو کھرب (۲،۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰) خلیات پائے جاتے ہیں اگر بہ حیثیت مجموعی کسی قوم میں پائے جانے والے ان خلیات میں تخریب، نافرمانی، شک وشبہات، اور بے یقینی واقع ہوجائے تو پھر من حیث القوم اس قوم کی تباہی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رہتا اور عذاب الہی ان کا مقدر ہوجاتا ہے لیکن اس کے برعکس جو افراد اور اقوام اپنے رب سے حقیقی تعلق کو استوار کرنے میں کامیاب ہوجاتی ہیں تو اللہ تعالی اس کے نتیجے میں انھیں دنیا اور آخرت کے خوف وغم سے محفوظ و مامون رکھتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

اَلَمۡ یَاۡتِہِمۡ نَبَاُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوۡدَ ۬ۙ وَ قَوۡمِ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اَصۡحٰبِ مَدۡیَنَ وَ الۡمُؤۡتَفِکٰتِ ؕ اَتَتۡہُمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ ۚ فَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظۡلِمَہُمۡ وَ لٰکِنۡ کَانُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ۔ ۱۵

ترجمہ۔کیا ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے تھے یعنی قوم نوح، اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم اور مدین والے لوگ اور الٹی ہوئی بستیاں، ان کے پاس ان کے رسول کھلی دلیلیں لے کر آئے سو اللہ ان ظلم کرنے والا نہ تھا لیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

فَکُلًّا اَخَذۡنَا بِذَنۡۢبِہٖ ۚ فَمِنۡہُمۡ مَّنۡ اَرۡسَلۡنَا عَلَیۡہِ حَاصِبًا ۚ وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ اَخَذَتۡہُ الصَّیۡحَۃُ ۚ وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ خَسَفۡنَا بِہِ الۡاَرۡضَ ۚ وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ اَغۡرَقۡنَا ۚ وَ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظۡلِمَہُمۡ وَ لٰکِنۡ کَانُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ۔ ۱۶

ترجمہ۔ہم نے ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق سزا دی ہے، بعض پر پتھر کا مینہ برسایا، کسی کو کڑک نے دبوچ لیا کچھ کو زمین نے نگل لیا اور کچھ کو سمندر کی لہروں نے تہہ آب کر دیا۔ہم نے ان

پر ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود اپنی تباہی کے ذمہ دار ہیں۔

قرآن کریم ایک ایسی عظیم الشان کتاب ہے جس میں شک وشبہ کی گنجائش موجود نہیں ہے اور یہ کتاب ان لوگوں کو ہدایت دیتی ہے جو متقی ہیں جبکہ متقین کے بارے میں اللہ تعالی فرماتے ہیں کے وہ غیب پر یقین رکھتے ہیں جبکہ اس یقین کی انتہاء یہ ہے کے انسان کی باطنی نگاہ کھل جائے اور غیب اس کے لئے مشاہدہ بن جائے پھر جب تک مشاہدہ عمل میں نہ آئے یقین کی تعریف مکمل نہیں ہوتی ہے یقین کی انھی کیفیات اور اس کے مشاہدے کے لئے اللہ تعالی نے بنی نوع انسانیت کی رہنمائی کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے تا کہ وہ سسکتی ہوئی انسانیت کو غیب پر یقین کی جو زندگی کی معراج ہے اس سے متعارف کرواسکیں اگر چہ قرآن کریم کی متعدد آیات میں اللہ تعالی نے بنی نوع انسانیت کو غیب پر یقین کرنے کی ہدایت دی تا کہ وہ اسی یقین کی بدولت دنیا اور آخرت میں سرخرو اور کامیاب ہوسکیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ ۱۷

ترجمہ۔(قرآن) ایسی کتاب ہے، جس میں کوئی شک نہیں، یہ ہدایت ہے متقین کے لئے۔

اس آیت میں لفظ لَا رَيْبَ آیا ہے، جس کے معنی ہیں بے شک یا جس میں قطعاً شک کی گنجائش موجود نہ ہو جبکہ یقین شک کی ضد ہے۔

عذاب الہیٰ کی سائنسی وجوہات:

اسلام اور سائنس دو الگ علوم نہیں ہیں قرآن کریم میں کائنات کے تمام معلوم اور نا معلوم علوم آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل درج کردئے گئے اگر چہ علوم کی کئی اقسام ایسی بھی ہیں جو کے ابھی دریافت یا معلوم نہ کی جاسکیں لیکن قرآن کریم میں ان علوم کا بھی تذکرہ موجود ہے چنانچہ قیامت تک آنے والی نسلیں اپنے دور کے مروجہ علوم کی روشنی میں جب قرآن کریم کا مطالعہ کریں گی تو یقیناً وہ بھی اس حقیقت تک پہنچ جائیں گی تمام پیغمبروں (حضرت آدم علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک) نے اپنے اپنے دور میں شعور انسانی اور ان کی ذہنی سکت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی قوم کو بتدریج سائنس، ٹیکنالوجی، جدید سائنسز اور روحانیت کے علوم سے سرفراز فرمایا یہ الگ بات

ہے کہ ہر انسان اپنی ذہنی سکت اور استعداد کے مطابق ہی ان علوم سے استفادہ کرسکتا ہے۔
سائنسی علوم کی روشنی میں ان بھیجے جانے والے عذاب کا تجزیہ کیا جائے تو بھی کئی حیرت انگیز رموز واسرار سے پردہ اٹھتا ہے جیسا کے قرآن یہ کہتا ہے!

وَفِیْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَیْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ کَالرَّمِیْمِ ۔۱۸

ترجمہ۔ہم نے ان پر بانجھ ہوا بھیجی وہ جس چیز پر سے گزرتی ہے اس کو بوسیدہ ہڈیوں کی مانند کئے بغیر نہ چھوڑتی۔

عربی زبان میں لفظ الْعَقِیْمَ بانجھ عورت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو کے بے اولاد ہو جبکہ اس آیت میں لفظ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں ایسی بانجھ اور خشک ہوا جو اپنے ساتھ بادلوں اور بارش کو نہیں لاتی ،اسی طرح سے قرآن کریم میں ایک جگہ عذاب یوم الْعَقِیْمَ ا ذکر بھی موجود ہے جس کے معنی ہیں تباہ کر دینے والے دن کا عذاب یعنی ایسا عذاب کے جس سے اس قوم کی نشونما اور صلاحیتیں سلب ہو جائیں اور ان کی جڑ کٹ کر رہ جائے۔۱۹؎

عربی زبان میں 'رم العظم' بوسیدہ اور گلی سڑی ہڈی کو کہتے ہیں یعنی قوم عاد پر اللہ نے ایسی آندھی بھیجی جو جس جگہ اور چیز پر سے گزری اس نے اس کو تباہ و برباد اور بوسیدہ اور چورا چورا کر دیا۔۲۰؎

حیرت انگیز امر یہ ہے کے ہزاروں سال قبل پیش آنے والے ان واقعات اور بانجھ ہواؤں کے اثرات آج تک ان علاقوں کے شہروں گلی کوچوں ،درودیواروں پہاڑوں ،سمندروں ،ریت کے ذرات ،فضاؤں ،ہواؤں اور آبی ذخائر میں موجود ہیں اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث اس جانب واضح اشارہ پیش کرتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وادی الحجر میں ٹھہرے جو قوم ثمود کی سرزمین ہے،مسلمانوں نے ان کے کنویں سے پانی پیا اور اس کنویں کے پانی سے آٹا بھی

گوندھا لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کے جو پانی نکالا گیا ہے اس کو الٹ دیا جائے اور گوندھا ہوا آٹا اونٹوں کو کھلا دیا جائے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید حکم دیا کے تم لوگ اگر پانی پینا چاہو تو اس کنویں سے پیو جس سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔۲۱؎

مندرجہ بالا حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسے عذاب یافتہ علاقوں سے گزرتے وقت خاص احتیاط کی جانب واضح اشارہ موجود ہے 'الرِّيحَ الْعَقِيمَ' کے لغت میں ایک معنیٰ 'بانجھ ہوا' کے بھی ہیں یعنی ایسی ہوا جو کے براہ راست تولیدی نظام کو متاثر کرے کیونکہ اس بانجھ ہوا میں تابکاری کی تمام صفات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں پھر یہ کے آج سے ہزاروں سال قبل لوگ تابکاری کی سائنسی اصطلاح سے بھی ناواقف تھے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کی فہم کے مطابق انھیں ایسی عذاب یافتہ بستی کی کسی بھی شے کو استعمال کرنے سے سختی سے منع کیا تابکاری پیدا کرنے والے عناصر کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کے یہ دیگر عام عناصر کے ایٹمز کے برعکس زیادہ توانائی کے حامل ہوتے ہیں، نیوٹران ، پروٹان یا پھر ان میں موجود فاضل توانائی کے اخراج سے تابکار شعاعیں پیدا ہوتی ہیں اور تابکار شعاعوں کے اخراج کو انگریزی زبان میں Ionizing Radiation بھی کہا جاتا ہے اس عمل کے دوران یہ عناصر دوسرے تابکار عناصر میں تبدیل ہوجاتے ہیں اور اٹامک نمبر کے ساتھ ساتھ ان کا اٹامک وزن بھی تبدیل ہوجاتا ہے اس عمل کو سائنسی زبان میں Radio Activity کہا جاتا ہے۔

سائنسدانوں کا یہ خیال ہے کے تابکاری کے اثرات کڑی در کڑی اپنا سفر جاری رکھتے ہیں اور آج بھی زمین پر اس دور یا پھر دور اول کے اثرات پائے جاتے ہیں جب زمین پر زندگی کے آثار بھی موجود نہ تھے اگرچہ روزمرہ استعمال کی بے شمار اشیاء سے بھی خطرناک تابکاری کی شعاعوں کا اخراج ہوتا ہے جس سے انسانی حیات اور صحت بری طرح سے متاثر ہوتی ہے اور کئی لاعلاج بیماریاں بھی وقوع پذیر ہوتی ہیں یہی نہیں بلکہ ان تابکار شعاعوں کے اثرات سے انسانی، حیوانی اور نباتاتی تولیدی نظام بھی بری طرح سے متاثر ہوتا ہے لہٰذا باالفاظ دیگر تابکار شعاعیں دراصل بانجھ ہوا ہی ہے۔سائنسدانوں کا یہ خیال ہے کے جدید اسلحہ جس میں Radiological Weapons

،ایٹم بم ہائیڈروجن بم، نیوٹران بم، کوبالٹ بم اور پھر اس جیسے نا جانے کتنے ہی خطرناک ہتھیار جو کے انسانیت کی تباہی کے لئے بنائے گئے ہیں ان کے استعمال سے انتہائی شدید اور مضر صحت تابکار شعاعوں کا اخراج ہوتا ہے جو کے عمارتوں، زمین، فضاء، ہوا، پانی، دریا، سمندر، کنویں، کھیت کھلیانوں، چٹانوں اور پہاڑوں میں سرائیت کر جاتے ہیں اور پھر ہزاروں سال تک ان میں سے ان شعاعوں کا اخراج ہوتا رہتا ہے کوبالٹ بم کے بارے میں سائنسدانوں کا یہ ماننا ہے کے یہ بم جس جگہ گرایا جائے گا اس سے خارج ہونے والی تابکار شعاعیں بادلوں کے ساتھ سفر کرتے ہوئے اس علاقے کی تمام حیات کو ختم کر دیتی ہیں اور یہ سلسلہ برسہا برس تک جاری رہتا ہے پھر یہی نہیں بلکہ اب تو کچھ ایسے بم بھی ایجاد کر لئے گئے ہیں جو جب کسی علاقے میں پھینکے جائیں گے تو وہاں کی آکسیجن کو مکمل طور پر ختم کر دیں گے جس کی وجہ سے وہاں حیات کا مکمل خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ آکسیجن پر ہی تمام ذی نفوس کی زندگی کا دارو مدار ہے۔

ہیروشیما اور ناگاساکی کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں جب ۱۹۴۵ء میں امریکہ نے ان علاقوں پر ایٹم بم برسائے تو ہزاروں افراد ہلاک ہو گئے اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ معذور اور ایک اندازے کے مطابق تقریباً ۸۰ فیصد افراد کینسر جیسے مہلک مرض میں مبتلا ہوئے جبکہ عرصہ دراز تک اس علاقے میں معذور بچے پیدا ہوتے رہے پھر اس دھماکے کے بہت سال بعد جب ایک سروے کیا گیا تو معلوم ہوا کے اس دھماکے سے پیدا ہونے والے تابکاری کے اثرات آج بھی دنیا کی فضاؤں میں موجود ہیں اور انھیں آلودہ کئے ہوئے ہیں یہاں تک کے امریکہ کے شمال میں واقع غیر آباد خطہ آرکٹک میں بھی ان تابکار آلودگی کے اثرات پائے گئے یہی نہیں بلکہ یہ تابکار شعاعیں کڑی در کڑی سفر کرتے ہوئے غذاؤں اور پانی میں بھی موجود ہیں اور نسل انسانی کو شدت سے متاثر کر رہی ہیں۔ ۲۸ اپریل ۱۹۸۶ء میں روس کا چرنوبل ایٹمی پلانٹ جب ایک شدید دھماکے سے پھٹ گیا تو اس کی تباہی اور تابکاری کے اثرات سے اسی وقت سینکڑوں افراد ہلاک اور بے شمار افراد زخمی ہو گئے جب کہ فوری طور پر پلانٹ کے اردگرد کا تقریباً ایک سو پچاس مربع کلومیٹر کے رقبے کو اگلے کئی عشروں تک کے لئے آلودہ قرار دیتے ہوئے بند کر دیا گیا جس کی وجہ سے ایک لاکھ پنتیس ہزار افراد کو نقل مکانی کرنا پڑی لیکن چرنوبل سے خارج ہونے والی ان تابکار شعاعوں نے

فصلوں، پانی، ہوا اور فضاء کو بھی شدت سے متاثر کیا اور یہ آلودگی کڑی در کڑی سفر کرتے ہوئے اسکینڈے نیویا اور مشرقی یورپ اور اس سے بھی آگے کئی ممالک میں سرائیت کر گئی۔

تابکار عناصر جن میں بیریم، کرپٹان، کیوریم، آئیوڈین اور سیزیم سرفہرست ہیں ان میں سے ہر ایک عنصر ایک مخصوص انسانی جسمانی عضو کو متاثر کرتے ہوئے ان اعضاء کے خلیات اور بافتوں کی کارکردگی اور ساخت میں تبدیلی اور پیچیدگی پیدا کرتے ہیں جس کی وجہ سے کئی

خطرناک بیماریاں جن میں کینسر اور ایڈز جیسے مہلک امراض شامل ہیں پیدا ہوتے ہیں مثلاً بیریم کی ساخت چونکہ کیلشیئم سے مشابہہ ہے لہٰذا یہ انسانی ہڈیوں اور دانتوں کو، سیزیم کی ساخت پوٹاشیئم سے مماثل ہے لہٰذا یہ انسانی پٹھوں اور بافتوں کو جبکہ آئیوڈین کے تابکار ذرات تھائیرائیڈ گلینڈز میں جمع ہو کر اس عضو اور اس کی کارکردگی کو متاثر کرتے ہیں چونکہ تمام نیوکلیائی ذرات کے اثرات اور اہداف ایک دوسرے سے مختلف ہیں لہٰذا وہ اپنی انفرادیت کو برقرار رکھتے ہوئے مختلف انسانی، حیوانی اور نباتاتی حیات پر اپنے شدید اثرات مرتب کرتے ہیں سائنسدانوں کے مطابق تابکار عناصر زمین پر انسانی حیات سے قبل بھی موجود تھے مثلاً تھورون گیس اور ریڈان گیس وغیرہ ان گیسیز سے خارج ہونے والے آئسوٹوپس انسانی حیات کے لئے ضرر رساں ہیں چونکہ یہ گیسیز فضاء میں پائی جاتی ہیں لہٰذا یہ انسانی جسم میں عمل تنفس کے ذریعے سے باآسانی داخل ہوتی ہیں دوسری جانب خلاء سے زمین پر کاسمک ریز کا نزول بھی ہوتا ہے یہ کاسمک ریز اپنے فضاء سے زمین پر نزول کے سفر میں مزید تابکار شعاعوں کو جنم دیتی ہیں جبکہ سائنسدانوں نے مزید یہ انکشاف بھی کیا ہے کے زمین کی تہہ میں بھی قدرتی طور پر کئی تابکار عناصر اور اجزاء پائے جاتے ہیں ان تابکار عناصر کی مقدار اور اخراج مختلف علاقوں اور ممالک میں الگ الگ ہے لہٰذا یہ اپنے اخراج کے اعتبار سے مختلف انسانوں پر مختلف انداز اور مقدار سے اثر انداز ہوتے ہیں جبکہ مختلف افراد میں ان تابکار شعاعوں کے انجذاب کی شرح بھی الگ ہے اوسطاً ۹۵ فیصد افراد کے جسم میں ان عناصر کے 0.6.0.3 ملی سیورٹ (تابکاری ناپنے کا پیمانہ) جذب ہوتے ہیں لیکن کئی خطوں میں یہ مقدار 4.1 ملی سیورٹ تک بھی پائی جاتی ہے برازیل کے ایک پہاڑی علاقے میں انسانی جسم میں تابکار عناصر کی مقدار ۲۵ ملی سیورٹ تک ریکارڈ کی گئی ہے۔

تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا کے ان علاقوں میں تابکار عناصر سے شعاعوں کا اخراج قدرتی طور پر بہت زیادہ ہے لہٰذا وہ علاقہ لوگوں سے خالی کروالیا گیا۔

ایک دوسری تحقیق کے مطابق بھارت ،فرانس اور نائیجریا کے کئی علاقوں میں یہ مقدار ۴۰۰ ملی سیورٹ تک بھی ریکارڈ کی گئی جبکہ تحقیق میں آگے یہ بھی بتایا گیا ہے کے ان علاقوں کے درودیوار، مکانات ،سڑکوں ،گزرگاہوں حتیٰ کے آبی ذخائر تک میں یہ تابکار عناصر بڑی مقدار میں سرائیت کر چکے ہیں۔

انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی (AEA) اور عالمی ادارہ صحت (WHO) نے غیر قدرتی ذرائع سے انسانی جسم میں داخل ہونے والے تابکار عناصر کی محفوظ مقدار کی حد ۵ ریم یا سیورٹ فی ۳۰ سال مقرر کی ہے لیکن یہ بھی ایک لمحہ فکریہ ہے کے روز افزوں ترقی کے اس تیز سفر میں کئی ایسی ایجادات جو انسانی زندگی کے لئے اب لازم وملزوم کی حیثیت اختیار کر چکی ہیں ان سے بھی خطرناک تابکار شعاعوں کا مسلسل اخراج ہوتا رہتا ہے جو انسانی حیات اور ماحول کو مستقل طور پر آلودہ کرنے کا ایک اہم سبب ہیں۔

قانون قدرت سے انحراف کے نتیجے میں اقوام کو اس کی بڑی بھاری قیمت چکانی پڑتی ہے اگر ہم اپنے اطراف پر نظر دوڑائیں تو ہم یہ دیکھیں گے کے نت نئے جسمانی، دماغی، نفسیاتی اور ذہنی امراض کی ایک طویل فہرست ہے جس میں ہر گزرتے دن کے ساتھ اضافہ ہی ہو رہا ہے وسائل کے انبار کے باوجود افراد تنگی روزی کا شکار ہیں ، ازدواجی بندھن کسی بوجھ سے کم نہیں ، ناگہانی اموات اور حادثات روز کا معمول بن چکے ہیں، کہیں والدین کو اپنی اولاد سے اور کہیں اولاد کو اپنے والدین سے ناختم ہونے والی شکایات ہیں پھر بنی نوع انسانیت چاہے اس کا تعلق ترقی یافتہ ممالک سے ہو یا پسماندہ، دونوں ہی ایک تکلیف دہ عدم تحفظ کا شکار ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِکۡرِیۡ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیۡشَةً ضَنۡکًا وَّ نَحۡشُرُهٗ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ اَعۡمٰی۔ ۲۲

ترجمہ۔ جو لوگ میرے احکامات کو بھول جائیں گے، ہم ان کی روزی کو تنگ کردیں گے اور قیامت میں انھیں اندھا بنا کر اٹھائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی امت کی سرکشی، نافرمانی اور گناہوں کی آلودگی کے حوالے سے فرمایا حضرت ابو مالک اشعریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت ضرور خمر (انگور کی شراب) کا نام بدل بدل کر پیتی رہے گی اور اس کے سروں پر آلات موسیقی بجتے رہیں گی اور گانے والیاں گاتی رہیں گی حتیٰ کے اللہ ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بندر اور خنزیر بنا دے گا۔ ۲۳؎

حضرت علیؓ بن ابی طالب بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

جب میری امت پندرہ قسم کے کام کرے گی تو اس پر بلائیں اور مصائب نازل ہوں گے۔

۱۔ جب مال غنیمت کو ذاتی دولت بنالیا جائے گا۔

۲۔ امانت کو مال غنیمت سمجھ لیا جائے گا۔

۳۔ زکوۃ کو تاوان سمجھا جائے گا۔

۴۔ مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا۔

۵۔ اپنی ماں کی نافرمانی کرے گا۔

۶۔ مرد اپنے دوست کے ساتھ نیکی کرے گا۔

۷۔ اپنے باپ کے ساتھ بدی کرے گا۔

۸۔ مساجد میں شور کیا جائے گا۔

۹۔ ذلیل آدمی کو قوم کا سردار بنا دیا جائے گا۔

۱۰۔ کسی انسان کے شر سے بچنے کے لئے اس کی عزت کی جائے گی۔

۱۱۔ شراب پی جائے گی۔

۱۲۔ ریشم پہنا جائے گا۔

۱۳۔ امت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں کو برا کہیں گے۔

تو اس وقت سرخ آندھیوں اور زمین میں دھنسائے جانے اور مسخ کئے جانے کا

انتظار کرو۔ ۲۴؎

صبر جمیل کی ہدایت:

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر صبر کی تلقین فرمائی ہے، زیر نظر آیت میں اللہ تعالی صبر جمیل کی ہدایت فرما رہے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاصۡبِرۡ صَبۡرًا جَمِيۡلًا ۔۲۵

ترجمہ۔آپ ﷺ ایسا صبر کیجیے جو صبر جمیل ہو۔

صبر۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی کسی شخص کا کسی مطلوبہ شے کے حصول کے لئے برابر مصروف کار رہنا۔۲۶؎

صبر۔کے معنی استقامت، ثابت قدمی اور مسلسل کوشش ہے۔

الصبیر اس بادل کو کہتے ہیں جو ایک ہی جگہ کافی دیر تک مقیم رہے۔

عربی میں پہاڑ کو بھی الصبیر کہتے ہیں۔

الاصبیرۃ۔سے مراد وہ اونٹ اور بکریاں جو صبح وشام اپنے اپنے مالکان تک واپس پہنچ جائیں اور ان سے دور نہ رہیں۔

الصبارۃ۔سے مراد لوہے یا پتھر کے وہ ٹکڑے جو مستقل کسی جگہ پڑے رہیں۔

الصابورۃ۔سے مراد ایسا مٹی کا ڈھیر جو کشتی میں اس لئے رکھا جائے تا کہ کشتی اس مٹی کے ڈھیر کے وزن سے ہچکولے نہ کھائے اور اس کا توازن برقرار رہے۔

الصبرۃ۔سے مراد اناج کا ڈھیر جس کی ناپ تول نہ کی گئی ہو یعنی یہ تمام عربی کے الفاظ کس قدر محنت اور استقامت کے ہم معنی ہیں۔

صبر کے ایک معنی قید کرنے کے بھی ہیں کیونکہ یہ بھی ایک مقام پر جم کے قائم رہنے کے مترادف ہے۔

یمین الصبر سے مراد وہ قسم جو کسی کو مجبور کر کے زبردستی کھلائی جائے۔۲۷؎

اصبرھم علی النار۔ سے مراد عذاب جہنم کو سہنے کا حوصلہ۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!
یہ لوگ کیسے ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے ضلالت خریدی اور مغفرت کے بدلے عذاب مول لیا کیسا عجیب ہے ان کا حوصلہ کہ جہنم کا عذاب برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ۲۸ے

وَ اللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۔۲۹

ترجمہ۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

وَ لَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَ جُنُوْدِہٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ۔

ترجمہ۔ جب وہ (داؤد) جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلے کے لئے نکلے تو انھوں نے (داؤد) دعا کی کے ائے ہمارے رب ہم پر صبر کا فیضان کر اور ہمارے قدم جمادے اور اس کافر گروہ پر ہمیں فتح نصیب کر۔ ۳۰ے

مندرجہ بالا آیت کے مطالعے سے صبر کی اصل کیفیت سامنے آ گئی یعنی استقامت اور مستقل مزاجی سے باطل قوتوں کے خلاف برسر پیکار رہنا۔ اس سے پہلے کتنے ہی نبی ایسے گزر چکے ہیں جن کے ساتھ مل کر بہت سے خدا پرستوں نے جنگ کی اللہ کی راہ میں جو مصیبتیں ان پر پڑیں ان سے وہ دل شکستہ نہ ہوئے اور نہ ہی انھوں نے کمزوری دکھائی وہ باطل کے آگے سرنگوں نہیں ہوئے ایسے ہی صابروں کو اللہ پسند کرتا ہے ان کی دعا تو بس یہ تھی کے ائے ہمارے رب ! ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرما۔ ہمارے کام میں تیرے حدود سے جو کچھ تجاوز ہو گیا ہے اس کو معاف فرما اور ہمارے قدم کافروں کے مقابلے میں جمادے اور کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما آخر کار اللہ نے انھیں دنیا کا ثواب بھی دیا اور اس سے بہتر ثواب آخرت بھی انھیں عطا کیا اللہ کو ایسے ہی نیک عمل لوگ پسند ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاٰتٰـھُمُ اللّٰہُ ثَوَابَ الدُّنْیَا وَ حُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَۃِ وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۔۳۱

ترجمہ۔اللہ نے ان کو دنیا کا بدلہ دے دیا اور آخرت کا عمدہ بدلہ دیا اور اللہ پسند فرماتا ہے اچھے کام کرنے والوں کو۔

وَ اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوۃِ۔ ۳۲

ترجمہ۔صبر اور صلوۃ سے مدد لو۔

کچھ اسلامی ممالک میں نماز کے وقت ڈنڈے کے زور پر کاروبار بند کروادیا جاتا ہے یا نمازیوں کو ڈنڈے کے زور پر مساجد میں نماز پڑھنے پر مجبور کیا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کے سرکاری سطح پر صلوۃ کا نفاذ تو کیا جارہا ہے لیکن انسانی طبیعت میں صلوۃ ابھی تک نفوذ پذیر نہ ہوسکی یعنی صلوۃ کا قائم کرنا بھی صبر کا متقاضی ہے جب تک انسانی طبیعت میں مستقل مزاجی ،تحمل اور ثابت قدمی نہ ہوگی انسان رسم صلوۃ تو شاید ادا کرلے لیکن قیام صلوۃ سے وہ نا آشنا ہی رہے گا اگرچہ تمام عبادات ہی مستقل مزاجی اور تحمل کی متقاضی ہیں لیکن صلوۃ چونکہ ایک غیر معمولی عبادت ہے لہٰذا وقت کی پابندی کے ساتھ اس کی ادائے گی کو لازمی قرار دیا گیا ہے یعنی دن میں پانچ مرتبہ اللہ سے ہر حال میں ملاقات کی جائے چاہے کچھ بھی ہوجائے دوسری جانب اللہ کی طرف سے یہ مقرر کی گئی ملاقات کسی صورت ٹل نہیں سکتی۔اللہ تعالی نے انسان کو اشرف المخلوق تخلیق کیا چنانچہ اشرف مخلوق کو یہ ہرگز زیب نہیں دیتا کے وہ اپنی مشکلات ، پریشانیاں ،مصائب و آلام کو اپنے ہی جیسے کمزور اور بے بس انسانوں سے بیان کرے بلکہ اس کے شایان شان تو یہ ہے کہ اگر اللہ نے اسے کسی ابتلا میں مبتلا کیا ہے تو وہ اس پر صبر وسکون کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ سے اس مسئلے اور پریشانی کو دور کرنے کی دعا کرے کیونکہ کائنات میں انسان کو جو منصب حاصل ہے اس عظیم منصب کا یہ تقاضا ہے کے وہ کسی بھی عجلت ، بے صبرے پن اور ناشکری کا غلطی سے بھی اظہار اقرار اور اس کا مظاہرہ نہ کرے اور مخلوق سے اللہ کی ہرگز شکایت نہ کرے کیونکہ دنیا کی تخلیق سے دو ہزار برس قبل ہی اللہ نے انسانوں کی تقدیر کا فیصلہ کردیا تھا اور انسان کو پہنچنے والی تمام مشکلات اور آسانیاں لوح محفوظ پر تحریر کردی گئیں تھیں تاہم ہر مشکل اللہ کے حکم سے آتی ہے اور اپنی مدت پوری کر کے اللہ کے ہی حکم سے چلی جاتی ہے اب انسان چاہے کتنا ہی شور و واویلا اور چاہے کتنا ہی زور لگا دے وہ مشکل

اپنے وقت مقررہ پر ہی ختم ہوگی۔اسی حوالے سے حضرت علیؑ کے اقوال ہیں:
صبر یہ ہے کے انسان پریشانیوں کو برداشت کرے اور غصہ دلانے والی اشیاء کے مقابلے میں برد بار رہے۔ جو چھوٹی چھوٹی مصیبتوں کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے اللہ اسے بڑی بڑی مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جسے صبر نجات نہ دے سکے اسے بے تابی ہلاک کر دیتی ہے۔ ۳۳؎
صبر کے لغوی معنی نفسانی خواہشات سے رکنا اور نفس پر قابو پانا ہے یعنی گناہ پر قدرت ہونے کے باوجود اس سے رکنا جبکہ اس کے دوسرے معنی عزم و حوصلے سے تکالیف کو برداشت کرنا اور حرف شکایت کو زبان پر نہ لانا ہے حضرت امام غزالی صبر جمیل کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کے صبر جمیل کا مطلب ہے کے جب کسی شخص پر کوئی مشکل آئے تو وہ اس کو صبر و تحمل سے برداشت کرے اور اس کی کسی سے کوئی شکایت نہ کرے یہاں تک کے برابر میں بیٹھے ہوئے شخص کو بھی معلوم نہ ہو سکے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!
صبر کیجئے۔یعنی صبر جمیل۔ ۳۴؎
قرآن اور سنت کی اصطلاح میں صبر کے تین درجات ہیں۔
۱۔اپنے نفس کو حرام اور ناجائز چیزوں سے روکنا۔
۲۔اپنے نفس کو اطاعت اور عبادت کا پابند کرنا۔
۳۔مصائب اور مشکلات کا عزم و استقلال سے مقابلہ کرنا مایوسی اور بے قراری پر صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا تاہم اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونا کیونکہ مایوسی کفر ہے۔
امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ خاص امتیاز ہے کے اللہ تعالی نے انھیں مشکل وقت میں صبر کی خاص دعا عطا فرمائی۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۔۳۵

ترجمہ۔ہر شے اللہ کی طرف سے ہے اور وہ اللہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔
اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھنے کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے امام طبرانی روایت کرتے ہوئے یہ حدیث نقل کرتے ہیں!

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میری امت کو ایک ایسی چیز دی گئی ہے جو پچھلی امتوں میں سے کسی کو بھی نہیں دی گئی یعنی مصیبت کے وقت 'اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ' پڑھنا۔۳۶

ارشادات خداوندی:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔۳۷

ترجمہ۔یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

وَ اصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ۔۳۸

ترجمہ۔صبر کیجئے، اللہ نیک لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

وَ اصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ لَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ۔۳۹

ترجمہ۔آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا بس اللہ ہی کی توفیق سے ہے، اور ان پر غم نہ کیجئے اور یہ لوگ جو کچھ تدبیر کرتے ہیں ان کے بارے میں تنگ دل نہ ہو جایئے۔

وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ۔۴۰

ترجمہ۔اپنے رب کے لئے صبر کیجئے۔

وَ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ۔۴۱

ترجمہ۔صبر وصلوۃ سے مدد لیجئے۔

وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ۔۴۲

ترجمہ۔ہم ضرور تم کو آزمائیں گے، کبھی خوف، کبھی بھوک، کبھی مال، جان اور پھلوں میں کمی کر کے، لیکن خوشخبری ہے صابرین کے لئے۔

وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔۴۳

ترجمہ۔اللہ صابرین کے ساتھ ہے۔

وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۔ ۴۴

ترجمہ۔اللہ صابرین سے محبت کرتا ہے۔

وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِدْرِيْسَ وَ ذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۔ ۴۵

ترجمہ۔اسماعیل، ادریس اور ذوالکفل یہ سب صابرین میں سے تھے۔

سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۔ ۴۶

ترجمہ۔(اسماعیل نے ابراہیم سے کہا) انشاءاللہ آپ مجھے صابروں میں پائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ عزوجل نے فرمایا! اےجبرائیل! اس شخص کی کیا جزاء ہے جس کی بینائی کو میں سلب کرلوں اور وہ اس پر صبر کرے؟ اس کی جزا میرے گھر میں ہمیشہ رہنا اور میرا دیدار کرنا ہے۔ ۴۷؎

امام مالک نے 'موطا' میں حضرت ابوسعید دریؓ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ عزوجل فرماتا ہے کے جب میں اپنے بندہ کو کسی مصیبت میں مبتلا کروں اور وہ اس پر صبر کرے اور اپنی عیادت کرنے والوں سے میری شکایت نہ کرے تو میں اس کے گوشت کو بہتر گوشت اور اس کے خون کو بہتر خون سے بدل دیتا ہوں یعنی جب میں اس کو صحت مند کرتا ہوں تو اس کا کوئی گناہ نہیں رہتا اور اگر میں اس کو وفات دوں تو وہ میری رحمت کی طرف ہے۔ ۴۸؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی فرماتا ہے کے جب میں اپنے بندوں میں سے کسی بندے کے جسم، مال یا اولاد میں سے کسی پر کوئی مصیبت بھیجتا ہوں اور وہ بندہ اس مصیبت پر صبر جمیل کرتا ہے تو میں قیامت کے دن اس کے لئے میزان قائم کرنے یا اس کا نامہ اعمال کھولنے سے حیاء کرتا ہوں۔ ۴۹؎

ابوعبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مصیبت کے وقت مسلمان کا اپنے ہاتھ کو اپنے زانو پر مارنا اس کے اجر کو ضائع کردیتا ہے۔ ۵۰؎

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن مرد و عورت کی جان مال اور

اولاد پر ہمیشہ مصیبت آتی رہتی ہے حتیٰ کے وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرتا ہے کے اس کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔۵۱؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مسلمانوں میں سے جوبھی شخص اپنے جسم کے کسی مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ تعالی اس کے اعمال کے محافظ فرشتوں کو یہ حکم دیتا ہے کے میرا یہ بندہ اپنی صحت کی حالت میں جو نیک اعمال کیا کرتا تھا اس کے اس عمل کو اس وقت تک لکھتے رہو جب تک کے وہ میری زنجیر میں بندھا ہوا ہے۔۵۲؎

امیرالمومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیرالمومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا! صبر خدا کا نور ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا! صبر بہ قدر مصیبت نازل کیا جاتا ہے جس شخص نے مصیبت کے وقت اپنا ہاتھ اپنے زانو پر مارا اس کا عمل ضائع کر دیا جاتا ہے۔۵۳؎

صبر دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ۱۔ ناپسندیدہ چیزوں پر صبر۔ ۲۔ اور پسندیدہ چیزوں کے لئے صبر صابر کبھی بھی کامیابیوں سے ہاتھ نہیں دھوتا بھلے ہی اسے مدتوں ہی انتظار کیوں نہ کرنا پڑے۔ صبر ایمان کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے اگر صبر کسی انسان کی شکل میں ہوتا تو وہ یقیناً ایک صالح انسان کی شکل میں ہوتا۔

صبر ایسی سواری ہے جو کبھی نہیں گراتی ہے اور قناعت ایسی تلوار ہے جس کی دھار کبھی نہیں الٹتی۔

جو ایک ساعت صبر کر لیتا ہے وہ کئی ساعتوں تک لائق تحسین رہتا ہے۔

صبر تین طرح کا ہوتا ہے۔ ۱۔ مصیبتوں پر صبر۔ ۲۔ اطاعت خدا پر صبر۔ ۳۔ گناہوں سے صبر۔

بلاؤں پر صبر کرنا خوشی کی حالت میں عافیت سے افضل ہے۔

اگر تم نے صبر اختیار کیا تو اسی صبر کے ذریعے تمھیں نیک لوگوں میں شامل کیا جائے گا اور اگر تم نے بے تابی کا مظاہرہ کیا تو تمھاری بے تابی تمھیں جہنم میں دھکیل دے گی۔ بہترین صبر پسندیدہ چیز سے صبر کرنا ہے۔

جس پر زمانے کی سختیاں تواتر سے نازل ہونے لگیں تو اسے صبر عطا کر دیا جاتا ہے۔

جو صبر کرتا ہے اس کی مصیبتیں ہلکی ہو جاتی ہیں اور صبر کرنے والا مرادوں تک پہنچ جاتا ہے۔

جو دنیا میں زہد اختیار کرتا ہے اس کے لئے تمام مصیبتیں ہلکی ہو جاتی ہیں تین دن بعد تعزیت دینا تجدید مصیبت ہے۔جب مصیبت دور ہوتی ہے تو عیش وعشرت قریب آجاتا ہے۔

مصیبت جتنا ہی ثواب ملتا ہے۔

امیر المومنین نے اشعث بن قیس کے بیٹے کی تعزیت کے موقع پر فرمایا! اگر تم صبر کرو گے تو بھی اللہ کی قضاوقدر جاری ہوگی لیکن تم کو اس کا اجر وثواب ملے گا لیکن اگر تم بے صبری اور بے تابی کا مظاہرہ کرو گے تو اللہ کی قضاوقدر تو پھر بھی جاری ہو کر رہے گی لیکن تم اس بے صبری پر گناہ ملے گا۔صبر کرنے والے پر لازم ہے کے وہ آزاد لوگوں کی طرح صبر کرے وگرنہ ناتجربہ کا جاہل کی طرح عیش کرے۔جسے صبر نجات نا دے سکے اسے بے تابی ہلاک کر دیتی ہے۔

صبر حادثات کو روکتا اور انھیں کمزور کرتا ہے جبکہ بے تابی اور بے صبری حوادث کے لئے معاون و مددگار ہیں۔صابر کبھی کامیابی سے ہاتھ نہیں دھوتا چاہے اس کے لئے اس کو مدتوں انتظار ہی کیوں نا کرنا پڑے۔صبر شجاعت ہے۔حیا اور صبر جیسا کوئی ایمان نہیں۔

صبر ایمان کے ستون میں سے ایک ستون ہے۔جس کی چار شاخیں ہیں۔

ا۔شوق۔ ۲۔خوف۔ ۳۔زہد۔ ۴۔انتظار۔

تم پر لازم ہے کے تم صبر کرو کیونکہ صبر کو ایمان کے ساتھ وہی نسبت ہے جو سر کو جسم کے ساتھ ہے

زمانے میں صرف دو ہی دن ہیں۔

ا۔ایک دن تمھارا موافق ہے تو اس دن تم اللہ کا شکرادا کرو۔ ۲۔ایک دن تمھارا مخالف تو اس دن تم صبر کرو۔اپنے آپ کو ناپسندیدہ چیزوں پر صبر کا عادی بناؤ کیونکہ راہ حق میں صبر بہترین اخلاق ہے غموں کی یلغار کا مقابلہ عزم وحوصلے اور صبر اور بہترین یقین کے ساتھ کرو۔

صبر کو اپنا شعار بناؤ کیونکہ یہ کامیابی کا بہترین ذریعہ ہے۔

مصیبت کے وقت بہترین عمل صبر ہے کیونکہ عاقبت متقین کے لئے ہے۔دین کا بہترین مددگار صبر ہے۔

مصیبتوں کو چھپانا اور ان پر صبر کرنا نیکی کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔
صبر ایک ایسی سواری ہے جو کبھی گراتی جبکہ قناعت ایسی تلوار ہے جس کی دھار کبھی نہیں الٹتی۔
جو ایک ساعت صبر کر لیتا ہے وہ کئی ساعتوں تک لائق تحسین رہتا ہے۔
صبر امتحان اور بلا کی زینت ہے۔صبر کامیابی کے اسباب میں سے ایک قوی سبب ہے۔
انسانوں کی جانب سے دی گئی مصیبتوں اور غموں پر صبر کرنا تمھیں عظیم کامیابی کے شرف تک پہنچا دے گی۔صبر کامیابی کی سواری ہے۔
یقیناً صبر کامیابی اور عجلت خطرہ ہے۔بلاؤں پر صبر کرنا حالت اطمینان اور خوشی میں عافیت سے زیادہ افضل ہے۔صبر دنیا کے مقابلے کے لئے بہترین مددگار ہے۔صبر مصیبت کے موقع پر تمھارا بہترین دفاع ہے۔
صبر کامیابی کا عنوان ہے۔صبر ایمان کا ثمر ہے۔شہوت پر صبر عفت ہے۔غصے میں صبر کامیابی ہے مصیبت پر صبر تقویٰ ہے۔صبر یہ ہے کے انسان پریشانیوں کو تحمل سے برداشت کرے اور غصے کے مقابلے میں بردبار رہے۔
صبر بہترین خصلت اور علم شریف ترین زیور اور عطیہ ہے، تم اپنی پسندیدہ ترین اشیا اس وقت تک اللہ سے حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم ان چیزوں سے صبر نہ کر لو جن کو تم چاہتے ہو۔
یقیناً مقاصد اور ان مقاصد کی انتہا بھی ہوتی ہے لہٰذا صبر سکون کے ساتھ اپنے مقاصد کی جانب بڑھو چاہے مشکلات کی انتہا ہی کیوں نا ہو جائے۔
صبر کے ذریعے ہی تمھیں نیکوکاروں کی منزل ملے گی برعکس اس کے کے تم بے تابی کے ذریعے ہلاک کر دیئے جاؤ۔
بہترین صبر،صبر کا مظاہرہ ہے۔مصیبت اور پریشانی میں صبر کا ثواب صبر کی مقدار جتنا عطا کیا جائے گا۔طویل صبر نیک لوگوں کا شیوہ ہے۔تمھارے لئے صبر لازم ہے کیونکہ یہ ایک مضبوط قلعہ اور صاحبان یقین کی عبادت ہے۔
جس پر تم نے صبر کیا وہ ان چیزوں سے کہیں زیادہ بہتر ہوتی ہے جن سے تم لطف اندوز ہو چکے۔
بہترین عادت بلاؤں پر صبر ہے۔

جس انسان پر زمانے کی سختیاں تواتر سے نازل ہوں اس انسان کو صبر عطا کیا جاتا ہے۔
صابر بہت جلد مرادوں تک پہنچ جاتا ہے۔صابر کی مصیبتیں ہلکی ہوجاتی ہیں۔
نیکو کاروں کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کے انھیں بدکرداروں کی مدارت کی ضرورت پڑ جائے۔ ۵۴؎

اہم نکتہ:

صبر اللہ کا نور ہے جو مادی حواس میں نورانیت داخل کر کے انسان کو اللہ سے قریب کردیتا ہے، صبر کا مفہوم یہ ہے کے انسان اپنی تدابیر اور کوشش کا نتیجہ اللہ پر چھوڑ دے، اپنے ارادے کی نفی کرتے ہوئے اللہ تعالی کو قادر مطلق جان لے اور اپنے تمام امور میں تاخیر اور ناکامی پر اللہ کے ارادے اور فیصلے کا انتظار کرے، پھر قدرت کی جانب سے جو کچھ حاصل ہوا وہ اس پر راضی ہوجائے، صبر کا پورا سسٹم فرمانبرداری کو ذہن میں راسخ کرنے کا پروگرام ہے، صبر کرنے سے انسان خود کو قدرت کے ہاتھوں میں مجبور اور بے بس ہونے کا تجربہ حاصل کرتا ہے۔صبر کرنے سے انسان کے اندر نور داخل ہوجاتا ہے تاہم جب بندہ صبر کرنے کا خوگر ہوجاتا ہے تو اس کی مشکلات آسان ہوجاتی ہیں، بندے کا رابطہ مستقل طور پر اللہ کے ساتھ قائم ہوجاتا ہے اور ایسے ہی لوگوں کو اللہ تعالی نے اولوالعزم کہا ہے۔

نیک لوگ:

اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے، حق داروں، ضرورت مندوں پر خرچ کرنے والے، روز جزا کی تصدیق کرنے والے، اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے، اپنی امانتوں اور اپنے عہد کو پورا کرنے والے، اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے بے شک بڑی عزتوں سے جنت میں داخل کردئے جائیں گے۔
اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں:

اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ۔ ۵۵

ترجمہ۔سوائے نمازیوں کے۔

الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ۔ ٥٦

ترجمہ۔جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔

وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ۔ ٥٧

ترجمہ۔وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

وَ الَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ۔ ٥٨

ترجمہ۔وہ حق داروں اور سوالی پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ۔ ٥٩

ترجمہ۔سائلین اور محرومین کے حقوق کی ادائے گی کرتے ہیں۔

وَ الَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ۔ ٦٠

ترجمہ۔روز جزا کی تصدیق کرنے والے۔

وَ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ۔ ٦١

ترجمہ۔اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ۔ ٦٢

ترجمہ۔بلاشبہ ان کے رب کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں ہے۔

وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ۔ ٦٣

ترجمہ۔اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے۔

وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ۔ ٦٤

ترجمہ۔اپنی امانتوں اور اپنے عہد کو پورا کرنے والے۔

وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ۔ ٦٥

ترجمہ۔وہ لوگ اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ۔ ٦٦

ترجمہ۔یہی وہ لوگ ہیں جو باعزت جنت میں داخل کردئے جائیں گے۔

رب المشرقین اور رب المغربین:

قرآن کریم میں کئی مقامات پر اللہ تعالی نے اپنے تعارف میں یہ فرمایا کے وہ رب المشرقین اور رب المغربین ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَآ اُقۡسِمُ بِرَبِّ الۡمَشٰرِقِ وَ الۡمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوۡنَ۔ ٦٧

ترجمہ۔قسم ہے رب مشرقین اور رب مغربین کی۔بے شک وہ ہر شے پر قادر ہے۔

مشرقین اور مغربین:

قرآن کے مطالعے سے بنیادی یا Orignal Direction یا سمتیں صرف دو یعنی مشرق اور مغرب ہیں لیکن قرآن کریم میں مشرق اور مغرب ایک نہیں بلکہ بے شمار ہیں۔

مشرق:

مشرق۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ش۔ر۔ق) سے مشتق ہے۔

عربی زبان میں شرق شگاف کو کہتے ہیں۔

التشریق۔سے مراد گوشت کو چیرنا پھاڑنا۔٦٨

ایام تشریق سے مراد عید الضحیٰ کے وہ تین دن جس میں قربانی کا گوشت کاٹ کر دھوپ میں سکھایا جاتا ہے۔

ابن فارس نے لکھا کے شرق کے معنی روشن کرنے یا کھول دینے کے ہیں۔

شرقت الشّمس۔سے مراد سورج طلوع ہوگیا۔

الشرق۔عربی میں طلوع آفتاب کو بھی کہتے ہیں۔

طلعت الشرق۔سے مراد سورج کا روشن ہونا۔

الشارق۔سے مراد عین طلوع آفتاب کا وقت۔

المشرقان سے مراد وہ دو انتہائی نقاط کے جہاں سے سورج سردی اور گرمی میں طلوع ہوتا ہے۔۶۹؎

مشرق کا متضاد مغرب ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۔۷۰

ترجمہ۔اللہ ہی کے لئے ہے مشرق اور مغرب، سوتم جس طرح بھی رخ کرو ادھر اللہ کا رخ ہے، بیشک اللہ واسع ہے، علیم ہے۔

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَہٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِشْرَاقِ ۔۷۱

ترجمہ۔بے شک ہم نے ان کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا وہ تسبیح میں مشغول ہوتے تھے شام کو اور اشراق کے وقت۔

الاشراق سے مراد ہے جب سورج چمکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے نافع بن ازرق نے پوچھا کے مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول " **بالعشی الاشراق** " کے بارے میں بتائیے تو انہوں نے فرمایا جب سورج چمک جائے تو نماز واجب ہوجاتی ہے، پوچھا کیا عرب کے لوگ اس معنی سے واقف ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے اعشی کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا، **لم ینم لیلۃ التمام لکی یصیخ حتی اضاءۃ الاشراق۔**

ترجمہ۔وہ ساری رات نہیں سویا تا کہ سورج کے روشن ہونے تک آواز دیتا رہے۔۷۲؎

ارشادات خداوندی:

فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَ الْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ۔۷۳

ترجمہ۔مشرقین اور مغربین کے مالک کی قسم، ہم اتنی قدرت اور طاقت رکھتے ہیں کے ان لوگوں سے بہتر لوگ بدل لائیں گے اور اس سے ہم عاجز نہیں۔

رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ ۔۷۴

ترجمہ۔وہ مشرقین اور مغربین کا رب ہے۔

فَلَآ اُقۡسِمُ بِرَبِّ الۡمَشٰرِقِ وَ الۡمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوۡنَ ۔۷۵

ترجمہ۔میں مشارق اور مغارب کے رب کی قسم کھاتا ہوں، بے شک ہم اس پر قدرت رکھنے والے ہیں۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ مَا بَیۡنَہُمَا وَ رَبُّ الۡمَشَارِقِ ۔۷۶

ترجمہ۔جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور رب ہے مشارق کا۔

وَ اَوۡرَثۡنَا الۡقَوۡمَ الَّذِیۡنَ کَانُوۡا یُسۡتَضۡعَفُوۡنَ مَشَارِقَ الۡاَرۡضِ وَ مَغَارِبَہَا الَّتِیۡ بٰرَکۡنَا فِیۡہَا ۔۷۷

ترجمہ۔ہم نے ان لوگوں کو زمین کے مشارق اور مغارب کا وارث بنا دیا جو ضعیف شمار کئے جاتے تھے۔

وَ اَشۡرَقَتِ الۡاَرۡضُ بِنُوۡرِ رَبِّہَا ۔۷۸

ترجمہ۔اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی۔

فَاَخَذَتۡہُمُ الصَّیۡحَۃُ مُشۡرِقِیۡنَ ۔۷۹

ترجمہ۔سو سورج نکلتے وقت انہیں سخت آواز نے پکڑ لیا۔

حَتّٰۤی اِذَا جَآءَنَا قَالَ یٰلَیۡتَ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَکَ بُعۡدَ الۡمَشۡرِقَیۡنِ فَبِئۡسَ الۡقَرِیۡنُ ۔۸۰

ترجمہ۔یہاں تک کہ جب ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا کہ اے کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب والی دوری ہوتی سو تو برا ساتھی تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے اللہ ہمارے شام اور یمن پر برکت نازل فرما، یہ سن کر صحابہ نے کہا، ہمارے نجد کے لئے بھی برکت کی دعا فرمائے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطان کا سینگ بھی وہیں (مشرق) سے طلوع ہوگا۔۸۱

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کے فتنہ مشرق کی طرف سے اٹھے گا۔ ۸۲؎

تاہم نقشے میں اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کے نجد مدینہ کے عین مشرق میں واقع ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے عراق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے فتنہ یہاں ہے، فتنہ یہاں ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا! یہیں سے شیطان کا سینگھ نکلے گا۔ ۸۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سورج عرش کے نیچے سجدہ کرنے کے بعد اللہ تعالی سے طلوع ہونے کی اجازت طلب کرتا ہے، پھر مشرق سے طلوع ہوتا ہے، عنقریب اسے مشرق سے طلوع ہونے کی اجازت نہ ملے گی اور اس سے یہ کہا جائے گا کے تو واپس لوٹ جا، پھر وہ مغرب سے طلوع ہوگا۔ ۸۴؎

حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! اللہ تعالی نے میرے لئے ساری زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے تمام مشارق اور مغارب کا مشاہدہ کرلیا اور سنو! میری امت کی حکومت ان تمام علاقوں پر قائم ہوکر رہے گی جو مجھ کو لپیٹ کر دکھائے گئے۔ ۸۵؎

حضرت عتبہ بن عبداللہؓ اور امامہ باہلیؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے صبح کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھی پھر اسی جگہ بیٹھا رہا یہاں تک کے اشراق کا وقت ہوگیا اور اس نے اشراق کی نماز پڑھ لی تو اس کا اجر حج اور عمرہ کرنے والے کے برابر ہوگا اور اس شخص کا حج اور عمرہ ہوگیا۔ ۸۶؎

حضرت معاذ بن انس جہنیؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اپنی نماز کی جگہ میں بیٹھا رہا جب وہ نماز سے فارغ ہوا یہاں تک کہ اس نے چاشت کی دو رکعات پڑھ لیں اور اس نے خیر کے علاوہ کوئی بات نہیں کی تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگر وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں گے۔ ۸۷؎

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے دو رکعات پڑھیں تو وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا اور جس نے چار رکعات پڑھی تو وہ عابدین میں لکھا جائے گا اور

جس نے چھ رکعات پڑھیں تو اس دن اس کی کفالت کی جائے گی اور جس نے آٹھ رکعات پڑھیں تو قانتین میں لکھا جائے گا اور جس نے بارہ رکعت پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیا جائے گا۔۸۸؎

مندرجہ بالا احادیث میں قیامت کی کچھ نشانیوں کے ظہور کا تعلق مشرق سے اور کچھ کا تعلق مغرب سے ہے، یہ قابل غور نکات ہیں۔

یعنی ہر نکلنے والی چیز مشرق سے نکل رہی ہے اور ہر جانے والی چیز مغرب میں جا رہی ہے۔

مغربین:

مغرب۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (غ۔ر۔ب) سے مشتق ہے۔

الغرب۔سے مراد چلے جانا یا علیحدہ ہو جانے کے ہیں۔

غروب الشّمس۔سے مراد سورج کا غروب ہو جانا ہے۔

مغرب۔کا متضاد مشرق ہے۔۸۹؎

مشرق اور مغرب۔دو سمتیں ہیں، جن کا قرآن کریم میں کئی بار ذکر آیا ہے۔

غرب فلاں۔کا مطلب فلاں شخص وطن سے دور چلا گیا، اس کو اردو زبان میں غریب الوطنی بھی کہا جاتا ہے۔

غریب۔عربی زبان میں مسافر اور اجنبی کو بھی کہتے ہیں۔

غراب۔عربی زبان میں کوئے کو بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ دور دور تک پرواز کرتا ہے۔

غربیب۔سیاہ رنگت کو کہا جاتا ہے کیونکہ کوا سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اسی لئے اس کو غراب کہا جاتا ہے۔۹۰؎۔

ارشاد خداوندی ہے!

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا۔۹۱

ترجمہ۔آپ ان کی باتوں پر صبر کیجئے اور سورج کے نکلنے اور سورج چھپنے سے پہلے اپنے رب کی حمد

کے ساتھ تسبیح میں مشغول رہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کو اور شام کو یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اللهم احفظني من بين يدي ومن خلفي وعن يميني وعن شمالي ومن فوقي واعوذ بعظمتك ان اغتال من تحتي۔

ترجمہ۔اے اللہ! میری حفاظت فرما میرے آگے سے میرے پیچھے سے میرے دائیں سے میرے بائیں سے اور میرے اوپر سے اور میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے تیری عظمت کی سبب کہ میں اپنے نیچے کی جانب سے بہک جاؤں۔ ۹۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اۓ اللہ تعالیٰ میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری فرمادے جتنی دوری مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔ ۹۳؎

مشرق اور مغرب دو دروازوں کے نام ہیں:

مشرق اور مغرب دراصل دو دروازوں کے نام ہیں، مشرق وہ دروازہ ہے جو ہر چیز کو نکالتا ہے جبکہ مغرب وہ دروازہ ہے جو ہر چیز کو اپنے اندر کھینچ لیتا ہے، یہ دروازے آپس میں ایک دوسرے سے Interconnected ہیں۔

مشرق کی خصوصیات میں یہ شامل ہے کے اس میں سے چیزیں نکل آتی ہیں، جیسے سورج، دجال، شیطان کا سینگ، آگ، روشنی جبکہ مغرب کی خصوصیت یہ ہے کے اس میں چیزیں جارہی ہیں ،مغرب چیزوں کو اپنے اندر کھینچ لیتے ہیں، چنانچہ مشرق اور مغرب ایک نہیں بلکہ کئی ہیں کہیں یہ دو بڑے دروازوں کی شکل میں کائنات میں موجود ہیں اور کہیں یہ دو دو جوڑوں کی شکل میں Interconnected (باہم منسلک) ہیں جبکہ کہیں یہ بہت زیادہ تعداد میں ہیں یعنی مشارق اور مغارب (چیزوں کو کثرت میں نکال رہے ہیں اور چیزوں کو کثرت میں اپنی جانب کھینچ رہے ہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دروازوں کی ہیت اور شکل وصورت کی وضاحت بھی فرمائی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا، تو لوگ یہ دیکھ کر ایمان لے آئیں گے لیکن ان کا اس وقت ایمان لانا انھیں کوئی فائدہ نا دے گا۔ ۹۴؎

جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو اس وقت خروج دابۃ الارج ہوگا۔

حفاظ ابن حجر عسقلانیؒ بیان کرتے ہیں، مغرب سے طلوع آفتاب کے وقت توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا، اسی وقت دابۃ الارض کا ظہور ہوگا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ۔ ۹۵

ترجمہ۔ سوان کے ایمان نے انکو کچھ نفع نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا اللہ کی سنت ہے جو اس کے بندوں میں گزر چکی ہے اور اس موقع پر کفر کرنے والے خسارہ میں رہ گئے۔

حضرت صفوانؓ نے توبہ اور معافی سے متعلق ایک حدیث بیان فرماتے ہوئے بتایا! اللہ نے مغرب میں ایک دروازہ رکھا ہے، جو اس وقت سے کھلا ہوا ہے جب سے اللہ نے زمین اور آسمان کو تخلیق فرمایا ہے، اس دروازے کی چوڑائی ستر سالوں کی مسافت پر محیط ہے تاہم یہ دروازہ مغفرت اللہ نے کھول کر رکھا ہے اور یہ دروازہ اس وقت تک کھلا رہے گا جب تک سورج مغرب سے طلوع نا ہوجائے۔ اور یہ وہ دروازہ ہے جس سے جانے والی توبہ کو اللہ قبول فرماتا ہے۔ ۹۶؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا قُلِ انْتَظِرُوا إِنَّا مُنْتَظِرُونَ۔ ۹۷

ترجمہ۔ یہ لوگ بس اس بات کا انتظار کرتے ہیں کے ان کے پاس فرشتے آجائیں یا آپ کا رب

آجائے یا آپ کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی آجائے جس دن آپ کے رب کی نشانیوں میں سے ایک نشانی آجائے گی تو کسی شخص کو اس کا ایمان نفع نہیں دے گا جو پہلے سے ایمان نہیں لایا تھا جس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو آپ فرما دیجئے کہ تم انتظار کرو۔ ہم انتظار کر رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ایک شام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور صحابہ سے فرمایا! اے اللہ کے بندوں اللہ کی طرف توبہ کرو، عنقریب تم سورج کو مغرب کی طرف سے دیکھو گے، جب ایسا ہوگا تو توبہ روک لی جائے گی۔ نامہ اعمال لپیٹ لیا جائے گا اور ایمان ختم ہو جائے گا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اس کی کوئی نشانی ہے؟ آپ نے فرمایا! نشانی یہ ہے کے تمہاری رات تین راتوں کے بقدر طویل ہو جائے گی، وہ لوگ جاگیں گے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں تو وہ اللہ کے لئے نماز پڑھیں گے پھر وہ اپنی نمازوں کو پورا کریں گے اور رات ابھی تک ختم نہیں ہوگی وہ لوگ لیٹیں گے یہاں تک کے جب بیدار ہوں گے تو رات اپنی جگہ پر ہوگی، جب وہ اس کو دیکھیں گے تو وہ خوف کریں گے کہ بہت بڑا واقعہ پیش آنے والا ہے جب صبح کریں گے تو ان پر سورج کا طلوع ہونا لمبا ہو جائے گا اس درمیان کہ وہ اس کا انتظار کر رہے ہوں گے کے اچانک ان پر مغربی طرف سے سورج طلوع ہوگا جب ایسا ہوگا تو کسی جان کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا اگر وہ اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو۔ ۹۸؎

اہل علم کے نزدیک یہ دروازے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ Interconnected ہیں حضرت عبداللہؓ نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت کی ایک بڑی نشانی میں سے بڑی نشانی سورج کا مغرب سے نکلنا ہے، پھر اس کے بعد زمین کا جانور نکلے گا اور اس میں سے جو بھی نشانی پہلے ظاہر ہوگی دوسری نشانی اس کے فوراً بعد ظاہر ہو جائے گی۔ مغرب سے سورج نکلنے سے قبل آسمان کا افق ایک گول حلقے کی مانند ہو جائے گا جس کے اندر سے سورج طلوع ہوگا۔

بریدہؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے مکہ کے ایک بیابان میں لے کر گئے جہاں میں نے

خشک زمین دیکھی جس کے ارد گرد ریت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہاں سے دابۃ الارض نکلے گا۔99؎

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں سورج گرھن کو لگا تو ہم نے دیکھا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طویل قیام، رکوع اور سجدہ کیا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری رکعت بھی اتنی ہی طویل ادا فرمائی، پھر آپ نے دعا فرمائی اور گریہ فرماتے ہوئے فرمایا! تو نے مجھ سے اس کا وعدہ نہیں کیا تھا اور حال یہ ہے کے میں ان میں موجود ہوں، تو نے مجھ سے اس کا وعدہ نہیں کیا تھا، اور ہم تجھ سے ہی اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا، اس وقت تک سورج صاف ہو چکا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے ارشاد فرماتے ہوئے سب سے پہلے اللہ تعالی کی حمد و ثناء بیان فرمائی، پھر ارشاد فرمایا! سورج اور چاند اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، تو تم جب بھی ان میں سے کسی کو گرھن لگتا دیکھو تو فوراً اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، جنت مجھ سے اتنی قریب کردی گئی تھی کے اگر میں ہاتھ بڑھاتا تو کچھ غنچے توڑ لیتا (یہ پھل تمھیں قیامت تک کافی ہوتے) اور جہنم بھی مجھ سے قریب کردی گئی یہاں تک کے میں اس سے بچاؤ کرنے لگا اس خوف سے کے کہیں وہ تمھیں ڈھانپ نا لے، یہاں تک کے میں قبیلہ حمیر کی ایک عورت کو دیکھا جس پر ایک بلی کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا کیونکہ اس نے اس بلی کو باندھ کر رکھا تھا اور وہ بھوکی پیاسی مرگئی نا گر وہ بلی آزاد ہوتی تو زمین میں سے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔ میں نے اس بلی کو دیکھا جو جو اس عورت کو سامنے اور پیچھے سے نوچ رہی تھی، پھر میں نے دو چمڑے کی جوتیوں والے کو دیکھا جو قبیلہ دعدع کا ایک فرد تھا، اس کو دو منہ والی لکڑی سے مار کر آگ میں دھکیلا جارہا تھا نیز میں اس میں خمدار سروالی لکڑی چرانے والے کو بھی دیکھا، جو حاجیوں کا مال چراتا تھا، وہ جہنم میں اپنی لکڑی پر ٹیک لگائے ہوئے کہہ رہا تھا میں خمدار سروالی لکڑی چرانے والا ہوں۔100؎

اہل علم کہتے ہیں کے سورج گرھن کے وقت وہ دروازے کھل گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت اور دوزخ کا مشاہدہ فرمالیا۔

مصری یہ بات اچھی طرح سے سمجھ گئے تھے جب ہی وہ مغرب کو اللہ کے قریب جانے کو سمجھ گئے تھے۔

شمالی ہوائیں، بے حد سرد اور خشک ہوتی ہیں، اگر بادِ شمال سات دن تک متواتر چلتی تو اہل مصر کفن کی تیاری شروع کر دیتے کیونکہ وہ اس ہوا کی سختی کو برداشت نہ کر پاتے۔۱۰۱؎

اہل مصر کئی ماورائی علوم پر دسترس رکھتے تھے اور کتب تاریخ میں یہ لکھا ہے کہ اہل مصر 81,000 علوم پر مکمل دسترس رکھتے تھے، اور انھیں یہ بھی معلوم تھا کہ مغرب کی سمت ہی وہ سمت ہے کہ جہاں چیزیں جاتی ہیں اور خدا سے ملاقات بھی اسی سمت میں ہو سکتی ہے۔

جب ہی ہزاروں سال قبل مسیح میں ہی تین فارعین کے مقابر پر دوسری دنیاؤں کے دروازے کا عنوان حیران کن ہے، یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے دعوت دین دی تو اس نے ہامان سے کہا کہ ایک اونچی سیڑھی لاؤ تا کہ میں موسیٰ کے خدا کو دیکھ سکوں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ قَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۔۱۰۲

ترجمہ۔فرعون نے کہا اے میرے درباریو! میں تمہارے لیے اپنے علاوہ کوئی معبود نہیں جانتا، سو اے ہامان! تو میرے لیے مٹی پر آگ جلا دے سو میرے لیے ایک محل بنا دے تا کہ میں موسیٰ کے معبود کو دیکھوں اور بلاشبہ میں اسے جھوٹوں میں سے سمجھتا ہوں۔

اللہ تعالی نے اپنے نور سے متعلق اس گھمبیر عقدہ کو خود ہی سورہ نور میں کھولتے ہوئے فرمایا!

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ يَضْرِبُ

اللّٰہُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ وَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۔ ۱۰۳

ترجمہ۔ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہے اس میں ایک چراغ ہے وہ چراغ ایک شیشہ کے قندیل میں ہے وہ قندیل ایسا ہے جیسے ایک چمکدار ستارہ ہو وہ چراغ بابرکت درخت سے روشن کیا جاتا ہو جو زیتون ہے ی درخت نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف، قریب ہے کہ اس کا تیل خود بخود روشن ہو جائے اگرچہ اس کو آگ نہ چھوئے نور علی نور ہے اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی ہدایت دیتا ہے اور لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرمایا تا ہے اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری مدد صبا سے کی گئی ہے جبکہ قوم عاد کو دبور سے ہلاک کیا گیا ہے۔ ۱۰۴؎

جو ہوا مشرق سے مغرب کی طرف چلے اس کو صبا کہتے ہیں جبکہ جو ہوا مغرب سے مشرق کی جانب چلے اس کو دبور کہا جاتا ہے۔ ۱۰۵؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، قرآن کریم میں اکثر طور پر 'ریح' کا لفظ ضرر پہنچانے والی آندھی کے لئے آیا ہے اور 'ریاح' کا لفظ نفع پہنچانے والی اور برسانے والی ہواؤں کے لئے آیا ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا کرتے تھے! اے اللہ تو اس آندھی کو ریاح بنا دے اور ریح نہ بنا۔ ۱۰۶؎

یعنی اللہ تعالی مشرق اور مغرب سے بلند و بالا ہے اور اس کا نور کائناتی یعنی Universal ہے، جس نے کل کائنات کا احاطہ کر رکھا ہے۔

حضور قلندر بابا اولیاء اس نکتے کی وضاحت میں فرماتے ہیں، کائنات کا ہر ذرہ بصورت خلاء اللہ تعالی کے نور میں واقع ہے، دیکھنے والے کو اللہ تعالی کا نور تو نظر نہیں آتا ہے، صرف کائنات کا خلاء نظر آتا ہے جس کو وہ اشیاء کائنات جیسے چاند، سورج، ستارے زمین، آسمان اور جانور وغیرہ کہتا ہے۔ ۱۰۷؎

حوالہ کتب:

۱۔سورہ المعارج۔آیت۔۱۔
۲۔سورہ المعارج۔آیت۔۲۔
۳۔سورہ المعارج۔آیت۔۳۔
۴۔سورہ المعارج۔آیت۔۴۔
۵۔سورہ المعارج۔آیت۔۶۔
۶۔سورہ المعارج۔آیت۔۷۔
۷۔سورہ المعارج۔آیت۔۸۔
۸۔سورہ المعارج۔آیت۔۹۔
۹۔سورہ المعارج۔آیت۔۱۰۔
۱۰۔سورہ المعارج۔آیت۔۱۱۔۱۲۔
۱۱۔سورہ المعارج۔آیت۔۱۔۳۔
۱۲۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ۔بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۱۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۴۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۵۔سورہ التوبہ۔آیت۔۷۰۔
۱۶۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۴۰۔
۱۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۔۳۔
۱۸۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۲۔
۱۹۔لغات القرآن۔۔غلام احمد پرویز۔ص۔۱۱۸۳۔پبلیشر طلوع اسلام ٹرسٹ۔۱۹۹۸ء
۲۰۔لغات القرآن۔۔غلام احمد پرویز۔ص۔۷۸۲۔پبلیشر طلوع اسلام ٹرسٹ۔۱۹۹۸ء۔
۲۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔کتاب زہد ورقاق۔ج۔۷۔ص۔۸۶۵۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۲۲۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۱۲۴۔
۲۳۔سنن ابو داؤد۔امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔

المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی۔بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث ۲۲۱۰۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۵۔سورہ المعارج۔آیت۔۵۔
۲۶۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔
۲۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۷۵۔
۲۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۴۹۔
۳۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۰۔
۳۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۴۸۔
۳۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۴۵۔
۳۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۳۴۔سورہ المعارج۔آیت۔۵۔
۳۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۶۔
۳۶۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ج۔۱۲۔ص۔۳۲۔مطبوعہ داراحیا التراث العربی۔بیروت۔
۳۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۳۔
۳۸۔سورہ ھود۔آیت۔۱۱۵۔
۳۹۔سورہ النحل۔آیت۔۱۲۷۔
۴۰۔سورہ المدثر۔آیت۔۷۔
۴۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۴۵۔
۴۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۵۔
۴۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۴۹۔
۴۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۴۶۔
۴۵۔سورہ الانبیا۔آیت۔۸۵۔
۴۶۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۰۲۔
۴۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۴۸۔احیاء العلوم۔ابوحامد محمد الغزالی (۵۰۵ھ)۔ج۔۴۔ص۔۴۲۲۔مطبوعہ دارالخیر۔بیروت۔۱۴۱۳ھ۔
۴۹۔کامل ابن عدی۔

۵۰۔الفروع من الاکافی۔ج۔۳۔ص ۲۲۳۔مطبوعہ دارالکتب لاسلامیہ تہران۔۱۳۹۱ھ۔
۵۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۲۔مصنف۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔رقم الحدیث۔۱۰۸۰۴۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔۱۴۱۸ھ۔
۵۳۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؑ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔
۵۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۲۶۹۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۵۵۔سورہ المعارج۔آیت۔۲۲۔
۵۶۔سورہ المعارج۔آیت۔۲۳۔
۵۷۔سورہ المعارج۔آیت۔۳۴۔
۵۸۔سورہ المعارج۔آیت۔۲۴۔
۵۹۔سورہ المعارج۔آیت۔۲۵۔
۶۰۔سورہ المعارج۔آیت۔۲۶۔
۶۱۔سورہ المعارج۔آیت۔۲۷۔
۶۲۔سورہ المعارج۔آیت۔۲۸۔
۶۳۔سورہ المعارج۔آیت۔۲۹۔
۶۴۔سورہ المعارج۔آیت۔۳۲۔
۶۵۔سورہ المعارج۔آیت۔۳۳۔
۶۶۔سورہ المعارج۔آیت۔۳۸۔
۶۷۔سورہ المعارج۔آیت۔۴۰۔
۶۸۔ لغات القرآن۔۔غلام احمد پرویز۔پبلیشر طلوع اسلام ٹرسٹ۔۱۹۹۸ء
۶۹۔ لغات القرآن۔۔غلام احمد پرویز۔پبلیشر طلوع اسلام ٹرسٹ۔۱۹۹۸ء
۷۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۱۵۔
۷۱۔سورہ ص۔آیت۔۱۸۔
۷۲۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۳۔سورہ المعارج۔آیت۔۴۰۔
۷۴۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۷۔
۷۵۔سورہ المعارج۔آیت۔۴۰۔
۷۶۔سورہ الصافات۔آیت۔۵۔
۷۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۳۷۔
۷۸۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۹۔

۷۹۔سورہ الحجر۔آیت۔۷۳۔
۸۰۔سورہ الزخرف۔آیت۔۳۸۔
۸۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۸۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۸۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۸۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۸۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۸۶۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیا التراث العربی۔
۸۷۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیا التراث العربی۔
۸۸۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیا التراث العربی۔
۸۹۔ لغات القرآن۔۔غلام احمد پرویز۔پبلیشر طلوع اسلام ٹرسٹ۔۱۹۹۸ء
۹۰۔ لغات القرآن۔۔غلام احمد پرویز۔پبلیشر طلوع اسلام ٹرسٹ۔۱۹۹۸ء
۹۱۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۱۳۰۔
۹۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔
۹۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۹۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۹۵۔سورہ المومن۔آیت۔۸۵۔
۹۶۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۹۷۔سورہ انعام۔آیت۔۱۵۸۔
۹۸۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۹۹۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۰۰۔سنن ابو داؤد۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۰۱۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔
۱۰۲۔سورہ القصص۔آیت۔۳۸۔
۱۰۳۔سورہ النور۔آیت۔۳۵۔
۱۰۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۰۵۔لمفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔ج۔۲۔ص۔۳۶۱۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز۔مکہ مکرمہ۔۱۴۱۸ھ۔

۱۰۶۔المسند۔امام محمد بن ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ)۔رقم الحدیث۔۵۰۲۔ص۔۱۷۵۔مطبوعہ دارالکتب۔
۱۰۷۔لوح وقلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۹۷۔مکتبہ عظیمیہ۔ناظم آباد کراچی۔

۷۱۔سورہ نوح (حضرت نوح علیہ السلام کا نام)

نام:

نوح۔عربی زبان کا لفظ ہے،حضرت نوح علیہ السلام کیونکہ بہت روتے اور گڑگڑاتے تھے چنانچہ رونے یا نوحہ کرنے کی وجہ سے ان کا نام نوح پڑ گیا۔

شانِ نزول:

سورہ نوح مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۲۸ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۲ ہے

مضامین:

۱۔حضرت نوح علیہ السلام اوران کی قوم کا ذکر۔
۲۔حضرت نوح علیہ السلام نے کس طرح سے ایک طویل عرصہ تک دین اسلام کی ترویج واشاعت فرمائی۔
۳۔طوفان نوح کا ذکر۔

حضرت نوح علیہ السلام:

حضرت نوح علیہ السلام ایک اولوالعزم،جلیل القدر نبی ، رسول اور پیغمبر ہیں ،آپ نے نہایت استقامت اور صبر وسکون کے ساتھ دین اسلام کی تبلیغ واشاعت فرمائی ،لیکن آپ کی قوم حد درجہ کافر، باغی اور مکر وفریب سے بھری ہوئی تھی ،آپ کی قوم بت پرست تھی اور تقریباً پانچ بتوں کی پوجا کیا کرتی ،لیکن آپ نے نہایت مستقل مزاجی کے ساتھ اپنی قوم کو دین اسلام اور اللہ کی

وحدانیت کا درس دیا

لیکن آپ کی قوم مسلسل آپ کا انکار کرتی رہی، اس انکار کے نتیجے میں اللہ تعالی نے اس قوم کو عذاب سے گزارا اور اس سرکش اور باغی قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا اگرچہ اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر کئی سورتوں میں کیا ہے لیکن آپ کا کی استقامت، مستقل مزاجی اور دین کی خدمت کے پیش نظر قرآن کریم میں سورہ نوح کے نام سے ایک مکمل سورہ نازل فرمائی۔

ذیل میں حضرت نوح علیہ السلام کی اپنی قوم کی سرکشی اور بغاوت کی گزارشات اور بدعا اللہ کے حضور پیش کی گئیں ہیں۔

اس حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

إِنَّآ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِۦٓ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۔١

ترجمہ۔ بے شک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تا کہ وہ اپنی قوم کو اس دردناک عذاب سے پہلے ڈرائیں۔

قَالَ يَٰقَوْمِ إِنِّى لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۔٢

ترجمہ۔ (نوح نے کہا) اے میری قوم! بلاشبہ میں تمہیں صاف طریقہ پر ڈرانے والا ہوں۔

أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ۔٣

ترجمہ۔ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ ٱللَّهِ إِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۖ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۔٤

ترجمہ۔ (اللہ) تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے گا اور تمہیں وقت مقررہ تک مہلت دے گا بلاشبہ جب اللہ کی مقرر کی ہوئی اجل آجائے تو موخر نہیں کی جاتی، کیا خوب ہوتا گر تم جانتے۔

قَالَ رَبِّ إِنِّى دَعَوْتُ قَوْمِى لَيْلًا وَنَهَارًا ۔٥

ترجمہ۔ (نوح) نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی، اے میرے رب! بے شک میں نے اپنی قوم کو

رات دن بلایا۔

فَلَمۡ یَزِدۡهُمۡ دُعَآءِیۡۤ اِلَّا فِرَارًا ۔٦

ترجمہ۔لیکن میرے بلانے سے ان کا بھاگنا زیادہ ہی ہوگیا۔

وَ اِنِّیۡ كُلَّمَا دَعَوۡتُهُمۡ لِتَغۡفِرَ لَهُمۡ جَعَلُوۡۤا اَصَابِعَهُمۡ فِیۡۤ اٰذَانِهِمۡ وَ
اسۡتَغۡشَوۡا ثِیَابَهُمۡ وَ اَصَرُّوۡا وَ اسۡتَكۡبَرُوا اسۡتِكۡبَارًا ۔٧

ترجمہ۔بلاشبہ جب میں نے انہیں بلایا تاکہ آپ ان کی مغفرت فرمائیں تو انھوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں اور اپنے کپڑے اوڑھ لیے اور اصرار کیا اور حد درجہ کا تکبر کیا۔

ثُمَّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُهُمۡ جِهَارًا ۔٨

ترجمہ۔پھر میں نے انہیں بلند آواز میں بلایا۔

ثُمَّ اِنِّیۡۤ اَعۡلَنۡتُ لَهُمۡ وَ اَسۡرَرۡتُ لَهُمۡ اِسۡرَارًا ۔٩

ترجمہ۔پھر انہیں اعلانیہ اور پوشیدہ طریقہ سے بھی دعوت دی۔

فَقُلۡتُ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۔١٠

ترجمہ۔میں نے کہا اپنے رب سے مغفرت طلب کرو، بلاشبہ وہ بہت بخشنے والا ہے۔

یُّرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَیۡكُمۡ مِّدۡرَارًا ۔١١

ترجمہ۔وہ تم پر خوب زیادہ برسنے والی بارش بھیجے گا۔

وَّ یُمۡدِدۡكُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّ بَنِیۡنَ وَ یَجۡعَلۡ لَّكُمۡ جَنّٰتٍ وَّ یَجۡعَلۡ لَّكُمۡ
اَنۡهٰرًا ۔١٢

ترجمہ۔وہ مال اور بیٹوں سے تمہاری امداد فرمائے گا، تمہارے لیے باغات اور نہریں بنا دے گا۔

مَا لَكُمۡ لَا تَرۡجُوۡنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۔١٣

ترجمہ۔کیا تم اللہ کے وقار (عظمت اور جلال) کی پرواہ نہیں کرتے؟

وَ قَدۡ خَلَقَكُمۡ اَطۡوَارًا ۔١٤

ترجمہ۔جبکہ اس نے تمھیں مختلف اطوار (طرزوں) پر پیدا فرمایا۔

اَلَمۡ تَرَوۡا كَيۡفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۔ ۱۵

ترجمہ۔کیا تمہیں معلوم نہیں کے اللہ نے کس طرح اوپر نیچے سات آسمان پیدا فرمائے؟

وَّ جَعَلَ الۡقَمَرَ فِيۡهِنَّ نُوۡرًا وَّ جَعَلَ الشَّمۡسَ سِرَاجًا ۔ ۱۶

ترجمہ۔(اللہ) نے چاند کونور اور سورج کو چراغ بنادیا۔

وَاللّٰهُ اَنۡۢبَتَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ نَبَاتًا ۔ ۱۷

ترجمہ۔اللہ نے تمہیں زمین سے خاص طریقے سے پیدا (اگایا) فرمایا۔

ثُمَّ يُعِيۡدُكُمۡ فِيۡهَا وَ يُخۡرِجُكُمۡ اِخۡرَاجًا ۔ ۱۸

ترجمہ۔پھر وہ تمہیں اس زمین میں واپس لے جائے گا اور تمہیں دوبارہ خاص طور پر نکالے گا۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَـكُمُ الۡاَرۡضَ بِسَاطًا ۔ ۱۹

ترجمہ۔اللہ نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا۔

لِّتَسۡلُكُوۡا مِنۡهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۔ ۲۰

ترجمہ۔تاکہ تم زمین کے کشادہ راستوں پر چلو۔

قَالَ نُوۡحٌ رَّبِّ اِنَّهُمۡ عَصَوۡنِىۡ وَ اتَّبَعُوۡا مَنۡ لَّمۡ يَزِدۡهُ مَالُهٗ وَ وَلَدُهٗۤ
اِلَّا خَسَارًا ۔ ۲۱

ترجمہ۔نوح نے کہا اے میرے رب! بلاشبہ (میری قوم) نے میری نافرمانی کی ان لوگوں کی بات مانی جن کے مال اور اولاد نے ان کو نقصان ہی زیادہ پہنچایا ہے۔

مَكَرُوۡا مَكۡرًا كُبَّارًا ۔ ۲۲

ترجمہ۔(میری قوم) نے بڑا مکر کیا (یعنی بڑی چال چلی)۔

وَقَالُوۡا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمۡ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوۡثَ وَ
يَعُوۡقَ وَنَسۡرًا ۔ ۲۳

ترجمہ۔انہوں نے کہا ہم اپنے معبودوں ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو ہرگز نا چھوڑیں گے۔

وَقَدۡ اَضَلُّوۡا كَثِيۡرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيۡنَ اِلَّا ضَلٰلًا ۔ ۲۴

ترجمہ۔درحقیقت انہوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا،(اے میرے رب) آپ ان ظالموں کی گمراہی میں اضافہ فرمائے۔

مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ۬ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ۔۲۵

ترجمہ۔اپنے گناہوں کی وجہ سے وہ لوگ غرق کردیئے گئے، پھر آگ میں داخل کردیئے گئے، اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں۔

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۔۲۶

ترجمہ۔(نوح نے کہا) اے میرے رب! اب آپ اس زمین پر کافروں کا بستا ہوا ایک گھر بھی نا چھوڑئے۔

اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۔۲۷

ترجمہ۔بلاشبہ اگر آپ نے ان کو زمین پر رہنے دیا تو یہ آپ کے بندوں کو گمراہ کردیں گے اور ان سے پیدا ہونے والی اولاد صرف فاجر اور کافر ہی ہوں گے۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۔۲۸

ترجمہ۔اے میرے رب! میری، میرے والدین کی، ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں بحالت ایمان داخل ہوا، تمام مومنین اور مومنات کو بخش دیجیے اور ظالموں کی ہلاکت کو بڑھا دیجیے۔

حضرت ادریس علیہ السلام:

حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام کے پردادا ہیں، حضرت ادریس ایک برگزیدہ پیغمبر، نبی اور رسول تھے جن کو اللہ تعالی نے صحائف عطا فرمائے، حضرت ادریس علیہ السلام کی کتاب The Book Of Enoch یعنی (صحیفہ ادریس) میں مستقبل سے متعلق کئی حقائق پیش کئے گئے، ان ہی حقائق میں ایک پیشن گوئی حضرت نوح کی پیدائش، ان کے ہاتھوں ان کے دور میں ایک سرکش، باغی اور شیطانی قوم کے خاتمے کے لئے ایک عظیم طوفان کی آمد کی پیشن

گوئی بھی تھی، حضرت ادریس علیہ السلام کی آسمان پر آمد ورفت رہا کرتی اس دور میں یہ بات حیران کن نا تھی کیونکہ اللہ تعالی اپنے پیغمبروں کو کئی معجزات عطا فرماتے ہیں ان ہی میں سے یہ بھی تھا، جبکہ قدیم کتابوں میں درج ہے کے حضرت ادریس علیہ السلام چوتھے آسمان پر تھے کے وہاں پر ملک الموت آپ کو دیکھ کر حیران رہ گیا، اس نے کہا کے مجھے آپ کی روح کو چوتھے آسمان پر قبض کرنے کا حکم دیا گیا لیکن میں حیران تھا کے ابھی تو دنیا میں ہیں پھر میں چوتھے آسمان پر آپ کی روح کو کیسے قبض کروں گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کے موقع پر چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات کی تھی۔ The Book of Enoch پہلے بائبل میں موجود تھا لیکن پادریوں نے اس حصے کو بائبل سے علیحدہ کر دیا اور Book of Enoch کے تمام نسخوں کو جلا دیا اور اس کے پڑھنے اور سیکھنے پر پابندی عائد کر دی لیکن بہت سالوں کے بعد اس کے کچھ نسخے منظر عام پر آ گئے کیونکہ جنوبی افریقہ کے کچھ پادری اس پابندی کے عائد ہونے سے بہت پہلے اپنے ساتھ اس کتاب کے مقدس نسخے جنوبی افریقہ اپنے ساتھ لے آئے تھے، اس کتاب میں مستقبل کی بہت ساری پیشن گوئیاں کی گئیں۔

The Book of Enoch کا ایک باب جس کا نام Chapter of Watchers میں لکھا ہے۔ قابیل جب اپنے کنبے کے ساتھ پہاڑوں سے نیچے سکونت پذیر ہوا تو اس کے کنبے کے افراد طرح طرح کے گناہوں اور برائیوں میں ملوث ہو گئے ان میں زنا، شراب نوشی اور برائیاں بڑھتی چلی گئیں، اس سورت حال کو دیکھتے ہوئے زمین پر موجود (محافظ، دھتکارے ہوئے جنات) نے اللہ سے انسانوں کے ان گناہوں کا شکوہ کیا جس پر اللہ نے انھیں بتایا کے انسانوں کے اندر نفس ہے لہٰذا اسی وجہ سے وہ گناہوں کی جانب رغبت رکھتا ہے، لیکن یہ بات ان کے لئے قابل قبول نا تھی چنانچہ اللہ تعالی Fallen Angels 20-21 کو نفس دے کر دنیا میں بھیجا، تاہم دنیا میں آنے کے کچھ دنوں تک تو وہ نیکیوں کی ترغیب دیتے رہے لیکن تھوڑے ہی عرصے کے بعد وہ عورتوں پر عاشق ہو گئے اور انھوں نے خواتین کے ساتھ ناجائز تعلقات استوار کئے اور اس بدکاری کے نتیجے میں ان کی اولادیں بھی پیدا ہوئیں یہ ناجائز بچے جو دھتکارے ہوئے فرشتوں اور انسانی عورتوں کے ملاپ سے پیدا ہوئے انھیں تمام کتب قدیم اور بائبل میں

Giants or Nephilims کہا جاتا ہے، یہ عظیم الحبشہ اور بہت زیادہ بلند قامت انسان نما تھے، بعد ازاں ان Giants or Nephilims نے انسانوں کے علاوہ تمام جانوروں اور Species (انواع، قسم، صنف اور جنس) میں اپنا Sperm منتقل کرنا شروع کر دیا، وقت کے ساتھ ساتھ ان کی جنسی وحشت اور بھوک اس قدر بڑھ گئی کے ان کی دسترس سے دنیا کی کوئی شے محفوظ نا رہی حتیٰ کے انھوں نے انسانوں کو کھانا شروع کر دیا، بلاآخر ان Giants or Nephilims کے مابین خونریز جنگیں چھڑ گئیں، اور ایک بڑی جنگ تو صرف اس وجہ سے ہوئی کے ایک Giant نے دوسرے Giant کی بیوی کو اغوا کر کے اس سے ناجائز تعلقات کو استوار کر لیا چنانچہ طبل جنگ بج گیا اور زمین پر بہت بڑی خونریزی اور جنگ چھڑ گئی۔

ان دھتکارے ہوئے فرشتوں نے انسانوں کو بہت سے ممنوعہ علوم جن میں ستارہ شناسی، دست شناسی، سیاروں کا علم، جادو، ٹونہ بدعملیات، اس دور کی Modren Sciences اور آسمانی راز سیکھائے، اللہ تعالی کو ان دھتکارے ہوئے جنات کا یہ عمل نہایت ناگوار گزرا چنانچہ اللہ تعالی نے انھیں دنیا میں تا قیامت سزا دینے کے ارادہ فرمایا، چنانچہ اس بدکار نسل کا خاتمہ حضرت نوح علیہ السلام کے ہاتھوں کیا گیا۔

عالمی انسائیکلو پیڈیا میں درج ہے کے جرمنی کی ایک حالیہ کھدائی کے دوران 'دریاے رائن' کی چٹانوں سے انسانی دانتوں کو دریافت کیا گیا ہے جو کے ۹۷ لاکھ سال قدیم بتائے جا رہے ہیں یہ انسانی دانت اب تک کی دریافت ہونے والے انسانی فوسل میں سب سے زیادہ قدیم ہیں یہ انسانی فوسل قدیم یورپ اور ایشیاء میں بسنے والے کسی آثار سے مماثلت بھی نہیں رکھتے ہیں۔

ماہرین کی یہ رائے ہے کے اس دریافت نے انسانی ارتقاء کے حوالے سے کئی نئے سوالات کو جنم دے دیا ہے جس سے انسانی ارتقاء کی پیچیدگیوں کو سمجھنے میں مدد ملے گی، سائنس دان اسے ایک نئی جستجو کا آغاز قرار دے رہے ہیں جبکہ یہ بھی کہا جا رہا ہے کے دریافت شدہ انسانی فوسل کی مماثلت ایتھوپیا سے دریافت ہونے والے ۳۲ لاکھ سال پرانے انسانی ڈھانچے سے ملتی ہے۔

نینڈرتھل انسان (Neanderthal man) دو لاکھ سال سے لے کر اٹھائیس ہزار سال قبل تک مغربی یورپ اور وسط ایشیاء میں بسنے والے انسانوں کو نینڈرتھل انسان کہا جاتا ہے ۱۸۵۶ء میں

جرمنی کی نینڈر وادی کے غار سے ان انسانوں کے پہلے حجری آثار دریافت ہوئے، تھل یا تل کے لفظی معانی ہیں وادی بعد ازاں بلجیئم اور جبرالٹر سے بھی ان کے شواہد دریافت ہوئے تاہم اب تک سائنسدان سو سے زائد نینڈرتھل انسانوں کی باقیات اور ان کے بارے میں بہت کچھ معلوم کر چکے ہیں بدیہی طور پر نینڈرتھل انسانوں کے دماغ کا سائز آج کے انسانوں کے مقابلے میں کافی زیادہ تھا یہی نہیں بلکہ ان کے جبڑے بھاری اور ماتھا ڈھلوانی تھا اور ان کے سر کا پچھلا حصہ باہر کو نکلا ہوا تھا، ان کی گردن موٹی تھی کندھے آگے کو جھکے ہوئے، خمیدہ گھٹنے، اور بھدے نقوش تھے تاہم ان کی ذہانت کا معیار آج کے انسانوں جیسا ہی تھا۔

ماہرین بشریات کے مطابق نینڈرتھل انسان کی باقیات دنیا کے ہر اس خطے سے ملی ہے جہاں سے انسانی فوسلز دریافت ہوئے ہیں جبکہ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کے مشرق وسطی اور یورپ میں آج بھی ایسے کئی افراد موجود ہیں جن کے چہرے کے نقوش ان کے نینڈرتھل اجداد سے ملتے جلتے ہیں۔

یٹی (Yeti) یہ انسان کے سائز کی ایک مخلوق ہے جس کے بارے میں ماہرین کا یہ خیال ہے کے یہ ہمالیہ کا ایک افسانوی جنگلی انسان ہے اسے نیپال، چین، سائبیر یا مشرقی تبت اور ایشیاء میں لوگوں نے دیکھا بھی ہے اس مخلوق کا جبڑا آگے کو نکلا ہوا ہے جبکہ اس کے ہونٹ نہیں ہیں اس کے جسم پر سرخی مائل نسواری بال ہیں، اس کے پیر چھوٹے مگر چوڑے ہیں یہ عام انسانوں سے زیادہ طاقتور اور پھرتیلا ہے اور اس کی غذا چھوٹے موٹے جانور اور سبزی ہے تاہم ماہرین نے ان کی تین اقسام کا بھی ذکر کیا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی پیدائش اور حسب نسب:

حضرت نوح علیہ السلام کو ابوالبشر ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کی والدہ کا نام سخابنت انوش تھا۔ علماء کرام لکھتے ہیں کے نوح عربی زبان کا لفظ نہیں ہے، عربی زبان میں ناح سے مراد چیخ و پکار ہے جبکہ نوح سے ہی نوحہ کرنا بھی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام بہت زیادہ گریہ وزاری کیا کرتے تھے چنانچہ اسی مناسبت سے ان کا نام نوح پڑ گیا۔

حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ) حضرت نوح علیہ السلام کا شجرہ نسب اس طرح سے بیان کرتے ہیں۔

نوح بن مالک بن متوشلخ بن خنوخ (ادریس) ابن یرد بن صلابیل بن قنین بن انوش بن شیث بن آدم ابوالبشر (علیہ السلام)۔

امام ابن جریر نے لکھا! حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے ایک سو چھبیس برس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوئے۔

اہل کتاب کی تاریخ میں مذکور ہے کے ان دونوں کے درمیان ایک سو چھبیس سال کا عرصہ تھا۔

قدیم کتب میں حضرت نوح علیہ السلام اوران کی اولادوں کا ذکر نہایت صراحت کے ساتھ موجود ہے حضرت نوح علیہ السلام کی آمد ہبوط آدم سے چھ سو برس بعد کی بیان کی جاتی ہے آپ کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے آپ حضرت ادریس علیہ السلام کے پڑ پوتے ہیں، آپ کے والد کا نام لامخ جبکہ آپ کی والدہ کا نام سخابنت انوش تھا۔ آپ کا نسب نامہ کچھ اس طرح سے بیان کیا جاتا ہے کے نوح بن لامخ بن متوشالح بن اخنوح (ادریس) بن یارو بن ملیل بن قیناح بن انوش بن شیث بن آدم جبکہ روایت میں یہ بھی آتا ہے کے حضرت آدم کے بعد آپ وہ پہلے نبی تھے جو منصب رسالت پر فائز کئے گئے۔۲۹؎

حضرت نوح علیہ السلام کی عمر:

حضرت نوح علیہ السلام طویل العمر رسول اور نبی تھے۔ قرآن کریم نے بھی ان کی طویل العمری کی وضاحت فرمائی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ۔۳۰

ترجمہ۔ ہم نے نوح کو اُن کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان میں پچاس برس کم ہزار برس رہے پھر اُن کو طوفان (کے عذاب) نے آ پکڑا، اور وہ ظالم تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، چالیس سال کی عمر میں حضرت نوح علیہ السلام کو نبوت ملی اور نبوت کے بعد ساڑھے نو سو سال تک آپ نے اپنی قوم کو دین اسلام کی تبلیغ فرمائی، اگرچہ طوفان نوح کی عالمگیریت سے انکار ناممکن ہے تاہم کافرین، مشرکین، منافقین اور کاذبین کی ہلاکت کے بعد بھی حضرت نوح علیہ السلام ساٹھ سال تک زندہ رہے، یہاں تک کے دنیا میں انسانوں کی بکثرت نسل پھیل گئی۔ جب آپ کی عمر ۵۰۰ برس ہوئی تو آپ کے یہاں سام، حام، یافث، یام اور کنعان پیدا ہوئے۔

حضرت نوح کے تین بیٹوں ۔ا۔ یافث۔ سام۔ ۳۔ حام۔ جو کے آپ کے ساتھ کشتی میں سوار تھے ان سے نسل انسانی چلی اور آج دنیا میں جتنے بھی لوگ آباد ہیں وہ انھی تین بھائیوں کی اولادیں ہیں۔

یافث جو سب سے بڑے صاحبزادے تھے ان کی اولاد سے آگے چل کر ترک، منگول (چنگیز خان، ہلاکو خان) مغل، چین، روس اور تبت وغیرہ کے رہنے والے پیدا ہوئے۔

انجیل کے مطابق آپ کے تین بیٹوں سام، حام اور یافث سے دنیا میں بنی نوع انسانیت کی نسل پھیلی کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام نے دنیا کی ساری زمین اپنے تینوں بیٹوں سام، حام اور یافث میں تقسیم کر دی تھی چنانچہ سام سے سامی النسل حام سے حامی یعنی حبشی اور یافث سے آریائی نسل دنیا میں پھیلی، روایت میں یہ بھی آتا ہے کے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سام کو یہ دعا دی تھی! تمھاری اولادوں میں پیغمبر اور انبیاء پیدا ہوں گے۔

سمرۃ بن جندبؓ بیان کرتے ہیں، حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام اہل عرب کے باپ، حام اہل حبشہ کے باپ اور یافث اہل روم کے باپ ہیں۔ ۳۱

قرآن کریم میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر ۲۸ سورتوں میں ۴۳ مرتبہ آیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

وَ جَعَلۡنَا ذُرِّیَّتَہٗ ہُمُ الۡبٰقِیۡنَ۔ ۳۲

ترجمہ۔ ہم نے اس (نوح) کی اولاد کو باقی رکھا۔

وَ اِنَّ مِنۡ شِیۡعَتِہٖ لَاِبۡرٰہِیۡمَ ۔ ۳۳

ترجمہ۔ کچھ شک نہیں ہے کے اس کی جماعت سے ابراہیم ہے۔

وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا وَّ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ جَعَلۡنَا فِیۡ ذُرِّیَّتِہِمَا النُّبُوَّۃَ وَ
الۡکِتٰبَ فَمِنۡہُمۡ مُّہۡتَدٍ ۚ وَ کَثِیۡرٌ مِّنۡہُمۡ فٰسِقُوۡنَ ۔ ۳۴

ترجمہ۔ ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب کو رکھ دیا تو کوئی تو ان میں ہدایت پر ہے اور اکثر ان میں فاسق ہیں۔

وَ وَہَبۡنَا لَہٗۤ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ ؕ کُلًّا ہَدَیۡنَا ۚ وَ نُوۡحًا ہَدَیۡنَا مِنۡ قَبۡلُ
وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِہٖ دَاوٗدَ وَ سُلَیۡمٰنَ وَ اَیُّوۡبَ وَ یُوۡسُفَ وَ مُوۡسٰی وَ ہٰرُوۡنَ ؕ وَ
کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ وَ زَکَرِیَّا وَ یَحۡیٰی وَ عِیۡسٰی وَ اِلۡیَاسَ ؕ کُلٌّ
مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ الۡیَسَعَ وَ یُوۡنُسَ وَ لُوۡطًا ؕ وَ کُلًّا فَضَّلۡنَا
عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ وَ مِنۡ اٰبَآئِہِمۡ وَ ذُرِّیّٰتِہِمۡ وَ اِخۡوَانِہِمۡ ۚ وَ اجۡتَبَیۡنٰہُمۡ وَ
ہَدَیۡنٰہُمۡ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ذٰلِکَ ہُدَی اللّٰہِ یَہۡدِیۡ بِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ
مِنۡ عِبَادِہٖ ۔ ۳۵

ترجمہ۔ ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو راہ راست دکھائی (وہی راہ راست جو) اس سے پہلے نوح کو دکھائی تھی اور اسی نسل سے ہم نے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون کو (ہدایت بخشی) اس طرح سے ہم نیک لوگوں کو ان کی نیکی کا بدلہ دیتے ہیں (اسی کی اولاد سے) زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس کو (راہ دکھائی) ہر ایک ان میں سے صالح تھا (اسی کے خاندان سے) اسماعیل، الیسع، یونس اور لوط کو (راستہ دکھایا) ان میں سے ہر ایک کو ہم نے دنیا والوں پر فضیلت عطا کی نیز ان کے آباؤاجداد اور ان کی اولاد اور ان کے بھائی بندوں میں سے بہتوں کو ہم نے نوازا ہے اور انھیں اپنی خدمت کے لئے چن لیا اور سیدھے راستے کی طرف ان کی رہنمائی کی یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کے ساتھ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے رہنمائی کرتا ہے۔

امام ابن حبان نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے! حضرت امامہؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھا! کیا حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں وہ ایسے نبی تھے جن سے کلام کیا گیا، پوچھنے والے نے پوچھا! حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان کتنا عرصہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دس قرن یعنی (۱۰ اصدیاں)۔۳۶؎

امام طبرانی کی روایت میں یہ اضافہ ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب یہ پوچھا گیا کے کتنے رسول تھے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ۳۱۳ (تین سوتیرہ)۔۳۷؎

کشتی نوح:

اللہ تعالی نے حضرت نوح کو کشتی بنانے کی ٹیکنالوجی بذریعہ وحی عطا فرمائی، اس سے قبل بنی نوع انسانیت سمندر میں سفر کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی لیکن اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کے ذریعے بنی نوع انسانیت کو Shipping Industries کے علم سے متصف فرمایا۔ انجیل کے مطابق اس کشتی کی لمبائی ۳۰۰ کیوبٹ (۴۵۰ فٹ) ۵۰ کیوبٹ چوڑی (۷۵ فٹ) ۳۰ کیوبٹ اونچی (۳۰ فٹ)۔۳۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی لمبائی تین سو ذراع ،اونچائی تیس ذراع، عرض پچاس ذراع تھی جبکہ اس کا دروازہ اس کی چوڑائی میں تھا۔۳۹؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، اللہ نے جب حضرت نوح علیہ السلام کو جب کشتی بنانے کا حکم دیا گیا تو انھیں بتایا گیا کے ساج (ساگوان) کا درخت لگاؤ چنانچہ ساج (ساگوان) کا درخت لگایا گیا، پھر اس درخت کو کاٹ کر خشک کیا گیا پھر اس کشتی کی شکل صورت اور ناپ تول بتایا گیا چنانچہ کشتی کا سر مرغ کی طرح، اس کا درمیانی حصہ پرندے کے سینہ کی طرح، اور اس کشتی کا آخری حصہ مرغ کی دم کی مانند بنایا گیا، اس کشتی کے کئی طبقات بنائے گئے، تاہم اس کشتی کا دروازہ اس کے پہلو میں بنایا گیا اور اس کو لوہے کی کیلوں سے مضبوط کیا گیا، یہ لوہے کی کیلیں اللہ تعالیٰ نے آسمان سے حضرت جبرئیل کے ہاتھوں بھیجیں۔ اس کشتی کے ایک طبقے میں جانوروں کے جوڑے، ایک طبقے میں مومنین مرد وعورت جبکہ اوپری طبقے میں پرندوں کو رکھا گیا۔۴۰؎

ضحاکؒ سے روایت ہے کے سلیمان فرائی نے فرمایا! نوح نے چار سو سال تک کشتی کا کام کیا اور چالیس سال میں ساگوان کا درخت لگایا یہاں تک کہ اس کی لمبائی چار سو ذراع ہوگئی اور ایک ذراع کندھوں تک تھا۔ ۴۱؎

ابن جریرؒ نے زید بن اسلمؒ سے روایت کیا! نوح علیہ السلام نے ایک درخت لگایا، پھر اس کو کاٹ کر خشک کیا پھر سو سال تک کشتی کا کام کیا۔ ۴۲؎

جس دن لوگ اس کشتی سے اترے اس دن دس محرم الحرام تھا۔ ۴۳؎

یہ کشتی کئی منزلہ تھی۔ ۱۸۴۴ء میں ایک I.K.Bruvel نامی شخص نے گریٹ بریٹن نامی ایک جہاز بنایا جو اسی کشتی کی پیائش پر بنائی گئی تھی۔ جس نے سینکڑوں کامیاب سمندری سفر کئے اور بے شمار طوفانوں کا مقابلہ بھی نہایت کامیابی سے کیا۔

دنیا کی ہر ایجاد میں پہلی ایجاد سب سے زیادہ اہم ترین اور قابل ذکر ہوتی ہے کیونکہ اسی کو دیکھ کر مزید ایجادات کے راستے کھلتے اور مزید ایجادات کے لئے تحریکات کی ابتداء ہوتی ہے۔ آج دنیا نے Shipping Industries میں کمالات اور تاریخ رقم کردی ہے۔

بلند و بالا سمندری جہاز:

بلند و بالا سمندری جہاز کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمِنۡ اٰيٰتِهِ الۡجَوَارِ فِى الۡبَحۡرِ كَالۡاَعۡلَامِ ۔ ۴۴

ترجمہ۔ اسی کی نشانیوں میں سے سمندر کے جہاز ہیں (جو) گویا پہاڑ (ہیں) اگر اللہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے اور جہاز اس کی سطح پر کھڑے رہ جائیں۔ تمام صبر اور شکر کرنے والوں کے لئے ان (باتوں) میں قدرت خدا کے نمونے ہیں۔ ۴۵؎

الَّتِىۡ تَجۡرِىۡ فِى الۡبَحۡرِ بِمَا يَنۡفَعُ النَّاسَ ۔ ۴۶

ترجمہ۔ ان کشتیوں میں جو انسانوں کے لئے نفع کی چیزیں لئے ہوئے دریاؤں اور سمندروں میں چلتی پھرتی ہیں۔

هُوَ الَّذِىۡ يُسَيِّرُكُمۡ فِى الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ حَتّٰۤى اِذَا كُنۡتُمۡ فِى الۡفُلۡكِ ۚ وَ

جَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّ فَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّ جَآءَهُمُ
الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ
الشّٰكِرِيْنَ ۔۴۷

ترجمہ۔وہ اللہ ہی ہے جو تم کو خشکی اور تری میں چلاتا ہے چنانچہ جب تم کشتیوں میں سوار ہو کر بادِ موافق پر فرحاں وشاداں سفر کر رہے ہوتے ہو اور پھر ایک بادِ مخالف کا زور ہوتا ہے اور ہر طرف سے موجوں کے تھپیڑے لگتے ہیں اور مسافر سمجھ لیتے ہیں کے گِھر گئے، اُس وقت سب اپنے دین کو اللہ ہی کے لیے خالص کر کے اُس سے دعائیں مانگتے ہیں کہ ”اگر تُو نے ہم کو اِس بلا سے نجات دے دی تو ہم شُکر گزار بندے بنیں گے۔

وَ هُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ
حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَ تَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ
وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔۴۸

ترجمہ۔وہی ہے جس نے تمہارے لیے سمندر کو مسخّر کر رکھا ہے تا کہ تم اس سے تر و تازہ گوشت لے کر کھاؤ اور اس سے زینت کی وہ چیزیں نکالو جنہیں تم پہنا کرتے ہو۔تم دیکھتے ہو کے کشتی سمندر کا سینہ چیرتی ہوئی چلتی ہے۔یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ تم اپنے ربّ کا فضل تلاش کرو اور اس کے شکر گزار بنو۔

رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ
كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۔۴۹

ترجمہ۔تمہارا (حقیقی) ربّ تو وہ ہے جو سمندر میں تمہاری کشتی چلاتا ہے تا کہ تم اس کا فضل تلاش کرو، حقیقت یہ ہے کے وہ تمہارے حال پر نہایت مہربان ہے۔

وَ عَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۔۵۰

ترجمہ۔تم کشتیوں پر سوار بھی کیے جاتے ہو۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ الۡفُلۡكَ تَجۡرِىۡ فِى الۡبَحۡرِ بِنِعۡمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمۡ مِّنۡ اٰيٰتِهٖ
اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوۡرٍ ۔۵۱

ترجمہ۔کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ کشتی سمندر میں اللہ کے فضل سے چلتی ہے تاکہ وہ تمھیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائے؟ درحقیقت اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ہر اس شخص کے لیے جو صبر اور شکر کرنے والا ہو۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمۡ اَنَّا حَمَلۡنَا ذُرِّيَّتَهُمۡ فِى الۡفُلۡكِ الۡمَشۡحُوۡنِ ۔۵۲

ترجمہ۔اِن کے لیے یہ بھی ایک نشانی ہے کے ہم نے اِن کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کر دیا۔

وَخَلَقۡنَا لَهُمۡ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ مَا يَرۡكَبُوۡنَ ۔۵۳

ترجمہ۔اور پھر اِن کے لیے ویسی ہی کشتیاں اور پیدا کیں جن پر یہ سوار ہوتے ہیں۔

وَمِنۡ اٰيٰتِهِ الۡجَوَارِ فِى الۡبَحۡرِ كَالۡاَعۡلَامِ ۔۵۴

ترجمہ۔اُس کی نشانیوں میں سے ہیں یہ جہاز جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح نظر آتے ہیں۔

اِنۡ يَّشَاۡ يُسۡكِنِ الرِّيۡحَ فَيَظۡلَلۡنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهۡرِهٖ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوۡرٍ ۔۵۵

ترجمہ۔اللہ جب چاہے ہوا کو ساکن کر دے اور یہ سمندر کی پیٹھ پر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں۔۔۔اِس میں بڑی نشانیاں ہیں ہر اُس شخص کے لیے جو کمال درجہ صبر و شکر کرنے والا ہو۔

اَوۡ يُوۡبِقۡهُنَّ بِمَا كَسَبُوۡا وَيَعۡفُ عَنۡ كَثِيۡرٍ ۔۵۶

ترجمہ۔(کشتی پر سواروں) بہت سے گناہوں سے درگزر کرتے ہوئے ان کے چند ہی کرتوتوں کی پاداش میں انہیں ڈبو دے۔

وَلَهُ الۡجَوَارِ الۡمُنۡشَئٰتُ فِى الۡبَحۡرِ كَالۡاَعۡلَامِ ۔۵۷

ترجمہ۔یہ جہاز اُسی کے ہیں جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اونچے اُٹھے ہوئے ہیں۔

اللہ نے اس دنیا میں بے شمار سمندر، دریا اور جھیلیں پیدا فرمائیں اور ان میں باحفاظت سفر کے انتظامات کے لئے سمندری جہاز اور کشیوں کی ٹیکنالوجی بھی بذریعہ وحی اپنے پیغمبر حضرت نوح علیہ

السلام کو عطا فرمائی، حضرت نوح علیہ السلام سے قبل کوئی شخص عظیم الشان سمندروں میں سفر کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا لیکن اللہ تعالی نے انھیں بذریعہ وحی سمندری جہاز کی مکمل ٹیکنالوجی فراہم کی جس پر عمل کرتے ہوئے حضرت نوح علیہ السلام ایک بڑی کشتی بنانے میں کامیاب ہوگئے جبکہ آج بھی بڑی بڑی شپنگ انڈسٹریز میں اس پہلی کشتی کے Measurement پر عمل کرتے ہوئے دیگر سمندری جہاز نہایت کامیابی سے تیار کئے جارہے ہیں کیونکہ اس پہلے کشتی کا Measurement اس قدر مکمل اور بے عیب ہے جس کی مثال ملنا محال ہے جبکہ دوسری جانب اس فارمولے سے بنائے گئے دیگر سمندری جہاز کامیاب سفر کی ضمانت بھی ہیں یعنی وہ سمندری حادثات سے بھی محفوظ و مامون ہیں اور ایک مقام سے دوسرے مقام تک بے شمار وزنی سامان تجارت، مسافر اور دیگر عملہ کے ساتھ کامیاب سمندری سفر کرتے ہیں۔

ابتداء میں کھوکھلی کشتیاں بھی بنائی گئیں، جس میں بادبان کا اضافہ بھی کیا گیا، اگرچہ یورپ سے برصغیر پاک وہند کا خشکی کا راستہ اسلامی ممالک سے گزرتا تھا جن پر اسلامی ممالک ان سے ٹیکس وصول کیا کرتے، تاہم یورپ کی ترقی کا سب سے بڑا انحصار بحری جہاز اور اس سے وابستہ تجارت پر ہے، بحری سفر کو محفوظ بنانے کے لئے قطب نما اور روشنی کے مینار تعمیر کئے گئے، بعد ازاں فرانسسی موجد ڈینس پاپن اور انگریز موجد تھامس نیوکومن نے بھاپ کے انجن ایجاد کئے ،۱۸۳۸ء میں بھاپ کے انجن سے تیار بحری جہاز نے بحیرہ اوقیانوس عبور کیا، رفتہ رفتہ لائف بوٹس اور لائف بیلٹس بھی تیار کی گئیں جو کسی بھی بحری حادثے میں انسانی جان بچانے میں بڑی معاون ثابت ہوئیں، موجودہ دور میں بحری جہاز ڈیزل سے چلائے جاتے ہیں لیکن ان بحری جہازوں کو مستقبل میں ایٹمی طاقت سے چلانے کے منصوبے بھی ہیں لیکن یہ کافی خطرناک ہے، دوسری جانب امریکہ اور روس نے ایٹمی طاقت سے چلنے والی آبدوز تیار کرلی ہیں تاہم جنگی بحری جہاز میں جنگی سازوسامان، اسلحے، فوج، گولہ بارود، توپوں کے ساتھ ساتھ طیارے کھڑے کرنے کی بھی وسیع جگہ موجود ہوتی ہے۔

امریکہ نے دنیا کا سب سے بڑا بحری جہاز بنانے کا اعزاز حاصل کرلیا ہے، جس کا نام Icon of the Seas ہے جسے Royal Caribbean International Icon نامی کمپنی نے

۲۰۲۳ء میں تیار کیا یہ دنیا کا سب سے بڑا بحری جہاز ہے جس کی لمبائی ۱۱۹۷ فٹ اور چوڑائی ۱۶۵ فٹ ہے، اس جہاز میں ایک ہزار سے زائد پرتعش کمرے، سات بڑے سوئمنگ پولز، چھ واٹر سلائیڈز، چالیس سے زائد ریسٹورینٹس، بار، لاونچ اور کھیل کے میدان، لائبریری، اور کلینک موجود ہے۔

اس بحری جہاز میں سات ہزار سے زائد مسافر اور ڈھائی ہزار سے زائد عملہ سفر کر سکتا ہے۔

ترقی یافتہ ممالک کی تحقیق اور جستجو کے نتیجے میں بحری جہاز سازی میں خوب سے خوب تر کی تلاش ہر گزرتے دن کے ساتھ عروج کی جانب گامزن ہیں۔

طوفان نوح:

قدیم لٹریچر اور روایات جس کا تعلق یونان، مصر، ہندوستان، چین، برما، ملایا، جزائر شرق الہند، آسٹریلیا، نیوگنی امریکہ اور یورپ سے ہے یہ بات ثابت ہوئی ہے کے حضرت آدم کی نسل ایک خطے میں آباد تھیں لیکن پھر ایک عظیم طوفان آیا جس کی آمد کے بعد دنیا سے بہت کچھ مٹ گیا جبکہ دنیا کی تمام ہی اقوام کی تہذیب و تاریخ اس ہمہ گیر طوفان کی نشان دہی کرتی ہیں۔

طوفان نوح کو اللہ نے انجیل میں بھی بیان کیا ہے، اس کے علاوہ عراق کی قدیم تختیاں اور کتب تاریخ جو 47,00 سال قدیم ہیں یعنی epic of gilgamesh میں بھی اس طوفان کا ذکر موجود ہے۔

عذاب الٰہی اگر چہ پیغمبر کی نافرمان قوم پر ہی آتا ہے لیکن حضرت نوح علیہ السلام کے معاملے میں یہ ہوا کے ان دھتکارے ہوئے فرشتوں کی اولادوں یعنی Giants or Nephilims نے دنیا میں اس قدر ناپاکی، ناجائز اولاد، ناجائز تعلقات اور اپنا Sperm ہر جانور، پرندے اور درختوں میں چھپا رکھا تھا، جس کو ختم کرنے اور دھونے کے لئے ضروری تھا کے ایک بڑی بارش، اور پانی کی کثیر مقدار سے اس کو دھویا جا سکے چنانچہ عظیم طوفان نوح نے زمین پر سے ہر اس ناپاکی اور گندگی کو دھوڈالا، اسی وجہ سے یہ طوفان نوح پوری دنیا میں آیا تا کہ Giants or Nephilims کے وجود اور ان کے Sperm کو دھو کر مٹا سکے۔

مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۬ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ
اللّٰهِ اَنْصَارًا ۔۵۸

ترجمہ۔اپنے گناہوں کی وجہ سے وہ لوگ غرق کردیئے گئے، پھر آگ میں داخل کردیئے گئے، اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں۔

وَ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۔۵۹

ترجمہ۔(نوح نے کہا) اے میرے رب! اب آپ اس زمین پر کافروں کا بستا ہوا ایک گھر بھی نا چھوڑئے۔

اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَ لَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۔۶۰

ترجمہ۔ بلاشبہ اگر آپ نے ان کو زمین پر رہنے دیا تو یہ آپ کے بندوں کو گمراہ کردیں گے اور ان سے پیدا ہونے والی اولاد صرف فاجر اور کافر ہی ہوں گے۔

وَ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَ وَحْيِنَا وَ لَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ
اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۔۶۱

ترجمہ۔ ہمارے حکم سے کشتی بنالیجئے اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے خطاب نہ کرنا، بلاشبہ یہ لوگ غرق کئے جانے والے ہیں۔

وَ يَصْنَعُ الْفُلْكَ ۫ وَ كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ
اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ۔۶۲

ترجمہ۔(نوح) کشتی بنارہے تھے اور جب ان کی قوم کے سرداران پر گزرتے تھے تو ان سے ہنسی کرتے تھے، اور جواب دیتے تھے کے اگر تم ہم پر ہنس رہے ہو تو بلاشبہ ہم تم پر ہنسیں گے جیسا کے تم ہنسی کررہے ہو۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَ قَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّ
ازْدُجِرَ ۔۶۳

ترجمہ۔نوح کی قوم نے (نوح) کو جھٹلایا، اسے جھڑکا اور کہنے لگے کے یہ دیوانہ ہے۔

فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ۔ ٦٤

ترجمہ۔(نوح) نے اپنے رب سے دعا کی، بے شک میں مغلوب ہوں میری مدد فرمایئے۔

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَۙ مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَ یَحِلُّ عَلَیْهِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ۔ ٦٥

ترجمہ۔عنقریب تم جان لوگے کے کس کے پاس عذاب آتا ہے جو اس کو رسوا کردے گا اور اس پر دائمی عذاب نازل ہوگا۔

وَ اُوْحِیَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىٕسْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ۔ ٦٦

ترجمہ۔نوح کی طرف وحی کی گئی بلاشبہ تمہاری قوم میں سے جو لوگ ایمان لا چکے ہیں ان کے علاوہ اور کوئی شخص ہرگز ایمان نہ لائے گا یہ لوگ جو کام کرتے تھے آپ ان کی وجہ سے رنجیدہ نہ ہوں۔

تنور کا ابلنا:

تنور عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی سطح زمین یا سطح ارض کے ہیں،یعنی طوفان نوح سطح ارض سے پھوٹ پڑا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوْرُۙ قُلْنَا احْمِلْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَ اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ وَ مَنْ اٰمَنَؕ وَ مَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلٌ۔ ٦٧

ترجمہ۔یہاں تک جب ہمارا حکم آپہنچا اور تنور سے پانی ابلنے لگا تو ہم نے کہا اس کشتی میں ایک ایک نر ایک ایک مادہ (یعنی ہر جنس سے دو عدد) سوار کردو اور اپنے گھر والوں کو بھی سوار کردو سوائے اس کے جس کے بارے میں پہلے سے فیصلہ ہو چکا ہے،اور ان لوگوں کو بھی سوار کرلو جو ایمان لائے ہیں اور ان کے ساتھ کم آدمی ایمان لائے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ آیت وَ فَارَ التَّنُّوْرُ سے مراد پانی کا (زمین سے چشمے کی صورت میں) پھوٹنا۔ ٦٨ ؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے آیت وَفَارَ التَّنُّوْرُ کے بارے میں فرمایا! جب تم اپنے گھر کے تنور کو دیکھو کے اس میں سے پانی نکل رہا ہے تو یہ تمھاری قوم کی ہلاکت اور بربادی کی نشانی ہے۔۶۹؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کے حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت اوران کی قوم کی ہلاکت کے درمیان تین سوسال کا عرصہ تھا اور ہندوستان میں تنور ابل پڑا تھا اور نوح علیہ السلام کی کشتی پورا ہفتہ گھر ہی میں تیرتی رہی۔۷۰؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، تنور زمین کی سطح کو کہتے ہیں، اہل عرب زمین کی سطح کو تنورالارض کہتے ہیں۔۷۱؎

عکرمہ ؒ آیت وَفَارَ التَّنُّوْرُ سے مراد ہے زمین کی سطح۔۷۲؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت کے تنور زمین کی سطح پر اونچے والے حصے کو کہتے ہیں یہ نشانی تھی نوح اور درمیان ان کے رب عزوجل کے۔۷۳؎

امیرالمومنین حضرت علی بن ابی طالب ؓ آیت وَفَارَ التَّنُّوْرُ سے مراد ہے فجر کا طلوع ہونا یا صبح کا روشن ہونا۔۷۴؎

ہر شے کے جوڑے کو کشتی میں سوار کرنا:

کلام عرب میں نر اور مادہ کو زوجین کہا جاتا ہے، یعنی جوڑے۔

مجاہدؒ نے آیت احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ کے بارے میں فرمایا! کلام عرب میں نر اور مادہ کو زوجین کہا جاتا ہے۔۷۵؎

مسلم بن یسارؒ بیان کرتے ہیں کے حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا گیا کے وہ ہر مخلوق کے دو دو جوڑے اس کشتی میں سوار کرلیں تاہم اس کام میں ایک فرشتہ آپ کا مددگار تھا۔۷۶؎

محمد بن سیرینؒ بیان کرتے ہیں، جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے تو انہوں نے ہر اس شے کا نام لکھا جو کشتی میں سوار تھی۔۷۷؎

حضرت جعفر بن محمدؒ بیان کرتے ہیں، حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ نے حکم دیا کے وہ ہر جنس کے نر

اور مادہ کو اپنے ساتھ کشتی میں سوار کرلیں تو انہوں نے اپنے ساتھ یمن کی عجوہ کھجور اور بادام کے درخت کو بھی کشتی میں سوار کیا۔۷۸؎

امیر المومنین حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے ساتھ کشتی میں سارے درختوں کو بھی سوار کیا تھا۔۷۹؎

زہریؒ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہوا کو بھیجا، جس نے کشتی کی جانب پرندوں، درندوں، وحشی جانوروں اور چوپائیوں میں سے مذکر اور مونث (زوجین) کو اکھٹا کر کے کشتی کی جانب جمع کیا۔۸۰؎

عکرمہؒ اس آیت احۡمِلۡ فِیۡهَا مِنۡ كُلٍّ زَوۡجَیۡنِ کے بارے میں فرماتے ہیں کے مذکر ایک روح ہے اور مونث ایک روح ہے۔۸۱؎

خالد الزیاتؒ بیان کرتے ہیں، حضرت نوح علیہ السلام رجب کے مہینے میں کشتی میں سوار ہوئے، آپ نے انسان اور جنات کو حکم دیا کے آج کے دن روزہ رکھو کیونکہ یہ روزہ جہنم کی آگ سے تمھیں ایک سال تک دور رکھے گا، اور جو شخص تم میں سے سات دن کے روزہ رکھے گا تو اس کے لئے جہنم کے سات دروازے بند کر دیئے جائیں گے، اور جو شخص تم میں سے آٹھ دن کے روزہ رکھے گا تو اس کے لئے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جائیں گے اور جو شخص تم میں سے دس دن کے روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے سوال کرو میں تم کو کیا عطا کروں، اور جو شخص تم میں سے پندرہ دن رورزے رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے نئے سرے سے عمل کر تیرے سارے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گئے اور جو شخص زیادہ روزے رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ عطا فرمائیں گے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم کے دس دن کے روزے رکھے عاشورہ کے دن کشتی رک گئی تو آپ نے فرمایا کے انسان اور جنات آج کا دن بھی روزہ رکھو۔۸۲؎

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، حضرت نوح علیہ السلام رجب کی دسویں تاریخ کو کشتی میں سوار ہوئے اور محرم کی دسویں تاریخ میں کشتی سے اترے، آپ اور آپ کے گھر والے ایک رات سے دوسری

رات تک روزہ رکھا کرتے۔ ۸۳؎

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، جودی موصل میں ایک پہاڑ ہے۔ ۸۴؎

عبید بن عمیرؒ بیان کرتے ہیں، جب قوم نوح غرق ہوئی تو ان پر پانی کی بلندی پندرہ ذراع تک جا پہنچی، تو ایک عورت اپنے چھوٹے بچے کو لے کر پہاڑ پر چڑھنے لگی لیکن پانی کی سطح بتدریج بلند ہوتی رہی یہاں تک کے اس عورت نے اپنے بچے کو اپنے کندھے سے اونچا اٹھالیا لیکن اس کے باوجود وہ عورت طوفان نوح میں غرق ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اگر میں اس دن زمین والوں میں سے کسی پر رحم کرتا تو اس عورت پر رحم کرتا لیکن میری جانب سے حکم ثابت ہو چکا تھا۔ ۸۵؎

ابن جریحؒ آیت وَ مَنۡ اٰمَنَ ؕ وَ مَاۤ اٰمَنَ مَعَہٗۤ اِلَّا قَلِیۡلٌ ۔۸۶؎ ۔کے بارے میں فرماتے ہیں کے اس سے مراد عذاب اور آپ کی بیوی تھی جو پیچھے رہ جانے والوں میں تھی۔ ۸۷؎

حکمؒ آیت وَمَنۡ اٰمَنَ ؕ وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَہٗۤ اِلَّا قَلِیۡلٌ ۔۸۸؎۔

کے بارے میں فرماتے ہیں کے اس سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹے اور چار بہوئیں ہیں۔ ۸۹؎

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان تھا جو اس طوفان میں غرق ہوا۔ ۹۰؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کے حضرت نوح کی کشتی میں اسی (۸۰) افراد بمع اہل وعیال کے سوار تھے، اللہ تعالی نے اس کشتی کا رخ مکہ کی جانب کر دیا تاہم یہ کشتی چالیس دن تک بیت اللہ کا طواف کرتی رہی، پھر اس کا رخ جودی پہاڑ کی جانب پھیر دیا گیا جس وہ یہ کشتی ٹھہر گئی، جبکہ اس کشتی کا سفر 150 دن بتایا جاتا ہے، حضرت نوح علیہ السلام نے کوے کو بھیجا لیکن اس نے خبر لانے میں تاخیر کی تو آپ نے فاختہ کو بھیجا وہ ایک زیتون کا پتا لے کر آئی اور اس فاختہ کے پاوں کیچڑ سے لتھڑے ہوئے تھے۔ اس کشتی میں مختلف زبانوں کے بولنے والوں کے علاوہ عربی زبان کو سمجھنے والا بھی ایک شخص تھا۔ ۹۱؎

ترجمہ۔ ہم نے نوحؑ کو اور کشتی والوں کو نجات دی اور کشتی کو اہل عالم کے لئے نشانی بنا دیا۔ ۹۲؎

حضرت نوح علیہ السلام کا اہل ایمان کو بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر کشتی میں سوار ہونے کا حکم:

وَ قَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ ۹۳

ترجمہ۔نوح نے کہا کہ میں اس میں سوار ہو جاؤ۔اللہ کے نام سے ہے اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا، بلاشبہ میرا رب بالیقین بخشنے والا ہے۔مہربان ہے۔

وَ هِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۚ وَ نَادٰى نُوْحُ ۨ ابْنَهٗ وَ كَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَ لَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ

ترجمہ۔وہ کشتی ان کو لے کر پہاڑوں جیسی موجوں میں چلنے لگی اور نوح (علیہ السلام) نے اپنے بیٹے کو آواز دی اور وہ ان سے ہٹا ہوا تھا کہ اے میرے چھوٹے سے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ مت ہو۔ ۹۴

قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَ حَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۔ ۹۵

ترجمہ۔وہ کہنے لگا کے میں عنقریب کسی پہاڑ کی پناہ لے لوں گا جو مجھے پانی سے بچا لے گا،نوح علیہ السلام نے جواب دیا کے آج اللہ کے حکم سے کوئی بچانے والا نہیں مگر وہی جس پر وہی رحم فرمائے اور ان دونوں کے درمیان موج حائل ہوگئی سو وہ غرق کئے جانے والوں میں سے ہو گیا۔

وَ قِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَ يٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَ غِيْضَ الْمَآءُ وَ قُضِيَ الْاَمْرُ وَ اسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَ قِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۔ ۹۶

ترجمہ۔حکم ہوا کے اے زمین اپنے پانی کو نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی کم ہو گیا اور فیصلہ کر دیا گیا اور کشتی جودی پر ٹھہر گئی اور کہہ دیا گیا کہ کافروں کے لئے دوری ہے۔

وَ نَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَ اِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَ

اَنۡتَ اَحۡکَمُ الۡحٰکِمِیۡنَ۔۹۷

ترجمہ۔اور (نوح (علیہ السلام) نے اپنے رب کو پکارا اور عرض کیا اے میرے رب بیشک میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو احکم الحاکمین ہے۔

قَالَ یٰنُوۡحُ اِنَّہٗ لَیۡسَ مِنۡ اَہۡلِکَ ۚ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ فَلَا تَسۡـَٔلۡنِ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ ؕ اِنِّیۡۤ اَعِظُکَ اَنۡ تَکُوۡنَ مِنَ الۡجٰہِلِیۡنَ۔۹۸

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نوح بلاشبہ وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے۔ بیشک اس کا عمل درست نہیں سو تو مجھ سے اس چیز کا سوال نہ کر جس کا تجھے علم نہیں، میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کے نادانوں میں شامل نہ ہونا۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِکَ اَنۡ اَسۡـَٔلَکَ مَا لَیۡسَ لِیۡ بِہٖ عِلۡمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغۡفِرۡ لِیۡ وَ تَرۡحَمۡنِیۡۤ اَکُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِیۡنَ۔۹۹

ترجمہ۔نوح نے عرض کیا کہ اے میرے رب بیشک میں اس بات کی آپ سے پناہ چاہتا ہوں کے میں آپ سے وہ سوال کروں جس کا مجھے علم نہیں اور اگر آپ نے میری بخشش نہ فرمائی تو میں خسارہ والوں میں سے ہوجاوں گا۔

قِیۡلَ یٰنُوۡحُ اہۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَکٰتٍ عَلَیۡکَ وَ عَلٰۤی اُمَمٍ مِّمَّنۡ مَّعَکَ ؕ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُہُمۡ ثُمَّ یَمَسُّہُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیۡمٌ۔۱۰۰

ترجمہ۔حکم ہوا کہ اے نوح تم اتر جاؤ سلامتی کے ساتھ جو ہماری طرف سے ہے اور برکتوں کے ساتھ جو تم پر اور ان جماعتوں پر ہی جو تمہارے ساتھ ہیں اور بہت سی جماعتیں ایسی ہیں جنہیں ہم نفع پہنچائیں گے پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔

قاسم بن ابی برزہؒ آیت وَ حَالَ بَیۡنَہُمَا الۡمَوۡجُ کے بارے میں فرماتے ہیں کے حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے اور پہاڑ کے درمیان ایک موج حائل ہوگئی جس سے وہ غرق ہوگیا۔۱۰۱

حضرت ابوذرؓ غفاری بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے گھر والوں کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے۔ جو اس میں سوار ہوگیا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ

گیا وہ غرق ہو گیا۔ ۱۰۲

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان فرماتے ہیں، جس دن حضرت نوح علیہ السلام کی ولادت ہوئی، اس دن بادشاہ وقت کی بادشاہت کو بیاسی (۸۲) برس گزر چکے تھے، اس دور میں ہر برائی اور گناہ اپنے عروج پر تھا، یہ ایک نہایت گناہ گار قوم تھی جس میں بے حیائی، زنا، ناجائز تعلقات، بت پرستی اور شرک جڑ پکڑ چکی تھی، اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو اس قوم پر مبعوث فرماتے ہوئے انھیں طویل عمر بھی عطا فرمائی، حضرت نوح علیہ السلام کو ۴۸۰ برس کی عمر میں نبوت اور رسالت سے سرفراز فرمایا گیا، انھوں نے ۱۲۰ برس تک دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت فرمائی، جب آپ کی عمر ۶۰۰ سو سال ہوئی تو آپ کے یہاں سام پیدا ہوئے، ان کی رنگت سفیدی گندمی مائل تھی، جبکہ حام سیاہی مائل اور یافث زردی اور سرخی مائل رنگت کے تھے، البتہ کنعان جو طوفان نوح میں غرق ہو گئے وہ اپنی والدہ سے مشابہہ تھے۔ جب آپ کی قوم کی سرکشی نے حد سے تجاوز کیا تو آپ نے اللہ سے ان کے لئے بددعا فرمائی اللہ نے آپ کو کشتی بنانے کا حکم دیا چنانچہ آپ نے ایک وسیع اور عریض وادی کے کنارے میں کشتی کی تیاری شروع کی، جب کشتی تیار ہوگئی تو اس کشتی میں بنوشیث کے تقریباً ۷۳ افراد سوار ہوئے یہ وہی مومنین تھے جو آپ پر ایمان لائے تھے، اس کے علاوہ اللہ نے آپ کو حکم دیا کے ہر جاندار کا ایک جوڑا بھی کشتی میں سوار کیا جائے۔ کشتی کی لمبائی تین سو ذراع، چوڑائی پچاس ذراع اور اونچائی تیس ذراع بیان کی جاتی ہے، اس کشتی کے تین دروازے تھے، اس کشتی میں حضرت نوح علیہ السلام رجب کے مہینے میں سوار ہوئے اور دس محرم کو اس کشتی سے خشکی پر اترے اللہ تعالیٰ نے چالیس دن تک بارش برسائی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَفَتَحۡنَآ اَبۡوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنۡهَمِرٍ ۔ ۱۰۳

ترجمہ۔ ہم نے آسمان کے دروازے خوب زیادہ برسنے والے پانی سے کھول دیئے۔

وَّ فَجَّرۡنَا الۡاَرۡضَ عُيُوۡنًا فَالۡتَقَى الۡمَآءُ عَلٰٓى اَمۡرٍ قَدۡ قُدِرَ ۔ ۱۰۴

ترجمہ۔ ہم نے زمین میں چشمے جاری کر دیئے پھر پانی اس کام کے لئے مل گیا جس کا فیصلہ کیا گیا۔

وَحَمَلۡنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلۡوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۔۱۰۵

ترجمہ۔ہم نے نوح کو تختوں اور میخوں والی کشتی پر سوار کر دیا۔

تَجۡرِىۡ بِاَعۡيُنِنَا‌ۚ جَزَآءً لِّمَنۡ كَانَ كُفِرَ ۔۱۰۶

ترجمہ۔(کشتی) نگرانی میں چل رہی تھی یہ اس شخص کا بدلہ لینے کے لئے کیا گیا جس کی ناقدری کی گئی۔

وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَاۤ اٰيَةً فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّكِرٍ ۔۱۰۷

ترجمہ۔بے شک ہم نے اس واقعہ کو عبرت بنا دیا،تو کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے؟

روایت ہے کے طوفان نوح کا پانی ، بلند پہاڑ کی سطح سے بھی پندرہ ذراع اونچا تھا۔لوگ اس کشتی میں سوار تھے اور چھ ماہ تک اسی کشتی میں گھومتے رہے،اللہ نے اس کشتی کا رخ بیت اللہ کی جانب موڑ دیا جہاں یہ بیت اللہ کا طواف کرتی رہی بعدازاں یہ کشتی جودی پہاڑ پر جالگی ،تاہم یہ پانی زمین میں چالیس سال تک باقی رہا، پھر نوح ایک بستی کی طرف نیچے اترے، جہاں انھوں نے ایک بستی سوق الثمانین کے نام سے بسائی،بستی کا یہ نام کشتی میں سوار اسی افراد کی مناسبت سے رکھا گیا۔

جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے باہر تشریف لائے تو انھوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے جسد خاکی کو جو وہ اپنے ساتھ کشتی میں لائے تھے کو بیت المقدس میں دفن کر دیا۔

طوفان نوح میں قابیل کی اولادیں ہلاک ہوگئیں جبکہ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان موجود افراد جو دین اسلام پر قائم تھے،وہ سلامت رہے۔حضرت نوح علیہ السلام نے فاختہ کے لئے محبت کی دعا فرمائی جبکہ آپ نے کوے کو معیشت کی بدبختی قرار دیا۔جب سوق الثمانین نامی بستی میں لوگوں کی تعداد اور نسل میں اضافہ ہوا تو کئی لوگ بابل کی جانب دریا فرات اور صراہ کے درمیان جا بسے ان کی تعداد ایک لاکھ بتائی جاتی ہے، جو سب کے سب مسلمان تھے۔۱۰۸؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے باہر آئے تو آپ

نے سب سے پہلے زمین پر آس کا درخت لگایا۔۱۰۹؎

اہل ہنود:

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پانچ بڑے بت۔

۱۔ود۔ ۲۔سواع۔ ۳۔یعوق۔ ۴۔یغوث۔ ۵۔نسر کی پوجا کیا کرتے

یہ پانچ بت دراصل حضرت نوح علیہ السلام سے پہلی امتوں کے نیک افراد تھے اور گزشتہ انبیاء کے صحابی تھے، جب ان نیک افراد کا انتقال ہوا تو لوگوں میں دکھ درد کی ایک لہر دوڑ گئی لیکن شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کے یہ برگزیدہ افراد اب کیونکہ دنیا سے پردہ فرما چکے لہٰذا ان کی یادگار تعمیر کرنی چاہیئے تاکہ یہ ہمیں یاد رہیں، یادگار کی تعمیر کے بعد اس نے یہ وسوسہ ڈالا کے کیونکہ یہ برگزیدہ افراد اللہ سے قریب ہیں لہٰذا ان سے یہ دعا کی جائے کے یہ ہماری دعاؤں کو اللہ تعالی تک پہنچائیں، بعد ازاں کئی سو سال تک یہی ہوتا رہا پھر شیطان نے یہ وسوسہ ڈالا کے اتنی دور یادگار کی زیارت کے لئے آنا پڑتا ہے لہٰذا اپنے اپنے گھروں میں ہی ان کے مجسمے رکھ لئے جائیں اور وہیں ان سے دعائیں مانگ لی جائیں، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگ ان سے براہ راست ہی اپنا مدعا بیان کرنے لگے اور اس طرح سے بت پرستی بتدریج اس قوم میں داخل ہوگئی۔

تمام زندہ مذاہب میں ہندومت قدیم ترین مذہب ہے محققین کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام سرزمین ہندوستان پر آئے اور انھوں نے یہاں اسلام کی تبلیغ واشاعت کا فریضہ انجام دیا یہ بات لائق ضبط عقل بھی ہے کے دنیا کے تمام خطوں اور اقوام پر اللہ تعالی نے پیغمبروں کو مبعوث فرما کر حجت تمام کی چنانچہ ہندوستان کے ایک بلا مبالغہ بہت بڑے دانشور مرحوم شمس الدین عثمانی جو ہندومت کے حوالے سے ایک نابغہ عصر شخصیت مانے جاتے ہیں نے اپنی طویل تحقیق میں تمام بنیادی ماخذ ومراجع ومصادر کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کے اللہ تعالی نے قوم ہنود (ہندوؤں) کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، شمس نوید عثمانی نے اپنی تحقیق میں قرآن سنت کے علاوہ ہندو دھرم کے اصل مصادر، وید، گیتا، رامائین، مہابھارت، منودھرم، شاستر اور اپنشد کے تحقیقی حوالوں کے علاوہ نامور ہندو مصنفین وشارحین جن

میں سوامی دیانند سرسوتی، شنکراچاریہ، ڈاکٹر تاراچند، درگاشنکرستیارتھی، مہاتما گاندھی، ڈاکٹر رادھا کرشن اور شری رام شرما شامل ہیں کی تحقیق سے بھی استفادہ کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کے حضرت نوح علیہ السلام کو ہندوؤں کی مقدس کتب میں منوح اور منو کہا گیا ہے اور ان کتب میں درج ہے کے ایک عظیم سیلاب کے بعد منو نے بعض نیک انسانوں کو کشتی میں سوار کر لیا تھا اور تمام برے لوگ طوفان میں غرق ہو گئے تھے، شمس نوید عثمانی کے مطابق ہندوؤں کی بڑی اکثریت آریائی قوم سے تعلق رکھتی ہے جو ایرانی قوم کی ایک شاخ ہے اور دوسری قوم ہندوؤں کی دراوڑ ہے جو عہد نبوی میں یمن میں آباد تھی چنانچہ سورہ جمعہ میں آخرین سے مراد قوم ہنود ہے، محققین کے مطابق اگر مان لیا جائے کے طوفان نوح 5000BC میں آیا ہے اور اگر اس طوفان کا محل وقوع وسطی ایشیاء تھا تو اس طوفان کا براہ راست تعلق آریاؤں سے جڑ جاتا ہے جو بعد میں ہندوستان میں داخل ہوئے لیکن کچھ محققین اس طوفان نوح کا تعلق بین النہرین سے جوڑتے ہیں جس کے آثار قدیم وادی سندھ کی تہذیب سے ملتے ہیں تو اس صورت میں بھی بین النہرین تہذیب کی بنیاد وادی سندھ کے لوگوں نے ہی رکھی ہے تاہم دونوں ہی صورتوں میں اس کا تعلق حضرت نوح علیہ السلام سے ہی جڑتا ہے شمس نوید عثمانی اپنی تحقیق میں آگے دلائل سے یہ ثابت کرتے ہیں کے ویدوں کی اصل تعلیمات وہ نہیں جو آج ہندوؤں میں مروج ہے بلکہ ویدک دھرم سادہ عقائد پر مبنی مذہب ہے جس کی درست تعبیر اسلام ہی ہے اور ہندوؤں کا درست مذہب وہی ہے جو حضرت نوح علیہ السلام کی حتمی تعلیمات پر مبنی ہے۔

❁

حوالہ کتب:

۱۔سورہ نوح۔آیت۔۱۔

۲۔سورہ نوح۔آیت۔۲۔

۳۔سورہ نوح۔آیت۔۳۔

۴۔سورہ نوح۔آیت۔۴۔

۵۔سورہ نوح۔آیت۔۵۔

۶۔سورہ نوح۔آیت۔۶۔

۷۔سورہ نوح۔آیت۔۷۔
۸۔سورہ نوح۔آیت۔۸۔
۹۔سورہ نوح۔آیت۔۹۔
۱۰۔سورہ نوح۔آیت۔۱۰۔
۱۱۔سورہ نوح۔آیت۔۱۱۔
۱۲۔سورہ نوح۔آیت۔۱۲۔
۱۳۔سورہ نوح۔آیت۔۱۳۔
۱۴۔سورہ نوح۔آیت۔۱۴۔
۱۵۔سورہ نوح۔آیت۔۱۵۔
۱۶۔سورہ نوح۔آیت۔۱۶۔
۱۷۔سورہ نوح۔آیت۔۱۷۔
۱۸۔سورہ نوح۔آیت۔۱۸۔
۱۹۔سورہ نوح۔آیت۔۱۹۔
۲۰۔سورہ نوح۔آیت۔۲۰۔
۲۱۔سورہ نوح۔آیت۔۲۱۔
۲۲۔سورہ نوح۔آیت۔۲۲۔
۲۳۔سورہ نوح۔آیت۔۲۳۔
۲۴۔سورہ نوح۔آیت۔۲۴۔
۲۵۔سورہ نوح۔آیت۔۲۵۔
۲۶۔سورہ نوح۔آیت۔۲۶۔
۲۷۔سورہ نوح۔آیت۔۲۷۔
۲۸۔سورہ نوح۔آیت۔۲۸۔
۲۹۔اسلامی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔سید قاسم محمود۔جلد۔دوم۔ص۔۱۵۵۹۔پبلیشرز الفیصل لاہور ۲۰۰۵ء۔
۳۰۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۱۴۔
۳۱۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۲۔سورہ الصافات۔آیت۔۷۷۔
۳۳۔سورہ الصافات۔آیت۔۸۳۔
۳۴۔سورہ الحدید۔آیت۔۲۶۔
۳۵۔سورہ انعام۔آیت۔۸۴۔۸۸۔
۳۶۔المعجم الکبیر۔امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔

۳۷۔ مجمع الزوائد۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکرالہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت۔
۳۸۔محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۲۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۳۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۴۰۔تاریخ دمشق۔ابوالقاسم ابن عساکر دمشقی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۴۱۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۴۲۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۳۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۴۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۳۲۔
۴۵۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۳۳۔
۴۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۴۔
۴۷۔سورہ یونس۔آیت۔۲۲۔
۴۸۔سورہ النحل۔آیت۔۱۴۔
۴۹۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۶۶۔
۵۰۔سورہ المومنون۔آیت۔۲۲۔
۵۱۔سورہ لقمان۔آیت۔۳۱۔
۵۲۔سورہ یٰسین۔آیت۔۴۱۔
۵۳۔سورہ یٰسین۔آیت۔۴۲۔
۵۴۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۳۲۔
۵۵۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۳۳۔
۵۶۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۳۴۔
۵۷۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۴۔
۵۸۔سورہ نوح۔آیت۔۲۵۔
۵۹۔سورہ نوح۔آیت۔۲۶۔
۶۰۔سورہ نوح۔آیت۔۲۷۔
۶۱۔سورہ ھود۔آیت۔۳۷۔
۶۲۔سورہ ھود۔آیت۔۳۸۔
۶۳۔سورہ قمر۔آیت۔۹۔
۶۴۔سورہ قمر۔آیت۔۱۰۔
۶۵۔سورہ ھود۔آیت۔۳۹۔

۶۶۔سورہ ھود۔آیت۔۳۶۔
۶۷۔سورہ ھود۔آیت۔۴۰۔
۶۸۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۶۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۷۰۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۷۱۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۷۲۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۷۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۷۴۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۷۵۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۶۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۷۷۔عبدالرزاق۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۸۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۹۔ تاریخ دمشق۔ابوالقاسم ابن عساکر دمشقی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
۸۰۔ تاریخ دمشق۔ابوالقاسم ابن عساکر دمشقی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
۸۱۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۸۲۔ تاریخ دمشق۔ابوالقاسم ابن عساکر دمشقی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
۸۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۸۴۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۵۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دار الوطن بیروت۔
۸۶۔سورہ ھود۔آیت۔۴۰۔

۸۷۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۸۸۔سورہ ھود۔آیت۔۴۰۔

۸۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۹۰۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۹۱۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۹۲۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۱۵۔

۹۳۔سورہ ھود۔آیت۔۴۱۔

۹۴۔سورہ ھود۔آیت۔۴۲۔

۹۵۔سورہ ھود۔آیت۔۴۳۔

۹۶۔سورہ ھود۔آیت۔۴۴۔

۹۷۔سورہ ھود۔آیت۔۴۵۔

۹۸۔سورہ ھود۔آیت۔۴۶۔

۹۹۔سورہ ھود۔آیت۔۴۷۔

۱۰۰۔سورہ ھود۔آیت۔۴۸۔

۱۰۱۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۱۰۲۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۰۳۔سورہ قمر۔آیت۔۱۱۔

۱۰۴۔سورہ قمر۔آیت۔۱۲۔

۱۰۵۔سورہ قمر۔آیت۔۱۳۔

۱۰۶۔سورہ قمر۔آیت۔۱۴۔

۱۰۷۔سورہ قمر۔آیت۔۱۵۔

۱۰۸۔تاریخ دمشق۔ابوالقاسم ابن عساکر دمشقی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔

۱۰۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۷۲۔سورہ الجن (نادیدہ اور مستور)

نام:

الجن ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی نادیدہ یا مستور،جن اللہ کی پیدا کردہ وہ مخلوق ہے جس کو اللہ نے آگ سے پیدا فرمایا،جن کے معانی پوشیدہ،اور مستور کے ہیں۔

شانِ نزول:

سورہ الجن مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۲۸ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۲ ہے۔

مضامین:

۱۔جنات اللہ کی مکلف مخلوق ہے،جن ایک نادیدہ مخلوق ہے۔
۲۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے دائرے میں کل اشیاء کائنات ہیں جن میں جنات بھی شامل ہیں۔
۳۔جنات کے ایمان کی کیفیات۔
۴۔رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انکاری کی مذمت اور عذاب کی وعید۔

جنات:

جنات اللہ کی ناری اور نادیدہ مخلوق ہے،دنیا میں انسان کی آمد سے پہلے اس دنیا میں جنات رہا کرتے تھے،لیکن جب جنات نے شرک،ظلم اور فساد برپا کیا اور اللہ کی زمین کو ظلم و جبر سے بھر دیا تو اللہ تعالی نے دنیا سے جنات کا صفایا فرماتے ہوئے انسان کو دنیا کی خلافت اور اپنی نیابت

عطا فرمائی، جنات ایک باشعور اور مکلف مخلوق ہے، جنات میں مسلمان اور کافر دونوں ہی طرح کے افراد پائے جاتے ہیں اللہ تعالی نے اس نادیدہ مخلوق پر قرآن کریم میں ایک سورہ نازل فرمادی یہی نہیں بلکہ دیگر سورتوں میں بھی اس نادیدہ مخلوق کا بکثرت ذکر موجود ہے۔

ترمذی کی روایت ہے، حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے جنات کی تین اقسام پر پیدا فرمائی۔

۱۔ پہلی قسم جن، سانپوں، بچھوں اور زمین کی کیڑے مکوڑے کی صورت میں ہے۔

۲۔ دوسری قسم ہوا کی طرح فضا میں موجود ہے۔

۳۔ تیسری قسم پر حساب اور جزا و سزا بھی ہے۔

ارشادات خداوندی:

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۔۱

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمادیجیے میرے پاس یہ وحی آئی ہے کے جنات کی ایک جماعت نے میری طرف بات سننے کے لیے دھیان دیا پھر انہوں نے کہا کے ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔

یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۔۲

ترجمہ۔ جو ہدایت کا راستہ بتاتا ہے سو ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے رب کے ساتھ ہرگز کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔

وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۔۳

ترجمہ۔ ہمارے رب کی عزت بہت بلند ہے، نہیں ہے اس کی بیوی اور اولاد۔

وَّ اَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ سَفِیْهُنَا عَلَی اللّٰهِ شَطَطًا ۔۴

ترجمہ۔ بلاشبہ بات یہ ہے کے ہم میں جو احمق ہیں وہ اللہ کی شان میں ایسی باتیں کہتے تھے جو حد سے بڑھی ہوئی ہیں۔

وَّ اَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ۔۵

ترجمہ۔ ہمارا یہ خیال ہے کے انسان اور جن اللہ کی ذات کے بارے میں جھوٹ بات نہ کہیں گے۔

وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۔٦

ترجمہ۔ بے شک بہت سے مرد انسانوں میں سے ایسے تھے جو جنات کے مردوں کی پناہ لیا کرتے تھے تو انہوں نے ان کی تکبر میں اضافہ کر دیا۔

وَّ اَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۔٧

ترجمہ۔ بات یہ ہے کے انہوں نے یہ خیال کیا جیسا تم نے خیال کیا کے اللہ کسی کو دوبارہ زندہ نا فرمائے گا۔

وَّ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّ شُهُبًا ۔٨

ترجمہ۔ بے شک ہم نے آسمان کی تلاشی لینی چاہی تو وہاں سخت پہرہ ہے وہ شعلوں سے بھرا ہے۔

وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۔٩

ترجمہ۔ بے شک ہم آسمان کی باتیں سننے کے لیے بیٹھا کرتے ،تو جو شخص اب سننا چاہے وہ اپنے لیے ایک شعلہ تیار پاتا ہے۔

وَّ اَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۔١٠

ترجمہ۔ بے شک ہم نہیں جانتے جو لوگ زمین میں ہیں، ان کے رب نے ان کے ساتھ شر، کا ارادہ کیا یا ہدایت کا۔

وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۔١١

ترجمہ۔ بے شک ہم میں سے بعض نیک اور بعض اس کے علاوہ ہیں ہم مختلف طریقوں پر تھے۔

وَّ اَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَ لَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۔١٢

ترجمہ۔ بے شک ہم یہ جان گئے کے ہم زمین میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور نا بھاگ کر اس کو ہرا سکتے۔

وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعۡنَا الۡهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖ‌ؕ فَمَنۡ يُّؤۡمِنۡۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخۡسًا وَّ لَا رَهَقًا ۔۱۳

ترجمہ۔ بے شک جب ہم نے ہدایت کو سن لیا تو ہم اس پر ایمان لے آئے، جو شخص اپنے رب پر ایمان لے آیا اسے کسی نقصان اور ظلم کا کوئی خوف نہیں۔

وَّ اَنَّا مِنَّا الۡمُسۡلِمُوۡنَ وَمِنَّا الۡقٰسِطُوۡنَ‌ؕ فَمَنۡ اَسۡلَمَ فَاُولٰٓـئِكَ تَحَرَّوۡا رَشَدًا ۔۱۴

ترجمہ۔ بے شک ہم میں سے بعض مسلمان اور بعض ظالم ہیں، سو جس نے اسلام قبول کر لیا تو اس نے بھلائی کا راستہ ڈھونڈ لیا۔

وَاَمَّا الۡقٰسِطُوۡنَ فَكَانُوۡا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۔۱۵

ترجمہ۔ جو لوگ ظالم ہیں وہ دوزخ کا ایندھن ہوں گے۔

شان نزول:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ مقام نخلہ میں سوق عکاظ کی جانب عازم سفر ہوئے، یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو صبح کی نماز پڑھائی، چنانچہ یہاں جنات کی ایک جماعت کا گزر ہوا جنھوں نے قرآن کریم کی تلاوت کو بغور سنا اور اپنی قوم سے کہا کے ہم نے بڑا عجیب کلام سنا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی!

قُلۡ اُوۡحِىَ اِلَىَّ اَنَّهُ اسۡتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الۡجِنِّ فَقَالُوۡۤا اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا ۔۱۶

ترجمہ۔ آپ فرما دیجیے میرے پاس یہ وحی آئی ہے کے جنات کی ایک جماعت نے میری طرف بات سننے کے لیے دھیان دیا پھر انہوں نے کہا کے ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔ ۱۷ے

ابن جوزی نے صفوۃ الصفوۃ کتاب میں اپنی سند کے ساتھ سہل بن عبداللہؒ سے روایت کیا ہے کے

میں قوم عاد کے گھروں کے اطراف میں تھا، اچانک میں نے پتھر کا ایک شہر دیکھا جس کے درمیان میں لکھا تھا" پتھروں کا محل جس میں جن پناہ لیتے تھے"۔

پس میں اس میں داخل ہوا تو اچانک میں نے دیکھا کے ایک عظیم الخلقت بوڑھا شخص کعبہ کی جانب منہ کر کے نماز پڑھ رہا تھا، اس نے اون کا ایک نہایت خوبصورت جبہ پہنا ہوا تھا، میں اس کی عظیم الخلقت سے اتنا متعجب نا تھا جتنا میں اس کے جبے کے حسن و جمال سے متاثر ہوا، میں نے اس کو سلام کیا اس نے مجھے سلام کا جواب دیا، پھر اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا، اے سہل! انسانی جسم کی وجہ سے لباس پرانا نہیں ہوتا بلکہ انسان کا جسم گناہوں کی بو اور حرام کی کمائی کے کھانے سے بوسیدہ ہوجاتا ہے، بے شک میں نے یہ جبہ گزشتہ سات سو سال سے پہنا ہوا ہے، میں نے اسی لباس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ملاقات کی، میں ان دونوں پر ایمان لایا۔ یہ سن کر سہل بن عبداللہؓ نے اس شخص سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ان جنات میں سے ہوں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۔۱۸

ترجمہ۔آپ فرما دیجیے میرے پاس یہ وحی آئی ہے کے جنات کی ایک جماعت نے میری طرف بات سننے کے لیے دھیان دیا پھر انہوں نے کہا کے ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔۱۹؎

جنات مکلف مخلوق ہیں:

اس وسیع کائنات میں اللہ کی بے شمار مخلوقات پائی جاتی ہیں لیکن ان بے شمار مخلوقات میں سے تین مخلوقات ایسی ہیں جو تمام کہکشانی نظام میں پائی جاتی ہیں جن میں ۔

۱۔انسان ۔ ۲۔فرشتے ۔اور جنات شامل ہیں جنھیں اس کائناتی نظام میں مرکزی حیثیت حاصل ہے ان مخلوقات میں انسان اور جنات مکلف جبکہ فرشتے غیر مکلف مخلوق ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں، مخلوقات کے چار گروہ ہیں جس میں سے

۱۔فرشتے۔۔۔۔۔۔۔۔(مطلق جنتی ہیں)۔

۲۔شیاطین۔۔۔۔۔۔۔(مطلق جہنمی ہیں)۔

۳۔انسان۔۔۔۔۔۔۔(ان میں سے کچھ جنتی اور کچھ جہنمی ہیں)۔

۴۔جنات۔۔۔۔۔۔۔(ان میں سے کچھ جنتی اور کچھ جہنمی ہیں)۔

حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے جنات کی تین اقسام پر پیدا فرمائی ہیں۔

۱۔پہلی قسم جن، سانپوں، بچھوں اور زمین کی کیڑے مکوڑے کی صورت میں ہے۔

۲۔دوسری قسم ہوا کی طرح فضا میں موجود ہے۔

۳۔تیسری قسم پر حساب اور جزا وسزا بھی ہے۔(ترمذی)

ذیل میں کائنات کے ہر کہکشانی نظام میں موجود مخلوقات فرشتوں اور جنات پر اختصار سے بحث کی جائے گی۔

کروموسوم:

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! کروموسومز کی تین اقسام ہیں۔

۱۔فرشتوں کا کروموسوم اکیلا ہوتا ہے جس میں جنسی خواہشات نہیں ہوتی ہیں یہ کروموسوم روح کے ساتھ ازل میں پیدا ہوتا ہے اور روح کے ساتھ ابد تک رہتا ہے یہ کروموسوم انسان کو نظر نہیں آتا کیونکہ جس طرح سے روح نظر نہیں آتی بالکل اسی طرح سے فرشتے بھی انسانوں کو نظر نہیں آتے۔

۲۔ جنات کے کروموسوم میں جنسی خواہشات اور تناسل دونوں ہی پائے جاتے ہیں لیکن فرق صرف یہ ہے کے جنات بھی انسانوں کو نظر نہیں آتے، جنات کے کروموسوم کی زندگی محدود ہوتی ہے۔

۳۔انسانوں کے کروموسوم میں جنسی خواہشات اور تناسل دونوں پائے جاتے ہیں انسانوں کی زندگی محدود ہوتی ہے، انسان نظر آتے ہیں جب ان کی روح جسم سے نکل جاتی ہے تو وہ مٹی میں مل جاتے ہیں۔

حقیقت میں کروموسوم کو illusion یا نظر کا دھوکہ کہہ سکتے ہیں کروموسوم میں روح مستور ہوتی

ہے۔۲۰؎

نظامِ کائنات میں جنات کا کردار:

ابن فارس کے مطابق جن سے مراد چھپا لینے کے ہیں۔۲۱؎

امام راغب اصفہانی کے مطابق جن سے مراد ایسی شے جو نظروں سے پوشیدہ، اوجھل یا حواس سے مخفی ہو۔۲۲؎

اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْ كَبًا ۔۲۳

ترجمہ۔ جب رات کی تاریکی نے اسے چھپا لیا تو اس نے ایک ستارہ دیکھا۔

قد جن عنک۔ ہر وہ شے جو تم سے پوشیدہ ہو یا چھپ جائے اس کو قد جن عنک کہتے ہیں

اسی طرح سے جنن قبر کو بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ مردہ کو چھپا لیتی ہے اور خود میت اور اس کے کفن کو بھی جنن کہتے ہیں۔۲۴؎

جنات انسان کو نظر کیوں نہیں آتے:

یہاں ایک سوال یہ بھی اٹھایا جاتا ہے کے آخر جنات ہمیں نظر کیوں نہیں آتے؟ تو اس کا جواب نہایت آسان ہے اور وہ یہ کے انسانوں کی بہت سی حسیات دیگر جانداروں کے مقابلے میں نہایت کمزور اور ضعیف ہیں انسان کی نگاہ بھی ایک خاص حد تک دیکھ سکتی ہے اور اس کی سماعت بھی ایک مخصوص فریکوئنسی تک کی آوازیں سن سکتی ہیں، یہ بھی روزمرہ کا تجربہ ہے کے انسان خوشبو کو محسوس تو کر سکتا ہے لیکن اس کو دیکھ نہیں سکتا اسی طرح سے ٹھنڈی اور گرم ہوا کے تھپیڑوں کو محسوس تو کیا جا سکتا ہے لیکن انھیں دیکھا نہیں جا سکتا، پانی کو تمام جاندار اسی یقین کے ساتھ پیتے ہیں کے وہ پیاس بجھاتا ہے جبکہ پانی کا فارمولہ H2O ہے لیکن انسان کی ظاہری آنکھ ہائیڈروجن اور آکسیجن کو دیکھنے سے قاصر ہے، اسی طرح سے فضاء میں بے شمار گیسیز موجود ہیں لیکن کبھی کسی نے گیس کی شکل و صورت کو نہیں دیکھا لہٰذا اسی طرح سے انسانی آنکھ جنات کو دیکھنے سے قاصر ضرور ہیں لیکن

انھیں دیکھنا ناممکن نہیں تاہم یہ اسی وقت ممکن ہوسکتا ہے جب انسان مفرد لہروں کے علم کو سیکھ لے اور جس دن ایسا ہوجائے گا تو انسان، جنات اور ان کی دنیا سے واقفیت حاصل کر لے گا۔

جنات انسان کو اس لئے نظر نہیں آتے کیونکہ انسان کا ویژن بہت محدود ہے اس کائنات میں موجود Electromagnetic Spectrum کے مطابق روشنی کی درج ذیل (۱۹) اقسام ہیں جس میں سے انسانی آنکھ صرف ایک قسم کی روشنی کو دیکھنے کے قابل ہے جو سات روشنیوں پر مشتمل ہے اور اس کو عرف عام میں عام روشنی کہا جاتا ہے۔

روشنی کی درج ذیل کچھ اقسام:

۱۔عام روشنی/مرئی روشنی:

عام روشنی کو مرئی روشنی بھی کہتے ہیں، یہ برقی مقناطیسی طیف کا وہ حصہ ہے جسے انسانی آنکھ دیکھ سکتی ہے، اسے مرئی روشنی یا محض روشنی بھی کہتے ہیں، ایک صحت مند انسانی آنکھ 380 سے 780 نینو میٹر طول موج تک کی شعاعوں کو دیکھ سکتی ہیں۔ روشنی سات مختلف رنگوں سے مل کر بنی ہے، عام روشنی کو جب منشور (Prism) میں سے گزارا جاتا ہے تو وہ سات مختلف رنگوں میں تقسیم ہوجاتی ہے عام روشنی کی بیم (۱،۰۰۰) فٹ دور کسی دیوار پر ڈالی جائے تو روشنی تقریباً (۲۰۰) فٹ علاقہ میں پھیل جائے گی اور اس کی طاقت بھی کم ہوجائے گی اس کی وجہ یہ ہے کے عام روشنی میں شامل ہر رنگ کی لہر کا طول موج یعنی اس کا (Wave length) مختلف ہوتا ہے جب ایک لہر کا فراز دوسری لہر کے نشیب سے ٹکراتا ہے تو وہ ایک دوسرے کو رد کر دیتے ہیں اور یہی وجہ ہے کے روشنی اپنے منبع سے اخراج کے بعد مختلف سمتوں میں سفر شروع کر دیتی ہے۔

۲۔لیزر شعاع:

لیزر شعاعوں اور عام روشنی میں فرق یہ ہے کے عام روشنی سات مختلف رنگوں سے مل کر بنی ہے لیکن لیزر شعاع ایک رنگ شعاع ہوتی ہے عام روشنی کو جب منشور (Prism) میں سے گزارا جاتا ہے تو وہ سات مختلف رنگوں میں تقسیم ہوجاتی ہے لیکن لیزر شعاع منشور میں سے گزرنے کے باوجود اپنے

ایک ہی رنگ پر برقرار رہتی ہے نیز یہ کے لیزر شعاع کا پھیلاؤ کم ہوتا ہے۔ مثلاً عام روشنی کی بیم ۱۰۰۰ فٹ دور کسی دیوار پر ڈالی جائے تو روشنی تقریباً ۲۰۰ فٹ علاقہ میں پھیل جائے گی اور اس کی طاقت بھی کم ہوجائے گی جبکہ لیزر شعاع کا پھیلاؤ زیادہ سے زیادہ آدھ یا ایک فٹ ہوگا اور اس کی طاقت بھی برقرار رہے گی اس کی وجہ یہ ہے کے عام روشنی میں شامل ہر رنگ کی لہر کا طول موج (Wave length) مختلف ہوتا ہے جب ایک لہر کا فراز دوسری لہر کے نشیب سے ٹکراتا ہے تو وہ ایک دوسرے کو رد کر دیتے ہیں اور یہی وجہ ہے کے روشنی اپنے منبع سے اخراج کے بعد مختلف سمتوں میں سفر شروع کر دیتی ہے جبکہ لیزر شعاع میں لہروں کے نشیب وفراز یکساں ہوتے ہیں اس لئے یہ ایک دوسرے میں پیوست اور متحد ہوجاتے ہیں یہ لہریں ایک سمت میں طویل فاصلہ طے کر لیتی ہیں اور ہمیشہ یکساں حالت میں رہتی ہیں ٹھوس اشیاء کو کاٹنے اور ان میں سوراخ پیدا کرنے کے لئے جو لیزر استعمال ہوتی ہے وہ کاربن ڈائی اکسائیڈ لیزر کہلاتی ہے جو کاربن ڈائی اکسائیڈ اور نائیٹروجن کے ملاپ سے پیدا ہوتی ہے یہ نہایت طاقتور اور شدت کی زیریں سرخ شعاعوں پر مشتمل ہوتی ہیں ایسی لیزر کسی جسم میں داخل ہوکر اس کی اندرونی توانائی کو بڑھا دیتی ہے نتیجے کے طور پر اس حصے کا درجہ حرارت لیزر کے ٹکراؤ کی وجہ سے بڑھ جاتا ہے اور وہ بخارات بن کر اڑ جاتا ہے۔

۳۔Gamma Vision:

اگر انسان Gamma Vision میں دیکھنے کے قابل ہوجائے تو وہ دنیا میں موجود ریڈی ایشن کو دیکھنے کے قابل ہوجائے گا تاہم اگر انسان X-Rays کو دیکھنے کے قابل ہوجائے تو پھر اس میں موٹی سے موٹی دیوار کے اس پار بھی دیکھنے کی اہلیت پیدا ہوجائے گی Gamma Rays ایسی برقی مقناطیسی شعائیں ہوتی ہیں جو (Excited State) میں موجود ایٹمی نیوکلئیس سے خارج ہوتی ہیں جس کے نتیجے میں وہ کم توانائی کی حالت میں آجاتا ہے Gamma Rays کو تحقیقی اور صنعتی مقاصد کے لئے وسیع پیمانے پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ۲۵

۴۔Infrared-Vision:

Infrared Radiation وزیریں سرخ شعاعیں بھی کہا جاتا ہے ان شعاعوں کا طول موج ایک مائیکرو میٹر سے ایک ملی میٹر تک ہوتا ہے اس شعاع کو ۱۸۰۰ء میں ولیم مارشل نے دریافت کیا تھا تاہم انسانی آنکھ ان شعاعوں کے لئے حساس نہیں، ماہیئت کے اعتبار سے یہ شعاعیں حرارتی ہیں، دس ڈگری کیلون درجہ حرارت تک مادے سے ہونے والے اشعاعی اخراج کا بیشتر حصہ انفراریڈ پر مشتمل ہوتا ہے تاہم جیسے جیسے درجہ حرارت بڑھتا چلا جاتا ہے ویسے ویسے اجسام سے خارج ہونے والی ل توانائی میں ہائی فریکوئنسی کا تناسب بڑھتا جاتا ہے انفراریڈ شعاعوں کے کئی فوجی، تحقیقی اور پرامن استعمالات بھی ہیں، تاریکی اور دھند میں چیزوں کو دیکھنے، ان کی تصویر کشی کرنے اور حرارت جو میزائیل کی ساخت انفراریڈ ڈیٹیکٹر (Detector) استعمال ہوتے ہیں۔ ۲۶ے اگر انسان Infrered Vision میں دیکھنے ے قابل ہو جاے گا تو پھر وہ باآسانی مختلف اجسام سے نکلنے والی حرارت کو بھی دیکھ سکے گا سانپ اور کئی جانور Infrared-Vision میں دیکھ سکتے ہیں۔

۵۔Ultraviolet-Vision:

Ultraviolet Light و بالائے بنفشی شعاعیں بھی کہا جاتا ہے دراصل بالائے بنفشی روشنی برقی مقناطیسی شعاعیں ہیں جن اطول موج مرئی روشنی سے چھوٹا اور ایکس ریز سے بڑا ہوتا ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کے برقی مقناطیسی طیف میں یہ انسانی آنکھ کو نظر آنے والی وائلیٹ روشنی سے اوپر چھوٹی طول موج کی طرف واقع شعاعیں ہیں انھیں ۱۸۰۱ء میں جرمن طبیعات دان جوہان ولیم ریٹر نے دریافت کیا تھا اس کے مشاہدے میں یہ آیا تھا طیف کے الٹراوئلیٹ سے عین اوپر کا علاقہ سلور کلورائیڈ کو خاص طور پر متاثر کرتا ہے چونکہ انسانی آنکھ الٹراوائلیٹ کے لئے حساس نہیں ہے جبکہ یہ شعاعیں فوٹوگرافی کی فلم کو متاثر کرسکتی ہے اس لئے ابتدا میں اس کو تاریک روشنی کا نام دیا گیا تھا چھوٹے جانوروں میں سے کچھ پرندے، خزندے اور شہد کی مکھی جیسے حشرات الٹراوائلٹ

روشنی کے کچھ حصے کو دیکھ سکتے ہیں۔

الٹراوائلٹ روشنی انسانی جلد ے لئے مضر ہے اور یہ کینسر کا سبب بن سکتی ہے سورج سے خارج ہونے والی الٹراوائلٹ روشنی کا بیشتر حصہ کرہ ہوائی میں موجود اوزون کی تہہ میں جذب ہوجاتا ہے یہی وجہ ہے کے اوزون کی تباہی کرہ ارض پر حیات کو خطرات سے دوچار کرتی ہے اگرچہ نسبتاً زیادہ طول موج کی الٹراوائلٹ شعاعیں انسانی جلد میں وٹامن ڈی کو پیدا کرتی ہیں لیکن یہی شعاعیں اگر زیادہ دیر تک پڑتی رہیں تو پھر جلد کے کینسر اور آنکھوں کی بیماریاں پیدا کرنے کا سبب بھی ہوسکتی ہیں۔۲۷؎

اگر انسان Ultraviolet-Vision میں دیکھنے کے لائق ہوجائے گا تو پھر اس کے لئے انرجی کو دیکھنا کچھ مشکل نہ ہوگا لیکن شہد کی مکھی کو اللہ نے یہ صلاحیت عطا فرمائی ہے کے وہ Ultraviolet-Vision رکھتی ہے۔

۶۔Microwave-Vision:

Microwave بھی روشنی کی ایک قسم ہے یہ برقی مقناطیسی توانائی ہے جس کا طول موج خلا میں (30 to 0.3) سینٹی میٹر ہو، ایسی توانائی مائیکروویو کہلاتی ہے چنانچہ 1 تا 100 میگا ہرٹز فریکوئنسی کی برقی مقناطیسی لہروں کو مائیکروویوز کہا جاتا ہے زیادہ تر مقاصد کے لے مائیکروویوز ان الیکٹرانی آلات کی مدد سے پیدا کی جاتی ہیں جو متعلقہ فریکوئنسی پر برقی مقناطیسی ارتعاش دیتے ہیں ان آلات میں مائیکروویوز ے جھماکے (Pulse) اور مسلسل مائیکروویوز دونوں پیدا کی جاسکتی ہیں۔

زیادہ طاقت کی مائیکروویوز بالعموم ویکیوم ٹیوبز پر مشتمل جنریٹرز سے پیدا کی جاتی ہے ان کی طاقت ہزاروں کلوواٹ ہوسکتی ہے جبکہ سالڈ سٹیٹ آلات کی طاقت بالعموم چند واٹس تک محدود رہتی ہے۔خلا میں مائیکروویوز بصری موجوں کی طرح خط مستقیم میں سفر کرتی ہیں البتہ سطح ارض کے نزدیک کرہ ہوائی کا Refractive index زیادہ ہے۔

مائیکروویوز کو راڈار، الیکٹرانی ابلاغ، ریڈیومیٹری، طب، طبیعات، کیمیا اور کھانے پکانے کے لئے

استعمال کیا جاتا ہے ائیکرو ویوز میں اپنے سے بڑے طول موج کی دیگر شعاعوں کے مقابلے میں 100 گنا زیادہ فریکوئنسی کی گنجائش موجود ہوتی ہے۔

مائیکرو ویوز جسمانی بافتوں کے درجہ حرارت کی پیائش (Thermography)، مختلف جسمانی عوارض کی تشخیص میں مدد دیتی ہے اسے کینسر جیسے بعض امراض میں بھی استعمال کیا جاتا ہے تاہم جلد کے نیچے موجود بافتوں کی ساخت اور حالت کا مطالعہ کرنے کے لئے مائیکرو ویوامیجنگ (Microwave imaging) استعمال ہوتی ہے۔ ۲۸؎

:Radio Wave-Vision ۔۷

Radio Waves بھی روشنی کی ایک قسم ہے اس کو ریڈیائی لہریں بھی کہا جاتا ہے یہ لہریں برقی مقناطیسی طیف کا ایک حصہ ہیں ان کی فریکوئنسی مائیکرو ویوو سے بھی کم ہوتی ہیں ریڈیائی لہروں کا طول موج ۳۰ سینٹی میٹر سے لے کر ہزارروں میٹر تک ہوسکتا ہے یوں ان لہروں کی فریکوئنسی ایک گیگا ہرٹز سے لے کر تین ہرٹز تک ہوسکتی ہیں ان موجوں پر مشتمل کمیونیکیشن سگنل، ہوا میں ط مستقیم پر سفر کرتے ہوئے بادلوں اور آئنوسفیئرز سے منعکس ہوتے ہیں تاہم انھیں خلا میں موجود سیٹلائیٹ کی مدد سے (Relay) بھی کیا جاتا ہے ریڈیولہروں و ٹیلی وژن، شارٹ ویو ریڈیو، ائیر ٹریفک کنٹرول، فون ٹیکنالوجی حتیٰ کے کھلونوں کے ریموٹ کنٹرول میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ ۲۹؎

تمام اشیاء کائنات کو اگر ایک میٹر کے اندر سمو دیا جائے تو انسانی آنکھ صرف ۳۰۰ نینو میٹر کے اندر موجود چیزوں کو ہی دیکھ پائے گی جس کا آسان مطلب یہ ہے کے ہم کائنات کا صرف 0.0000003% فیصد حصہ ہی دیکھنے کے قابل ہوں گے تاہم انسانی آنکھ کو دکھائی دینے والی روشنی Visible Light کہلاتی ہے جبکہ یہ الٹراوائلیٹ اور انفراریڈ کے درمیان پایا جانے والا بہت چھوٹا حصہ ہے۔

ہماری کائنات اور دنیا میں اللہ کی پیدا کردہ کئی مخلوقات کا Visual-Spectrum انسانی Visual- Spectrum سے بہت مختلف ہے دنیا میں سب سے زیادہ رنگ مینٹس شرمپ کی

آنکھیں دیکھ سکتی ہیں تاہم الورات کے گھپ اندھیرے میں بھی رنگوں کو اسی طرح سے دیکھ سکتا ہے جس طرح سے انسان کسی بھی رنگ کو دن میں دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

امریکن کک نامی ایک پرندہ ایک ہی وقت میں ۱۸۰ ڈگری کا منظر بھی دیکھ سکتا ہے۔

گھریلو بکری ۳۲۰ ڈگری تک کا ویو با آسانی دیکھ لیتی ہے۔

گرگٹ ایک ہی وقت میں دو مختلف سمتوں میں دیکھنے کی اہلیت رکھتا ہے۔

افریقہ میں پایا جانے والا Prongs نامی ہرن ایک صاف رات میں سیاروں کے گرد موجود دائروں کو بخوبی دیکھ سکتا ہے تاہم انسانی کی حس بصارت دیگر مخلوقات کے مقابلے میں محدود اور کمزور ہے۔

تخلیق روشنی کے تانے بانے پر قائم ہے:

تخلیقی پروسس کے مطابق ہر فرد روشنی کے جال پر نقش ہے یہ جال مفرد اور مرکب لہروں سے بنا ہوا ہے ہر انسان میں مرکب لہروں کے ساتھ مفرد لہریں بھی موجود ہوتی ہیں۔

اسمائے الٰہی کے علوم کے تحت مفرد لہروں کو کہیں بھی عارضی طور پر ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام جب لوہے کی زرہیں اور دیگر اشیاء بناتے تھے تو مفرد لہروں یعنی لیزر شعاعوں کو ہاتھوں میں سے گزار لیتے تھے اور ان کے ہاتھوں میں لوہا مولڈ ہو جاتا تھا اور وہ لوہے کو حسب منشاء موڑ لیتے تھے اور اپنی انگلیوں میں لیزر شعاعیں جمع کر کے سامان حرب تیار کر لیا کرتے تھے ترکی کے میوزیم میں بھی حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے کی ایک لوہے کی بڑی ہنڈیا رکھی ہے جو اس طرح بنائی گئی ہے جیسے کمہار ہاتھ سے مٹی کی ہنڈیا بناتے ہیں۔

کائنات کی ساخت دو رخوں پر کی گئی ہے کائنات میں بے شمار مخلوقات ہیں ان مخلوقات میں قابل تذکرہ مخلوقات انسان فرشتے اور جنات ہیں یہ تینوں مخلوقات ہماری زمین کی طرح تمام عالمین اور ہر زمین پر موجود ہیں ہماری زمین پر بے شمار گیسیز بھی ہیں ان گیسیز کو روشنیاں فیڈ کرتی ہیں روشنی لہروں کی صورت میں سفر کرتی ہیں فرشتوں اور جنات کی تخلیق میں مفرد لہریں اور انسان کی تخلیق میں مرکب لہریں کام کرتی ہیں۔

مفرد لہر اور مرکب لہر:

ایک لہر یا یا حرکت مفرد جنات کی دنیا ہے جبکہ دوہری لہر یا حرکت مرکب انسان کی دنیا ہے۔مفرد لہر یا نسمہ مفرد کا جسم مادی آنکھ سے نظر نہیں آتا ہے البتہ مرکب لہر سے بنا ہوا مادی جسم نظر آتا ہے مفرد لہر ہر شے میں سے گزر جاتی ہے۔اگر انسان کے اوپر مفرد لہر کا غلبہ ہوجائے تو وہ ٹھوس دیوار میں سے گزر جاتا ہے آسمانوں میں پرواز کرتا ہے کسی شے کی ماہیت قلب کرسکتا ہے فرشتوں کے لئے ہماری ٹھوس دنیا کوئی حیثیت نہیں رکھتی ہے وہ ہوا کی طرح موٹی سے موٹی دیوار میں سے گزر جاتے ہیں اسی طرح سے جنات بھی مادے کے ٹھوس پن سے متاثر نہیں ہوتے جب لوہے کو بھٹی میں ڈال دیتے ہیں تو بھٹی میں آگ کی تیز تپش ۱۵۳۹ ڈگری سینٹی گریڈ لوہے کے نسمہ مرکب کو نسمہ مفرد سے مغلوب کردیتی ہے نسمہ مرکب مغلوب ہونے سے چونکہ نسمہ مفرد غالب ہوجاتا ہے اس لئے لوہا نرم ہوجاتا ہے، ناصرف انسان کی بصارت کمزور ہے بلکہ اس کی سماعت بھی دیگر مخلوقات کے مقابلے میں کہیں۔

زیادہ کمزور ہے یہی وجہ ہے کے جو لوگ جنات سے کسی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے یہی کہتے ہیں کے انھوں نے جنات کو سرگوشیاں کرتے سنا کیونکہ جنات کی ایک سرگوشی کی فریکوئنسی تقریباً ۱۵۰ ہرٹز ہوتی ہے جبکہ یہی وہ فریکوئنسی ہے جس میں انسان کا اپنے ذہن پر کنٹرول ختم ہونا شروع ہوجاتا ہے اس کی واضح مثال ASMR تھراپی ہے جس میں ۱۰۰ ہرٹز کی سرگوشیوں سے انسانی ذہن کو relax کیا جاتا ہے۔

جنات کے نظر نہ آنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کے انسانی بصارت میں اتنی طاقت نہیں یہی وجہ ہے کے قرآن یہ کہتا ہے! وہ تمھیں وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انھیں نہیں دیکھ سکتے۔

اجنہ۔کی جمع جنین ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ۔۳۰

ترجمہ۔جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں ابھی جنین تھے۔

المجن، اس ہتھیار کو بھی کہتے ہیں جس سے انسان اپنا دفاع کرے تاہم ہر پردے اور آڑ کو بھی المجن

کہا جاتا ہے جبکہ المجنہ اس ڈھال کو کہتے ہیں جو جنگ میں استعمال کی جاتی ہے۔ ۳۱؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔ ۳۲

ترجمہ۔انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے جس کی آڑ میں وہ اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

الصوم جنۃ۔ سے مراد روزہ ڈھال ہے۔ ۳۳؎

اسی طرح سے جنت سے مراد ہر وہ باغ ہے جس میں گھنے درخت ہوں جو زمین کو چھپالیں لہٰذا آخرت کی جنت کو جنت اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ زمین کے باغات سے مشابہہ ہیں یا اس وجہ سے کے اس میں موجود نعمتیں انسانی ادراک سے ماوراء ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ۔ ۳۴

ترجمہ۔کوئی شخص نہیں جانتا ہے کے اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا چیز چھپائی گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا، اللہ تعالی نے جنت کا لفظ فرمایا ہے جو جمع کا صیغہ ہے کیونکہ جنت سات ہیں۔

۱۔ جنت الفردوس۔ ۲۔ جنت عدن۔ ۳۔ جنت النعیم۔ ۴۔ جنت الماوی۔ ۵۔ دار السلام۔

۶۔ دار الخلد۔ ۷۔ اور علین۔

عربوں میں مجنون سے مراد یہی سمجھا جاتا تھا کے اس پر کسی آسیب یا جنات کا اثر ہو گیا ہے کیونکہ دور توہم پرستی میں وہ تمام پراسرار قوتیں جو انسانی نگاہ اور عقل سے پوشیدہ اور ماوراء تصور کی جاتی تھیں ان کی یا تو عبادت شروع کر دی جاتی یا پھر انسان ان سے خوفزدہ ہو کر انھیں دیوی یا دیوتا بنا لیتا لہٰذا اس دور میں تمام پوشیدہ اقسام کی قوتوں کو جن کہا جاتا تھا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْن۔ ۳۵

ترجمہ۔ جب بھی ان کے پاس کوئی رسول آیا تو انھوں نے اس کے متعلق یہی کہا کے یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے۔

عربوں کے یہاں فرشتوں کو بھی جن کہا جاتا اوران کی عبادت بھی جاتی تھی۔

علامہ راغب اصفہانی بیان کرتے ہیں کے الجن کا استعمال دوطرح سے کیا جاتا ہے۔ ۳۶

ا۔ ان تمام مخفی قوتوں (روحانین) کے لئے جو حواس سے پوشیدہ ہوں لہٰذا اسی اعتبار سے جن کو بھی فرشتہ سمجھا جاتا تھا۔

۲۔ ان تمام مخفی قوتوں (روحانین) کے لئے جو نیک ہیں اس لئے وہ فرشتے کہلاتے ہیں اور جو سرکش ہیں وہ شیاطین کہلاتے ہیں اور چونکہ جنات میں بھی انسانوں کی طرح نیک اور بد دونوں ہی طرح کے افراد پائے جاتے ہیں اور یہ مخلوق چونکہ پوشیدہ اور مخفی ہیں لہٰذا اسے جن کہا جاتا ہے اور زمانہ جاہلیت میں عرب فرشتوں کی طرح جنات کی بھی عبادات کیا کرتے تھے۔

ارشادات خداوندی ہیں!

وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ خَلَقَهُمْ وَ خَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَ بَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔ ۳۷

ترجمہ۔ان لوگوں نے جنات اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں حالانکہ اس نے ان کو پیدا فرمایا ہے، اور اس کے لئے انہوں نے بیٹے اور بیٹیاں بغیر علم کے تراش رکھے ہیں، وہ ان باتوں سے پاک ہے۔

وَ جَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۔ ۳۸

ترجمہ۔انھوں نے اللہ اور جنات میں رشتہ ٹہرایا۔

وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا وَّ اَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۔ ۳۹

ترجمہ۔بے شک بات یہ ہے کہ بہت سے مرد انسانوں میں سے ایسے تھے جو جنات کے مردوں کی

پناہ لیا کرتے تھے تو انہوں نے ان کی تکبر میں زیادہ کیا، بات یہ ہے کہ انہوں نے خیال کیا جیسا تم نے خیال کیا ہے کہ اللہ کس کو دوبارہ زندہ نہ فرمائے گا۔

وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ۔ ۴۰

ترجمہ۔ہم میں سے چند اطاعت گزار ہیں اور کچھ سرکش ہیں۔

وَ جَعَلُوْا بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَ لَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۔ ۴۱

ترجمہ۔انہوں نے اللہ کی اور جنات کے درمیان رشتہ داری قرار دے دی، حالانکہ جنات کو معلوم ہے کہ وہ ضرور حاضر کیے جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں، زمانہ جاہلیت میں جب عرب کسی سنسان اور ویران وادی سے رات میں گزرتے تو زور زور سے پکار کر اس وادی کے مالک جن کی پناہ طلب کیا کرتے تھے عربوں کا یہ عقیدہ تھا کے ہر غیر آباد مقام پر جنات کا قبضہ ہوتا ہے لہٰذا ضروری ہے کے وہاں پہنچ کر ان سے امان طلب کر لی جائے بصورت دیگر وہ جنات ہمیں ستائیں گے۔

علامہ سید محمد بن محمد زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ) لکھتے ہیں!

انس کے برخلاف ہیں جن کا واحد جنی ہے۔

اسی طرح سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، انسانوں کو پیدا کرنے سے قبل اس دنیا میں جنات رہتے تھے اور فرشتے آسمانوں پر رہتے تھے جبکہ ہر آسمان کے الگ الگ فرشتے ہیں اور انھیں علیحدہ علیحدہ تسبیحات دی گئی ہیں اور اوپر والے آسمان پر مقیم نیچے والے آسمان کے فرشتوں کے مقابلے میں زیادہ عبادت اذکار اور تسبیحات کا ورود کرتے ہیں۔ ۴۲؎

الصحاح میں مذکور ہے کے جن کو جن اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ نظر نہیں آتا اور زمانہ جاہلیت میں فرشتوں کو جنات کہا جاتا تھا کیونکہ فرشتے آنکھوں سے مخفی ہوتے ہیں اور ابلیس کے متعلق یہ کہا گیا کے وہ ملائکہ میں سے جن تھا۔ ۴۳؎

زمخشری نے یہ کہا کے جنات اور ملائکہ ایک نوع ہیں لیکن ان میں سے جو خبیث اور سرکش ہو وہ

شیطان ہے اور جو پاکیزہ ہو وہ فرشتہ ہے اور صاحب قاموس یہ کہتے ہیں کے جن کی تفسیر ملائکہ سے کرنا مردود ہے کیونکہ ملائکہ نور سے پیدا کئے گئے ہیں نہ کے نار سے جبکہ جنات کو اللہ تعالی نے آگ سے پیدا فرمایا ہے پھر یہ کے ملائکہ معصوم ہوتے ہیں ان میں مذکر مونث اور تولد وتناسل نہیں ہوتا ہے۔ ۴۴؎

امام ابو یوسف ابن عبدالبر قرطبی (متوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں جمہور کے قول کے مطابق ابلیس فرشتوں میں سے تھا جبکہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، ابن جریج، ابن المسیبؒ، قتادہؒ، امام ابوالحسن اشعریؒ اور امام ابن جریر طبری بھی اسی قول کی تائید کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا ابلیس کا نام عزازیل تھا اور یہ معزز فرشتوں میں تھا اس کے چار پر تھے لیکن یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہوگیا۔ ۴۵؎ قتادہؒ سے روایت ہے ابلیس فرشتوں کی اعلیٰ قسم میں شمار کیا جاتا۔

حضرت سعید بن جبیرؓ نے کہا اللہ نے کچھ ملائکہ کو نار (آگ) سے پیدا کیا جن میں ابلیس بھی تھا جبکہ باقی ملائکہ کو اللہ نے نور سے خلق کیا۔ ۴۶؎ ابن زید، حسن اور قتادہؒ نے کہا ابلیس ابوالجن ہے جس کا نام حارث ہے۔ ۴۷؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا ابلیس کا شمار ان جنوں میں ہوتا ہے جو زمین پر رہتے انھی فرشتوں نے زمین پر خونریزی، فساد اور قتال کیا تاہم ابلیس کو کم عمری میں قید کرلیا گیا بعد ازاں اس نے فرشتوں کے ساتھ عبادت کی جس وجہ سے اس کو فرشتوں کے ساتھ مخاطب کیا گیا۔

اس قول کو امام ابن جریرؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے۔

جن صحابہ اور ائمہ کا یہ نظریہ ہے کے ابلیس فرشتہ نہیں بلکہ جن تھا تو ان کی دلیل یہ ہے کے ابلیس نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی جبکہ فرشتے اللہ کے ہر حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

لَّا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۔ ۴۸

ترجمہ: وہ اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

اور اس آیت میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا کے ابلیس جن تھا۔

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ۔ ۴۹

ابلیس کے سوا سب فرشتوں نے سجدہ کیا' وہ جنوں میں سے تھا، اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔

ثعلبی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے ابلیس کا تعلق فرشتوں کی اس جماعت سے تھا جس کو جن کہا گیا اللہ نے ان کی تخلیق دھوئیں والی آگ سے کی تاہم فرشتوں کی دوسری قسم کو نور سے پیدا کیا گیا۔

ابلیس کا نام عزازیل تھا جو سریانی زبان کا لفظ ہے جبکہ عربی زبان میں اس کو حارث کہا گیا یہ جنت کے خزائین میں تھا یہی نہیں بلکہ یہ آسمان دنیا کے فرشتوں کا سردار بھی تھا تاہم آسمان اور زمین پر اس کی سلطنت قائم تھی یہ تمام فرشتوں میں سب سے زیادہ عالم اور عبادت گزار تھا۔

آسمان سے زمین تک کے معاملات کا یہ محافظ اور منتظم تھا، ان امور کی وجہ سے یہ اپنا شرف اور مرتبہ سب سے زیادہ سمجھتا تھا تاہم اسی زعم، غرور اور تکبر نے اس کو کفر تک پہنچا دیا اس نے اللہ کی نافرمانی کی جس وجہ سے یہ شیطان رجیم اور راندہ درگاہ قرار پایا۔ ۵۰؎

جمہور مفسرین کا یہ ماننا ہے کے ابلیس ملائکہ میں سے تھا اور اس کی دلیل میں وہ قرآن کریم کی اس آیت کو بطور حوالہ پیش کرتے ہیں!

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ۔ ۵۱

ترجمہ۔ جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ سجدہ کرو آدم، سو انہوں نے سجدہ کر لیا، لیکن ابلیس نے سجدہ نہ کیا، اس نے انکار کیا اور تکبر کیا۔

امام ابن جریر طبریؒ (متوفی ۳۱۰ھ)، علامہ قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)، امام رازی (متوفی ۷۲۳ھ)، قاضی بیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) علامہ ابوالحیان اندلسی (متوفی ۷۵۴ھ) اور علامہ آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) کی تحقیق کے مطابق ابلیس ملائکہ میں سے تھا۔ ۵۲؎

دوسری جانب علامہ سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)' علامہ نسفی (متوفی ۷۱۰ھ) علامہ زمخشری (متوفی ۵۸۳ھ) اور دیگر مفسرین و متکلمین کی تحقیق یہ ہے کے ابلیس جن تھا اور وہ قرآن کریم کی

اس آیت کو بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں جبکہ علامہ تفتازانی (متوفی ۷۹۱ھ) بھی اسی خیال کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کے ابلیس کا تعلق نوع اجنہ سے تھا پھر اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی لیکن چونکہ وہ فرشتوں کی طرح عبادت گزار تھا اور ان کے درمیان چھپا رہتا اس لیے اس کو بھی فرشتوں میں ہی شمار کرتے ہوئے سجدہ کا حکم دیا گیا۔ ۵۳ے

ابلیس کے جن ہونے پر حسب ذیل دلائل قرآن کریم سے پیش کیئے گئے:

كَانَ مِنَ الْجِنِّ ۔ ۵۴

ترجمہ۔ جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا! تم آدم کو سجدہ کر، تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، وہ جنات میں سے تھا، پس اس نے اپنے رب کے حکم سے نافرمانی کی۔

فرشتوں کی نسل نہیں چلتی اور ابلیس کی نسل ہے اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ ۔ ۵۵

ترجمہ۔ کیا تم شیطان اور اس کی اولاد کو دوست بناتے ہیں؟

لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ ۔ ۵۶

ترجمہ۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے جبکہ ابلیس اللہ کا نافرمان ہے۔

حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا۔ ۵۷ے

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے کے اللہ نے شیطان کو نار سے پیدا کیا ہے۔

جو علماء ابلیس کو فرشتہ قرار دیتے ہیں وہ ان تین آیات اور اس حدیث میں تاویل کرتے ہیں تاہم جو ابلیس کو جن قرار دیتے ہیں، فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۔ ۵۸ے

میں تاویل کرتے ہیں یا اس استثناء کو منقطع قرار دیتے ہیں اور زیادہ آیتوں میں تاویل کرنے کی بہ نسبت ایک آیت میں تاویل کرنا اولیٰ ہے۔ امام طبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) نے معجم اوسط میں حضرت عمر ؓ سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے کے ایک بار حضرت جبرائیل علیہ السلام رو رہے

تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رونے کی وجہ دریافت فرمائی اور فرمایا اے جبرائیل اللہ نے تمہیں اتنا بڑا مقام دیا ہے، اور پھر بھی تم رو رہے ہو؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں کیوں نہ روؤں' میں رونے کا زیادہ حقدار ہوں ہوسکتا ہے اللہ کے علم میں میرا یہ مقام نہ ہو جس پر میں فائز ہوں اور ہوسکتا ہے کے مجھے اس طرح آزمائش میں ڈالا گیا ہو جس طرح ابلیس کو آزمائش میں ڈالا گیا تھا بیشک وہ بھی فرشتوں میں سے تھا۔ ۵۹ ؎

امام ابن جریر طبرنی (متوفی ۳۱۰ھ) اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں! حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور کئی صحابہ کرامؓ بیان کرتے ہیں کے ابلیس کو جنت سے نکال دیا گیا اور اس پر لعنت کی گئی۔ ۶۰ ؎

جنات کی شکل وصورت:

جنات کے جسمانی خدوخال اور شکل وصورت بھی ہوتی ہیں جیسے ان کا چہرہ بیضوی اور سر کشکول کی مانند ہوتا ہے، ان کی آنکھیں بادام کی طرح جبکہ آنکھ کی پتلی میں گہرے رنگ کے ڈورے ہوتے ہیں ان کی ناک ستواں ہوتی ہے لیکن ناک کی نوک غائب ہوتی ہے، جنات کا قد متوازن ہوتا ہے ان کے اندر چونکہ مفرد لہریں کام کرتی ہیں لہٰذا ان کے جسمانی نظام میں اکہری برقی رو دور کرتی ہے جنات کے حواس محدودیت میں لامحدود ہوتے ہیں اور یہ ایک گھنٹے میں ستائیس میل چل سکتے ہیں تمام قوم اجنہ روشنی کے خول میں بند ہوتے ہیں ان کی اشتہاء میں فاسفورس کا بہت عمل دخل ہوتا ہے۔ ۶۱ ؎

ابوالجن طارہ نوس:

حضرت آدم علیہ السلام ابوالبشر ہیں، اولین انسان اور تمام انسانوں کے باپ ہیں بالکل اسی طرح سے قوم اجنہ کے پہلے فرد کا نام ابوالجن طارہ نوس ہیں، قوم اجنہ میں بھی توالد وتناسل کا سلسلہ جاری ہے اور ان کے یہاں بھی مرد اور عورتیں پائی جاتی ہیں۔ ۶۲ ؎

ہماری زمین ابتدا میں چونکہ آگ کے ایک دہکتے ہوئے گولے کی مانند تھی لہٰذا اس دور میں یہاں

جنات آباد تھے کیونکہ جنات کو اللہ تعالی نے آگ سے تخلیق فرمایا ہے اوران کی جسمانی ساخت اور صلاحیت ایسی ہے جو کے اس گرم ترین ماحول کی حرارت کو با آسانی برداشت کرتی تھی۔ ۱۷۰ ۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۔ ۶۳

ترجمہ۔ہم نے اس سے پہلے جنات کو دھوئیں والی آگ سے پیدا کیا۔

سید محمود آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں! جنات اجسام عاقلہ ہیں جن پر ناریت غالب ہے اور اس کی دلیل میں ارشاد خداوندی ہے!

وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۔ ۶۴

ترجمہ۔جنات کو خالص آگ کے شعلوں سے پیدا کیا گیا۔

علامہ جمال الدین محمد بن مکرم افریقی مصری (متوفی ۷۱۱ھ) لکھتے ہیں! جان کی ایک قسم ہے اس کو الجن اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ انسانی آنکھوں سے مخفی ہوتی ہے۔

الْجَآنَّ، سے مراد جنوں کا باپ جس کو اللہ تعالی نے آگ سے پیدا فرمایا اور پھر اس سے اس کی نسل اور ذریت کو آگے بڑھایا یہ زمین میں ہزاروں سالوں سے آباد تھے لیکن جب انھوں نے زمین پر فساد اور خونریزی کی تو پھر اللہ تعالی نے زمین پر فرشتوں کو بھیجا جنھوں نے زمین کو صاف کیا۔

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت مِنْ مَّارِجٍ سے مراد زرد اور سبز شعلہ جو آگ میں بلند ہوتا ہے جب آگ جلائی جاتی ہے۔ ۶۵ ۔

اللہ تعالی نے جب فرشتوں کے سامنے حضرت آدم کی پیدائش کا ذکر فرمایا تو فرشتوں نے حضرت آدم کو جنات پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہا کے یہ زمین پر خونریزی کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کے تمام جنات الجان کی اولادیں ہیں وہ شیاطین نہیں ہیں ان میں مومنین اور کافرین بھی ہیں انھیں بھی موت آتی ہے اور وہ اپنے اعمال کی بنیاد میں داخل جنت اور جہنم بھی ہوں گے آپ نے مزید کہا کے تمام شیاطین ابلیس کی اولادیں ہیں جنھیں ابلیس کے ساتھ ہی موت آئے گی۔ ۶۶ ۔

جنات کا ایمان:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک جن پیدا ہوتا ہے صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بھی پیدا کیا گیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں! میرے ساتھ بھی پیدا کیا گیا ہے لیکن اللہ نے میری اعانت فرتے ہوئے اسے مسلمان کر دیا اور وہ مجھے نیکی کے سوا کوئی اور مشورہ نہیں دیتا۔ ۶۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت جس طرح سے دنیا کے تمام انسانوں کے لئے ہے بالکل اسی طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے دائرے میں قوم اجنہ بھی آتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادخداوندی ہے!

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِىْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۔۶۸

ترجمہ۔ائے جنات اور انسانوں کے گروہ! کیا تمھاری جنس میں سے تمھارے پاس رسول نہیں آئے؟ کے تم کو ہماری آیات پڑھ کر سناتے اور تمھیں اس دن کے آنے سے پہلے تمھیں ڈراتے۔

جنات کے لئے رسولوں کے ذکر کی توجیہات:

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ ۔۶۹

ترجمہ۔اے جنوں اور انسانوں کے گروہ کیا تمہارے پاس رسول نہیں آئے؟

اس آیت میں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کے جنات سے بھی رسول مبعوث ہوتے رہے حالانکہ اس پر اتفاق ہے کے رسول صرف انسانوں سے مبعوث کئے گئے ہیں۔

اس اعتراض کے حسب ذیل جوابات ہیں:

ا۔ جنات کے رسول سے رسول کا اصطلاحی اور معروف معنی مراد نہیں ہے یعنی وہ انسان جس کو اللہ نے احکام تبلیغ کے لئے لوگوں کے پاس بھیجا ہو اور اس پر وحی اور کتاب کا نزول ہو بلکہ یہاں رسول کے لغوی معنی مراد ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا جنات کے رسول وہ ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وحی سن کر اپنی قوم کو پہنچائی یعنی مبلغ۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ـ ۰۷

ترجمہ۔آپ فرما دیجیے کہ میرے پاس یہ وحی آئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے میری طرف بات سننے کے لیے دھیان دیا پھر انھوں نے کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔

يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ـ ۷۱

ترجمہ۔جو ہدایت کا راستہ بتاتا ہے سو ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے رب کے ساتھ ہرگز کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔

۲۔مجاھد نے کہا انسانوں کی طرف رسولوں کو مبعوث کیا گیا ہے اور جنات کی طرف منذرین کو اور اس آیت میں جنات کے رسول سے مراد منذرین ہیں یعنی ڈرانے والے۔

۳۔کلبی نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے انسانوں اور جنات دونوں کی طرف رسول بھیجے جاتے تھے لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے پانچ ایسی چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی۔

۱۔ایک ماہ کی مسافت سے میرا رعب طاری کر دیا گیا۔

۲۔تمام روئے زمین کو میرے لئے مسجد اور طہارت کا آلہ بنا دی گئی۔پس میرا امتی جس جگہ بھی نماز کا وقت پائے وہ وہیں نماز پڑھ لے۔

۳۔میرے لئے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کی گئیں۔

۴۔مجھے شفاعت دی گئی۔

۵۔پہلے صرف نبی کو اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا لیکن میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا

گیا ہوں۔ ۷۲ے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا، پہلے صرف انسانوں کی طرف رسول مبعوث ہوتے تھے اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انسانوں کے بھی رسول ہیں اور جنات کے بھی رسول ہیں اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میں تمام مخلوقات کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ ۷۳ے

جنات کو اللہ نے شعلوں والی آگ سے پیدا فرمایا ہے اور انسان کو مٹی سے پیدا فرمایا تاہم دونوں کی خلقت الگ الگ ہے اور ان میں مومنین اور کافرین دونوں ہی ہوتے ہیں لیکن ابلیس ان دونوں کا ہی دشمن ہے وہ کافرین سے دوستی جبکہ مومنین سے دشمنی رکھتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۔ ۷۴

ترجمہ۔ جنات کو آگ کی لپٹ سے پیدا کیا۔

وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۔ ۷۵

ترجمہ۔ ہم میں سے کچھ نیک ہیں اور کچھ اس کے خلاف، ہم کئی مسالک میں متفرق ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت ۔ وَ اِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ ۔ نصیبین کے رہنے والے انیس جنات تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو ان کی قوم کی طرف قاصد بنا کر بھیجا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جنات دو مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف پھیرے گئے اور وہ نصیبیں کے اشراف اور سردار جنات تھے۔

وَ اِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَ لَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ قَالُوْا یٰقَوْمَنَاۤ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْۤ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ یٰقَوْمَنَاۤ اَجِیْبُوْا

دَاعِیَ اللّٰہِ وَ اٰمِنُوْا بِہٖ یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَ یُجِرْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۔

ترجمہ۔ جب ہم نے آپ کی طرف جنات کی ایک جماعت کو پھیر دیا جو قرآن سننے لگے، سو جب یہ لوگ قرآن کے پاس حاضر ہوئے تو کہنے لگے کہ چپ رہو پھر جب قرآن پڑھا جا چکا تو اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر چلے گئے، کہنے لگے اے ہماری قوم! بیشک ہم نے ایسی کتاب سنی ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کے نازل کی گئی ہے وہ ان کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے تھیں وہ حق کی طرف اور سیدھے راستہ کی طرف ہدایت دینے والی ہے، اے ہماری قوم اللہ کی طرف بلانے والے کی بات مان لو اور اس پر ایمان لے آؤ اللہ تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا اور تمہیں سخت عذاب سے بچا دے گا۔۷۶؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنات پر ایک گھاٹی میں قرآن پڑھا جس کو حجون کہا جاتا ہے۔۷۷؎

علقمہ کہتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا آپ میں سے کوئی شخص اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات جنات سے ہوئی؟ تو انھوں نے کہا کے ہم میں سے کوئی بھی اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ موجود نہ تھا لیکن ایک رات ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گم پایا اور ہم کو یہی خیال آیا کے کسی دشمن نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دھوکا دیا ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی ناخوش گوار واقعہ پیش آیا ہے ہم نے انتہائی پریشانی میں وہ رات گزاری جب صبح ہوئی تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غار حرا کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا پھر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی پریشانی بیان کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے پاس ایک جن دعوت دینے آیا تھا میں ان کے پاس گیا اور میں نے ان کے سامنے قرآن پڑھا یہ کہنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں بھی اس مقام پر لے کر گئے وہاں ہم نے ان کے اور آگ کے نشانات دیکھے۔

شعبی نے بیان کیا کے انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ناشتہ طلب کیا تھا عامر نے کہا یہ ایک جزیرے کے جن تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر ہڈی جس پر اللہ کا نام پڑھا گیا ہو جب وہ تمھارے ہاتھوں

میں آئے گی تو وہ گوشت سے بھر جائے گی اور اسی طرح گوبر تمھارے جانوروں کا چارہ بنے گا پس اے مسلمانوان دو چیزوں سے استنجا نہ کیا کرو کیونکہ یہ تمھارے جنات بھائی کی اور ان کے جانوروں کی خوارک ہیں۔۷۸؎

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جنات کے کئی وفود آتے تھے۔۷۹؎

امام ابن اسحاق نے ذکر کیا کے سورہ جن اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف کی طرف گئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو ثقیف سے تبلیغ اسلام پر مدد طلب کی اور یہ واقعہ بھی بعثت کے ابتدائی دس سالوں کا ہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم صحابہ کرام سے پوچھا! آج رات تم میں سے کون میرے ساتھ جنات کی ملاقات کے لئے چلے گا؟ تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوگیا پھر مکہ کے بالائی حصے میں ایک جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جگہ ایک لکیر کھینچ کر مجھ سے فرمایا کے تم اس لکیر سے آگے نہ بڑھنا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے تشریف لے گئے اور کھڑے ہو کر تلاوت قرآن کریم شروع کر دی، میں نے دیکھا کے بہت سے اشخاص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھیر لیا اور وہ میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان حائل تھے۔۸۰؎

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ) لکھتے ہیں! حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنات کو دیکھا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں یہ حکم دیا کے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلیں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سامنے قرآن کریم پڑھ سکیں پھر جنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گئے حتی کے شعب ابن ابی دب کے ساتھ مقام الحجون کے نزدیک پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سامنے ایک خط کھینچ کر فرمایا کے اس لکیر سے آگے نہ بڑھنا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحجون کی طرف گئے تو جنات بہت بڑے اجسام میں آپ کی جانب بڑھے وہ اس طرح سے دف بجا رہے تھے جس طرح سے عورتیں دف بجایا کرتی ہیں حتیٰ کے انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈھانپ لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری آنکھوں کے سامنے سے اوجھل ہوگئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کے کئی عرصے کے بعد جب میں کوفہ گیا تو میں نے وہاں جاٹوں کے ایک گروہ کو دیکھا جو کے الحجون کے مقام پر موجود جنات کے گروہ سے بہت زیادہ مشابہہ تھے۔۸۱؎
دوسری روایت یہ ہے کے جنات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں؟ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا! میں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں پھر انھوں نے کہا! اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں گواہی کون دے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ درخت پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درخت کو اپنے قریب بلایا درخت جڑوں کے ساتھ چلتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درخت سے کہا کے تم میرے لئے کس چیز کی گواہی دیتے ہو درخت نے جواب دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درخت سے کہا! جاؤ اپنی جگہ لوٹ جاؤ یہ سن کر درخت اپنی جگہ پر لوٹ گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واپس آ کر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا! یہ جنات میرے پاس قرآن کریم کو سننے کے لئے آئے تھے اور اب یہ اپنی قوم کو اللہ کے عذاب سے ڈرانے کے لئے واپس گئے ہیں انھوں نے مجھ سے اپنی خوارک کے بارے میں پوچھا تو میں نے ان سے یہ کہا! میں نے انھیں ہڈیوں اور مینگنیوں میں ان کی خوارک کی طرف نشاندہی کی پس تم میں سے کوئی ہڈی اور مینگنی سے استنجا نہ کرے۔۸۲؎

مومن اور مشرک جنات:

جس طرح سے دنیا میں عقائد کے اعتبار سے دو ہی طرح کے انسان پائے جاتے ہیں۔
۱۔اللہ پر ایمان لانے والے۔ ۲۔اللہ کا انکار یا اس کا شریک ٹھہرانے والے۔
بالکل اسی طرح سے قوم اجنہ میں بھی عقائد کے اعتبار سے دو طرح کے جنات پائے جاتے ہیں
۱۔ اللہ پر ایمان لانے والے جنات ۔ ۲۔ اللہ کا انکار کرنے والے یا اس کا شریک ٹھہرانے والے۔ جنات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن سنا اور ان پر ایمان لاتے ہوئے کفر اور شرک سے توبہ کی لہٰذا جنات احکامات شرعیہ کے مکلف ہیں۔

قوم اجنہ میں بھی مومن اور مشرک جنات پائے جاتے ہیں وہ بھی انسانوں کی طرح روزہ، نماز اور حج وزکوۃ کی ادائے گی کرتے ہیں۔ ۸۳؎ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔ ۸۴

ترجمہ۔ہم نے انسانوں اور جنات کو اسی لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ وہ ہماری عبادت کریں۔

الطبرانی فی مسند الشامیین والحاکم فی التاریخ والبیہقی فی شعب الایمان والدیلمی ابودرداء ؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کے میرا اور جن وانس کا فیصلہ بھی عجیب ہے میں پیدا کرتا ہوں اور وہ میرے سوا غیر کی عبادت کرتے ہیں، میں رزق دیتا ہوں اور وہ میرے سوا غیر کا شکر ادا کرتے ہیں۔ ۸۵؎

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسٌ وَّلَا جَانٌّ۔ ۸۶

ترجمہ۔روز (قیامت) انسانوں اور جنات سے ان کے گناہ کے متعلق سوالات کئے جائیں گے۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْإِنْسِ وَ الْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَ مَا يَفْتَرُوْنَ۔ ۸۷

ترجمہ۔اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن مقرر کر دیئے ہیں جو شیاطین ہیں انسانوں میں سے اور جنات میں سے ان میں بعض بعض کو ایسی باتوں کا وسوسہ ڈالتے ہیں جو بظاہر اچھی لگتی ہیں وہ یہ کام دھوکہ دینے کے لئے کرتے ہیں اور اگر تیرا رب چاہے تو یہ لوگ یہ کام نہ کریں، سو چھوڑ دیجئے ان کو اور ان باتوں کو جو وہ جھوٹ بناتے ہیں۔

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ۔ ۸۸

ترجمہ۔میں پناہ مانگتا ہوں وسوسہ ڈالنے والے، پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے جو جنات اور انسانوں میں سے ہیں۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ

عَظِيْمٌ ۔۸۹

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ فرمایا جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کہ ان کے کئے مغفرت ہے اور اجر عظیم ہے۔

اس آیت کا مطلب ہے کے جن اور انس میں سے ہر فرد کو اس کے اعمال کی پوری جزا یا سزا ملے گی تاہم مومن جن بھی جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

مندرجہ بالا آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کے انسانوں کی طرح جنات بھی جو اللہ کے اطاعت گزار تھے وہ داخل جنت کئے جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کے کل ملائکہ جنت میں اور کل شیاطین دوزخ میں ہوں گے اور جنت اور دوزخ میں دونوں انسان اور جنات ہوں گے۔۹۰؎

امام ابوالشیخ عبداللہ بن محمد اصفہانی (متوفی ۳۹۶ھ) روایت کرتے ہیں! ضحاک بیان کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا، مخلوقات کی چار اقسام ہیں۔

۱۔کل فرشتے جنت میں جائیں گے۔

۲۔کل شیاطین دوزخ میں جائیں گے۔

۳۔مومن انس اور جن جنت میں جائیں گے۔

۴۔گناہ گار انس وجن دوزخ میں جائیں گے۔۹۱؎

ضحاک نے مزید کہا، جنات جنت میں داخل ہوں گے اور وہ وہاں کھائیں اور پیں گے۔۹۲؎

ارطاۃ بن المنذر نے ضمرۃ بن حبیب سے پوچھا، کیا جنات جنت میں داخل ہوں گے؟

تو انھوں نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے قرآن کریم کا حوالہ پیش کیا۔

فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۔۹۳

ترجمہ۔ان باغوں میں ایسی عورتیں ہوں گی جو نیچی نگاہ رکھنے والی ہوں گی ان کو ان لوگوں سے پہلے کسی انسان یا کسی جن نے استعمال نہ کیا ہوگا۔

انھوں نے مزید کہا کے جنات کے لئے جنت میں جنیات اور انسانوں کے لئے جنت میں انسیات

ہیں۔ ۹۴؎

ابن جریرؒ وابن المنذرؒ وابوالشیخ نے العظمہ میں ارطاۃ بن منذرؒ سے روایت کیا، جب ہم نے ضمرہ بن حبیبؒ کے پاس یہ ذکر کیا کے جن جنت میں داخل ہوں گے؟ تو انھوں نے فرمایاہاں اوراس کی تصدیق اللہ کی کتاب میں ہے یعنی آیت۔

لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ

کے جنات کے لئے جنی عورتیں ہوں گی اور انسانوں کے لئے انسانی عورتیں ہوں گی۔ ۹۵؎

سعید بن منصورؒ وابن المنذرؒ نے شعبیؒ سے آیت لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ کے بارے میں روایت کیا کے وہ دنیا والوں کی عورتوں میں سے ہوں گی کہ اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ اس طرح پیدا فرمائیں گے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا آیت۔

إِنَّآ أَنشَأْنَٰهُنَّ إِنشَآءً فَجَعَلْنَٰهُنَّ أَبْكَارًا۔

ترجمہ۔ بے شک ہم نے انہیں ایک عجیب انداز سے پیدا کی پس ہم نے انہیں کنواریاں بنادیا) جن وانس میں سے کسی نے ان کو چھوا تک نہیں جب سے وہ دوسری بار پیدا کی گئیں۔ آیت۔ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ۔ ترجمہ۔ ان سے پہلے نہ کسی انسان نے اور نہ کسی جن نے۔ ۹۶؎

حسنؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک ضعیف عورت حاضر ہوئی اور کہنے لگی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کے وہ مجھے جنت میں داخل کر دے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت میں کوئی ضعیف عورت داخل نہ ہوگی، یہ سن کر وہ ضعیف خاتون روتے ہوئے واپس لوٹ گئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس کو بتادو کے تو بڑھاپے کی حالت میں داخل نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ آیت إِنَّآ أَنشَأْنَٰهُنَّ إِنشَآءً فَجَعَلْنَٰهُنَّ أَبْكَارًا۔ ترجمہ۔ ہم نے ان عورتوں کو عجیب انداز سے پیدا کیا اوران کو کنواریاں بنادیا۔ ۹۷؎

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت إِنَّآ أَنشَأْنَٰهُنَّ إِنشَآءً فَجَعَلْنَٰهُنَّ أَبْكَارًا سے مراد، ہم ان کو پہلی پیدائش کے علاوہ دوسری پیدائش میں پیدا فرمائیں گے۔ ۹۸؎

اس آیت کی تفسیر میں ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں! دنیا کی مومن خواتین جب داخل جنت کی جائیں

گی تو وہ اس وقت نوجوان اور کنواری خوبصورت شکل وصورت کی ہوں گی اور وہ جس شخص کے بھی نکاح میں لائی جائیں گی اس مرد سے پہلے ان پر کسی دوسرے مرد یا جن نے تصرف نہیں کیا ہوگا پھر یہاں اس آیت کا ایک دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کے جنت میں نیک انسانوں کی طرح نیک جنات بھی داخل کئے جائیں گے اور جنی خواتین بھی نئے سرے سے کنواری پیدا کی جائیں گی جن کو اس جن سے پہلے کسی نے ہاتھ نہ لگایا ہوگا یعنی دونوں انسان اور جنات کی رفاقت کے لئے انھی کی جنس سے وہاں ان کے ہم جنس موجود ہوں گے جو سب کی سب نہایت حیاء دار اور اچھوتی ہوں گی۔۹۹؎

معتبر روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کے اس واقعہ کے بعد مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جنات کے پے در پے وفود آنا شروع ہو گئے جن کا تعلق مختلف قبائل اور علاقوں سے تھا اور مختلف روایات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کے ان کی تعداد اندازاً چھ کے قریب تھی۔

اسی حوالے سے حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھے پھر ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے کچھ دور تشریف لے گئے تھوری ہی دیر گزری تھی کے میں شور کی آواز سنی ایسی آواز جیسے کچھ لوگ لڑ رہے ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ شور کیسا ہے؟ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن اور مشرک جنات آپس میں مکانات کے بارے میں جھگڑا کر رہے تھے تو میں نے مومن جنات کو بستیوں اور پہاڑ کی چوٹیوں پر رہنے کے لئے کہا جبکہ مشرک جنات کو وادیوں اور جزیروں میں رہنے کے لئے حکم دیا۔۱۰۰؎

جنات اور انسانوں کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔۱۰۱

ترجمہ۔اے جنات اور انسانوں کے گروہو! اگر تم یہ طاقت رکھتے ہو تو آسمانوں اور زمینوں کے کناروں سے نکل جاؤ لیکن تم جہاں بھی جاؤ گے اس کی سلطنت ہے سو تم دونوں اپنے رب کی کون

کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

عبدالرزاقؒ عبد بن حمیدؒ وابن جریرؒ نے قتادہؒ سے روایت کیا ہے کے آیت۔ "فلاتنتصرن" سے مراد جن اور انس ہیں۔۱۰۲؎

وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ۔۱۰۳

ترجمہ۔ جب ہم نے آپ کی طرف جنات کی ایک جماعت کو پھیر دیا جو قرآن سننے لگے، سو جب یہ لوگ قرآن کے پاس حاضر ہوئے تو کہنے لگے کہ چپ رہو پھر جب قرآن پڑھا جا چکا تو اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر چلے گئے۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ۔۱۰۴

ترجمہ۔ ہم نے انسانوں اور جنات میں سے اکثر کو دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے۔

وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ۔۱۰۵

ترجمہ۔ ہم نے پیدا کیا ہے بہت سے جنات اور انسان کو جہنم کے لئے۔

جنات اکثر سانپوں کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے ایک حدیث ہے!

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مدینے میں جنات کی ایک جماعت اسلام لا چکی ہے اگر تم نے ان سانپوں میں سے کسی کو گھروں میں رہتے ہوئے دیکھا تو ان کو تین دفعہ نکلنے کے لئے خبردار کرو اگر اس کے بعد بھی وہ سانپ نظر آئے تو اس کو مار دو کیونکہ وہ شیطان ہے۔۱۰۶؎

حضرت ابو لبابہ بن عبدالمنذر البدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔۱۰۷؎

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! گھروں میں جنات سانپوں کی شکل میں رہتے ہیں اگر تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو اس کو تین دفعہ ڈراؤ اگر وہ نکل جائے تو فبہا ء ورنہ اس کو قتل کر دو کیونکہ وہ کافر ہے۔۱۰۸؎

ضحاک کے مطابق جن الجان کی اولا دیں ہیں اور یہ شیطان نہیں ہیں ان پر بھی موت وارد ہوتی ہے ،ان میں سے کچھ مومن اور کچھ کافر بھی ہوتے ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مدینہ میں جنات کی ایک جماعت اسلام لا چکی ہے اگر تم ان سانپوں میں سے کسی کو گھروں میں رہتے ہوئے دیکھا تو اس کو تین دفعہ نکلنے کے لئے خبردار کرو اگر اس کے بعد بھی وہ سانپ نظر آئے تو اس کو مار دو کیونکہ وہ شیطان ہے۔۱۰۹؎

حضرت ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ان گھروں میں جنات سانپوں کی صورت میں رہتے ہیں اگر تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو اس کو تین دفعہ ڈراؤ اگر وہ نکل جائے تو فبہاء ورنہ اس کو قتل کر دو، وہ کافر ہے۔۱۱۰؎

جنات کے فرقے:

انسانوں کی طرح جنات کے بھی کئی فرقے ہیں ان کی بھی تہذیب وتمدن ،قبائل، علاقے ،شہر اور وادیاں ہیں جہاں مختلف فرقے سے تعلق رکھنے والے جنات اپنے خاندانوں کے ساتھ آباد ہیں جنات بھی مختلف زبانیں بولتے ہیں اور ان کی بھی رسم ورواج ، عادات ، رنگ ونسل ، گروہ اور طبقات ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خدوندی ہے!

وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۙ۔۱۱۱

ترجمہ۔ بے شک ان میں سے (جنات) چند نیک اور کچھ برے ہیں اور باہم مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

اس آیت میں لفظ ’ قددا‘ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو قدۃ کی جمع ہے اس کے معنی چمڑے کے ٹکڑے اور قدد کے معنی متعدد فرقوں کے بھی ہے یعنی ثابت یہ ہوا کے جس طرح سے انسانوں کے مختلف فرقے اور قبائل ہوتے ہیں بالکل اسی طرح سے جنات کے بھی کئی فرقے اور قبائل ہوتے ہیں جہاں وہ مختلف زبان بولتے ہیں اور ہر قبیلہ مختلف رسم ورواج کا پابند ہوتا ہے۔

خواجہ شمس الدین عظیمی لکھتے ہیں ! جنات کے بارہ طبقات ہیں اور یہ وہ بارہ طبقات ہیں جو کے

ہماری زمین پر آباد ہیں تاہم ہر طبقہ کے جنات کی شکل صورت ، عادات واطوار اور رسم ورواج دوسروں سے مختلف ہیں اور وہ علیحدہ سے پہچانے جاتے ہیں وہ مزید لکھتے ہیں کے ہندوستان کے شہر دہلی کے کالے پہاڑ کی تلہٹی میں بھی جنات کے کئی طبقات آباد ہیں اگر چہ یہ ایک سنسان اور غیر آباد علاقہ ہے اور اگر کوئی مسافر بھولے بھٹکے اس طرف نکل جاتا تو اس کو شریر جنات تنگ کیا کرتے۔ ۱۱۲؎

امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ) اپنی تفسیر کبیر میں یہ لکھتے ہیں! انسانوں کی طرح جنات بھی مختلف عقائد اور نظریات کے حاملین ہوتے ہیں جن میں مرجیہ ، قدریہ، روافض، اور خوارج شامل ہیں۔

ضحاک نے کہا ان میں مومن اور متقی بھی ہیں اور مومن وفاسق بھی ہیں۔

ابوالشیخ نے العظمہ میں سدیؒ سے روایت کیا کہ آیت كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا۔ سے مراد جنات کے مختلف فرقے ہیں، جو تمہاری طرح ہیں،یعنی ان میں بھی قدریہ مرجۂ روافضہ اور شیعہ ہیں۔ ۱۱۳؎

المسیب نے کہا ان میں یہود ونصاری، مجوس اور مسلمان بھی ہیں اور ان میں وہ جنات بھی ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اور وہ بھی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔ ۱۱۴؎

اسی حوالے سے ارشادات خداندی ہیں!

وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا۔ ۱۱۵

ترجمہ۔(جنات نے کہا) بے شک ہم میں سے چند اطاعت گزار ہیں اور کچھ سرکش ہیں سو جنھوں نے اطاعت کی انھوں نے ہدایت کا راستہ تلاش کر لیا اور رہے سرکش تو وہ دوزخ کا ایندھن ہیں۔

عبد بن حمید نے قتادہؓ سے روایت کیا ہے کے آیت وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ سے مراد ظلم کرنے والے ہیں، اور ارشاد خداوندی ہے !وَّ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً

غَدَقًا۔ترجمہ۔اگروہ راستہ پر قائم ہوجاتے تو ہم انہیں فراغت پانے سے سیراب کرتے۔
یعنی اگر سب ایمان لے آتے۔لَاَسۡقَیۡنٰهُمۡ ہم ان کو سیراب کرتے یعنی ہم ان کے لیے دنیا میں وسعت کردیتے۔۱۱۶؎

عبد بن حمید نے حسنؒ سے آیت وَّ اَنۡ لَّوِ اسۡتَقَامُوۡا عَلَى الطَّرِيۡقَةِ لَاَسۡقَيۡنٰهُمۡ مَّآءً غَدَقًا کے بارے میں روایت کیا کہ وہ اللہ کی اطاعت پر ثابت قدم رہیں جس چیز کا ان کو حکم دیا گیا تھا،تو اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں کثرت پیدا فرمادیں گے یہاں تک کے وہ غنی ہوجائیں گے ،پھر حسنؒ فرماتے ہیں!اللہ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اللہ کے اطاعت گزار تھے تو اللہ نے ان پر قیصرو کسریٰ کے خزانے کھول دیئے گئے۔۱۱۷؎

عبد بن حمید نے ربیع بن انسؒ سے روایت کیا ہے!مَّآءً غَدَقًا سے مراد آسودہ زندگی ہے۔۱۱۸؎

جنات اور انسانوں سے متعلق اللہ کے علم میں یہ بات تھی کے وہ کفر کریں گے اور اللہ کے سوا دوسروں کو عبادت کا مستحق ٹھہرائیں گے لہٰذا ایسے سرکشوں کو روز قیامت جہنم میں گھسیٹا جائے گا اللہ تعالیٰ نے اپنی کل مخلوقات میں سے صرف انسان اور جنات کو ارادہ اور اختیار کے ساتھ پیدا فرمایا ہے یہ دونوں ہی مکلف ہیں چونکہ انھیں عمل کی آزادی حاصل ہے جبکہ بقیہ مخلوقات اللہ کی عبادت تکوینی اور غیر ارادی طور پر کرتی ہیں یا بالفاظ دیگر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کے ان کے جسمانی پروگرام میں اللہ کی اطاعت اور عبادت کو فیڈ کردیا گیا ہے۔

ایک روحانی تمثیل:

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء نے جنات سے متعلق حقائق وانکشاف پر ایک روداد لکھی ہے!
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے مدرسے میں جس طرح انسانوں کے لڑکے پڑھا کرتے تھے اسی طرح سے جنات کے لڑکے بھی وہاں تعلیم حاصل کیا کرتے لیکن وہ تعداد میں انسانوں کے مقابلے میں کم تھے شاہ صاحب کے مدرسہ میں جنات طالب علموں کو یہ خاص ہدایت تھی کے وہ انسان طالب علموں کو ہرگز بھی ہراساں ،تنگ یا خوفزدہ نہیں کریں گے اور ان جنات طلباء کی بڑی تعداد

ایسی تھی جو ہندوستان کے شہر دہلی کے کالے پہاڑ کی تلہٹی سے تعلق رکھتے تھے یہ جنات بچے مدرسہ میں سبق حاصل کرنے کے علاوہ نماز باجماعت بھی ادا کیا کرتے اس کے ساتھ ہی وہ وضو کے لوٹے بھرتے اور سقاوے میں پانی کے انتظامات بھی کیا کرتے۔ ۱۱۹؎

جنات کی خوراک:

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ٦٦٨ ھ) لکھتے ہیں، امام بیہقی کی روایت ہے! جنات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خوراک کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا! تمھارے لئے ہر ہڈی میں خوراک ہے اس حدیث میں یہ دلیل ہے کے جنات کھاتے ہیں وہ گوشت نہیں کھاتے ہیں بلکہ ہڈی کو شوق سے تناول کرتے ہیں اور ان کے لئے ہڈی ایسی ہی حیثیت رکھتی ہے جیسی انسانوں کے لئے گوشت یہی نہیں بلکہ ہمارے جانوروں کا فضلہ جس میں گوبر، لید اور مینگنی وغیرہ شامل ہے وہ جنات کے جانوروں کے چارے کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کے لئے فضلہ سبز گھاس بن جاتی ہے اکثر یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کے حلوائی کی دوکان سے رات گئے جنات مٹھائیاں لے کر جاتے ہیں تاہم جنات کی خوارک کا بڑا حصہ فاسفورک ایسڈ پر بھی مشتمل ہے لہٰذا جنات کی غذا میں کوئلہ بھی شامل ہے۔ ۱۲۰؎

مفرد اور مرکب لہریں:

ہر جسمانی وجود کے اوپر ایک اور جسم بھی پایا جاتا ہے جیسے صوفیاء کے یہاں ہیولی کہا جاتا ہے باطنی نگاہ سے اگر اس ہیولی کا تجزیہ کیا جائے تو اس میں تمام جسمانی اعضاء اور خدوخال پائے جاتے ہیں جس میں آنکھ، ناک، ہاتھ، پیر اور تمام چہرہ مہرہ شامل ہے اس ہیولی کے اندر روشنی کا ٹھوس پن بھی پایا جاتا ہے تخلیق کا قانون یہ ہے کے سب سے پہلے روشنی سے بنا ہوا جسم تخلیق ہوتا ہے اس کے بعد مادی وجود کی تخلیق عمل میں آتی ہے لیکن ان دونوں میں ہی ٹھوس پن موجود ہوتا ہے۔

مفرد لہریں ایسی حرکات کا مجموعہ ہیں جو ایک سمت سے دوسری سمت میں جاری وساری ہیں اگر ایک سمت سے دوسری سمت سفر کرنے والی یہ مفرد لہریں ایک دوسرے میں پیوست ہوجائیں اور اس

کے اوپر نقش ونگار بھی بن جائیں تو اس سے بنی ہوئی مخلوق جنات یا عالم جنات کہلائے گی لیکن اگر مرکب لہریں ایک دوسرے میں پیوست ہوجائیں اور ان کے درمیان واقع درمیانی فاصلے بھی قطعاً ختم ہوجائیں اور اس بساط پر نقش ونگار بھی بن جائیں تو یہ انسان اور عالم انسانیت کہلائے گا۔۱۲۱؎

انسانی دنیا میں جس طرح سے انسانوں کے علاوہ دیگر کئی مخلوقات پائی جاتی ہیں بالکل اسی طرح سے عالم جنات میں بھی ہماری دنیا کی طرح زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے اور دیگر مخلوقات پائی جاتی ہیں فرق صرف اتنا ہے کے انسان کی تخلیق میں مرکب جبکہ جنات کی تخلیق میں مفرد لہروں کا استعمال ہوا ہے جس طرح سے مرکب لہروں کی تخلیق میں پانچ حسیات کام کرتی ہیں بالکل اسی طرح سے مفرد لہروں کی تخلیق میں بھی پانچ حسیات کام کرتی ہیں جنات ہنستے، بولتے، کھاتے، پیتے ،نوکری کرتے اور کھیتی باڑی کرتے ہیں ان کے یہاں بھی ڈاکٹر، انجینئر اور سائنسدان ہوتے ہیں اور بالکل ہماری دنیا کی طرح ان کے یہاں بھی اسکول، کالجز، یونیورسٹیز، ہاسپٹل اور دیگر ادارے پائے جاتے ہیں۔

جنات کی دنیا ہماری زمین کے گلوب کی حدود میں ہے اور ہماری زمین سے تقریباً دس لاکھ چھپن ہزار فٹ اوپر خلاء میں ہے۔۱۲۲؎ لیکن ان کی زمین ہمیں اس لئے نظر نہیں آتی ہے کیونکہ ہماری زمین سے اتنی بلندی پر ایک نہ نظر آنے والی چھت ہے جس کے اوپر وہ رہائش پذیر ہیں جس میں ان کے مکانات، کھیت کھلیان اور فیکٹریز اور کارخانے ہیں لہٰذا نہ وہ انسانوں کو دیکھ پاتے ہیں اور نہ جنات انسانوں کو دیکھ پاتے ہیں۔

جنات کی عمریں:

انسانی دنیا میں ماں کے بطن سے بچہ نو ماہ میں پیدا ہوتا ہے جبکہ جنات کی دنیا میں جنی ماں اپنے بچے کو ہماری دنیا کے اعداد وشمار کے مطابق نو سال کے بعد جنم دیتی ہے لہٰذا یہ بات طے ہوئی کے جنات کی بھی عمریں ہوتی ہیں انسانوں کی طرح جنات بھی مکلف مخلوق ہیں لہٰذا اپنے وقت کے رائج علوم کے علاوہ وہ روحانی علوم بھی سیکھتے ہیں۔اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہوا!

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ
السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ۔ ۱۲۳

ترجمہ۔اے گروہ جنات اور اے گروہ انسان تم زمین اور آسمان کے کناروں سے نکل کر دکھاؤ تم نہیں نکل سکتے مگر سلطان (روح) کے۔ یہاں سلطان (روح) سے مراد روحانی صلاحیتیں ہیں اگر کوئی انسان یا جن روحانی صلاحیتوں کو سیکھ کر انھیں بیدار اور متحرک کر لے تو وہ آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل کر غیب کی دنیا کا مشاہدہ کر سکتا ہے تصوف میں سلطان کا مطلب چھ شعوروں پر غلبہ حاصل کرنا اگر کوئی انسان زمینی شعور میں رہتے ہوئے چھ شعوروں پر غلبہ حاصل کر لے تو وہ زمینی شعور سے باہر نکل سکتا ہے ہر آسمان ایک شعور ہے اور آسمانی دنیا کو پہچاننے کے لئے ان شعوروں پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے آسمانی دنیا سے واقفیت ضروری ہے جب انسان ان سات شعوروں کا ادراک حاصل کر لیتا ہے تو پھر اس میں عرش معلیٰ کو دیکھنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ۱۲۴

حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کے ایک بوڑھا شخص جو چھڑی کے سہارے چل رہا تھا ایک بار مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے جنات کے لب لہجے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس سے اس کی زبان میں سوال پوچھا کے تمھارا تعلق جنات کے کس قبیلے سے ہے؟ تو اس نے جواب دیا میں ابلیس کا پڑپوتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نسب پوچھا؟ تو اس نے اپنا تعارف کروایا کے انا حام بن حیم بن لاقیس بن ابلیس۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! تم اور تمھارے پردادا کے درمیان صرف دو واسطے ہیں یعنی تمھارا باپ اور دادا؟ تو اس نے اثبات میں جواب دیا کے جی یہی دو واسطے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حام بن حیم سے اس کی عمر پوچھی؟ تو اس نے بتایا جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا تو اس وقت میں چھوٹا بچہ تھا اور مجھے یہ واقعہ یاد ہے۔ پھر اس نے بتایا کے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لے آیا اور جب انھیں آگ میں ڈالا گیا تو میں نے وہ منظر بھی دیکھا اور

میں نے چاہا کے میں اس آگ کو بجھاؤ، پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا تو میں ان پر بھی ایمان لایا اور میں نے ان سے تورات پڑھی اور سیکھی بعد ازاں میں حضرت عیسیٰ ابن مریم پر بھی ایمان لایا اور میں نے ان سے بھی انجیل پڑھی اور سیکھی پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حضرت عیسیٰ ابن مریم کا ایک پیغام لایا ہوں جب میں ان سے ملاقات کے لئے جاتا تھا تو انھوں نے یہ فرمایا تھا کے میرے بعد رسولوں کے سردار آئیں گے تا ہم جب تمھاری ان سے ملاقات ہو تو انھیں میرا سلام کہنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا کے ان پر بھی سلامتی ہو اور حام بن حیم تم پر بھی سلامتی ہو، پھر حام بن حیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے قرآن کریم کی تعلیم فرمائے چنانچہ روایت میں آتا ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو قرآن کریم کی تعلیم فرمائی اور اس کو دس سورتیں یاد کروائیں جن میں سورہ واقعہ، سورہ عمایتسالون، سورہ شمس، سورہ الکافرون، سورہ اخلاص، سورہ الفلق، سورہ الناس وغیرہ۔

پھر صحابہ کرام نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوگیا تو ہم نے کبھی دوبارہ حام بن حیم کو نہیں دیکھا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں وہ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ ۱۲۵؎

حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے تابع جنات:

حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام کے واسطہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے!

وَ وَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ وَ يَعۡقُوۡبَ ؕ كُلًّا هَدَيۡنَا ۚ وَ نُوۡحًا هَدَيۡنَا مِنۡ قَبۡلُ وَ مِنۡ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيۡمٰنَ وَ اَيُّوۡبَ وَ يُوۡسُفَ وَ مُوۡسٰى وَ هٰرُوۡنَ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ۔ ۱۲۶

ترجمہ۔ ہم نے ان کو اسحاق اور یعقوب عطا کیے اور ایک کو ہم نے ہدایت دی۔ اور اس سے پہلے ہم نے نوح کو ہدایت دی اور ان کی ذریت سے داؤد کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور موسیٰ کو اور ہارون

کو۔اور ہم اسی طرح نیک کاروں کو جزا دیتے ہیں۔
حضرت داوٗد علیہ السلام نے اپنا پایہ تخت جبرون سے منتقل کیا اور یروشلم کو انھوں نے اپنا دار الخلافہ بنایا حضرت سلیمان علیہ السلام یروشلم میں پیدا ہوئے اللہ تعالی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم وحکمت، ہدایت اور نبوت، فہم وفراست، اصابت رائے وقوت فیصلہ اور سلطنت وبادشاہت عطا فرمائی اور انھیں بہترین انتظامی صلاحیتوں سے نوازا آپ کی حکومت مصر سے لے کر فرات تک قائم تھی اور آپ کے دور حکومت کو تاریخ میں تابندہ اور درخشاں دور کی حیثیت حاصل ہے کیونکہ آپ کے دور حکومت میں آپ کی قوم کو بلندی، سرفرازی، عروج واستحکام اور جاہ وجلال حاصل ہوا جس کی مثال تاریخ میں محال ہے اللہ تعالی نے آپ کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا تھا اور وہ آپ کے حکم کے مطابق چلا کرتی تھی اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ۔ ۱۲۷

ترجمہ۔مسخر کر دیا ہم نے سلیمان کے لئے ہوا کو، وہ اس کے حکم سے نرمی کے ساتھ چلتی ہے اور وہ جہاں پہنچنا چاہتا ہے۔

وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ۔ ۱۲۸

ترجمہ۔ترجمہ۔ہم نے ان کے لئے تانبے کا چشمہ بہا دیا۔

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ۔ ۱۲۹

ترجمہ۔ہم نے سلیمان کے لیے ہوا کو مسخر کیا اس کا صبح چلنا ایک ماہ کی مسافت تھا اور اس کا شام کا چلنا ایک ماہ کی مسافت تھا اور ہم نے ان کے لیے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور جنات میں بعض وہ تھے جو ان کے سامنے ان کے رب کے حکم سے کام کرتے تھے اور ان میں سے جو شخص ہمارے حکم سے سرتابی کرے ہم اسے دوزخ کا عذاب چکھائیں گے۔

وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ

يُوْزَعُوْنَ۔ ۱۳۰

ترجمہ۔سلیمان کے لیے ان کے لشکر جمع کیے گئے جو جنات میں سے اور انسانوں میں سے اور پرندوں میں سے تھے، پھر انہیں روکا جاتا تھا۔

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیرؒ سے روایت کیا ہے کے،حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے تین لاکھ کرسیاں رکھی جاتیں،تاہم انسانوں میں سے مومنین آپ کے قریب بیٹھتے،ان کے پیچھے مومنین جنات بیٹھتے، پھروہ پرندوں کو حکم فرماتے تو وہ ان پر سایہ کرتے، پھر آپ ہوا کو حکم فرماتے تو وہ آپ کو اوپر اٹھا لیتی۔ ۱۳۱

وَ مِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَ يَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَ كُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ۔ ۱۳۲

ترجمہ۔بعض شیاطین ایسے تھے جو ان کے لئے غوطہ لگاتے تھے اور اس کے علاوہ دوسرے کام بھی کرتے تھے۔اور ہم حفاظت کرنے والے تھے۔

جیسا کے آیات قرآنی سے یہ ثابت ہوتا ہے کے اللہ تعالی نے جنات کو حضرت سلیمان کے تابع کیا تھا جو حضرت سلیمان کے حکم پر بڑی بڑی عمارات تعمیر کیا کرتے تھے راویت میں ہے کے آپ جنات کی مدد سے ہیکل کی تعمیر کروا رہے تھے اور ایک بلند مقام پر ایک شیشے کے کمرے میں لاٹھی سے ٹیک لگائے کھڑے ہوکر جنات کی کارگزاری کا جائزہ لے رہے تھے کے ایسے میں آپ کی موت واقع ہوگئی لیکن جنات کو اس بات کا علم نہ ہوسکا کے آپ کا انتقال ہو چکا بظاہر آپ لاٹھی سے ٹیک لگائے کھڑے تھے اور جنات یہ سمجھتے رہے کے آپ کمرے سے ان کی نگرانی کررہے ہیں لہذا وہ نہایت تندہی اور چستی سے اپنا کام کرتے رہے لیکن اس درمیان آپ کی لاٹھی کو دیمک لگ گئی اور جب دیمک لکڑی کو کھاتے کھاتے سرے تک پہنچی اور ساری لاٹھی کھا گئی تو آپ گر گئے یہ دیکھ کر جنات بولے اگر ہمیں پہلے معلوم ہوتا تو ہم اس سخت مصیبت کے کام میں آخر کیوں مبتلا ہوتے۔

اس واقعہ کو قرآن نے اس طرح سے بیان کیا ہے!

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ۔ ۱۳۳

ترجمہ۔ جب ہم نے سلیمان کی موت کا فیصلہ کر دیا تو ان (جنات) کو اس بات کا علم نہ تھا مگر دیمک نے جو کے سلیمان کی لاٹھی چاٹ رہی تھی اور جب سلیمان لاٹھی کے توازن بگڑنے کی وجہ سے گر پڑا تو اس پر جنات بولے اگر وہ غیب کا علم رکھتے تو اس سخت مصیبت میں مبتلا نہ ہوتے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے جنات کو حضرت آدم سے کئی ہزار سال قبل پیدا فرمایا۔ ۱۳۴

حوالہ کتب:

۱۔ سورہ جن۔ آیت۔ ۱۔
۲۔ سورہ جن۔ آیت۔ ۲۔
۳۔ سورہ جن۔ آیت۔ ۳۔
۴۔ سورہ جن۔ آیت۔ ۴۔
۵۔ سورہ جن۔ آیت۔ ۵۔
۶۔ سورہ جن۔ آیت۔ ۶۔
۷۔ سورہ جن۔ آیت۔ ۷۔
۸۔ سورہ جن۔ آیت۔ ۸۔
۹۔ سورہ جن۔ آیت۔ ۹۔
۱۰۔ سورہ جن۔ آیت۔ ۱۰۔
۱۱۔ سورہ جن۔ آیت۔ ۱۱۔
۱۲۔ سورہ جن۔ آیت۔ ۱۲۔
۱۳۔ سورہ جن۔ آیت۔ ۱۳۔
۱۴۔ سورہ جن۔ آیت۔ ۱۴۔
۱۵۔ سورہ جن۔ آیت۔ ۱۵۔
۱۶۔ سورہ جن۔ آیت۔ ۱۔

۱۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۸۔سورہ جن۔آیت۔۱۔
۱۹۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۰۔نور ہدایت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۲۔ص۔۲۹۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۲۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ۔ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۲۲۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ھ۔
۲۳۔سورہ انعام۔آیت۔۷۶۔
۲۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ۔ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۲۵۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔ج۔۵۔ص ۹۳۳۔مطبوعہ اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم حکومت پاکستان لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۲۶۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔ج۔۶۔ص۔۱۱۰۴۔مطبوعہ اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم حکومت پاکستان لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۲۷۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔ج۔۱۰۔ص۔۱۸۰۹۔مطبوعہ اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم حکومت پاکستان لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۲۸۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔ج۔۷۔ص۔۱۲۷۳۔مطبوعہ اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم حکومت پاکستان لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۲۹۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔ج۔۸۔ص۔۱۵۱۷۔مطبوعہ اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم حکومت پاکستان لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۳۰۔سورہ النجم۔آیت۔۳۲۔
۳۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ۔ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۳۲۔سورہ مجادلہ۔آیت۔۱۶۔
۳۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۳۴۔سورہ السجدہ۔آیت۔۱۷۔
۳۵۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۲۔
۳۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ۔ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۳۷۔سورہ انعام۔آیت۔۱۰۰۔
۳۸۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۵۸۔
۳۹۔سورہ جن۔آیت۔۶۔۷۔

۴۰۔سورہ جن۔آیت ۱۴۔
۴۱۔سورہ الصفت۔۱۵۸۔
۴۲۔المعجم الاوسط۔امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۴۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ۔ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۴۴۔الکشاف۔علامہ محمد بن عمر زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ)۔مطبوعہ داراحیاالتراث العربی بیروت۔۱۴۱۷ھ۔
۴۵۔الجامع الاحکام القرآن علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۴۶۔المعجم الاوسط۔امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۴۷۔المعجم الاوسط۔امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۴۸۔سورہ تحریم۔آیت۔۶۔
۴۹۔سورہ کہف۔آیت۔۵۰۔
۵۰۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔ج۔۱۔ص۔۲۹۴۔مطبوعہ انتشارات ناصخسر وایران۔۱۳۸۷ھ۔
۵۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۴۔
۵۲۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاالتراث العربی بیروت۔
۵۳۔شرح عقائد نسفی۔علامہ سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی (متوفی ۷۹۱ھ)۔ص۔۹۹۔مطبوعہ محمد سعید تاجران کتب۔کراچی۔
۵۴۔سورہ کہف۔آیت ۵۰۔
۵۵۔سورہ کہف۔آیت۔۵۰۔
۵۶۔سورہ تحریم۔آیت۔۶۔
۵۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۴۔
۵۹۔جامع الاحادیث الکبیر۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ج۔۱۲۔ص۔۱۳۱۔مطبوعہ دارالفکر، بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۰۔المعجم الاوسط۔امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۶۱۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۷۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔

۶۲۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۸۷۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین یونیورسٹی ملتان
۶۳۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۷۔
۶۴۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۵۔
۶۵۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۶۔لسان العرب۔علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی (متوفی ۷۱۱ھ)۔ج۔۳۔ص۔۲۱۹۔مطبوعہ نشرادب الحوزہ قم ایران۔
۶۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۶۸۔سورہ انعام۔آیت۔۱۳۰۔
۶۹۔سورہ انعام۔آیت۔۱۳۰۔
۷۰۔سورہ الجن۔آیت۔۱۔
۷۱۔سورہ الجن۔آیت۔۲۔
۷۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۷۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۷۴۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۵۔
۷۵۔سورہ جن۔آیت۔۱۱۔
۷۶۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۹۔۳۱۔
۷۷۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ
صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۷۸۔سورہ جن۔آیت۔۱۔
۷۹۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۸۰۔فتح الباری۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)۔ج۔۹۔ص۔۶۷۸۔ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۸۱۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۸۲۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۸۳۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۸۴۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۶۔
۸۵۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۸۶۔سورہ الرحمن۔آیت۔۳۹۔
۸۷۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۲۔

۸۸۔سورہ الناس۔آیت۔۴۔۶۔
۸۹۔سورہ مائدہ۔آیت۔۹۔۔
۹۰۔سورہ انعام۔آیت۔۱۳۲۔
۹۱۔فتاوی حدیثیہ۔علامہ احمد بن محمد بن علی بن حجر مکی (متوفی ۹۷۴ھ) ۔ص۔۶۱۔مطبوعہ دار احیا التراث العربی
۹۲۔کتاب العظمۃ۔امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ (متوفی ۳۹۶ھ) ۔رقم الحدیث۔۱۱۶۰۔۱۱۱۰۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔بیروت۔
۹۳۔سورہ رحمن۔آیت۔۵۶۔
۹۴۔کتاب العظمۃ۔امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ (متوفی ۳۹۶ھ) ۔رقم الحدیث۔۱۱۶۰۔۱۱۱۰۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔بیروت۔
۹۵۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۶۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۹۸۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۹۔تفہیم القرآن۔مولانا ابوالاعلیٰ مودودی (متوفی ۱۳۹۹ھ)۔ج۔۵۔ص۔۶۲۹۔مطبوعہ۔ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔
۱۰۰۔تفہیم القرآن۔مولانا ابوالاعلیٰ مودودی (متوفی ۱۳۹۹ھ)۔ج۔۵۔ص۔۶۲۹۔مطبوعہ۔ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔
۱۰۱۔سورہ رحمن۔آیت۔۳۳۔۳۴۔
۱۰۲۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۰۳۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۹۔
۱۰۴۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۲۔
۱۰۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۹۔
۱۰۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۰۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۰۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۰۹۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
۱۱۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۱۱۔سورہ الجن۔آیت۔۱۱۔
۱۱۲۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۹۵۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان
۱۱۳۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۱۴۔تفسیر کبیر۔امام فخر الدین محمد بن ضیاالدین عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ)۔ج۔۱۰۔ص۔۱۷۱۔مطبوعہ دار احیاء

التراث العربی بیروت۔ ۱۴۱۵ھ۔
۱۱۵۔سورہ الجن۔آیت۔ ۱۴۔ ۱۵۔
۱۱۶۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۱۷۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۱۸۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۱۹۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔ ۹۴۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین یونیورسٹی ملتان
۱۲۰۔التذکرہ فی امورالاخرۃ۔امام عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔مطبوعہ دارالبخاری مدینہ منورہ۔
۱۲۱۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔ ۹۰۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین یونیورسٹی ملتان
۱۲۲۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔ ۹۰۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین یونیورسٹی ملتان
۱۲۳۔سورہ الرحمن۔آیت۔ ۳۳۔
۱۲۴۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔ ۱۸۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین یونیورسٹی ملتان
۱۲۵۔ا(اس واقعے کوامام جلال الدین سیوطی نے خصائص الکبریٰ میں،امام رازی نے تفسیر الکبیر میں،امام زمخشری ،امام بیہقی ،امام ابوحفص بن حنبل نے سند کے ساتھ لکھااور روایت کیا ہے جبکہ امام جلال الدین سیوطی نے تواس پر باقاعدہ ایک باب بھی قائم کیا ہے)۔
۱۲۶۔سورہ انعام۔آیت۔ ۸۴۔
۱۲۷۔سورہ ص۔آیت۔ ۳۶۔
۱۲۸۔سورہ ص۔آیت۔ ۳۷۔
۱۲۹۔سورہ سبا۔آیت۔ ۱۲۔
۱۳۰۔سورہ النمل۔آیت۔ ۱۷۔
۱۳۱۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۳۲۔سورہ الانبیا۔آیت۔ ۸۲۔
۱۳۳۔سورہ سبا۔آیت۔ ۱۴
۱۳۴۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

۷۳۔سورہ المزمل (کپڑوں میں لپٹنے والے)

نام:

المزمل ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی چادر یا کپڑوں میں لپٹنے والے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب اشارہ ہے۔

شانِ نزول:

سورہ المزمل مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۲۰ ہے جبکہ اس میں کل رکوع ۲ ہیں۔

مضامین:

۱۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادات کا ذکر۔
۲۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ثابت قدم رہنے کی تلقین۔
۳۔گستاخوں سے اعراض برتنے کا حکم۔
۴۔مشرکین جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں کا انجام۔
۵۔نیک کاموں پر اجرِ عظیم کا وعدہ۔
۶۔قرآن کریم میں غور وفکر اور تفکر و تدبر کا حکم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص سورہ المزمل کو پڑھے گا اللہ تعالی اس کو دنیا اور آخرت میں خوش رکھے گا اور اس کے افلاس کو دور فرمائے گا اور یہ سورہ جس مشکل کے لئے پڑھی جائے گی اللہ تعالی

اس شخص کو اس مشکل سے نجات دے گا۔ ا؎

علما کرام کہتے ہیں! جو شخص سورہ المزمل کو ہمیشہ پڑھے گا تو اس کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت ہوگی۔ ۲؎

المزمل:

المزمل ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس نام سے بھی مخاطب فرمایا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ۔ ۳؎۔ترجمہ۔اے کپڑوں میں لپٹنے والے۔

قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۔ ۴؎۔ترجمہ۔رات کو قیامت کرو۔مگر تھوڑی سی رات۔

نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۔ ۵؎۔ترجمہ۔یعنی آدھی رات یا آدھی سے کچھ کم۔

شان نزول:

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، ایک دن اہل قریش دارالندوہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے کہا کے اس آدمی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایسا نام رکھو جس سے لوگ کوئی نتیجہ اخذ کرسکیں پھر انہوں نے کہا یہ کاہن ہے بعض نے کہا یہ کاہن نہیں پھر انہوں نے کہا یہ مجنون ہے تو دوسروں نے کہا یہ مجنون نہیں ہے پھر کچھ لوگوں نے کہا یہ جادوگر ہے تو دوسروں نے کہا یہ جادوگر نہیں ہے۔ پھر کچھ لوگوں نے کہا کے یہ ایک دوست کو اپنے دوست سے جدا کر دیتا ہے تو اس پر مشرک متفرق ہو گئے، یہ بات جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے آپ کو کپڑوں میں لپیٹ لیا اور اپنے اوپر چادر اوڑھ لی۔ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس تشریف لائے اور ان آیات کا نزول فرمایا! يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ۔ ۶؎۔ترجمہ۔اے کپڑوں میں لپٹنے والے۔ ۷؎

ابراہیم نخعیؒ بیان کرتے ہیں، جب آیت يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ۔ ۸؎

ترجمہ۔اے کپڑوں میں لپٹنے والے۔ نازل ہوئی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک مخملی چادر میں تھے۔ ۹؎

حضرت سعید بن جبیرؓ بیان کرتے ہیں، آیت یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ۔ ۱۰؎
ترجمہ۔اے کپڑوں میں لپٹنے والے۔ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے۔ ۱۱؎
حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس سورہ کے آغاز میں قیام اللیل کو فرض کیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ ایک سال تک قیام کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے پاؤں سوج جاتے، پھر اللہ تعالیٰ نے اس سورہ کے آخری حصے کو بارہ ماہ تک آسمان میں روکے رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے تخفیف اور رخصت کو اس سورت کے آخر میں نازل فرمایا، چنانچہ قیام الیل فرض ہونے کے بعد نفل ہو گیا۔ ۱۲؎
حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات میں بہت کم سوتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا!
قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۔ ۱۳؎۔ ترجمہ۔ رات کو قیامت کرو۔ مگر تھوڑی سی رات۔ ۱۴؎
حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جب سورہ مزمل کا اول حصہ نازل ہوا تو صحابہ کرام تقریباً اتنا وقت قیام کرتے جتنا رمضان کے مہینہ میں قیام کرتے یہاں تک کے اس سورہ کا آخر حصہ نازل ہوا جبکہ اس سورہ کے اول اور آخر کے درمیان تقریباً ایک سال کا فاصلہ ہے۔ ۱۵؎

سیدی الْمُزَّمِّلُ: (رسالت کی کٹھن ذمہ داریاں اٹھانے والا):

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اسم مبارک سیدی مزمل بھی ہے۔
الْمُزَّمِّلُ۔ (ز۔م۔ل۔) سے مشتق ہے۔ ۱۶؎
زمل۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی بوجھ اٹھانے والا۔
زمل۔عربی زبان میں اونٹ پر بیٹھنے والے آدمی کو بھی کہا جاتا ہے۔
مزمل۔ سے مراد چادر کو اوڑھ کر لپیٹنے والا۔
مزمل۔ سے مراد ایسا ذمہ دار شخص جو رسالت کی کٹھن ذمہ داریوں کو نہایت احسن طریقے سے اٹھائے۔
تفسیر کشاف میں عکرمہ کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے کے یٰٓاَیُّھَا

الْمُزَّمِّل ۔ ۷۱ ۔ ترجمہ ۔ اے کپڑوں میں لپٹنے والے۔
کے معانی اۓ امر عظیم اٹھانے والے۔
تفسیر روح المعانی میں المزمل کے معانی اۓ نبوت اور اس کی ذمہ داریاں اٹھانے والے کے ہیں
امام تستری اپنی تفسیر میں المزمل کے معانی لکھتے ہیں ! ایسا شخص جس نے اپنے آپ کو اللہ کے ہم رنگ کر لیا ہو۔
علماء، صوفیاء اور عرفاء لکھتے ہیں، یہ رفاقت کی انتہائی شکل ہے۔
علامہ شوکانی اپنی تفسیر فتح القدیر میں الْمُزَّمِّل کے معانی لکھتے ہیں ! قرآن کا بار اٹھانے والا یا حامل قرآن۔
علامہ قرطبی نے بھی الْمُزَّمِّل کے معانی لکھے ہیں ! ایسا شخص جو کے قرآن کریم کے بوجھ کو انتہائی ذمہ داری سے اٹھائے۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ الْمُزَّمِّل کے حوالے سے لکھتے ہیں ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کی رسالت اور آپ کے منصب کی جانب اشارہ ہے۔
سیدی الْمُزَّمِّل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے جس میں حروف مقطعات کی تعداد (۳) ہے یعنی (م ۔ م ۔ ل)۔
م ۔ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
م ۔ سے معرفت۔
م ۔ سے مزید رضا یعنی اللہ تعالی اپنے جن بندوں سے مزید راضی ہوگا انھیں جنت میں اپنا دیدار عطا فرمائے گا۔
م ۔ سے مراد کلام یعنی قرآن کریم کا نزول اس لئے فرمایا گیا تا کہ اللہ کے اسماء اور صفات کی معرفت کو حاصل کیا جائے۔
م ۔ سے مراد ملک ۔ ماجد ۔ مجید ۔ منان ۔ مومن ۔ مھیمن ۔
ل ۔ سے مراد لا یعنی نہیں۔

سیدی **الْمُزَّمِّل**۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے،جس کے معانی نبوت، رسالت اور قرآن کریم کے پیغام کو احسن طریقے سے آگے پہچانے والا یا جس نے کار رسالت میں بڑے صبر وسکون سے تمام تر کٹھنائیوں کا مقابلہ بڑی استقامت سے کیا۔

تبلیغ دین کی شدید مشکلات:

اشاعت دین کی سخت ترین ذمہ داری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے حکم سے نہایت احسن انداز سے ادا فرمایا ابتداء میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت چھپ کر کی جاتی تھی لیکن پھر حکم ہوا کے اعلانیہ تبلیغ کرو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے حکم کے مطابق ! سن ۴ نبوی میں اپنے قریبی رشتہ داروں کی ایک دعوت کی جس کو دعوت ذوالعشیر ہ کہتے ہیں طعام سے فراغت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رشتہ داروں کو اللہ کا پیغام پہنچایا جس کو سن کر وہاں پر موجود لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تضحیک و تذلیل کی ان میں پیش پیش ابولہب تھا ابولہب نے کہا ! 'تبا لک' (یعنی ۔تم پر تباہی ہو)اس کے جواب میں اللہ تعالی نے سورہ لہب کو نازل فرمایا !ارشاد خداوندی ہے!

تَبَّتْ يَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ سَيَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ وَّ امْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ فِیْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ۔۱۸

ترجمہ۔ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ تباہ ہو گیا اس کو اس کے مال اور کمائی نے کوئی فائدہ نہ دیا وہ عنقریب سخت شعلوں والی آگ میں داخل کیا جائے گا اور اس کی عورت بھی لکڑیوں کا گھٹا سر پر اٹھائے ہوئے۔

لیکن اس وقت حضرت علیؑ کم سن تھے وہ بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مدد کا یقین دلا رہے تھے ابتداء میں کفار عرب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت نہیں کی کیونکہ وہ متعدد خداؤں کو پوجنے کے عادی تھے لہذا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدا کی بھی عبادت کر لی جائے گی لیکن معاملہ وہاں الجھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار عرب سے یہ کہا !لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ترجمہ۔نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

کلمہ طیبہ کا پہلا حرف لانے مخالفت کی ابتدا کردی کیونکہ کفار یہ سمجھنے سے قاصر تھے کے اگرا تنے خداؤں کا انکار کردیا اور اگر ان کا عتاب نازل ہوا تو ہم اس سے کیسے بچ سکیں گے ۳۶۰ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک خدا کی تو گنجائش نکلتی ہے لیکن ایک کی خاطر ۳۶۰ کو چھوڑنا عقل سے باہر ہے اسلام کی تعلیمات سے سب سے زیادہ متاثر غریب اور مظلوم طبقہ ہوا لہذا غلاموں اور کنیزوں نے اسلام لانے میں پہل کی کیونکہ اسلام سراسر انھی کے حقوق کی بات کررہا تھا جبکہ سب سے زیادہ مزاحمت طبقہ اشرافیہ نے کی کیونکہ ان کے مفادات پر اسلام نے سب سے پہلے کاری ضرب لگائی۔مشرکین مکہ نے اسلام کی مخالفت میں ہر ممکن اقدامت کیئے اسلام لانے والے غلاموں اور کنیزوں کو سخت سزائیں دیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مال و دولت کا لالچ دیا گیا نیز ایک مرتبہ تو کفار ایک سال اللہ کی اور دوسرے سال ان کے معبودوں کی عبادت تک کے لئے تیار ہو گئے تھے جس پر سورہ الکافرون کا نزول ہوا!

قُلۡ يٰۤاَيُّهَا الۡكٰفِرُوۡنَۙ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ لَكُمۡ دِيۡنُكُمۡ وَلِىَ دِيۡنِ ۔۱۹

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے !اے کافرو ! نہ میں عبادت کرتا ہوں اس کی جس کی عبادت تم کرتے ہو اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی عبادت میں کرتا ہوں اور نہ میں عبادت کروں گا اس کی جس کی عبادت تم کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کررہا ہوں لہذا تمھارے لئے تمھارا دین اور میرے لئے میرا دین۔

مقاطعہ منجانب قریش:

قریش مکہ نے جب یہ دیکھا کے مسلمان آرام سے ہجرت حبشہ کر چکے اور اسلام بھی خوب پھل پھول رہا ہے اور قبیلہ بنو ہاشم کے لوگ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاہے نبی مانیں یا نہ مانیں لیکن ان کو اور ان کے اصحاب کو تحفظ فراہم کرتے ہیں لہذا قبیلہ قریش نے سوائے ابولہب کے تمام بنو ہاشم کا معاشی بائیکاٹ کر دیا اب نہ تو ان سے خرید و فروخت کی جائے گی اور نہ ہی ان کی مدد اور رشتہ

ناطے طے کئے جائیں گے چنانچہ ایک عہد نامہ لکھا گیا جس پر چالیس سے زیادہ سردان قریش نے دستخط کئے لہٰذا اس مقاطعہ کے بعد تمام بنی ہاشم شعب ابی طالب جو کے ایک گھاٹی تھی وہاں جمع ہوکر ایک ساتھ رہنے لگے یہ واقعہ سات نبوی کا ہے اور یہ مقاطعہ تین برس تک قائم رہا ان تین سالوں میں مسلمان سخت اذیت میں مبتلا رہے لیکن مسلمانوں کے کچھ خیر خواہ انھیں چوری چھپے اناج اور دیگر اشیاء بھیج دیا کرتے تھے لیکن ابو جہل تاک میں لگا رہتا تھا کہ مسلمانوں کی مدد نہ ہو سکے پھر تین سال گزرنے کے بعد مسلمانوں کے جو حامی تھے انھیں خود ہی یہ خیال اذیت پہنچا تا تھا کہ ہم تو پیٹ بھر کر کھائیں لیکن ہمارے رشتے دار بھوکے رہیں چنانچہ مسلمانوں کے حامیوں نے سرداران قریش سے بحث و تکرار کے بعد بلا آخر اس معاہدے کو پھاڑ ڈالا یہ واقع نبوت کے دسویں سال کا ہے اس مقاطعہ کے نتائج قریش کے حق میں تو کیا نکلتے الٹا مسلمانوں نے لوگوں کی زیادہ توجہ اور ہمدردی حاصل کر لی۔

عام الحزن:

عام الحزن کے معنی ہیں غم کا سال۔ نبوت کے دسویں سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابو طالب اور اس کے تین دن کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ حضرت خدیجہ انتقال کر گئیں یہ دونوں ہی شخصیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاون و مددگار تھیں اور ان دونوں نے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اشاعت اسلام میں مضبوطی فراہم کی۔

سفر طائف:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو عزیز شخصیات دنیا سے جا چکی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے حد دل برداشتہ تھے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کی جانب سفر کا قصد کیا تا کہ بنو ثقیف کو دعوت اسلام دی جا سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے پا پیادہ سفر پر نکلے اور راستے میں آنے والے تمام قبائل کو دعوت اسلام دیتے ہوئے طائف پہنچے یہاں کے روساء اور امراء متکبر اور سر پھرے تھے کیونکہ اول تو ان کی بڑی بڑی زمینیں اور جاگیریں تھیں دوم وہ سود خوری میں حد سے بڑھ چکے تھے بے حد مال و دولت نے ان

کے دماغ آسمان پر پہنچادئے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے طائف کے تینوں سردار جن کا تعلق بنوثقیف سے تھا اور وہ آپس میں بھائی بھی تھے۔جن کے نام۔ا۔عبد یالیل بن عمرو بن عمیر۔
۲۔مسعود بن عمرو بن عمیر۔۳۔حبیب بن عمرو بن عمیر تھے کو اسلام کی دعوت دی جس کو سن کر انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مضحکہ اڑایا اور اوباش نوجوانوں سے کہا کے ان کی خبر لیں چنانچہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر آوازیں کسیں اور ان پر پتھر برسائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اتنے پتھر برسائے گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لہولہان ہوگئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جوتے خون سے بھر گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک باغ میں پناہ لی اللہ کے حکم سے جبرائیل امین جبکہ دوسری روایت میں ہے کے ملک جبال نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاظر ہوئے اور فرمایا کے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حکم دیں تو طائف کی وادی جو کے چاروں طرف سے پہاڑوں میں گھری ہے ان پہاڑوں کو آپس میں ٹکرادوں اور اس وادی اور اس میں لوگوں کا وجود قیامت تک باقی نہ رہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں بددعا دینے کے لئے نہیں بھیجا گیا مجھے یقین ہے، ان لوگون کی آئندہ نسل میں مسلمان پیدا ہوں گے جو دین اسلام کی خدمت کریں گے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ پیشن گوئی کچھ سالوں کے بعد سچ ثابت ہوئی اور محمد بن قاسم جو کہ فاتح سندھ ہیں انھی کے ذریعے سندھ سے اسلام ہندوستان میں داخل ہوا۔محمد بن قاسم کا تعلق طائف کے قبیلہ بنوثقیف تھا یہ وہی قبیلہ تھا جس کے اوباش نوجوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پتھر برسا رہے تھے ان ہی نوجوانوں کی نسل میں اللہ نے محمد بن قاسم کو پیدا فرمایا تاہم صرف ایک فرد واحد کی وجہ سے آج اس خطے یعنی پاکستان اور ہندوستان دونوں کو ملا کر تقریباً ۵۰ کروڑ سے زائد مسلمان آباد ہیں۔
حضرت عائشہؓ نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ پوچھا کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر احد کے دن سے بھی زیادہ کوئی سخت دن گزرا ہے؟ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہا! ہاں یوم عقبہ (طائف کا دن)۔۲۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد:

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریمؒ بیان کرتے ہیں! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے

ہوئے سنا ہے کے اللہ تعالی نے قرآن کریم میں میرے سات ناموں کا ذکر فرمایا ہے۔
ا۔محمد۔ ۲۔احمد۔ ۳۔طہٰ۔ ۴۔یٰسین۔ ۵۔مزمل۔ ۶۔مدثر۔ ۷۔عبداللہ۔ ۲۱؎

قرآن کریم کو ترتیل کے ساتھ یعنی سوچ سمجھ کر ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا:

قرآن کریم اللہ کا کلام اور اللہ کا پیغام ہے، اس کلام کی عزت اور عظمت تمام بنی نوع انسانیت پر لازم اور واجب ہے۔قرآن کریم کا یہ ادب ہے کے اس کو سمجھ کر اور ٹھہر کر پڑھنا چاہیے!

اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۔۲۲

ترجمہ۔ یا اس سے کچھ زیادہ بڑھا دو اور قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھو۔

اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۔۲۳

ترجمہ۔ بے شک ہم آپ پر پر عنقریب ایک بھاری کلام ڈالنے والے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۔ ۲۴؎

ترجمہ۔ یا اس سے کچھ زیادہ بڑھا دو اور قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھو سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کریم کو خوب واضح انداز میں پڑھیں۔ ۲۵؎

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! صاحب قرآن سے قیامت کے دن کہا جائے گا تو ٹھہر ٹھہر پڑھتا جا جیسے تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا بلا شبہ تیری منزل اس آخری آیت کے پاس ہے جو تو پڑھے گا۔ ۲۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جب تم قرآن پڑھو تو اس کو آہستہ اور خوب واضح انداز میں پڑھو، اس کے عجائبات پر غور و فکر کرو، تمھارا مقصد اس کو جلدی سے مکمل کرنا نا ہو۔ ۲۷؎

عبداللہؓ نے علقمہ سے فرمایا! قرآن کریم کو آہستہ آہستہ پڑھو کیونکہ آہستگی سے قرآن کو زینت ملتی ہے۔ ۲۸؎

مجاہدؒ آیت وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۔(مزمل۔ ۴)

ترجمہ۔ یا اس سے کچھ زیادہ بڑھا دو اور قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھو۔

سے مراد قرآن کریم کو خوش الحانی اور صحیح ادائیگی کے ساتھ پڑھو۔ ۲۹؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں کے قرآن اپنے پڑھنے والے کے لیے قیامت کے دن سفارش کرے گا اور کہے گا اے میرے رب! آپ نے مجھے (قرآن) کو اس شخص کے سینے میں محفوظ کیا، میں نے یعنی (قرآن) نے اس شخص کو رات میں جگایا اور میں نے اس کو بے شمار دنیاوی خواہشات سے بھی روکا چنانچہ ہر عمل کرنے والے کے لیے اس کے عمل کی جزاء ہے۔

قرآن کریم کی اس سفارش کو سن کر کہا جائے گا اے شخص تو اپنے ہاتھ کو پھیلا چنانچہ قرآن پڑھنے والے کے ہاتھوں کو اللہ کی رضامندی سے بھر دیا جائے گا، اور اس پر ناراضگی کا اظہار نا کیا جائے گا، پھر اس سے کہا جائے گے تم قرآن کریم کو پڑھتے جاؤ، جب وہ شخص قرآن کریم کو پڑھے گا تو ہر آیت کے بدلے میں اس شخص کا ایک درجہ بلند اور ایک نیکی عطا کی جائے گی۔ ۳۰؎

حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قرآن قیامت کے کے دن اپنے پڑھنے والے سے ملاقات کرے گا۔ جب قرآن پڑھنے والے کی قبر کھلے گی تو وہ دبلے پتلے متغیر رنگت کا ایک شخص ہوگا، قرآن اس سے پوچھے گا کیا تو نے مجھے پہچانا؟ تو وہ شخص کہے گا کے میں نے تجھے نہیں پہچانا، یہ سن کر قرآن کہے گا کے میں تیرا ساتھی اور دوست قرآن ہوں، میری وجہ سے تم نے پیاس کی سختی، گرمی کی شدت اور رات کی نیند کو گنوایا، بے شک ہر تاجر اپنی تجارت کے پیچھے ہے۔ جس نے تجھ کو پیاسا رکھا سخت گرمی میں اور تجھ کو رات کے وقت جگائے رکھا۔ بیشک ہر تاجر اپنی تجارت کے پیچھے ہے۔ پھر اس قرآن کے پڑھنے والے کے دائیں ہاتھ میں ملک اور بائیں ہاتھ میں جنت دی جائے گی اور اس شخص کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا، اس کے والد کو ایسے دو خوبصورت جوڑے پہنائے جائیں گے جس کی مثال دنیا میں کہیں نا ملے گی، وہ پوچھیں گے یہ عمدہ لباس ہمیں کیوں پہنائے گئے ہیں؟ ان سے کہا جائے گا تم نے اپنی اولاد کو قرآن کریم سے آراستہ کیا، پھر اس شخص سے کہا جائے گا کے تم قرآن کریم کی تلاوت کرتے چلے جاؤ اور جنت کے درجات میں چڑھتے چلے جاؤ چنانچہ وہ شخص قرآن کریم کو ترتیل کے ساتھ پڑھتا چلا جائے گا۔ ۳۱؎

قتادہؒ آیت اِنَّا سَنُلْقِىْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا۔ ۳۲؎

ترجمہ۔ بے شک ہم آپ پر پرعنقریب ایک بھاری کلام ڈالنے والے ہیں سے مراد اللہ کی طرف

سے فرائض اور حدود کی بھاری ذمہ داری ہے۔ ۳۳؎

حسنؒ بیان کرتے ہیں قَوۡلًا ثَقِيۡلًا سے مراد ایسا قول جس کے مطابق عمل ثقیل یا مشکل ہو۔ ۳۴؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب وحی کا نزول ہوتا اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اونٹنی پر ہوتے تو اونٹنی اپنی گردن کا اگلا حصہ زمین پر رکھ کر بیٹھ جاتی یہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کیفیت دور نا ہوجاتی۔ ۳۵؎

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سے روایت کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کیا آپ وحی کو محسوس کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں گھنٹی کی آواز سنتا ہوں پھر میں اس وقت خاموش ہوجاتا ہوں اور کبھی میری طرف وحی اس حال میں آتی ہے کے میں یہ گمان کرتا ہوں گویا میری جان قبض کی جارہی ہے۔ ۳۶؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جب وحی کا نزول ہوتا تو ہم سے کسی کی جراءت نا تھی کے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب نگاہ اٹھا کر دیکھ لیں یہاں تک کے وحی مکمل ہوجاتی۔ ۳۷؎

قیام اللیل:

اسلام میں قیام اللیل کی بے حد فضیلت بیان کی گئی ہے۔ قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر قیام اللیل کی افادیت ذکر کی گئی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيۡلِ هِىَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّاَقۡوَمُ قِيۡلًا ۔۳۸

ترجمہ۔ بے شک رات کا اٹھنا خوب زیادہ مشقت والا ہے اور اس وقت بات خوب ٹھیک طرح ادا ہوتی ہے۔

اِنَّ لَكَ فِى النَّهَارِ سَبۡحًا طَوِيۡلًا ۔۳۹

ترجمہ۔ بے شک دن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ کام میں مشغولیت رہتی ہے۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۔۴۰

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کا نام یاد کرتے رہیے اور سب سے قطع تعلق کر کے اسی کی طرف متوجہ رہیے۔

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۔۴۱

ترجمہ۔وہ مشرق کا رب ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں سوا پنے کام سپرد کرنے کے لیے صرف اسی کو اپنا کارساز بنائے رہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت نَاشِئَةَ الَّيْلِ کے بارے میں کہتے ہیں کے اس سے مراد رات کا قیام کرنا ہے، جبکہ نَاشِئَةَ حبشی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی کھڑے ہونے کے ہیں۔۴۲؎

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نَاشِئَةَ الَّيْلِ سے مراد رات کا اول حصہ ہے۔۴۳؎

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ساری رات ہی نَاشِئَةَ الَّيْلِ ہے۔۴۴؎

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نَاشِئَةَ الَّيْلِ کے بارے میں کہتے ہیں کے عشاء کے بعد ہر چیز نَاشِئَةَ ہے۔۴۵؎

حسن رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، عشاء کے بعد ہر نماز نَاشِئَةَ الَّيْلِ ہے۔۴۶؎

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، سَبْحًا طَوِيلًا سے مراد لمبی فرصت، جبکہ آیت وَ تَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۔۴۷؎

سے مراد ہے خالص اللہ تعالیٰ کے لیے دعوت اور عبادت کرو۔۴۸؎

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، وَ تَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۔۴۹؎

سے مراد سوال اور دعا پورے خلوص سے صرف اور صرف اللہ سے کرو۔۵۰؎

❁

حوالہ کتب:

ا۔شعب الایمان۔امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دا عالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۲۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔۔

۳۔سورہ مزمل۔آیت۔۱۔

۴۔سورہ مزمل۔آیت۔۲۔

۵۔سورہ مزمل۔آیت۔۳۔

۶۔سورہ مزمل۔آیت۔۱۔

۷۔المعجم اوسط۔امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔

۸۔سورہ مزمل۔آیت۔۱۔

۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۱۰۔سورہ مزمل۔آیت۔۱۔

۱۱۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۱۳۔سورہ مزمل۔آیت۔۲۔

۱۴۔عبداللہ بن احمد فی زوائد الزہد و محمد بن نصر نے کتاب الصلاۃ۔

۱۵۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۱۶۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔

۱۷۔سورہ مزمل۔آیت۔۱۔

۱۸۔سورہ لہب۔آیت۔۱۔۴۔

۱۹۔سورہ الکافرون۔آیت۔۱۔۵۔

۲۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۲۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۲۲۔سورہ مزمل۔آیت۔۴۔

۲۳۔سورہ مزمل۔آیت۔۵۔

۲۴۔سورہ مزمل۔آیت۔۴۔

۲۵۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۲۶۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۲۷۔ دیلمی۔
۲۸۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۹۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۰۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۱۔ مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔ ۱۴۱۸ھ۔
۳۲۔سورہ مزمل۔آیت۔۵۔
۳۳۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۴۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۵۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۶۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۷۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۸۔سورہ مزمل۔آیت۔۶۔
۳۹۔سورہ مزمل۔آیت۔۷۔
۴۰۔سورہ مزمل۔آیت۔۴۰۔
۴۱۔سورہ مزمل۔آیت۔۹۔
۴۲۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۴۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۴۴۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۵۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۶۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۴۷۔سورہ مزمل۔آیت۔۸۔
۴۸۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔
۴۹۔سورہ مزمل۔آیت۔۸۔
۵۰۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۷۴۔سورہ الْمُدَّثِّر (کمبل میں لپٹنے والے)

نام:

الْمُدَّثِّر۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی کمبل میں لپٹنے والے کے ہیں،تاہم یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جانب ایک اشارہ ہے۔

شانِ نزول:

سورہ الْمُدَّثِّر مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۵۶ ہے جبکہ اس میں کل رکوع ۲ ہیں۔

مضامین:

۱۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہدایت اور لوگوں کو دین کی جانب بلانے کا حکم۔
۲۔قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر۔
۳۔دوزخ کی سختیوں کا ذکر۔
۴۔حق کے انکاریوں کے لئے عذاب جہنم کی وعید۔

سیدی مدثر (چادر کو لپیٹنے والا):

اللہ تعالیٰ نے اس سورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مدثر کہہ کر مخاطب فرمایا اور ان کو کچھ ہدایات عطا فرمائیں جو درج ذیل ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۔۱۔ترجمہ۔اے کپڑے میں لپٹنے والے۔
قُمْ فَاَنْذِرْ ۔۲۔ترجمہ۔اٹھو پھر ڈراؤ۔

وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ۔ ۳؎ ۔ترجمہ۔ پنے رب کی بڑائی بیان کرو۔
وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۔ ۴؎ ۔ترجمہ۔اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔
وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۔ ۵؎ ۔ترجمہ۔بتوں سے علیحدہ رہو۔
وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۔ ۶؎ ۔ترجمہ۔کسی کو اس غرض سے مت دو کے اس سے زیادہ معاوضہ مل جائے۔
وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۔ ۷؎ ۔ترجمہ۔اپنے رب کے لیے صبر کیجیے۔

شان نزول:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، سورہ المدثر مکہ میں نازل ہوئی۔ ۸؎
ابوسلمہ بن عبدالرحمنؓ سے جب قرآن کریم میں سب سے اول نازل ہونے والے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا! يَآيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۔ ۹؎ ۔ترجمہ۔اے کپڑے میں لپٹنے والے۔
تاہم لوگ یہ کہتے ہیں کے آیت اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ اولین آیت ہے، اس پر ابوسلمہؓ نے کہا میں نے جابر بن عبداللہؓ سے اس بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کے آپ ﷺ نے فرمایا! میں غار حرا میں خلوت نیشن تھا۔تو اچانک میں نے ایک آواز سنی میں نے چاروں جانب دیکھا لیکن وہاں کوئی نا تھا، پھر جب میں نے اپنے سر کو اوپر اٹھایا تو اچانک میں نے اسی فرشتے کو دیکھا جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا، وہ فرشتہ ایک بڑی کرسی جو آسمان وزمین کے درمیان واقع تھی اس پر بیٹھا ہوا تھا، جب میں نے اسے دیکھا تو میں نے اپنے گھٹنے ٹیک دیئے، لیکن رعب کی وجہ سے میں اپنے گھر لوٹ آیا اور میں نے کہا مجھے چادر اوڑھا دو مجھے چادر اوڑھا دو تو یہ آیت نازل ہوئی، يَآيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۔ ۱۰؎
ترجمہ۔اے کپڑے میں لپٹنے والے۔
قُمْ فَاَنْذِرْ ۔ ۱۱؎ ۔ترجمہ۔اٹھو پھر ڈراو۔
وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ۔ ۱۲؎ ۔ترجمہ۔ پنے رب کی بڑائی بیان کرو۔
وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۔ ۱۳؎ ۔ترجمہ۔اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۔ ۱۴؎ ۔ ترجمہ۔ بتوں سے علیحدہ رہو۔ نازل ہوئی۔ ۱۵؎

سیدی اَلْمُدَّثِّرْ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے، جو (د۔ ث۔ ر) سے مشتق ہے۔ ۱۶؎

دثر۔ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی مال کثیر۔

الدثار۔ سے مراد وہ کپڑا جس میں انسان لپٹ جائے۔

دثر الشجر دثورا۔ سے مراد وہ درخت جس کے نئے نئے پتے نکلے ہوں اور جس کی سبز شاخیں پھیل گئیں۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں لفظ المدثر میں نوع انسانیت کے لئے انقلاب آفرینی اور خیر سگالی کے پہلو نمایاں ہیں اَلْمُدَّثِّرْ وہ ہے جو باطل قوتوں، ان کے نظریات اور تصورات پر مکمل انداز سے چھا گیا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۔ ۱۷

ترجمہ۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھا دیں۔ حالانکہ اللہ کو اس کے علاوہ کوئی بات منظور نہیں کہ وہ اپنے نور کو پورا کرے۔ اگرچہ کافروں کو ناگوار ہو، اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کردے اگرچہ مشرکین کو ناگوار ہو۔

اَلْمُدَّثِّرْ کی وضاحت میں ابن فارس تدثیر الرجل فرسہ کی مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں جس طرح سے کوئی شخص اپنے گھوڑے پر اچھل کر سوار ہوتا ہے یہاں اچھل کر سوار ہونا قابل غور ہے یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں ایک عظیم انقلاب رونما ہوا اگرچہ اس انقلاب کا طریقہ Revolutionary تھا یعنی انقلاب کا دفعتاً رونما ہونا جبکہ قرآنی تصورات کا غلبہ سماج اور افراد پر بتدریج یعنی Evolutionary قائم ہوتا چلا گیا۔

علامہ آلوسی اپنی تفسیر روح المعانی میں اَلْمُدَّثِّرْ کے معانی لکھتے ہیں ایسا انسان جو انسانی کمالات

اور شرف نبوت سے آراستہ ہو۔۱۸؎

علامہ شوکانی نے اپنی تفسیر فتح القدیر میں الْمُدَّثِّر کے معانی لکھتے! نبوت اور کار رسالت کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے والا۔۱۹؎

سیدی الْمُدَّثِّر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے جس میں حروف مقطعات کی تعداد (۲) ہے یعنی (م۔ر)۔

م۔سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

م۔سے معرفت۔

م۔سے مزید رضا یعنی اللہ تعالی اپنے جن بندوں سے مزید راضی ہوگا انھیں جنت میں اپنا دیدار عطا فرمائے گا۔

م۔سے مراد کلام یعنی قرآن کریم کا نزول اس لئے فرمایا گیا تاکہ اللہ کے اسماء اور صفات کی معرفت کو حاصل کیا جائے۔

م۔سے ملک۔ماجد۔مجید۔منان۔مومن۔مھیمن۔

ر۔یہ حرف بھی حروف مقطعات میں شامل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مخصوص ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ کا پیغام حق بنی نوع انسانیت کو منتقل فرمایا چنانچہ امت پر لازم ہے کے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم احسانات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ہمہ وقت درود کی کثرت کرے۔

سیدی الْمُدَّثِّر ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے جس کے معانی اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دین کی تبلیغ واشاعت کی جو بھاری ذمہ داری عائد فرمائی اس کے لئے کمر بستہ ہوجائے یا جس طرح سے کسی درخت میں نئی کونپلیں اور شگوفے نکلتے ہیں اور اس کی ہری شاخیں پیغام بہار لے کر آتی ہیں بالکل اسی طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد بھی چمن میں بہار کی آمد کے مترادف ہے آپ کے دین اسلام کے پیغام سے معصیت کی سیاہی چھٹ گئی اور دین اسلام کی خیر برکت نے سماج میں اپنی جگہ بنائی اور ہوتے ہوتے جب یہ پیغام حرز جان ہوگیا اور لوگوں کے قلوب واذھان میں اترتا چلا گیا تو تاریخ نے یہ نظارہ بھی دیکھا کے غیر مہذب اور بدوقوم نے دنیا کی امامت سنبھالی اور اس احسن انداز سے سنبھالی کے اقوام انگشت بدنداں رہ گئے اگرچہ مخالفین،

منکرین، مشرکین اور کافرین نے اپنا سارا زور لگا دیا کہ کسی طرح سے تبلیغ دین اسلام کی اشاعت کو روکا جا سکے اس کے لئے مکہ کے سرداروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کی منصوبہ بندی تک کی لیکن اسی رات اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کے وہ مکہ سے مدینہ ہجرت کر جائیں اسی طرح سے کفار کی جانب سے چھیڑی جانے والی ہر جنگ کا مقصد ہی یہ تھا کہ کسی طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راستے سے ہٹایا جائے اور اسلام اور مسلمانوں کے زور کو توڑا جائے اس ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل تک کرنے کی کئی سازشیں کی گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زہر دینے کی کوشش کی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو ٹونہ کرنے کی کوشش کی گئی الغرض مخالفین نے کوئی کسر نہ چھوڑی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی مکہ میں دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت فرما رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے، طائف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پتھر برسائے گئے، آوازیں کسی گئیں کچرا پھینکا گیا، اونٹ کی اوجھڑی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کو باندھا گیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت واقع ہو جائے، مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیوانہ اور مجنون مشہور کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقار کو کم کرنے کے لئے کہا گیا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کریم خود ہی اخذ کر لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاعر ہیں الغرض وہ کون سی اذیت، تکلیف، تحقیر اور تنقید نہ تھی جس کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت استقامت اور اولولعزمی سے مقابلہ نہ کیا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریمؒ روایت کرتے ہیں! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا! اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں میرے سات ناموں کا ذکر فرمایا ہے۔

۱۔محمد۔ ۲۔احمد۔ ۳۔طہٰ۔ ۴۔یٰسین۔ ۵۔مزمل۔ ۶۔ الْمُدَّثِّر۔ ۷۔عبداللہ۔ ۲۰

حوالہ کتب:

۱۔سورہ مدثر۔آیت۔۱۔
۲۔سورہ مدثر۔آیت۔۲۔

۳۔سورہ مدثر۔آیت۔۳۔
۴۔سورہ مدثر۔آیت۔۴۔
۵۔سورہ مدثر۔آیت۔۵۔
۶۔سورہ مدثر۔آیت۔۶۔
۷۔سورہ مدثر۔آیت۔۷۔
۸۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۹۔سورہ مدثر۔آیت۔۱۔
۱۰۔سورہ مدثر۔آیت۔۱۔
۱۱۔سورہ مدثر۔آیت۔۲۔
۱۲۔سورہ مدثر۔آیت۔۳۔
۱۳۔سورہ مدثر۔آیت۔۴۔
۱۴۔سورہ مدثر۔آیت۔۵۔
۱۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۶۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۱۷۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۳۔۳۲۔
۱۸۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔ دارالفکر بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۱۹۔فتح القدیر۔شیخ محمد بن علی شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔دارالوفا بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۲۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۷۵۔سورہ الْقِيٰمَةِ (یوم حساب)

نام:

الْقِيٰمَةِ ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی دنیا کا آخری دن یعنی یوم الحساب یا یوم التناد یا یوم القیامۃ ۔

شانِ نزول:

سورہ الْقِيٰمَةِ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۴۰ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۲ ہے۔

مضامین:

۱۔جزا اور سزا کا ذکر۔

۲۔مشرکین کا رد،حفاظت وحی کے احکامات۔

۳۔اہل ایمان کی حالت اور منکرین کی حالت کا تذکرہ۔

قیامت کی قسم:

اللہ تعالیٰ نے اس سورہ میں قیامت کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا!

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۔۱

ترجمہ۔قسم ہے قیامت کی۔

شان نزول:

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بیان کرتے ہیں کے سورہ قیامت مکی سورہ ہے۔ ۲؎

حضرت عمر بن خطابؓ بیان کرتے ہیں جو شخص قیامت کے بارے میں سوال کرے تو اس کو چاہیے کے وہ سورہ قیامت پڑھ لے۔ ۳؎

حضرت سعید بن جبیرؒ، آیت لَآ اُقۡسِمُ بِیَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ۔ ۴؎

ترجمہ۔ قسم ہے قیامت کی سے مراد اللہ تعالی نے روز قیامت کی قسم کھائی ہے۔

الۡقِیٰمَةِ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ق۔و۔م) سے مشتق ہے۔ ۵؎

قام۔ قیاماً۔ سے مراد کھڑا ہونا، متوازن ہونا یا کسی معاملے کا معتدل، محکم اور استوار ہونا۔

قیام۔ سے مراد ثابت اور دائم ہونا۔

اقام۔ سے مراد سیدھا اور درست ہونا۔

الۡقِیٰمَةِ۔ سے مراد انسان کا یکبارگی اٹھ کھڑے ہونا۔

الۡقِیٰمَةِ۔ کا لفظ قیام کے آخر میں ۃ کے اضافہ سے بنا ہے جس کے معانی یک بارگی اٹھ کھڑا ہونا۔

الۡقِیٰمَةِ۔ سے مراد اس خاص گھڑی کا واقع ہونا جس میں انسان اچانک اٹھ کھڑا ہوگا۔

الۡقِیٰمَةِ۔ کا لفظ قرآن کریم کی ان بنیادی اصطلاحات میں سے ہے جس کا مفہوم نہایت واضح اور جامع ہے یعنی وہ دن جس دن تمام مرے ہوئے انسان یک بارگی اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور اللہ کے حضور اپنے نامہ اعمال کے ساتھ پیش کئے جائیں گے اور مرنے کے بعد دوسری زندگی میں داخل ہو جائیں گے۔

لفظ الۡقِیٰمَةِ ایک انقلابی ظہور، روز آخر، آخرت، معاد، ساعت اور بعث وغیرہ کے مفاہیم میں قرآن کریم میں جگہ جگہ بکثرت مستعمل ہوا ہے۔ ۶؎

ارشادات خداوندی:

یَسۡـَٔلُ اَیَّانَ یَوۡمُ الۡقِیٰمَةِ۔ ۷

ترجمہ۔(انسان) پوچھتا ہے کے قیامت کا دن کب آئے گا؟
فَاِذَا بَرِقَ الۡبَصَرُ۔۔۸؀۔ترجمہ۔جس دن آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی۔
وَ خَسَفَ الۡقَمَرُ۔۹؀۔ترجمہ۔(اس دن) چاند بے نور ہو جائے گا۔
وَ جُمِعَ الشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ۔۱۰؀
ترجمہ۔(اس دن) سورج اور چاند ایک ساتھ جمع کر دیے جائیں گے۔
عطاء بن یسارؒ بیان کرتے ہیں، آیت وَ جُمِعَ الشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ۔۱۱؀
ترجمہ۔(اس دن) سورج اور چاند ایک ساتھ جمع کر دیے جائیں گے سے مراد روز قیامت سورج اور چاند کو ایک ساتھ جمع کر کے انھیں سمندر میں پھینک دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ انھیں بہت بڑی آگ میں بدل دئیں گے۔۱۲؀

یَقُوۡلُ الۡاِنۡسَانُ یَوۡمَئِذٍ اَیۡنَ الۡمَفَرُّ۔۱۳
ترجمہ۔اس روز انسان کہے گا اب میں کہاں بھاگوں؟
کَلَّا لَا وَزَرَ۔۱۴؀۔ترجمہ۔ہرگز نہیں کہیں پناہ کی جگہ نہیں۔

اِلٰی رَبِّکَ یَوۡمَئِذِ اِلۡمُسۡتَقَرُّ۔۱۵
ترجمہ۔اس دن صرف تیرے رب کے پاس تیرا ٹھکانا ہے۔

یُنَبَّؤُا الۡاِنۡسَانُ یَوۡمَئِذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَ اَخَّرَ۔۱۶
ترجمہ۔اس دن انسان کو اس کا سب اگلا پچھلا دیکھا دیا جائے گا۔

بَلِ الۡاِنۡسَانُ عَلٰی نَفۡسِہٖ بَصِیۡرَۃٌ۔۱۷
ترجمہ۔(اس دن) انسان خود اپنی حالت پر بخوبی مطلع ہوگا۔
وَّ لَوۡ اَلۡقٰی مَعَاذِیۡرَہٗ۔۱۸؀۔ترجمہ۔اگرچہ وہ حیلے بہانے پیش کرے گا۔
وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ۔۱۹؀۔ترجمہ۔اس دن بہت سے چہرے تروتازہ ہوں گے۔
اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ۔۲۰؀۔ترجمہ۔وہ اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

وَ وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍۭ بَاسِرَۃٌ۔۲۱

ترجمہ۔اور بہت سے چہرے اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے۔

تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۔٢٢

ترجمہ۔وہ خیال کررہے ہوں گے کے آج ہمارے ساتھ کمر توڑ دینے والا معاملہ کیا جائے گا۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۔٢٣

ترجمہ۔(قیامت کے) دن زمین اور پہاڑ ہلنے لگیں گے اور پہاڑ ریت کا تودہ بن جائیں گے جو ڈھلا جارہا ہو۔

فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ۔٢٤

ترجمہ۔اگر تم کفر کروگے تو (قیامت) کے دن کیسے بچو گے، جو بچوں کو بوڑھا کردے گا۔

اۨلسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ۔٢٥

ترجمہ۔(روز قیامت) آسمان پھٹ جائے گا، یہ اس کا وعدہ ہے۔

فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۔٢٦ ۔ترجمہ۔(روز قیامت) بڑا سخت ہوگا۔

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۔٢٧ ۔ترجمہ۔(قیامت کا دن) کافروں پر آسان نہ ہوگا۔

سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ۔٢٨

ترجمہ۔(مخالفین) کو ہم عنقریب دوزخ کے پہاڑ پر چڑھادیں گے۔

كَلَّا بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۔٢٩

ترجمہ۔بات یہ ہے کے یہ لوگ آخرت سے نہیں ڈرتے۔

وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۔٣٠

ترجمہ۔قیامت محض پلک جھپکنے میں واقع ہوجائے گی بلکہ وہ اس سے بھی قریب تر ہے۔

اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۙ وَّنَرٰهُ قَرِيْبًا ۔٣١

ترجمہ۔بے شک وہ اس دن کو دور سمجھ رہے ہیں، اور ہم اسے قریب دیکھ رہے ہیں۔

وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ
مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۔٣٢

ترجمہ۔ہم قیامت کے دن ان کو ان کے مونہوں کے بل اٹھائیں گے اس حال میں کے وہ اندھے گونگے اور بہرے ہوں گے۔

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ
فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ۔۳۳

ترجمہ۔لوگ صرف اس کا انتظار کررہے ہیں کے ان کے پاس قیامت اچانک آجائے،سو بے شک اس کی نشانیاں آچکی ہیں پس جب (قیامت) ان کے پاس آئے گی تو ان کو نصیحت قبول کرنے کا موقع کہاں ملے گا۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا
يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ۚ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ لَا تَاْتِيْكُمْ
اِلَّا بَغْتَةً يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَ
لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔۳۴

ترجمہ۔وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ اس کا واقع ہونا کب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجئے کے اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے اسے اس کے وقت پر وہی ظاہر فرمائے گا، وہ آسمانوں میں اور زمین میں بھاری پڑ جائے گی،تمہارے پاس اچانک ہی آجائے گا وہ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ گویا آپ اس کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر چکے ہیں،آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

وَ الْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ
بِيَمِيْنِهٖ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔۳۴

ترجمہ۔قیامت کے دن سب زمینیں اس کی مٹھی میں ہوں گی اور تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔

فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبَا ۔۳۵

ترجمہ۔ اگر تم کفر کرو گے تو اس دن سے کیسے بچو گے جو دن بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔

قیامت کی نشانیاں:

فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً ۖ فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا ۚ
فَأَنَّىٰ لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ ۔۳۶

ترجمہ۔ لوگ صرف اس کا انتظار کر رہے ہیں کے ان کے پاس قیامت اچانک آجائے، سو بے شک اس کی نشانیاں آچکی ہیں، پس جب (قیامت) ان کے پاس آئے گی تو ان کو نصیحت قبول کرنے کا موقع کہاں ملے گا۔

ضحاک اور حسن بصری نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے! اہل کتاب نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا میں مبعوث فرمانا قیامت کی علامتوں اور اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا! مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے۔ ۳۷

قیامت کی نشانیوں میں حسب ذیل امور کو بیان کیا گیا ہے۔

کنیزوں سے مالکوں کا پیدا ہونا۔ فقراء کا بلند و بالا عمارتوں کو بنانا اور بادشاہ بن جانا۔ ۳۸

علم کا اٹھ جانا، جہل کا بڑھ جانا، شراب کا زیادہ پیا جانا، زنا کی کثرت، مردوں کا کم ہو جانا اور عورتوں کا زیادہ ہو جانا، حتی کے ایک مرد کا پچاس عورتوں کی کفالت کرنا۔ ۳۹

نا اہل کو منصب دیا جانا۔ یعنی امانت کا اٹھ جانا اور خیانت کا قائم ہونا)۔ ۴۰

کثرت مال کی وجہ سے زکوۃ کو قبول نہ کرنا۔ ۴۱

سرزمین حجاز سے آگ کا نکلنا۔ ۴۲

مال غنیمت کو ذاتی دولت بنالینا، امانت کو مال غنیمت بنالینا، زکوۃ کو جرمانہ سمجھنا، دین کے لئے علم کو حاصل نہ کرنا، مرد کا اپنی بیوی کی اطاعت کرنا اور اپنی ماں کی نافرمانی کرنا، دوستوں کو قریب کرنا اور اپنے باپ کو دور کرنا، مساجد میں شور مچانا، سب سے بدکار شخص کو اپنے قبیلے کا سردار بنالینا، کسی

شخص کے شر سے بچنے کے لئے اس کی عزت کرنا، گانے والیوں اور آلات موسیقی کا ظہور، امت کے آخری لوگوں کا پہلے لوگوں کو برا کہنا، سرخ آندھیوں کی کثرت، زلزلوں کی کثرت، زمین میں دھنسنے، شکل کے مسخ ہونے اور آسمان سے پتھر برسنے کا ظہور۔ ۴۳؎

امام مہدی کا ظہور اور ان کا دنیا میں عدل کو قائم کرنا۔ ۴۴؎

دھویں کا ظہور، دجال کا ظہور، دابۃ الارض کا نکلنا، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، یاجوج ماجوج کا نکلنا تین بار زمین کا دھنسنا۔ ا۔ مشرق میں ۔ ۲۔ مغرب میں ۔ ۳۔ جزیرہ عرب میں ۔ آگ کا لوگوں کو ہانک کر محشر کی جانب لے جانا، آندھی کا لوگوں کو سمندر میں گرا دینا۔ ۴۵؎

صور کا پھونکا جانا:

صور پھونکے جانے سے متعلق قرآن کریم میں کئی آیات بیان کی گئیں ہیں۔

جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۔ ۴۶

ترجمہ۔ جس دن صور پھونکا جائے گا۔

وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۔ ۴۷

ترجمہ۔ یہ لوگ بس ایک زوردار چیخ کے انتظار میں ہیں جس میں دم لینے کی گنجائش نہ ہوگی۔

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ۔

ترجمہ۔ جس دن صور پھونکا جائے گا تو جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، سوائے جس کو اللہ چاہے سب گھبرا جائیں گے۔ ۴۸؎

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۔ ۴۹

ترجمہ۔ جس دن صور پھونکا جائے گا ہم گناہ گاروں کو اس دن نیلی آنکھوں کے ساتھ اکٹھا کریں گے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں ،آیت۔ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا۔ سے مرادروز قیامت مجرمین کے مختلف حالات ہوں گے،ایک حال میں مجرمین کی آنکھوں نیلی ہوں گی اورایک دوسرے حال میں مجرمین کی آنکھیں اندھی ہوں گی۔۵۰؎

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۔۵۱

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا تم لوگ فوج درفوج آجاؤ گے۔

وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ۔ ۵۲

ترجمہ۔اورصور میں پھونکا جائے گا جو بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہوں گئے سب بے کار ہوجائیں گے مگر جنہیں اللہ چاہے پھر اس میں دوبارہ پھونکا جائے گا تو وہ اچانک وہ سب کھڑے ہوئے دیکھتے ہوں گے۔

يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ۔ ۵۳

ترجمہ۔جس روز چیخ کو حق کے ساتھ سنیں گے یہ نکلنے کا دن ہوگا۔

وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ۔ ۵۴

ترجمہ۔صور پھونکا جائے گا سو وہ سب یکا یک قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف جلدی جلدی چلنے لگیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات:

ایک انصاری صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا! کون سا مومن زیادہ عقل مند ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے اوراس کے بعد کے مراحل کے لئے زیادہ اچھی تیاری کرتے ہیں یہی عقل مند ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا، قیامت کا دن مومن پر اتنی مقدار کا ہوگا جتنی مقدار ظہر اور عصر کے درمیان ہوتی ہے۔۵۵؎

حضرت بریدہ ؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی

مثل ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ساتھ ساتھ ملا کر فرمایا۔۵۶؎

حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک درندے انسانوں سے باتیں نہ کریں اور انسان سے اس کا کوڑے کا پھندا بات نہ کرے اور اس کی جوتی کا تسمہ بات نہ کرے۔۵۷؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت صرف اشرار (بدترین) لوگوں پر قائم ہوگی۔۵۸؎

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں، حضرت عمرؓ نے بیان کیا ہے! جنت میں نیک آدمی کو نیک آدمی کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور دوزخ میں بدکار کو بدکار کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔

حسن بصری اور قتادہ کہتے ہیں! ہر شخص کو اس کی جماعت کے ساتھ ملا دیا جائے گا یعنی یہودی کو یہودی اور نصرانی کو نصرانی کے ساتھ اور مومنین کی روحوں کو بڑی آنکھوں والی حوروں کے ساتھ اور کافرین کی روحوں کو شیاطین کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔۵۹؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! حزب اللہ کی آنکھیں قیامت کے خوف سے جاگتی ہیں ان کے پہلو آرام سے ناآشنا ہیں اور ان کی زبان ہمہ وقت اللہ کے ذکر سے تر رہتی ہیں۔آگاہ ہو جاؤ کے حزب اللہ ہی غالب ہونے والے ہیں۔خوش بخت ہے وہ انسان جس نے قیامت کو یاد رکھا، حساب کے لئے عمل کیا، جتنا رزق اللہ نے دیا اس پر قانع رہا، اللہ کی رضا میں راضی رہا۔

سفر قیامت کے لئے بدترین زادراہ اللہ کے بندوں پر ظلم ہے۔

عقلمند ہے وہ انسان جو قیامت کے لئے اسی دنیا میں عمل کرتا ہے۔

جو انسان اللہ کے لئے اخلاص اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اس کے لئے دنیا، آخرت اور معاشی حالات کے لئے پشت پناہی فرماتا ہے۔جو قیامت پر یقین رکھتا ہے وہ زیادہ سے زیادہ زادراہ کی فکر میں

مبتلا رہتا ہے۔ وہ مومن نہیں جو آخرت کی فکر نا کرے۔

جو اپنی آخرت کو سنوارتا ہے اللہ اس کی دنیا کو سنوارتا ہے۔

دنیا کی تلخی آخرت کی مٹھاس ہے اور دنیا کی حلاوت آخرت کی تلخی ہے۔

امام حسن سے وصیت میں آپؑ نے فرمایا! جان لو بیٹا تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو، نہ کے دنیا کے لئے، تم فنا کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کے بقا کے لئے اور تم موت کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کے زندگی کے لئے۔ جسے آخرت کا یقین ہو وہ دنیا کی حرص میں مبتلا نہیں ہوتا ہے۔ اصلاح نفس کے لئے کوشاں رہو، کیونکہ اس معاملہ میں صرف کوشش ہی تمھاری معاون ہو سکتی ہے۔ انسان کی ہر سانس موت کی طرف ایک قدم ہے۔

ساعتوں کا گزرنا بھی اجل میں شامل ہے۔ سب سے قریب ترین اور سچی چیز انسان کی موت ہے۔ اس دن کے لئے عمل کرو جس دن کے لئے ذخیرہ کیا جاتا ہے اور اس دن اسرار سے پردہ ہٹ جائے گا۔ بلاشبہ تقویٰ تمام تر استحکام کی کلید ہے اور معاد کا ذخیرہ ہر غلامی سے نجات اور ہر طرح سے ہلاکت سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

اللہ کے خاص بندوں نے جو متقی ہیں انھوں نے دنیا اور آخرت دونوں سے فائدہ اٹھالیا۔ ۶۰؎

اہم نکتہ:

قرآن کریم اور کتب حدیث سے قیامت کا قائم ہونا ثابت ہے جبکہ اسلام کے بنیادی عقائد میں عقیدہ آخرت کا شمار ہوتا ہے کیونکہ جب تک انسان عقیدہ آخرت کا اقرار اور یقین نہیں کرے گا وہ حلقہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا، انسان اس دنیا میں جس سے آیا ہے اسی دن سے وہ ہر لمحہ موت اور اگلی دنیا میں جانے کے سفر پر گامزن ہے یعنی جو انسان دنیا میں آگیا اب وہ یہاں سے جانے کے لئے سفر میں ہے۔

قرآن کریم کے تقریباً ہر صفحے پر آخرت سے متعلق کوئی نا کوئی بات یا پیغام موجود ہے مثلاً موت، قبر، یوم آخرت، قیامت، حساب کتاب جنت دوزخ، میزان، ثواب عذاب، صور کا پھونکے جانا، پل صراط، اعمال کی باز پرس اور قیامت کا زلزلہ وغیرہ۔

جس معاشرے میں عقیدہ آخرت کمزور پڑ جاتا ہے وہاں ہر طرح کے جرائم بڑھنے لگتے ہیں کیونکہ لوگوں کے دلوں سے موت کا خوف اور قیامت میں باز پرس کا ڈر نکل جاتا ہے جبکہ جن معاشروں میں عقیدہ آخرت مضبوط بنیادوں پر استوار ہوتا ہے وہاں لوگوں کے دلوں میں خوف خدا ہوتا ہے اور وہ کسی بھی ظلم وزیادتی سے قبل یہ سوچتے ہیں کے ہمیں اللہ کے یہاں اس کا جواب دینا پڑے گا قیامت کے قیام کے عقیدے پر یقین کا فلسفہ یہ ہے کے انسان ہر وقت اگلے جہاں کی تیاری میں لگا رہے اور ہر گناہ سے بچنے اور نیکی کو کرنے کی جانب مکمل تندہی سے راغب رہے کیونکہ جو لوگ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل بھی کر دئے جائیں گے وہ وہاں اس بات پر ندامت محسوس کریں گے کے ہم نے دنیا میں بہت وقت ضائع کیا چنانچہ اس خفت اور ندامت سے بچنے کا یہی ایک طریقہ ہے کے ہر وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہا جائے اور اللہ کی اطاعت اور عبادت کو نہایت دل جمعی سے ادا کیا جائے۔

بقول شاعر!

ہم خانہ بدوش لوگوں کی یہ منزلیں نہیں
ہم اگلے جہاں کے لوگ ہیں اور راستے میں ہیں

نفس لوامہ/ ملامت کیا ہوا نفس:

اللہ تعالی نے اس سورہ میں نفس لومہ کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا!

وَلَآ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَةِ ۔٦١

ترجمہ۔ قسم ہے نفس لوامہ (ملامت کیے ہوے) نفس کی قسم۔

نَّفۡسِ کی تعریف:

کئی مفسرین، محدثین، علماء اور فضلاء نے نَّفۡسِ انسانی کی تعریف کرنے کی کوشش کی ہے جو درج ذیل ہے۔

صاحب تاج العروس نے لکھا ہے نفس کے بہت سے معنی ہیں۔

نَّفُسِ۔ یہ لفظ انسانی شخصیت کی ظاہری اور باطنی پہلوؤں کے مجموعہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے
نَّفُسِ۔ سے مراد وہ شخصی توانائی ہے جو اچھے اور برے میں تمیز پیدا کرتی ہے جیسے عام طور پر شعور اور احساس بھی کہا جاتا ہے
نَّفُسِ۔ سے مراد عقل، علم اور قلب بھی ہے۔
نَّفُسِ۔ یہ عین الشیئ ء کے معنوں میں بھی ہے جیسے کے جاء نی الملیک بنفسہ یعنی بادشاہ میرے پاس بنفس نفیس آیا۔
نَّفُسِ۔ کو عظمت، بڑائی، ہمت، غیرت ارادہ کے معنوں میں بھی سمجھا جاتا ہے۔
نَّفُسِ۔ سے ایک لفظ انفس بھی نکلا ہے جس کے معنی انسان کا خود اپنا آپ یا بھائی بند۔
کے بھی ہیں انگریزی زبان میں اس کے لئے مناسب الفاظ Myself, Yourself or Himself ہیں۔
نَّفُسِ۔ کے معنی خون کے بھی ہیں چنانچہ نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو کے بچے کی ولادت کے بعد خواتین کو آتا ہے اور یہ خود ولادت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔
نَّفُسِ۔ سے مراد سانس لینے کا عمل بھی ہے یعنی تنفس اور نفس کی جمع انفاس بھی ہے۔
نَّفُسِ۔ کے معنی وسعت اور کشادگی کے بھی ہیں۔
نَّفُسِ۔ کے ایک معنی ہلکی اور نرم ہوا کے بھی ہیں۔
نَّفُسِ۔ کے معنی ایک کش اور ایک گھونٹ کے بھی ہیں۔
نَّفُسِ۔ یہ طویل چیز کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔
نَّفُسِ۔ سے ایک لفظ نفیس یعنی مال کثیر بھی نکلا ہے اور شئ نفیس سے مراد وہ عمدہ چیز جس کی طرف انسان لپک کر جائے۔
نَّفُسِ۔ سے ایک لفظ 'تنفس الصبح' بھی نکلا ہے جس کے معنی ہیں صبح کا واضح اور روشن ہو جانا۔
نَّفُسِ۔ سے ایک لفظ نافس اور تنافس بھی نکلا ہے جس کے معنی کسی اچھے کام میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش۔
نَّفُسِ۔ کے معنی عندی (میرے پاس) کے بھی ہے۔

تاج العروس نے اس کی مثال کے لئے سورہ المائدہ کی آیت تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ کا حوالہ بھی پیش کیا ہے ترجمہ۔ائے میرے رب جو کچھ میرے دل میں ہے تو اسے جانتا ہے لیکن جو کچھ تیرے پاس ہے میں اسے نہیں جانتا ہوں۔ ۶۲ے

نَّفْسِ۔سے مراد عقوبت یا سزا اعمال کے بھی ہیں جیسے ویحذرکم اللہ نفسہ۔اس آیت کے یہ معنی نہیں ہیں کے اللہ تمھیں اپنے آپ یا اپنی ذات سے ڈراتا ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کے اللہ تمھیں اپنے قانون مکافات کی رو سے مرتب ہونے والے تباہ کن نتائج سے محتاط رہنے کی تاکید کرتا ہے۔

قرآن کریم میں لفظ 'نفس' کو انسانی ذات یا Human Personality کے لئے بھی استعمال کیا گیا جسے اقبال خودی (Self) کہتے ہیں اس نَّفْسِ کو کچھ لوگ انا یا I am ness یا Ego بھی کہتے ہیں۔ ۶۳ے

المنجد میں نَّفْسِ کی تعریف اس طرح سے بیان کی گئی ہے نفس سے مراد انسان کی عقل، علم اور قلب ہے۔ ۶۴ے

نفس کی اقسام:

قرآن کریم نے نَّفْسِ انسانی کی تین اقسام بیان کر مائی ہیں تاہم اہل علم اور صوفیاء کرام نے بھی نَّفْسِ انسانی کی ان اقسام پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

قرآن کریم کے مطابق درج ذیل تین اقسام کے نفوس انسان کے اندر پائے جاتے ہیں۔

۱۔نَّفْسِ امارہ (حیوانی وجود)۔

۲۔نَّفْسِ لوامہ (روح ملکوتی)۔

۳۔نَّفْسِ مطمئنہ (راضی بہ رضا رہنے والا)۔

نَّفْسِ لوامہ:

۱۔نَّفْسِ لوامہ کو (روح ملکوتی) روحانی وجود اور نفس ناطقہ کہا گیا جبکہ قرآن کریم میں وَ نَفَخَ

فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِهٖ۔۶۵؎

ترجمہ۔انسان میں اللہ نے اپنی پھونک دی۔

انگریزی میں اس کو Devine Spark کہتے ہیں،قرآن کریم میں اللہ نے نفس لوامہ کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا ہے! وَ لَاۤ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَةِ۔۶۶؎۔ترجمہ۔قسم ہے نفس لوامہ (ملامت کیے ہوے) نفس کی قسم۔

نفس لوامہ انسان کو بلندیوں کی جانب لے جاتا ہےاور اسے اللہ کا فرمانبردار،اطاعت گزار اور مقرب بناتا ہے،اسی اعلیٰ روحانی صلاحیت کی وجہ سے انسان میں حق و باطل کو سمجھنے کی صلاحیت بیدار ہوتی ہے، یہ روحانی یا ملکوتی نور سے معمور ہوتی ہے جو انسان کو زمین سے نہیں آسمان سے ملتی ہے چنانچہ اس کی لپک ہمیشہ اللہ کی جانب ہوتی ہے یعنی ہر انسان کے اندر ایک بڑا داعیہ ہر وقت موجود ہوتا ہے جو اس کو بلندی کی جانب لے جانا چاہتا ہے،انسان کو حیوانیت سے ممتاز کرنے والی یہی روح ملکوتی ہے جو دنیا کے ہر انسان کے وجود میں کام کرتی ہے، یہ روح ملکوتی انسان کو عقل وشعور سے آراستہ کرتی ہے اور اسی کی وجہ سے انسان وحی والہام اور پیغام خداوندی کو موصول کرنے کے قابل ہوتا ہم یہی وصف انسان کو اعلیٰ امور کی جانب متوجہ کرتا ہوئے برے کاموں سے روکتا ہے اگر چہ صوفیاء کرام نے ان دونوں وجود کے مابین ایک اور حقیقت یعنی 'قلب' کو بھی موضوع بحث بنایا ہے۔

مشہور ماہر نفسیات فرائیڈ نے انسانی شخصیت کے تین طبقات یا Levels کا تعین کیا ہے اگر چہ اس کے نظریات گمراہ کن ہیں لیکن قابل تحسین ان معنوں میں ہیں کے فرائیڈ نے انسانی شخصیت کے ان تین پہلوؤں کا نا صرف تجزیہ یا مشاہدہ پیش کیا ہے بلکہ اس پر سیر حاصل بحث بھی کی ہے،نفس لوامہ کو عرف عام میں ضمیر بھی کہا جاتا ہے تاہم تزکیہ نَّفۡسِ کی مختلف مشقوں،عبادات اور غور فکر اور اپنے اعمال کی درستگی کے بعد یہ نفس سدھر جاتا ہے اور اس میں سے سرکشی کم یا ختم ہوجاتی ہے کیونکہ ضمیر اسے گناہوں پر مسلسل ملامت کرتا ہے جس کے سبب وہ درست راستے کا تعین کر لیتا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۔ ٦٧

ترجمہ۔(انسان) کہتا ہے میں نے ڈھیروں مال اڑا دیا۔

مفسرین اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کے ایسا انسان جو جائز ناجائز ذرائع سے مال کماتا ہے یعنی بدی اور حرام خوری بھی کی لیکن اس کے ساتھ ہی مساجد کو چندے یا غرباء و یتمیٰ اور دارالعلوم کی سرپرستی بھی جاری رکھی نَّفْسِ لوامہ پر کبھی شہوت کا غلبہ ہوتا ہے تو کبھی وہ اس سے باز بھی آجاتا ہے یعنی اچھائی اور برائی کی دونوں کیفیات ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔

امیرالمومنین حضرت علیؑ کی نظر میں نَّفْسِ کی تعریف:

نَّفْسِ کے بارے میں حضرت علیؑ فرماتے ہیں نفس کی خواہشات بہت دیر سے دل سے باہر نکلتی ہیں جبکہ نفس ہمیشہ انسان کو گناہ کی طرف مائل کرتا رہتا ہے۔

مومن کی پہچان یہ ہے کے وہ صبح اور شام اپنے نفس سے بدگمان رہتا ہے۔

انسان کا نفس ہمیشہ اسے برائی کی جانب لے جاتا ہے، سوائے اس کے جس پر اللہ کی رحمت ہو۔مومن سینے کی وسعت کے اعتبار سے بڑا ہوتا ہے جبکہ اپنے نفس کے اعتبار سے سب سے چھوٹا۔اپنی ذات میں شیطان کے لئے کوئی حصہ نہ چھوڑو اور ناہی اپنے نفس کی جانب اس کے لئے کوئی راستہ کھلا چھوڑو۔

خواہشات نفسانی کی مخالفت اور اپنے دین کا دفاع کرتے رہو چاہے تمھاری عمر کی صرف ایک ہی ساعت ہی کیوں نہ باقی ہو۔

بہترین اعمال وہ ہیں کے جن کی انجام دہی پر تم نے اپنے نفس کو آمادہ اور مجبور کر دیا۔

مومن جب کوئی بات کہنا چاہتا ہے تو پہلے اپنی ذات میں اس کے بارے میں غور و فکر کر لیتا ہے پس اگر وہ مفید ہوئی تو اسے ظاہر کرتا ہے اور اگر وہ بری ہوئی تو وہ اسے چھپا لیتا ہے جو شخص اپنے نفس کے عیبوں کو دیکھے گا وہ دوسروں کے عیبوں کو بھول جائے گا۔

کتنا اچھا حال ہے اس شخص کا جس کے پاس اپنی ذات ہی ایسی مصروفیت ہو جو اسے دوسروں سے دور رکھے۔٦٨

انسان روز قیامت دوبارہ جمع کیا جائے گا:

ہر دور کے انسانوں نے اپنے وقت کے پیغمبروں سے یہ سوال کیا ہے، وہ کیسے دوبارہ زندہ کئے جائیں؟ یہ دوبارہ زندہ ہونے والی حکمت ان کی سمجھ سے بالا تھی، اگرچہ قرآن کریم میں اللہ تعالی نے انسان کے دوبارہ اٹھائے جانے کی جانب کئی مقامات پر وضاحت فرمائی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَلَّنۡ نَّجۡمَعَ عِظَامَہٗ ۔۶۹

ترجمہ۔کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کے ہم اس کی ہڈیاں جمع نا کر پائیں گے؟

بَلٰی قٰدِرِیۡنَ عَلٰۤی اَنۡ نُّسَوِّیَ بَنَانَہٗ ۔۷۰

ترجمہ۔ہم ضرور جمع کریں گے،ہم تو اس کی انگلیوں کے پور پور تک کو درست کرنے پر قادر ہیں۔

اَلَیۡسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یُّحۡیِۦَ الۡمَوۡتٰی ۔۷۱

ترجمہ۔وہ مردون کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔

المعید۔(دوبارہ پیدا کرنے والا):

المعید۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی دوبارہ پیدا کرنے کے ہیں۔

اسم المعید(ع۔و۔د) سے مشتق ہے جس کے معانی لوٹنا یا لوٹانا کے ہیں۔۷۲؎

المعید۔کے معنی دوبارہ لوٹانا۔۷۳؎

یعنی اللہ کے لئے انسان کو دوبارہ پیدا کرنا کچھ مشکل نہیں یہ بات اللہ تعالی قرآن کریم میں وضاحت اور تواتر کے ساتھ کئی بار بیان کر چکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ میں دین اسلام کی تبلیغ واشاعت میں مصروف تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی آیات کفار مکہ کے سامنے تلاوت کرتے اور انھیں یہ بتاتے کے یہ دنیا عارضی ٹھکانہ ہے اور روز آخرت تمام لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے اور حساب وکتاب کے بعد داخل جنت یا جہنم کئے جائیں گے اس پر کفار مکہ نے یہ کہا کے بھلا ہم دوبارہ کیسے اٹھائے جائیں گے؟ جبکہ ہمارے باپ دادا تو مٹی ہو چکے اور اب وہ دوبارہ کیسے زندہ

کئے جائیں گے؟ کفار کے انھی سوالات کے جواب میں کئی آیات کا نزول ہوا جو کے درج ذیل ہیں۔

اسم المعید کا نظام کائنات میں کردار:

انسان کی موت چاہے کسی بھی طرح سے واقع ہو چاہے اس کا جسم زمین کھا جائے یا وہ سمندر میں ڈوب کر مچھلیوں کی غذا بن جائے یا خونخوار جانور اس کو چیر پھاڑ کر کھا جائیں یا وہ جل کر راکھ بن جائے یا کسی بم بلاسٹ میں اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اس کے جسم کے اعضاء متعدد قبروں میں دفن ہو جائیں الغرض انسان کا جسم مٹی ہو جائے، لوہا ہو جائے یا پتھر اللہ تعالی کے لئے اسے روز محشر دوبارہ زندہ کرنا کچھ مشکل نہیں۔

ارشادات خداوندی:

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ
قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ۔[4]

ترجمہ۔ ہمارے بارے میں مثل بیان کرنے لگا اور اپنی پیدائش کو بھول گیا، اس نے کہا کہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا حالانکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی، آپ فرما دیجئے کہ انہیں وہی زندہ فرمائے گا جس نے انہیں پہلی مرتبہ پیدا فرمایا اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، منافق اعظم عبداللہ بن ابی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا، اس کے ہاتھ میں ایک بوسیدہ ہڈی تھی اس نے اس کو اپنے ہاتھ سے توڑا پھر کہا! اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو اللہ تعالیٰ کیسے زندہ کرے گا، اگرچہ یہ بوسیدہ ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! (اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندہ کرے گا) اور تجھ کو موت دے گا پھر تجھ کو جہنم میں داخل کرے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا! آیت۔

قل يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجئے ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے پہلی بار ان کو زندگی عطا کی اور وہ

سب طرح پیدا کرنا خوب جانتا ہے۔۷۵؎

كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ۔۷۶

ترجمہ۔(اللہ) نے تمہیں شروع میں پیدا فرمایا اسی طرح تم دوبارہ لوٹو گے۔

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ۔۷۷

ترجمہ۔وہ دن یاد رکھنے کے قابل ہے جس روز ہم آسمانوں کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح لکھے ہوئے مضمونوں کا کاغذ لپیٹ دیا جاتا ہے۔ہم نے جس طرح پہلی بار مخلوق کی پیدائش کی ابتداء کی تھی اسی طرح ہم اسے لوٹا دیں گے ہمارے ذمہ وعدہ ہے بلاشبہ ہم کرنے والے ہیں۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ۔۷۸

ترجمہ۔آپ ﷺ فرمادیجئے کے تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو مخلوق کو پیدا فرمائے پھر اسے زندہ کرے؟ آپ ﷺ فرمادیجئے کے اللہ مخلوق کو ابتداء پیدا فرماتا ہے پھر اس کو دوبارہ پیدا فرمائے گا۔سو تم کہاں پھرے جارہے ہو؟

اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ۔۷۹

ترجمہ۔اسی کی طرف تم سب کو لوٹ جانا ہے، اس نے سچا وعدہ کر رکھا ہے بلاشبہ وہی مخلوق کو ابتداء پیدا فرماتا ہے پھر وہ اسے دوبارہ لوٹا دے گا تاکہ وہ ان لوگوں کو انصاف کے ساتھ بدلہ دے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے پینے کو کھولتا ہوا پانی اور دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ کفر کرتے تھے۔

اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ۔۸۰

ترجمہ۔تو کیا ہم پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے ہیں؟ (نہیں) بلکہ وہ اپنے ازسرنو پیدا ہونے کے

متعلق شک میں مبتلا ہیں۔

وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ۔ ۸۱

ترجمہ۔ ہمارا کام تو بس ایک لمحہ کی بات ہے۔ جیسے پلک کا جھپکنا۔

اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ۔ ۸۲

ترجمہ۔ کیا انسان اس بات کو نہیں سوچتا کہ ہم نے اسے اس سے پہلے پیدا کیا اور وہ کچھ بھی نہ تھا؟

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۔ ۸۳

ترجمہ۔ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو فرماتا ہے کے کن (ہوجا) تو وہ ہوجاتی ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ
بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ ۸۴

ترجمہ۔ کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کرنے سے نہیں تھکا وہ اس پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کرے ہاں اسے ضرور قدرت ہے، بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَ
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۔ ۸۵

ترجمہ۔ اگر تم تعجب کرو تو باعث تعجب تو ان کا یہ قول ہے کے کیا ہم مٹی ہوجانے کے بعد از سر نو پیدا ہوں گے؟ یہی وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا اور یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی دوزخی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۔ ۸۶

ترجمہ۔ ہم تو تمھاری انگلیوں کے پور پور کو درست بنانے پر قدرت رکھتے ہیں بھلا تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کے ہم تمھیں دوبارہ پیدا نہ کرسکیں گے۔

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔ ۸۷

ترجمہ۔ اللہ ہی مخلوق کو اول بار پیدا کرتا ہے پھر اسے بار بار پیدا کرتا رہتا ہے پھر تم سب اسی کی

طرف لوٹا کر لائے جاؤ گے۔

اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ لَمۡ یَعۡیَ بِخَلۡقِہِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یُّحۡیِ َۧ الۡمَوۡتٰی ؕ بَلٰۤی اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۔۸۸

ترجمہ۔کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کرنے سے نہیں تھکا وہ اس پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کرے ہاں اسے ضرور قدرت ہے، بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ سے استفسار:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی موت کے بعد دوبارہ اٹھنے کے بارے میں جب اللہ تعالی سے استفسار کیا تو اللہ تعالی نے فرمایا! کیا تمھیں اس پر یقین نہیں ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ یقین تو ہے لیکن پھر بھی میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ یہ کس طرح سے ہوگا؟

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰہٖمُ رَبِّ اَرِنِیۡ کَیۡفَ تُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ؕ قَالَ اَوَ لَمۡ تُؤۡمِنۡ ؕ قَالَ بَلٰی وَ لٰکِنۡ لِّیَطۡمَئِنَّ قَلۡبِیۡ ؕ قَالَ فَخُذۡ اَرۡبَعَۃً مِّنَ الطَّیۡرِ فَصُرۡہُنَّ اِلَیۡکَ ثُمَّ اجۡعَلۡ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنۡہُنَّ جُزۡءًا ثُمَّ ادۡعُہُنَّ یَاۡتِیۡنَکَ سَعۡیًا ؕ وَ اعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ۔۸۹

ترجمہ۔جب ابراہیم نے کہا! اے میرے رب! آپ مجھے دکھا دیجئے مردوں کو کس طرح زندہ فرماتے ہیں، فرمایا کیا تم کو یقین نہیں ہے؟ عرض کیا یقین ہے لیکن اس غرض سے سوال کرتا ہوں کہ میرا قلب مطمئن ہو جائے، فرمایا سو تم لے لو چار پرندے پھر ان کو اپنے سے ہلا لو پھر ہر پہاڑ پر ان میں سے ایک ایک حصہ رکھ دو پھر ان کو بلاؤ وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے اور جان لو کہ بلاشبہ اللہ عزیز ہے حکیم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دو بار صور پھونکا جائے گا اور ان

دونوں صوروں کے درمیان ۴۰ کا وقفہ ہوگا لوگوں نے پوچھا! اے ابو ہریرہؓ! ۴۰ دن؟ انھوں نے کہا! میں نہیں کہہ سکتا لوگوں نے پوچھا ۴۰ ماہ؟ انھوں نے کہا! میں نہیں کہہ سکتا، لوگوں نے پوچھا ۴۰ سال؟ انھوں نے کہا! میں نہیں کہہ سکتا پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل فرمائے گا جس سے لوگ اس طرح سے اگیں گے جس طرح سے سبزہ اگتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کے ایک ہڈی کے سوا انسان کی جسم کی ہر چیز گل جائے گی اور وہ دم کی ہڈی کا سرا ہے اور قیامت کے دن اسی سے انسان کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔ ۹۰؎

ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا ۔۹۱

ترجمہ۔ اللہ نے تمھیں زمین سے ایک طرح کا اگانا اگایا پھر وہ اسی میں تمھیں لوٹا دے گا اور ایک بار پھر تمھیں نکالے گا۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا گیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ دم کی ہڈی کیسی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کے وہ رائی کے دانے کی طرح ہے وہ پشت کی جڑ میں ایک باریک ہڈی ہے اور وہ دم کی ہڈی ہے جو چوپایوں میں دم کے سر کی جگہ ہوتی ہے اس ایک ہڈی کے سوا انسان کے جسم کی ہر چیز گل جائے گی۔ ۹۲؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ! انسان کے جسم میں ایک ہڈی ہے جس کو مٹی کبھی نہیں کھا سکے گی صحابہ نے پوچھا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ کون سی ہڈی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ! عجب الذنب (دم کی ہڈی کا سرا)۔ ۹۳؎

اللہ وہ ہے جس نے تمھیں زندہ کیا پھر وہ تمھیں مارے گا پھر تمھیں زندہ کرے گا۔ ۹۴؎

محمود بن لبیدؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دو چیزوں کو ابن آدم ناپسند کرتا ہے۔

۱۔ موت کو۔

۲۔ مال کی کمی کو۔

جبکہ موت فتنہ سے بہتر ہے اور اور مال کی کمی کی وجہ سے حساب بھی کم ہوگا۔ ۹۵؎

❁

حوالہ کتب:

۱۔سورہ قیامت۔آیت۔۱۔
۲۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۔سورہ قیامت۔آیت۔۱۔
۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۔سورہ قیامت۔آیت۔۶۔
۸۔سورہ قیامت۔آیت۔۷۔
۹۔سورہ قیامت۔آیت۔۸۔
۱۰۔سورہ قیامت۔آیت ۹۔
۱۱۔سورہ قیامت۔آیت۔۹۔
۱۲۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۳۔سورہ قیامت۔آیت۔۱۰۔
۱۴۔سورہ قیامت۔آیت۔۱۱۔
۱۵۔سورہ قیامت۔آیت۔۱۲۔
۱۶۔سورہ قیامت۔آیت۔۱۳۔
۱۷۔سورہ قیامت۔آیت۔۱۴۔
۱۸۔سورہ قیامت۔آیت۔۱۵۔
۱۹۔سورہ قیامت۔آیت۔۲۲۔
۲۰۔سورہ قیامت۔آیت۔۲۳۔
۲۱۔سورہ قیامت۔آیت۔۲۴۔
۲۲۔سورہ قیامت۔آیت۔۲۵۔
۲۳۔سورہ مزمل۔آیت۔۱۴۔
۲۴۔سورہ مزمل۔آیت۔۱۷۔
۲۵۔سورہ مزمل۔آیت۔۱۸۔
۲۶۔سورہ مدثر۔آیت۔۹۔
۲۷۔سورہ مدثر۔آیت۔۱۰۔
۲۸۔سورہ مدثر۔آیت۔۱۷۔
۲۹۔سورہ مدثر۔آیت۔۵۳۔

۳۰۔سورہ النحل۔آیت۔۷۷۔
۳۱۔سورہ المعارج۔آیت۔۶۔۷۔
۳۲۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۹۷۔
۳۳۔سورہ محمد۔آیت۔۱۸۔
۳۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۸۷۔
۳۵۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۷۔
۳۶۔سورہ مزمل۔آیت۔۱۷۔
۳۷۔سورہ محمد۔آیت۔۱۸۔
۳۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۴۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۴۶۔سورہ انعام۔آیت۔۷۳۔
۴۷۔سورہ ص۔آیت۔۱۵۔
۴۸۔سورہ نمل۔آیت۔۸۷۔
۴۹۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔۱۰۲۔
۵۰۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۱۔سورہ النباء۔آیت۔۱۸۔
۵۲۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۸۔
۵۳۔سورہ ق۔آیت۔۴۲۔
۵۴۔سورہ یٰسین۔آیت۔۵۱۔
۵۵۔البعث والنشور۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔ص۔۸۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت
۵۶۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۵۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۵۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۹۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ)۔ج۔۵۔ص۔۲۱۶۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۶۰۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۴۴۴۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۶۱۔سورہ قیامت۔آیت۔۲۔
۶۲۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ۔ادارہ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۳۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔ص۔۱۶۴۴۔مطبوعہ۔ادارہ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۴۔المنجد۔لوئیس معلوف الیسوعی (متوفی۔۱۸۶۷ء)۔ص۔مطبوعہ۔المبطبعہ الغاثولیکہ بیروت۔۱۹۲۷ء۔
۶۵۔سورہ السجدہ۔آیت۔۹۔
۶۶۔سورہ قیامت۔آیت۔۲۔
۶۷۔سورہ البلد۔آیت۔۶۔
۶۸۔تجلیات حکمت۔مولف۔آیت اللہ اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۴۸۱۔مطبع۔دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۲۰۰۳ء۔
۶۹۔سورہ قیامت۔آیت۔۳۔
۷۰۔سورہ قیامت۔آیت۔۴۔
۷۱۔سورہ قیامت۔آیت۔۴۰۔
۷۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۴۔سورہ یٰسین۔آیت۔۷۸۔۷۹۔
۷۵۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۲۹۔
۷۷۔سورہ الانبیا۔آیت۔۱۰۴۔
۷۸۔سورہ یونس۔آیت۔۳۴۔
۷۹۔سورہ یونس۔آیت۔۴۔
۸۰۔سورہ ق۔آیت۔۱۵۔
۸۱۔سورہ قمر۔آیت۔۵۰۔
۸۲۔سورہ مریم۔آیت۔۶۷۔
۸۳۔سورہ یٰسین۔آیت۔۸۲۔
۸۴۔سورہ احقاف۔آیت۔۳۳۔
۸۵۔سورہ رعد۔آیت۔۵۔
۸۶۔سورہ القیامۃ۔آیت۔۴۔
۸۷۔سورہ روم۔آیت۔۱۱۔

۸۸۔سورہ احقاف۔آیت۔۳۳۔
۸۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۰۔
۹۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۹۱۔سورہ نوح۔آیت۔۱۸۔
۹۲۔فتح الباری۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)۔ج۔۸۔ص۔۵۵۳۔
۵۵۲۔مطبوعہ دار النشر الکتب الاسلامیہ۔لاہور۔
۹۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۹۴۔سورہ الحج۔آیت۔۶۶۔
۹۵۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔ج۔۵۔ص۔۴۲۷۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔

۷۶۔سورہ الدہر (زمانہ)

نام:

الدہر۔عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معانی زمانہ کے ہیں، اس سورہ کا دوسرا نام انسان بھی ہے۔

شانِ نزول:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، سورہ الدہر مکی سورہ ہے۔ا؎
کچھ لوگوں کا یہ ماننا ہے کے یہ مدنی سورہ ہے، اس سورہ میں کل آیات کی تعداد ۳۱ ہے جبکہ اس میں کل رکوع ۲ ہیں۔

مضامین:

۱۔تخلیق انسانی کا تذکرہ۔
۲۔اللہ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر کھانا کھلانے کی فضیلت۔
۳۔شکرگزار بندوں کی جزا۔
۴۔نزول قرآن کا طریقہ۔
۵۔قرآن کریم کل بنی نوع انسانیت کے لئے نصیحت۔

انسان:

اللہ تعالی نے اس سورہ میں انسان کی اصل حقیقت کو بیان فرمایا ہے، اور اس کی تخلیق کے مختلف مراحل کی وضاحت فرمائی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ۔ ۲
ترجمہ۔ بے شک انسان پر ایک ایسا بھی وقت تھا جب وہ نا قابل ذکر تھا۔

شان نزول:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، حبشہ سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ نے آپ کو ہم پر رنگ، شکل وصورت اور نبوت میں فضیلت دی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتایئے اگر میں اللہ پر ایمان لے آؤں اور نیک اعمال کروں تو کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنت میں ہو جاؤں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بے شک جنت میں سیاہ آدمی کی سفیدی ایک ہزار سال کے فاصلے سے دیکھی جائے گی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے لا الہ الا اللہ کہا تو اللہ کا اس کے لیے وعدہ ہے اور جس نے "سبحان اللہ وبحمدہ" کہا تو اس کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی ،اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورہ دہر کی ابتدائی بیس آیات کا نزول ہوا یعنی:

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ۔ ۳
وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّ مُلْكًا كَبِيْرًا ۔ ۴

ترجمہ۔ بے شک انسان پر ایک ایسا بھی وقت تھا جب وہ نا قابل ذکر تھا۔
ترجمہ۔ اور اگر تو اس جگہ کو دیکھے تو تجھے بڑی نعمت اور بڑی سلطنت دکھائی دے گی۔
تک تو حبشی نے کہا اور میری آنکھ البتہ وہی دیکھے گی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ جنت میں دیکھے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں۔ پس یہ سن کر اس حبشی کی روح پرواز کر گئی، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاتھوں مبارک سے اس حبشی شخص کو قبر میں اتارتے ہوئے دیکھا۔ ۵

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکمل سورہ دہر پڑھی، اس کے بعد فرمایا! بے شک میں وہ دیکھتا جو تم نہیں دیکھتے، میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، آسمان چرچراتا ہے اور یہ حق ہے کے وہ چرچرائے، آسمان میں چار انگلیوں کے برابر بھی کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ سجدہ

ریز ناہو، اللہ کی قسم! اگر تم جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑے ہنستے اور زیادہ روتے اور تم عورتوں کے ساتھ بستروں میں لطف اندوز نہ ہوتے، البتہ تم پہاڑوں کی جانب پناہ لینے کے لیے نکل جاتے۔۶؂

قتادہؒ آیت

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا۔۷

ترجمہ۔ بے شک انسان پر ایک ایسا بھی وقت تھا جب وہ نا قابل ذکر تھا۔

کے بارے میں فرماتے ہیں، بے شک تمام مخلوقات میں آدم علیہ السلام کو سب سے آخر میں پیدا کیا گیا۔۸؂

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ آیت هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا۔۹؂

ترجمہ۔ بے شک انسان پر ایک ایسا بھی وقت تھا جب وہ نا قابل ذکر تھا۔

کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہر انسان ہے۔۱۰؂

انسان کیا ہے؟

۱۔ وجود انسانی کی تخلیق دو عناصر سے مل کر ہوئی ہے۔ ۱۔ انسان کا خاکی وجود جیسے اللہ نے مٹی سے تخلیق کیا ہے۔

۲۔ اور انسان کا روحانی وجود یعنی انسان کے خاکی وجود میں اللہ نے اپنی روح پھونک دی اور انسان جیتا جاگتا ہو گیا۔

انسان اپنی پیدائش سے لے کر مرنے تک ہمہ وقت علم و عمل میں مصروف رہتا ہے اگرچہ علم و عمل کا یہ سلسلہ نا ختم ہونے والا ہے جس کا تسلسل تا عمر جاری و ساری رہتا ہے بعض اوقات یہ سیکھنے کا عمل غیر محسوس طور پر اس کی زندگی اور معمولات کا حصہ ہوتے ہیں تاہم علم انسان کے اندر ارادہ پیدا کرتا ہے جو بلا آخر عمل کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

انسان کی تعریف:

انس۔عربی زبان کا لفظ ہے۔
لغت میں انس سے مراد بشر کے ہیں۔
ابن فارس کے مطابق !انس کے بنیادی معنی ظاہر ہونے کے ہیں۔
انس۔کے برعکس 'جن' کے معنی پوشیدہ کے ہیں۔
انس کے ایک معنی دیکھنے اور محسوس کرنے کے بھی ہیں۔ ۱۱؎
قرآن کریم میں انسان کے لئے' بشر' کا لفظ بھی آیا ہے تاہم عمومی حیثیت میں انسان اور بشر مترادف معنوں میں استعمال ہوتے ہیں ابدال حق حضور قلندر بابا اولیا فرماتے ہیں! جب مشاہدات اور تجربات نے یہ فیصلہ کر دیا کے گوشت پوست کا جسم لباس ہے اور وہ اصل انسان نہیں ہے تو پھر یہ تلاش کرنا بہت ضروری ہو گیا ہے کے اصل انسان کیا ہے اور وہ کہاں چلا گیا؟۔۱۲؎

انسان کی اقسام:

اللہ تعالی نے دنیا میں تین طرح کے انسان تخلیق فرمائے ہیں جن کی اقسام درج ذیل ہے۔
۱۔مادیت پسند انسان Primitive human being اس قسم کا انسان دنیاوی مال ومتاع کے پیچھے ساری عمر بھاگتا رہتا ہے اس کو اس بات کی قطعی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کے مال جائز ذرائع سے حاصل کیا جارہا ہے یا ناجائز ذرائع سے تاہم آخرت سے متعلق اس کا نظریہ یہی ہوتا ہے کہ جب کی جب دیکھی جائے گی۔
۲۔لوگوں پر حکمرانی کرنے والا (Intellectual human being) اس قسم کے انسان بھی مادیت پسند ہوتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کی یہ خواہش بھی ہوتی ہے کے وہ لوگوں پر حکمرانی کریں اور لوگ ان کے احکامات کے پابند رہیں وہ لوگوں کو ذلیل ورسوا کرنے کے مواقع کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے،ان پر احسانات جتانا،ان کو ذلیل کرنا اور ان کی بے عزتی کرنے سے انھیں ایک روحانی سکون کا احساس حاصل ہوتا ہے بنیادی طور پر یہ لوگ حاسد، دنیادار، لالچی

اور نہایت متکبر ہوتے ہیں۔

۳۔ روحانی انسان (Spiritual man) انسانوں کی یہ قسم مال ودولت کے حصول کے لئے محنت اور جدو جہد تو کرتے ہیں لیکن اس کے پیچھے ان کا یہ نظریہ ہوتا ہے کے اللہ کو مانگنے والا ہاتھ پسند نہیں اور اللہ محنت اور حق حلال کمانے والے کو پسند کرتا ہے اور انھیں دوست رکھتا ہے چنانچہ وہ رزق حلال کو عبادت سمجھ کر کرتے ہیں لوگوں کے حقوق ادا کرتے ہوئے ان کی ضروریات کی تکمیل کرتے ہیں اس کے ساتھ ان کے پاس جو صلاحیتیں ہوتی ہیں انھیں خلق خدا کی خدمت میں سرف کرتے ہیں یہ انسانیت کی بھلائی کے کام کرتے ہیں اس کے ساتھ علم کے حصول اور اس کی ترویج واشاعت کا کام بھی بدستور کرتے رہتے ہیں۔ یہ آخرت کی فکر میں محو رہتے ہیں اور اس کی تیاری میں اپنی تمام توانائیاں سرف کرتے ہیں اور دنیاوی اور غیر نصابی سرگرمیوں سے اجتناب کرتے ہوئے اپنے مقاصد کی جانب گامزن رہتے ہیں ان لوگوں کے ذہن میں رزق حلال کا حصول، لوگوں کی مدد اور علم کا حصول ہوتا ہے ایسے تمام لوگ روحانی انسان یا Spiritual man کہلاتے ہیں تاہم روزمرہ کی زبان میں انھیں مسلمان کہا جاتا ہے۔ ۱۳؎

مخلوط نطفہ/ نُطْفَةٍ اَمْشَاجٍ:

اللہ تعالی نے انسان کی تخلیق مخلوط نطفہ سے فرمائی۔ اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۔ ۱۴

ترجمہ۔ ہم نے اس کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا اس طرح پر کہ ہم اس کو مکلف بنائی سو ہم نے اس کو سننے والا بنا دیا۔

مرد کے نطفے کو سائنسی زبان میں اسپرم (Sperm) جبکہ عورت کے خلیے کو اوویوم (Ovum) کہا جاتا ہے پہلے مرحلے میں اوویوم اور اسپرم کے خلیات آپس میں خلط ملط ہوتے ہیں اس کے بعد DNA کی تقسیم شروع ہوتی ہے تاہم یہ مرحلہ نہایت تیز رفتاری سے انجام پزیر ہوتا ہے ایسا لگتا ہے کے کوئی غیر مرئی قوت ان جنیاتی مادوں کو آپس میں ملاتی ہے باپ کے اسپرم کے ۲۵

کروڑ (۲۵ ملین) خلیات کو ماں کے صرف ایک اوویوم کے مقابل آنا ہوتا ہے یعنی ماں کے اوویوم کو باپ کے اسپرم کے صرف ایک متناسب اور مکمل کرنے والے خلیے کا انتخاب ان ۲۵ کروڑ خلیات میں سے کرنا ہوتا ہے اوران دونوں یعنی ماں اور باپ کے خلیات کا ملاپ کا عمل صرف اورصرف ایک گھنٹے میں مکمل ہوتا ہے تاہم اگر یہ کام کسی انسان کے سپرد کر دیا جائے اوراگر ان میں سے ہرایک خلیے کی درست جانچ میں صرف ایک سیکنڈ صرف کیا جائے تو اس کام پر پورے دو ماہ کا طویل عرصہ درکار ہوگا مگر ماں کے اوویوم کو نا صرف ان تمام خلیات میں سے درست خلیے کا انتخاب کرنا ہوتا ہے بلکہ اس کو ان تمام خصوصیات کے مطابق نامیاتی مرکب یعنی امینوایسڈ (Aminio Acid Base) کی بنیاد کا تعین بھی کرنا ہوتا ہے جو کے ایسی سازگار فضا پیدا کر سکے کے جس میں باہمی ربط کے زاویے قائم ہوسکیں اگرچہ اس مقام پر ہم پیچیدگی کی اس سطح پر پہنچ جاتے ہیں کے ایک جدید ساز وسامان سے آراستہ لیبارٹری میں ۱۰۰۰ ماہرین حیاتیات کی خدمات بھی حاصل کرلی جائیں جن کی یہ ذمہ داری ہو کے وہ عنقریب حاملہ ہونے والے اوویوم اور اس کے گرد ۲۵ کروڑ اسپرم کے خلیات کا درست انتخاب کریں تو اس جدید لیبارٹری کو بھی اس کام کو کرنے میں کئی سال لگ جائیں گے لیکن حیرت انگیز امر یہ ہے کے اللہ کی قدرت اس مشکل ، پیچیدہ اورانتہائی دقت طلب کام کو محض ایک گھنٹے میں نہایت کامیابی سے انجام دیتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ ۖ نَّبۡتَلِيۡهِ فَجَعَلۡنٰهُ سَمِيۡعًا بَصِيۡرًا ۔ ۱۵

ترجمہ۔ہم نے اس کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا اس طرح پر کہ ہم اس کو مکلف بنائی سو ہم نے اس کو سننے والا بنا دیا۔

امشاج۔ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں اختلاط یعنی دو چیزوں کا ایک دوسرے سے مل جانا۔

فراء کہتے ہیں، امشاج سے مراد! مرد اور عورت کے پانی کا مختلط ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا، امشاج کے معنی، سفیدی میں سرخی یا سرخی میں سفیدی

حضرت ام سلیمؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مرد کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے جبکہ عورت کا پانی پتلا پیلا ہوتا ہے اب ان میں سے جس کا پانی غالب یا سابق ہوگا بچہ اسی کے مشابہہ ہوگا۔۱۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، مرد کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے جو عورت کے پتلے پیلے پانی سے اختلاط کرتا ہے تاہم ان دونوں پانیوں سے مل کر ہی بچہ تخلیق پاتا ہے بچے کے پٹھے، ہڈی اور قوت مرد کے پانی سے جبکہ اس کا خون، گوشت، اور بال عورت کے پانی سے بنتے ہیں۔۱۷؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، نطفہ رحم مادر میں چالیس روز تک قرار پذیر رہتا ہے پھر وہ چالیس روز بعد لقہ یعنی جمے ہوا خون کی شکل اختیار کر لیتا ہے، پھر وہ چالیس روز تک مضغہ یعنی گوشت کے لوتھڑے کی شکل اختیار کرتا ہے، اس کے بعد جب اللہ تعالی اس کو پیدا کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو ایک فرشتے کو نازل فرماتے ہیں تاکہ وہ اس کا مذکر یا مونث ہونا، شقی اور سعید ہونا، رزق، عمر، پیدائش اور موت کو لکھنے کے لئے بھیج دیتے ہیں، پھر وہ فرشتہ اللہ کے حکم سے سب کچھ لکھ دیتا ہے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہؓ نے یہ آیت

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۔

یعنی۔ بے شک ہم نے انسان کو ایک مرکب بوند سے پیدا کیا ہم اس کی آزمائش کرنا چاہتے تھے پڑھی۔۱۸؎

حضرت عبدابن عباسؓ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ کے بارے میں فرماتے ہیں کے اس سے مراد مرد اور عورت کے پانی کا نکلنا اور ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط ہونا ہے۔۱۹؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ سے مراد ہے مرد اور عورت کے پانی کا آپس میں ملنا جب وہ رحم میں واقع ہوں۔۲۰؎

قتادہؒ نے کہا کے جب پانی اور خون مل جائیں تو یہ امشاج ہے، بعد ازاں یہ علقمہ اور پھر مضغہ بن

جاتے ہیں۔۲۱؎

مجاہدؒ اس آیت اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ کے بارے کہتے ہیں کے مرد کا نطفہ سفید اور سرخ ہوتا ہے جبکہ عورت کا نطفہ سبز اور سرخ ہوتا ہے۔۲۲؎

زید بن اسلمؒ فرماتے ہیں، امشاج سے مراد وہ رگیں ہیں جو نطفہ میں ہوتی ہیں۔۲۳؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کے اس سے مراد مخلوق کے رنگ ہیں۔۲۴؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، امشاج میں ہڈیاں، پٹھے اور آنتیں مرد کی جانب سے جبکہ گوشت، خون اور بال عورت کی جانب سے ہوتے ہیں۔۲۵؎

عکرمہؒ بیان کرتے ہیں، امشاج میں ناخن، ہڈی اور پٹھے مرد سے جبکہ گوشت اور بال عورت کے پانی سے بنتے ہیں۔۲۶؎

اس انتہائی پیچیدہ عمل کے نتیجے میں ماں اور باپ دونوں کے درست خلیات کا انتخاب ہوتا ہے جس کے نتیجے میں ایک بار آور خلیہ وجود میں آتا ہے جس کو زائیگوٹ Zygote کہتے ہیں زائیگوٹ Fallopian Tube کے راستے Uterus (رحم مادر) میں داخل ہوتا ہے جہاں وہ Uterus کی دیوار سے چپک کر خون سے توانائی حاصل کرتا ہے۔

قرآن کریم نے اسی کیفیت کو جونک سے تشبیہ دی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۔۲۷

ترجمہ۔ پڑھیے اپنے رب کے نام سے، جس نے پیدا کیا انسان کو علق سے۔

ابن فارس لغات القرآن میں علق کے معنی لکھتے ہوئے یہ کہتے ہیں کے العلق کے بنیادی معنی کسی بلند چیز کے ساتھ کسی چیز کو باندھنا یا وابستہ کر دینے کے ہیں پھر اس سے مراد خون بھی ہے خواہ وہ کسی بھی قسم کا ہو مثلاً تیز سرخ، گاڑھا، جما ہوا یا جس کی شکل لوتھڑے کے جیسی ہو جائے العلق کے ایک معنی جونک کے بھی ہیں جو کے کسی جگہ چمٹ جائے اور وہاں سے خون چوسے العلق کے ایک معنی ہر

اس چیز کہ جس کے ساتھ کسی چیز کو لٹکا دیا جائے۔۲۸؎

DNA کیا ہے؟

DNA انسانی خلیات کا ایک بے حد پیچیدہ نظام ہے جس پر سائنسدان عرصہ دراز سے مستقل تحقیق کر رہے ہیں تاہم ہر گزرتے دن کے ساتھ حیران کن شواہد عقل انسانی کو خیرہ کرنے کے لئے کافی ہیں اگر DNA کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ معلوم ہوگا کے اس میں مزید چار کیمیائی اجزاء بھی پائے جاتے ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

1. Guanine. 2. Thymine. 3. Cytocine. 4. Adenine.

ہوٹمر ڈٹ فرتھ نامی سائنسدان کا کہنا ہے!

یہ از خود نظام ہے جو سائنسدانوں کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کرتا ہے پھر خلیات کا اپنا نظام بھی بے حد پیچیدہ ہے جبکہ آگے چل کر ہدایات کی تقسیم کا نظام تو اور بھی پیچیدگی لئے ہوئے ہے، ہر انسان میں تقریباً ۱۰۰ کھرب خلیات پائے جاتے ہیں اور ہر خلیہ کروموسومز کے ۲۳ جوڑوں پر مشتمل ہوتا ہے یعنی بچے کو ۲۳ کروموسومز ماں کی طرف سے اور ۲۳ کروموسومز باپ کی طرف سے وراثتاً منتقل ہوتے ہیں تاہم یہی کروموسومز نسل در نسل منتقل ہوتے رہتے ہیں اور یوں تقریباً ہر انسان میں ۴۶۰۰۰ کھرب D N A یعنی (Deoxy Ribonucleic Acid) پائے جاتے ہیں جس میں کسی بھی جاندار کے جسمانی عمارت کا مکمل نقشہ درج ہوتا ہے یہ اتنا چھوٹا ہوتا ہے کے اسے کسی طاقتور خوردبین سے ہی دیکھا جا سکتا ہے لیکن اس نہایت باریک وجود میں اللہ تعالی نے بے شمار پیغامات اور ہدایات درج کی ہیں یہاں بے شمار سے مراد سینکڑوں، ہزاروں نہیں لاکھوں اور کروڑوں بھی نہیں بلکہ اس میں کھربوں، در کھربوں معلومات کے عظیم الشان ذخائر پوشیدہ ہیں جن میں شامل ہماری عادات واطوار، پسند ناپسند، ذہنی نفسیاتی اور روحانی کیفیات، مختلف عمروں میں ہونے والی مختلف جسمانی اور موروثی بیماریوں کی مکمل تفصیلات اس میں نہایت تفصیل سے درج ہوتی ہے حتی کے انسانی جسم پر موجود نشانات، تل یا بال کی بھی تفصیلات اس میں موجود ہوتی ہیں۔

سائنسدانوں کے مطابق صرف ایک خلیہ میں موجود ڈی این اے کی تفصیلات کو لکھنے کے لئے اخبار کے ایک لاکھ صفحات درکار ہوں گے یعنی ایک ڈی این اے کو لکھنے کے لئے ۱۳ارب ۱۰ کروڑ الفاظ درج کرنا ہوں گے، صرف ایک ڈی این اے میں ۱۰۰ ٹرلین خلیوں کا مکمل خاکہ بھی موجود ہوتا ہے کسی بھی انسان کے ایک گرام ڈی این اے میں فیس بک اور گوگل کے تمام تر ڈیٹا کو اسٹور کرنے کی مکمل صلاحیت موجود ہوتی ہے جانداروں کی ہر نوع کا ڈی این اے دوسری نوع سے مختلف ہوتا ہے یہاں تک ایک ساتھ پیدا ہونے والے جڑواں بہن بھائیوں کے ڈی این اے میں بھی حیرت انگیز حد تک فرق نوٹ کیا گیا ہے کیونکہ وہ دونوں بالکل ایک الگ اور مختلف شخصیات ہیں جو دنیا میں چند منٹ کے فرق سے آ تو گئے ہیں لیکن دونوں کی زندگی کے تجربات اور معاملات بہر حال ایک دوسرے سے مختلف ہی ہوں گے تاہم مقام حیرت تو یہ ہے کہ! صرف ایک خلیہ لاکھوں، کروڑوں، اربوں اور کھربوں خلیات میں تقسیم ہوکر بلا آخر ایک انسانی جسم کی شکل اختیار کر لیتا ہے جبکہ ہر خلیے کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسے کس عضو کا حصہ بننا ہے ایک خلیہ سے ۱۰۰ ٹرلین خلیوں کی پیدائش اور ازخود ان کی مختلف حصوں میں تقسیم اور الگ الگ ذمہ داریوں کا تعین حیران کن عمل ہے جس کی سائنسدانوں کے پاس کوئی تشریح نہیں اور نہ ہی انھیں یہ معلوم ہے کے کس مرحلے پر ہدایات کی تقسیم کس طرح سے ہوتی ہے تاہم یہ سب اتنے منظم اور مرتب انداز سے ہوتا ہے جس پر عقل انسانی حیران اور ششدر ہے ان اجزاء کو جینیوم کہا جاتا ہے اور ان ہی اجزاء کے الٹ پھیر سے جسم کی عمارت بنتی ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَٰهُ بِقَدَرٍ ۔۲۹

ترجمہ۔ ہم نے تمام چیزوں کو ایک اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى ۔۳۰

ترجمہ۔ وہی اللہ ہے جو ہر چیز کا خالق اور موجد ہے، وہ صورتیں بناتا ہے اور اس کے اچھے اچھے نام ہیں۔

الَّذِيْٓ أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۔۳۱

ترجمہ۔اس نے جو چیز بھی بنائی خوب بنائی، اور انسان کی پیدائش کی ابتداء مٹی سے کی۔

قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔ ۳۲

ترجمہ۔تو ان سے کہہ دے کے اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ اکیلا ہی سب پر غالب ہے۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ ۳۳

ترجمہ۔ہم نے اپنی نشانیاں تم پر کھول کھول کر بیان کر دی ہیں تا کہ تم سمجھ سکو۔

ایک ماہر سائنسدان جی جی تھامس نے کہا کے ہماری زمین پر کل جاندار اشیاء کی تعداد ایک ہزار ملین ہیں تاہم اگر ان تمام اشیاء کی معلومات ڈی این اے کی شکل میں ایک جگہ جمع کی جائیں تو وہ چائے کے ایک چمچ میں آجائیں گی اور پھر بھی جگہ خالی رہے گی لیکن اس کے برعکس اگر کسی جاندار کے ایک خلیے میں واقع ڈی این اے کی تفصیل معلوم کرنی ہو تو وہ انسائیکلو پیڈیا آف برٹینیکا سے ۴۰ گنا زیادہ طویل اور تفصیل طلب ہوں گی جو اس انسائیکلو پیڈیا جیسی ۹۴۰ جلدوں میں سما سکیں گی اور جس میں متعدد معلومات کی ۵ بلین جزئیات تفصیلاً درج ہوں گی اگرچہ ہر جز کو پڑھنے پر صرف ایک سیکنڈ صرف کیا جائے اور اسے متواتر ۲۴ گھنٹوں تک پڑھا جائے تو اس تفصیل کو پڑھنے میں اندازاً ۱۰۰ برس سرف ہوں گے لیکن اللہ تعالی نے اتنی عظیم معلومات کے ذخیرے کو ایک معمولی خلیے میں چھپا رکھا ہے حضور قلندر بابا اولیا نے فرمایا!

قرآن میں تفکر سے انسان کی نظر میں اتنی وسعت پیدا ہو جاتی ہے کے ایٹم کی اکائی میں روشنی کے جال کو بھی دیکھ لیتا ہے، ایک صوفی یہ جان لیتا ہے کے ایٹم کا، ایٹم کے اندرونی اجزا اور ارض وسما کا خالق اللہ ایک ہے اور پوری کائنات اس کی ملکیت ہے اس نے ایک کائناتی سسٹم کو ایک ضابطہ کے ساتھ تخلیق کیا ہے اور ہر چیز کو معین مقداروں کے ساتھ وجود بخشا ہے، مقداروں کا یہ علم وہ لوگ سیکھ لیتے ہیں جو اللہ تعالی کے ارشاد کے مطابق اور وہ لوگ جن لوگوں نے میرے لئے یعنی میری تخلیق کو جاننے کے لئے جدوجہد اور کوشش کی۔ میں انھیں اپنے راستے دکھاتا ہوں۔ ۳۴ ۔

تخلیق انسانی کی مرحلہ وار ترتیب:

انسان کی تخلیق کسی حیران کن معجزے سے کم نہیں دوسری جانب ہر انسان اپنے اندار ایک مکمل کائنات لئے ہوئے ہیں وہ دوسرے سے الگ اور منفرد ہے اس کا DNA، وقت پیدائش، خاندان، عزیز واقارب، دوست احباب، زندگی کے تجربات، صحت، موت، زندگی، دکھ درد، ذہنی، دماغی، نفسیاتی اور جسمانی کیفیات الغرض کے ہر شے دوسرے سے الگ اور انفرادیت لئے ہوئے ہے بالفاظ دیگر خالق کائنات کی شان خالقیت سے ایک بار جو شے صادر ہوگئی اب تا قیامت ویسی شے دوبارہ وجود میں نہیں آئے گی یہاں صرف انسان زیر بحث نہیں بلکہ کائنات کی ہر شے اپنا ایک الگ وجود اور تشخص رکھتی ہے اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ ۳۵

ترجمہ۔سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں لیکن ان میں سے اکثر اس بات کو نہیں جانتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ۔ ۳۶

ترجمہ۔اے انسان کس چیز نے تجھے اپنے رب کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا ہے جس نے تجھے پیدا کیا تجھے نک سک سے درست کیا تجھے متناسب بنایا اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ کر تیار کردیا ہرگز نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کے تم لوگ جزا اور سزا کو جھٹلاتے ہو۔

ہر انسان کے ڈی این اے میں حروف G,T,A اور C کی ترتیب مختلف ہوتی ہے لہٰذا ایک جیسی جسمانی ساخت اور خدوخال کے باوجود تمام انسانوں میں حیرت انگیز انفرادیت پائی جاتی ہے یہاں 'العلق' کو سمجھنے کی کوشش کی جارہی ہے لغات القرآن میں العلق کے ایک معنی کسی چیز سے کسی دوسری چیز کو لٹکا دینا بھی ہے چنانچہ یہاں قابل غور امر یہ ہے کے بچہ ماں کے وجود میں جونک کی طرح رحم مادر سے چپکا یا لٹکا ہوتا ہے نیز اس کا تعلق ماں کی Umbilical Cord سے ہوتا ہے Cord کو رسی بھی کہتے ہیں تاہم بچہ اپنی ماں کے ساتھ اسی Umbilical Cord کے ساتھ منسلک، چپکا، بندھا ہوا اور لٹکا رہتا ہے اگرچہ ایک ماں کے وجود میں کئی بچے پلتے ہیں لیکن یہ بھی

مقام حیرت ہے کے ماں اوراس کے سب بچوں کا بلڈ گروپ الگ ہوتا ہے ممکن ہے کبھی اتفاقاً کسی بچے کا بلڈ گروپ دوسرے بچے سے مل جائے لیکن عام طور پر ایسا نہیں ہوتا ہے تخلیق کے تمام مراحل میں ماں اور بچے کا خون ایک جھلی کے ذریعے علیحدہ رہتا ہے بچہ اپنی ماں کے خون سے توانائی اورآکسیجن حاصل کرتا ہے لیکن اس تمام عمل کے دوران ایک باریک جھلی درمیان میں حائل رہتی ہے جو دونوں کے خون کو کسی بھی مرحلے پر ملنے نہیں دیتی۔

ایک صحت مند بچہ ۳۰ ارب خلیات پر مشتمل ہوتا ہے مگر نشونما کے دوران ۶۰۰۰۰ خصوصیات مسلسل اور محکم صورت میں وقوع پذیر ہوتی ہیں مثلاً جب خلیات کی تعداد ۲۵۶ تک پہنچتی ہے تو آنکھ کی پتلیوں کے رنگ اور کان کی کری ہڈی Cartilage کا تعین ہوتا ہے اسی طرح سے زبان کی جلد کی خصوصیات اور گردوں کی خصوصیات خلیہ نمبر ۲۲۱ کی وجہ سے ممکین ہیں اگر ان کے درمیانی فاصلے میں ایک سینٹی میٹر کے کروڑویں حصے کے برابر بھی غلطی ہوجائے تو انسانی ذہن اور جسم میں شدید نقائص پیدا ہوسکتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادخداوندی ہے!

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى وَ الَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى۔ ۳۷

ترجمہ۔ائے نبیؐ! اپنے رب برتر کے نام کی تسبیح کروجس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا جس نے تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی۔

شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں کروموسومز میں بارہ چھلے ہوتے ہیں اور ہر چھلے کا ایک منفرد اور الگ رنگ ہوتا ہے اگر ماں کے وجود میں کروموسومز کے ان چھلوں کی رنگت میں یکسانیت ہوگی تو بچے میں مردانہ خصوصیات ہوں گی بصورت دیگر اگر ایک چھلے کا رنگ بھی بقیہ گیارہ چھلوں کا ہم مقدار نہ رہا تو مردانہ اوصاف میں کمی ہوگی تاہم ان بارہ چھلوں میں سے اگر کسی بھی ایک چھلے کی رنگت اور مقدار میں کمی یا بیشی ہوئی تو اس صورت میں ہونے والے بچے میں مونث رخ تشکیل پاتا ہے۔۳۸

حمل کے تیسرے ہفتے میں embryo, zygote کی شکل اختیار کرتا ہے جس کا سائز تقریباً دو

ملی میٹر ہوتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔ ۳۹

ترجمہ۔ پھر ہم نے اس نطفہ کو قرار مکین میں رکھا پھر اس نطفہ کو علق کی شکل دی پھر علق کو مضغہ بوٹی بنا دیا پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائی پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کر کھڑا کیا پس بڑا ہی برکت والا ہے اللہ سب کاریگروں سے اچھا کاریگر۔

یوں آہستہ آہستہ مرحلہ وار تخلیق کے مدارج طے ہوتے جاتے ہیں تاہم چار ہفتے کے Embryo کی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے نمودار ہو جاتے ہیں اور اس کے سر کا سائز تقریباً اس کے وجود کے نصف جتنا ہو جاتا ہے ساڑھے چار ہفتوں کا Embryo روزآنہ ایک ملی میٹر کی رفتار سے نشونما پاتا ہے چھ ہفتوں کا Embryo تقریباً ایک سینٹی میٹر بڑا ہو جاتا ہے اس دوران اس کے دل کی دھڑکن ۱۴۰۔ ۱۵۰ مرتبہ فی سیکنڈ ہوتی ہے جبکہ جسم میں خون کی پمپنگ کا آغاز بھی ہو جاتا ہے آٹھ ہفتوں کے Embryo کی آنکھوں کی سیاہی واضح ہونے لگتی ہے اس کے ساتھ ہی اس کے بازو، ہاتھ اور پیر کی نشونما بھی تیز تر ہو جاتی ہے اس کا جسمانی مدافعتی نظام بتدریج مستحکم ہوتا ہے دوسری جانب خون میں سفید خلیات بھی بننا شروع ہوتے ہیں اس کے ساتھ ہی دماغ بننے کا عمل بھی شروع ہو جاتا ہے جبکہ ہر گزرنے والے منٹ میں ایک لاکھ اعصابی خلیات جیسے نیورانز کہتے ہیں وہ بھی تخلیق ہوتے ہیں۔ Embryo کا حجم بھی تقریباً ۴ سینٹی میٹر تک ہو جاتا ہے اس مرحلے میں جنین کا ڈیزائن ورک تقریباً مکمل ہو جاتا ہے آٹھ ہفتوں کے اس Embry کو طبی اصطلاح میں Fetus کہا جاتا ہے تخلیق کے تیسرے ماہ سے Fetus میں سانس لینے کا عمل اور مختلف غذائی اشیاء کے ذائقے کو محسوس کرنے اور انھیں پسند یا ناپسند کرنے کا عمل بھی شروع ہوتا ہے تخلیق کا چوتھا

مہینہ خاصا اہم ہوتا ہے کیونکہ اس دوران ہڈیاں بننے کا عمل شروع ہوجاتا ہے جبکہ چوتھے ماہ سے ہی جنسی اعضاء بھی نشونما پاتے ہیں۔

مندرجہ بالا حدیث نبوی ﷺ کی ترتیب پر تفکر کرنے سے یہ معلوم ہوا کے رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی یہ ترتیب عین سائنٹیفک ہے۔ جب انسان کی شکل وصورت، جلد، گوشت اور ہڈیاں بنالی جاتیں ہیں تو اس کے بعد اس کے جنسی اعضاء کو تخلیق کیا جاتا ہے۔ انسان کو سب سے پہلے سماعت کا شعور دیا گیا اس کے بعد بصارت کا شعور منتقل ہوا جبکہ جدید سائنسی تحقیق بھی رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے عین مطابقت رکھتی ہے جنین میں سماعت پندرہویں ہفتے میں شروع ہوکر بیسویں ہفتے میں مکمل اور پختہ ہوتی ہے جبکہ ۲۵ ہفتے میں جنین مختلف آوازوں پر ردعمل شروع کرتا ہے تاہم دلچسپ امر یہ ہے کے تمام آوازوں میں سے وہ اپنی ماں کی آواز کو علیحدہ سے شناخت کرتا ہے جبکہ تیز آواز پر وہ سہم جاتا ہے۔ ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْــٴًـاۙ وَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـٕدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ ۴۰

ترجمہ۔ اللہ نے تم کو تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اس حالت میں کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے اس نے تمھیں کان دئے آنکھیں دیں اور سوچنے کے لئے دل دئے اس لئے کہ تم شکر گزار بنو۔

هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔ ۴۱

ترجمہ۔ زمین اور آسمان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہیں، وہی تو ہے جو تمھاری ماؤں کے پیٹ میں تمھاری جیسی چاہے صورتیں بناتا ہے۔ اس زبردست حکمت والے کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًاؕ وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ۔ ۴۲

ترجمہ۔ وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر تمھارے لئے زندگی کی ایک مدت مقرر کی اور ایک دوسری مدت اور بھی ہے جو اس کے یہاں طے شدہ ہے مگر تم لوگ ہو کے شک میں پڑے

ہوئے ہو۔

وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَ يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ
اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَ هُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ
مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَ هُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ۔ ۴۳

ترجمہ۔وہ اپنے بندوں پر پوری قدرت رکھتا ہے اور تم پر نگرانی کرنے والے مقرر کر کے بھیجتا ہے یہاں تک کے جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آتا ہے تو اس کے بھیجے ہوئے فرشتے اس کی جان نکالتے ہیں اور اپنا فرض کو انجام دینے میں ذرا کوتاہی نہیں کرتے پھر سب کے سب اللہ کی طرف واپس لائے جاتے ہیں خبردار ہو جاؤ فیصلہ کے سارے اختیارات اسی کو حاصل ہیں اور وہ حساب لینے میں بہت تیز ہے۔

نشونما کے مراحل سے گزرتے ہوئے جنین خود ساختہ انگوٹھا چوسنا بھی شروع کرتا ہے جو ایک طاقت ور جبلت ہے اگر جنین انگوٹھا نہ چوسے تو، پھر دنیا میں آنے کے بعد اس کا ایک دن بھی زندہ رہنا مشکل ہو جائے کیونکہ انگوٹھا چوسنا دراصل اسے ایک نئے تجربے سے روشناس کرواتا ہے اور وہ دنیا میں آنے کے بعد سیال کو نگلنے کا فن سیکھتا ہے اگر غور کیا جائے تو یہ جان کر حیرت ہوتی ہے کے انسان اپنے ہاتھوں کا ستعمال ذہنی ارادے کے تحت کرتا ہے وہ دنیا میں آنے کے بعد اپنے ہاتھوں سے نجانے کتنے کام انجام دیتا ہے لیکن دراصل اس نے اپنے ہاتھوں کا استعمال دنیا میں آنے سے پہلے ہی سیکھ لیا تھا اگر وہ انگوٹھا نہ چوسے تو زندگی کی بقا نہ ممکن ہو جائے تاہم بچے کا انگوٹھا چوسنا بھی اللہ کی عظیم نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔ ۴۴

ترجمہ۔اور تم ہماری کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاوگے؟

انسان کی ابتداء ایک خلیہ سے ہوئی پھر وہ خلیہ بتدریج مختلف مراحل طے کرتے کرتے ایک جیتا جاگتا انسان بنتا ہے دنیا میں آنے سے قبل اس کے تمام جسمانی اعضاء مکمل ہیں جبکہ اس کی مختلف حسیات جن میں سماعت ، بصارت ، لامسہ ، شامہ اور گویائی بھی کافی حد تک پختہ ہیں اور اس کی

یادداشت بھی بنیادی نوعیت کی ہے اگرچہ وہ اپنے والدین کی آوازوں کی شناخت کرلیتا ہے نیز وہ غذا لینے کے فن سے بھی بخوبی واقف ہے علماء باطن فرماتے ہیں اس بات کو یقین کے درجے تک لے کر جائیں کے جسم ایک لباس ہے۔ ۴۵ ؎

اہل جنت کے خواص اور جنت کی بیش بہا نعمتیں:

اس سورہ میں اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں کے اوصاف اور ان کے اخروی انعامات جو انھیں جنت میں دیے جائیں گے کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے!

اِنَّ الۡاَبۡرَارَ یَشۡرَبُوۡنَ مِنۡ کَاۡسٍ کَانَ مِزَاجُهَا کَافُوۡرًا ۔ ۴۶

ترجمہ۔ بلاشبہ نیک لوگ ایسے جام سے پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔

عَیۡنًا یَّشۡرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوۡنَهَا تَفۡجِیۡرًا ۔ ۴۷

ترجمہ۔ یعنی ایسے چشمہ سے جس سے اللہ کے بندے پئیں گے جس کو وہ بہا کر لے جائیں گے۔

یُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ وَ یَخَافُوۡنَ یَوۡمًا کَانَ شَرُّهٗ مُسۡتَطِیۡرًا ۔ ۴۸

ترجمہ۔ وہ لوگ نذر کو پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی عام ہوگی۔

وَ یُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسۡکِیۡنًا وَّ یَتِیۡمًا وَّ اَسِیۡرًا ۔ ۴۹

ترجمہ۔ وہ اللہ کی محبت میں مساکین، یتامیٰ اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

اِنَّمَا نُطۡعِمُکُمۡ لِوَجۡهِ اللّٰهِ لَا نُرِیۡدُ مِنۡکُمۡ جَزَآءً وَّ لَا شُکُوۡرًا ۔ ۵۰

ترجمہ۔ ہم تمہیں صرف اللہ کی رضا کے لیے کھلاتے ہیں ہم تم سے کوئی بدلہ یا شکریہ نہیں چاہتے۔

اِنَّا نَخَافُ مِنۡ رَّبِّنَا یَوۡمًا عَبُوۡسًا قَمۡطَرِیۡرًا ۔ ۵۱

ترجمہ۔ بے شک ہم اپنے رب کی طرف سے ایک ایسے سخت دن کا اندیشہ رکھتے ہیں جو بہت ہی تلخ ہوگا۔

فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِکَ الۡیَوۡمِ وَ لَقّٰىهُمۡ نَضۡرَةً وَّ سُرُوۡرًا ۔ ۵۲

ترجمہ۔ تو اللہ انہیں اس دن کی سختی سے محفوظ فرمائے گا اور انہیں تازگی اور خوشی عطا فرمائے گا۔

وَ جَزٰىهُمۡ بِمَا صَبَرُوۡا جَنَّةً وَّ حَرِیۡرًا ۔ ۵۳

ترجمہ۔اورانہوں نے جوصبر کیااس کے بدلہ میں انہیں جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے گا۔۔

مُّتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا عَلَى الْاَرَآىٕكِ لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّ لَا
زَمْهَرِیْرًا ۔۵۴

ترجمہ۔وہ (جنت) میں مسہریوں پر تکیے لگائے ہوں گے، نا وہاں دھوپ محسوس کریں گے اور نہ ٹھنڈک۔

وَ دَانِیَةً عَلَیْهِمْ ظِلٰلُهَا وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا ۔۵۵

ترجمہ۔ان پر سائے ہوں گے اوران پر پھل جھکے ہوں گے۔

وَ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِیْرَا ۔۵۶

ترجمہ۔ان کے پاس چاندی کے برتن لائے جائیں گے اور ایسے پیالے جو شیشے اور چاندی کے ہوں گے۔

قَوَارِیْرَاۡ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِیْرًا ۔۵۷

ترجمہ۔وہ شیشے اور چاندی کے ہوگے جن کو بھرنے والوں نے مناسب انداز میں بھرا ہوگا۔

وَ یُسْقَوْنَ فِیْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا ۔۵۸

ترجمہ۔(ان پیالوں) میں انہیں ایسا جام پلا یا جائے گا جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔

عَیْنًا فِیْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِیْلًا ۔۵۹

ترجمہ۔ایسے چشمہ سے جس کا نام سلسبیل ہوگا۔

وَ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَیْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا
مَّنْثُوْرًا ۔۶۰

ترجمہ۔ان کے پاس آمد ورفت کے لئے ایسے لڑکے ہوں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے، اے مخاطب! اگر تو انہیں دیکھے تو یوں سمجھے جیسے وہ بکھرے ہوئے موتی ہیں۔

وَ اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْكًا كَبِیْرًا ۔۶۱

ترجمہ۔اگر تو اس جگہ کو دیکھے تو تجھے بڑی نعمت اور بڑی سلطنت دکھائی دے گی۔

عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ۔ ۶۲

ترجمہ۔ یہ باریک اور دبیز ریشم کے سبز ملبوسات سے مزین ہوں گے، اوران کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے، اوران کا رب انہیں شراب طہور پلائے گا۔

اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ۔ ۶۳

ترجمہ۔ بلاشبہ یہ تمہاری جزا ہے اور تمہاری کوشش کی قدردانی کی گئی ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۔سورہ دہر۔آیت۔۱۔
۳۔سورہ دہر۔آیت۔۱۔
۴۔سورہ دہر۔آیت۔۲۰۔
۵۔المعجم اوسط۔امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۶۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۷۔سورہ دہر۔آیت۔۱۔
۸۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۹۔سورہ دہر۔آیت۔۱۔
۱۰۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۱۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔ص۔۲۷۵۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔۱۹۵۹ء۔
۱۲۔ماہنامہ قلندرشعور۔
۱۳۔فقیر رنگ۔سید سرفراز اے شاہ۔ص۔۱۸۳۔جہانگیر بکس۔لاہور۔
۱۴۔سورہ دہر۔آیت۔۲۔
۱۵۔ سورہ دہر۔آیت۔۲۔
۱۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۱۷۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔

۱۸۔الدر المنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۰۔الدر المنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۱۔الدر المنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۲۔الدر المنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۳۔الدر المنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۴۔الدر المنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۵۔الدر المنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۶۔الدر المنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۷۔سورہ العلق۔آیت۔۱۔۲۔
۲۸۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔۱۹۵۹ء۔
۲۹۔سورہ القمر۔آیت۔۴۹۔
۳۰۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۴۔
۳۱۔سورہ السجدہ۔آیت۔۷۔
۳۲۔سورہ الرعد۔آیت۔۱۶۔
۳۳۔سورہ الحدید۔آیت۔۱۷۔
۳۴۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۶۹۔(احسان وتصوف۔شمس الدین عظیمی)۔
۳۵۔سورہ النحل۔آیت۔۷۵۔
۳۶۔سورہ الانفطار۔آیت۔۶۔۹۔
۳۷۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۱۔۳۔
۳۸۔ ایک سوایک اولیا خواتین۔شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۳۹۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۲۔۱۴۔
۴۰۔سورہ النحل۔آیت۔۷۸۔
۴۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۵۔۶۔
۴۲۔سورہ انعام۔آیت۔۲۔
۴۳۔سورہ انعام۔آیت۔۶۱۔۶۲۔
۴۴۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۳۔
۴۵۔خانوادہ سلسلہ عظیمیہ۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۴۶۔سورہ دہر۔آیت۔۵۔
۴۷۔سورہ دہر۔آیت۔۶۔

۴۸۔سورہ دہر۔آیت۔۷۔

۴۹۔سورہ دہر۔آیت۔۸۔

۵۰۔سورہ دہر۔آیت۔۹۔

۵۱۔سورہ دہر۔آیت۔۱۰۔

۵۲۔سورہ دہر۔آیت۔۱۱۔

۵۳۔سورہ دہر۔آیت۔۱۲۔

۵۴۔سورہ دہر۔آیت۔۱۳۔

۵۵۔سورہ دہر۔آیت۔۱۴۔

۵۶۔سورہ دہر۔آیت۔۱۵۔

۵۷۔سورہ دہر۔آیت۔۱۶۔

۵۸۔سورہ دہر۔آیت۔۱۷۔

۵۹۔سورہ دہر۔آیت۔۱۸۔

۶۰۔سورہ دہر۔آیت۔۱۹۔

۶۱۔سورہ دہر۔آیت۔۲۰۔

۶۲۔سورہ دہر۔آیت۔۲۱۔

۶۳۔سورہ دہر۔آیت۔۲۲۔

۷۷۔سورہ الْمُرْسَلٰتِ (سفارت کاری)

نام:

الْمُرْسَلٰتِ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی سفارت کاری کے ہیں۔

شان نزول:

سورہ الْمُرْسَلٰتِ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۵۰ ہے جبکہ اس میں کل رکوع ۲ ہیں۔

مضامین:

۱۔اللہ نے ہواؤں کی قسم کھائی ہے۔

۲۔قیامت کی نشانیوں کا ذکر۔

۳۔حیات بعد ممات پر دلائل۔

۴۔کفار کو عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا۔

۵۔اہل ایمان اور اہل تقویٰ کے انعامات کا ذکر۔

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۔۱

ترجمہ۔قسم ہے ان ہواؤں کی جو نفع پہنچانے کے لیے بھیجی جاتی ہیں۔

فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۔۲۔ترجمہ۔قسم ہے ان ہواؤں کی جو سختی کے ساتھ چلتی ہے۔

وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۔۳۔ترجمہ۔قسم ہے ان ہواؤں کی جو بادلوں کو پھیلاتی ہیں۔

فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۔۴۔ترجمہ۔قسم ہے ان ہواؤں کی جو بادلوں کو جدا کر دیتی ہیں۔

فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۔۵۔ترجمہ۔قسم ہے ان ہواؤں کی جو اللہ کی یاد کا القاء کرتی ہیں۔

عُذۡرًا اَوۡ نُذۡرًا ۔٦ ؎ ۔ترجمہ۔توبہ کے طور پر ہو یا ڈرانے کے طور پر۔

اِنَّمَا تُوۡعَدُوۡنَ لَوَاقِعٌ ۔٧

ترجمہ۔بات یہ ہے کہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور واقع ہونے والی ہے۔

راح/ ریح/ ہوا، اللہ کی مخلوق ہے جو اللہ کے ہر حکم کی تابع ہے:

ہوا اللہ تعالی کی مخلوق ہے، جو اللہ تعالی کی تابع اور فرمانبردار ہے، وہ اللہ کے ہر حکم کو بجالاتی ہے، وہ صبح شام اللہ کی عبادت، حمد وثناء اوا اللہ کے حضور سجدہ بجالاتی ہے۔

ہوا میں تناسل کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے، یہ اپنے بچپن، جوانی کے دور سے گزرنے کے بعد انحطاط کا شکار ہو جاتی ہے۔

علمائے باطن لکھتے ہیں، ہوا کا جرثومہ مسور کی دال کی مانند ہے جس کی شکل گول، چپٹی اور چکنی ہے ،اس کا سائز بیکٹر یا سے بھی زیادہ چھوٹا اور نہایت تیزی سے نشونما پانے والا ہے، تاہم ہوا کھلے ریگستانوں اور سمندر کی اندرونی سطح پر تخلیق اور پرورش پاتی ہے اور یہ زون اس کی پرورش کے زون سمجھے جاتے ہیں۔٨ ؎

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّهَارِ وَ الۡفُلۡكِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ وَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡیَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَ بَثَّ فِیۡهَا مِنۡ كُلِّ دَآبَّةٍ۪ وَّ تَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ۔٩

ترجمہ۔بے شک آسمان اور زمین کے پیدا فرمانے میں اور رات و دن کے الٹ پھیر میں اور کشتیوں میں جو کہ چلتی ہیں سمندر میں وہ سامان لے کر جو لوگوں کو نفع دیتا ہے اور جو کچھ نازل فرماتا ہے اللہ نے آسمان سے یعنی پانی پھر زندہ فرمایا اس کے ذریعہ زمین کو اس اس کے مردہ ہو جانے کے بعد اور پھیلا دیئے زمین میں ہر قسم کے چلنے پھرنے والے جانور اور ہواؤں کے گردش کرنے میں اور بادلوں میں جو آسمان وزمین کے درمیان مسخر ہیں ضرور نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو

سمجھ رکھتے ہیں۔

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت ۔وَّ تَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ ۔سے مراد جب (اللہ تعالیٰ) چاہیں ہواؤں کو بادل کے لئے رحمت بنادیتے ہیں، اور رحمت سے پہلے بشارت بنادیتے ہیں، اور جب چاہتے ہیں ان ہواؤں کو عذاب بنا کر اس کو بے فائدہ بنادیتے ہیں۔ ۱۰؎

حضرت ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں، قرآن کریم میں ریاح کے معنی رحمت، اور الرِّیۡحِ کے معنی عذاب کے ہیں۔ ۱۱؎

حضرت ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں، ہوا کو برانا کہو کیونکہ وہ رحمن کے سانس سے ہے، پھر آپؓ نے آیت وَّ تَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ تلاوت فرمائی، اور کہا کے تم اس طرح دعا کیا کرو۔

اللھم ان نسئلک من خیر ھذہ الریح و خیر ما فیھا و خیر ما ارسلت بہ

ترجمہ۔اے اللہ ہم آپ سے اس ہوا کا خیر کا سوال کرتے ہیں اور جو اس میں خیر ہے اور جس خیر کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے ہم اس کا بھی سوال کرتے ہیں۔

و نعوذ بک من شرھا و شر ما ارسلت بہ

ترجمہ۔ہم آپ سے اس کے شر سے پناہ مانگتے ہیں جس شر کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے۔ ۱۲؎

عبداللہ بن شداد بن ھادؒ بیان کرتے ہیں، ہوا اللہ کی روح میں سے ہے، جب تم اس کو دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے اس کی خیر کا سوال کرو اور اس کے شر سے اللہ سے پناہ مانگو۔ ۱۳؎

ابن ابی حاتم نے عبدہؒ سے روایت کیا اور انھوں نے اپنے والد سے روایت کیا، ہوائیں رحمت ہیں اور اس میں سے بعض عذاب بھی ہیں جب تم ہواؤں کی آواز کو سنو تو کہو!

اللھم اجعلھا ریاح رحمۃ و لا یجعلھا ریاح عذاب۔

ترجمہ۔اے اللہ ہواؤں کو رحمت بنادے اور ہواؤں کو عذاب نہ بنا۔ ۱۴؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، پانی اور ہوا اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے دو لشکر ہیں جبکہ ہوا اللہ تعالیٰ کا بڑا لشکر ہے۔ ۱۵؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، ہوا کے دو پر اور ایک دم ہے۔۱۶؎

ہوا کے ٹھہرنے کے مقامامات:

ابوالشیخ نے عثمان اعرجؒ بیان کرتے ہیں، ہواؤں کے ٹھہرنے کے مقامات حاملین عرش فرشتوں کے پاؤں کے نیچے ہیں، ہوا پھرتی ہے تو وہ سورج کی جانب پڑتی ہے، پھر فرشتے اس ہوا کو کھینچتے ہیں، پھر وہ سورج سے سمندر کی جانب جاتی ہے، پھر یہ ہوا سمندر سے پہاڑوں کی چوٹیوں کی جانب، پھر پہاڑوں کی چوٹیوں سے نکل کر خشکی کی جانب رواں دواں رہتی ہیں۔

شمال نامی (ہوا) جنت عدن سے گزرتی ہے تو وہاں سے جنت کی عمدہ خوشبو کو لیتی ہے، پھر شمال اکیلی سات ستاروں کی کرسی سے مغرب کی طرف آتی ہے، جبکہ دبورا کیلی سورج کے غروب ہونے کی جگہ سے مطلع شمس تک اور سات ستاروں کی کرسی تک پہنچتی ہے یہ تمام ہوائیں اپنی اپنی حدود میں رہتی ہیں اور ایک دوسرے کی حدود میں داخل نہیں ہوتیں۔۱۷؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، ہم حضرت عمرؓ کے ساتھ حج کے سفر پر تھے کے اچانک ایک سخت ہوا نے ہمیں آلیا، حضرت ابوہریرہؓ نے عرض کی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا! کے ہوا اللہ کی روح ہے، یہ رحمت اور عذاب لاتی ہے، اس کو برا نہ کہو اور اللہ تعالیٰ سے اس کی خیر کا سوال کرو اور اس کے شر سے پناہ مانگو۔۱۸؎

امام شافعی نے صفوان بن سلیمؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہوا کو برا نہ کہو اور اللہ تعالیٰ سے اس کے شر سے پناہ مانگو۔۱۹؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص ہوا پر لعنت کر رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہوا کو لعنت نہ کرو کیونکہ وہ (اللہ کے حکم سے) آتی ہے، اور جو شخص کسی چیز پر لعنت کرتا ہے جو لعنت کی مستحق نہیں تو پھر وہ لعنت اسی کی طرف لوٹ کر آتی ہے۔۲۰؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جب بھی ہوا چلتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ جایا کرتے اور یہ دعا فرماتے! **"اللھم اجعلھا رحمۃ ولا اجعلھا عذابا"**۔

ترجمہ۔اے اللہ اس کو رحمت بنادے اس کو عذاب نہ بنا۔

ترجمہ۔اے اللہ اس کو رحمت بنا دے اور اس کو عذاب نہ بنا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرماتے ہیں، اللہ کی قسم اس کی تفسیر اللہ کی کتاب میں ہے۔

آیت۔اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ۔۲۱

ترجمہ۔بے شک ہم نے ان پر سخت ہوا بھیج دی ایسے دن میں جو نحوست والا تھا دیر تک رہنے والا تھا۔

آیت۔وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ۔۲۲

ترجمہ۔عاد کے قصہ میں عبرت ہے جبکہ ہم ان پر ہوا بھیج دی جو ہر خیر سے خالی تھی۔

آیت۔وَ اَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ۔۲۳

ترجمہ۔ہم نے ہواوں کو بھیج دیا جو بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں پھر ہم نے آسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے تمہیں وہ پانی پلایا تم اتنا پانی جمع کرنے والے نہیں۔

آیت۔وَ مِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّ لِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔۲۴

ترجمہ۔(اللہ) کی نشانیوں میں سے یہ ہے کے وہ ہواؤں کو بھیجتا ہے جو خوشخبری دیتی ہیں تا کہ تمہیں اپنی رحمت کا مزا چکھائے اور تا کہ کشتیاں اس کے حکم سے جاری ہوں اور تا کہ تم اس کے فضل کو تلاش کرو اور تا کہ تم شکر ادا کرو۔

۱۔ہم نے ان پر تند ہوا بھیجی۔

۲۔ہم نے ان پر نفع سے خالی ہو بھیجی۔

۳۔ہم نے ہوائیں بادلوں کو بوجھل کرنے والی بھیجی۔

۴۔چلاتا ہے ہوائیں خوشخبری لانے والیاں۔۲۵

حضرت عمرؓ تیز اور گھومنے والی ہواؤں کو دیکھ کر فرماتے! تکبیر کہو یعنی (تکبیر کو کثرت سے پڑھو)

کیونکہ یہ اڑا کر لے جانے والی ہے۔۲۶؎

حضرت عبد الرحمن بن ابی یعلیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! رات کو، دن کو، سورج کو، چاند کو، اور ہوا کو برا نہ کہو کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے کسی بھی قوم کی جانب عذاب بنا کر اور کسی قوم پر رحمت بنا کر بھیجی جاتی ہیں۔۲۷؎ آیت۔

وَّ تَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ۔۲۸

ترجمہ۔ہواؤں کے گردش کرنے میں اور بادلوں میں جو آسمان و زمین کے درمیان مسخر ہیں ضرور نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے حضرت کعبؓ کے صاحبزادے سے سوال کیا، تم نے حضرت کعبؓ کو بادل کے بارے میں کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ حضرت کعبؓ کے صاحبزادے نے کہا ہاں، وہ کہتے تھے کے بادل بارش کی چھلنی ہیں، اگر بادل نہ ہوتے تو جب پانی آسمان سے نازل ہوتا تو جس زمین پر واقع ہوتا اس زمین کو خراب کر دیتا، اور میں نے حضرت کعبؓ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کے زمین ایک سال کچھ اگاتی ہے اور آئندہ سال کچھ اگاتی ہے، اور یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کے بیج بھی آسمان سے بارش کے ساتھ نازل ہوتا ہے، پھر وہ زمین سے اگ جاتے ہیں، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا! تم نے سچ کہا میں نے بھی اسی طرح حضرت کعبؓ سے سنا ہے۔۲۹؎

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، اللہ رب العزت نے دس سخت ترین مخلوقات پیدا فرمائی ہیں ۱۔پہاڑ۔ ۲۔لوہا۔ جو پہاڑ کو تراش دیتا ہے۔ ۳۔آگ جو لوہے کو کھا جاتی ہے۔ ۴۔ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ ۵۔بادل جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر کئے گئے ہیں، وہ پانی کو اٹھا لیتے ہیں ۶۔ہوا بادلوں کو (ایک جگہ سے دوسری جگہ) منتقل کر دیتی ہے اور انسان اپنے ہاتھ کے ذریعہ ہوا سے بچاؤ کرتا ہے۔ ۷۔نشہ انسان پر غالب آجاتا ہے۔ ۸۔نیند نشہ پر غالب آجاتی ہے۔ ۹۔غم روک دیتا ہے نیند کو۔ ۱۰۔اور اللہ تعالیٰ کی سخت ترین مخلوق دل کا روگ ہے۔۳۰؎

ابوالشیخ نے حضرت حسنؒ سے روایت کیا ہے کے جب وہ بال کی طرف دیکھتے تو فرماتے اللہ کی قسم اس میں تمہارا رزق ہے لیکن تم اس سے اپنے گناہوں کی وجہ سے محروم ہوجاتے ہو۔۳۱؎

ہوائیں:

ہوا کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ تَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ اٰیٰتٌ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ۔ ۳۲

ترجمہ۔ ہواؤں کے بدلنے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

راح یا ریح۔ عربی زبان کے الفاظ ہیں، جو (ر۔و۔ح) سے مشتق ہے۔

راح۔ کے بنیادی معانی ہوا کا چلنا ہے۔

ریاح۔ سے مراد خوشگوار ہوا کے ہیں۔

ریح یا راح۔ کی جمع ریاح ہے۔۳۳؎

ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اَرۡسَلۡنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسۡقَیۡنٰکُمُوۡہُ ۚ وَ مَاۤ اَنۡتُمۡ لَہٗ بِخٰزِنِیۡنَ۔ ۳۴

ترجمہ۔ ہم بارآور ہواؤں کو بھیجتے ہیں، پھر آسمانوں سے پانی برساتے ہیں اور اس پانی سے تمہیں سیراب کرتے ہیں۔ اس دولت کے خزانے دار تم نہیں ہو۔

وَّ تَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ۔ ۳۵

ترجمہ۔ ہواؤں کی گردش میں اور ان بادلوں میں جو (زمین و آسمان کے درمیان تابع فرمان بنا کر کرکھے گئے ہیں، بے شمار نشانیاں ہیں)۔

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنوب (ہوا) جنت کی ہواؤں میں سے ہے۔۳۶؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنوب کی ہوا جنت کی ہوا ہے، یہ

ہوا درختوں کو بار آور کرتی ہے۔

اس ہوا میں لوگوں کے لئے بہت نفع ہے، جبکہ شمال (ہوا) آگ سے نکلتی ہے پھر وہ جنت سے گزرتی ہے تو اس میں ایک جھونکا جنت کی ہوا کا شامل ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے وہ ٹھنڈی ہوجاتی ہے۔۳۷؂

حضرت ابوذرؓ غفاری بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے جنت میں سات سال کے فاصلہ کے ساتھ ہوا کے بعد ہوا کو پیدا فرمایا جس کے آگے ایک بند دروازہ ہے، تمہارے پاس ہوا اس دروازہ کے شگاف کے درز میں سے آتی ہے اگر یہ دروازہ کھول دیا جائے تو جو کچھ آسمان اور زمین کے درمیان ہے وہ اڑ جائے اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُزیب ہے اور تمہارے نزدیک جنوب ہے۔۳۸؂

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جنوب تمام ہواؤں کی سردار ہے، اس کا نام اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُزیب ہے، اس کے سات دروازے ہیں، یہ ہوا ان دروازوں کی دراڑوں سے آتی ہے اگر اس میں سے ایک دروازہ بھی کھول دیا جائے تو جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان ہے وہ سب بکھر جائے گا۔۳۹؂

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، شمال کی ہوا زمین کا نمک ہے، اگر شمال نہ ہوتی تو زمین بدبودار ہوجاتی۔۴۰؂

حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں، اگر لوگوں سے تین دن ہوا کو روک دیا جائے تو آسمان و زمین کے درمیان جو کچھ ہے وہ بدبودار ہوجائے۔۴۱؂

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ بیان کرتے ہیں، ہوا کا ایک پر ہے اور چاند پانی کے غلاف کی طرف پناہ لیتا ہے۔۴۲؂

حضرت حسنؒ بیان کرتے ہیں، ہواؤں کو کعبہ کے اوپر رکھا گیا جب تم ان کو جاننے کا ارادہ کرو تو کعبہ کے دروازہ کی طرف اپنی پیٹھ کی ٹیک لگا لو تو شمال تمھارے شمال سے ہوگی، یعنی جس طرف حجر اسود لگا ہوا ہے، اور جنوب تمھاری داہنی طرف ہوگی، اس طرف بھی حجر اسود لگا ہوا ہے، صبا تمھارے سامنے ہوگی یہ باب کعبہ کے سامنے سے آتی ہے جبکہ دبور خانہ کعبہ کے پیچھے سے آتی

ہے۔ ۴۳؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، شمال نامی ہوا وہ ہے جو جدی (قطب کے پاس ایک ستارہ) کے درمیان (سے آتی ہے)۔ جبکہ دبور سورج کے مغرب سے لے کر سہیل ستارہ تک چلتی ہے۔ ۴۴؎

ہواؤں کی آٹھ اقسام اور ان کے نام:

تفاسیر میں ہواؤں کی درج ذیل آٹھ اقسام بیان کی گئی ہیں۔

ابن مردویہ نے عمرو بن شعیبؒ سے روایت کیا کے وہ اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کے ہوائیں آٹھ اقسام کی ہیں۔

جن میں سے چار عذاب کی اور چار رحمت کی ہیں۔ ۴۵؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ہواؤں کی آٹھ اقسام ہیں، جن میں سے چار باعث رحمت اور چار باعث عذاب ہیں۔ رحمت والی ہوائیں۔

۱۔ منشرات۔ ۲۔ مبشرات۔ ۳۔ مرسلات۔ ۴۔ اور رخاء ہیں۔

عذاب والی ہوائیں۔ ۱۔ عاصف۔ ۲۔ قاصف ہیں یہ دونوں سمندری ہوائیں ہیں۔

۳۔ عقیم۔ ۴۔ اور صرصر یہ دونوں خشکی کی ہوائیں ہیں۔ ۴۶؎

حضرت عیسیٰ بن ابی عیسیٰ خیاطؒ بیان کرتے ہیں، ہوائیں سات قسم کی ہیں۔ ۱۔ صبا۔ ۲۔ دبور۔ ۳۔ جنوب۔ ۴۔ شمال۔ ۵۔ خروق۔ ۶۔ نکباء۔ ۷۔ اور ریح القائم۔

صبا مشرق سے، دبور مغرب سے، جنوب قبلہ کے بائیں جانب سے، شمال قبلہ کے دائیں جانب سے، نکباء اور صبا جنوب کے درمیان ہوتی ہیں، جبکہ خروق شمال اور دبور کے درمیان ہوتی ہے، تاہم ریح القائم مخلوقات کے سانسیں ہیں۔ ۴۷؎

رحمت کی ہوائیں:

رحمت کی چار درج ذیل ہوائیں ہیں۔

ا۔ناشرات۔ ۲۔مرسلات۔ ۳۔مبشرات۔ ۴۔ذاریات۔
اللہ اپنی رحمت سے خوشخبری دینے والی ٹھنڈی ہوائیں چلاتے ہیں، کچھ ہوائیں نرم، ہلکی، ٹھنڈی اور بھینی ہوتی ہیں، کچھ ہواؤں میں تیزی، سختی اور تندہی پائی جاتی ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، قرآن کریم میں اکثر مقامات پر الرِّیحُ' کا لفظ ضرر پہنچانے والی آندھی کے لئے آیا ہے اور'ریاح' کا لفظ نفع پہنچانے والی اور برسانے والی ہواؤں کے لئے آیا ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا کرتے تھے!
اے اللہ تو اس آندھی کو ریاح بنادے اور ریح نہ بنا۔ ۴۸؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری مدد صبا سے کی گئی ہے جبکہ قوم عاد کو دبور سے ہلاک کیا گیا ہے۔ ۴۹؎
جو ہوا مشرق سے مغرب کی طرف چلے اس کو صبا کہتے ہیں جبکہ جو ہوا مغرب سے مشرق کی جانب چلے اس کو دبور کہا جاتا ہے۔ ۵۰؎ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری بادصبا (مشرق سے چلنے والی ہوا) سے مدد کی گئی ہے۔ ۵۱؎
خوشگوار ہوا انسان کی طبیعت میں خوشی، انبساط، راحت اور قوت کے اثرات کو پیدا کرتی ہے۔
راح۔ کے بنیادی معانی وسعت اور فراخی کے ہیں۔ ۵۲؎

ا۔ذاریات:

الذّٰرِیٰتِ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ذ۔ر۔و) سے مشتق ہے۔
ذرت الریح الشئی ذروا۔ اس ہوا کو کہتے ہیں جو چیزوں کو اڑا لے جائے۔
ذرو۔ سے مراد پھیلا دینا اور بکھیر دینا۔
ذرا۔ سے مراد۔ وہ قوتیں جو پیغام یا نظام میں نشر و اشاعت کا ذریعہ بنتی ہیں، جن کے ذریعے وہ پیغام یا آواز ساری دنیا میں پھیل جائے یعنی ذرائع رسل و رسائل، مواصلات اور نشر و اشاعت وغیرہ۔ ۵۳؎
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا۔ ۵۴۔ ترجمہ۔قسم ہے غبار آلود ہواؤں کی جو غبار اڑاتی ہیں۔
امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؓ آیت وَ الذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۔
ترجمہ۔قسم ہے غبار آلود ہواؤں کی جو غبار اڑاتی ہیں۔کے بارے میں فرماتے ہیں اس سے مراد ہوائیں ہیں۔۵۵۔
حضرت عمرؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آیت وَ الذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۔
ترجمہ۔قسم ہے غبار آلود ہواؤں کی جو غبار اڑاتی ہیں۔سے مراد ہوائیں ہیں۔۵۶۔
سعید بن جبیرؒ سے روایت کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے آیت۔
وَ الذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۔ترجمہ۔قسم ہے غبار آلود ہواؤں کی جو غبار اڑاتی ہیں۔کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے بتایا کے اس سے مراد ہوائیں ہیں۔۵۷۔

وَ اضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا ۔۵۸

ترجمہ۔آپ ان لوگوں سے دنیاوی زندگی کی حالت بیان کیجئے، جیسے کے پانی ہو جو ہم نے آسمان سے اتارا، پھر اس کے ذریعہ زمین سے اگنے والی چیزیں خوب گنجان ہوگئیں، پھر وہ چورا چورا ہو کر رہ گیا، جسے ہوائیں اڑا رہی ہیں، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔
بارش سے قبل گرآلود ہوائیں چلتی ہیں جو اپنے ساتھ سوکھے پتے اور غبار کو ہر جانب اڑاتی ہیں۔ان ہواؤں کو عربی زبان میں ذاریات کہا جاتا ہے۔

۲۔ناشرات:

ناشرات۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ن۔ش۔ر) سے مشتق ہے۔
نشر۔سے مراد خوشبودار ہوائیں جو اپنے اطراف میں پھیل کر انھیں خوشگوار بنادیں۔
النشر۔میں چاروں جانب پھیلنے کا عنصر غالب ہے یعنی یہ ہوا اپنے اطراف کے ماحول میں ہر سو پھیل جاتی ہے۔

ابن فارس لکھتے ہیں النشر کے معانی کسی چیز کو کھولنا اور شاخ در شاخ ہو جانا۔
النشر ۔خبر کو پھیلانے کو بھی کہتے ہیں۔
نشرت الارض نشورا۔کے معنی موسم بہار کے آنے سے ہر جانب ہریالی اور سبزہ کا پھیل جانا۔
النشر ۔عربی زبان میں اس خشک گھاس کو بھی کہتے ہیں جس پر بارش کے برسنے کے سبب وہ دوبارہ ہری بھری ہو جائے۔
النشور۔کے معنی حیات تازہ کے ہیں۔
النشر ۔سے مراد وسعت، تازگی بڑھنا، پھلنا، پھولنا اور کشادگی کے ہیں۔۵۹؎
ناشرات نامی رحمت کی ہوا، اللہ کے حکم سے آسمانوں میں پھیل جاتی ہے، اس ہوا کا کام بادلوں کو اٹھا کر ایک جگہ جمع کر کے انھیں آسمان میں پھیلانا ہے، یہ ہوا وہاں تک پھیلتی ہے جہاں تک اس ہوا کو حکم دیا جاتا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!
وَّ النّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۔۶۰؎ ترجمہ۔قسم ہے ان ہواؤں کی جو بادلوں کو پھیلاتی ہیں۔
مفسرین لکھتے ہیں، ناشرات سے مراد ہوائیں ہیں جو بادلوں کو آسمان میں چار سو پھیلا دیتی ہیں اور جدھر اللہ کا حکم ہوتا ہے انہیں لے جاتی ہیں۔۶۱؎
ناشرات۔وہ ہوائیں ہیں جن میں خوشبو اور بارش کی آمد کے قوی امکانات موجود ہوتے ہیں، جب ایسی بادلوں سے بھری ہوائیں چلتی ہیں تو گویا یہ بارش کی آمد کی خوشخبری ہوتی ہیں۔

۳۔مبشرات:

مبشرات۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ب۔ش۔ر) سے مشتق ہے۔
بشارۃ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی ایسی خبر جس سے انسان کے چہرے کی رنگت تبدیل ہو جائے۔
تاہم عام حالات میں بشارۃ سے مراد خوشی کی خبر کے ہیں۔
ابن فارس نے بشارۃ کے معانی کسی بھی شے کا اپنے حسن و جمال کے ساتھ ظاہر ہو جانا ہے۔
البشارۃ۔کے معانی حسن و خوبی، کشادہ روئی، خندہ پیشانی اور خوشخبری کے ہیں۔

التباشیر۔ سے مراد صبح کی پہلی کرن۔
المبشرات۔ سے مراد ایسی خوشگوار اور خوشخبری لئے ہوئی ہوائیں جو بادلوں کے ساتھ افق پر نمودار ہوں اور اپنے ساتھ بارش کی خوشخبری بھی ساتھ لے کر آئی ہوں۔ ۶۲؎
مبشرات نامی رحمت کی ہوا بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ یُّرۡسِلَ الرِّیَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّ لِیُذِیۡقَکُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِہٖ وَ لِتَجۡرِیَ الۡفُلۡکُ بِاَمۡرِہٖ وَ لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِہٖ وَ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ۔ ۶۳

ترجمہ۔ اس کی نشانیوں میں یہ ہے کے وہ ہواؤں کو بھیجتا ہے جو خوشخبری دیتی ہیں تا کہ تمہیں اپنی رحمت کا مزا چکھائے اور تا کہ کشتیاں اس کے حکم سے جاری ہوں اور تا کہ تم اس کے فضل کو تلاش کرو اور تا کہ تم شکر ادا کرو۔

۴۔ مرسلات:

مرسلات۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ر۔س۔ل) سے مشتق ہے۔
رسل۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے اصل معانی ہر قسم کی روکاوٹ کو دور کر کے اطمینان، نرمی اور سکون سے چلنا۔
ناقۃ رسلۃ۔ سے مراد نرم چال چلنے والی اونٹنی جو سبک رفتار ہو۔
الرسل۔ کے معانی نرم اور سبک رفتار کے ہیں۔
مرسلات۔ نامی ہوائیں سبک رفتار اور نہایت خوشگوار ہوتی ہیں۔ ۶۴؎
مرسلات۔ نامی رحمت کی ہوائیں نفع بخش ہواؤں کے نام سے بھی جانی جاتی ہیں، یہ ہوائیں بادلوں کو اٹھاتی ہیں اور ان کی Formation میں اپنا اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الۡمُرۡسَلٰتِ عُرۡفًا۔ ۶۵

ترجمہ۔ قسم ہے ان ہواؤں کی جو نفع پہنچانے کے لیے بھیجی جاتی ہیں۔

وَ اَرۡسَلۡنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسۡقَیۡنٰکُمُوۡہُ ۚ وَ
مَاۤ اَنۡتُمۡ لَہٗ بِخٰزِنِیۡنَ ۔٦٦

ترجمہ۔ہم نے ہواؤں کو بھیجا جو بادلوں کو پانی سے بھرتی ہیں، پھر ہم نے آسمان سے پانی اتارا، پھر ہم نے تمہیں وہ پانی پلایا تم اتنا پانی جمع کرنے والے نہیں۔

بادلوں اور پانی سے بھری ہوئی ہوائیں،ان ہواؤں کو عربی زبان میں مرسلات کہا جاتا ہے، یہ ہوائیں ہر جانب خوشگوار موسم کی خبر کو نشر کر دیتی ہیں۔

الرِّیۡحَ:

الرِّیۡحَ ۔کے معانی بھی ہوا کے ہیں۔

الریحۃ ۔سے مراد ہوا کا کچھ حصہ۔

الرِّیۡحَ یاراح کی جمع ریاح ہے۔

الرِّیۡحَ ۔سے مراد نصرت، غلبہ، قوت، گردش اور انقلاب ہے، نیز یہ لفظ عذاب کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

الرِّیۡحَ ۔ہوا کی وہ قسم ہے جس میں ہلاکت اور تباہی کے اثرات نمایاں ہوں، تاہم اس قسم کی ہوائیں عذاب یافتہ قوموں پر بھی بھیجی گئیں جبکہ صحراء اور بیابان میں بھی طوفانی ہوائیں چلتی ہیں۔٦٧

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَفِیۡ عَادٍ اِذۡ اَرۡسَلۡنَا عَلَیۡہِمُ الرِّیۡحَ الۡعَقِیۡمَ ۔٦٨

ترجمہ۔اور قوم عاد پر بانجھ ہوا بھیجی۔

مَا تَذَرُ مِنۡ شَیۡءٍ اَتَتۡ عَلَیۡہِ اِلَّا جَعَلَتۡہُ کَالرَّمِیۡمِ ۔٦٩

ترجمہ۔وہ جس چیز پر چلتی اس کو ریزہ ریزہ کئے بغیر نہ چھوڑتی۔

اس آیت میں لفظ رمِیۡمِ استعمال کیا گیا ہے کیونکہ جب گھاس سوکھ کر چور چور ہو جائے تو اس کو 'رمِیۡمِ' اور 'ھشیم' کہا جاتا ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا جو چیز بوسیدہ ہو کر ہلاک

ہوجائے اس کو رمِیۡمِ کہتے ہیں۔
ابوالعالیہ کہتے ہیں کے جن پتھروں کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے اس کو رمِیۡمِ کہتے ہیں۔
قطرب نے کہا رمِیۡمِ کے معنی راکھ کے ہیں، اسی طرح سے جو ہڈی بوسیدہ ہوکر ریزہ ریزہ ہوجائے اس کو بھی 'رمیم' کہتے ہیں لہٰذا اس آیت کے معنی یہ ہوئے کے اس تندوتیز آندھی نے قوم عاد کے اجسام کو توڑ پھوڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا، کیونکہ یہ عذاب الٰہی قوم عاد پر سردیوں کے موسم میں آیا تھا لہٰذا تیز سرد ہوائیں چلنے لگیں جس کی وجہ سے شہاب ثاقب کو ٹھنڈا ہونے میں کم وبیش ایک ہفتہ سے زیادہ کا وقت لگا اسی لئے سرد ہوا سات دن اور آٹھ راتوں تک چلتی رہی قوم عاد نہایت تندرست وتوانا اور بڑے قدآور لوگ تھے جب انھیں ان سرد طوفانی ہواؤں نے اٹھا، اٹھا کر پٹخنا شروع کیا تو ان کی ہڈیاں کھجور کے بکھرے ہوئے تنے کی مانند ہوگئیں۔
حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان سے ہمیں بادل دکھاتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کام چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوجاتے اور یہ دعا کرتے اے اللہ! میں کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور اگر بادل چھٹ جاتے تو اللہ تعالی کی حمد ثناء کرتے اور کہتے کے اے اللہ! اس کو نفع پہنچانے والا پانی بنادے۔[۷۰]
حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بادل گرجنے اور بجلی کڑکنے کی آواز سنتے تو یہ دعا کرتے اے اللہ ہمیں اپنے غضب سے ہلاک نہ کر اور نہ ہی ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک کر اور اس سے پہلے ہمیں اپنی عافیت میں رکھ۔[۷۱]
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ۔[۷۲]

ترجمہ۔قوم عاد میں عبرت ہے جب ہم نے ان پر خیر وبرکت سے خالی آندھی بھیجی جو کسی چیز کو خالی نہیں چھوڑتی تھی وہ جس پر سے بھی گزرتی تھی اس کو ریزہ ریزہ کر دیتی تھی یعنی (رمیم، ریزہ ریزہ کرنے والی)۔

وَ تَذْهَبَ رِيحُكُمْ ۔۷۳

ترجمہ۔تمھاری ہوااکھڑجائے گی۔

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں،حضرت جبرائیل علیہ السلام،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہ پیغام لے کرآئے،قسم گواہ کے ساتھ ہے،پچھنے لگاناٹھیک ہے،اور بدھ کا دن ہی منحوس دن ہے برقرار رہنےوالا(جس کی نحوست برقراررہے گی)۔۷۴؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا! یوم نحس سے مراد بدھ کا دن ہے۔۷۵؎

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب دنوں کے بارے میں اور بدھ کے دن کے بارے میں پوچھا گیاتو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!بدھ کا دن منحوس دن ہے،صحابہؓ نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کس طرح سے؟تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نےفرمایا!اللہ تعالیٰ نے اس دن فرعون اوراس کی قوم کوغرق کیااور عاداورثمودکو ہلاک کیا۔۷۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مہینے میں آخری بدھ کا دن منحوس ہوتاہے،اوراس کی نحوست برقراررہتی ہے۔۷۷؎

عذاب کی ہوائیں:

عذاب کی بھی درج ذیل چاراقسام کی ہوائیں ہیں۔

۱۔عاصف۔۲۔صرصر۔۳۔عقیم۔۴۔قاصف۔۷۸؎

۱۔عاصف:

عاصف۔عربی زبان کالفظ ہے،جو(ع۔ص۔ف)سے مشتق ہے۔

العصف۔عربی زبان کالفظ ہےجس سے مرادکھیتی،پتوں اوردرختوں کےتنوں کو چوراچوراکردینے والی ہوا۔

کعصف ماکول۔سے مرادبھوسےکوبکھیرکررکھ دیا،یاجیسے کھایاہوا بھوسا۔

عصف۔عربی زبان میں ہر درخت اور ہر قسم کے پتے کو عصف کہا جاتا ہے۔

راغب لکھتے ہیں، کھیتی اور پودوں میں جو کچھ بھی ٹوٹ کر گر جاتا ہے اس کو عصف کہتے ہیں۔

المعصیفات۔ سے مراد وہ ہوائیں جو فضاء میں سوکھے اور خشک پتوں اور ان کے چورے کو اڑادیں۔

ریح عاصف۔تیز رفتار، جھکڑ والی آندھی جو چیزوں کو بکھیر کر رکھ دے۔۷۹؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۔۸۰

ترجمہ۔قسم ہے ان ہواؤں کی جو سختی کے ساتھ چلتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے آیت فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۔۸۱؎

ترجمہ۔قسم ہے ان ہواؤں کی جو سختی کے ساتھ چلتی ہیں۔کے بارے میں فرمایا کے یہ ہوا ہے۔۸۲؎

امیر المومنین حضرت علیؓ سے ایک شخص نے فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۔۸۳؎

ترجمہ۔قسم ہے ان ہواؤں کی جو سختی کے ساتھ چلتی ہیں کے بارے میں پوچھا تو آپؓ نے فرمایا! یہ ہوائیں ہیں۔۸۴؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آیت فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۔۸۵؎

ترجمہ۔قسم ہے ان ہواؤں کی جو سختی کے ساتھ چلتی ہیں کے بارے میں فرمایا! ان سے مراد ہوائیں ہیں۔۸۶؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۔۸۷؎

ترجمہ۔قسم ان ہواؤں کی جو سختی کے ساتھ چلتی ہیں سے مراد ہوائیں ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، عصف سے مراد تیز ہوائیں ہیں، جو اپنے ساتھ گھاس پھونس اڑا کر لاتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، قاصف اور عاصف سمندر میں چلنے والی ہواؤں کو کہتے

ہیں۔۸۸؎

عصف۔سے مراد کھیتی کے پتے اور ٹوٹی پھوٹی چیزوں کے بھی ہیں۔

عاصفات، سے مراد وہ فرشتے جو ہوا پر مقرر ہیں، یہ انہیں تیزی سے چلاتے ہیں۔

عصف بالشی۔سے مراد اسے ہلاک کر دیا۔

ناقہ عصوف۔سے مراد ایسی اونٹنی جو اپنے سوار کو ہلاک کر دے، یا وہ اس طرح سے گزر جائے گویا تیز ہوا۔

عصفت الحرب بالقوم۔سے مراد جنگ نے قوم کو ہلاک کر دیا۔

ایک قول ہے کے اس سے مراد وہ ہوائیں ہیں جو تباہ اور و برباد کر دیتی ہیں، جس طرح زلزلہ اور زمین کا دھنس جانا ہے۔۸۹؎

۲۔صرصر:

صرصر۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ص۔ر۔ر) سے مشتق ہے۔

الصیر ۃ۔الصر۔سے مراد شدید سردی یا ایسی سرد اور خشک ہوائیں جن سے کھیتی تباہ ہو جائے۔

زجاج لکھتے ہیں الصرۃ سے مراد چیختی چنگھاڑتی ہوئی سخت آواز والی ہوائیں۔

ریح صرو صرصر۔سے مراد سخت آواز والی خوفناک ہوائیں۔

صر۔کے بنیادی معانی باندھنے کے ہیں، اس اعتبار سے راغب اصفہانی لکھتے ہیں کے صرصرہ کا لفظ بھی چونکہ صر سے نکلا ہے تو اس کے معنی جم جانے کے ہیں یعنی شدید ٹھنڈک جس طرح سے چیزوں کو ایک جگہ باندھ کر جما دیتی ہے۔۹۰؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ صرصر سے مراد سخت سرد اور سخت گرم ہوا بیان کرتے ہیں۔۹۱؎

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ
اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ
وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔۹۲

ترجمہ۔اس کی مثال جو کچھ وہ اس دنیاوی زندگی میں خرچ کرتے ہیں ایسی ہے جیسے ایک ہوا ہو جس میں سخت سردی ہو جو ایسے لوگوں کی کھیتی کو پہنچ گئی جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا پھر اس کو برباد کر دیا اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ رِيۡحًا صَرۡصَرًا فِىۡۤ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيۡقَهُمۡ عَذَابَ الۡخِزۡىِ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا‌ ؕ وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ اَخۡزٰى‌ وَهُمۡ لَا يُنۡصَرُوۡنَ۔ ۹۳

ترجمہ۔سو ہم نے ان کے اوپر منحوس دنوں میں تیز ہوا بھیج دی تاکہ ہم انہیں دنیا والی زندگی میں ذلت کا عذاب چکھا دیں، اور یہ بات واقعی ہے کہ آخرت کا عذاب اس سے بڑھ کر رسوائی والا ہے اور ان کی مدد نہ کی جائے گی۔

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ رِيۡحًا صَرۡصَرًا فِىۡ يَوۡمِ نَحۡسٍ مُّسۡتَمِرٍّ ۔ ۹۴

ترجمہ۔بیشک ہم نے ان پر سخت ہوا بھیج دی ایسے دن میں جو نحوست والا تھا دیر تک رہنے والا تھا۔

مجاہدؒ اس آیت رِيۡحًا صَرۡصَرًا فِىۡ يَوۡمِ نَحۡسٍ مُّسۡتَمِرٍّ کے بارے میں فرماتے ہیں، اس سے مراد سخت اور تند و تیز ہوائیں ہیں۔۹۵؎

قتادہؓ اس آیت رِيۡحًا صَرۡصَرًا فِىۡ يَوۡمِ نَحۡسٍ مُّسۡتَمِرٍّ کے بارے میں فرمارت ہیں، اس سے مراد ٹھنڈی ہوائیں ہیں۔۹۶؎

زر بن حبیشؒ اس آیت يَوۡمِ نَحۡسٍ مُّسۡتَمِرٍّ ۔ سے مراد بدھ کا دن بتاتے ہیں۔۹۷؎

جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ کو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کے فیصلہ کیجئے قسم کو گواہ کے ساتھ پورا کیجئے اور پھر فرمایا کے اس آیت يَوۡمِ نَحۡسٍ مُّسۡتَمِرٍّ ۔ سے مراد بدھ کا دن ہے، یعنی منحوس دن جو برقرار رہنے والا ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، حضرت جبرائیل علیہ السلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہ پیغام لے کر نازل ہوئے کے بدھ کا دن منحوس دن ہے، جو برقرار رہنے والا یعنی اس دن کی نحوست برقرار رہے گی۔۹۸؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا! یوم نحس سے مراد بدھ کا دن ہے۔۹۹؎
حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دنوں کے بارے میں اور بدھ کے دن کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بدھ کا دن منحوس دن ہے، یہ سن کر صحابہؓ کرام نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کس طرح سے ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا! اللہ تعالیٰ نے اس دن فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا اور عاد اور ثمود کو بھی اسی دن ہلاک کیا۔۱۰۰؎
صرصر ایک شور مچانے والی چیختی، چلاتی اور خوفناک ہوا ہے، جس ہوا کے ذریعے گزشتہ اقوام کو سزائیں اور عذاب دیا گیا۔۱۰۱؎

۳۔عقیم:

عقیم۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ع۔ق۔م) سے مشتق ہے۔
عقم۔عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معانی خشکی کے ہیں۔
عقم۔سے مراد قطع کرنا، روکنا اور بند کرنا ہے۔
عقیم۔سے مراد بانجھ مرد اور عورت۔
ریح العقیم۔سے مراد بانجھ ہوا جو ہر شے کی جڑ کاٹ کر رکھ دے اور اس کی تباہی کے اثرات تا دیر باقی رہیں۔۱۰۲؎
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ۔۱۰۳

ترجمہ۔عاد کے قصہ میں عبرت ہے جبکہ ہم ان پر بانجھ ہوا بھیجی گئی جو ہر خیر سے خالی تھی۔
یوم عقیم۔ایک سخت دن۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ۔۱۰۴

ترجمہ۔جن لوگوں نے کفر کیا وہ برابر اس کی طرف سے شک میں رہیں گے یہاں تک کہ ان کے پاس اچانک قیامت آجائے یا ان کے پاس کسی ایسے دن کا عذاب آجائے جس میں کوئی خیر نہ ہو۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت ۔الرِّيحَ الْعَقِيمَ ۔سے مراد وہ ہوا ہے جس میں نا برکت ہونا کوئی اور نفع ہو اور نا اس سے بارش نازل ہو اور نا اس سے درختوں کی پیوند کاری ہو۔۱۰۵؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ایک (خاص) قسم کی ہوا دوسری زمین میں قید کی ہوئی ہے جب اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا تو ہوا کے نگران کو حکم فرمایا کے ان پر ایسی ہوا کو بھیج دے تا کہ وہ عاد کو ہلاک کردے اس نے کہا اے میرے رب کہ میں ان پر بیل کے نتھنے کی مقدار یعنی (سوارخ سے) ہوا کو بھیجوں گا، تو جبار مطلق یعنی اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا نہیں کیونکہ اس سے زمین اور جو کچھ اس پر ہے سب ختم ہو جائے گا، ان پر انگوٹھی کی مقدار (سوراخ) سے ہوا کو بھیج۔
اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا آیت۔مَا تَذَرُ مِن شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ۔
ترجمہ۔وہ ہوا جس چیز پر چلتی اس کو ریزہ ریزہ کر کے چھوڑتی۔۱۰۶؎

۴۔قاصف:

قاصف۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ق۔ص۔ف) سے مشتق ہے۔
قصف۔یقصف۔قصفاً۔سے مراد کسی چیز کو توڑنا۔
رعد قاصف۔سے مراد سخت اور گرج دار آواز۔
القصیف۔سے مراد درخت کا خشک ہو کر ٹوٹ جانا۔
الریح فقصفت السفینہ۔سے مراد سمندری طوفان یا سمندری تیز آندھی کے سبب کشتی کا ٹوٹ جانا۔
قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ ۔سے مراد سمندری طوفان، سمندری تیز آندھی جسے ہم سونامی بھی کہتے ہیں۔۱۰۷؎
یہ طوفان بہت بڑے اور ناقابل تلافی نقصانات کا سبب بنتے ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد

خداوندی ہے!

اَمۡ اَمِنۡتُمۡ اَنۡ یُّعِیۡدَکُمۡ فِیۡهِ تَارَةً اُخۡرٰی فَیُرۡسِلَ عَلَیۡکُمۡ قَاصِفًا مِّنَ الرِّیۡحِ فَیُغۡرِقَکُمۡ بِمَا کَفَرۡتُمۡ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوۡا لَکُمۡ عَلَیۡنَا بِهٖ تَبِیۡعًا ۔۱۰۸

ترجمہ۔ یا تم اس سے بے فکر ہو کر وہ تمہیں دوبارہ سمندر میں لوٹا دے، پھر تم پر ہوا کا سخت ہوا کا جھونکا (طوفان) بھیج دے پھر تمہیں تمہارے لئے کفر کی وجہ سے غرق کر دے، پھر تمہیں کوئی ایسا نہ ملے جو ہمارا پیچھا کرنے والا ہو۔

وَاِذَاۤ اَرَدۡنَاۤ اَنۡ نُّهۡلِكَ قَرۡیَةً اَمَرۡنَا مُتۡرَفِیۡهَا فَفَسَقُوۡا فِیۡهَا فَحَقَّ عَلَیۡهَا الۡقَوۡلُ فَدَمَّرۡنٰهَا تَدۡمِیۡرًا ۱۰۹

ترجمہ۔ جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں پھر وہ اس میں نافرمانی کرتے ہیں سو اس بستی پر ہماری بات ثابت ہو جاتی ہے پھر ہم اس بستی کو پوری طرح ہلاک کر دیتے ہیں۔

اَفَاَمِنۡتُمۡ اَنۡ یَّخۡسِفَ بِکُمۡ جَانِبَ الۡبَرِّ اَوۡ یُرۡسِلَ عَلَیۡکُمۡ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوۡا لَکُمۡ وَکِیۡلًا ۔۱۱۰

ترجمہ۔ کیا تم اس سے بے فکر ہو کے وہ تمہیں خشکی کی جانب لا کر زمین میں دھنسا دے یا تم پر پتھر برسانے والی سخت آندھی بھیج دے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، قاصف اور عاصف سمندر میں چلنے والی ہواؤں کو کہتے ہیں۔ ۱۱۱

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، قاصفا سے مراد آندھی ہے۔ ۱۱۲

قوم عاد پر آندھی کے عذاب کی کیفیت:

مفسرین نے بیان کیا ہے کے بہت دنوں سے قوم عاد پر بارش نہیں ہوئی تھی اللہ تعالی نے ان کی طرف سیاہ بادل بھیجے وہ بادل جب ان کی وادی کی جانب آنے لگے تو ان بادلوں کو دیکھ کر وہ خوش

ہو گئے اور کہنے لگے کے یہ بادل تو ہم پر برسنے کے لئے آیا ہے، حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے آپ نے ان بادلوں کو دیکھ کر فرمایا! نہیں یہ عذاب ہے جس کو تم لوگوں نے بہت جلد طلب کیا ہے پھر بہت زور کی آندھی چلنے لگی جس میں دردناک عذاب تھا حضرت ہود اپنی قوم کے درمیان سے اٹھ کر چلے گئے آندھی اتنی تیز تھی کے اس کی شدت سے خیمے اکھڑ گئے، پھر اس کی شدت سے وہ لوگ اور ان کے مویشی زمین اور آسمان کے درمیان پرندوں کی طرح اڑنے لگے پھر زمین پر گرنے لگے پھر وہ لوگ خوف زدہ ہو کر اپنے گھروں میں گھس گئے اور اپنے گھروں کے دروازوں کو بند کر لیا لیکن اس آندھی نے ان کے گھروں کے دروازوں کو توڑ ڈالا اور ان کو اوندھا کر دیا اللہ تعالی نے ہوا کو حکم دیا کے ریت سے انھیں ڈھانپ دیا جائے چنانچہ اس سات راتیں اور آٹھ دن اس زور کی آندھی چلی کے وہ اس ریت میں دفن ہو گئے پھر اللہ تعالی نے ہوا کو حکم دیا اور وہ اس زور سے چلی کے ان کے جسموں پر سے ریت ہٹ گئی اور ہوا نے انھیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا اللہ تعالی اس عذاب کی کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کر رہے ہیں!

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰٓ إِلَّا مَسَٰكِنُهُمْ كَذَٰلِكَ نَجْزِى ٱلْقَوْمَ ٱلْمُجْرِمِينَ۔ ۱۱۳

ترجمہ۔ وہ اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو ہلاک کر دے گی۔ سو وہ اس حال میں ہو گئے کہ ان کے گھروں کے سوا کوئی دکھائی نہ دیتا تھا، ہم ایسے ہی مجرم قوم کو سزا دیا کرتے ہیں۔

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِىٓ أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ عَذَابَ ٱلْخِزْىِ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَلَعَذَابُ ٱلْءَاخِرَةِ أَخْزَىٰ وَهُمْ لَا يُنصَرُونَ۔ ۱۱۴

ترجمہ۔ سو ہم نے ان کے اوپر منحوس دنوں میں تیز ہوا بھیج دی تا کہ ہم انہیں دنیا والی زندگی میں ذلت کا عذاب چکھا دیں، اور یہ بات واقعی ہے کہ آخرت کا عذاب اس سے بڑھ کر رسوائی والا ہے اور ان کی مدد نہ کی جائے گی۔

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَٰثًا وَرِءْيًا۔ ۱۱۵

ترجمہ۔اس سے پہلے ہم کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں، جو ساز وسامان اور شان وشوکت میں ان سے بہت بڑھ کر تھیں۔

اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ کَانُوۡۤا اَکۡثَرَ مِنۡهُمۡ وَ اَشَدَّ قُوَّۃً وَّ اٰثَارًا فِی الۡاَرۡضِ فَمَاۤ اَغۡنٰی عَنۡهُمۡ مَّا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ۔۱۱۶

کیا انھوں نے زمین میں سفر کر کے اپنی سے پہلی قوموں کا حال نہیں دیکھا؟ جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے اور قوت میں بھی زیادہ تھے اور انھوں نے زمین میں بہت یادگاریں چھوڑی تھیں سو ان کے کئے ہوئے کام ان کو اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکے۔

وَ کَذٰلِکَ جَعَلۡنَا فِیۡ کُلِّ قَرۡیَۃٍ اَکٰبِرَ مُجۡرِمِیۡهَا لِیَمۡکُرُوۡا فِیۡهَا ؕ وَ مَا یَمۡکُرُوۡنَ اِلَّا بِاَنۡفُسِهِمۡ وَ مَا یَشۡعُرُوۡنَ۔۱۱۷

ترجمہ۔اسی طرح سے ہم نے ہر بستی میں اس کے بڑے بڑے مجرم پیدا کئے تا کہ وہ اس بستی میں فساد پھیلائیں اور جو فساد پھیلاتے ہیں وہ اپنے ہی نقصان کے لئے پھیلاتے ہیں اور وہ اس بات کو نہیں سمجھتے ہیں۔

مَنِ اهۡتَدٰی فَاِنَّمَا یَهۡتَدِیۡ لِنَفۡسِهٖ ۚ وَ مَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیۡهَا ؕ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰی ؕ وَ مَا کُنَّا مُعَذِّبِیۡنَ حَتّٰی نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا۔۱۱۸

ترجمہ۔جس نے ہدایت پالی تو اپنے ہی نفع کے لئے ہدایت اختیار کرتا ہے اور جو شخص گمراہ ہوتا ہے اپنی ہی جان کو نقصان پہنچانے کے لئے گمراہ ہوتا ہے، اور کوئی جان کسی دوسرے کا بوجھ اٹھانے والی نہیں، اور جب تک ہم کوئی رسول نہ بھیج دیں اس وقت تک عذاب نہیں بھیجتے۔

وَ کَمۡ اَهۡلَکۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ هُمۡ اَشَدُّ مِنۡهُمۡ بَطۡشًا فَنَقَّبُوۡا فِی الۡبِلَادِ ؕ هَلۡ مِنۡ مَّحِیۡصٍ۔۱۱۹

ترجمہ۔(اے نبی مکرم) ہم آپ سے پہلے کتنی ہی ایسی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو اہل مکہ سے

زیادہ طاقت ور تھے انھوں نے ہمارے ہلاک آفرین عذاب سے بچنے کے لئے بہت سے شہروں میں پناہ ڈھونڈنی چاہی لیکن ان کو کسی بھی جگہ ہمارے عذاب سے پناہ نہ مل سکی۔

آندھیوں سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قوم عاد کو باد دبور (مغرب سے چلنے والی ہوا) نے ہلاک کردیا تھا۔۱۲۰؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان پر بادل دیکھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھبرا جاتے کبھی باہر اور کبھی اندر آتے اور جب وہ بادل برس جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھبراہٹ دور ہوجاتی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کے مجھے ازخود پتا نہیں ہے شاید یہ بادل وہی ہوجیسا کے قوم عاد کے متعلق اللہ نے فرمایا! پھر جب انھوں نے اس عذاب کو بادل کی طرح اپنی طرف وادیوں میں دیکھا تو انھوں نے کہا یہ ہم پر برسنے والا بادل ہے۔۱۲۱؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آندھی اللہ تعالی کے خوشی کے آثار سے ہے آندھی رحمت کو بھی لاتی ہے اور آندھی عذاب کو بھی لاتی ہے تم آندھی کو برا نہ کہو اور اللہ تعالی سے اس کے خیر کا سوال کرو اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ کو طلب کرو۔۱۲۲؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آندھی پر لعنت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آندھی پر لعنت نہ کرو کیونکہ یہ اللہ کے حکم کے تابع ہے اور جو شخص کسی ایسی چیز پر لعنت کرے جو لعنت کی اہل نہ ہو تو لعنت اس شخص کی طرف لوٹ جاتی ہے۔۱۲۳؎

حضرت ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آندھی کو برا نہ کہو اور جب تم کوئی ناگوار چیز دیکھو تو کہو اے اللہ ہم تجھ سے اس آندھی کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور جو اس میں خیر ہے اس کا سوال کرتے ہیں اور جس چیز کا اس کو حکم دیا گیا ہے اس کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور ہم اس آندھی کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں اور جو شر اس میں ہے اور جس شر کا اس کو حکم دیا گیا ہے اس سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔۱۲۴؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، جب بھی آندھی چلتی تو رسول اللہ ﷺ گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے اور یہ دعا کرتے! اے اللہ اس آندھی کو رحمت بنادے اور اس کو عذاب نہ بنا اے اللہ اس کو ریاح (خوشگوار) بنادے اس کو ریح (ناگوار آندھی) نہ بنا۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا، قرآن کریم میں آندھی کے متعلق یہ آیات ہیں۔

بے شک ہم نے ان پر (ان کے حق میں) منحوس دن میں تیز لگاتار چلنے والی آندھی بھیجی۔ ۱۲۵

کیا تم نے نہیں دیکھا تمھارے رب نے اونچی عمارتوں والے عاد ارم سے کیا سلوک کیا۔ ۱۲۶

قوم عاد پر بدھ کی شام کو سخت سرد آندھی چلنی شروع ہوئی پھر لگاتار سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہی یہ آندھی گھروں میں بند انسانوں کو ان کے گھر کے دروازے توڑ کر اٹھاتی اور انھیں زمین پر اس طرح پٹختی کے ان کے سر دھڑ سے الگ ہو جاتے اس آندھی کو دبور کہا جاتا ہے۔ قوم عاد دراز قد اور مضبوط قد کاٹھ کے، قوی ہیکل افراد تھے۔

قوم عاد نے کہا ہم سے زیادہ بدنی قوت والا کون ہے؟۔ ۱۲۷

وہ پہاڑوں میں گھر بناتے، حضرت ہود علیہ السلام انھیں اللہ کے غضب سے ڈراتے مگر وہ بعض نہ آتے اور غرور و تکبر میں ڈوبے رہتے تب اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی۔

حَاصِبًا/گرد باد (Twister Tornado):

حاصباً۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی پتھر برسانے والی ہوا کے ہیں۔

قتادہ ؓ نے آیت يُرۡسِلَ عَلَيۡكُمۡ حَاصِبًا سے مراد آسمان سے پتھروں کا برسنا بتایا ہے۔ ۱۲۸

گرد باد ہوا کو آندھی یا طوفان بھی کہتے ہیں اس میں گردش کرنے والی ہوا کی رفتار ۳۰۰ میل فی گھنٹہ ہوتی ہے جبکہ ایک سمت میں چلنے کی رفتار ۵۰ میل فی گھنٹہ تک ہوتی ہے یہ طوفان اتنے شدید ہوتے ہیں کے مکانوں کی چھتیں اڑ جاتی ہیں پکے مکانات زمین بوس ہو جاتے ہیں بڑے بڑے ٹریلرز کو یہ ہوائیں میلوں دور پھینک دیتی ہیں حتیٰ کے جانور تک ہوا میں اڑنے لگ جاتے ہیں اس طوفان میں بجری یا پتھر راکٹ کی رفتار سے حرکت کرتے ہیں جس کی زد میں آنے والی ہر شے تباہ

وبرباد ہوجاتی ہے جاندار ملبے میں دب کر مر جاتے ہیں ان طوفانوں کے ساتھ عام طور پر بارش بھی ہوتی ہے جس سے مٹی کیچڑ میں تبدیل ہوجاتی ہے بعض طوفان کڑک اور بجلی کی چمک کے ساتھ آتے ہیں جبکہ بجلی کی چمک اتنی شدید ہوتی ہے کے بڑے بڑے محلات اور درخت زمین بوس ہوجاتے ہیں ایک اندازے کے مطابق ایک طوفان میں تقریباً ۵۰ سے ۱۰۰ مرتبہ بجلی چمکتی ہے متوسط قسم کے طوفان بادوباراں میں دس ایٹم بم کے برابر طاقت ہوتی ہے جبکہ بجلی کے ایک فلیش میں میں اتنا کرنٹ ہوتا ہے کے چھوٹے شہر میں ایک سال کی بجلی کی ضروریات پوری ہوسکتی ہیں ایک فلیش میں تقریباً ۳۰۰۰ (ایمپر ئیر کرنٹ) ہوتا ہے اور اس کا فلو ۶۰۰۰۰ فارن ہائیٹ تک پہنچ جاتا ہے جو کے سورج میں پیدا ہونے والی گرمی سے بھی زیادہ درجہ حرارت زیادہ ہونے کی وجہ سے ہوا کی رفتار آواز سے بھی زیادہ ہوجاتی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

ان ہوؤاں کی قسم جو مسلسل بھیجی جاتی ہیں پھر ان ہواؤں کی قسم جو بہت تیز چلتی ہیں پھر ان ہواؤں کی قسم جو بادلوں کو پھیلاتی ہیں پھر ان فرشتوں کی قسم جو حق وباطل کو جدا کرنے والے ہیں۔۱۲۹؎

إِنَّآ أَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ حَاصِبًا إِلَّآ ءَالَ لُوطٖۖ نَّجَّيۡنَٰهُم بِسَحَرٖ ۔۱۳۰

ترجمہ۔ہم نے ان پر کنکر بھری ہوا چلائی مگر لوط کے گھر والوں کو ہم نے ان کو پچھلی رات ہی سے بچا لیا۔

اس آیت میں ’حاصب‘ کا لفظ ہے جس کے معنی وہ تیز ہوا جو کے کنکریاں برساتی ہو یعنی پہلے ان کی بستیوں کو الٹ دیا گیا پھر ان پر تیز ہوا جن میں کنکریاں بھی شامل تھیں اس کی بارش کی گئی۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے آیت۔ يُرۡسِلَ عَلَيۡكُمۡ حَاصِبًا سے مراد پتھروں کی بارش۔۱۳۱؎

فرشتوں نے کہا! بے شک ہمیں ایک مجرم قوم کی طرف بھیجا گیا ہے تاکہ ہم ان پر مٹی سے بنے ہوئے پتھر برسائیں جو پتھر آپ کے رب کی طرف سے نشان زدہ تھے یہ ان کے لئے ہے جو حد سے گزرنے والے ہیں۔۱۳۲؎

ایک قول ہے کے وہ پتھر سیاہ یا سفید دھاری دار تھے جبکہ ایک دوسرے قول کے مطابق ! وہ پتھر سیاہ اور سرخ دھاری دار تھے جبکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کے وہ پتھر عذاب نازل کرنے کے لئے معروف تھے اس کے ساتھ ہی یہ روایت بھی ہے کے ہر پتھر پر اس شخص کا نام لکھا ہوا تھا جس شخص کو جا کر وہ پتھر لگنا تھا۔

پس طلوع آفتاب کے ساتھ ہی ایک چنگھاڑ نے آ پکڑا پھر ہم نے اس بستی کو تہہ و بالا کر دیا اور آسمان سے ان پر پتھر برسائے، بے شک اس میں اہل فراست کے لئے بڑی نشانیاں ہیں اور (آج بھی مکہ سے شام کی) سیدھی راہ پر وہ بستی واقع ہے۔ ۱۳۳؎

الرِّيحَ الْعَقِيمَ /بانجھ ہوا:

بانجھ ہوا جس میں تابکاری کے گہرے اثرات پوشیدہ ہوتے ہیں، تاہم یہ ہوا جہاں سے گزرتی ہے چیزوں کو ریزہ ریزہ اور برباد کرتی چلی جاتی ہے۔ اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ۔ ۱۳۴

ترجمہ۔ اور قوم عاد پر بانجھ ہوا بھیجی۔

مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ ۔ ۱۳۵

ترجمہ۔ وہ ہوا جس چیز پر چلتی اس کو ریزہ ریزہ کر کے چھوڑتی۔

عربی زبان میں لفظ الْعَقِيمَ بانجھ عورت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو کے بے اولاد ہو جبکہ اس آیت میں لفظ الرِّيحَ الْعَقِيمَ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں ایسی بانجھ اور خشک ہوا جو اپنے ساتھ بادلوں اور بارش کو نہیں لاتی، اسی طرح سے قرآن کریم میں ایک جگہ عذاب یوم الْعَقِيمَ ۔ کا ذکر بھی موجود ہے جس کے معنی ہیں تباہ کر دینے والے دن کا عذاب یعنی ایسا عذاب کے جس سے اس قوم کی نشونما اور صلاحیتیں سلب ہو جائیں اور ان کی جڑ کٹ کر رہ جائے۔ ۱۳۶؎

عربی زبان میں 'رم العظم' بوسیدہ اور گلی سڑی ہڈی کو کہتے ہیں یعنی قوم عاد پر اللہ نے ایسی آندھی بھیجی جو جس جگہ اور چیز پر سے گزری اس نے اس کو تباہ و برباد اور بوسیدہ اور چورا چورا عربی زبان

میں لفظ **الْعَقِيْمُ** بانجھ عورت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو کے بے اولاد ہو جبکہ اس آیت میں لفظ **الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ** کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں ایسی بانجھ اور خشک ہوا جو اپنے ساتھ بادلوں اور بارش کو نہیں لاتی ،اسی طرح سے قرآن کریم میں ایک جگہ عذاب **یوم الْعَقِيْمَ** کا ذکر بھی موجود ہے جس کے معنی ہیں تباہ کردینے دن کا عذاب یعنی ایسا عذاب کے جس سے اس قوم کی نشونما اور صلاحیتیں سلب ہو جائیں اور ان کی جڑ کٹ کر رہ جائے۔

عربی زبان میں 'رم العظم' بوسیدہ اور گلی سڑی ہڈی کو کہتے ہیں یعنی قوم عاد پر اللہ نے ایسی آندھی بھیجی جو جس جگہ اور چیز پر سے گزری اس نے اس کو تباہ و برباد اور بوسیدہ اور چورا چورا عربی زبان میں لفظ **الْعَقِيْمُ** بانجھ عورت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو کے بے اولاد ہو جبکہ اس آیت میں لفظ **الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ** کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں ایسی بانجھ اور خشک ہوا جو اپنے ساتھ بادلوں اور بارش کو نہیں لاتی ،اسی طرح سے قرآن کریم میں ایک جگہ عذاب **یوم الْعَقِيْمُ** کا ذکر بھی موجود ہے جس کے معنی ہیں تباہ کردینے والے دن کا عذاب یعنی ایسا عذاب کے جس سے اس قوم کی نشونما اور صلاحیتیں سلب ہوجائیں اور ان کی جڑ کٹ کر رہ جائے۔۱۳۷

عربی زبان میں 'رم العظم' بوسیدہ اور گلی سڑی ہڈی کو کہتے ہیں یعنی قوم عاد پر اللہ نے ایسی آندھی بھیجی جو جس جگہ اور چیز پر سے گزری اس نے اس کو تباہ و برباد اور بوسیدہ اور چورا چورا کردیا۔۱۳۸

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ایک (خاص) قسم کی ہوا دوسری زمین میں قید کی ہوئی ہے جب اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا تو ہوا کے نگران کو حکم فرمایا کے ان پر ایسی ہوا کو بھیج دے تا کہ وہ عاد کو ہلاک کردے اس نے کہا اے میرے رب کہ میں ان پر بیل کے نتھنے کی مقدار یعنی (سوراخ سے) ہوا کو بھیجوں گا،تو جبار مطلق یعنی اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا نہیں کیونکہ اس سے زمین اور جو کچھ اس پر ہے سب ختم ہوجائے گا،ان پر انگوٹھی کی مقدار (سوراخ) سے ہوا کو بھیج۔

اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا آیت۔ مَا تَذَرُ مِنۡ شَیۡءٍ اَتَتۡ عَلَیۡهِ اِلَّا جَعَلَتۡهُ كَالرَّمِیۡمِ۔
ترجمہ۔ وہ ہوا جس چیز پر چلتی اس کو ریزہ ریزہ کر کے چھوڑتی۔ ۱۳۹؎

حضرت علی بن ابی طالبؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔ الرِّیۡحَ الۡعَقِیۡمَ سے مراد ہے ٹیڑھی چلنے والی ہوا۔ ۱۴۰؎

حضرت سعید بن المسیبؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ الرِّیۡحَ الۡعَقِیۡمَ ۔سے مراد جنوبی ہوا ہے۔ ۱۴۱؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ الرِّیۡحَ الۡعَقِیۡمَ سے مراد وہ ہوا جو کسی چیز کو پیوند نہ لگائے۔
آیت۔ كَالرَّمِیۡمِ سے مراد ہلاک ہونے والی چیز۔ ۱۴۲؎

حیرت انگیز امر یہ ہے کے ہزاروں سال قبل پیش آنے والے ان واقعات اور بانجھ ہواؤں کے اثرات آج تک ان علاقوں کے شہروں گلی کوچوں، درودیواروں پہاڑوں، سمندروں، ریت کے ذرات، فضاؤں، ہواؤں اور آبی ذخائر میں موجود ہیں اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث اس جانب واضح اشارہ پیش کرتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وادی الحجر میں ٹھہرے جو قوم ثمود کی سرزمین ہے، مسلمانوں نے ان کے کنویں سے پانی پیا اور اس کنویں کے پانی سے آٹا بھی گوندھا لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکم دیا کے جو پانی نکالا گیا ہے اس کو الٹ دیا جائے اور گوندھا ہوا آٹا اونٹوں کو کھلا دیا جائے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مزید حکم دیا کے تم لوگ اگر پانی پینا چاہو تو اس کنویں سے پیو جس سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔ ۱۴۳؎

مندرجہ بالا حدیث صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ایسے عذاب یافتہ علاقوں سے گزرتے وقت خاص احتیاط کی جانب واضح اشارہ موجود ہے 'ریح العقیم' کے لغت میں ایک معنیٰ 'بانجھ ہوا' کے بھی ہیں یعنی ایسی ہوا جو کے براہ راست تولیدی نظام کو متاثر کرے کیونکہ اس بانجھ ہوا میں تابکاری کی تمام صفات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں پھر یہ کے آج سے ہزاروں سال قبل لوگ تابکاری کی سائنسی اصطلاح سے بھی

ناواقف تھے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان لوگوں کی فہم کے مطابق انھیں ایسی عذاب یافتہ بستی کی کسی بھی شے کو استعمال کرنے سے سختی سے منع کیا، تابکاری پیدا کرنے والے عناصر کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کے یہ دیگر عام عناصر کے ایٹمز کے برعکس زیادہ توانائی کے حامل ہوتے ہیں، نیوٹران، پروٹان یا پھر ان میں موجود فاضل توانائی کے اخراج سے تابکار شعاعیں پیدا ہوتی ہیں اور تابکار شعاعوں کے اخراج کو انگریزی زبان میں Ionizing Radiation بھی کہا جاتا ہے اس عمل کے دوران یہ عناصر دوسرے تابکار عناصر میں تبدیل ہوجاتے ہیں اور اٹامک نمبر کے ساتھ ساتھ ان کا اٹامک وزن بھی تبدیل ہوجاتا ہے اس عمل کو سائنسی زبان میں Radio Activity کہا جاتا ہے سائنسدانوں کا یہ خیال ہے کے تابکاری کے اثرات کڑی در کڑی اپنا سفر جاری رکھتے ہیں اور آج بھی زمین پر اس دور یا پھر دور اول کے اثرات پائے جاتے ہیں جب زمین پر زندگی کے آثار بھی موجود نہ تھے اگر چہ روزمرہ استعمال کی بے شمار اشیاء سے بھی خطرناک تابکاری کی شعاعوں کا اخراج ہوتا ہے جس سے انسانی حیات اور صحت بری طرح سے متاثر ہوتی ہے اور کئی لاعلاج بیماریاں بھی وقوع پذیر ہوتی ہیں یہی نہیں بلکہ ان تابکار شعاعوں کے اثرات سے انسانی، حیوانی اور نباتاتی تولیدی نظام بھی بری طرح سے متاثر ہوتا ہے لہٰذا باالفاظ دیگر تابکار شعاعیں دراصل بانجھ ہوا ہی ہے۔ سائنسدانوں کا یہ خیال ہے کے جدید اسلحہ جس میں Radiological Weapens، ایٹم بم ہائیڈروجن بم، نیوٹران بم، کوبالٹ بم اور پھر اس جیسے ناجانے کتنے ہی خطرناک ہتھیار جو کے انسانیت کی تباہی کے لئے بنائے گئے ہیں ان کے استعمال سے انتہائی شدید اور مضر صحت تابکار شعاعوں کا اخراج ہوتا ہے جو کے عمارتوں، زمین، فضاء، ہوا، پانی، دریا، سمندر، کنویں، کھیت کھلیانوں، چٹانوں اور پہاڑوں میں سرائیت کر جاتے ہیں اور پھر ہزاروں سال تک ان میں سے ان شعاعوں کا اخراج ہوتا رہتا ہے کوبالٹ بم کے بارے میں سائنسدانوں کا یہ ماننا ہے کے یہ بم جس جگہ گرایا جائے گا اس سے خارج ہونے والی تابکار شعاعیں بادلوں کے ساتھ سفر کرتے ہوئے اس علاقے کی تمام حیات کو ختم کر دیتی ہیں اور یہ سلسلہ برسہا برس تک جاری رہتا ہے پھر یہی نہیں بلکہ اب تو کچھ ایسے بم بھی ایجاد کر لئے گئے ہیں جو جب کسی علاقے میں پھینکے جائیں گے تو وہاں کی آکسیجن کو مکمل طور پر ختم کر دیں گے جس کی وجہ سے وہاں

حیات کا مکمل خاتمہ ہوجائے گا کیونکہ آکسیجن پر ہی تمام ذی نفوس کی زندگی کا دارومدار ہے، یہ سلسلہ برسہا برس تک جاری رہتا ہے پھر یہی نہیں بلکہ اب تو کچھ ایسے بم بھی ایجاد کرلئے گئے ہیں جو جب کسی علاقے میں پھینکے جائیں گے تو وہاں کی آکسیجن کو مکمل طور پر ختم کردیں گے جس کی وجہ سے وہاں حیات کا مکمل خاتمہ ہوجائے گا کیونکہ آکسیجن پر ہی تمام ذی نفوس کی زندگی کا دارومدار ہے۔

ہیروشیما اور ناگاساکی کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں جب ۱۹۴۵ء میں امریکہ نے ان علاقوں پر ایٹم بم برسائے تو ہزاروں افراد ہلاک ہوگئے اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ معذور اور ایک اندازے کے مطابق تقریباً ۸۰ فیصد افراد کینسر جیسے مہلک مرض میں مبتلا ہوئے جبکہ عرصہ دراز تک اس علاقے میں معذور بچے پیدا ہوتے رہے پھر اس دھماکے کے بہت سال بعد جب ایک سروے کیا گیا تو معلوم ہوا کے اس دھماکے سے پیدا ہونے والے تابکاری کے اثرات آج بھی دنیا کی فضاؤں میں موجود ہیں اور انھیں آلودہ کئے ہوئے ہیں یہاں تک کے امریکہ کے شمال میں واقع غیر آباد خطہ آرکٹک میں بھی ان تابکار آلودگی کے اثرات پائے گئے یہی نہیں بلکہ یہ تابکار شعاعیں کڑی در کڑی سفر کرتے ہوئے غذاؤں اور پانی میں بھی موجود ہیں اور نسل انسانی کو شدت سے متاثر کررہی ہیں۔ ۲۸ اپریل ۱۹۸۶ء میں روس کا چرنوبل ایٹمی پلانٹ جب ایک شدید دھماکے سے پھٹ گیا تو اس کی تباہی اور تابکاری کے اثرات سے اسی وقت سینکڑوں افراد ہلاک اور بے شمار افراد زخمی ہوگئے جب کہ فوری طور پر پلانٹ کے اردگرد کا تقریباً ایک سو پچاس مربع کلومیٹر کے رقبے کو اگلے کئی عشروں تک کے لئے آلودہ قرار دیتے ہوئے بند کردیا گیا جس کی وجہ سے ایک لاکھ پنتیس ہزار افراد کو نقل مکانی کرنا پڑی لیکن چرنوبل سے خارج ہونے والی ان تابکار شعاعوں نے فصلوں، پانی، ہوا اور فضاء کو بھی شدت سے متاثر کیا اور یہ آلودگی کڑی در کڑی سفر کرتے ہوئے اسکینڈے نیویا اور مشرقی یورپ اور اس سے بھی آگے کئی ممالک میں سرائیت کرگئی۔

تابکار عناصر جن میں بیریم، کرپٹان، کیوریم آئیوڈین اور سیزیم سرفہرست ہیں ان میں سے ہر ایک عنصر ایک مخصوص انسانی جسمانی عضو کو متاثر کرتے ہوئے ان اعضاء کے خلیات اور بافتوں کی کارکردگی اور ساخت میں تبدیلی اور پیچیدگی پیدا کرتے ہیں جس کی وجہ سے کئی خطرناک بیماریاں

جن میں کینسر اور ایڈز جیسے مہلک امراض شامل ہیں پیدا ہوتے ہیں مثلاً بیریم کی ساخت چونکہ کیلشئیم سے مشابہہ ہے لہٰذا یہ انسانی ہڈیوں اور دانتوں کو، سیزیم کی ساخت پوٹاشیئم سے مماثل ہے لہٰذا یہ انسانی پٹھوں اور بافتوں کو جبکہ آئیوڈین کے تابکار ذرات تھائیرائیڈ گلینڈز میں جمع ہوکر اس عضو اور اس کی کارکردگی کو متاثر کرتے ہیں چونکہ تمام نیوکلیائی ذرات کے اثرات اور اہداف ایک دوسرے سے مختلف ہیں لہٰذا وہ اپنی انفرادیت کو برقرار رکھتے ہوئے مختلف انسانی، حیوانی اور نباتاتی حیات پر اپنے شدید اثرات مرتب کرتے ہیں سائنسدانوں کے مطابق تابکار عناصر زمین پر انسانی حیات سے قبل بھی موجود تھے مثلاً تھورون گیس اور ریڈان گیس وغیرہ ان گیسیز سے خارج ہونے والے آئسوٹوپس انسانی حیات کے لئے ضرررساں ہیں چونکہ یہ گیسیز فضاء میں پائی جاتی ہیں لہٰذا یہ انسانی جسم میں عمل تنفس کے ذریعے سے باآسانی داخل ہوتی ہیں دوسری جانب خلاء سے زمین پر کاسمک ریز کا نزول بھی ہوتا ہے یہ کاسمک ریز اپنے فضاء سے زمین پر نزول کے سفر میں مزید تابکار شعاعوں کو جنم دیتی ہیں جبکہ سائنسدانوں نے مزید یہ انکشاف بھی کیا ہے کے زمین کی تہہ میں بھی قدرتی طور پر کئی تابکار عناصر اور اجزاء پائے جاتے ہیں ان تابکار عناصر کی مقدار اور اخراج مختلف علاقوں اور ممالک میں الگ الگ ہے لہٰذا یہ اپنے اخراج کے اعتبار سے مختلف انسانوں پر مختلف انداز اور مقدار سے اثر انداز ہوتے ہیں جبکہ مختلف افراد میں ان تابکار شعاعوں کے انجذاب کی شرح بھی الگ ہے اوسطاً ۹۵ فیصد افراد کے جسم میں ان عناصر کے 0.6.0.3 ملی سیورٹ (تابکاری ناپنے کا پیمانہ) جذب ہوتے ہیں لیکن کئی خطوں میں یہ مقدار 4.1 ملی سیورٹ تک بھی پائی جاتی ہے برازیل کے ایک پہاڑی علاقے میں انسانی جسم میں تابکار عناصر کی مقدار ۲۵ ملی سیورٹ تک ریکارڈ کی گئی ہے۔

تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا کے ان علاقوں میں تابکار عناصر سے شعاعوں کا اخراج قدرتی طور پر بہت زیادہ ہے لہٰذا وہ علاقہ لوگوں سے خالی کروالیا گیا۔

ایک دوسری تحقیق کے مطابق بھارت، فرانس اور نائیجریا کے کئی علاقوں میں یہ مقدار ۴۰۰ ملی سیورٹ تک بھی ریکارڈ کی گئی جبکہ تحقیق میں آگے یہ بھی بتایا گیا ہے کے ان علاقوں کے درودیوار، مکانات، سڑکوں، گزرگاہوں حتیٰ کے آبی ذخائر تک میں یہ تابکار عناصر بڑی مقدار میں سرائیت

کر چکے ہیں۔

انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی AEA اور عالمی ادارہ صحت (WHO) نے غیر قدرتی ذرائع سے انسانی جسم میں داخل ہونے والے تابکار عناصر کی محفوظ مقدار کی حد ۵ ریم یا سیورٹ فی ۳۰ سال مقرر کی ہے لیکن یہ بھی ایک لمحہ فکریہ ہے کے روز افزوں ترقی کے اس تیز سفر میں کئی ایسی ایجادات جو انسانی زندگی کے لئے اب لازم وملزوم کی حیثیت اختیار کر چکی ہیں ان سے بھی خطرناک تابکار شعاعوں کا مسلسل اخراج ہوتا رہتا ہے جو انسانی حیات اور ماحول کو مستقل طور پر آلودہ کرنے کا ایک اہم سبب ہیں۔

قانون قدرت سے انحراف کے نتیجے میں اقوام کو اس کی بڑی بھاری قیمت چکانی پڑتی ہے اگر ہم اپنے اطراف پر نظر دوڑائیں تو ہم یہ دیکھیں گے کے نت نئے جسمانی، دماغی، نفسیاتی اور ذہنی امراض کی ایک طویل فہرست ہے جس میں ہر گزرتے دن کے ساتھ اضافہ ہی ہو رہا ہے وسائل کے انبار کے باوجود افراد تنگی روزی کا شکار ہیں، ازدواجی بندھن کسی بوجھ سے کم نہیں، ناگہانی اموات اور حادثات روز کا معمول بن چکے ہیں، کہیں والدین کو اپنی اولاد سے اور کہیں اولاد کو اپنے والدین سے نا ختم ہونے والی شکایات ہیں پھر بنی نوع انسانیت چاہے اس کا تعلق ترقی یافتہ مما لک سے ہو یا پسماندہ، دونوں ہی ایک تکلیف دہ عدم تحفظ کا شکار ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِكۡرِىۡ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيۡشَةً ضَنۡكًا وَّ نَحۡشُرُهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اَعۡمٰى۔ ۱۴۴

ترجمہ۔ جو لوگ میرے احکامات کو بھول جائیں گے، ہم ان کی روزی کو تنگ کر دیں گے اور قیامت میں انھیں اندھا بنا کر اٹھائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی امت کی سرکشی، نافرمانی اور گناہوں کی آلودگی کے حوالے سے فرمایا، حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت ضرور خمر (انگور کی شراب) کا نام بدل بدل کر پیتی رہے گی اور اس کے سروں پر آلات موسیقی بجتے رہیں

گی اور گانے والیاں گاتی رہیں گی حتیٰ کے اللہ ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بندر اور خنزیر بنا دے گا۔ ۱۴۵؎

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب میری امت پندرہ قسم کے کام کرے گی تو اس پر بلائیں اور مصائب نازل ہوں گے۔

۱۔ جب مال غنیمت کو ذاتی دولت بنا لیا جائے گا۔

۲۔ امانت کو مال غنیمت سمجھ لیا جائے گا۔

۳۔ زکوۃ کو تاوان سمجھا جائے گا۔

۴۔ مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا۔

۵۔ اپنی ماں کی نافرمانی کرے گا۔

۶۔ مرد اپنے دوست کے ساتھ نیکی کرے گا۔

۷۔ اپنے باپ کے ساتھ بدی کرے گا۔

۸۔ مساجد میں شور کیا جائے گا۔

۹۔ ذلیل آدمی کو قوم کا سردار بنا دیا جائے گا۔

۱۰۔ کسی انسان کے شر سے بچنے کے لئے اس کی عزت کی جائے گی۔

۱۱۔ شراب پی جائے گی۔

۱۲۔ ریشم پہنا جائے گا۔

۱۳۔ امت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں کو برا کہیں گے۔

تو اس وقت سرخ آندھیوں اور زمین میں دھنسائے جانے اور مسخ کئے جانے کا انتظار کرو۔ ۱۴۶؎

کرہ ہوائی:

کرہ ہوائی کو انگریزی میں Atmosphere کہا جاتا ہے، ہوا مختلف گیسز کا مجموعہ ہے، جس میں انسان کی زندگی کو قائم رکھنے والی آکسیجن گیس سرفہرست ہے، ہوا کی ایک تہہ نے زمین کو ہر طرف

سے گھیرا ہوا ہے، تاہم کرہ ہوائی میں مختلف گیسوں کا ارتکاز نا صرف انسانوں کے وجود کے لئے اہم ہے بلکہ زمین پر بسنے والے تمام جانداروں کے لئے بھی بے حد اہمیت کا حامل ہے، کرہ ہوائی میں جو جو گیسز تشکیل پاتی ہیں وہ ایک خاص تناسب سے بنتی ہیں جس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی، اس میں چار گیسز بہت اہم ہیں۔

۱۔ نائٹروجن 78%۔ ۲۔ آکسیجن 21%۔ ۳۔ ارگون (ایک بے رنگ اور بے بو عنصر ہے) 01%۔

۴۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ۔ 00.03

ان گیسز کو دو گروپس میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ۱۔ وہ گیس جو ردعمل کے نتیجے میں پیدا ہو۔ ۲۔ وہ گیس جو ردعمل کے نتیجے میں پیدا نا ہو۔

گیسوں کے تجزیے سے یہ معلوم ہوتا ہے کے جو گیسز ردعمل کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں وہ گیسز زندگی کی بقاء کے لئے لازمی حیثیت رکھتی ہیں۔

جو گیسز ردعمل کے نتیجے میں پیدا نہیں ہوتی ہیں، وہ گیسز ایسے مرکبات پیدا کرتی ہیں جو انسانی زندگی کے لئے تباہ کن ہیں۔

جیسے ارگوگون اور نائٹروجن گیسز اگر محدود پیمانے پر بھی ردعمل ظاہر کریں تو دنیا کے تمام سمندر نائٹرک ایسڈ میں تبدیل ہو جائیں۔

اگر فضاء میں آکسیجن کی مقدار موجودہ مقدار سے تھوڑی بھی زیادہ ہو جائے تو دنیا میں موجود چٹانیں اور دھاتیں تباہ ہو جائیں، جس کے نتیجے میں زمین میں کٹاؤ پیدا ہو جائے گا اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔

اگر آکسیجن گیس کی کمی واقع ہو جائے تو اس صورت میں کرہ ارض پر بسنے والے جانداروں کی زندگی کو شدید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں، دوسری جانب اوزون کی تہہ بھی متاثر ہو گی جس کے نتیجے میں سورج کی بالائے بنفشی شعاعیں زمین پر موجود چیزوں کو جلا دیں گی، پودوں اور درختوں کی زندگی کا انحصار کاربن ڈائی آکسائیڈ پر ہے کیونکہ اس گیس کے ذریعے پودے اور درخت سورج کی شعاعوں کو اپنے اندر جذب کرتے ہیں، ایک جانب درخت اور پودے آکسیجن گیس کو خارج

کرتے ہیں، جس گیس پر انسانوں اور جانوروں کی زندگی کا انحصار ہے دوسری جانب انسانوں کی خارج کی ہوئی گیس کاربن ڈائی آکسائیڈ درختوں اور پودوں کے لئے زندگی کا پیغام ہیں یعنی کل اشیاء کائنات باہم ایک دوسرے سے جڑے ہوئے اور مربوط ہیں۔

کرہ ہوائی کی بقاء میں فلکی طبعی حلات کا باہمی وجود بھی اہمیت کا حامل ہے۔

۱۔زمین کی سطح پر ایک معتدل درجہ حرارت کی موجودگی اشد ضروری ہے۔

۲۔زمین پر ایک ایسی تہہ بھی موجود ہے جو توانائی اور حرارت کو فضاء میں منتشر ہونے سے بچاتی ہے۔

۳۔زمین پر کئی ایسی تہیں بھی پائی جاتی ہیں جو قطبین اور خط استوا کے درمیان گرمی کے توازن کو برقرار رکھتی ہیں۔

۴۔کرہ ہوائی زمین کو شہاب ثاقب سے بھی بچاتا ہے۔

ذیل میں زمین کے اوپر موجود کرہ ہوائی کی چھ تہوں کے نام لکھے جارہے ہیں۔

۱۔زمین کے اوپر پہلی تہہ Troposphere کہلاتی ہے۔

۲۔Tropopause۔

۳۔Stratosphere۔

۴۔Ozone Layer۔

۵۔Mesophere۔

۶۔Ionosphere۔

نظام شمسی میں موجود دیگر سیاروں کی کرہ ہوائی:

نظام شمسی میں موجود دیگر سیاروں کی فضاء اوران میں گیسز کے تناسب کے حوالے سے ایک تحقیق پیش کی جارہی ہے، جو درج ذیل ہے۔

ا۔عطارد:

عطارد کو Mercury بھی کہتے ہیں، اس کا حجم بہت مختصر اور گرم ہے جبکہ اس کی کشش ثقل ایسی نہیں جو طویل عرصے تک اس کی فضاء میں قابو میں رکھ سکے تاہم عطارد کی فضاء میں ہائیڈروجن، ہیلیئیم، آکسیجن، سوڈیم، کیلشیئم، پوٹاشیئم، ہائیڈروآکسائیڈ، سلیکان اور دیگر عناصر پائے جاتے ہیں، عطارد کی فضاء کیونکہ مستحکم نہیں ہے اسی وجہ سے یہاں پر موجود ایٹمز فضاء میں گم ہوجاتے ہیں، دوسری جانب ہائیڈروجن اور ہیلیئیم کے ایٹم شمسی ہواؤں سے آتے ہیں اور عطارد کی فضاء کا حصہ بن جاتے ہیں، عطارد کا ایک دن، دنیا کے ۹۰ دن جتنا ہے۔

۲۔زہرہ:

نظام شمسی میں زہرہ دوسرا سیارہ ہے، جس کو Venus بھی کہا جاتا ہے، یہ سیارہ سورج سے قریب ترین سمجھا جاتا ہے وینس کو صبح اور شام کا ستارہ بھی کہا جاتا ہے، زہرہ کا ایک دن زمین کے (۲۴۳) دنوں کے برابر ہے یعنی تقریباً ۸ ماہ، وینس پر سورج مغرب سے طلوع ہوکر مشرق میں غروب ہوتا ہے اور یہاں سورج کے طلوع اور غروب ہونے میں زمین کے (۱۲۲) دنوں یعنی تقریباً ۴ ماہ کا عرصہ درکار ہوتا ہے، زہرہ کی زمین کا رنگ سیاہ جبکہ یہاں ہوا ۳۵۰ کلومیٹر کی رفتار سے چلتی ہے، یہاں کی فضاء نہایت کثیف ہے جس میں سلفیورک ایسڈ سے لبریز گہرے بادل ہر وقت فضاء میں اڑتے رہتے ہیں۔ زہرہ کا ماحول نہایت شدید اور کثیف ہے یہاں کا زیادہ درجہ حرارت اور شدید دباؤ سانس لینے میں مشکلات پیدا کرتا ہے۔ زہرہ پے ہمہ وقت تیز آندھیاں اور شدید تلاطم بپا رہتا ہے، زہرہ کی فضاء میں انتہائی کثیف ہے جو زیادہ تر کاربن ڈائی آکسائیڈ اور نائٹروجن کی معمولی مقدار سے بنی ہے، زہرہ پر ہوا کا دباؤ زمین کی نسبت ۹۲ گنا زیادہ ہے جبکہ فضاء کا وزن ۹۳ گنا زیادہ ہے، یہ دباؤ اتنا زیادہ ہے جتنا کے زمین کے سمندر کے ایک کلومیٹر نیچے ہے۔ سیارہ زہرہ فاسفین (Phosphine) نامی ایک نہایت زہریلی گیس بڑی وافر مقدار میں پائی جاتی ہے ، یہ گیس بے رنگ اور بے بو ہے، اس گیس کی معمولی مقدار بھی انسان کی جان لینے کے لئے کافی

ہے، اگرچہ زمین پر بھی فاسفین نامی زہریلی گیس بہت قلیل مقدار میں پائی جاتی ہے، ماہرین کے مطابق مرے ہوئے جانور اور انسان کی سڑی ہوئی متعفن باقیات میں یہ زہریلی گیس پائی جاتی ہے۔

۳۔ مریخ:

مریخ نظام شمسی کا چوتھا بڑا سیارہ ہے، جس کو انگریزی میں Mars کہا جاتا ہے، یہ سیارہ زمین سے دیکھنے میں سرخ نظر آتا ہے، اسی نسبت سے مریخ کو سرخ رنگ کا چٹانی سیارہ بھی کہا جاتا ہے سیارے کی سرخ رنگت کی اصل وجہ آئرن آکسائیڈ کی موجودگی ہے، مریخ کا نام Mars ایک یونانی دیوتا کے نام پر رکھا گیا ہے جو کے جنگ کے دیوتا کے نام سے جانا جاتا ہے، مریخ کی فضاء میں ٹھنڈک اور ویرانی پائی جاتی ہے لیکن مریخ میں زمین پر پائی جانے والی کئی خصوصیات پائی جاتی ہیں یہاں کی فضاء میں کرہ ارض پر بسنے والے کسی بھی انسان کے لئے سانس لینا دشوار ہے۔

سورج سے اس کا اوسط فاصلہ تقریباً (۲۲۸) ملین کلومیٹر ہے، مریخ کا ایک دن ۲۴ گھنٹوں کا ہوتا ہے یعنی زمین اور مریخ کا ایک دن برابر ہے لیکن اس سیارے پر بے شمار آتش فشاں پہاڑ اور برف بھی پائی جاتی ہے، ماہرین کی یہ رائے ہے کے یہاں کا بہترین نہری نظام کسی انتہائی ذہین مخلوق کی موجودگی کا پتا بھی دیتی ہے تاہم یہاں اہرام مصر بھی پائے جاتے ہیں جو ہماری دنیا کے اہرام مصر سے دس گنا بڑے ہیں۔

سائنسدانوں کا ماننا ہے کے کے ماضی میں مریخ پر عظیم آتش فشاں پھٹے جس کی وجہ سے بڑی مقدار میں گیس، پانی کے بخارات اور کاربن ڈائی آکسائیڈ یہاں پایا جاتا ہے۔ مریخ کی سطح پر برف کے پہاڑ بھی پائے جاتے ہیں یہاں کا موسم طویل عرصہ تک سرد رہتا ہے دوسری جانب یہاں آبی بخارات فضاء کے نچلے حصے میں پائے جاتے ہیں یورپی خلائی ایجنسی نے مریخ کے مدار پر خلائی جہاز بھیجا تاہم ان لائی ایجنسیوں کے مریخ پر کچھ تجربات کامیاب اور کچھ ناکام ہوئے۔

مریخ کی سطح پر سیلاب اور کچھ دریائی کٹاؤ کے شواہد بھی ملے ہیں، ماہرین یہ سمجھتے ہیں کے دو سے چار ارب برس قبل مریخ پر پانی موجود تھا کیونکہ مریخ کی سطح پر ذرا گہرائی میں ایسی معدنیات بھی

موجود ہیں جو صرف مائع پانی سے ہی وجود میں آسکتی ہیں تاہم چند لاکھ برس قبل پرانے سیلاب کے شواہد بھی یہاں پائے جاتے ہیں اوران ے بارے میں ماہرین یہی سمجھتے ہیں کے یہ سیلاب غالباً زیر سطح پانی کے کسی وجہ سے پھوٹ نکلنے کے باعث آئے ہوں، مریخ کی سطح پر چٹانی اور پتھریلے صحراء بھی موجود ہیں۔

حال ہی میں ناسا (NASA) کے ماہرین نے مریخ کے ایک پہاڑی حصے کی تصویر شائع کی ہے اس تصویر کی خاص بات یہ ہے کے ایک پہاڑی ہے اوراس میں ایک دروازہ تراشا گیا ہے تاہم اس دروازے کی شکل وصورت اور ڈیزائین بالکل مدائین صالح سے ملتی جلتی ہے۔

(سعودی عرب کے شمال مغرب میں مدائین صالح کا علاقہ موجود ہے جہاں صدیوں پہلے قوم عاد اور ثمود رہا کرتے تھے اس قوم پر اللہ نے حضرت صالح علیہ السلام ومبعوث فرمایا تا کہ وہ اللہ کے پیغام کو ان تک پہنچائیں تاہم اس قوم کی بڑی صفت یہ تھی کے یہ پہاڑوں کو تراش کر گھر بنایا کرتے جو آج کے اس ترقی یافتہ دنیا میں رہنے والوں کے لئے بھی مقام حیرت واستعجاب ہے)۔

۴۔ مشتری:

شتری نظام شمسی کا سب بڑا سیارہ ہے، جس کو انگریزی میں Jupiter بھی کہتے ہیں، ترتیب کے اعتبار سے مشتری پانچواں سیارہ ہے اگر مشتری کی کمیت دیکھی جائے تو دیگر سیاروں سے ڈھائی گنا زیادہ وسیع ہے مشتری سورج سے (778.3) ملین کلومیٹر پر اپنا اوسط چکر مکمل کرتا ہے، مشتری کا گردشی دورانیہ (11.86) سال ہے، مشتری کا قطر زمین سے تقریباً گیارہ گنا زیادہ ہے، مشتری پر ہیلئم، ہائیڈروجن اور میتھین گیس پائی جاتی ہے، مشتری پر گیس کے لطیف حلقے پائے جاتے ہیں، مشتری ہماری زمین کے مقابلے میں تقریباً گیارہ گنا بڑا ہے تاہم رقبے کے اعتبار سے مشتری اتنا بڑا سیارہ ہے کے جہاں ہماری دنیا کی طرح کی ہزار دنیائیں سماسکتی ہیں یہاں گیس اور بادلوں کے بڑے بڑے سمندر رہیں یہاں کا ایک دن دس گھنٹوں کا ہے جبکہ یہاں (79) چاند ہمہ وقت گردش میں رہتے ہیں۔ ۱۴۷ے

مشتری کی سطح پر چٹانیں، ٹھنڈی مائع گیس کے کثیف حلقے اور آندھیوں کے شواہد موجود ہیں۔

ماہرین کے مطابق نظام شمسی کا سب سے بڑا سمندر مشتری پر ہے اور یہ سمندر مائع ہائیڈروجن پر مشتمل ہے جس کی گہرائی (۲۵۰۰۰) میل ہے، یہ میٹلک ہائیڈروجن پر مشتمل ہے
(یہ سمندر مائع حالت میں موجود میٹلیک ہائیڈروجن) ایک بہترین الیکٹریکل اور تھرمل کنڈکٹر کا کام کرتی ہے۔

۵۔ زحل:

زحل نظام شمسی کا چھٹا سیارہ ہے، جس کو انگریزی میں Satrun کہا جاتا ہے، زحل کا ایک دن سوا دس گھنٹوں کا ہے، زحل پر مادے کی اس قدر مقدار پائی جاتی ہے کے ہماری دنیا جیسی تقریباً ۹۵ دنیائیں اس مادے سے با آسانی تخلیق کی جاسکتی ہیں، زحل کے 274 چاند ہیں۔

۶۔ یورینس:

یورینس نظام شمسی کا ساتوں نہایت بڑا سیارہ ہے، جس کو انگریزی میں Uranus کہا جاتا ہے، یورینس کا نام یونان کی علم کی دیوی یورینا کے نام پر رکھا گیا ہے، سورج کی جو روشنی زمین تک پہنچنے میں (۸) منٹ لیتی ہے، وہی روشنی یورینس تک پہنچنے میں
تقریباً (ڈھائی گھنٹے) لیتی ہے، یہاں ٹھنڈی گیسیز پائی جاتی ہیں تاہم اس سیارے کی فضاء پر ہائیڈروجن کا غلبہ ہے اس سیارے پر امونیا اور منجمد میتھین کی بھاری مقدار بھی پائی جاتی ہے۔
یورینس پر ایک سال زمین کے (۸۲) سالوں کے برابر ہوتے ہیں یعنی جب زمین پر (۸۲) برس گزر جاتے ہیں تو یورینس پر اس وقت ایک سال مکمل ہوتا ہے، یورینس کے (۲۷) چاند ہیں تاہم یورینس کے تمام چاند کے نام شیکسپیئر کے ڈراموں کے مختلف کرداروں سے متاثر ہو کر رکھے گئے ہیں جیسے جولیٹ، اوفیلیا، بیانکا اور کریسیڈا وغیرہ۔

۷۔ نیپچون:

نیپچون نظام شمسی کا آٹھواں سیارہ ہے، اس کو انگریزی میں Neptune کہتے ہیں، ماہرین فلکیات نیپچون کو یورینس کا جڑواں بھائی بھی قرار دیتے ہیں کیونکہ ان دونوں سیاروں کی فضاء میں

بے حد مماثلت پائی جاتی ہے لیکن نیپچون کی فضاء کا رنگ گہرا نیلا ہے۔اس گہرے نیلے رنگ کی اصل وجہ میتھین گیس کی کثرت ہے جس کی وجہ سے یہ سیارہ نیلے رنگ کا نظر آتا ہے۔

نیپچون کا نام بھی قدیم یونانی سمندر کے دیوتا نیپچون کے نام پر رکھا گیا ہے، زمین سے اگر نیپچون کو دیکھنے کی کوشش کی جائے تو دور خلاؤں میں نہایت مدھم اور ہلکی سے شبیہ نظر آئے گی یہاں کا ایک دن ۱۸ گھنٹوں کا ہے یہاں برف کی سرد جھیلیں بھی پائی جاتی ہیں، یہاں چلنے والی ہوا کی رفتار ۲۰۰۰ کلومیٹر فی گھنٹہ ہے تاہم زمین پر اب تک سب سے زیادہ تیز چلنے والی ہوا کی رفتار ۱۵۰ کلو میٹر فی گھنٹہ نوٹ کی گئی ہے نیپچون کے (۱۱) چاند ہیں۔۱۴۸ؔ

نیپچون پر تاریک اور گہرے طوفان، آندھیوں کے جھکڑ، آتش فشاں پہاڑ اور منجمد میتھین کے کرسٹلز کے بادل بآسانی دیکھے جاسکتے ہیں نیپچون کے ۱۴ چاند ہیں۔

۸۔ پلوٹو:

پلوٹو و نظام شمسی کا نواں سیارہ کہا جاتا ہے یہ سیارہ نظام شمسی سے بہت دور واقع ہے عام طور پر پلوٹو سے متعلق لوگ بہت کم جانتے ہیں سورج کے گرد پلوٹو کا مدار ۱۷ ڈگری پر جھکا ہوا ہے تاہم پلوٹو کو کئی اعتبار سے منفرد حیثیت بھی حاصل ہے۔ماہرین کے مطابق! پلوٹو، نیپچون سے زیادہ سورج کے قریب ہے۔

پلوٹو کا (۱) چاند ہے جس کا نام کیران (Charon) ہے چاند کا نام کیران قدیم یونان کے دیوتا کے نام پر رکھا گیا ہے جو مرنے والوں کی ارواح کو برزخ سے بخیر و عافیت گزارنے کے کام پر مامور تھا، کیران اور پلوٹو ایک دوسرے پر زبردست اثر انداز ہوتے ہیں دونوں کی گردش کا دورانیہ بھی تقریباً ایک جتنا ہے چنانچہ پلوٹو اور کیران دونوں ایک ہی رخ پر ایک دوسرے کے سامنے ہوتے ہیں۔

پلوٹو کا سورج سے اوسط فاصلہ (9.913.5) ملین کلومیٹر ہے اس کے مدار کا دورانیہ کرہ ارض کے (248.5) دن کے برابر ہے مدار میں حرکت کی رفتار (4.7) کلومیٹر فی سیکنڈ ہے گھومنے کا دورانیہ (6.38) گھنٹے ہے، پلوٹو کا قطر (خط استوا پر) 2.300 کلومیٹر ہے۔

پلوٹو کی سطح کا درجہ حرارت ۲۳۰ سینٹی گریڈ ہے۔ ۱۴۹

ہوا کا دیوتا/ ہوا کی عبادت:

ان لیل دیوتا: An lel:

اہل سومیر کے یہاں 'ان لیل' دیوتا کو ہوا کے دیوتا کی حیثیت حاصل تھی وہ ہوا کے خدا کی بھی عبادت کرتے لہٰذا سومیری اساطیر میں ہوا کے دیوتا کو خاص اہمیت اور مقام حاصل تھا چنانچہ اہل سومیر نے اپنے ہوا کے دیوتاؤں کی خوشنودی کے حصول کے لئے کئی منادر اور معبد بھی تعمیر کروائے جہاں عبادت کا اہتمام کیا جاتا۔ مندر اور معبد کا پجاری یا پروہت عام طور پر بادشاہ وقت ہی ہوا کرتا اور وہ بھی مذہبی رسومات کی ادائے گی میں شامل ہوتا سومیری اساطیر میں یہ بھی کہا گیا کہ! اگر ہوا کا دیوتا غضبناک ہوجائے تو وہ زمین پر چلنے والی ہوا اور اس کے نتیجے میں بننے والی نمی کو بھی روک سکتا ہے۔

کاذبین/جھوٹے لوگوں کو عذاب کی وعید:

سورہ مرسلات میں اللہ تعالیٰ نے دس مقامات یعنی (آیت نمبر ۱۵، ۱۹، ۲۴، ۲۸، ۳۴، ۳۷، ۴۰، ۴۵، ۴۷، ۴۹) میں کاذبین کی سختی سے مذمت کرتے ہوئے انھیں عذاب کی وعید سنائی ہے اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ۔ ۱۵۰

ترجمہ۔ اس روز حق جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔

کذب۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ک۔ ذ۔ ب) سے مشتق ہے۔ ۱۵۱

الکذب۔ سے مراد کسی بات کو جان بوجھ کر غلط طریقے سے پیش کرنا۔

کذب۔ سے مراد حقیقت کے خلاف کوئی بات کرنا۔

کذب الرجل۔ سے مراد ایسا انسان جو سو رہا ہے اور اس کو پکارا جائے لیکن وہ آواز سننے کے باوجود سوتا بنا رہے۔

کذابۃ۔ سے مراد ایسا کپڑا جو مختلف رنگوں میں رنگا گیا ہو۔ ۱۵۲

کذب یا جھوٹ کا مطلب غلط بیانی کرنا یا حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا ہے گمراہ کرنا یا واقعات کو جان بوجھ کر مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ غلط انداز سے پیش کرنا ہے جھوٹ بولنا انتہائی اخلاق سے گری ہوئی حرکت ہے اور ایسا شخص جو کے غلط بیانی کرتا ہو معاشرے میں اس کا کوئی مقام و مرتبہ نہیں رہتا کیونکہ لوگوں کا اس پر سے اعتبار ختم ہو جاتا ہے۔

اسلام نے بنی نوع انسان کو بار بار سیدھی اور سچی بات کرنے کی ہدایت فرمائی۔

ارشادات خداوندی:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ کٰذِبٌ کَفَّار۔ ۱۵۳

ترجمہ۔ بے شک اللہ جھوٹے کو راہ نہیں دکھاتا۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَبَ عَلَی اللّٰہِ وَ کَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَہٗ اَلَیْسَ فِیْ جَھَنَّمَ مَثْوًی لِّلْکٰفِرِیْنَ۔ ۱۵۴

ترجمہ۔اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور حق کو جھٹلائے ---۔ ایسے کافروں کے لئے جہنم میں ٹھکانہ ہے۔

وَ اللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ۔ ۱۵۵

ترجمہ۔اللہ گواہی دیتا ہے کے بے شک منافقین ضرور جھوٹے ہیں۔

وَ جَآءُوْ عَلٰی قَمِیْصِہٖ بِدَمٍ کَذِبٍ۔ ۱۵۶

ترجمہ(یوسف کی قمیض پر) جھوٹا خون لگالائے۔

سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ یَّاْتِیْہِ عَذَابٌ یُّخْزِیْہِ وَ مَنْ ھُوَ کَاذِب۔ ۱۵۷

ترجمہ۔(شعیب نے اپنی قوم سے کہا) عنقریب تم جان لوگے کے کون جھوٹا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّاب۔ ۱۵۸

ترجمہ۔ بے شک اللہ ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گزر جانے والا بہت جھوٹا ہو۔

فَعَقَرُوْھَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِکُمْ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ ذٰلِکَ وَعْدٌ غَیْرُ

مَّكۡذُوۡبٍ۔ ۱۵۹

ترجمہ۔(صالح نے کہا) اے میری قوم یہ اللہ کی اونٹنی ہے، یہ بطور نشانی کے ہے، سوتم اسے چھوڑے رکھو، یہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے، اسے برائی کے ساتھ ہاتھ نہ لگانا، ورنہ تمہیں تین دن کے اندر عذاب پکڑ لے گا۔

قَالَ رَبِّ انۡصُرۡنِىۡ بِمَا كَذَّبُوۡنِ۔ ۱۶۰

ترجمہ۔نوح نے دعا کی اے میرے رب! میری مدد فرما کیونکہ یہ میری تکذیب کر رہے ہیں۔

ثُمَّ اِنَّكُمۡ اَيُّهَا الضَّآلُّوۡنَ الۡمُكَذِّبُوۡنَ۔ ۱۶۱

ترجمہ۔پھر بے شک تم اے گمراہو جھٹلانے والو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں اس شخص کو جنت کے درمیان میں ایک محل کی ضمانت دیتا ہوں، جو ہنسی اور مذاق میں بھی جھوٹ بولنا چھوڑ دے۔ ۱۶۲ ؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا کے مجھ میں چار بری عادتیں ہیں۔ ا۔میں چوری کرتا ہوں۔ ۲۔شراب پیتا ہوں۔ ۳۔بدکاری کرتا ہوں۔ ۴۔جھوٹ بولتا ہوں تاہم میں ان سب کو نہیں چھوڑ سکتا، ہاں اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں تو میں کسی ایک بری عادت کو چھوڑ سکتا ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم جھوٹ کو چھوڑ دو چنانچہ جب اس نے جھوٹ کو ترک کیا تو آہستہ آہستہ تمام برائیاں (چوری، شراب نوشی اور بدکاری) چھوٹتی چلی گئیں اور وہ نیکی کے راستے پر چل پڑ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم مجھے جھوٹ نا بولنے کی ضمانت دے دو میں تمھیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ ۱۶۳ ؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اپنے آپ کو جھوٹ سے بچاؤ کیونکہ جھوٹ فجور (گناہ) تک پہنچاتا ہے اور فجور دوزخ تک پہنچاتا ہے۔ایک شخص جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کے مواقع تلاش کرتا ہے حتیٰ کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کو کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ ۱۶۴ ؎

حضرت حفص بن عاصمؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ کافی ہے کے وہ سنی سنائی بات کو بیان کردے۔۱۶۵؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آخر زمانہ میں ایسے دجال اور کذاب ہوں گے جو تم سے ایسی احادیث بیان کریں گے جو تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے، تم ان سے دور رہو وہ تم سے دور رہیں، کہیں وہ تم گمراہ نہ کردیں اور فتنے میں مبتلا نہ کردیں۔۱۶۶؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس وقت تک بندہ کا ایمان مکمل نہیں ہوگا، جب تک کہ وہ جھوٹ کر ترک نہ کردے حتی کے مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولے اور ریا کو ترک کردے خواہ وہ اس میں صادق ہو۔۱۶۷؎

حضرت سمرہ بن جندبؓ بیان کرتے ہیں، ایک صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا! میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کے جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ارض مقدسہ میں لے گئے میں نے دیکھا وہاں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا اور دوسرا آدمی اس کے پاس کھڑا ہوا تھا جس کے ہاتھ میں لوہے کا آنکڑا تھا، اس نے وہ آنکڑا اس کی باچھ میں داخل کیا اور آنکڑے سے اس کی باچھ کو کھینچ کر گدی تک پہنچا دیا، پھر وہ آنکڑا دوسری باچھ میں داخل کیا اور اس باچھ کو گدی تک پہنچا دیا، اتنے میں پہلی باچھ مل گئی اور اس نے پھر اس میں آنکڑا ڈال دیا (الی قولہ) جبرئیل علیہ السلام نے کہا! جس شخص کی باچھ پھاڑ کر گدی تک پہنچائی جارہی تھی یہ وہ شخص ہے جو جھوٹ بولتا تھا پھر اس سے وہ جھوٹ نقل ہو کے ساری دنیا میں پھیل جاتا تھا اس کو قیامت تک اسی طرح عذاب دیا جاتا رہے گا۔۱۶۸؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! ایمان کی نشانی یہ ہے! تم اپنے لئے فائدہ مند جھوٹ پر اپنے لئے نقصان دہ سچ کو ترجیح دو۔

اے بیٹے بہت زیادہ جھوٹے شخص سے ہرگز دوستی نا کرنا کیونکہ وہ سراب کی طرح ہے جو دور کی چیز

کو قریب اور قریب کی چیز کو دور کر کے تمھیں دکھائے گا۔

بغیر تحقیق سنی سنائی باتوں کو آگے نا بڑھانا کیونکہ جھوٹے کے لئے یہی کافی ہے کے وہ ہر سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق و تصدیق آگے بڑھا دیتا ہے۔ بدترین کلام جھوٹ ہے۔

جھوٹا شخص پستی اور بے عزتی سے ملحق ہو جاتا ہے۔ جھوٹ ذلت ہے۔

جھوٹے شخص کے پاس کوئی مروت نہیں۔

اللہ نے جھوٹوں کو نسیان کے ذریعے نقصان پہنچایا ہے۔ جھوٹ کا انجام سب سے برا انجام ہے

جھوٹے شخص کی سب سے پہلی سزا تو یہ ہے کے اس کی کہی ہوئی سچ بات بھی لوگ ٹھکرا دیتے ہیں۔ اللہ کے نزدیک سب سے عظیم خطا جھوٹی زبان ہے۔

دو چیزیں کبھی جھوٹ سے جدا نہیں ہو سکتیں۔ ا۔ بہت وعدے۔ ۲۔ بہت زیادہ عذر خواہی۔

انسان اس وقت تک ایمان کی لذت محسوس نہیں کر سکتا جب تک وہ مذاق اور سنجیدگی دونوں حالتوں میں جھوٹ سے کنارا کشی اختیار نا کر لے۔ جھوٹ دنیا میں ذلت اور آخرت میں عذاب جہنم ہے۔

جھوٹ تمھیں ہلاک کر دے گا بھلے تم امن و امان میں ہی کیوں نا رہو۔

تمھاری جھوٹ کے لئے سرزنش کے لئے بس یہی کافی ہے کے تم کو یہ معلوم ہے کے تم جھوٹے ہو۔

جھوٹے کے پاس امانت داری اور بدکار کے پاس تحفظ نہیں ہوتا۔

جھوٹ اور مروت کبھی اکھٹی نہیں ہو سکتیں۔ جھوٹے کے پاس کوئی شرم نہیں۔

جو جھوٹ میں معروف ہو جاتا ہے لوگوں کا اس پر سے بھروسہ اٹھ جاتا ہے۔

جس کا جھوٹ معروف ہو جاتا ہے اس کا سچ بھی قابل قبول نہیں رہتا۔

علم کی سب سے بڑی رکاوٹ جھوٹ ہے۔ ۱۶۹ے

اہم نکتہ:

جھوٹ کو ام الخبائث بھی کہا جاتا ہے یعنی تمام خباثتوں کی اصل وجہ اور جڑ۔ یہ ایک ایسی روحانی بیماری ہے جو انسان کی تمام نیکیوں کو کھا جاتی ہے دوسری جانب جھوٹا شخص چاہے کبھی سچ بھی بولے لیکن لوگ اس پر اعتبار نہیں کرتے اور اسے جھوٹا ہی سمجھتے ہیں، اور نا قابل اعتبار شخص معاشرے کا

نہایت گرا ہوا فرد ہوتا ہے جس کی اپنے اور پرائے سب ہی سرزنش کرتے ہیں تاہم جھوٹ انسان کو ہلاکت میں مبتلا کر دیتا ہے اور ایسا انسان اپنے جھوٹ کے سبب جہنم واصل ہو جاتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ المرسلات۔آیت۔۱۔

۲۔سورہ المرسلات۔آیت۔۲۔

۳۔سورہ المرسلات۔آیت۔۳۔

۴۔سورہ المرسلات۔آیت۔۴۔

۵۔سورہ المرسلات۔آیت۔۵۔

۶۔سورہ المرسلات۔آیت۔۶۔

۷۔سورہ المرسلات۔آیت۔۷۔

۸۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۲۔ص۔۱۳۷۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔

۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۴۔

۱۰۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔۔

۱۱۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۱۲۔ شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۱۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۱۴۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۱۵۔ الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۶۔ الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۷۔ الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۸۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔

۱۹۔ الدر المنثو ر التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۰۔ شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۲۱۔سورہ القمر۔آیت۔۱۹۔

۲۲۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۱۔

۲۳۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۲۔
۲۴۔سورہ روم۔آیت۔۴۶۔
۲۵۔ شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۶۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔
۲۷۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔
۲۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۴۔
۲۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۳۰۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۳۱۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۲۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۵۔
۳۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۴۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۲۔
۳۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۴۔
۳۶۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۷۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۳۸۔ صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۹۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۰۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۱۔ المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دارالکتب العلمیہ۔
۴۲۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۳۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۴۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۵۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۶۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۷۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۸۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دارالکتب العلمیہ۔
۴۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۵۰۔ المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۵۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۴۔سورہ الذاریات۔آیت۔۱۔
۵۵۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داءالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۵۶۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۷۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۸۔سورہ کہف۔آیت۔۴۵۔
۵۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۰۔سورہ المرسلات۔آیت۔۳۔
۶۱۔تفسیر ابن کثیر۔حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی (متوفی ۷۷۳ھ)۔مکتبہ اسلامیہ۔
۶۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۳۔سورہ روم۔آیت۔۴۶۔
۶۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۵۔سورہ مرسلات۔آیت۔۱۔
۶۶۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۲۔
۶۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۸۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۱۔
۶۹۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۲۔
۷۰۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۷۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۷۲۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۱۔۴۲۔
۷۳۔سورہ انفال۔آیت۔۴۶۔
۷۴۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۵۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۶۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۷۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۸۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۸۰۔سورہ مرسلات۔آیت۔۲۔
۸۱۔سورہ مرسلات۔آیت۔۲۔
۸۲۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۸۳۔سورہ مرسلات۔آیت۔۲۔
۸۴۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۸۵۔سورہ مرسلات۔آیت۔۲۔
۸۶۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۷۔سورہ مرسلات۔آیت۔۲۔
۸۸۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۹۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۹۱۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۱۷۔
۹۳۔سورہ حم السجدہ۔فصلت۔آیت۔۱۶۔
۹۴۔سورہ قمر۔آیت۔۱۹۔
۹۵۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۶۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۷۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۹۸۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۹۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۰۰۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۰۱۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۰۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۳۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۱۔
۱۰۴۔سورہ الحج۔آیت۔۵۵۔
۱۰۵۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۰۶۔ تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۰۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۸۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۶۹۔
۱۰۹۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۶۔
۱۱۰۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۶۸۔
۱۱۱۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۱۲۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۱۳۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۵۔
۱۱۴۔سورہ حم السجدہ۔فصلت۔آیت۔۱۶۔
۱۱۵۔سورہ مریم۔آیت۔۷۴۔
۱۱۶۔سورہ مومن۔غافر۔آیت۔۸۲۔
۱۱۷۔سورہ انعام۔آیت۔۲۳۔
۱۱۸۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۵۔
۱۱۹۔سورہ ق۔آیت۔۳۶۔
۱۲۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۲۱۔سورہ الاحقاف۔آیت۔۲۴۔صحیح بخاری۔امام انو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۳۲۰۶۔مطبوعہ دار الکتاب العربیہ۔
۱۲۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۱۲۳۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۱۲۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۱۲۵۔سورہ قمر۔آیت۔۱۰۔
۱۲۶۔سورہ قمر۔آیت۔۶۔۷۔
۱۲۷۔سورہ حم السجدہ۔فصلت۔آیت۔۱۵۔
۱۲۸۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۲۹۔سورہ مرسلات۔آیت۔۱۔۴۔
۱۳۰۔سورہ قمر۔آیت۔۳۴۔
۱۳۱۔الدر المنشور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۳۲۔سورہ الذاریات۔آیت۔۳۳۔۳۴۔
۱۳۳۔سورہ قمر۔آیت۔۴۳۔۷۶۔
۱۳۴۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۱۔
۱۳۵۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۲۔
۱۳۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۳۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۳۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ص۔۷۸۲۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۳۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار

مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۴۰۔الدرالمنثور رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۴۱۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔۔
۱۴۲۔ الدرالمنثور رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۴۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۴۔سورہ طٰحہٰ۔آیت۔۱۲۴۔
۱۴۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۴۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۴۱ھ۔
۱۴۷۔ اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا ۔ مرتب ۔ اردو سائنس بورڈ ۔وزارت تعلیم ۔حکومت پاکستان ۔ص۔
۱۱۳۰۔سن اشاعت۔۲۰۰۸ء۔
۱۴۸۔ Cosmos۔کارل ساگان۔ص۔۱۰۳۔فکشن ہاؤس لاہور۔۱۹۹۶ء۔
۱۴۹۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب یاسر جواد۔جلد۔اول۔ص۔۶۲۰۔ناشران الفیصل لاہور۔۲۰۱۳ء۔
۱۵۰۔سورہ مرسلات۔آیت۔۱۵۔
۱۵۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۵۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۵۳۔سورہ الزمر۔آیت۔۳۔
۱۵۴۔سورہ الزمر۔آیت۔۳۲۔
۱۵۵۔سورہ منافقون۔آیت۔۱۔
۱۵۶۔سورہ یوسف۔آیت۔۱۸۔
۱۵۷۔سورہ ھود۔آیت۔۹۳۔
۱۵۸۔سورہ مومن۔آیت۔۲۸۔
۱۵۹۔سورہ ھود۔آیت۔۶۵۔
۱۶۰۔سورہ مومنون۔آیت۔۲۶۔
۱۶۱۔سورہ واقعہ۔آیت۔۵۱۔
۱۶۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۶۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۶۴۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۶۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۶۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۶۷۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۱۶۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۱۴۱۲ھ۔ دارارقم بیروت۔
۱۶۹۔ تجلیات حکمت۔ مرتب۔ آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔ مترجم۔ سید قمر عباس۔ ص۔ ۴۰۲۔ مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔ ۱۴۲۴ھ۔

۷۸۔سورہ النباء (نبی کی جمع)

نام:

النباء۔عربی زبان کا لفظ ہے، یہ جمع کا صیغہ ہے، نبی کی جمع انبیاء تاہم نباء کے معنی غیب کی خبر۔

شان نزول:

سورہ النباء مکی سورہ ہے، جس میں کل آیات کی تعداد ۴۰ ہے جبکہ اس میں کل رکوع ۲ ہیں۔

مضامین:

۱۔قیامت کے قیام کا بیان۔

۲۔حیات بعد ممات پر دلائل۔

۳۔مومنین اور کفار کے جزا اور سزا کا بیان۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص سورہ النباء کو پڑھے گا قیامت کے دن اللہ تعالی اس کو شراب طہور پلائے گا۔

اس سورہ کی تلاوت اگر ظہر کے بعد کی جائے تو بصارت تیز ہوگی اور اگر عصر کے بعد پڑھے گا تو اس کی بصارت کبھی زائل نہ ہوگی۔

کافرین کا روز قیامت کے بارے میں سوال:

کافرین کا مرنے کے بعد اٹھنے سے متعلق سوال کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

عَمَّ يَتَسَآءَلُونَ۔ ا؎۔ترجمہ۔ یہ لوگ کس چیز کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔
عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيمِ ۔ ۲؎۔ترجمہ۔ بڑی خبر کے بارے میں۔
الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ۔ ۳؎۔ترجمہ۔جس میں وہ اختلاف کررہے ہیں۔
كَلَّا سَيَعْلَمُونَ۔ ۴؎۔ترجمہ۔وہ عنقریب جان جائیں گے۔
ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ۔ ۵؎۔ترجمہ۔ بے شک وہ عنقریب جان جائیں گے۔

قتادہ ؒ درج بالا آیات کے بارے میں لکھتے ہیں، اس سے مراد مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جانا ہے،اس ضمن میں لوگوں کے دو گروہ بن گئے۔ا۔تصدیق کرنے والے۔ ۲۔جھٹلانے والے۔

لیکن موت کے بارے میں توان سب نے اقرار کیا، کیونکہ وہ اپنے سامنے لوگوں کو مرتا تو دیکھتے ہیں لیکن مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پران میں اختلاف تھا۔

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالی لوگوں کو یقین دلا رہے ہیں کے مرنے کے بعد دوبارہ ہر انسان اٹھایا جائے گا اوراپنے اعمال کے مطابق وہ اپنے مستقل ٹھکانے کی جانب جائے گا۔

المعید۔(دوبارہ پیدا کرنے والا):

المعید۔عربی زبان کا لفظ ہے۔جس کے معنی دوبارہ پیدا کرنے کے ہیں۔
المعید(ع۔و۔د) سے مشتق ہےجس کے معانی لوٹنا یا لوٹانا کے ہیں۔ ۶؎
المعید۔کے معنی دوبارہ لوٹانا۔ ۷؎

اللہ کے لئے انسان کو دوبارہ پیدا کرنا کچھ مشکل نہیں یہ بات اللہ تعالی قرآن کریم میں وضاحت اور تواتر کے ساتھ کئی بار بیان کر چکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ میں دین اسلام کی تبلیغ واشاعت میں مصروف تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی آیات کفار مکہ کے سامنے تلاوت کرتے اور انھیں یہ بتاتے کے یہ دنیا عارضی ٹھکانہ ہے اور روز آخرت تمام لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے اور حساب وکتاب کے بعد داخل جنت یا جہنم کئے جائیں گے اس پر کفار مکہ نے یہ کہا کہ! بھلا ہم دوبارہ کیسے اٹھائے جائیں گے؟ جبکہ ہمارے باپ دادا تو مٹی ہو چکے اوراب وہ دوبارہ کیسے زندہ کئے جائیں گے؟ کفار کے انھی سوالات کے جواب میں کئی آیات کا نزول ہوا جو کے درج ذیل ہیں۔

اسم المعید کا نظام کائنات میں کردار:

انسان کی موت چاہے کسی بھی طرح سے واقع ہو چاہے اس کا جسم زمین کھا جائے یا وہ سمندر میں ڈوب کر مچھلیوں کی غذا بن جائے یا خونخوار جانور اس کو چیر پھاڑ کر کھا جائیں یا وہ جل کر راکھ بن جائے یا کسی بم بلاسٹ میں اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اس کے جسم کے اعضاء متعدد قبروں میں دفن ہو جائیں الغرض انسان کا جسم مٹی ہو جائے، لوہا ہو جائے یا پتھر اللہ تعالی کے لئے اسے روز محشر دوبارہ زندہ کرنا کچھ مشکل نہیں۔

روز محشر اسم المعید کی تجلیات:

یہ اللہ کی شان کریمی ہے کے وہ جس چیز کا چاہے اعادہ کر لے تاہم کائنات میں جب بھی کہیں اعادہ کرنے کی صورت حال پیدا ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کے اللہ کی صفت المعید اس جگہ پر نفوذ پذیر ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

عَلٰٓی اَنۡ نُّبَدِّلَ اَمۡثَالَکُمۡ وَ نُنۡشِئَکُمۡ فِیۡ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ۔۸

ترجمہ۔تمہاری جگہ تم جیسے پیدا کر دیں اور تم کو ایسی صورت میں بنا دیں جن کو تم جانتے بھی نہیں۔

ارشادات خداوندی:

وَ قَالُوۡۤا ءَاِذَا کُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ خَلۡقًا جَدِیۡدًا قُلۡ کُوۡنُوۡا حِجَارَۃً اَوۡ حَدِیۡدًا اَوۡ خَلۡقًا مِّمَّا یَکۡبُرُ فِیۡ صُدُوۡرِکُمۡ ۚ فَسَیَقُوۡلُوۡنَ مَنۡ یُّعِیۡدُنَا ؕ قُلِ الَّذِیۡ فَطَرَکُمۡ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ۚ فَسَیُنۡغِضُوۡنَ اِلَیۡکَ رُءُوۡسَہُمۡ وَ یَقُوۡلُوۡنَ مَتٰی ہُوَ ؕ قُلۡ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنَ قَرِیۡبًا ۔۹

ترجمہ۔انہوں نے کہا کیا جب ہم ہڈیاں اور چورا ہو جائیں گے تو کیا ہم از سر نو نئی پیدائش کی صورت میں اٹھائے جائیں گے، آپ فرما دیجئے کہ تم پتھر ہو جاؤ یا لوہا، یا کوئی دوسری مخلوق اس

مخلوق میں سے جو بن جاؤ جو تمہارے سینوں میں بڑی معلوم ہو رہی ہو، اس پر وہ کہیں گے کہ وہ کون ہے جو ہمیں دوبارہ زندہ کرے؟ آپ فرما دیجئے وہی دوبارہ پیدا فرمائے گا جس نے تمہیں پہلی بار پیدا فرمایا، اس پر وہ آپ کی طرف اپنے سروں کو ہلائیں گے اور کہیں گے کہ یہ کب ہوگا؟ آپ فرما دیجئے کہ وہ عنقریب ہو جانے ہی والا ہے۔

قَالَ مَنۡ یُّحۡیِ الۡعِظَامَ وَ هِیَ رَمِیۡمٌ قُلۡ یُحۡیِیۡهَا الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلۡقٍ عَلِیۡمٌ ۔۱۰

ترجمہ۔اس نے کہا کہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا حالانکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی، آپ فرما دیجئے کہ انہیں وہی زندہ فرمائے گا جس نے انہیں پہلی مرتبہ پیدا فرمایا اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

كَمَا بَدَاَكُمۡ تَعُوۡدُوۡنَ ۔۱۱

ترجمہ۔اسی طرح سے ہم تمہیں لوٹائیں گے۔

كَمَا بَدَاۡنَاۤ اَوَّلَ خَلۡقٍ نُّعِیۡدُهٗ وَعۡدًا عَلَیۡنَا اِنَّا كُنَّا فٰعِلِیۡنَ ۔۱۲

ترجمہ۔ہم نے جس طرح پہلی بار مخلوق کی پیدائش کی ابتداء کی تھی اسی طرح ہم اسے لوٹا دیں گے ہمارے ذمہ وعدہ ہے بلاشبہ ہم کرنے والے ہیں۔

قُلِ اللّٰهُ یَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُهٗ فَاَنّٰی تُؤۡفَكُوۡنَ ۔۱۳

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجئے کے اللہ مخلوق کو ابتداء پیدا فرماتا ہے پھر اس کو دوبارہ پیدا فرمائے گا۔سو تم کہاں پھرے جا رہے ہو؟

اِنَّهٗ یَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُهٗ لِیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالۡقِسۡطِ ۔۱۴

ترجمہ۔بے شک وہی مخلوق کو ابتداء پیدا فرماتا ہے، پھر وہ اسے دوبارہ لوٹا دے گا، تاکہ وہ ان لوگوں کو انصاف کے ساتھ بدلہ دے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے۔

اَفَعَیِیۡنَا بِالۡخَلۡقِ الۡاَوَّلِ بَلۡ هُمۡ فِیۡ لَبۡسٍ مِّنۡ خَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ۔۱۵

ترجمہ۔تو کیا ہم پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے ہیں؟ (نہیں) بلکہ وہ اپنے از سر نو پیدا ہونے کے

متعلق شک میں مبتلا ہیں۔

وَ مَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۢ بِالْبَصَرِ ۔١٦

ترجمہ۔ ہمارا کام تو بس ایک لمحہ کی بات ہے۔ جیسے پلک کا جھپکنا۔

اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ۔١٧

ترجمہ۔ کیا انسان اس بات کو نہیں سوچتا کہ ہم نے اسے اس سے پہلے پیدا کیا اور وہ کچھ بھی نہ تھا۔

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۔١٨

ترجمہ۔ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو فرماتا ہے کہ! کن (ہوجا) تو وہ ہوجاتی ہے۔

اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَمْ يَعْيَ
بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔١٩

ترجمہ۔ کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کرنے سے نہیں تھکا وہ اس پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کرے ہاں اسے ضرور قدرت ہے، بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَۙ ۔٢٠

ترجمہ۔ اے لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تم کو پیدا فرمایا اور ان لوگوں کو بھی پیدا فرمایا جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۔٢١

ترجمہ۔ ہم تو تمھاری انگلیوں کے پور پور کو درست بنانے پر قدرت رکھتے ہیں۔

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔٢٢

ترجمہ۔ اللہ ہی مخلوق کو اول بار پیدا کرتا ہے پھر اسے بار بار پیدا کرتا رہتا ہے پھر تم سب اسی کی طرف لوٹا کر لائے جاؤ گے۔

اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَمْ يَعْيَ
بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔٢٣

ترجمہ۔کیا انھوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان کی پیدائش سے وہ تھکا بھی نہیں اس بات پر قادر ہے کے مردوں کو زندہ کردے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ سے استفسار:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی موت کے بعد دوبارہ اٹھنے کے بارے میں جب اللہ تعالیٰ سے استفسار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا! کیا تمھیں اس پر یقین نہیں ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ یقین تو ہے لیکن پھر بھی میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ یہ کس طرح سے ہوگا؟

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَ لَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَ لٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا وَ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۔۲۴

ترجمہ۔ابراہیم نے کہا، اے میرے رب! آپ مجھے دکھا دیجئے مردوں کو کس طرح زندہ فرماتے ہیں، فرمایا کیا تم کو یقین نہیں ہے؟ عرض کیا یقین ہے لیکن اس غرض سے سوال کرتا ہوں کہ میرا قلب مطمئن ہوجائے، فرمایا سو تم لے لو چار پرندے پھر ان کو اپنے سے ہلا لو پھر ہر پہاڑ پر ان میں سے ایک ایک حصہ رکھ دو پھر ان کو بلاؤ وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے اور جان لو کہ بلاشبہ اللہ عزیز ہے حکیم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دو بار صور پھونکا جائے گا اور ان دونوں صوروں کے درمیان ۴۰ کا وقفہ ہوگا لوگوں نے پوچھا! اے ابو ہریرہؓ! ۴۰ دن؟ انھوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا لوگوں نے پوچھا ۴۰ ماہ؟ انھوں نے کہا! میں نہیں کہہ سکتا، لوگوں نے پوچھا ۴۰ سال؟ انھوں نے کہا! میں نہیں کہہ سکتا پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل فرمائے گا جس سے

لوگ اس طرح سے اگیں گے جس طرح سے سبزہ اگتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کے ایک ہڈی کے سوا انسان کی جسم کی ہر چیز گل جائے گی اور وہ دم کی ہڈی کا سرا ہے اور قیامت کے دن اسی سے انسان کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔۲۵۔

اللہ نے تمھیں زمین سے ایک طرح کا اگانا اگایا پھر وہ اسی میں تمھیں لوٹا دے گا اور ایک بار پھر تمھیں نکالے گا۔۲۶۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دم کی ہڈی کیسی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ رائی کے دانے کی طرح ہے وہ پشت کی جڑ میں ایک باریک ہڈی ہے اور وہ دم کی ہڈی ہے جو چوپایوں میں دم کے سر کی جگہ ہوتی ہے اس ایک ہڈی کے سوا انسان کے جسم کی ہر چیز گل جائے گی۔۲۷۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ! انسان کے جسم میں ایک ہڈی ہے جس کو مٹی کبھی نہیں کھا سکے گی صحابہ نے پوچھا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون سی ہڈی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عجب الذنب (دم کی ہڈی کا سرا)۔۲۸۔

اللہ وہ ہے جس نے تمھیں زندہ کیا پھر وہ تمھیں مارے گا پھر تمھیں زندہ کرے گا۔۲۹۔

محمود بن لبیدؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دو چیزوں کو ابن آدم ناپسند کرتا ہے۔ا۔موت کو۔۲۔مال کی کمی کو جبکہ موت فتنہ سے بہتر ہے اور اور مال کی کمی کی وجہ سے حساب بھی کم ہوگا۔۳۰۔

اللہ نے زمین کو بچھونا بنایا ہے:

اللہ تعالی نے زمین کو بچھونا بنایا، اس میں مضبوط پہاڑ میخوں کی طرح گاڑ دیئے تا کہ وہ اپنی جگہ جمی رہے۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۔۳۱

ترجمہ۔کیا ہم نے زمین کو بچھونا۔

وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۔۳۲

ترجمہ۔اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو ہوا کو بھیجا اس نے پانی کو خشک کر دیا یہاں تک کے چھوٹا سا جزیرہ ظاہر ہو گیا جو کعبہ کے نیچے ہے، پھر اللہ نے زمین کو پھیلایا یہاں تک کے وہ اس لمبائی اور چوڑائی کو پہنچ گئی جو اللہ نے چاہی اور یہ اسی طرح پھیلتی رہی، پھر اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو کیل کی شکل میں زمین میں گاڑ دیا، جبکہ جبل ابوقیس پہلا پہاڑ ہے جو دنیا میں سب سے پہلے پیدا کیا گیا۔ ۳۳

ابن المنذر نے حسنؒ سے روایت کیا ہے کے اللہ تعالی نے زمین کو سب سے پہلے بیت المقدس کے پاس سے پیدا فرماتے ہوئے اس جگہ سب سے پہلے مٹی کو رکھا، پھر مٹی کو حکم دیا کے پھیل جا، چنانچہ وہ اللہ کے حکم سے پھیلتی چلی گئی، پھر اللہ نے ایک چٹان پیدا فرمائی، اور چٹان کو مچھلی پر اور مچھلی کو پانی پر اس حال میں کے وہ پانی میں بہہ رہی تھی پیدا فرمایا، اس کے بعد پہاڑوں کے ذریعے زمین کو مستحکم کیا، فرشتوں نے اللہ سے سب سے زیادہ سخت مخلوق کے بارے میں دریافت فرمایا؟ تو اللہ تعالی نے بتایا کے سب سے سخت چیز لوہا ہے، پھر فرشتوں نے پوچھا لوہے سے زیادہ سخت کیا ہے؟ تو اللہ نے فرمایا، آگ۔فرشتوں نے پھر پوچھا، آگ سے زیادہ سخت کیا ہے؟ تو اللہ نے فرمایا پانی، پھر انہوں نے پوچھا پانی سے زیادہ سخت کیا ہے؟ تو اللہ نے فرمایا، ہوا، فرشتوں نے پھر پوچھا کے ہوا سے زیادہ کیا چیز سخت ہے تو اللہ تعالی نے فرمایا، عمارت، فرشتوں نے پھر پوچھا عمارت سے زیادہ سخت کیا ہے؟ تو اللہ نے فرمایا، آدم ہے۔ ۳۴

اللہ تعالی نے انسان کو جوڑے کی شکل میں پیدا فرمایا:

اللہ تعالی نے انسانوں کو جوڑے کی شکل میں پیدا فرمایا، یہی نہیں بلکہ کائنات میں ہر شے کا جوڑا بھی پیدا فرمایا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۔۳۵

ترجمہ۔ہم نے تمہیں جوڑے پیدا کیا ہے۔

کل اشیائے کائنات کی تخلیق میں معین مقداروں یعنی (مخصوص فارمولہ) کا علم کام کر رہا ہے اب

چاہے وہ انسان، جنات، فرشتے، حیوانات، جمادات یا نباتات ہوں ہر ذی نفس کی تخلیق میں ایک الگ لیکن مکمل سسٹم اور فارمولہ موجود اور متحرک ہے۔

کائنات میں جا بجا العدل یعنی برابری کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے جبکہ یہ برابری کسی شے کی تخلیق کا بنیادی فارمولہ بھی ہو سکتا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ ٣٦

ترجمہ۔ہم نے ہر شے کا جوڑا پیدا کیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا۔ ٣٧

ترجمہ۔ہم نے ہی نر اور مادہ پیدا کئے ہیں۔

مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں ہم اس نتیجے پر پہنچے کے کل کائنات میں ہر شے کا ایک جوڑا ہے چاہے وہ انسان، جنات، جانور، مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں ہم اس نتیجے پر پہنچے کے کل کائنات میں ہر شے کا ایک جوڑا ہے چاہے وہ انسان، جنات، جانور، پرندے، پودے، درخت، دن، رات، سیاہ، سفید ستارے، سیارے، ہوا، فضاء، مشرقین، مغربین یہاں تک کے آیات قرآنی اور سورتیں بھی جوڑے کی شکل میں اللہ نے تخلیق فرمائی ہیں۔ذیل میں ایک مختصر تجزیہ پیش یا جا رہا ہے۔

ا۔انسان کی پیدائش:

دنیا کے ہر انسان کی ابتداء اور تخلیق کروموسومز کے جوڑے کی شکل میں ہوئی یعنی ہر انسان میں تقریباً ١٠٠ کھرب خلیات پائے جاتے ہیں اور ہر خلیہ کروموسومز کے ٢٣ جوڑوں پر مشتمل ہوتا ہے یعنی بچے کو ٢٣ کروموسومز ماں کی طرف سے اور ٢٣ کروموسومز باپ کی طرف سے وراثتاً منتقل ہوتے ہیں یہی کروموسومز نسل در نسل منتقل ہوتے چلے جاتے ہیں یوں تقریباً ہر انسان ٦٠٠٠ ۴ کھرب DNA پائے جاتے ہیں۔ہر خلیے کو یہ معلوم ہوتا ہے کے اسے کس عضو کا حصہ بننا ہے ایک خلیہ سے (١٠٠) ٹرلین خلیوں کی پیدائش اور از خود ان کی مختلف حصوں میں تقسیم اور الگ الگ ذمہ داریاں ایک حیران کن عمل ہے جس کے لئے سائنسدانوں کے پاس کوئی تشریح

نہیں ہے اور نہ ہی انھیں یہ معلوم ہے کے کس مرحلے پر ہدایات کی تقسیم ہوتی ہے اور یہ سب اتنے منظم انداز میں کیسے ممکن ہے ایک سائنسدان ہوٹمر ڈٹ فرتھ کا کہنا ہے کے یہ از خود نظام ہے جو سائنسدانوں کو کچھ سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے پھر خلیات کا اپنا نظام بھی بے حد پیچیدہ ہے اور آگے چل کر ہدایات کی تقسیم کا نظام بھی اتنا ہی پیچیدہ ہے۔

۲۔جنات کا جوڑا:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ بیان کرتے ہیں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ! اللہ تعالی نے جنات کو حضرت آدم علیہ السلام سے کئی ہزار سال قبل پیدا فرمایا۔
حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کے انسانوں کو پیدا کرنے سے قبل اس دنیا میں جنات رہتے تھے۔

ابوالجن طارہ نوس:

انسانوں میں حضرت آدم علیہ السلام ابوالبشر اور اولین انسان ہیں بالکل اسی طرح سے قوم اجنہ کے پہلے فرد یعنی ابوالجن طارہ نوس ہیں قوم اجنہ میں بھی توالد وتناسل کا سلسلہ جاری ہے اور ان کے یہاں بھی مرد اور عورتیں پائی جاتی ہیں۔۳۸؎

مومن اور مشرک جنات:

عقائد کے اعتبار سے دنیا میں دو ہی طرح کے انسان پائے جاتے ہیں۔
۱۔اللہ پر ایمان لانے والے یعنی (مسلم)۔
۲۔اللہ کا انکار یا اس کا شریک ٹھہرانے والے یعنی (غیر مسلم).
بالکل اسی طرح سے قوم اجنہ میں بھی عقائد کے اعتبار سے دو طرح کے جنات پائے جاتے ہیں۔
۱۔اللہ پر ایمان لانے والے جنات (مسلم جنات)۔ ۲۔اللہ کا انکار یا اس کا شریک ٹھہرانے والے جنات (غیر مسلم جنات)۔
جنات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن سنا اور ان پر ایمان لاتے ہوئے کفر و شرک سے توبہ کی لہٰذا

جنات احکامات شرعیہ کے مکلف ہیں قوم اجنہ میں بھی مومن اور مشرک جنات دونوں ہیں وہ ہم انسانوں کی طرح روزہ، نماز اور حج وزکوۃ کی ادائے گی کرتے ہیں۔۳۹

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَ الۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ۔۴۰

ترجمہ۔ہم نے انسانوں اور جنات کو اسی لئے پیدا فرمایا ہے تا کہ وہ ہماری عبادت کریں۔

فَیَوۡمَئِذٍ لَّا یُسۡـَٔلُ عَنۡ ذَنۡۢبِہٖۤ اِنۡسٌ وَّ لَا جَآنٌّ۔۴۱

ترجمہ۔پھر اس دن (قیامت) انسانوں اور جنات سے ان کے گناہ کے متعلق سوالات کئے جائیں گے۔

وَ کَذٰلِکَ جَعَلۡنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیۡنَ الۡاِنۡسِ وَ الۡجِنِّ یُوۡحِیۡ بَعۡضُہُمۡ اِلٰی بَعۡضٍ زُخۡرُفَ الۡقَوۡلِ غُرُوۡرًا۔۴۲

ترجمہ۔اسی طرح سے ہم نے ہر نبی کے دشمن شیطان انسان اور شیطان جنات بنائے ہیں وہ فریب دیتے ہیں اور طمع کی باتیں ایک دوسروں کے دلوں میں ڈالتے ہیں۔

۳۔درختوں کا نظام تولید، خاندان، اور ان کے جوڑے:

درختوں میں بھی افزائش نسل کا سلسلہ کامیابی سے جاری ہے تاہم درختوں میں بھی نر اور مادہ دونوں جنس پائی جاتی ہیں جبکہ ان کی Fertilization اور Polination بھی ہوتی ہے جب ہی ان کی افزائش ممکن ہے اگرچہ کچھ پھولوں کے اندر ہی Male, Female sex organs پائے جاتے ہیں کچھ درخت کی شاخیں اور کچھ درخت تنہا Male یا Female ہوتے ہیں تاہم یہ حیران کن نظام فطرت ہے جو عقل انسانی کو حیران کرنے کے لئے کافی ہے اگرچہ انسانوں اور دیگر جانداروں کی طرح سے درختوں اور پودوں کے جوڑے اور پھر ان جوڑوں سے ان کی اولاد، خاندان، عزیز واقارب اور دوست احباب کا ہونا اللہ کی شان کریمی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ مَہۡدًا وَّ سَلَکَ لَکُمۡ فِیۡہَا سُبُلًا وَّ اَنۡزَلَ

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى۔ ۴۳

ترجمہ۔ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعے مختلف نباتات کے جوڑے پیدا کئے۔

وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ۔ ۴۴

ترجمہ۔ اللہ نے ہر قسم کے پھلوں میں دو قسم کے جوڑے پیدا کر دئے ہیں۔

سائنسی تحقیقات کے مطابق کچھ درختوں، پھلوں، پودوں اور اناج میں کروموسومز کے جوڑے بھی پائے جاتے ہیں۔

ذیل میں مختلف پھلوں اور سبزیوں کے Diploid chromosomal numbers بیان کئے گئے ہیں یعنی Full set of chromosomes جو male and female سے حاصل کئے گئے ہیں تاہم اس کا haploid number بھی با آسانی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً اگر Potato کا ٹوٹل کروموسومز نمبر 48 ہے تو اس کا haploid number 24 ہوگا یعنی 24 male کا اور 24 female کا یہی قانون کل انسان، حیوانات، پرندے، حشرات والارض اور بہت سے درخت اور پودوں پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

Plants.....................Number of choromosomes

1. Potato.............................48

2. Oats.................................42

3. Wheat..............................42

4. Mango.............................40

5. Rice................................ 24

6. Tomato............................24

7. Sugercane........................80

8. Pineapple..........................50

9. Papaya.............................18

10. Onion............................16

11. Guava...........................22

12. Grapes..........................38

۴۔حیوانات کا نظام تولید اور ان کے جوڑے:

یہ بات طے شدہ ہے کے دنیا میں میں جتنے بھی حیوانات، جانور، پرندے یا حشرات الارض پائے جاتے ہیں ان کی پیدائش میں بھی ان کے والدین کے Diploid numbers of chromosomes یعنی برابر کے کروموسومز سے ان کی پیدائش عمل میں آتی ہے اس کو ہم (equal number of chromosomes from each parents) کہہ سکتے ہیں یعنی حیوانات، پرندوں اور حشرات الارض کی پیدائش میں equal contribution of chromosomes کا فارمولہ لاگو ہوتا ہے تاہم اسٹار فش کے بارے میں محققین یہ کہتے ہیں کے اگر اس کے جسم کا کوئی حصہ ٹ کر الگ ہو جائے تو اس کٹے ہوئے حصے سے دوسری اسٹار فش بن جاتی ہے۔ ذیل میں چند حیوانات کے کروموسومز کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

جو Diploid numbers ہیں لیکن اگر اس کا haploid number معلوم کرنا ہے تو اس کا طریقہ نہایت آسان ہے مثلاً Cat کا haploid number 19 ہوگا دیگر حیوانات کا haploid number بھی اسی طرح سے معلوم کیا جا سکتا ہے لیکن حیران کن امر یہ ہے کہ ہر دفعہ پیدا ہونے والے بچے کی عادات، مزاج، نفسیات، دماغی کیفیات اور اس کا DNA دوسرے بچے سے مختلف ہوگا جبکہ کروموسومز کا haploid and diploid number ایک جیسا ہوگا۔

Animals...Number of choromosomes

1. Cat 38

2. Lion.............38

3. Dog 78

4. Elephant. 58

5. Kingfisher............................432

۵۔مختلف کیمیائی عناصر کے جوڑوں سے بننے والی گیسیز اور ٹھوس اشیاء:

کائنات میں ہر شے جوڑے کی شکل میں موجود ہے اسی طرح سے مختلف گیسیز کے درمیان بھی کیمیکل ری ایکشنز ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں کوئی نئی شے یا گیس وجود میں آتی ہے ذیل میں چند گیسیز کے درمیان کیمیائی تعامل کو پیش کیا جارہا ہے۔

1 Benzene (C6H6).

بینزین کا کیمیکل فارمولہ کاربن کے ٦ مالیکیولز اور ہائیڈروجن کے ٦ مالیکیولز ہیں ان سے مل کر بینزین بنتا ہے جو کے پولی مر اور پولی سیٹرین کی تیاری میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

2 Hydrogen Peroxide (H2O2).

ہائیڈروجن پر آکسائیڈ ایک گیس ہے جس کو Oxidizing agent بھی کہتے ہیں۔کپڑوں، بالوں،اسکن کی بلیچ میں یہ عنصر استعمال ہوتا ہے

3 Acetylene (C2H2).

ایسی ٹائلین کا استعمال ویلڈنگ میں کیا جاتا ہے۔

4. Hcl (hydrochloric acid).

ہائیڈروکلورک ایسڈ cleaning میں استعمال ہوتی ہے

5. HF (hydro fluoric acid).

ہائیڈروفلورک ایسڈ شیشے پر ڈیزائن بنانے کے کام آتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّهَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ وَ مِنۡ

اَنۡفُسِهِمۡ وَمِمَّا لَا يَعۡلَمُوۡنَ۔ ۴۵

ترجمہ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا فرمائے اور اس روئیدگی سے بھی جس کو زمین اگاتی ہے اور ان کی جانوں سے بھی اور ان چیزوں سے بھی جنھیں وہ نہیں جانتے۔

۶۔قرآن کریم میں موجود سورتوں کے جوڑے:

امین اصلاحی فرماتے ہیں کے قرآن کریم میں مکی اور مدنی سورتوں کے سات بڑے گروپس ہیں اور ہر گروپ کی ہر سورہ کا جوڑا اس کے ساتھ رہتا ہے اور جو دو سورتیں جوڑا جوڑا ہیں ان میں بعض اوقات ایک مضمون کا ایک پہلو ایک سورہ میں بیان ہوتا ہے اور دوسرا پہلو دوسری سورہ میں مکمل ہوتا ہے جبکہ بعض اوقات دعویٰ ایک سورہ میں اور دلیل دوسری سورہ میں ہوتی ہے اور بعض اوقات ایک بات ایک سورہ میں اور اس کی تکمیل دوسری سورہ میں ہوتی ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ سورہ البقرہ کی تکمیل سورہ آل عمران ہے ایک میں نظام شریعت کے ظاہری پہلو پر زور دیا گیا ہے جبکہ دوسری میں اس کے داخلی پہلو پر بحث کی گئی ہے اس طرح سے یہ دونوں پہلو مل کر ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں ہر سورہ کا ایک جوڑا ہے اور ان میں اسی طرح کی مناسبت پائی جاتی ہے یعنی ایک کے خلاء کو دوسری پر کرتی ہے ایک کے مخفی پہلو کو دوسری اجاگر کرتی ہے بڑی سورتوں میں سورہ البقرہ اور سورہ آل عمران جوڑا ہیں جبکہ چھوٹی سورتوں میں معوذتین جوڑا ہیں۔ ۴۶؎

امام حسن مجتبیٰ کا ارشاد:

حضرت امام حسن مجتبیٰ سے ایک شخص نے پوچھا کے انسانی سر میں بالوں کی تعداد کتنی ہے؟ تو آپؑ نے جواب میں کہا کے انسانی سر میں بالوں کی تعداد تو الگ ہوسکتی ہے لیکن ایک بات طے ہے کے وہ بال جوڑے کی شکل میں ہوں گے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی! ہم نے ہر شے کا جوڑا پیدا کیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ ۴۷؎

اللہ تعالیٰ نے دن اور رات تخلیق فرمائے:

اللہ تعالیٰ نے دن اور رات تخلیق فرمائے، دن روزگار کمانے کے لئے جبکہ رات آرام کے لئے تخلیق

فرمائی جبکہ نیند جیسی نعمت بھی انسان کو عطا کی گئی تا کہ انسان اپنی تھکن اور پریشانی سے نجات حاصل کر سکے اور اگلے دن تر و تازہ ہو کر دوبارہ کام کر سکے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّ جَعَلۡنَا نَوۡمَکُمۡ سُبَاتًا ۔۴۸

ترجمہ۔تمہاری نیند کو ہم نے آرام کا ذریعہ بنایا۔

وَّ جَعَلۡنَا الَّیۡلَ لِبَاسًا ۔۴۹

ترجمہ۔رات کو پردہ پوش بنایا۔

وَّ جَعَلۡنَا النَّہَارَ مَعَاشًا ۔۵۰

ترجمہ۔دن کو روزی کمانے کا وقت بنایا۔

دن اور رات کے حواس(Circadian rythm):

دن اور رات کے حواس کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

تُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّہَارِ وَ تُوۡلِجُ النَّہَارَ فِی الَّیۡلِ ۫ وَ تُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَ تُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ ۫ وَ تَرۡزُقُ مَنۡ تَشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ۔۵۱

ترجمہ۔وہ رات کو دن میں پروتا ہے اور دن کو رات میں جاندار میں سے بے جان نکالتا ہے اور بے جان میں سے جاندار اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔

قرآن کریم نوع انسانی پر یہ واضح کرتا ہے کے خواب اور بیداری کے حواس باہم ایک دوسرے کے ساتھ پیوست اور چپکے ہوئے ہیں جس طرح سے ایک ورق جس کا اگلا اور پچھلا حصہ اگر چہ اسی ورق کا حصہ ہوتے ہیں لیکن وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ اور منفرد ہوتے ہیں لیکن وہ دونوں صحیفے ایک ساتھ رہنے کی وجہ سے یک جان ہیں۔

انسان کے اندر کام کرنے والے حواس چاہے خواب کے ہوں یا بیداری کے ان دونوں حواس میں ایک باہمی ربط موجود ہوتا ہے کیونکہ یہ ایک ہی عبارت ہے جو دو الگ الگ صفحات پر تحریر ہے جس

کی وجہ سے وہ بظاہر دو حصوں میں منقسم تو نظر آتی ہے لیکن دراصل وہ ایک ہیں انسان نے ان میں سے ایک حس کو اپنے اوپر مسلط کر کے اپنے آپ کو خود ہی اس حس میں مقید کر لیا ہے جبکہ دوسری حس کو حس غیب سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔

دن کے حواس:

علماء باطن یہ فرماتے ہیں ہر انسان کے اندر گیارہ ہزار حواس یا گیارہ ہزار صلاحیتیں پائی جاتی ہیں ان گیارہ ہزار حسیات میں سے ساڑھے پانچ ہزار حسیات یا صلاحیتیں دن میں اور ساڑھے پانچ ہزار حسیات یا صلاحیتیں رات میں کام کرتی ہیں۔

دن کے حواس مظاہر ہیں جو کے انسان کو پابند اور مقید کرتے ہیں یہی وہ حواس ہیں جو انسان کو اسفل کی جانب دھکیلتے ہیں اور اللہ اور بندے میں دوری پیدا کرتے ہیں۔

رات کے حواس:

رات کے حواس فرد میں آزادی، خودمختاری اور اللہ اقرب عطا کرتے ہیں ان حواس کو اہل علم نے غیب کہا ہے اور قرآن اسے الیل یعنی رات کہہ کر متعارف کروا رہی ہے تاہم یہی وہ رات کے حواس ہیں جو انسان کو غیب سے متعارف کرواتے ہیں۔

واصف علی واصف فرماتے ہیں، رات کو روح کے حجابات اٹھتے ہیں انسان کی روح رات کو انسان سے ہم کلام ہوتی ہے خود شناسی اور خود فہمی کے مراحل رات کو آسان ہوتے ہیں رات بہت بڑا راز ہے۔

نیند کی اہمیت Importance of sleep:

جدید تحقیق کے مطابق آج کا انسان ماضی کے انسان کی بہ نسبت ایک گھنٹہ کم سوتا ہے انسانی دماغ کسی کارخانے کی مانند ہے جس میں ضروری اور بے ضروری کئی خیالات اور رجحانات پائے جاتے ہیں لہٰذا جب انسان گہری نیند سوتا ہے تو دوران نینداس کے دماغ میں پائے جانے والے کھربوں نیورانز (Neurons) مضر صحت خیالات اور ان کے اثرات کو ختم یا صاف کرتے ہیں ایک اچھی

نیند کسی بھی انسان میں یکسوئی ،قوت ارتکاز ،ذہانت بہترین یاداشت اور جسمانی کارکردگی کو بڑھانے میں معاون ثابت ہوتی ہے اور کئی قسم کے موذی امراض جن میں ذیابطیس ، ہائی بلڈ پریشر ، ڈپریشن ، انگزائٹی ،امراض قلب ، کینسر ، ہڈیوں کی بوسیدگی ،بغیر وجہ کی تھکن، چڑچڑاپن، موٹاپا، معدے کے متعدد امراض اور الزائیمر کے شدید خطرات سے انسان کو بچاتی ہے جبکہ کئی قسم کے جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی امراض سے محفوظ و مامون بھی رکھتی ہے۔

امریکی سائنسدانوں کی ایک تحقیق کے مطابق اگر انسان مسلسل جاگتا رہے یا اپنی مطلوبہ نیند کو پورا نہ کرسکے تو ایسی صورت میں اس کے دماغی خلیات کو شدید نقصانات پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے نیز وہ اعصابی و دماغی تھکن کا شکار ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے دماغی خلیات کی ٹوٹ پھوٹ کا بھی شکار ہوتا ہے کیونکہ ایسی صورت حال میں دماغی خلیات سے

Free Radicals کا اخراج شروع ہوجاتا ہے جو دماغی صحت مند خلیات پر حملہ آور ہوتے ہیں۔میڈیکل سائنس کے حوالے سے یہ صورت حال انسان کے لئے انتہائی مضر اور خطرناک ہے۔

کینیڈا کے ایک ماہر امراض دماغ ڈاکٹر اسٹینلے کارین کے مطابق اگر کوئی شخص رات میں ایک گھنٹہ کم سوئے تو اگلے دن اس کی ذہانت کے ایک آئی کیو پوائنٹ میں کمی واقع ہوجائے گی اس کے برعکس اگر انسان اپنی مطلوبہ نیند کو پورا کرے تو ایسی صورت میں اس کے دماغ میں AntiOxidant Chemicals بنتے ہیں جو انسانی صحت کے لئے انتہائی سودمند تصور کئے جاتے ہیں۔

سائنسی تحقیق کے مطابق انسانی جسم کا ہر عضو ہر نو سال کے بعد نیا بن جاتا ہے لیکن اس کے دماغ میں قطعاً کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی کیونکہ اگر دماغ میں خلیاتی تبدیلی واقع ہوگی تو انسان کی پرانی یاداشت ختم ہوجائے گی لہٰذا کم نیند کے شکار شخص کے دماغی نیورانز بری طرح سے تباہ ہوجاتے ہیں جن کی واپسی کسی بھی صورت میں ممکن نہیں یعنی یہ ایک ناقابل تلافی نقصان ہے جو کے کسی بھی صورت میں پورا نہیں کیا جاسکتا نیند کی کمی کے شکار افراد دکھ سکھ کے مواقع پر انتہائی شدید جذبات کا اظہار کرتے ہیں تاہم اگر ان سے مذاق کیا جائے تو وہ مشتعل ہوکر مرنے مارنے پر تل جاتے ہیں۔

معمر افراد عام طور پر نیند کی کمی کا شکار ہوتے ہیں لہٰذا ان کی دماغی کارکردگی شدت سے متاثر ہوتی ہے کیونکہ مناسب نیند کی بدولت ہی دماغی فضلے کی صفائی ممکن ہے اگر فضلہ دماغ میں موجود رہے گا تو ایسی صورت میں بے شمار جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی عوارض کے لاحق ہونے کے قوی امکانات ہیں لہٰذا ایک اچھی نیند کسی بہترین ٹانک سے کم نہیں۔

لاہور کے ایک ممتاز معالج ڈاکٹر کامران شمس کہتے ہیں کے نیند کی کمی کا مسئلہ آج کے انسان کا خود پیدا کردہ ہے، اسے کب اور کتنی نیند لینی ہے؟ یہ بات وہ نہیں جانتا کام کے دباؤ کی وجہ سے وہ جسمانی اور دماغی Stress لیتا ہے جس کی وجہ سے اس کے جسم میں Cortisol Harmones وافر مقدار میں جنم لیتے ہیں پھر مصنوعی روشنیوں کی چکا چوند اور غیر فطری طرز زندگی کے سبب اس کے جسم کی حیاتیاتی گھڑی یعنی (Biological Clock) کا توازن بھی بگڑ جاتا ہے جس کے نتیجے میں وہ یہ جان ہی نہیں پاتا کہ آیا اس کو کتنا سونا ہے؟ ایک مشہور امریکی نیوروسائنٹسٹ ڈاکٹر میکس نیدر گارڈ انسانوں اور جانوروں پر کی گئی اپنی ایک طویل تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کے انسانی جسم میں دماغ کی حیثیت ایک حاکم کی ہے جسے اپنی بہتر کارکردگی کے لئے بے حد طاقت اور توانائی کی ضرورت ہے باقی انسانی جسم کے فضلے کا اخراج تو مختلف طریقوں سے ہو ہی جاتا ہے لیکن دماغی فضلے جس میں ٹینشن، ڈپریشن، خوف، نفسیاتی الجھنیں، بیماریاں، غم، مایوسی، اضطراب، بے چینی، مایوسی، تھکن، کمزوری، ناقص کارکردگی، گھریلو الجھنیں اور نامساعد حالات شامل ہیں ان کی صفائی کے لئے صرف اور صرف مکمل اور مسلسل نیند ہی کی ضرورت اور اہمیت ہے جاگتے اور سوتے ہوئے دماغی ذمہ داریاں بالکل مختلف ہیں۔ ماہرین اس کی مثال اس طرح سے دیتے ہیں کے جاگتے ہوئے ایک انسانی دماغ کی مصروفیات اور ذمہ داریاں ایک مصروف ترین ائیر پورٹ کی ہے جبکہ بحالت نینداس کے وہی دماغی خلیات کسی سپر مین کا روپ دھار کر نہایت تیزی سے دماغی کونوں کھدروں کی صفائی کے اہم کاموں میں لگ جاتے ہیں، ڈاکٹر میکس نیدرگارڈ نے انسانی دماغ میں کام کرنے والے ایک مخصوص خلیے گلیال (Gilal) پر ایک طویل تحقیق کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کے گلیال نامی خلیہ ہی دوران نیند انسانی دماغ کی صفائی کے اہم ترین فرائض کو انجام دیتا ہے دماغ کے برقی رو کے مطالعے سے (Electro

Encephalographic) سے یہ پتا چلتا ہے کہ نیند کے دو نمایاں مراحل ہیں۔

۱۔ نیند کا پہلا مرحلہ Non.REM جب انسان نیند کے لئے بستر پر جاتا ہے تو وہ نیند کے پہلے مرحلے یعنی Non REM میں داخل ہوتا ہے یہاں اس کی جسمانی اور دماغی خلیاتی کارکردگی سست پڑنا شروع ہوجاتی ہے۔

۲۔ پھر وہ بتدریج نیند کے دوسرے حصے یعنی Rapid Eye Movement (REM) میں داخل ہوجاتا ہے ماہرین کے مطابق نیند کے اس حصے میں انسانی دماغ کے خلیات کی کارکردگی تقریباً تھم جاتی ہے جبکہ ساری رات وہ وقفے وقفے سے نیند کے پہلے اور دوسرے مراحل سے گزرتا رہتا ہے اسی طرح سے دماغی سرگرمیاں جب حد درجہ ماند پڑ جاتی ہیں تو گلیال اپنے بے شمار مددگاروں کے ساتھ دماغ کے کونے کونے میں پہنچ کر صاف صفائی کے کام کو انجام دیتا ہے جس کی وجہ سے انسان بے شمار تفکرات، خوف ڈیپریشن، ٹینشن، مایوسی، اضطراب اور بے چینی سے نجات حاصل کر لیتا ہے بصورت دیگر انسانی دماغ میں Molecular فضلہ جمع ہوتا رہتا ہے جو صحت مند خلیات کو بھی شدت سے متاثر کرتا ہے ماہرین کا یہ بھی ماننا ہے کے نیند کی دواؤں سے دی جانے والی مصنوعی نیند انسانی دماغ کے محض ایک حصے کو تو سلا سکتے ہیں لیکن قدرتی نیند جیسی دماغی کارکردگی اور اس کے بہترین نتائج کسی طور بھی حاصل نہیں کئے جاسکتے ہیں ایک اچھے ڈاکٹر کی یہ پہچان ہے کے وہ اپنے مریضوں سے ان کی نیند کے بارے میں ضرور سوالات کرتا ہے امریکہ کے Sleep Disorder Centre کے ڈائریکٹر اور ماہر اعصاب ڈاکٹر مارک ماہو والڈ یہ کہتے ہیں نیند کی کمی سے نوجوان نسل کی اکثریت میں بدمزاجی اور چڑ چڑا پن پیدا ہورہا ہے جبکہ لوگ اندھا دھند زندگی کی بھاگ دوڑ میں بھاگتے ہی چلے جارہے ہیں اگر چہ یہ ذہانت نہیں بلکہ انتہائی درجے کی حماقت ہے ان نوجوانوں کو مناسب اور مکمل نیند کی انتہائی ضرورت ہے لیکن بدقسمتی سے ہم ایک ایسے سماج میں رہتے ہیں جہاں پرسکون نیند کی اچھی اقدار ختم ہوگئی ہیں لوگوں کی کثیر تعداد بڑے فخر سے اپنی بے خوابی اور نیند کی کمی کے قصے کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں کیونکہ ان کے خیال میں نیند کی کمی شاید کوئی معمولی مسئلہ ہے لیکن وہ اس حقیقت سے بے خبر ہیں کے نیند کی یہ کمی جان لیوا بھی ثابت ہوسکتی ہے۔

اسی حوالے سے National Sleep Foundation نے مختلف عمروں میں کچھ اوقات وضع کئے ہیں جو عمر کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں مثلاً:

۱۔شیر خوار بچوں میں نیند کا کل وقفہ ۱۶ گھنٹے اور اس میں مزید دو گھنٹے ہلکی نیند کے بھی شامل کئے جا سکتے ہیں۔

۲۔اسکول جانے سے قبل کے بچوں کے لئے روزآنہ ۱۱۔۱۲ گھنٹوں کی نینداور ایک آدھے گھنٹے کی ہلکی نیند بھی اس میں شامل کی جا سکتی ہے۔

۳۔اسکول جانے والے بچوں کی ایک دن میں اوسط نیند تقریباً ۱۰ گھنٹے۔

۴۔نوعمر افراد کی ایک دن میں اوسط نیند تقریباً ۹ گھنٹے۔

۵۔بالغ افراد کی ایک دن کی اوسط نیند ۸ گھنٹے یا اس سے کچھ زائد جبکہ اکثر لوگ عام راتوں میں اوسطاً ۶ گھنٹے ۵۱ منٹ اور تعطیل کی شب ۷ گھنٹے ۳۴ منٹ سو سکتے ہیں۔

اچھی نیند کے لئے کچھ کہاوتیں (sayings/ quotes of sleep):

۱۔نیند کے دو بڑے فوائد ہیں۔۱۔اس سے جسمانی اعضاء، ذہن اور دماغ کو راحت وسکون میسر آتا ہے۔۲۔اچھی نیند کی وجہ سے نظام انہضام کی کارکردگی نہایت بہترین ہوتی اور انسان کو معدے کے متعدد امراض سے نجات حاصل ہوتی ہے۔۵۲؎

۲۔نیند لینا ایک فن ہے کیونکہ اسے پانے کے لئے انسان کو سارا دن جاگنا پڑتا ہے۔۵۳؎

۳۔اچھا قہقہہ اور اچھی نیند یہ دونوں ہی تندرستی کے عظیم نسخے ہیں۔۵۴؎

۴۔نیند وہ رقم ہے جو ہم موت کو خود سے دور کرنے کے لئے ادا کرتے ہیں یہ رقم جتنی زیادہ اور باقاعدہ ہوگی، موت بھی ہم سے اتنی ہی دور ہوگی۔۵۵؎

۵۔پوری نیند لینا انتہائی ضروری ہے اگر انسان ورزش کرے اور اچھی غذا کھائے لیکن پوری نیند نہ لے تو وہ تندرست نہیں کہلا سکتا۔۵۶؎

۶۔آپ کا پورا دن کتنا ہی برا اور تباہ حال کیوں نہ گزرے رات کی نیند زندگی کو قابل برداشت بنا دیتی ہے۔۵۷؎

۷۔ پریشانی اور امید کے درمیان نیند کو ایک بہترین پل کی حیثیت حاصل ہے۔۵۸؎

نیند کی کمی کی وجوہات(reasons for insomnia):

نیند کی کمی کی بے شمار وجوہات ہوسکتی ہیں جن میں شامل۔

۱۔کیفین۔

۲۔شام کی ورزش (جس کی وجہ سے جسم کا درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے اور رات کو سونے میں مشکلات ہوسکتی ہیں)۔

۳۔کمپیوٹر اسکرین اور موبائل فونز سے خارج ہونے والی خطرناک شعاعیں۔

۴۔ایک خواب آور کیمیاوی مادہ یا ہارمون جس کا نام Melatonin ہے یہ جسم میں بنتا ہے اس کے اخراج میں کمی کی ایک وجہ نیلی روشنی بھی ہے جس کی وجہ سے اس ہارمون کی جسم میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔

۵۔جسم میں پانی کی کمی سے اعصابی دباؤ پیدا ہوسکتا ہے۔

۶۔ذہنی مسائل۔

۷۔اعصابی کھنچاؤ۔

۸۔فکرمندی۔

۹۔گھریلو اور ذاتی مسائل۔

۱۰۔معاشی مسائل۔

۱۱۔الکوحل کا ستعمال۔

۱۲۔شور شرابا وغیرہ۔

ارشادات خداوندی:

نیند اللہ کی ایک نعمت عظیم ہے جس کے بارے میں قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ارشادات موجود ہیں۔

هُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الَّیۡلَ لِتَسۡکُنُوۡا فِیۡهِ وَ النَّهَارَ مُبۡصِرًا ؕ اِنَّ فِیۡ
ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّسۡمَعُوۡنَ ۔۵۹

ترجمہ۔ وہی ہے جس نے تمھارے لئے رات بنائی تا کہ تم اس میں آرام پاؤ۔

وَ هُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الَّیۡلَ لِبَاسًا وَّ النَّوۡمَ سُبَاتًا وَّ جَعَلَ النَّهَارَ
نُشُوۡرًا ۔۶۰

ترجمہ۔ وہی تو ہے جس نے تمھارے لئے رات کو اوڑھنا اور نیند کو آرام بنایا۔

قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیۡکُمُ النَّهَارَ سَرۡمَدًا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ
مَنۡ اِلٰهٌ غَیۡرُ اللّٰهِ یَاۡتِیۡکُمۡ بِلَیۡلٍ تَسۡکُنُوۡنَ فِیۡهِ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ۔

ترجمہ۔ کہہ دو بھلا اگر اللہ قیامت کے دن تک ہمیشہ کے لئے تم پر دن رکھے، تو اللہ کے سوا کون ہے جو تم کو رات لا دے جس میں تم آرام حاصل کرو کیا تم یہ نہیں دیکھتے ہو؟۶۱ ے

وَّ جَعَلۡنَا الَّیۡلَ لِبَاسًا ۙ وَّ جَعَلۡنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۔۶۲

ترجمہ۔ رات کو ہم نے لباس ٹھہرایا اور دن کو ہم نے کمانے کے لئے بنایا۔

وَ مِنۡ اٰیٰتِهٖ مَنَامُکُمۡ بِالَّیۡلِ وَ النَّهَارِ وَ ابۡتِغَآؤُکُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ ؕ اِنَّ فِیۡ
ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّسۡمَعُوۡنَ ۔۶۳

ترجمہ۔ اس کی نشانیوں میں تمہارا رات کو سونا اور دن میں اس کا فضل تلاش کرنا ہے، بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو سنتے ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الَّیۡلَ لِتَسۡکُنُوۡا فِیۡهِ وَ النَّهَارَ مُبۡصِرًا ؕ اِنَّ
اللّٰهَ لَذُوۡ فَضۡلٍ عَلَی النَّاسِ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَشۡکُرُوۡنَ ۔۶۴

ترجمہ۔ اللہ وہی ہے جس نے تمھارے لئے رات بنائی تا کہ تم اس میں آرام پا سکو، اور دن کو ایسی چیز بنائی جس میں دیکھتے بھالتے ہیں، بلا شبہ اللہ لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے اور لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوتے وقت سیدھی کروٹ سوتے جبکہ اپنے سیدھے ہاتھ کو سیدھے کان کے نیچے رکھتے تھے طبی اعتبار سے آج کی موجودہ تحقیق بھی اسی طریقے کو درست جانتے ہوئے اس کی سفارش کرتی ہے کیونکہ اس طریقے سے انسان کے اندر سکون اور اطمینان کی کیفیات کے ساتھ ہی ہاضمے کی درست کارکردگی بھی سامنے آئی ہے تاہم سیدھا سونا مضر صحت اور نیند کے لئے بدترین قسم تصور کی جاتی ہے البتہ کچھ دیر کے لئے سیدھے لیٹنے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اس کو عادت بنالینا ٹھیک نہیں اسی طرح سے منہ کے بل سونا (الٹا سونا) یہ بھی نیند کی انتہائی بدترین قسم مانی جاتی ہے۔
خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح سے سونے سے منع فرمایا ہے ایک جگہ اس طریقے کو شیطان کا طریقہ اور دوسری جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طریقے کو جہنمیوں کا طریقہ بیان فرمایا حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو مسجد میں اوندھے منہ سوتے دیکھا تو اس کو اٹھادیا اور اس سے فرمایا! تم کھڑے ہوجاؤ یا بیٹھ جاؤ کیونکہ یہ انداز جہنمیوں کے سونے کا ہے۔ ۶۵؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوپہر کے وقت قیلولہ فرماتے جو محض چند منٹوں کا آرام ہوتا جدید تحقیق کے مطابق انسانی صحت پر قیلولہ کے انتہائی اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں جبکہ باقاعدگی سے قیلولہ کرنے والے قابل رشک صحت اور لمبی عمر کے مالک ہوتے ہیں۔
ماہرین کے مطابق دس منٹ کی ہلکی نیند (Nap) اگلے چار گھنٹوں تک کے لئے انسان کو تر و تازہ اور چوکنا رکھتی ہے جبکہ اس کی توجہ اور ارتکاز پر بھی اس کے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں تاہم اسی نیند کے دورانیہ کو اگر بیس منٹ تک بڑھالیا جائے تو اس سے انسانی یادداشت پر نہایت مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں ہلکی نیند کے دوران انسانی دماغ میں برقی سرگرمیوں کی زبردست لہریں وجود میں آتی ہیں جنھیں Sleep Spindle کہتے ہیں یہ انسان کے سیکھنے اور بہتر یادداشت کے عمل کے لئے اضافے کا سبب ہے اور اس کے لئے نہایت مجرب بھی ہے دوپہر میں کھانے کے بعد لئے گئے قیلولے سے بلڈ پریشر اور انسان کا قلبی نظام یعنی (Cardiovascular System) بھی بالکل ٹھیک رہتا ہے۔

یونانی مفکر بقراط اس حوالے سے اپنی کتاب 'تقدمہ' میں لکھتا ہے کے اگر کوئی شخص اوندھے منہ سونے کا عادی ہے تو یقیناً یہ اختلاط عقل اور معدے کی بے شمار امراض کا سبب ہوسکتا ہے ایک مشہور روایت کے مطابق دن کی نیند تین طرح کی ہوتی ہے۔

ا۔عمدہ عادت

عمدہ عادت میں قیلولہ اور گرمیوں کی دو پہر میں آرام کرنا شامل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی یہ ثابت ہے۔

۲۔سوزش

چاشت کے وقت سونا سوزش والی نیند کی علامت ہے کیونکہ اس وقت سونا دنیاوی اور آخروی کاموں سے غفلت کی نشانی ہے نیز اس سے روزی بھی کم ہوجاتی ہے

۳۔حماقت

عصر کے وقت سونے والوں کے لئے بزرگوں کا یہ قول ہے کہ اس وقت کی نیند سے عقل ختم ہوجاتی ہے۔

حس بیداری wakefulness and alertness:

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء نے فرمایا ہے کے ارشاد خداوندی ہے!

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ قُلْ لِّلّٰهِ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ...وَ لَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔۶۶

ترجمہ۔ جو کچھ آسمان اور زمینوں میں ہے یہ سب اللہ ہی کا ہے، اس نے اپنے اوپر رحمت کرنا لازم کرلیا ہے۔۔۔اسی کے لئے ہے جو ساکن ہے رات میں اور دن میں، وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

رات اور دن میں جو کچھ رہتا اور بستا ہے وہ سب اللہ کی ملکیت ہے انسان کے ادراک وحواس میں جو کچھ ہے اسے اللہ نے دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ ا۔ایک حصے کا تعلق رات سے ہے۔ ۲۔ دوسرے حصے کا تعلق دن سے ہے۔

یہ دونوں سطح مختلف حواس کا سر چشمہ ہیں یہی وجہ ہے کے اللہ تعالی نے قرآن کریم میں لیل ونہار کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ ۶۷ے

سات مضبوط آسمان:

اللہ تعالی نے سات مضبوط آسمان تخلیق فرمائے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّ بَنَيۡنَا فَوۡقَكُمۡ سَبۡعًا شِدَادًا ۔۶۸

ترجمہ۔ہم نے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے۔

وَّ جَعَلۡنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۔۶۹

ترجمہ۔اور ہم نے بنا دیا ایک روشن چراغ۔

دو دنوں میں آسمان کی تخلیق:

فَقَضٰىهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوَاتٍ فِىۡ يَوۡمَيۡنِ وَ اَوۡحٰى فِىۡ كُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَهَا ؕ وَ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡيَا بِمَصَابِيۡحَ ۖ وَ حِفۡظًا ؕ ذٰلِكَ تَقۡدِيۡرُ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ ۔۷۰

ترجمہ۔(اللہ) نے دو دن کے اندر آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا اور آسمان دنیا کو ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور اسے خوب محفوظ کر دیا۔ یہ سب کچھ ایک زبردست علیم ہستی کا منصوبہ ہے۔

ءَاَنۡتُمۡ اَشَدُّ خَلۡقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىهَا ۔۷۱

ترجمہ۔کیا تم لوگوں کی تخلیق زیادہ سخت کام ہے یا آسمان کی؟

یقیناً آسمانوں کی تخلیق بہت بڑا اور مشکل کام ہے، جس میں کوئی کلام نہیں ہے، لہٰذا اللہ نے انسان

کو جو مختصر قوت دی ہے، اس پر اسے تکبر سے گریز کرنا چاہیے، کیونکہ آسمان اور کائنات کی دوسری قوتیں انسان سے کہیں زیادہ قوی تر ہیں۔

ہر عمارت قوت اور باہم سہارے کے قائم رہتی ہے چنانچہ آسمان کا وسیع تر نظام بھی مضبوط بنیادوں پر استوار ہے، ودسری جانب آسمان پر موجود ستارے اور سیارے ایک منظم نظام میں بندھے ہیں، کوئی معمولی کائناتی گرد یا ستارے اور سیارے کی چال میں بال برابر فرق بھی دیکھنے میں نہیں آتا ہر شے اپنے اپنے مدار میں اللہ کے حکم سے اپنی گردش کے عمل میں محوسفر ہے۔

رَفَعَ سَمۡكَهَا فَسَوّٰىهَا ۔۲،

ترجمہ۔اللہ نے آسمان کو تخلیق کیا، جس کی چھت خوب بلند فرمائی۔

وَاَغۡطَشَ لَيۡلَهَا وَاَخۡرَجَ ضُحٰىهَا ۔۳،

ترجمہ۔پھر (آسمان) کا توازن قائم کیا، اور اس کی رات ڈھانکی اور اس کا دن نکالا۔

آسمان دنیا کی مخلوقات:

۵۔فرشتے، ملائکہ سماوی اور حاملان عرش آسمانی دنیا کی مخلوقات ہیں جن کی حرکات وسکنات ہر سمت ہے، تاہم انسان اپنی ظاہری آنکھ سے فرشتوں کو مشاہدہ نہیں کرسکتا۔

۶۔جنات کا تعلق بھی آسمانی دنیا سے ہے، ان کا تولیدی نظام ہے، اور ان کی اولاد بھی پیدا ہوتی ہے اور ان پر موت بھی وارد ہوتی ہے۔

قرآن کریم کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوئی کے اللہ تعالی نے زمین کو چار دنوں جبکہ آسمان کو دو دنوں میں تخلیق کیا یعنی مندرجہ بالا زمینی اور آسمانی مخلوقات کی درجہ بندی اور ان کی تخلیقی عمل سے یہ کلیہ تو باآسانی سمجھ میں آ گیا، کے کائنات کو اللہ نے چھ دنوں میں تخلیق فرمایا، قابل ذکر نکتہ یہ ہے کے یہ تمام مخلوقات مکان یعنی Space ہیں جبکہ ان کے درمیان واقع خلاء کو Time یعنی زمان کہتے ہیں۔

کائنات کی چھ حالتیں مل کر ہی زمان ومکان کو وجود میں لاتی ہیں، تاہم تصوف کی اصطلاح میں اس کو چھ یوم کہا گیا، دوسری جانب تمام کہکشانی نظام میں بھی یہی اصول اور قانون کارفرما ہے۔

وَ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَ لَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۔ ۴۷

ترجمہ۔اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، جبکہ اس سے پہلے اُس کا عرش پانی پر تھا۔۔تاکہ تم کو آزما کر دیکھے تم میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے، اب اگر اے محمدؐ،تم کہتے ہو کہ لوگو، مرنے کے بعد تم دوبارہ اُٹھائے جاؤ گے تو منکرین فوراً بول اُٹھتے ہیں کہ یہ تو صریح جادوگری ہے۔

اِۨلَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚۛ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ۔ ۴۵

ترجمہ۔وہی تو ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کو چھ دنوں میں تخلیق کیا، پھر عرش پر جلوہ فرما ہوا، رحمٰن کے متعلق سوال اس کی خبر رکھنے والے سے پوچھ۔

قرآن کریم کی مندرجہ بالا سورہ پر تفکر سے یہ عقدہ بھی کھلتا ہے کے زمین اور آسمان کے درمیان کھربوں مخلوقات آباد ہیں جو چھ ایام کا حصہ ہیں۔

سات آسمانوں کے نام:

۱۔پہلے آسمان کا نام رقیعہ ہے، اس آسمان کا رنگ دودھ سے زیادہ سفید ہے۔

۲۔دوسرے آسمان کا نام فیدوم یا ماعون ہے، یہ آسمان لوہے کا ہے جس میں سے روشنی کی شعاعیں منعکس ہوتی ہیں۔

۳۔تیسرے آسمان کا نام ملکوت یا ہاریون ہے، یہ آسمان تانبے کا ہے۔

۴۔چوتھا آسمان کا نام زاہرہ ہے، یہ سفید چاندی سے بنا آسمان ہے، جس کو دیکھنے سے آنکھوں خیرہ ہوجاتی ہیں۔

۵۔پانچویں آسمان کا نام مزینہ یا مسہرہ ہے، یہ آسمان سرخی مائل سونے کا ہے۔

۶۔چھٹے آسمان کا نام خالصہ ہے، یہ آسمان چمکدار موتیوں سے بنا ہوا ہے۔

۷۔ساتویں آسمان کا نام لابیہ یا دامعہ ہے، یہ آسمان سرخ ایقوت سے بنا ہے اور اسی آسمان پر بیت المعمور بھی ہے۔۷۶؎

فیصلے کا دن، عذاب جہنم اور اللہ اور آخرت کو جھٹلانے والے لوگ:

قرآن کریم میں جا بجا فیصلے کے دن یعنی روز قیامت، جہنم کے عذاب اور کافرین، مشرکین، منافقین اور کاذبین کی سخت سزاؤں کا بار بار ذکر کیا گیا ہے۔ درج ذیل آیات میں بھی قیامت کی حقیقت، عذاب جہنم اور جھٹلانے والوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔

لّٰبِثِيْنَ فِيْهَاۤ اَحْقَابًا ۔۷۷

ترجمہ۔جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آیت لّٰبِثِيْنَ فِيْهَاۤ اَحْقَابًا میں حب سے مراد ہزار مہینے، جبکہ ایک مہینہ تیس دن کا، ایک سال بارہ مہینہ کا اور ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہے، جبکہ اس میں ہر دن ہزار سال کا ہے، اس طرح سے ایک حقب (80,000) اسی ہزار سال کا ہے۔۷۸؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کی قسم! کوئی آگ سے نہیں نکلے گا یہاں تک کے وہ کئی حقب اس میں نا ٹھہرے، جبکہ ایک حقب اسی سال سے زائد کا ہے، جس میں ہر سال تین سو ساٹھ دن اور ایک دن ہزار سال کا ہے۔۷۹؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، حقب سے مراد اسی سال ہیں۔۸۰؎

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۔۸۱

ترجمہ۔بے شک فیصلے کا دن مقرر ہے۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۔۸۲

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا سو تم لوگ فوج در آجاؤ گے۔

وَّ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتۡ اَبۡوَابًا ۔۸۳

ترجمہ۔آسمان کھول دیا جائے گا، اور وہ دروازے ہی دروازے ہو جائے گا۔

وَّ سُیِّرَتِ الۡجِبَالُ فَكَانَتۡ سَرَابًا ۔۸۴

ترجمہ۔پہاڑ چلا دیئے جائیں گے سو وہ ریت ہو جائیں۔

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتۡ مِرۡصَادًا ۔۸۵

ترجمہ۔بے شک جہنم ایک گھات کی جگہ ہے۔

لِّلطّٰغِیۡنَ مَاٰبًا ۔۸۶

ترجمہ۔یہ طاغوت (سرکشوں) کا ٹھکانہ ہے۔

لّٰبِثِیۡنَ فِیۡهَاۤ اَحۡقَابًا ۔۸۷

ترجمہ۔جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

لَا یَذُوۡقُوۡنَ فِیۡهَا بَرۡدًا وَّ لَا شَرَابًا ۔۸۸

ترجمہ۔(جہنم) میں نہ ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ انھیں پینے کی کوئی چیز میسر ہوگی۔

اِلَّا حَمِیۡمًا وَّ غَسَّاقًا ۔۸۹

ترجمہ۔سوائے گرم پانی اور پیپ کے۔

جَزَآءً وِّفَاقًا ۔۹۰

ترجمہ۔یہ بدلہ ہوگا ان کے اعمال کے موافق۔

اِنَّهُمۡ كَانُوۡا لَا یَرۡجُوۡنَ حِسَابًا ۔۹۱

ترجمہ۔بے شک وہ حساب کا خیال نہیں رکھتے تھے۔

وَّ كَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا كِذَّابًا ۔۹۲

ترجمہ۔انہوں نے ہماری آیات کو دلیری کے ساتھ جھٹلایا۔

وَ كُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰهُ كِتٰبًا ۔۹۳

ترجمہ۔ہم نے ہر چیز کو کتاب میں پوری طرح سے لکھ دیا۔

فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ۔۹۴

ترجمہ۔اب تم عذاب کا مزہ چکھو، جس کو ہم تمہارے لیے بڑھاتے ہی رہیں گے۔

اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚۖ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَ يَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۔۹۵

ترجمہ۔بلاشبہ ہم نے تمہیں عنقریب آجانے والے عذاب سے ڈرایا ہے جس دن انسان ان اعمال کو دیکھ لے جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجے، اور کافر کہے گا ہائے کاش میں مٹی ہو جاتا۔

متقین کے لئے بے شمار انعامات اور درجات:

اللہ تعالی نے متقین اور مومنین کے لئے جنت کی بیش بہا نعمتوں کا ذکر کیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ۔۹۶

ترجمہ۔بے شک متقیوں کے لیے کامیابی ہے۔

حَدَآئِقَ وَ اَعْنَابًا ۔۔۹۷

ترجمہ۔باغ ہیں اور انگور۔

وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۔۹۸

ترجمہ۔نوخیز ہم عمر بیویاں ہیں۔

وَّ كَاْسًا دِهَاقًا ۔۹۹

ترجمہ۔اور لباب بھرے ہوئے جام ہیں

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا كِذّٰبًا ۔۱۰۰

ترجمہ۔(اہل جنت) وہاں کوئی لغو بات اور جھوٹ نہ سنیں گے۔

جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ۔۱۰۱

ترجمہ۔آپ کے رب کی طرف سے یہ بدلہ بطور انعام ہوگا جو کافی ہوگا۔

رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ

خِطَابًا۔ ۱۰۲

ترجمہ۔ جو رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، وہ رحمن ہے یہ لوگ اس سے بات نہ کر سکیں گے۔

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۖ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا۔ ۱۰۳

ترجمہ۔ جس دن تمام ذی ارواح اور فرشتے صف بنائے کھڑے ہوں گے، کوئی بھی نہ بول سکے گا مگر جس کو رحمن اجازت دے اور ٹھیک بات کہے۔

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا۔ ۱۰۴

ترجمہ۔ یہ دن یقینی ہے، سو جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف ٹھکانہ بنا لے۔

روزِ محشر اسم المعید کی تجلیات:

یہ اللہ کی شان کریمی ہے کے وہ جس چیز کا چاہے اعادہ کر لے تاہم کائنات میں جب بھی کہیں اعادہ کرنے کی صورت حال پیدا ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کے اللہ کی صفت المعید اس جگہ پر نفوذ پذیر ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

ہم اس بات سے عاجز نہیں کہ تمھیں تمھاری مثل سے بدل دیں اور تمھیں اس جہان میں پیدا کریں جسے تم نہیں جانتے۔ ۱۰۵

یہ کیفیت روز قیامت میں مردہ انسانی اجسام کے ساتھ تو ہوگی لیکن جنت میں جانے سے قبل بھی اسم المعید تمام انسانوں پر نفوذ پذیر ہوگا اور جنت میں جانے والے تمام انسان نوجوان اور خوبصورت ہو جائیں گے اس ضمن میں سب سے اہم بات تو یہ ہے کے جنت میں مرد و عورت کو بہترین جوانی کے ایام دئے جائیں گے پھر وہاں سب مرد و عورت کے جوڑے ہوں گے استثنائی حالات کے لئے استثنائی ضابطے ہوں گے مثلاً اگر کسی جنتی خاتون کے دنیا میں ایک سے زائد شوہر ہوں گے تو اسے جنت میں یہ اختیار دیا جائے گا کہ وہ جس شوہر کے ساتھ چاہے رہ سکتی ہے جنت میں رہنے والے کا جوڑا اس کے لئے کائنات کا سب سے زیادہ حسین ترین جوڑا ہوگا جس سے اس کو مکمل

لطف واطمینان میسر ہوگا اور وہ کبھی بھی اپنے جوڑے سے اکتاہٹ محسوس نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی دوسرے جوڑے کے لئے رشک وحسد محسوس کریں گے ہر جوڑے کی ہر ملاقات ایسی ہوگی جیسے دو کنوارے افراد پہلی مرتبہ آپس میں ملتے ہوں لفظ حور احوار کی جمع ہے جس کے لغوی معنی ایسی حسین وجمیل خاتون جس کی ترکیب مثالی حد تک متوازن ہو قرآن میں یہ لفظ دو معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۱۔ایک تو اس معنی میں کے ہر جنتی عورت کو حور کی تمام صفات دی جائیں گی اور وہ نسوانی حسن جمال ،شرم وحیاء اور کشش کا مرقع ہوگی۔

۲۔پھر جنت میں اہل ایمان مردوں کے ساتھ ان کے جوڑے بنا دئے جائیں گے۔

اس حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

هُمْ وَ اَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ۔۱۰۶

ترجمہ۔(جنتی) جنت میں گھنے سایوں میں اور مسندوں پر تکیے لگائے ہوں گے۔

وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌۙ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ۔۱۰۷

ترجمہ۔ان کے پاس نگاہیں بچانے والی ،خوبصورت آنکھوں والی (عورتیں ہوں گی گویا کہ شتر مرغ کے محفوظ انڈے)۔

وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَاب۔۱۰۸

ترجمہ۔ان کے پاس شرمیلی کم سن بیویاں ہوں گی۔

كَذٰلِكَ١ وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ۔۱۰۹

ترجمہ۔ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا نکاح کر دیں گے۔

فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ١ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ۔۱۱۰

ترجمہ۔جنت میں شرمیلی نگاہوں والیاں ہوں گی جنھیں اس سے پہلے نا تو کسی انسان نے اور نا ہی کسی جن نے چھوا ہوگا۔۱۱۰؎

حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ۔۱۱۱

ترجمہ۔خیموں میں ٹھہرائی ہوئی حوریں۔

وَحُوْرٌ عِيْنٌ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ۔ ۱۱۲

ترجمہ۔ان کے لئے خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی ایسی خوبصورت جیسے چھپا کر رکھے گئے موتی۔

حضرت ام سلمیٰ ؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کے حُوْرٌ عِيْنٌ۔ ۱۱۳؎
بڑی آنکھوں والی حور سے متعلق بتائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے حُوْر کے معنی ہیں سفید اور عِيْن کے معنی ہیں موٹی آنکھوں والی یعنی ان کی پلکیں گرگس کے پر کی مانند ہوں گی پھر انھوں نے عرض کیا کے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ۔ ۱۱۴؎
گویا وہ یاقوت اور مونگے کی مثل ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ! وہ اس طرح صاف وشفاف ہوں گی جس طرح سیپی میں موتی جس کو کسی نے نہ چھوا ہو پھر انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عُرُبًا اَتْرَابًا۔ ۱۱۵؎
کے بارے میں بتائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! محبت کرنے والیاں ہم عمر پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے یہ وہ عورتیں ہیں جو دنیا میں بڑھاپے میں فوت ہوگئیں اللہ تعالی نے انھیں بوڑھی ہونے کے بعد دوبارہ کنواری اور دوشیزہ بنادے گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!
عُرُبًا کے معنی ہیں عشق ومحبت کرنے والیاں اور اَتْرَابًا کے معنی ہم عمر، حضرت ام سلمیٰ ؓ بیان کرتی ہیں میں نے پوچھا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آیا دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا پھر بڑی آنکھوں والی حوریں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیا کی عورتیں زیادہ افضل ہیں بڑی آنکھوں والی حوروں کے بالکل اسی طرح سے جس طرح سے ابری، استر سے زیادہ افضل ہوتی ہے تو حضرت ام سلمیٰ ؓ نے پوچھا کہ وہ کس طرح سے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ! وہ اللہ کے لئے ان کے نماز اور روزوں کی وجہ سے اور اللہ ان کے چہروں کو ایسا نور پہنائے گا اور ان کے جسموں کو ایسا ریشم کا لباس پہنائے گا کے جس کا رنگ سبز ہوگا جبکہ نور کی وجہ سے ان کا چہرہ سفید ہوگا۔

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا۔ ۱۱۶

ترجمہ۔ہم ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے،یعنی ہم نے ان کو ایسا بنایا کہ وہ کنواریاں ہیں،محبوبہ ہیں،ہم عمر ہیں۔

اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ۔۱۱۷

ترجمہ۔سلامتی اور بے خوفی کے ساتھ جنتوں میں داخل ہوجاؤ اور ہم ان کے سینوں سے تمام رنجشوں کو کھینچ لیں گے وہ آپس میں بھائی بھائی ہوکر ایک دوسرے کے سامنے مسندوں پر بیٹھے ہوں گے،جہاں انھیں کوئی تکلیف نہ ہوگی اور نا وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

❁

حوالہ کتب:

۱۔سورہ النباء۔آیت۔۱۔
۲۔سورہ النباء۔آیت۔۲۔
۳۔سورہ النباء۔آیت۔۳۔
۴۔سورہ النباء۔آیت۔۴۔
۵۔سورہ النباء۔آیت۔۵۔
۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۸۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۶۱۔
۹۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۹۔۵۱۔
۱۰۔سورہ یٰسین۔آیت۔۷۸۔۷۹۔
۱۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۲۹۔
۱۲۔سورہ الانبیا۔آیت۔۱۰۴۔
۱۳۔سورہ یونس۔آیت۔۳۴۔
۱۴۔سورہ یونس۔آیت۔۴۔
۱۵۔سورہ ق۔آیت۔۱۵۔
۱۶۔سورہ قمر۔آیت۔۵۰۔

۱۷۔سورہ مریم۔آیت۔۶۷۔
۱۸۔سورہ یٰسین۔آیت۔۸۲۔
۱۹۔سورہ احقاف۔آیت۔۳۳۔
۲۰۔سورہ رعد۔آیت۔۲۱۔
۲۱۔سورہ القیامۃ۔آیت۔۴۔
۲۲۔سورہ روم۔آیت۔۱۱۔
۲۳۔سورہ احقاف۔آیت۔۳۳۔
۲۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۰۔
۲۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۶۔سورہ نوح۔آیت۔۱۸۔
۲۷۔فتح الباری۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)۔ج۔۸۔ص۔۵۵۳۔
۵۵۲۔مطبوعہ دارلنشر الکتب الاسلامیہ۔لاہور۔
۲۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۲۹۔سورہ الحج۔آیت۔۶۶۔
۳۰۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)۔ج۔۵۔ص۔۴۲۷۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔
۳۱۔سورہ النباء۔آیت۔۶۔
۳۲۔سورہ النباء۔آیت۔۷۔
۳۳۔الدرالمنشور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۴۔الدرالمنشور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۵۔سورہ النباء۔آیت۔۸۔
۳۶۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۹۔
۳۷۔سورہ النبا۔آیت۔۸۔
۳۸۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۸۷۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان
۳۹۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۹۲۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان
۴۰۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۶۔
۴۱۔سورہ الرحمن۔آیت۔۳۹۔
۴۲۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۲۔
۴۳۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۵۳۔
۴۴۔سورہ رعد۔آیت۔۳۔
۴۵۔سورہ یٰسین۔آیت۔۳۶۔

۴۶۔تدبر قرآن۔شیخ امین احسن اصلاحی۔مطبوعہ فاران فاؤنڈیشن۔لاہور۔
۴۷۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۹۔
۴۸۔سورہ النباء۔آیت۔۹۔
۴۹۔سورہ النباء۔آیت۔۱۰۔
۵۰۔سورہ النباء۔آیت۔۱۱۔
۵۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۷۔
۵۲۔ابن جوزی۔
۵۳۔جرمن فلاسفر۔نطشے۔
۵۴۔آئرش ضرب المثل۔
۵۵جرمن فلاسفر۔آرتھر شوپن ہاور۔
۵۶۔امریکی پادری۔ایڈورڈ ایورٹ۔
۵۷۔اردو ادیب۔نیاز فتح پوری۔
۵۸۔مفکر
۵۹۔سورہ یونس۔آیت۔۶۷۔
۶۰۔سورہ الفرقان۔آیت۔۴۷۔
۶۱۔سورہ القصص۔آیت۔۷۲۔
۶۲۔سورہ النباء۔آیت۔۱۱۔
۶۳۔سورہ روم۔آیت۔۲۳۔
۶۴۔سورہ المومن۔آیت۔۶۱۔
۶۵۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۶۶۔سورہ انعام۔آیت۔۱۳۔۱۲۔
۶۷۔لوح وقلم۔حضرت قلندر بابا اولیاء ۔مکتبہ تاج الدین بابا اولیاء کراچی۔سن ندارد۔
۶۸۔سورہ النباء۔آیت۔۱۲۔
۶۹۔سورہ النباء۔آیت۔۱۳۔
۷۰۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔
۷۱۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۲۷۔
۷۲۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۲۸۔
۷۳۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۲۹۔
۷۴۔سورہ ھود۔آیت۔۷۔
۷۵۔سورہ فرقان۔آیت۔۵۹۔
۷۶۔مکاشفۃ القلوب۔ص۔۹۹۔

۷۷۔سورہ النباء۔آیت۔۲۳۔
۷۸۔المعجم اوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔
۷۹۔دیلمی۔
۸۰۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۱۔سورہ النباء۔آیت۔۱۷۔
۸۲۔سورہ النباء۔آیت۔۱۸۔
۸۳۔سورہ النباء۔آیت۔۱۹۔
۸۴۔سورہ النباء۔آیت۔۲۰۔
۸۵۔سورہ النباء۔آیت۔۲۱۔
۸۶۔سورہ النباء۔آیت۔۲۲۔
۸۷۔سورہ النباء۔آیت۔۲۳۔
۸۸۔سورہ النباء۔آیت۔۲۴۔
۸۹۔سورہ النباء۔آیت۔۲۵۔
۹۰۔سورہ النباء۔آیت۔۲۶۔
۹۱۔سورہ النباء۔آیت۔۲۷۔
۹۲۔سورہ النباء۔آیت۔۲۸۔
۹۳۔سورہ النباء۔آیت۔۲۹۔
۹۴۔سورہ النباء۔آیت۔۳۰۔
۹۵۔سورہ النباء۔آیت۔۴۰۔
۹۶۔سورہ النباء۔آیت۔۳۱۔
۹۷۔سورہ النباء۔آیت۔۳۲۔
۹۸۔سورہ النباء۔آیت۔۳۳۔
۹۹۔سورہ النباء۔آیت۔۳۴۔
۱۰۰۔سورہ النباء۔آیت۔۳۵۔
۱۰۱۔سورہ النباء۔آیت۔۳۶۔
۱۰۲۔سورہ النباء۔آیت۔۳۷۔
۱۰۳۔سورہ النباء۔آیت۔۳۸۔
۱۰۴۔سورہ النباء۔آیت۔۳۹۔
۱۰۵۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۶۱۔
۱۰۶۔سورہ یٰسین۔آیت۔۵۶۔
۱۰۷۔سورہ الصّفت۔آیت۔۴۸۔۴۹۔

۱۰۸۔سورہ ص۔آیت۔۵۲۔
۱۰۹۔سورہ دخان۔آیت۔۵۴۔
۱۱۰۔سورہ رحمن۔آیت۔۵۶۔
۱۱۱۔سورہ رحمن۔آیت۔۷۲۔۷۲۔
۱۱۲۔سورہ واقعہ۔آیت۔۲۲۔۲۳۔
۱۱۳۔سورہ واقعہ۔آیت۔۲۲۔
۱۱۴۔سورہ رحمن۔آیت۔۵۸۔
۱۱۵۔سورہ واقعہ۔آیت۔۳۷۔
۱۱۶۔سورہ واقعہ۔آیت۔۳۵۔۳۷۔
۱۱۷۔سورہ الحجر۔آیت۔۴۶۔۴۸۔

۷۹۔سورہ النّٰزِعٰتِ (روح نکالنے والے)

نام:

النّٰزِعٰتِ ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی روح نکالنے والے کے ہیں،اس سے مراد روح نکالنے والے فرشتے جو انسان کے جسم کے رگ وریشے سے روح کو کھینچ کر نکالتے ہیں۔

شانِ نزول:

سورہ النّٰزِعٰتِ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۴۰ ہے جبکہ اس میں کل ۲ رکوع ہیں۔

مضامین:

۱۔فرشتوں کی قسم کھائی گئی ہے۔

۲۔فرشتے جو اہل ایمان اور اہل کفار کے روح نکالتے ہیں۔

۳۔کافرین کی روح نکلنے کی کیفیات کا بیان۔

۴۔قیامت کی ہولنا کی کا ذکر۔

۵۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر۔

۶۔فرعون کا ذکر۔

قسم ہے موت کے فرشتوں کی:

اللہ تعالیٰ نے اس سورہ میں موت کے فرشتوں کی قسم کھائی ہے کے وہ کس طرح سے اپنا کام کرتے ہیں۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ النّٰزِعٰتِ غَرْقًا۔۱

۔ترجمہ۔قسم ہے ان فرشتوں کی جو ڈوب کر سختی سے جان نکالتے ہیں۔

وَّ النّٰشِطٰتِ نَشْطًا۔۲ ۔ترجمہ۔قسم ہے ان فرشتوں کی جو بند کھول دیتے ہیں۔

وَّ السّٰبِحٰتِ سَبْحًا۔۳ قسم ہے ان فرشتوں کی جو تیرتے ہوئے چلتے ہیں۔

فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا۔۴ ۔ترجمہ۔پھر تیزی کے ساتھ دوڑتے ہیں۔

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا۔۵ ۔ترجمہ۔پھر ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں۔

اللہ نے فرشتوں کو نور سے تخلیق فرمایا، فرشتوں کا وجود تشخص رکھتا ہے، ان کے مختلف گروہ ہیں، جنھیں اللہ تعالی نے مختلف ذمہ داریاں تفویض کی ہیں ان کی اقسام اور تعداد بے شمار ہیں جنھیں شمار کرنا ناممکن ہے،فرشتوں پر یقین رکھنا ایمان کا لازمی جز ہے۔

قرآن کریم میں ۸۸ مقامات پر فرشتوں کا ذکر موجود ہے۔اسی کے ساتھ ۸۸ مرتبہ شیاطین کا ذکر بھی آیا ہے۔ارشادات خداوندی ہیں!

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ۔۶

ترجمہ۔نیکی تو یہ ہے کے انسان اللہ پر یقین رکھے، اور روز قیامت پر اور فرشتوں پر اور کتاب اور نبیوں پر یقین رکھے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ١ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا۔۷

ترجمہ۔جس نے اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں اور قیامت کے دن سے انکار کیا۔تو بے شک وہ بڑی دور کی گمراہی میں پڑ گیا۔

وَ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ

عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ۔ ۸

ترجمہ۔ جو فرشتے اس کے نزدیک ہیں، وہ کبھی اس کی عبادت سے سرتابی نہیں کرتے، نا ہی تھکتے ہیں، وہ شب و روز اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور کسی وقت بھی نہیں رکتے۔

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ۔ ۹

ترجمہ۔ کوئی نفس ایسا نہیں ہے جس پر نگہبان فرشتے نہ ہوں۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام:

حضرت عزرائیل کا اصل نام عبدالجبار ہے جبکہ آپ کی کنیت ابویحییٰ ہے۔ ۱۰

آپ کو ملک الموت بھی کہا جاتا ہے، اور آپ کے ذمہ تمام ذی روح کی ارواح کو قبض کرنا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ۔ ۱۱

ترجمہ۔ وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ تمہارے اوپر نگرانی کرنے والے بھیجتا ہے، یہاں تک کے جب تم میں سے کسی کو موت آ پہنچتی ہے تو اس کی روح ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے قبض کر لیتے ہیں اور اس میں وہ ذرا سی بھی کوتاہی نہیں کرتے ہیں۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ۔ ۱۲

ترجمہ۔ اگر تو اس وقت دیکھے، جب یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں مبتلا ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے اور کہیں گے کے جلدی اپنی روحوں کو نکالو، آج تم کو ذلت والے عذاب کی سزا دی جائے گی۔ اس وجہ سے کہ تم اللہ کے ذمہ جھوٹی باتیں لگاتے تھے اور اس کی آیتوں کے ماننے سے تکبر کرتے تھے۔

قُلۡ يَتَوَفّٰىكُمۡ مَّلَكُ الۡمَوۡتِ الَّذِىۡ وُكِّلَ بِكُمۡ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمۡ تُرۡجَعُوۡنَ ۔ ۱۳

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے کے تمھاری جان موت کا فرشتہ قبض کرتا ہے، جوتم پر معین کردیا گیا ہے، پھرتم اپنے رب کی طرف لوٹا کرلے جائے جاؤ گے۔

وَلَوۡ تَرٰۤى اِذۡ يَتَوَفَّى الَّذِيۡنَ كَفَرُوا ۙ الۡمَلٰۤـئِكَةُ يَضۡرِبُوۡنَ وُجُوۡهَهُمۡ وَ اَدۡبَارَهُمۡ ۚ وَذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ ۔ ۱۴

ترجمہ۔اگرآپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھیں کے جب فرشتے ان کافروں کی روحوں کو قبض کررہے ہوتے ہیں، توان کے منہ اور پشت پر مکے مارتے جاتے ہیں۔

جَنّٰتُ عَدۡنٍ يَّدۡخُلُوۡنَهَا تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ لَهُمۡ فِيۡهَا مَا يَشَآءُوۡنَ ؕ كَذٰلِكَ يَجۡزِى اللّٰهُ الۡمُتَّقِيۡنَ ۙ الَّذِيۡنَ تَتَوَفّٰٮهُمُ الۡمَلٰۤـئِكَةُ طَيِّبِيۡنَ ۙ يَقُوۡلُوۡنَ سَلٰمٌ عَلَيۡكُمُ ۙ ادۡخُلُوا الۡجَـنَّةَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۔ ۱۵

ترجمہ۔ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں ان میں وہ داخل ہوں گے، ان باغوں کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، ان کے لئے اس میں وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے، اسی طرح اللہ ان کو بدلہ دیتا ہے، جو تقوی اختیار کرتے ہیں، جن کی روحین فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تم پر سلام ہوتم اپنے اعمال کے سبب جنت میں داخل ہوجاؤ۔

امیر المومنین حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، آیت وَالنّٰزِعٰتِ غَرۡقًا ۔ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشۡطًا سے مراد سختی سے جان نکالنے والے فرشتے، یعنی وہ فرشتے جو کافروں کی روحوں کو کھینچتے ہیں اور بند کھولنے والوں کی قسم یعنی وہ فرشتے جو کافروں کی روحوں کو ان کے ناخن اور جلد کے درمیان سے کھینچتے ہوئے نکالتے ہیں۔۱۶؎

سعید بن جبیرؒ کے طریق سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آیت وَالنّٰزِعٰتِ غَرۡقًا کے بارے میں فرمایا کے اس سے مراد کافروں کی جانیں کھینچی جاتی ہیں پھر ان کے بند کھول دئے جاتے ہیں

پھران کو آگ میں غرق کر دیا جاتا ہے۔۱۷؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت وَ النّٰزِعٰتِ غَرْقًا۔وَّ النّٰشِطٰتِ نَشْطًا سے مراد موت ہے۔۱۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آیت و النّٰزِعٰتِ غَرْقًا سے مراد کافرین کی ارواح ہیں، وہ جب ملک الموت کو دیکھتی ہیں اور انھیں اللہ کے غیظ و غضب سے آگاہ کرتے ہیں تو ان کافرین کی ارواح یہ سن کر غرق ہو جاتی ہیں، پھر ملک الموت کافرین کے جسم میں غوط مار کر ان کی پیٹھ اور گوشت کے بند کھولتے ہیں، پھر وہ انھیں کھینچ کر نکالتی ہیں، لیکن اہل ایمان کی ارواح جب ملک الموت کو دیکھتی ہیں، تو ملک الموت ان سے کہتے ہیں، اے نفس مطمئنہ روح و ریحان اور اپنے رب کی جانب نکل آ وہ تجھ سے خوش ہے، پھر اہل ایمان کی ارواح بہ خوشی جنت کے شوق میں اپنے جسم سے نکل جاتی ہیں۔۱۹؎

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ بیان کرتے ہیں، آیت فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا۔۲۰؎

ترجمہ۔پھر ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں۔سے مراد فرشتے ہیں جو رحمٰن کے ذکر اور اس کے امر کی تدابیر کرتے ہیں، یہ فرشتے اللہ کے حکم سے بندوں کے معاملات کی ایک سال سے دوسرے سال تک کی تدابیر کرتے ہیں۔۲۱؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا۔ترجمہ۔پھر ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں۔سے مراد ملک الموت ہیں جو روح کو قبض کرنے کے لئے اللہ کے حکم سے حاضر ہوتے ہیں، پھر روح کو قبض کر کے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں، ان میں سے کچھ فرشتے دعا پر آمین کہتے ہیں، کچھ فرشتے میت کے لیے استغفار کرتے ہیں یہاں تک کے مرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے اور اس کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے۔۲۲؎

عبدالرحم بن سابطؒ بیان کرتے ہیں، دنیا کے کام کی تدابیر چار فرشتے کرتے۔

۱۔حضرت جبرائیل۔۲۔حضرت میکائیل۔

۳۔حضرت اسرافیل۔۴۔اور حضرت عزرائیل۔

جبرائیل ہواؤں کے نظام پر، میکائیل بارش اور نباتات کے نظام پر، اسرافیل صور پر جبکہ عزرائیل

ارواح کو قبض کرنے کے نظام پر مقرر ہیں، تاہم اسرافیل ان فرشتوں پر اللہ کے احکامات کو لے کر نازل ہوتے ہیں۔ ۲۳؎

قیامت کے دن کا زلزلہ اور صور کا پھونکے جانا:

قیامت کے دن زمین ہلا دی جائے گی اور اپنا بوجھ باہر نکال کر پھینک دے گی، اس دن صور پھونکا جائے گا اور لوگ اپنی قبروں سے بدحواسی کے عالم میں میدان محشر کی جانب نکل کھڑے ہوں گے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۔۲۴

ترجمہ۔ جس روز ہلا دینے والی ہلا ڈالے گی۔

تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۔۲۵

ترجمہ۔ جس کے بعد ایک پیچھے آنے والی آجائے گی۔

قُلُوبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۔۲۶

ترجمہ۔ بہت سے دل اس روز دھڑک رہے ہوں گے۔

اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۔۲۷

ترجمہ۔ ان کی آنکھیں جھک رہی ہوں گی۔

يَقُولُونَ ءَاِنَّا لَمَرْدُودُونَ فِي الْحَافِرَةِ ۔۲۸

ترجمہ۔ کہتے ہیں کیا ہم پہلی حالت میں واپس ہوں گے۔

ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۔۲۹

ترجمہ۔ کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے (پھر پہلی حالت پر واپس ہوں گے)۔

قَالُوا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۔۳۰

ترجمہ۔۔ کہنے لگے اس صورت میں یہ واپسی بڑے خسارے کی ہوگی۔

فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۔۳۱

ترجمہ۔ بس وہ ایک ہی سخت آواز ہوگی۔

فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۔ ۳۲

ترجمہ۔ جسے سن کر سب لوگ فوراً ہی میدان میں آ جائیں گے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ۔ ۳۳

ترجمہ۔ وہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کے یہ کب واقع ہوگی؟

فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ۔ ۳۴

ترجمہ۔ اس کے بیان سے آپ کا کیا تعلق ہے؟

اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ۔ ۳۵

ترجمہ۔ اس کا منتہائے علم صرف آپ کے رب کی طرف ہے۔

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ۔ ۳۶

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو بس اس شخص کو ڈرانے والے ہیں، جو اس سے ڈرتا ہے۔

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ۔ ۳۷

ترجمہ۔ جس دن اس کو دیکھیں گے تو انھیں ایسا معلوم ہوگا کے وہ یہاں صرف ایک دن کے آخری حصہ یا اس کے اول حصہ میں رہے ہی

قیامت کے دن حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے:

حضرت اسرافیل کا اصل نام عبدالخالق ہے اور آپ کی کنیت ابوالمناخ ہے۔ ۳۸

حضرت اسرافیل علیہ السلام کو اللہ تعالی نے دیگر فرشتوں تک پیغام پہنچانے کی ذمہ داری اور روز قیامت صور پھونکنے کی ذمہ داری تفویض کی ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قَوْلُهُ الْحَقُّ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۔ ۳۹

ترجمہ۔ اس کا فرمودہ سچا ہے، جس دن صور پھونکا جائے گا۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۔ ۴۰

ترجمہ۔ جب صور پھونکا جائے گا تو جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے، سوائے اس کے جیسے اللہ چاہے

سب بے ہوش ہوجائیں گے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا،تو وہ سب اچانک کھڑے ہوجائیں گے۔

يَّوۡمَ يُنۡفَخُ فِى الصُّوۡرِ وَنَحۡشُرُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ يَوۡمَئِذٍ زُرۡقًا ۔۴۱

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا۔ہم گناہ گاروں کواس دن نیلی آنکھوں کے ساتھ اکھٹا کریں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!جب اللہ تعالی آسمانوں اورزمین کی پیدائش سے فارغ ہوا تو اس نے صور کو پیدا فرمایا اور وہ صور حضرت اسرافیل کو عطا فرمایا گیا جسے وہ اپنے منہ میں رکھے عرش کی جانب دیکھ رہے ہیں کہ انھیں کب حکم دیا جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صور کیا چیز ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے،اس کی گولائی اتنی بڑی ہے جتنی آسمانوں کی چوڑائی ہے۔

راوی نے لکھا ہے کے زمین میں تین بار صور پھونکا جائے گا۔ ا۔پہلی مرتبہ میں لوگ دہشت زدہ ہوجائیں گے۔

۲۔ دوسری دفعہ میں سب لوگ مرجائیں گے۔ ۳۔تیسری دفعہ میں سب لوگ اللہ رب اللعالمین کے سامنے کھڑے ہوجائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دو بار صور پھونکا جائے گا اوران دونوں صوروں کے درمیان ۴۰ کا وقفہ ہوگا لوگوں نے پوچھا کے اۓ ابو ہریرہؓ،۴۰ دن انھوں نے کہا کے میں نہیں کہہ سکتا،لوگوں نے پوچھا ۴۰ ماہ؟ انھوں نے کہا کے میں نہیں کہہ سکتا،لوگوں نے پوچھا ۴۰ سال انھوں نے کہا کے میں نہیں کہہ سکتا پھر اللہ تعالی آسمان سے پانی نازل فرمائے گا جس سے لوگ اس طرح سے اگیں گے جس طرح سے سبزہ اگتا ہے،حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کے ایک ہڈی کے سوا انسان کی جسم کی ہر چیز گل جائے گی اور وہ دم کی ہڈی کا سرا ہے اور قیامت کے دن اسی سے انسان کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔ ۴۲

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اللّٰهُ اَنۡۢبَتَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ نَبَاتًا ۙ ثُمَّ يُعِيۡدُكُمۡ فِيۡهَا وَ يُخۡرِجُكُمۡ اِخۡرَاجًا ۔۴۳

ترجمہ۔اللہ نے تمھیں زمین سے اگایا ہے، پھر تم کواسی زمین میں لوٹائے گا اور دوبارہ تم کو نکالے گا۔

قیامت کے دن ریافیل نامی فرشتہ زمین کو لپیٹے گا۔ ۴۴؎

فَاِذَا هُمۡ بِالسَّاهِرَةِ ۔۴۵

ترجمہ۔ جسے سن کرسب لوگ فوراً ہی میدان میں آجائیں گے۔

سعید بن جبیرؒ آیت فَاِذَا هُمۡ بِالسَّاهِرَةِ۔ترجمہ۔ جسے سن کر سب لوگ فوراً ہی میدان میں آجائیں گے۔ سے زمین مراد ہے۔۴۶؎

مجاہدؒ آیت فَاِذَا هُمۡ بِالسَّاهِرَةِ۔ترجمہ۔ جسے سن کر سب لوگ فوراً ہی میدان میں آجائیں گے۔

کے بارے میں فرماتے ہیں، ساہرہ سے مراد زمین ہے، یہ وہ زمین ہے جو زمین کے نیچے کی تہہ ہے، روز قیامت وہ زمین کی اوپری سطح پر نمودار ہو جائے گی۔۴۷؎

عکرمہؒ آیت فَاِذَا هُمۡ بِالسَّاهِرَةِ۔

ترجمہ۔ جسے سن کرسب لوگ فوراً ہی میدان میں آجائیں گے۔

کے بارے میں کہتے ہیں، بالساہرہ زمین کا ایک نام ہے۔۴۸؎

سہل بن سعد الساعدیؓ سے آیت فَاِذَا هُمۡ بِالسَّاهِرَةِ۔

ترجمہ۔ جسے سن کرسب لوگ فوراً ہی میدان میں آجائیں گے۔

کے بارے میں کہتے ہیں کے ساہرہ سے مراد سفید اور وسیع زمین جیسے صاف ستھری روٹی ہو۔۴۹؎

❁

حوالہ کتب:

۱۔سورہ النزعٰت ۔آیت ۔۱۔
۲۔سورہ النزعٰت ۔آیت ۔۲۔
۳۔سورہ النزعٰت ۔آیت ۔۳۔
۴۔سورہ النزعٰت ۔آیت ۔۴۔
۵۔سورہ النزعٰت ۔آیت ۔۵۔
۶۔سورہ البقرہ۔آیت ۔۱۷۷۔
۷۔سورہ النساء۔آیت ۔۱۳۶۔
۸۔سورہ الانبیاء۔آیت ۔۱۹۔۲۰۔
۹۔سورہ طارق ۔آیت ۔۴۔
۱۰۔شرح العینی ۔علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی (متوفی ۸۵۵ھ) مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی
۱۱۔سورہ انعام ۔آیت ۔۶۱۔
۱۲۔سورہ انعام ۔آیت ۔۹۳۔
۱۳۔سورہ سجدہ ۔آیت ۔۱۱۔
۱۴۔سورہ انفال ۔آیت ۔۵۰۔
۱۵۔سورہ النحل ۔آیت ۔۳۱۔۳۲۔
۱۶۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور ۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۱۷۔تفسیر القران العزیز ۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۸۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور ۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۱۹۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور ۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۲۰۔سورہ النزعٰت ۔آیت ۔۵۔
۲۱۔تفسیر القران العزیز ۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۲۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور ۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۲۳۔شعب الایمان ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۴۔سورہ النزعٰت ۔آیت ۔۶۔
۲۵۔سورہ النزعٰت ۔آیت ۔۷۔
۲۶۔سورہ النزعٰت ۔آیت ۔۸۔
۲۷۔سورہ النزعٰت ۔آیت ۔۹۔

۲۸۔سورہ النزٰعٰت ۔آیت ۔۱۰۔
۲۹۔سورہ النزٰعٰت ۔آیت ۔۱۱۔
۳۰۔سورہ النزٰعٰت ۔آیت ۔۱۲۔
۳۱۔سورہ النزٰعٰت ۔آیت ۔۱۳۔
۳۲۔سورہ النزٰعٰت ۔آیت ۔۱۴۔
۳۳۔سورہ النزٰعٰت ۔آیت ۔۴۲۔
۳۴۔سورہ النزٰعٰت ۔آیت ۔۴۳۔
۳۵۔سورہ النزٰعٰت ۔آیت ۔۴۴۔
۳۶۔سورہ النزٰعٰت ۔آیت ۔۴۵۔
۳۷۔سورہ النزٰعٰت ۔آیت ۔۴۶۔
۳۸۔عمدۃ القاری ۔ حافظ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی (متوفی ۸۵۵ھ) مطبوعہ اداaرۃ الطباعۃ المنیر یہ مصر۔۱۳۴۸ھ۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۹۔سورہ انعام ۔آیت ۔۷۳۔
۴۰۔سورہ الزمر۔آیت ۔۶۸۔
۴۱۔سورہ طٰحہ ۔آیت ۔۱۰۲۔
۴۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۳۔سورہ نوح۔آیت ۔۱۷۔۱۸۔
۴۴۔الاتقان فی علوم القرآن ۔علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ج۔۱۔ص۔۶۰۔مطبوعہ سہیل اکیڈمی
۴۵۔ سورہ النزٰعٰت ۔آیت ۔۱۴۔
۴۶۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۴۷۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۴۸۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۴۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۸۰۔سورہ عَبَسَ

(اس نے غصہ کا اظہار کیا/ تیوری چڑھانا)

نام:

عَبَسَ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی اس نے غصہ کیا یا اس نے تیوری چڑھائی۔

شانِ نزول:

سورہ عَبَسَ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۴۲ ہے جبکہ اس میں ا رکوع ہے۔

مضامین:

ا۔توحید۔

۲۔رسالت اور اخلاقی تعلیمات۔

۳۔کفار کے احوال کا ذکر۔

۴۔اللہ کی قدرت کے دلائل۔

۵۔قیامت کا خوفناک منظر۔

قرآن کریم کا اسلوب:

قرآن کریم کا یہ اعجاز ہے کے قرآن کریم میں جا بجا التفات کے ذریعے خطاب کیا گیا ہے،ان آیات میں جہاں التفات کے اسلوب سے کام لیا گیا ہے بیک وقت ایک سے زائد لوگوں سے بھی

خطاب کیا گیا ہے۔

سورہ عَبَسَ میں بیک وقت اظہار محبت اور اظہار عتاب بیک وقت ایک ساتھ ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے! تیوری چڑھائی اور روگردانی کی، اس لئے کے نابینا آ گیا، لیکن اگلی آیت میں اظہار محبت اور شفقت ہے۔

تمھیں کیا معلوم شاید وہ تزکیہ کے لئے آیا ہو؟ یا وہ یاد دہانی حاصل کر لے اور نصیحت سے فائدہ اٹھالے۔

درج ذیل آیات میں اللہ تعالی نے دو مختلف اسلوب اختیار کئے ہیں، جبکہ دونوں میں اللہ تعالی نے مخاطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو کیا ہے تاہم بلاغت کی ایک قسم یہ بھی ہے کے کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ معنی ادا کر دئے جائیں، چنانچہ ان آیات میں بلاغت کی ایک شان موجود ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤى ۔١

ترجمہ۔منہ بنایا اور روگردانی کی۔

اَنۡ جَآءَهُ الۡاَعۡمٰى ۔٢

ترجمہ۔اس وجہ سے کے ان کے پاس نابینا آیا۔

وَمَا يُدۡرِيۡكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۔٣

ترجمہ۔آپ کو کیا خبر شاید وہ سنور جاتا۔

اَوۡ يَذَّكَّرُ فَتَنۡفَعَهُ الذِّكۡرٰى ۔٤

ترجمہ۔یا وہ نصیحت قبول کرتا، اور نصیحت اسے فائدہ دیتی۔

اَمَّا مَنِ اسۡتَغۡنٰى ۔٥

ترجمہ۔وہ جو بے پرواہی کرتا ہے۔

فَاَنۡتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۔٦

ترجمہ۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی جانب مائل ہو جاتے۔

وَمَا عَلَيۡكَ اَلَّا يَزَّكّٰى۔ ۷

ترجمہ۔ حالانکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذمہ داری نہیں کے وہ پاکیزگی اختیار نا کرے۔

وَ اَمَّا مَنۡ جَآءَكَ يَسۡعٰى۔ ۸

ترجمہ۔ جو شخص آپ کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے۔

وَهُوَ يَخۡشٰى۔ ۹

ترجمہ۔ اور وہ ڈرتا بھی ہے۔

فَاَنۡتَ عَنۡهُ تَلَهّٰى۔ ۱۰

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بے رخی برتتے ہیں۔

كَلَّاۤ اِنَّهَا تَذۡكِرَةٌ۔ ۱۱

ترجمہ۔ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایسا ہرگز نا کیجیے، بے شک یہ قرآن نصیحت ہے۔

فَمَنۡ شَآءَ ذَكَرَهٗ۔ ۱۲

ترجمہ۔ تو جس کا جی چاہے وہ اس ذکر کو قبول کرے۔

فِىۡ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ۔ ۱۳

ترجمہ۔ وہ باعزت اور مکرم صحیفوں میں ہے۔

مَّرۡفُوۡعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۭ۔ ۱۴

ترجمہ۔ جو بلند اور مقدس ہیں۔

بِاَيۡدِىۡ سَفَرَةٍ۔ ۱۵

ترجمہ۔ وہ ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں۔

كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ۔ ۱۶

ترجمہ۔ جو مکرم اور نیک ہیں۔

شانِ نزول:

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں ، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قریش کے کچھ سردار آئے ،جن میں ابو جہل بن ہشام اور عتبہ بن ربیعہ تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سرداروں سے گفتگو فرمارہے تھے کے اس مجلس میں عبداللہ بن ام مکتومؓ آ گئے اور انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعراض فرمایا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرداران قریش کے ساتھ مشغول تھے۔اس پر اس آیت کا نزول ہوا۔۱۷؎

ابن ابی حاتم نے حکمؒ سے روایت کیا کے اس آیت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی مالدار کی طرف توجہ کرتے اور کسی فقیر سے اعراض کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔۱۸؎

حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ کی فضیلت:

حضرت ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں،ایک مرتبہ صحابی رسول عبداللہ بن ام مکتومؓ جو نابینا تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ جانتے ہیں کے میں بوڑھا،نابینا ہوں اور میری ہڈیاں بھی کمزور ہوگئی ہیں،ایک شخص مجھ کو پکڑ کر لاتا لے جاتا ہے،لیکن مجھے یہ مناسب نہیں لگتا،کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے پانچوں نمازیں اپنے گھر میں ادا کرنے کی رخصت دے سکتے ہیں؟ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا،کیا تم موذن کی آواز کو سن سکتے ہو؟ تو عبداللہ بن مکتومؓ نے کہاہاں! تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمھارے لئے کوئی رخصت نہیں۔۱۹؎

حضرت کعب بن عجرۃؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن مکتومؓ سے فرمایا! جب تم اذان سن سکتے ہو تو پھر تم اللہ کی دعوت کو قبول کرو۔۲۰؎

سورہ عبس کی ابتدائی آیات عبداللہ بن ام مکتومؓ کے بارے میں نازل ہوئیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن ام مکتومؓ کا اکرام کرتے ہوئے انھیں دو مرتبہ مدینہ منورہ میں اپنا نائب بنایا۔۲۱؎

منکرین خدا پر اللہ کا عذاب:

اللہ کا انکار کرنے والے کافرین، منافقین، مشرکین اور منکرین کے اوپر سخت وعید کی گئی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُتِلَ الۡاِنۡسَانُ مَاۤ اَکۡفَرَہٗ۔ ۲۲

ترجمہ۔انسان پر خدا کی مار ہو وہ کیا سخت منکر ہے۔

شان نزول:

عکرمہؓ آیت قُتِلَ الۡاِنۡسَانُ مَاۤ اَکۡفَرَہٗ۔ ۲۳؎

ترجمہ۔انسان پر خدا کی مار ہو وہ کیا سخت منکر ہے۔

کے بارے میں لکھتے ہیں کے یہ آیت عتبہ بن ابی لہب کے بارے میں نازل ہوئی، جب اس نے کہا میں ستارے کے رب کا انکار کرتا ہوں ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس پر بددعا فرمائی،تو جب عتبہ بن ابی لہب شام کے سفر پر تھا تو راستے میں ایک شیر اس پر حملہ آور ہوا اور اسے نگل گیا۔ ۲۴؎

مجاہدؒ (رح) اس آیت قُتِلَ الۡاِنۡسَانُ مَاۤ اَکۡفَرَہٗ۔۔ ۲۵؎

ترجمہ۔انسان پر خدا کی مار ہو وہ کیا سخت منکر ہے۔

حقیر نطفے سے انسان کی پیدائش:

اللہ نے انسان کو بدبودار نطفے سے پیدا فرمایا،جس کی مقدار بھی معین ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

مِنۡ اَیِّ شَیۡءٍ خَلَقَہٗ۔۔ ۲۶

ترجمہ۔(انسان) کو کس چیز سے خلق فرمایا ہے۔

مِنۡ نُّطۡفَۃٍ خَلَقَہٗ فَقَدَّرَہٗ۔ ۲۷

ترجمہ۔(انسان) کو نطفہ سے پیدا فرمایا، پھر اس کی تقدیر مقرر کی (اندازہ مقرر کیا)۔

ثُمَّ السَّبِیۡلَ یَسَّرَہٗ۔ ۲۸

ترجمہ۔پھر اس کا راستہ آسان فرمادیا۔

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۔۲۹

ترجمہ۔ پھراس کوموت دے دی، اس کے بعد اسے قبر میں چھپا دیا۔

ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ۔۳۰۔

ترجمہ۔ پھر جب چاہے اسے اٹھالے۔

Sperm کی تخلیق:

قرآن کریم Sperm کی تخلیق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بتاتا ہے!

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ۔۳۱

ترجمہ۔ اچھا پھر بتلاؤ کے تم جو منی پہنچاتے ہو۔

ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْن ۔۳۲

ترجمہ۔ اس کو تم تخلیق کرتے ہو یا اس کو ہم تخلیق کرتے ہیں؟

مرد کے نطفے کو سائنسی زبان میں اسپرم (Sperm) کہتے ہیں، جب لڑکے بالغ ہوجاتے ہیں تو انھیں Wet dreams یا احتلام شروع ہوجاتا ہے، یہ ایک سفید رنگ کا مادہ (Fluid) ہوتا ہے، جس کو Semen یا (منی) کہتے ہیں جبکہ عورت کے خلیے کو اوویوم (Ovum) کہا جاتا ہے، مرد وعورت کے Fluid کو اللہ تعالی نے معین مقداروں کے ساتھ تخلیق فرمایا ہے اگر اس Fluid میں کمی رہ جائے تو انسان اولاد کی نعمت سے محروم رہتا ہے، Sperm کے ارتکاز میں فی ملی لیٹر (ML) Sperm Count. کرتا ہے، اس کی عام range (200-15) Million Sperm per ML کے درمیان ہوتی ہے، جبکہ Sperm میں نطفہ کی فیصد کی نشاندہی کی جاتی ہے، World Health Orginization کے مطابق، 40% تک Sperm Active ہونا چاہئے اوران کی رفتار 25um/s ہونی چاہئے۔

پہلے مرحلے میں اوویوم اور اسپرم کے خلیات آپس میں خلط ملط ہوتے ہیں اس کے بعد DNA کی تقسیم شروع ہوتی ہے تاہم یہ مرحلہ نہایت تیز رفتاری سے انجام پزیر ہوتا ہے ایسا لگتا ہے کے کوئی غیر مرئی قوت ان جنیاتی مادوں کو آپس میں ملاتی ہے باپ کے اسپرم کے ۲۵

کروڑ (۲۵ ملین) خلیات کو ماں کے صرف ایک اوویوم کے مقابل آنا ہوتا ہے یعنی ماں کے اوویوم کو باپ کے اسپرم کے صرف ایک متناسب اور مکمل کرنے والے خلیے کا انتخاب ان ۲۵ کروڑ خلیات میں سے کرنا ہوتا ہے اور ان دونوں یعنی ماں اور باپ کے خلیات کا ملاپ کا عمل صرف اور صرف ایک گھنٹے میں مکمل ہوتا ہے تاہم اگر یہ کام کسی انسان کے سپرد کر دیا جائے اور اگر ان میں سے ہر ایک خلیے کی درست جانچ میں صرف ایک سیکنڈ صرف کیا جائے تو اس کام پر پورے دو ماہ کا طویل عرصہ درکار ہوگا مگر ماں کے اوویوم کو نا صرف ان تمام خلیات میں سے درست خلیے کا انتخاب کرنا ہوتا ہے بلکہ اس کو ان تمام خصوصیات کے مطابق نامیاتی مرکب یعنی امینو ایسڈ (Aminio Acid Base) کی بنیاد کا تعین بھی کرنا ہوتا ہے جو کے ایسی سازگار فضا پیدا کر سکے کے جس میں باہمی ربط کے زاویے قائم ہو سکیں اگرچہ اس مقام پر ہم پیچیدگی کی اس سطح پر پہنچ جاتے ہیں کے ایک جدید ساز و سامان سے آراستہ لیبارٹری میں ۱۰۰۰ ماہرین حیاتیات کی خدمات بھی حاصل کر لی جائیں جن کی یہ ذمہ داری ہو کے وہ عنقریب حاملہ ہونے والے اوویوم اور اس کے گرد ۲۵ کروڑ اسپرم کے خلیات کا درست انتخاب کریں تو اس جدید لیبارٹری کو بھی اس کام کو کرنے میں کئی سال لگ جائیں گے لیکن حیرت انگیز امر یہ ہے کے اللہ کی قدرت اس مشکل ، پیچیدہ اور انتہائی دقت طلب کام کو محض ایک گھنٹے میں نہایت کامیابی سے انجام دیتی ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ ۔۳۳

ترجمہ۔ بے شک ہم نے انسان کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا ہے۔

امشاج عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں اختلاط یعنی دو چیزوں کا ایک دوسرے سے مل جانا۔

فراء کہتے ہیں امشاج سے مراد! مرد اور عورت کے پانی کا مختلط ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا امشاج کے معنی ، سفیدی میں سرخی یا سرخی میں سفیدی

حضرت ام سلیمؓ بیان کرتی ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! مرد کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے جبکہ عورت کا پانی پتلا پیلا ہوتا ہے اب ان میں سے جس کا پانی غالب یا سابق ہوگا بچہ اسی کے مشابہہ

ہوگا۔ ۳۴؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، مرد کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے جو عورت کے پتلے پیلے پانی سے اختلاط کرتا ہے تاہم ان دونوں پانیوں سے مل کر ہی بچہ تخلیق پاتا ہے بچے کے پٹھے، ہڈی اور قوت مرد کے پانی سے جبکہ اس کا خون، گوشت، اور بال عورت کے پانی سے بنتے ہیں۔

اس انتہائی پیچیدہ عمل کے نتیجے میں ماں اور باپ دونوں کے درست خلیات کا انتخاب ہوتا ہے جس کے نتیجے میں ایک بار آور خلیہ وجود میں آتا ہے جس کو زائیگوٹ Zygote کہتے ہیں زائیگوٹ Fallopian Tube کے راستے Uterus (رحم مادر) میں داخل ہوتا ہے جہاں وہ Uterus کی دیوار سے چپک کر خون سے توانائی حاصل کرتا ہے۔

قرآن کریم نے اسی کیفیت کو جونک سے تشبیہ دی ہے۔

ہر انسان کے ڈی این اے میں حروف G,T,A اور C کی ترتیب مختلف ہوتی ہے لہٰذا ایک جیسی جسمانی ساخت اور خدوخال کے باوجود تمام انسانوں میں حیرت انگیز انفرادیت پائی جاتی ہے یہاں 'العلق' کو سمجھنے کی کوشش کی جارہی ہے لغات القرآن میں العلق کے ایک معنی کسی چیز سے کسی دوسری چیز کو لٹکا دینا بھی ہے چنانچہ یہاں قابل غور امر یہ ہے کے بچہ ماں کے وجود میں جونک کی طرح رحم مادر سے چپکا یا لٹکا ہوتا ہے نیز اس کا تعلق ماں کی Umbilical Cord سے ہوتا ہے Cord کو رسی بھی کہتے ہیں تاہم بچہ اپنی ماں کے ساتھ اسی Umbilical Cord کے ساتھ منسلک، چپکا، بندھا ہوا اور لٹکا رہتا ہے اگرچہ ایک ماں کے وجود میں کئی بچے پلتے ہیں لیکن یہ بھی مقام حیرت ہے کے ماں اور اس کے سب بچوں کا بلڈ گروپ الگ ہوتا ہے ممکن ہے کبھی اتفاقاً کسی بچے کا بلڈ گروپ دوسرے بچے سے مل جائے لیکن عام طور پر ایسا نہیں ہوتا ہے تخلیق کے تمام مراحل میں ماں اور بچے کا خون ایک جھلی کے ذریعے علیحدہ رہتا ہے بچہ اپنی ماں کے خون سے توانائی اور آکسیجن حاصل کرتا ہے لیکن اس تمام عمل کے دوران ایک باریک جھلی درمیان میں حائل رہتی ہے جو دونوں کے خون کو کسی بھی مرحلے پر ملنے نہیں دیتی۔

ایک صحت مند بچہ ۳۰ ارب خلیات پر مشتمل ہوتا ہے مگر نشونما کے دوران ۶۰۰۰۰ خصوصیات مسلسل اور محکم صورت میں وقوع پذیر ہوتی ہیں مثلاً جب خلیات کی تعداد ۲۵۶ تک پہنچتی ہے تو

آنکھ کی پتلیوں کے رنگ اور کان کی کری ہڈی Cartilage کا تعین ہوتا ہے اسی طرح سے زبان کی جلد کی خصوصیات اور گردوں کی خصوصیات خلیہ نمبر ۲۲۱ کی وجہ سے ممکین ہیں اگر ان کے درمیانی فاصلے میں ایک سینٹی میٹر کے کروڑویں حصے کے برابر بھی غلطی ہوجائے تو انسانی ذہن اور جسم میں شدید نقائص پیدا ہوسکتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى وَ الَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۔ ۳۵

ترجمہ۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اپنے رب برتر کی تسبیح کرو، جس نے پیدا کیا، اور تناسب قائم کیا، جس نے تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی۔

شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں کروموسومز میں بارہ چھلے ہوتے ہیں اور ہر چھلے کا ایک منفرد اور الگ رنگ ہوتا ہے اگر ماں کے وجود میں کروموسومز کے ان چھلوں کی رنگت میں یکسانیت ہوگی تو بچے میں مردانہ خصوصیات ہوں گی بصورت دیگر اگر ایک چھلے کا رنگ بھی بقیہ گیارہ چھلوں کا ہم مقدار نہ رہا تو مردانہ اوصاف میں کمی ہوگی تاہم ان بارہ چھلوں میں سے اگر کسی بھی ایک چھلے کی رنگت اور مقدار میں کمی یا بیشی ہوئی تو اس صورت میں ہونے والے بچے میں مونث رخ تشکیل پاتا ہے۔ ۳۶

حمل کے تیسرے ہفتے میں Zygote،Embryo کی شکل اختیار کرتا ہے جس کا سائز تقریباً دو ملی میٹر ہوتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۔ ۳۷

ترجمہ۔ پھر ہم نے اس نطفہ کو قرار مکین میں رکھا پھر اس نطفہ کو علق کی شکل دی پھر علق کو مضغہ بوٹی

بنادیا پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائی پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کر کھڑا کیا پس بڑا ہی برکت والا ہے اللہ سب کاریگروں سے اچھا کاریگر۔

یوں آہستہ آہستہ مرحلہ وار تخلیق کے مدارج طے ہوتے جاتے ہیں تاہم چار ہفتے کے Embryo کی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے نمودار ہوجاتے ہیں اور اس کے سر کا سائز تقریباً اس کے وجود کے نصف جتنا ہوجاتا ہے ساڑھے چار ہفتوں کا Embryo روز آنہ ایک ملی میٹر کی رفتار سے نشونما پاتا ہے چھ ہفتوں کا Embryo تقریباً ایک سینٹی میٹر بڑا ہوجاتا ہے اس دوران اس کے دل کی دھڑکن ۱۴۰۔۱۵۰ مرتبہ فی سیکنڈ ہوتی ہے جبکہ جسم میں خون کی پمپنگ کا آغاز بھی ہوجاتا ہے آٹھ ہفتوں کے Embryo کی آنکھوں کی سیاہی واضح ہونے لگتی ہے اس کے ساتھ ہی اس کے بازو، ہاتھ اور پیر کی نشونما بھی تیز تر ہوجاتی ہے اس کا جسمانی مدافعتی نظام بتدریج مستحکم ہوتا ہے دوسری جانب خون میں سفید خلیات بھی بننا شروع ہوتے ہیں اس کے ساتھ ہی دماغ بننے کا عمل بھی شروع ہوجاتا ہے جبکہ ہر گزرنے والے منٹ میں ایک لاکھ اعصابی خلیات جیسے نیورانز کہتے ہیں وہ بھی تخلیق ہوتے ہیں۔ Embryo کا حجم بھی تقریباً ۴ سینٹی میٹر تک ہوجاتا ہے اس مرحلے میں جنین کا ڈیزائن ورک تقریباً مکمل ہوجاتا ہے آٹھ ہفتوں کے اس Embryo کو طبی اصطلاح میں Fetus کہا جاتا ہے تخلیق کے تیسرے ماہ سے Fetus میں سانس لینے کا عمل اور مختلف غذائی اشیاء کے ذائقے کو محسوس کرنے اور انھیں پسند یا ناپسند کرنے کا عمل بھی شروع ہوتا ہے تخلیق کا چوتھا مہینہ خاصا اہم ہوتا ہے کیونکہ اس دوران ہڈیاں بننے کا عمل شروع ہوجاتا ہے جبکہ چوتھے ماہ سے ہی جنسی اعضاء بھی نشونما پاتے ہیں۔

اس حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے! جب نطفہ پر ۴۲ راتیں گزر جاتی ہیں تو اللہ تعالی ایک فرشتے کو بھیجتے ہیں جو اس کی شکل وصورت کو بناتا ہے اور اس میں سننے اور دیکھنے کی قوت پیدا کرتا ہے، اس کی جلد، گوشت اور ہڈیاں بناتا ہے پھر فرشتہ اللہ سے پوچھتا ہے کے اللہ تعالی نر ہوگا یا مادہ؟ اللہ تعالی جو چاہتے ہیں وہ فیصلہ فرمادیتے ہیں پھر فرشتہ پوچھتا ہے اے میرے رب اس کی عمر کتنی ہوگی؟ پھر اللہ تعالی جو فیصلہ چاہتے ہیں فرمادیتے ہیں پھر وہ فرشتہ اللہ سے پوچھتا ہے اے میرے رب اس کا رزق کتنا ہوگا؟ پھر اللہ تعالی جو چاہتے ہیں فیصلہ فرمادیتے ہیں چنانچہ فرشتہ اللہ

تعالی کے بتائے ہوئے یہ تمام احکامات کو لکھ لیتا ہے اور اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کرتا ہے۔۳۸؎

مندرجہ بالا حدیث نبوی ﷺ کی ترتیب پر تفکر کرنے سے یہ معلوم ہوا کے رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی یہ ترتیب عین سائنٹیفک ہے۔ جب انسان کی شکل وصورت، جلد، گوشت اور ہڈیاں بنالی جاتیں ہیں تو اس کے بعد اس کے جنسی اعضاء کو تخلیق کیا جاتا ہے۔ انسان کو سب سے پہلے سماعت کا شعور دیا گیا اس کے بعد بصارت کا شعور منتقل ہوا جبکہ جدید سائنسی تحقیق بھی رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے عین مطابقت رکھتی ہے جنین میں سماعت پندرہویں ہفتے میں شروع ہوکر بیسویں ہفتے میں مکمل اور پختہ ہوتی ہے جبکہ ۲۵ ہفتے میں جنین مختلف آوازوں پر ردعمل شروع کرتا ہے تاہم دلچسپ امر یہ ہے کے تمام آوازوں میں سے وہ اپنی ماں کی آواز کو علیحدہ سے شناخت کرتا ہے جبکہ تیز آواز پر وہ سہم جاتا ہے۔ ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْـًٔا ۙ وَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔۳۹

ترجمہ۔ اللہ نے تم کو تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اس حالت میں کے تم کچھ بھی نہ جانتے تھے اس نے تمھیں کان دئے آنکھیں دیں اور سوچنے کے لئے دل دئے اس لئے کہ تم شکر گزار بنو۔

انسان کی ابتداء ایک خلیہ سے ہوئی پھر وہ خلیہ بتدریج مختلف مراحل طے کرتے کرتے ایک جیتا جاگتا انسان بنتا ہے دنیا میں آنے سے قبل اس کے تمام جسمانی اعضاء مکمل ہیں جبکہ اس کی مختلف حسیات جن میں سماعت، بصارت، لامسہ، شامہ اور گویائی بھی کافی حد تک پختہ ہیں اور اس کی یاداشت بھی بنیادی نوعیت کی ہے اگرچہ وہ اپنے والدین کی آوازوں کی شناخت کر لیتا ہے نیز وہ غذا لینے کے فن سے بھی بخوبی واقف ہے علماء باطن فرماتے ہیں اس بات کو یقین کے درجے تک لے کر جائیں کے جسم ایک لباس ہے۔۴۰؎

ایک تحقیق کے مطابق دنیا میں ہر سیکنڈ میں (۴) بچے پیدا ہوتے ہیں اور ہر منٹ میں تقریباً (۲۵۰ سے ۲۴۰) تک بچوں کی پیدائش عمل میں آتی ہے اسی طرح سے ہر گزرنے والے گھنٹے میں تقریباً

(360,000) بچے دنیا میں آتے ہیں۔ ایکولوجی گلوبل کے مطابق ایک سال میں تقریباً (۱۳۰) ملین بچے دنیا میں پیدا ہوتے ہیں۔

درخت، پھول، پودے، باغات، جنگلات اور سبزہ اللہ کی نعمت عظیم ہیں:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر درخت، پھول، پھل، زرخیزی، باغات اور کھیت کھلیان کی بات کی ہے۔ یہ تمام سبزہ اللہ کی نعمت عظیم ہے اور زمین پر انسان اور جانوروں کی حیات کی بقاء کا اہم ترین ذریعہ بھی۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ۔ ۴۱؎ ۔ ترجمہ۔ ہم نے خوب اچھی طرح پانی برسایا۔

ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ۔ ۴۲؎ ۔ ترجمہ۔ پھر ہم نے زمین کو عجیب طریقہ پر پھاڑ دیا۔

فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ۔ ۴۳؎ ۔ ترجمہ۔ ہم نے اس میں غلہ اگایا۔

وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ۔ ۴۴؎ ۔ ترجمہ۔ انگور اور ترکاریاں۔

وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ۔ ۴۵؎ ۔ ترجمہ۔ زیتون اور کھجوریں۔

وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ۔ ۴۶؎ ۔ ترجمہ۔ گنجان باغ۔

وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ۔ ۴۷؎ ۔ ترجمہ۔ میوے اور چارہ پیدا کیا۔

مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۔ ۴۸؎ ترجمہ۔ تمہارے لیے اور تمہارے مویشیوں کے لیے۔

زمین پر حیات کی بقاء:

زمین پر موجود تمام ذی نفوس اور ان کی حیات کی بقاء پر اگر تفکر کیا جائے تو اس کے پیچھے معصوم درخت، پودے اور جنگلات نظر آئیں گے جبکہ یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کے زمین پر سے اگر درخت اور پودے ناپید و نابود ہو جائیں تو کسی ذی روح کے زندہ رہنے کا قطعاً کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا چنانچہ انسان، جانور، پرندے اور کیڑے مکوڑوں کی زندگی کے قیام اور دوائم کے پیچھے یہ بے ضرر درخت اور پودے ہیں تاہم درخت تمام انسانوں کے سب سے بہترین دوست اور محسن ہیں، انسان کے دنیا میں آنے کے فوراً بعد اس کا ان درختوں کے ساتھ براہ راست تعلق قائم

ہوجاتا ہے لیکن اس سے بھی پہلے جب انسان ابھی جنین تھا اس وقت بھی اس کی سانس کی آمدورفت اور زندگی کی ڈور کو یہی درخت تھامے ہوئے تھے اور انسان کی زندگی کا انحصار اور دارومدار انھی درختوں سے خارج شدہ آکسیجن گیس پر تھا چنانچہ پیدائش سے لے کر موت تک اور بعض اوقات مرنے کے بعد بھی یہ درخت اس کے محسن اور رفیق ہیں۔

تحقیق سے یہ ثابت ہوا کے ایک درخت ۳۰۰۰۰ لیٹر پانی کو برقرار رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے یعنی ۳۰۰۰۰ پانی کو وہ کرہ زمین پر (Save) کرسکتا ہے یہی نہیں بلکہ ایک درخت (۲۲) کلو کاربن ڈائی آکسائیڈ بھی جذب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

زیر نظر تحقیقی مقالے میں درختوں سے محبت، ان کی افادیت اور اہمیت نیز ان کا ہماری زندگی میں انتہائی گہرے عمل دخل پر بحث کی گئی ہے جس کا اصل مقصد زیادہ سے زیادہ شجر کاری مہم کو فروغ دینا اور اپنے سماج میں ان کے بے تحاشا فوائد سے آگہی پیدا کرنا ہے۔

درختوں کی قدامت:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا! اللہ نے پیر کے دن درخت پیدا کئے۔[۴۹]

کاربن خیز دور:

زمین پر 378.280 سال قبل اتھلے سمندروں، وسیع دلدلوں اور ڈھلوانی زمین پر مشتمل ایک نم آلود اور گرم آب و ہوا کا ایک کاربن خیز دور یعنی Carboniferous Period بھی تھا چنانچہ اس دور میں زمین پر کوئلے کے کئی جنگلات پیدا ہوئے جبکہ پوری زمین ایک مرطوب فضاء کی چادر میں ملفوف تھی جہاں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار بہت زیادہ تھی تاہم زمین پر موجود جنگلات میں دیو قامت لٹھ کائی (Club Mosses)،فرن اور سرس کے بے شمار گاچھ (Horsetails) تھے جبکہ کہیں کہیں ان درختوں کی اونچائی ایک سوفٹ سے بھی زائد تھی اگرچہ لاکھوں برس تک زمین پر یہی موسم قائم رہا لیکن پھر زمین پر برفانی دور شروع ہوا تاہم برف کی

تہوں میں یہ تمام اشجار دب گئے اور ان پر برسوں مختلف کیمیکلز ری ایکشنز بھی ہوتے رہے۔۵۰؎

الجی(Algee):

پودے کی ایک انتہائی سادہ قسم ہے جو سب سے زیادہ سورج کی روشنی کو Photosynthesis کے ذریعے جذب کرکے آکسیجن کی بڑی مقدار کا اخراج کرتے ہیں ان کی بے شمار اقسام دنیا کے ہر خطے میں یعنی زمین سے لے کر سمندر کی سطح سے لے کر تہہ تک میں پائی جاتی ہے اس کے علاوہ یہ بکثرت جنگلات اور درختوں پر بھی پروان چڑھتی ہیں جبکہ صرف سوئی کی نوک پر یہ ہزار سے زائد سما سکتی ہے۔

کائی(Moss):

کائی بھی پودے کی ایک قسم ہے جو دنیا کے تمام خطوں میں تقریباً ہر جگہ پائی بکثرت جاتی ہے جس میں زمین، پہاڑ، پتھر، جنگل، درختوں کی چھال اور جوہڑ شامل ہیں کائی کی اب تک ۸۰۰۰ سے زائد اقسام دریافت کی جا چکی ہے اگرچہ ان میں جڑ نہیں ہوتی لیکن ان کے جنسی تولیدی اعضاء زرخیزی کے عمل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اگر انھیں نمی میسر ہو تو یہ تیزی سے نشونما کے مراحل طے کرتے ہیں۔

فرن(Fern):

فرن کو بھی کرہ ارض کا قدیم ترین پودا کہا جاتا ہے جو دنیا میں ہر جگہ پایا جاتا ہے اس کی اب تک ۱۵۰۰۰ سے زائد اقسام کا اندازہ لگایا گیا ہے فرن کی افزائش بھی قدرت کا ایک شاہکار ہے کیونکہ اس درخت میں Male ,Female organs نہیں پائے جاتے اور نہ ہی اس کی جڑ، بیج اور پھول ہوتے ہیں لیکن اس کے پتوں کی نچلی سطح پر موجود Spores جو ابتداء میں ہرے رنگ کے لیکن بعد ازاں بھورے رنگ کے خشک ہوکر جب زمین پر کثیر تعداد میں گرتے ہیں تو انھی Spores سے فرن کا نیا درخت پیدا ہوتا یعنی بالالفاظ دیگر فرن درختوں کی ان اقسام سے تعلق رکھتا

ہے جو کے Vascular Plant کہلاتے ہیں۔

ماہرین ارضیات نے اس قدیم پودے کی باقیات اور فوسلز کوڈیونی عہد کے چٹانوں سے حاصل کیا ہے ایک محتاط اندازے کے مطابق یہ پودا تقریباً ۳۰ کروڑ سال قبل نباتات کی غالب شکل میں دنیا میں موجود تھا۔

درختوں اور پودوں کی اقسام:

ماہرین نباتات اور سائنسدانوں نے اب تک تقریباً دولاکھ ساٹھ ہزار سے زائد مختلف درختوں اور پودوں کی اقسام کو دریافت کیا ہے جس میں (کائی، فرن، مختلف جڑی بوٹیاں اور درخت) شامل ہیں۔اس حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ۔ ۵۱

ترجمہ۔ہم نے (زمین) میں ہر قسم کی موزوں چیز کو اگایا۔

فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى۔ ۵۲

ترجمہ۔ہم نے (زمین) میں مختلف اقسام کے نباتات پیدا کئے۔

درختوں اور پودوں کی افزائش:

درخت اور پودے زمین پر حیران کن انداز سے اپنی غذائی ضروریات کو پورا کرتے ہیں جو کسی اور جاندار کے بس کی بات نہیں وہ سورج کی روشنی سے براہ راست توانائی اور غذا کو حاصل کرتے ہیں اس عمل کو سائنسی اصطلاح میں Photosynthesis یا ضیائی تالیف کہا جاتا ہے چنانچہ تمام درختوں اور پودوں کے ہرے پتوں میں کلوروفل نامی ایک سبز مادہ پایا جاتا ہے جو انھیں سورج کی روشنی اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کا کیمیائی ری ایکشن کر کے غذا کے حصول میں مدد دیتا ہے تاہم Photosynthesis کے ذریعے یہ درخت اور پودے فضاء میں آکسیجن خارج کرتے ہیں جبکہ فضاء میں موجود کاربن ڈائی آکسائیڈ کو اپنے اندر جذب کرتے ہیں جو دیگر ذی نفوس کے لئے زندگی کا پیغام ہے بالفاظ دیگر اگر زمین پر نباتات نہ ہوتے تو یہاں زندگی کا تصور محال تھا پودے

آکسیجن کی بھاری مقدار کو خارج جبکہ کاربن ڈائی آکسائید کی بھاری مقدار کو باآسانی جذب کرتے ہیں تاہم ان کی یہی بہترین صلاحیت اس زمین پر زندگی کے قیام اور دوام کی علامت ہے اگرچہ درختوں اور پودوں کی نشونما میں پانی اور مٹی میں پائے جانے والے دیگر معدنی اجزاء بھی ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں چنانچہ درختوں، پودوں اور پھولوں میں بھی نر اور مادہ تولیدی اعضاء Male, Female sex organs پائے جاتے ہیں جن کی وجہ سے ان کی افزائش ممکن ہوتی ہے کچھ پھول ایسے ہوتے ہیں جن کی اندرونی سطح پر یہ دونوں اعضاء موجود ہوتے ہیں چنانچہ کسی بھونرے، تتلی، کیڑے مکوڑے، ہوا یا پانی کے ذریعے کوئی پولن جب ان میں داخل ہوتا ہے تو وہ Fertilize ہو کر بیج بن جاتا ہے پھر اس پھول کے اطراف میں واقع پتیاں جھڑ جاتی ہیں اور اس بیج کے اردگرد پھل نشونما پاتا ہے۔

بیج اور زمین کا شعور:

درخت، پھول، پھل، سبزی اور اناج کی پیدائش بھی حیران کن ہے، کیونکہ ہر بیج میں دو گرہ موجود ہوتی ہے، بیج کی نچلی گرہ میں جڑ کا پروگرام فیڈ جبکہ اوپری گرہ میں تنے اور پورے درخت کا پروگرام فیڈ ہوتا ہے، قابل غور اور نہایت حیران کن امر یہ ہے کے خود کسان یا باغبان کو بھی یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کے اس بیض کے اندر کس گرہ میں جڑ اور کس گرہ میں تنے کا پروگرام موجود ہے، جب باغبان یا کسان زمین پر کاشتکاری کے غرض سے بیج کو زمین پر بکھیرتے ہیں تو وہ اس سائنس سے قطعاً لاعلم ہوتے ہیں، لیکن اللہ تعالی نے زمین اور بیج کو یہ شعور ودیعت فرمایا ہے کے اس بیج کی زمین میں درست سمت کیا ہونی چاہیئے، آج تک دنیا میں کوئی ایک درخت بھی ایسا پیدا نہیں ہوا جس کی جڑیں زمین کے اوپر اور تنا زمین کے نیچے ہو یا وہ درخت زمین میں دائیں یا بائیں جانب نشونما پا گیا ہو۔

زمین پر کئی برفانی ادوار آئے جبکہ اس کا بڑا حصہ پانی پر مشتمل ہے اس اعتبار سے الجی اور کائی جو درختوں کی اقسام ہیں انھیں بھی اربوں برس قدیم سمجھا جاتا ہے کیونکہ دنیا میں انسان کے قدم رکھنے سے پہلے بھی یہاں مخلوقات آباد تھیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّ اللّٰہَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰی۔ ۵۳

ترجمہ۔ ہم ہی دانے اور گٹھلی کو چیرنے والے ہیں۔

وَ لَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ ۵۴

ترجمہ۔ زمین کی تہہ میں جو دانہ ہے اور تمام خشک وتر سب ایک واضح کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

کچھ درخت ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی مختلف شاخیں نر یا مادہ ہوتی ہیں جبکہ کچھ درخت صرف نر اور کچھ صرف مادہ ہوتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ مِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ۔ ۵۵

ترجمہ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے جوڑے پیدا کئے ان چیزوں میں بھی جنھیں زمین آگاتی ہے ،اوران لوگوں کی جانوں میں سے اوران چیزوں میں سے جنہیں یہ لوگ نہیں جانتے۔

اگرچہ کچھ درخت اور پودے غیر جنسی اعضاء کے حامل بھی ہوتے ہیں لیکن ان کی نشونما اور افزائش میں ان کی جڑیں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور کسی بھی جگہ انھیں اگانے کے لئے صرف اس پودے کی جڑ زمین میں دبادی جاتی ہے اور وہ پودا اگ جاتا ہے تاہم درخت مکمل شعور، عقل اور سمجھ کے حامل ہوتے ہیں اگر وہ کسی کم غذا کی حامل زمین میں ہوتے ہیں تو اپنی غذائی ضروریات کو اپنے اطراف میں موجود کیڑے مکوڑوں کو کھا کر بھی پوری کرتے ہیں مثلاً وینس نامی پودے کو جب اپنی غذائی ضرورت پوری کرنی ہوتی ہے تو وہ اپنے اوپر بیٹھے ہوئے کسی کیڑے کو اپنے شکنجے میں جکڑتا اور اسے قید کر لیتا ہے جبکہ اس عمل کے دوران اس کے پتے چاروں اطراف سے بند ہوجاتے ہیں، اسی طرح سے درختوں کی جڑیں زمین کی گہرائی سے پانی کی نمی کو جذب کر کے توانائی حاصل کرتی ہیں چنانچہ زمین میں درختوں کی جڑوں میں بعض اوقات تھوڑا سا پانی ڈالا جاتا ہے لیکن پھر بھی وہ اپنی

انتہائی اونچائی تک ہرا بھرا اور تر وتازہ رہتا ہے جبکہ کئی ایسے مقامات کے جہاں خودرو پیڑ پودے اگ جاتے ہیں اور بظاہر ان کی سیرابی کے انتظامات بھی نظر نہیں آتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ پھلتے پھولتے رہتے ہیں کیونکہ وہ سورج کی شعاع، زمین کی نمی اور ہوا میں موجود آبی بخارات سے توانائی اور غذائیت حاصل کرتے ہیں۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ فِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّ جَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ زَرْعٌ وَّ نَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّ غَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَ نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔ ۵۶

ترجمہ۔زمین میں پاس پاس کئی قطعات ہیں اور انگور کے باغات اور کھیتیاں اور کھجور کے درخت دوشاخے تاہم ایک ہی پانی سے ان کو سیراب کیا جاتا ہے، ہم ایک دوسرے پر فضیلت دیتے ہیں بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سمجھ سے کام لیتے ہیں۔

يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَ الزَّيْتُوْنَ وَ النَّخِيْلَ وَ الْاَعْنَابَ وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ ۵۷

ترجمہ۔اسی پانی سے اللہ نے تمھارے لئے کھیتی اور زیتون، کھجور کے درخت، انگور اور ہر طرح کے پھل پیدا کئے، بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں۔

شجریات:(Dendrology)

شجریات شجری تاریخ کے علم کو کہتے ہیں چنانچہ درختوں کے گرد موجود سالانہ حلقوں سے ان کی عمر کا تعین کیا جاتا ہے یہ ایک سائینٹیفک ٹیکنیک ہے جس سے درختوں کی عمر معلوم کی جاتی ہے چنانچہ ماہرین نے اس ٹیکنالوجی کے ذریعے ہزاروں برس قدیم درختوں کی عمر کا بھی درست تعین کیا ہے۔

غذائی ضروریات:

زمین پر بسنے والے تمام انسان کچھ جانور، پرندے اور کیڑے مکوڑے اپنی غذائی ضروریات کے لئے درختوں اور پودوں پر انحصار کرتے ہیں چنانچہ ہماری روزمرہ غذا کا سب سے بڑا حصہ ان

درختوں اور پودوں سے پورا ہوتا ہے جس میں ہر قسم کا اناج (دال، چاول آٹا، میدہ، سوجی، بیسن، کارن فلور، رائس فلور، گندم، چنا، جو، جوار، باجرہ اور تمام اقسام کی دالیں) ہر قسم کی سبزیاں (پیاز، لہسن، ادرک آلو، پالک، بینگن، ٹماٹر، توری، لوکی، ٹینڈے، چقندر، شلجم اروی، گوبھی، بند گوبھی، بھنڈی، ہر قسم کا ساگ، ہری مرچیں، دھنیا، پودینہ، سویا، کڑی پتا، کھیرا، ککڑی، گاجر، مولی ، لیموں اور مختلف اقسام کی بے شمار سبزیاں جو دنیا بھر میں کھائی جاتی ہیں) ہر قسم کی پھلیاں (مٹر، سیم، لوبیا، گوار اور سہجنا کی پھلی اس میں شامل ہے)۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔ ۵۸

ترجمہ۔مومنو پاک چیزوں میں سے ہم نے جو تمھیں دی ہیں اس میں سے کھاؤ، اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اس کے عبادت کرتے ہو۔

وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ۔ ۵۹

ترجمہ۔اللہ کے دئے ہوئے (رزق) میں ستھری اور حلال چیزیں کھاؤ، اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ۔ ۶۰

ترجمہ۔ہم نے (زمین) میں غلہ پیدا کیا ہے۔

فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ۙ وَّ عِنَبًا وَّ قَضْبًا وَّ زَيْتُوْنًا وَّ نَخْلًا وَّ حَدَآئِقَ غُلْبًا وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا ۔ ۶۱

ترجمہ۔ہم نے زمین میں غلہ اگایا انگور اور ترکاریاں اور زیتون اور کھجور کے گھنے باغات، میوے اور چارہ پیدا کردیا۔

وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ
فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَ مِنَ النَّخْلِ مِنْ

طَلۡعِهَا قِنۡوَانٌ دَانِيَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّ الزَّيۡتُوۡنَ وَ الرُّمَّانَ
مُشۡتَبِهًا وَّ غَيۡرَ مُتَشَابِهٍ اُنۡظُرُوۡۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثۡمَرَ وَ يَنۡعِهٖ اِنَّ فِىۡ
ذٰلِكُمۡ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ۔ ٦٢

ترجمہ۔جس نے آسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے اس کے ذریعہ ہر قسم کی اگنے والی چیزیں نکالیں، پھر ہم نے نکالا اس سے سبزہ والی چیزوں کو۔ہم نکالتے ہیں اس سے دانے جو ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے ہیں۔اور کھجور کے درخت یعنی اس کے گھوں سے خوشے نکالے جو جھکے ہوئے ہیں، اور انگوروں کے باغ اور زیتون کے باغ نکالے اور انار جو آپس میں ملتے جلتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو ملتے جلتے نہیں ہیں۔اس کے پھلوں کی طرف دیکھ لو اور اس کے پکنے کی طرف۔بے شک اس میں مومنین کے لئے نشانیاں ہیں۔

جبکہ پھلوں میں کھجور، آم، امرود، کیلے، سیب، انگور، انار، پپیتا، سنگترا، بیر، گنا، بہی، تربوز، خربوز، چیری، اسٹرابیری، چیکو، اناس، خوبانی، آلوچے، آڑو، کٹھل، کیوی اور زیتون شامل ہیں اور خشک میوہ جات میں (بادام، انجیر، پستے، کاجو، کشمش، چلغوزے، اخروٹ، چھوہارے، ناریل، مغزیات، منقہ، مونگ پھلی، خشک خوبانی اور آلو بخارے شامل ہیں)۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَاَنۡشَاۡنَا لَكُمۡ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنۡ نَّخِيۡلٍ وَّ اَعۡنَابٍۘ لَكُمۡ فِيۡهَا فَوَاكِهُ
كَثِيۡرَةٌ وَّ مِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ۔ ٦٣

ترجمہ۔ہم نے تمہارے لیے کھجور اور انگور کے باغات پیدا کیے، جن میں تمہارے لیے بکثرت میوے ہیں، جن میں سے تم کھاتے ہو۔

فَاَنۡۢبَتۡنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهۡجَةٍ۔ ٦٤

ترجمہ۔ہم نے رونق دار باغات اگائے۔

کھانوں میں استعمال ہونے والے تمام گرم و خشک مصالحہ جات جس میں (خشک دھنیا، لال مرچ، میتھی دانہ، سونف، جائفل، جوتری، لونگ، الائچی، کالی مرچ، دارچینی، سونٹھ، ہلدی، بادیان،

رائی ،کلونجی ، املی ،تل ،خشخاش ،تیز پتے ،انار دانہ ،زیرہ ،،اوراجوائین شامل ہیں)اس کے ساتھ ہی چائے ،کافی ،کوکو، چاکلیٹ ،شکر ،گڑ ،پینٹ بٹر ،مارجرین تمام اقسام کے ویجیٹبل آئل (کارن آئل ،مسٹرڈ آئل ،کوکونٹ آئل ،اولیو آئل ،سیسمین آئل ،سویابین آئل ،سن فلاور آئل ،پینٹ آئل ، فلیکس آئل ،اور کنولا آئل شامل ہیں)۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ شَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَ صِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ۔ ٦٥

ترجمہ۔وہ درخت (زیتون) کا پیدا کیا جو سینا کے پہاڑ سے نکلتا ہے جس میں چکنائی ہے اور یہ کھانے والوں کے لئے سالن ہے۔

ادویات سازی:

دنیا میں جتنی قسم کی بھی ادویات زمانہ قدیم سے لے کر اب تک مستعمل ہیں چاہے وہ یونانی حکیمی ، ہومیو پیتھک یا ڈاکٹری ادویات ہوں یا کوئی بھی طریقہ علاج لیکن ایک بات طے ہے کے یہ تمام ادویات مختلف جڑی بوٹیوں سے تیار کی جاتی ہیں اگر چہ ان ادویات میں نباتات کے علاوہ دیگر عناصر بھی شامل ہوتے ہیں لیکن ادویہ سازی میں درختوں کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں جبکہ اہل علم اور قدیم اطباء نے تو یہاں تک کہہ دیا کے کوئی بیماری دنیا میں ایسی نہیں جس کے علاج کے لئے کوئی درخت پیدا نہ کیا گیا ہو چنانچہ دور قدیم سے لے کر دور جدید تک جتنی ادویات بھی بنائی گئیں چاہے وہ حکیم کا معجون ،مربہ ،گلقند ،کشتہ یا شربت ہو یا ہومیو پیتھک کے ڈراپس ہوں یا یونانی اطباء کی بنائی ہوئی کڑوی کسیلی گولیاں اور مرہم ہوں یا فارماسسٹ کی ایجاد کردہ کیپسولز ، اینٹی بائیوٹکس اور انجکشن ز ہوں یہ تمام ادویات درختوں کے ہی کسی نہ کسی حصے سے تیار کی جاتی ہیں۔

فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ۔ ٦٦

ترجمہ۔ہم نے (زمین) میں عمدہ قسم کی زَوْجٍ كَرِيْمٍ (بوٹیاں) پیدا کی ہیں

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ۔ ٦٧

ترجمہ۔کیا انھوں نے زمین کی طرف نہیں دیکھا؟ ہم نے اس میں کتنی اقسام کی عمدہ عمدہ بوٹیاں اگائی ہیں۔

آج دنیا بھر میں ماہرین طب، سائنسدان اور محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کے انسان کے جسمانی نظام،اس کے افعال اور بناوٹ قدرتی اشیاء سے ہم آہنگ ہے،قدرت نے اس کا نہایت آسان اور مجرب حل ہزاروں برس قبل ہی مسواک کی صورت میں دیا اگرچہ دانتوں پر مسواک کسی بھی درخت کی نرم شاخ سے کی جاسکتی ہے لیکن ہمارے یہاں زیادہ تر پیلو، نیم یا زیتون کی مسواک مستعمل ہے تاہم یہ مفت اور قدرتی طریقہ ہے جس سے دانتوں اور مسوڑوں کی حفاظت کی جاسکتی ہے لیکن اس تلخ حقیقت سے بھی ہم واقف ہیں کہ دنیا بھر میں دانتوں کا علاج مہنگا ترین تصور کیا جاتا ہے جبکہ نہایت مہنگے توتھ پیسٹ، ماؤتھ واش اور برش میں بھی خطرناک کیمیکلز کی نشاندھی ہوئی ہے جبکہ برش کی صفائی بھی اپنے آپ میں کئی سوالات لئے ہوئے ہے دوسری جانب مسواک کے فوائد پر جب محققین نے تحقیق کی تو اس کے حیران کن اثرات کو دیکھ کر وہ خود بھی انگشت بدنداں رہ گئے یعنی مسواک کا استعمال دانتوں اور مسوڑوں کی حفاظت کے لئے تو تیر بہ ہدف ہے ہی لیکن منجملہ انسانی صحت پر اس کے حیران کن اثرات مرتب ہوتے ہیں جس میں دل کی تقویت اور صحت، دماغ کی اعلیٰ کارکردگی سے لے کر کئی اقسام کے ذہنی اور نفسیاتی عوارض کا علاج، قابل رشک ذہنی کارکردگی اور یاداشت بھی شامل ہے اس کے ساتھ ساتھ ذہنی اور دماغی صلاحیتوں میں بے پناہ اضافہ بھی نوٹ کیا گیا ہے جبکہ مسواک کا باقاعدہ استعمال رسول اللہ ﷺ کی سنت میں شامل ہے اور رسول اللہ ﷺ نا صرف مسواک کا ہر نماز سے قبل اہتمام فرماتے بلکہ مسواک آپ ﷺ کو بے حد عزیز بھی تھی جبکہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنے وصال سے قبل مسواک کی خواہش ظاہر کی چنانچہ آپ ﷺ کی نقاہت کے پیش نظر میں نے (عائشہؓ نے) اس مسواک کو اپنے منہ میں نرم کیا اور آپ ﷺ کو پیش کیا جس سے آپ ﷺ نے اپنے دندان مبارک صاف کئے یعنی دنیا سے جانے سے قبل رسول اللہ ﷺ کا آخری عمل مسواک کے ذریعے منہ کی صفائی تھی۔

غذائی ریشہ(Dietary Fibre):

اب جہاں تک غذائی ریشے کی بات ہے تو یہ مختلف اناج کی بھوسی، پھلیوں، خشک میوہ جات، گرم مصالحے، پھلوں اور سبزیوں کے ریشے پر مشتمل ہوتا ہے جو جسم میں ہضم تو نہیں ہوتا ہے لیکن افادیت کے اعتبار سے اس کی اہمیت سے انکار ناممکن ہے کیونکہ انسانی جسم میں غذا کے ہاضمے سے لے کر مختلف قسم کے کینسرز اور ٹیومرز کو یہ نا صرف جسم سے خارج کرتا ہے بلکہ جسم اور خون کی صفائی کا کام بھی نہایت مہارت سے کرتا ہے تاہم بدہضمی، ایسیڈیٹی، خون کی بیماریاں اور دیگر بے شمار امراض کے جسم میں پہنچنے کے تمام امکانات جسم میں غذائی ریشے کی موجودگی میں رد ہو جاتے ہیں جب ہی ماہرین تغذیہ بھوسی والے آٹے، پھلوں کے ریشے اور کچی پکی سبزیوں کے استعمال پر اس قدر زور دیتے ہیں دوسری جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری عمر جو کی روٹی، کھجور، شہد، زیتون اور لوکی کو اپنی غذا کا حصہ بنائے رکھا جبکہ حضرت عمرؓ نے اپنے تمام عمال کو بھوسی کی روٹی کو کھانے کی خاص ہدایت فرمائی چنانچہ ان ہی ہدایات، اقدامات اور معمولات پر جب آج تحقیق ہو رہی ہے تو اس کے بے انتہاء مثبت اثرات دیکھنے میں آ رہے ہیں۔

دھونی(Fumigation):

زمانہ قدیم سے ہی گھروں کو خوشبودار بنانے اور جراثیم، کیڑے مکوڑے، مچھر، مکھی، دیمک، کھٹمل اور دیگر حشرات الارض کو بھگانے کے لئے مختلف درختوں کی چھال، لکڑی، پھلوں کے چھلکے، جڑی اور بوٹی کو جلا کر ماحول کو معطر اور خوشگوار بنایا جاتا ہے چنانچہ ہزاروں برس قبل بھی ایتھوپیا، بابل، مصر، چین، فارس، ہندوستان اور یونان کے رہنے والے اس کا بکثرت استعمال کیا کرتے تھے جبکہ اس مقصد کے لئے قیمتی لکڑی شہنشاہوں کے دربار اور ان کے محلات میں جلائی جاتی تھی تاکہ ماحول اور فضاء معطر رہے اسی حوالے سے مورخین حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار کا احوال لکھتے ہوئے بتاتے ہیں کے ہزاروں برس قبل ان کے دربار میں بیش قیمت خوشبوؤں کا استعمال عام تھا چنانچہ ان کے دربار میں عود کی لکڑی کے علاوہ مشک اور عنبر جلائی جاتی اگرچہ آج ان

خوشبویات کی قیمتیں ہزاروں روپے سے متجاوز ہیں۔۶۸؎

بطور ایندھن:

ابتدائی دور میں زمین پر بڑے اور گھنے جنگلات عام تھے جبکہ فرن کے بھی کئی جنگلات موجود تھے پھر یہ بڑے جنگلات کسی زلزلے کے نتیجے میں زیر زمین دب گئے اور ان پر کئی لاکھ برس بیت گئے چنانچہ زیر زمین یہ درخت اور پودے مختلف کیمیکل ری ایکشن ز کے مراحل سے گزرتے رہے اور ان میں کاربن، ہائیڈروجن، آکسیجن، نائیٹروجن، سلفر اور کئی نامیاتی مرکبات شامل ہوگئے نیز زمینی دباؤ اور حرارت کے باعث یہ جنگلات عظیم الشان کوئلے کے ذخائر میں تبدیل ہوگئے کوئلہ (Coal) بظاہر ایک سیاہ اور سخت نامیاتی پتھر معلوم ہوتا ہے جو کاربن، ہائیڈروجن اور آکسیجن سے مل کر بنا ہے لاطینی زبان میں لفظ کاربو کا مطلب کوئلہ ہے تاہم فطرت میں کاربن کی خالص ترین شکل ہیرا اور گریفائٹ ہے اگرچہ کوئلہ بلند و بالا درختوں کے تنے اور لکڑی سے بنا ہے چنانچہ کوئلہ مدفون قدیم حیاتیات میں سے ایک ہے جو بطور ایندھن جلانے کے کام آتا ہے تاہم ادوار گزشتہ میں جب تیل، پیٹرول اور گیس کے ذخائر دریافت نہیں ہوئے تھے اس وقت یہی کوئلہ توانائی کے حصول کے لئے مستعمل تھا اور اسی سے صنعت کا پہیہ، اور ریل گاڑیاں چلا کرتی تھیں جبکہ اب سے بمشکل ۶۰۔۷۰ برس قبل گھروں اور دھوبیوں کے یہاں کپڑوں کی سلوٹوں کو دور کرنے کے لئے کوئلے والی استری کا استعمال کیا جاتا تھا کوئلے کا استعمال زمانہ قدیم سے ہوتا آرہا ہے۔

یونانی فلسفی ارسطو کے یہاں بھی اس کا اولین ذکر ملتا ہے تاہم شمال مشرقی چین میں کوئلے کی کان کے شواہد ملتے ہیں جبکہ تقریباً ۱۰۰۰ق م میں اہل روم کے یہاں کوئلے کے ذریعے توانائی کے حصول کے اشارے بھی پائے جاتے ہیں اگرچہ انگلینڈ میں رومن آثار قدیمہ کے درمیان ملنے والی راکھ سے اندازا ہوتا ہے کے اہل روم نے ۴۰۰ق م کے قریب اس کا باقاعدہ استعمال شروع کردیا تھا۔۶۹؎

کیروسین (Kerosene) یا مٹی کا تیل:

کیروسین آئل کو مٹی کا تیل بھی کہا جاتا ہے یہ پیٹرولیم، کولتار اور کوئلے سے اخذ کیا جاتا ہے، جب ہی اسے کوئلے کا تیل بھی کہا جاتا ہے یہ بطور ایندھن کے زمانہ قدیم سے اب تک کسی نہ کسی شکل میں استعمال ہو رہا ہے تاہم مختلف پینٹ بنانے، فرنیچر کی پالش اور رنگ و روغن کے کاموں میں اس کا بکثرت استعمال ہوتا ہے۔

پیٹرولیم (Petroleum):

پیٹرول اور پیٹرلیم کی مصنوعات میں سمندری جانوروں کی باقیات سمیت آبی درختوں کے اجزا بھی پائے جاتے ہیں۔

گزرگاہیں:

دنیا میں جتنی گزرگاہیں بھی تعمیر کی گئی ہیں ان میں لکڑی کا استعمال کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے چنانچہ لکڑی کے پل آج بھی کئی علاقوں میں موجود ہیں جس پر آمدورفت کا سلسلہ عرصہ قدیم سے جاری ہے خود پاکستان (ناردن ایریا)، انڈیا، بنگلہ دیش اور افریقہ کے کئی علاقے اس میں شامل ہیں جبکہ کوئلہ جو لکڑی سے بنا ہے اس سے بھی تارکول بنایا جاتا ہے تاہم اس کی مدد سے سڑکیں تعمیر کی جاتی ہیں۔

کول تار (Coal Tar):

تارکول ایک سیاہ گاڑھا محلول ہے جسے (Viscous liquid) بھی کہا جاتا ہے یہ لکڑی اور کوئلے سے حاصل ہوتا ہے جو سڑکیں بنانے کے کام آتا ہے چنانچہ دنیا کی انتہائی ترقی کے پیچھے پختہ سڑکیں اور کشادہ گزرگاہوں کا بھی اہم کردار ہے جن کی بناوٹ میں تارکول ایک اہم عنصر ہے اگرچہ ماہرین کا یہ ماننا ہے کے جس جگہ سڑک اور پختہ گزرگاہ بن جائے گویا وہاں ترقی نے دستک دے دی لہٰذا اس نظریے کی روشنی میں کشادہ اور ہموار راستوں کی تعمیر میں تارکول کی اہمیت سے

انکار ناممکن ہے جبکہ تارکول کا عنصر کوئلے سے کشید کیا گیا ہے اور کوئلہ زمانہ قدیم سے زیر زمین دبے ہوئے درختوں کی ایک شکل ہے۔

لکڑی کے پل:

دنیا بھر میں اور پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں بالخصوص آج بھی لکڑی اور موٹی رسی کی مدد سے بنائے گئے پل موجود ہیں جن پر نجانے کتنے مسافر روز سفر کرتے ہیں۔

سواریاں:

سواریاں جن میں سرفہرست کشتیاں ہیں وہ بھی لکڑی سے بنائی جاتی ہیں جبکہ اس علم کو اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کے ذریعہ متعارف کروایا اور کشتی بنانے کا پورا قاعدہ قانون اور حساب کتاب وحی الٰہی کے ذریعہ حضرت نوح کو عطا کیا گیا چنانچہ پہلی کشتی نے ایک سخت سمندری طوفان کا نہایت کامیابی سے مقابلہ کیا اور بلا آخر وہ کنارے لگی تاہم پہلی کشتی کے بعد دوسری اور پھر آج جدید ترین اور کئی منزلہ بلند و بالا بحری جہاز جو اپنی شان و شوکت میں بے نظیر ہیں وہ ایجاد کئے گئے جبکہ آج بھی جہاز سازی میں ساگوان کی لکڑی کا بکثرت استعمال دیکھا گیا ہے کیونکہ یہ پانی کی نمی اور نمکیات کے مضر اثرات سے تادیر محفوظ رہتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہے!

وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهٖ۔[70]

ترجمہ۔ہم نے تمھارے لئے کشتیوں کو مسخر کیا تاکہ وہ ہمارے حکم سے سمندر میں چل سکیں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِأَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔[71]

ترجمہ۔اللہ نے سمندر کو تمھارے بس میں کر دیا تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور شکر ادا کرو۔

اسی طرح سے زمانہ قدیم سے آج تک ہم بیل گاڑی، اونٹ گاڑی، گھوڑا گاڑی (تانگہ) اور گدھا

گاڑی کو دیکھتے ہیں جو لوگوں کی آمدورفت اور بار برداری کے لئے استعمال کی جاتی ہے تاہم ان گاڑیوں میں بھی لکڑی استعمال کی جاتی ہے۔

لباس سازی:

لباس کی باقاعدہ ایجاد تو حضرت ادریس علیہ السلام کے ہاتھوں ہوئی اور انھوں نے اللہ کے حکم سے اور وحی الٰہی کی روشنی میں بنی نوع انسانیت کو کپڑے کو کاٹنا اور سینا سکھایا جبکہ ابتدائی طور پر انسان درختوں کے پتوں سے اپنے جسم کو ڈھانپا کرتا تھا لیکن غالب امکان ہے کے حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تمام کائناتی علم عطا فرمایا تھا لہٰذا یہ امکان رد نہیں کیا جاسکتا کے انھوں نے زمین پر آنے کے بعد کپاس کے ریشے سے کپڑے کو بننا سکھا دیا ہوگا (واللہ عالم)۔

عام طور پر قدرتی ریشے چار ہیں۔ا۔سوتی (کپاس کا سوت)۔۲۔ریشم (شہتوت کے درخت پر ریشم کا کیڑا اپنے لعاب سے بناتا) ۳۔لینن (درخت کا سوت)۔۴۔اوون (جانوروں کی کھال سے حاصل شدہ ریشہ) بیان کردہ چار قدرتی ریشوں میں سے دو ریشے کپاس اور لینن کا ریشہ تو خالصتاً درخت اور پودوں سے حاصل ہوتا ہے تاہم ریشم بنانے کے لئے شہتوت کے درخت کا ہونا لازمی ہے ورنہ کیڑا کبھی بھی ریشم کا ریشہ نہیں بنائے گا جبکہ اونی ریشے کا تعلق درختوں سے نہیں ہے۔

کپاس (Cotton) کپاس ایک قدرتی اور فطری ریشہ ہے جو کپاس کے پھول سے حاصل ہوتا ہے اس کی کئی اقسام ہیں، اس کے اصل وطن کا تعین مشکل ہے لیکن ماہرین کو میکسیکو کی تیہو آن وادی سے کپاس کے ۷۰۰۰ سال قدیم نمونے ملے ہیں تاہم ہندوستان میں گزشتہ ۵۰۰۰ سال سے کپاس کی پیداوار کی جارہی ہے جبکہ مصر، چین اور شمالی وجنوبی امریکہ میں بھی یہ ریشہ زمانہ قدیم سے مستعمل ہے۔۲۷؎

چنانچہ اس ریشے سے دھاگہ بنایا گیا بعدازاں اس سوت سے کپڑا تیار کیا گیا جس کے استعمال کے بعد انسان مہذب دور میں داخل ہوا اگرچہ ململ (Muslin) جو ایک نہایت نرم وملائم اور مہین سوتی کپڑا ہے وہ بھی کپاس سے ہی تیار کیا جاتا ہے تاہم پہلی مرتبہ یہ کپڑا موصل شہر میں متعارف ہوا اور یہی اس کی وجہ تسمیہ بھی ہے بعدازاں یہ فن ہندوستان میں بھی متعارف ہوا چنانچہ وہاں کے ماہر

کاریگروں نے اتنا عمدہ ململ تیار کیا جس کا پورا تھان انگوٹھی میں سے با آسانی گزر جاتا پھر سترہویں صدی میں ململ یورپ میں بھی بنایا گیا چنانچہ انگلینڈ اور اسکاٹ لینڈ میں اس کی فیکٹریز لگائی گئیں۔ ۳۷؎

ریشم(Silk):

ریشم بھی ایک قدرتی اور فطری ریشہ ہے جو شہتوت کے کے درخت پر ریشم کا کیڑا اپنے لعاب دہن سے تیار کرتا ہے کیونکہ شہتوت (Mulberry) کا پتا اس کیڑے کی مرغوب غذا ہے چنانچہ وہ اپنی من پسند غذا کے حصول کے ساتھ ساتھ ایک نہایت قیمتی ریشہ جو ریشم کے نام سے جانا جاتا ہے تیار کرتا ہے جس سے نہایت قیمتی اور نفیس ملبوسات تیار کئے جاتے ہیں اصلی ریشم سے تیار کیا گیا بیش قیمت لباس عموماً شہنشاہ اور امراء استعمال کرتے ہیں دنیا بھر میں اب تک شہتوت کی ۱۲۰۰ اقسام دریافت کی گئیں ہیں تاہم سیاہ شہتوت سے ادویات بھی تیار کی جاتی ہیں جو گلے کی سوجن، ٹانسلز، کھانسی اور زکام میں کارآمد ہوتی ہیں۔

لینن(Linen):

لینن کا ریشہ بھی قدرتی ریشہ ہے جو سن کے درخت سے حاصل کیا جاتا ہے اس درخت کو (Flax Plant) بھی کہتے ہیں چنانچہ اس درخت سے لینن کا ریشہ حاصل کیا جاتا ہے سن کی کاشت بڑے پیمانے پر کی جاتی ہے اس کا تنا کھوکھلا ہوتا ہے جس کے اندرونی سطح پر موجود چھال سے ریشہ تیار کیا جاتا ہے جو کپڑے، کھدر، رسیوں، ٹوکریوں اور بوریوں کی تیاری میں بڑے پیمانے پر استعمال کیا جاتا ہے تاہم یہ ایک فطری ریشہ ہے جو انسان کی جسمانی ساخت کے اعتبار سے اسے موسموں کی سختی سے بچاتا ہے یہ ریشہ ٹھنڈک اور آرام کا احساس پیدا کرتا ہے جبکہ سردی اور گرمی دونوں ہی موسموں میں اس کا استعمال عام ہے لینن کا استعمال زمانہ قدیم سے جاری ہے چنانچہ ماہرین نے اسے قدیم میسوپوٹامیا سے دریافت کیا جبکہ اہل فارعنہ اسے اپنے مردوں کی ممی بنانے کے دوران بھی استعمال کیا کرتے تھے تاہم یہ قدرتی ریشہ اہل یونان کے یہاں بھی بہت زیادہ پسند کیا گیا۔

مندرجہ بالا فطری ریشوں کے مطالعہ سے معلوم ہوا کے بنی نوع انسان کے جسمانی ساخت، اس کے افعال واعمال اوراس کی فزیکل کیمسٹری کو اگر مدنظر رکھا جائے تو قدرتی ریشوں سے تیار کئے گئے ملبوسات اس کے لئے نہایت موزوں ہیں جن کے استعمال سے وہ موسم کی شدت سے بھی بچتا ہے اوراپنے روزمرہ کاموں کی انجام دہی میں بھی آسانی محسوس کرتا ہے اگرچہ کئی سینتھیٹک فائبرز بھی بازار میں باآسانی دستیاب ہیں لیکن وہ انسان کی جسمانی کیمسٹری کے ساتھ ہم آہنگ نہیں اس لئے ان کے استعمال سے کئی جلدی امراض اور الرجی کے امکانات موجود ہیں چنانچہ ڈاکٹرز بھی شدید گرمیوں میں ہلکے سوتی کپڑوں کے استعمال کی ہدایت دیتے ہیں۔

جنگلات، باغات اور چراگاہیں:

جنگلات کو Forest اور بن بھی کہا جاتا ہے جنگلات کی کئی اقسام ہیں جن میں برساتی جنگلات، پہاڑی جنگلات، حاری جنگلات، دریائی جنگلات اور قدرتی جنگلات شامل ہیں۔ اللہ تعالی نے کرہ ارض پر زندگی کی بقاء کے لئے بنی نوع انسانیت کو جنگلات کی صورت میں ایک فطری نظام عطا فرمایا ہے جو آب وہوا کی شفافیت، ارضیاتی حالات، موسم کی تبدیلی اور مٹی کی زرخیزی کی خصوصیات کا تعین کرتے ہیں جنگلات ایک طویل عرصے تک اپنا نظام جاری رکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ذیل میں چند جنگلات کا نہایت اختصار سے ذکر کیا جارہا ہے۔

ا۔ برساتی جنگلات (Rain Forest):

برساتی جنگلات کو گرم مرطوب اور سدا بہار جنگلات بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہاں اندازاً ہر سال تقریباً ۴۰۰ ملی میٹر بارشیں ہوتی ہیں جبکہ یہاں کی آب وہوا سارا سال گرم اور مرطوب رہتی ہے جس کی وجہ سے سبزہ نہایت تیزی سے بڑھتا اور پھیلتا ہے تاہم زیادہ تر برساتی جنگلات خط استوا کے قریب پھلتے پھولتے ہیں چنانچہ سب سے زیادہ برساتی جنگلات افریقہ، جنوبی امریکہ اور ایشیاء میں موجود ہیں لیکن ہر جنگل کا مزاج اور نفسیاتی کیفیات دوسرے تمام جنگلات سے قطعاً مختلف اور الگ ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ان میں موجود جاندار اور جڑی بوٹیوں کی اقسام میں بھی واضح فرق

پایا جاتا ہے دوسری جانب گلے سڑے پتے، پھل، بیج اور جانوروں اور پرندوں کا فضلہ زمین کی زرخیزی میں اضافے کا سبب بنتا ہے کیونکہ یہی گلی سڑی اشیاء بعدازاں کھاد کا کام دیتی ہیں۔

۲۔ پہاڑی جنگلات(Mountain Forest):

پہاڑی جنگلات اپنے رقبے کے اعتبار سے پہاڑ کے ایک بڑے رقبے پر محیط ہوتے ہیں چنانچہ خطے، موسم اور اپنے علاقے میں پائے جانے والے درختوں، جڑی بوٹیوں، جانوروں اور پرندوں کی نسلوں کے اعتبار سے یہ بھی ایک الگ اور منفرد حیثیت کے مالک ہوتے ہیں دنیا بھر میں کئی مقامات ایسے ہیں جہاں پہاڑی جنگلات پائے جاتے ہیں جن میں شمالی امریکہ، جنوبی امریکہ، وسطی افریقہ اور آسٹریلیا شامل ہیں جبکہ یہ جانوروں کی بہترین چراگاہ اور موحولیاتی آلودگی کو کم کرنے کا ایک اہم سبب بھی ہیں۔

۳۔ حاری جنگلات(Tropical Forest):

حاری جنگلات میں بھی کہیں کہیں بارشیں خوب یا پھر بہت کم ہوتی ہیں جبکہ یہاں کی فضاء میں عام طور پر نمی کا تناسب زیادہ ہوتا ہے تاہم امیزون کے حاری جنگلات دنیا بھر میں اپنی انفرادیت کے اعتبار سے مشہور ہیں اسی طرح سے جنوبی امریکہ، مغربی افریقہ، جنوبی ایشیاء وسطی امریکہ، آسٹریلیا، انڈیا اور بنگلہ دیش میں بھی کئی حاری جنگلات موجود ہیں۔

۴۔ دریائی جنگلات(River Forest):

دریائی جنگلات کا قیام عام طور پر دریاؤں کے ساحلی پٹی پر ازخود ہوتا ہے لیکن کہیں کہیں انھیں باقاعدہ پلاننگ کرتے ہوئے اگایا بھی جاتا ہے تاکہ دریاء کی طغیانی، سیلاب کی تباہ کاری اور سونامی کی حشر سامانیوں سے بچا جا سکے لہٰذا پام اور مینگروز کے درخت اس مقصد کے لئے لگائے جاتے ہیں تاکہ قدرتی آفات کا مقابلہ فطری بنیادوں پر ہی کیا جا سکے لیکن دوسری جانب جن ممالک میں خوبصورت سمندری ساحلی پٹیاں موجود ہیں اور جہاں سیاحوں کی بڑی تعداد ان نظاروں سے لطف اندوز ہونے کے غرض سے آتی ہے تو وہاں تجارتی مقاصد کو بھی ملحوظ رکھتے ہوئے خوبصورت

ساحلوں کی تزئین و آرائش خوبصورت درختوں اور پودوں کے ذریعے کی جاتی ہے تاکہ سیاح ساحلی حسن کے دلفریب مناظر سے محظوظ ہوسکیں۔دریائی جنگلات میں سب سے بڑا جنگل ایمازون کا جنگل ہے۔

ایمازون برساتی جنگل/امیز ونیا:

ایمازون کے برساتی جنگل کو (Amazonia Rainforest) بھی کہا جاتا ہے،ایمازون یونانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی جنگجوعورت کے ہیں،ایمازون جنوبی امریکہ میں پایا جانے والا دنیا کا سب سے بڑا جنگل ہے جو دریائے ایمازون اور اس کے معاون دریاؤں کے گرد پھیلا ہوا ہے،جس کا رقبہ 2510000 مربع میل یعنی تقریباً پورے آسٹریلیا کے برابر ہے، ایمازون کا جنگل تقریباً نو ممالک پر محیط ایک بڑا جنگل ہے جس میں شامل برازیل (60% جنگل برازیل میں پایا جاتا ہے)اس کے علاوہ کولمبیا، پیرو، وینیز ویلا، ایکویڈر، بولیویا، گیانا،سرینام اور فرانسیسی گیانا ہے،تاہم اس بڑے جنگل میں دنیا کے سات ممالک سما سکتے ہیں۔

ایمازون جنگل کے درمیان بہتا ہوا دریا لمبائی کے اعتبار سے دریا نیل کے بعد دوسرا بڑا دریا شمار کیا جاتا ہے۔

ماہرین کے مطابق !ایمازون کے جنگلات اس زمین پر پھیپھڑوں کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ یہ جنگل زمین پر آکسیجن کا سب سے بڑا اور موثر ترین ذریعہ تصور کئے جاتے ہیں،تاہم ماہرین اس جنگل کو زمین کا زیور اور قدرت کا عظیم ترین دوا خانہ بھی تصور کرتے ہیں کیونکہ یہاں پائی جانے والی قیمتی جڑی بوٹیاں دوا سازی میں استعمال کی جاتی ہیں۔

ایمازون میں حشرات الارض کی تقریباً 2.5 ملین اقسام، لاکھوں نباتات، پرندے اور ممالیہ کی 2,000اقسام پائی جاتی ہیں۔

تحقیق کے مطابق ! ایمازون میں چالیس ہزار پودے، تین ہزار مچھلیاں، تیرہ سو پرندے، ساڑھے چار سو ممالیہ، سوا چار سو جل تھلی یعنی (Amphibians) ورتقریباً چار سو کے لگ بھگ جانور یعنی (Reptiles) کی اقسام پائی جاتی ہیں،اس کے علاوہ اس جنگل میں اتنے زہریلے

حشرات الارض بھی پائے جاتے ہیں جن کے کاٹنے کے زہر سے صرف چند سیکنڈ میں انسان کی موت واقع ہوسکتی ہے۔

دنیامیں 20% جنگلات روس میں، 12% برازیل میں اور 9% کینیڈامیں پائے جاتے ہیں تاہم یہی تینوں ممالک دنیامیں بالترتیب پہلے، دوسرے اور تیسرے نمبر پر آتے ہیں۔

ماہرین کے مطابق! آج کے اس ترقی یافتہ دور میں کئی وسائل اور ذرائع کی موجودگی کے باوجود وہ اب تک ایمازون جنگل کے صرف 10% سے واقف ہونے میں کامیاب ہوسکے ہیں جبکہ بقیہ 90% جنگل ابھی تک ان کی دسترس سے باہر ہے، اس کی کئی وجوہات ہیں جس میں شامل کٹھن اور دشوار گزار اندھیرے راستے، اندھیری گھاٹیاں، کھائیاں، غار، اور ناقابل عبور راہداریاں وغیرہ۔

ایمازون جنگل قدرت کا ایک عظیم عجوبہ بھی ہے، ایک اندازے کے مطابق اس جنگل میں تقریباً 30,000 سے زائد پھلوں کی اقسام پائی جاتی ہے تاہم جنگل کی وسعت اور اس کے نہایت گھنے پن کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کے اگر ایمازون جنگل میں بارش برسنا شروع ہوجائے تو بارش کا پانی جنگل کی زمین تک آتے آتے تقریباً بارہ منٹ کا وقت لے گا، اگرچہ درختوں کے جھنڈ اور گہرے سایوں کی وجہ سے ایمازون کے کچھ حصوں پر سورج کی روشنی بھی نہیں پڑتی اور وہاں دن میں بھی گہری رات کا گماں ہوتا ہے۔

ایمازون کے جنگلات میں تقریباً چارسو جنگلی قبائل بھی آباد ہیں جن کا جدید دور سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ان کی آبادی کا تخمینہ 45,00000 (پینتالیس لاکھ) لگایا گیا ہے۔

بی بی سی کی ایک رپورٹ کے مطابق! انٹرنیشنل اسپیس اسٹیشن (ناسا) سے کھینچی گئی ایک تصویر میں ایمازون میں سونے کے بڑے ذخائر کا انکشاف ہوا ہے، اس چمکتے ہوئے سنہرے خزانے نے لوگوں کی نیندیں اڑادیں۔

۵۔قدرتی جنگلات(Natural Forest):

قدرتی جنگلات بھی دنیا کے بڑے حصے پر قائم ہیں چنانچہ گرم، مرطوب آب وہوا اور بارشیں ان کے دوام کے لئے ضروری ہیں تاہم افریقہ، ایشیاء، آسٹریلیا اور امریکہ کے کئی علاقوں میں قدرتی

جنگلات موجود ہیں، جنگلات اور چراگاہیں اپنی دلکشی اور فطری حسن کی وجہ سے دنیا بھر میں پسند کی جاتی ہیں لیکن ان کے بے شمار فوائد بھی بنی نوع انسانیت اور اس کے ماحول کو حاصل ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّ مِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَ الزَّيْتُوْنَ وَ النَّخِيْلَ وَ الْاَعْنَابَ وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔۷۴

ترجمہ۔وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جس میں تمھارے لئے پینے کا اور درخت کا (پانی) ہے اس میں مویشی چرتے ہیں اور اسی پانی سے اللہ تمھارے لئے کھیتی زیتون، کھجور، انگور اور ہر طرح کے پھل پیدا کرتا ہے چنانچہ جو عقل والے ہیں ان کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔

فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ۔۷۵

ترجمہ۔ہم نے تمھارے لئے کھجور اور انگور کے باغات پیدا کئے اور تمھارے لئے اس میں کئی میوے پیدا کئے۔

وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ۔۷۶

ترجمہ۔ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر پانی کے ذریعے ہم نے خوشنما باغات اگائے لیکن یہ تمھارے بس کی بات تو نا تھی کے تم درختوں کو اگا سکتے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ بلکہ بات یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا وَ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَ غَرَابِيْبُ سُوْدٌ۔۷۷

ترجمہ۔کیا تم نے نظر نہیں کی کے اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس کے ذریعے ہم نے گوناں گوں پھل نکالے اسی طرح سے پہاڑوں میں بھی مختلف رنگوں کے طبقات ہیں، ان میں گہرے سیاہ رنگ والے بھی ہیں۔

وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيْجٍ۔۷۸

ترجمہ۔زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں بھاری بوجھل پہاڑ پھیلا دئے اور سب طرح کی خوشنما چیزیں بھی اس میں اگا دیں۔

وَّ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۔۷۹

ترجمہ۔اسی نے گھنے گھنے باغات زمین سے نکالے۔

اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَ مَرْعٰىهَا ۔۸۰

ترجمہ۔اسی نے اس سے پانی اور چارہ نکالا۔

مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۔۸۱

ترجمہ۔یہ سب تمھارے اور تمھارے جانوروں کے فائدے کے لئے ہے۔

۞

حوالہ کتب:

۱۔سورہ عبس۔آیت۔۱۔
۲۔سورہ عبس۔آیت۔۲۔
۳۔سورہ عبس۔آیت۔۳۔
۴۔سورہ عبس۔آیت۔۴۔
۵۔سورہ عبس۔آیت۔۵۔
۶۔سورہ عبس۔آیت۔۶۔
۷۔سورہ عبس۔آیت۔۷۔
۸۔سورہ عبس۔آیت۔۸۔
۹۔سورہ عبس۔آیت۔۹۔

۱۰۔سورہ عبس ۔آیت ۔۱۰۔
۱۱۔سورہ عبس ۔آیت ۔۱۱۔
۱۲۔سورہ عبس ۔آیت ۔۱۲۔
۱۳۔سورہ عبس ۔آیت ۔۱۳۔
۱۴۔سورہ عبس ۔آیت ۔۱۴۔
۱۵۔سورہ عبس ۔آیت ۔۱۵۔
۱۶۔سورہ عبس ۔آیت ۔۱۶۔
۱۷۔الدر المنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۸۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی البازمکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۹۔المعجم اوسط ۔ امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف ۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دار الفکر بیروت ۔۱۴۲۰ھ۔
۲۰۔الدر المنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۱۔الدر المنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۲۔سورہ عبس ۔آیت ۔۱۷۔
۲۳۔سورہ عبس ۔آیت ۔۱۷۔
۲۴۔الدر المنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۵۔سورہ عبس ۔آیت ۔۱۷۔
۲۶۔سورہ عبس ۔آیت ۔۱۸۔
۲۷۔سورہ عبس ۔آیت ۔۱۸۔
۲۸۔سورہ عبس ۔آیت ۔۱۹۔
۲۹۔ سورہ عبس ۔آیت ۔۲۰۔
۳۰۔ سورہ عبس ۔آیت ۔۲۱۔
۳۱۔سورہ واقعہ۔آیت ۔۵۸۔
۳۲۔سورہ واقعہ۔آیت ۔۵۹۔
۳۳۔سورہ دھر۔آیت ۔۲۔
۳۴۔صحیح مسلم ۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث ۔۳۱۱۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی البازمکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۳۵۔سورہ الاعلیٰ۔آیت ۔۱۔۳۔
۳۶۔ایک سوایک اولیا خواتین ۔شمس الدین عظیمی ۔مکتبہ عظیمیہ کراچی ۔
۳۷۔سورہ المومنون ۔آیت ۔۱۲۔۱۴۔

۳۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۳۹۔سورہ النحل۔آیت۔۷۸۔
۴۰۔خانوادہ سلسلہ عظیمیہ۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۴۱۔سورہ عبس آیت۔۲۵۔
۴۲۔سورہ عبس آیت۔۲۶۔
۴۳۔سورہ عبس آیت۔۲۷۔
۴۴۔سورہ عبس آیت۔۲۸۔
۴۵۔سورہ عبس آیت۔۲۹۔
۴۶۔سورہ عبس آیت۔۳۰۔
۴۷۔سورہ عبس آیت۔۳۱۔
۴۸۔سورہ عبس آیت۔۳۲۔
۴۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۵۰۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ص۔۱۵۳۴۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔۲۰۱۳ء۔
۵۱۔سورہ الحجر۔آیت۔۱۹۔
۵۲۔سورہ طٰحہٰ۔آیت۔۵۳۔
۵۳۔سورہ انعام۔آیت۔۹۵۔
۵۴۔سورہ انعام۔آیت۔۵۹۔
۵۵۔سورہ یٰسین۔آیت۔۳۶۔
۵۶۔سورہ رعد۔آیت۔۴۔
۵۷۔سورہ النحل۔آیت۔۱۱۔
۵۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۷۲۔
۵۹۔سورہ المائدہ۔آیت۔۸۸۔
۶۰۔سورہ عبس۔آیت۔۲۷۔
۶۱۔سورہ عبس۔آیت۔۲۷۔۳۱۔
۶۲۔سورہ انعام۔آیت۔۹۹۔
۶۳۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۹۔
۶۴۔سورہ النمل۔آیت۔۶۰۔
۶۵۔سورہ المومنون۔آیت۔۲۰۔
۶۶۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۰۔

۶۷۔سورہ الشعراء۔آیت۔۷۔
۶۸۔محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ ج۔ ۳۔ص ۔۳۶۹۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی ۔ ۲۰۰۳ء۔
۶۹۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ص۔۶۱۱۶۔الفیصل پبلیشر ز لاہور۔۲۰۱۳ء۔
۷۰۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۳۲۔
۷۱۔سورہ الجاثیہ۔آیت ۱۲۔
۷۲۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ص۔۱۵۷۰۔الفیصل پبلیشر ز لاہور۔۲۰۱۳ء۔
۷۳۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ص۔۱۹۶۸۔الفیصل پبلیشر ز لاہور۔۲۰۱۳ء۔
۷۴۔سورہ النحل۔آیت۔۱۰۔۱۱۔
۷۵۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۹۔
۷۶۔سورہ النمل۔آیت۔۶۰۔
۷۷۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۷۔
۷۸۔سورہ ق۔آیت۔۷۔
۷۹۔سورہ النباء۔آیت۔۱۶۔
۸۰۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۳۱۔
۸۱۔سورہ عبس۔آیت۔۳۲۔

۸۱۔سورہ التکویر (لپیٹ دینا)

نام:

التکویر۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی لپیٹ دینے کے ہیں۔

شان نزول:

سورہ التکویر مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۲۹ ہے جبکہ اس میں صرف ا رکوع ہے۔

مضامین:

ا۔قیامت کی ہولنا کیوں کا ذکر۔

۲۔جب سورج، چانداور ستارے لپیٹ دئے جائیں گے۔

۳۔سمندر بھڑکا دئے جائیں گے۔

۴۔نیک اور بد جوڑے ایک دوسرے کے ساتھ ملا دئے جائیں گے۔

۵۔اللیل کی قسم۔

۶۔صبح کی قسم جب وہ سانس لیتی ہے۔

۷۔قرآن کریم کی عظمت کا ذکر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص قیامت کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہے وہ سورہ التکویر،سورہ انفطاراورسورہ انشقاق کی تلاوت کرے۔(مشکوۃ)

روز قیامت کی ہولنا کی:

روز قیامت کی ہولنا کیوں کا ذکر قرآن کریم کی متعدد آیات میں موجود ہے، سورہ التکویر میں اللہ تعالیٰ ان نشانیوں کا ذکر فرمایا ہے جو قیامت کے دن وقوع پذیر ہوں گی۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ۔ ۱

ترجمہ۔ جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔

وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡكَدَرَتۡ۔ ۲

ترجمہ۔ جب ستارے ماند پڑ جائیں گے۔

وَاِذَا الۡجِبَالُ سُيِّرَتۡ۔ ۳

ترجمہ۔ جب پہاڑ چلا دیئے جائیں۔

وَاِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ۔ ۴

ترجمہ۔ جب دس ماہ کی گابھن حاملہ اونٹنیاں بے کار سمجھ کر چھوڑ دی جائیں۔

وَاِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ۔ ۵

ترجمہ۔ جب وحشی جانور جمع کر دیئے جائیں۔

وَاِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ۔ ۶

ترجمہ۔ جب سمندروں کو دہکا دیا جائے گا۔

وَاِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ۔ ۷

ترجمہ۔ جب نفوس کے جوڑے بنا دیئے جائیں۔

وَاِذَا الۡمَوۡءٗدَةُ سُئِلَتۡ۔ ۸

ترجمہ۔ جب زندہ دفن کی گئی لڑکی کے بارے میں سوال کیا جائے۔

بِاَىِّ ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ۔ ۹

ترجمہ۔ وہ کس گناہ کے سبب قتل کی گئی۔

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ۔ ١٠

ترجمہ۔ جب نامہ اعمال کھولے جائیں گے۔

وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتۡ۔ ١١

ترجمہ۔ جب آسمان کھول دیا جائے۔

وَاِذَا الۡجَحِيۡمُ سُعِّرَتۡ۔ ١٢

ترجمہ۔ جب دوزخ کو دہکا دیا جائے۔

وَاِذَا الۡجَـنَّةُ اُزۡلِفَتۡ۔ ١٣

ترجمہ۔ جب جنت کو قریب کر دیا جائے۔

عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّاۤ اَحۡضَرَتۡ۔ ١٤

ترجمہ۔ ہر شخص ان اعمال کو جان لے گا جو اس نے آگے بھیجے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ اس آیت اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ۔ ترجمہ۔ جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔ سے مراد جب سورج کی روشنی لپیٹ دی جائے گی یعنی ہر جانب اندھیرا چھا جائے گا، آیت وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡكَدَرَتۡ۔
ترجمہ۔ جب ستارے ماند پڑ جائیں گے۔ سے مراد جب ستارے گر جائیں گے یعنی وہ متغیر ہو جائیں گے، آیت وَاِذَا الۡمَوۡءٗدَةُ سُئِلَتۡ ترجمہ۔ جب زندہ دفن کی گئی لڑکی کے بارے میں سوال کیا جائے۔ یعنی وہ سوال کرے گی۔ ١٥ ؎

مجاہدؒ اس آیت اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ۔ سے مراد جب سورج لپیٹ دیا جائے۔
آیت وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡكَدَرَتۡ۔ سے مراد جب ستارے بکھر جائیں گے۔
آیت وَاِذَا الۡجِبَالُ سُيِّرَتۡ۔ سے مراد جب پہاڑ چلائے جائیں یعنی اپنی جگہ سے چلے جائیں گے۔
آیت وَاِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ۔ سے مراد جب گابھن اونٹنیاں میں العشار سے مراد ہیں اونٹ آیت عطلت چھوڑ دی جائیں یعنی ان کا کوئی چرانے وال انہ ہوگا، کیونکہ اہل عرب کے یہاں

اونٹ کی بہت قدر ومنزلت ہے اور وہ اپنی حاملہ اونٹنیوں کی بہت حفاظت اور خیال رکھتے ہیں اور یہ اونٹنیاں ان کا گرانقدر سرمایہ تصور کیا جاتا ہے۔

آیت وَ اِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ۔ سے مراد جب سمندر جوش دیئے جائیں گے یعنی بھڑکا دیئے جائیں گے۔

آیت وَ اِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ۔ سے مراد جب جانیں جسموں سے ملائی جائیں۔ یعنی یہ مثالیں ہیں لوگوں کے لیے کہ ان کو آپس میں جمع کیا جائے گا۔

آیت وَ اِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتۡ۔ سے مراد جب آسمان کا پوست اتارا جائے گا یعنی جب آسمان کو کھینچ لیا جائے گا۔ ۱۶؎

ابن ابی حاتم اور الدیلمی نے ابو مریمؓ سے روایت کیا ہے کے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ سے مراد جب سورج کو جہنم میں لپیٹ دیا جائے گا۔

آیت وَ اِذَا النُّجُوۡمُ انۡکَدَرَتۡ۔ سے مراد جب ستارے جہنم میں بکھر جائیں گے، اور اللہ کے علاوہ جس کی عبادت کی گئی وہ بھی جہنم میں ہوگا۔ ۱۷؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کے اس آیت اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ سے مراد اللہ تعالیٰ روز قیامت سورج، چاند اور ستاروں کو لپیٹ کر جہنم میں پھینک دیں گے جبکہ اللہ تعالیٰ دبور نامی ہوا کو بھیجیں گے جو سمندر کو بھڑکائے گی یہاں تک کے سمندر بہت بڑی آگ بن جائیں گے۔ ۱۸؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سورج اور چاند کو قیامت کے دن لپیٹ دیا جائے گا۔ ۱۹؎

بزار نے اپنی مسند میں لکھا ہے کے سورج اور چاند دونوں کو آگ میں لپیٹ دیا جائے گا۔ ۲۰؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت وَ اِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ۔

ترجمہ۔ جب وحشی جانور جمع کر دیئے جائیں۔ سے مراد ہر جاندار شے حتیٰ کے مکھیوں کو بھی اکٹھا کیا جائے گا۔ ۲۱؎

روز قیامت کی کی چھ نشانیاں:

ابی بن کعبؓ قیامت کی چھ نشانیاں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کے۔۱۔قیامت کی پہلی نشانی تو یہ ہوگی کے لوگ بازاروں میں ہوں گے کے اچانک سورج کی روشنی ختم ہوجائے گی۔۲۔قیامت کی دوسری نشانی یہ ہوگی کے اچانک پہاڑ زمین پر گر جائیں گے۔

۳۔قیامت کی تیسری نشانی تمام جانور، پرندے اور وحشی جانور آپس میں خلط ملط اور مضطرب ہو کر بھاگنے لگیں گے۔

۴۔قیامت کی چوتھی نشانی یہ ہوگی کے تمام سمندروں میں آگ بھڑک اٹھے گی۔

۵۔قیامت کی پانچویں نشانی یہ ہوگی کے زمین میں اچانک ایک زوردار دھماکہ ہوگا جس کی وجہ سے زمین اور آسمان کی سات تہہ پھٹ جائے گی۔

۶۔قیامت کی چھٹی نشانی یہ ہوگی کے اچانک ایک ہوا چلے گی جو انسانوں کو مار دے گی۔۲۲؎

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں! آیت وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ۔ترجمہ۔جب نفوس کے جوڑے بنادیئے جائیں۔سے مراد ہر انسان کو اس کے گروہ کے ساتھ ملادیا جائے گا یعنی یہودی کو یہودیوں کے ساتھ اور نصرانی کو نصرانیوں کے ساتھ ملادیا جائے گا۔

آیت وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ۔رجمہ۔جب زندہ دفن کی گئی لڑکی کے بارے میں پوچھا جائے گا۔سے مراد زندہ دفن کی گئی لڑکی کے بارے میں دفن کرنے والے سے پوچھا جائے گا کے اسے کس گناہ کی سزا میں دفن کیا گیا تھا؟ نیز زمانہ جاہلیت میں بیٹیوں کو قتل کر کے کتے کو کھلا دیا جاتا تھا۔

آیت عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ۔ترجمہ۔ہر شخص ان اعمال کو جان لے گا جو اس نے آگے بھیجے ہیں۔۲۳؎

قیامت سے قبل تمام سمندر آگ بن جائیں گے:

قیامت سے قبل اللہ تعالی تمام سمندروں کو بھڑکا کر آگ بنادیں گے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ ۔ ۲۴

ترجمہ۔ جب سمندروں کو دہکا دیا جائے گا۔

وَالۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡرِ:

اللہ تعالیٰ نے سورہ طور میں وَالۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡرِ کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا!

وَالۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡرِ ۔ ۲۵ ۔ ترجمہ۔ قسم ہے بحرالمسجور کی۔

پانی دو گیسز کا مجموعہ ہے یعنی H_2O پانی میں ہائیڈروجن کے دو مالیکیولز ہیں جبکہ آکسیجن کا ایک مالیکیول پایا جاتا ہے، اگر پانی میں سے برقی رو گزاری جائے تو وہ آکسیجن اور ہائیڈروجن کو تقسیم کرسکتی ہے۔

ہائیڈروجن(Hydrogen):

ہائیڈروجن ایک کیمیائی عنصر ہے جو کمرے کے درجہ حرارت پر گیس کی شکل میں موجود ہوتا ہے۔

ہائیڈروجن گیس کی نہ کوئی بو، نہ کوئی ذائقہ اور نہ کوئی رنگ ہوتا ہے۔ یہ بہت زیادہ آتش گیر گیس ہے۔ جب ہائیڈروجن گیس ہوا میں جلتی ہے تو پانی بناتی ہے۔

فرانسیسی کیمیادان Antoine Lavoisier نے ہائڈروجن گیس کو یہ نام یونانی لفظ سے دیا تھا جس کا مطلب ہے" پانی بنانے والا"۔

ہائیڈروجن کائنات کا سب سے چھوٹا جوہر ہے جس میں صرف ایک برقیہ اور ایک ہوتے ہیں جبکہ کوئی تعدیلہ نہیں ہوتا۔ اس کے تین ہم جا ہوتے ہیں۔

زمین پر اپنی خالص شکل میں، ہائیڈروجن عام طور پر ایک گیس ہوتی ہے۔ ہائیڈروجن بھی ان حصوں میں سے ایک ہے جو پانی کا سالمہ (molecule) بناتی ہے۔ ہائیڈروجن اہم ہے کیونکہ یہ ایندھن ہے جو سورج اور دیگر ستاروں کو طاقت دیتی ہے۔ ہائیڈروجن پوری کائنات کا تقریبا 73 فیصد کا حصہ بناتی ہے۔

ایک حالیہ تحقیق کے مطابق زیر زمین کھربوں ٹن ہائیڈروجن گیس کی موجودگی کا انکشاف ہوا ہے۔ اس تحقیق سے معلوم ہوا ہے کے یہ ہائیڈروجن زیر زمین چٹانوں اور ذخائر میں موجود ہے،

اوراس کی مقدار اتنی زیادہ ہے کہ یہ انسان کی ایندھن کی ضروریات کو اگلے 1000 سال تک پورا کرسکتی ہے۔اس دریافت سے فاسل فیول پر سے انحصار کم ہونے کی امید ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ۔ ۲۶

ترجمہ۔جب سمندر پھاڑ دیے جائیں گے۔

جب آکسین اور ہائیڈروجن برقی رو کے گزرنے کی وجہ سے منقسم ہوجائیں گے تو اس مرحلے میں پانی اپنی اصل شکل میں موجود نہیں رہتا جبکہ خالص آکسیجن چیزوں کو جلا کر راکھ کرسکتی ہے لیکن اللہ تعالی نے ان دو گیسز کو ملا کر پانی پیدا فرمایا جو آگ کو بجھاتی ہے۔

لیکن قابل غور نکتہ یہ ہے! قیامت سے قبل تمام سمندر آگ بن جائیں گے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ۔ ۲۷

ترجمہ۔جب سمندر بھڑکا دیے جائیں گے۔

ایک قول یہ ہے کے سمندر کا پانی زمین میں دھنسا دیا جائے گا اوراس میں آگ بھڑکا دی جائے گی

فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ۔ ۲۸

ترجمہ۔وہ کھولتے ہوئے پانی کی طرف کھینچے جائیں گے اور پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سمندر قیامت کے دن آگ بن جائیں گے۔

قتادہ نے کہا! اس کے معنی ہیں المملوء (بھرا ہوا) یعنی قیامت کے دن سمندر آگ سے بھرا ہوا ہوگا۔

حضرت علیؓ نے ایک یہودی سے پوچھا! جہنم کہاں ہے؟ اس نے کہا، سمندر میں، حضرت علیؓ نے کہا! میرا گمان ہے کے وہ صادق ہے پھر انھوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ۔ ۲۹

ترجمہ۔ بھڑکائے ہوئے سمندر کی قسم۔

وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ۔ ۳

ترجمہ۔ جب سمندر پھاڑ دیے جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا! سمندر کے پانی سے اس لئے وضونہیں کیا جاتا ہے کے وہ جہنم کا ایک طبقہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، سمندر کا سفر صرف وہی شخص کرے جو حج، عمرہ یا جہاد کرنے والا ہو کیونکہ سمندر کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے سمندر ہے۔ ۳۱؎

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا! فلاں یہودی سچ بولنے والا ہے، کیونکہ اس کا گمان ہے کے اللہ کی سب سے بڑی آگ یہی سمندر ہیں، جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس میں سورج، چاند اور ستاروں کو جمع فرمادیں گے پھر اس پر دبور یعنی (مغربی ہوائیں) بھیج دی جائیں گی، جو اس سمندر کو بھڑکا دیں گی۔ ۳۲؎

مجاہدؒ روایت کرتے ہیں، والبحر المسجور سے مراد بھڑکا ہوا سمندر ہے۔ ۳۳؎

ابوالشیخ نے کعبؓ سے روایت کیا ہے، والبحر المسجور سے مراد سمندر بھڑکا یا جائے گا اور وہ جہنم بن جائے گا۔ ۳۴؎

ابن ابی حاتم نے سدیؒ سے روایت کیا ہے کے آیت وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَت۔ ترجمہ۔ جب سمندروں کو دہکا دیا جائے گا۔ سے مراد سمندروں کو کھول دیا جائے گا اور چلا دیا جائے گا۔ ۳۵؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَت۔ ترجمہ۔ جب سمندروں کو دہکا دیا جائے گا۔ کے بارے میں فرماتے ہیں کے تمام سمندر آگ بن جائیں گے۔ ۳۶؎

ضحاکؒ اس آیت وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَت۔ ترجمہ۔ جب سمندروں کو دہکا دیا جائے گا۔ کے بارے میں فرماتے ہیں کے اس سے مراد سمندروں کا پانی ہے جو نیچے اتر کر ختم ہوجائے گا۔ ۳۷؎

شمر بن عطیہؒ اس آیت وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَت۔ ترجمہ۔ جب سمندروں کو دہکا دیا جائے گا۔

کے بارے میں فرماتے ہیں کے جب سمندروں کواس طرح بھڑکا یا جائے گا جیسے تنور کو بھڑکا یا جاتا ہے۔۳۸؎

قیامت کے دن نیک آدمی نیک کے ساتھ اور بدکار آدمی بدکار کے ساتھ ملا دیا جائے گا:

قیامت کے دن جو انسان جس فطرت ، خصلت، عادت اور مزاج کا ہوگا وہ اس کے ساتھ ملا دیا جائے گا، یہاں تک کے وہ دنیا میں جس قسم کے انسانوں سے میل محبت رکھتا تھا اس کو قیامت کے دن اسی طرح کے لوگوں کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ۔۳۹

ترجمہ۔جب نفوس کے جوڑے بنا دیئے جائیں۔

اہل جنت کے اہل وعیال:

حضرت ابن عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا، جب اہل جنت، جنت میں داخل ہوجائیں گے تو ان میں سے ایک شخص اپنے ماں ، باپ اور اپنی بیوی اور اولاد کے متعلق سوال کرے گا تو اس سے کہا جائے گا کے انھوں نے وہ درجہ نہیں پایا جو تمھیں حاصل ہے، پس وہ کہے گا، ائے میرے رب! میں نے اپنے لئے بھی عمل کیا ہے اور ان کے لئے بھی عمل کیا ہے پھر یہ حکم دیا جائے گا کے ان کو اس کے درجے کے ساتھ ملا دیا جائے۔۴۰؎

حضرت خدیجہؓ بیان کرتی ہیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے فوت شدہ والدین کے بارے میں سوال کیا جو زمانہ جاہلیت میں کفر کی حالت میں انتقال کر چکے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ دونوں جہنم میں ہیں، یہ بات حضرت خدیجہؓ کو ناگوار گزری۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر تم ان کی جگہ دیکھ لو تو تم بھی ان سے بغض رکھو گی، انھوں نے سوال کیا، کیا میری جو اولاد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ جنت میں ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک مومنین اور ان کی اولاد جنت میں ہے اور مشرکین اور ان کی اولاد

جہنم میں ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی!

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ۔ ۴۱

ترجمہ۔ جولوگ ایمان لائے اوران کی ذریت نے ایمان کے ساتھ ان کا اعتبار کیا تو ہم ان کی ذریت کوان کے ساتھ ملا دیں گے اوران کے عمل میں سے کوئی چیز بھی کم نہیں کرے گئے ہر شخص اپنے اعمال کی وجہ سے محبوس ہوگا۔

انسان کا نسب اور نکاح بھی جنت میں منتقل ہوگا:

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ ۴۲

ترجمہ۔ ہمیشہ رہنے والے باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے، اوران کے باپ دادوں اور بیویوں اوراولاد میں جو لائق ہوں گے وہ بھی ان میں داخل ہوں گے، اوران پر ہر دروازہ سے فرشتے داخل ہوں گے، جو یوں کہیں گے کہ تم نے جو صبر کیا اس کے بدلہ میں تم پر سلام ہو اس جہاں میں اچھا انجام ہے۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں، حضرت عمر بن خطابؓ نے اس آیت وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ۔ ۴۳ ؎

ترجمہ۔ جب نفوس کے جوڑے بنا دیئے جائیں۔کے بارے میں فرمایا! قیامت کے دن نیک آدمی نیک آدمی کے ساتھ جنت میں اور برے آدمی کو برے آدمی کے ساتھ دوزخ میں ملا دیا جائے گا۔ ۴۴ ؎

حضرت نعمان بن بشیر بیان کرتے ہیںؓ، حضرت عمر بن خطابؓ نے آیت وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ۔ ۴۵ ؎

ترجمہ۔ جب نفوس کے جوڑے بنا دیئے جائیں۔ کے بارے میں فرمایا کے اس سے مراد وہ آدمی ہے جو قیامت کے دن دوزخ والوں میں اپنے جیسے آدمی کے ساتھ ملا دیا جائے گا، پھر آپؓ نے یہ آیت پڑھی۔

اُحۡشُرُوا الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا وَ اَزۡوَاجَهُمۡ وَمَا کَانُوۡا یَعۡبُدُوۡن۔ ۴۶

ترجمہ۔ ظالمین اور ان کے جوڑوں کو جمع کرلو اور ان معبودوں کو بھی جن کی وہ لوگ عبادت کیا کرتے تھے۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! آیت۔

وَاِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَت۔ ۴۷

۔ترجمہ۔ جب نفوس کے جوڑے بنا دیئے جائیں۔ سے مراد وہ دو آدمی جو اکٹھے ایک جیسے کام کرتے تھے، وہ دونوں جنت میں یا دوزخ میں اکٹھے داخل ہوں گے۔ ۴۸ے

ابن منیع ؒ بیان کرتے ہیں ،حضرت عمر بن خطابؓ نے اس آیت وَ اِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَت۔ ۴۹ے

ترجمہ۔ جب نفوس کے جوڑے بنا دیئے جائیں۔ کے بارے میں فرمایا کے اس سے مراد ہر قوم کو ان کے مشابہ لوگوں کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ ۵۰ے

عبد بن حمید وابن المنذر نے کلبیؒ نے بیان کیا ہے کے مومنین کو حورعین سے اور کافرین کو شیاطین کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ ۵۱ے

عکرمہؒ اس آیت وَاِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَت۔

ترجمہ۔ جب نفوس کے جوڑے بنا دیئے جائیں۔ کے بارے میں فرماتے ہیں کے نیک انسان کو جنت میں اس کے دنیا کے نیک ساتھی کے ساتھ ملا دیا جائے گا جبکہ برے اور گناہ گار شخص کو اس کے دنیا کے برے ساتھی کے ساتھ جہنم میں ملا دیا جائے گا جو دنیا میں برے کاموں میں اس کا معاون اور مددگار تھا۔ ۵۲ے

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں، حضرت نے عمر بن خطابؓ نے اس آیت

اُحۡشُرُوا الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا وَ اَزۡوَاجَهُمۡ وَمَا کَانُوۡا یَعۡبُدُوۡنَ۔ ۵۳

ترجمہ۔ ظالمین اوران کے جوڑوں کو جمع کرلواوران معبودوں کو بھی جن کی وہ لوگ عبادت کیا کرتے تھے۔

کی وضاحت میں فرمایا کے اس سے مراد جو دو لوگ دنیا میں ایک جیسے کام کرتے تھے، مثلاً سود خور، زانی، شرابی، قاتل اور کافرین کو جہنم میں ایک ساتھ ملا دیا جائے گا جبکہ نیک کام کرنے والوں کو جنت میں ایک ساتھ ملا دیا جائے گا۔ ۵۴؎

قسم ہے اللیل (رات) کی:

للیل۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ل۔ی۔ل) سے مشتق ہے۔

للیل یا للیلۃ ۔ کے معنی رات کے ہیں، یعنی جو غروب آفتاب سے طلوع فجر تک کا وقت اللیل کہلاتا ہے۔

صاحب محیط نے لکھا ہے کے اللیل یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے۔

جبکہ سریانی زبان میں اللیل کو للیا بھی کہا جاتا ہے۔

اللیل کی جمع لیال اور للیالی ہے۔ ۵۵؎

اللہ نے اس سورہ میں اللیل کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا!

وَ الَّیۡلِ اِذَا عَسۡعَسَ۔ ۵۶

ترجمہ۔ قسم ہے رات کی جب وہ پھیل جائے۔

اللیل اللہ کی ایک مخلوق اور ایک نعمت عظمیٰ ہے، جو اللہ نے انسانوں کے آرام کے لئے تخلیق فرمائی ہے۔

اللیل۔ اللہ کی ایک نشانی بھی ہے، قرآن کریم میں متعدد آیات میں اللیل کا ذکر کیا گیا ہے۔

صبح سانس لیتی ہے:

کائنات میں پائے جانے والے تمام ذی نفوس کی زندگی کا دارومدار سانس پر ہے انسان کی طرح

دیگر مخلوقات بھی سانس لیتے ہیں جن میں شامل جانور، پرندے، حشرات الارض، زمین آسمان، درخت، پہاڑ، دریا، سمندر، صبح وشام حتیٰ کے جنت اور جہنم کے بھی سانس کے دورانیے مخصوص ،مختلف، متعین اور مقرر ہیں لیکن ان میں سے اکثر کے سانس کے دورانیے کے بارے میں عام طور پر انسان بے خبر ہی رہتا ہے، رات کی طرح صبح بھی اللہ کی مخلوق ہے، جو شعور رکھتی ہے، اللہ کے حکم کی بجا آوری کرتی ہے، اس کائنات میں جہاں جہاں اللہ کی مخلوقات اور زمینیں موجود ہیں وہاں کی ہر صبح کی منفرد، الگ اور اس کی ایک علیحدہ شان ہے۔ صبح بھی ذی روح مخلوق ہے جس کی زندگی کا دارومدار سانس کے اوپر قائم ہے۔ اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

وَالصُّبۡحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۔۵۷۔

ترجمہ۔ قسم ہے صبح کی جب وہ سانس لے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

نماز کو ٹھنڈے اوقات میں پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس لینے سے پیدا ہوتی ہے۔ ۵۸؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جہنم نے اپنے رب کے حضور شکایت کی اور کہا کے میرے رب میرے ہی بعض حصوں نے بعض کو کھالیا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانسوں کی اجازت دی ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں لہٰذا تم انتہائی گرمی اور انتہائی سردی جب محسوس کرتے ہو تو یہ (اسی جہنم کے سانس لینے کا نتیجہ ہیں)۔ ۵۹؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بخار کو زم زم کے پانی سے ٹھنڈا کرلیا کرو کیونکہ بخار جہنم کی سانس کے اثر سے ہوتا ہے اسی لئے اسے پانی سے ٹھنڈا کرلیا کرو۔ ۶۰؎

اسی طرح سے بلند و بالا پہاڑ پیدا بھی ہوتے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ جوان بھی یہی نہیں بلکہ وہ بھی ہر ذی روح کی طرح سانس لیتے ہیں تخلیقی فارمولوں میں پہاڑ کی تخلیق اور نشونما کا فارمولا مختلف ہے بظاہر پہاڑوں کو دیکھ کر یہ لگتا ہے کہ وہ ایک جگہ جمے ہوئے ہیں لیکن ان کے اندر بھی ہر

وقت قانون حرکت کام کرتا رہتا ہے ایک نارمل انسان ایک منٹ میں اندازاً بیس مرتبہ سانس لیتا ہے لیکن پہاڑ اپنا ایک سانس پندرہ منٹ میں مکمل کرتا ہے بالکل اسی طرح باقی مخلوقات کی سانس کی معین مقداریں الگ الگ ہیں۔ ۶۱

قرآن کریم کا واقعہ:

ایک دفعہ حضرت عزیر علیہ السلام کا گزر ایک بستی پر سے ہوا آپ نے دیکھا کہ بستی اجڑی ہوئی اور ویران ہے، یہ دیکھ کر آپ کو یہ خیال آیا کہ بھلا یہ بستی دوبارہ کس طرح سے آباد ہوگی؟
پھر حضرت عزیر علیہ السلام نے اپنے گدھے کو ایک درخت سے باندھا، کھانا اپنے سرہانے رکھا اور درخت سے ٹیک لگا کر سو گئے اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایسی نیند وارد کی کے آپ سو سال تک سوتے رہے جب آپ سو سال کے بعد بیدار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے پوچھا کے عزیر کتنی دیر سوئے؟ تو انھوں نے جواب دیا کے ایک دن یا اس سے کم اللہ تعالیٰ نے فرمایا! نہیں تم سو سال تک سوتے رہے ہو ذرا تم اپنے گدھے اور کھانے کی طرف دیکھو جب آپ نے گدھے کی جانب دیکھا تو وہ مر چکا تھا یہاں تک کہ اس کی ہڈیاں بھی بکھر چکی تھیں جبکہ کھانا بالکل تازہ تھا۔ جب آپ نے بستی کی جانب نظر کی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کے وہ بستی ایک بارونق شہر میں بدل چکی ہے جب آپ نے اللہ کی یہ قدرت کاملہ دیکھی تو آپ سجدے میں گر گئے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہوا!

اَوْ كَالَّذِىْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّ هِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْىٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَ انْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَ لِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ انْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۔ ۶۲

ترجمہ۔ کیا تم نے اس شخص کا حال نہیں دیکھا جس کا گزر ایک بستی پر ہوا جو اپنی چھتوں پر اوندھی گری پڑی تھیں (یہ دیکھ کر عزیر نے کہا کہ!) یہ آبادی جو ہلاک ہو چکی ہے اسے اللہ تعالی دوبارہ زندگی کیسے بخشیں گے؟ اس پر اللہ نے (عزیر) کی روح قبض کر لی اور وہ سو سال تک مردہ حالت میں پڑا رہا پھر اللہ نے اس کو دوبارہ زندگی بخشی اور اس کے پوچھا کے بتاؤ تم کتنی مدت تک سوتے رہے؟ اس نے کہا کے ایک دن یا اس سے کچھ کم فرمایا کے نہیں بلکہ تم سو سال تک سوتے رہے ذرا اپنے کھانے کو دیکھو اس میں کوئی تغیر نہیں آیا اور پھر تم اپنے گدھے کی طرف دیکھو (وہ گل سڑ کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکا ہے) اور یہ ہم نے اس لئے کیا کہ ہم تمھیں لوگوں کے لئے نشانی بنانا چاہتے ہیں تم دیکھو کہ ہڈیوں کے اس پنجر پر ہم کس طرح سے گوشت چڑھاتے ہیں جب اس کو ہماری قدرت کا مشاہدہ ہو گیا تو اس نے کہا کہ میں یقین کرتا ہوں کہ بلا شبہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔

حکمت:

وقت کا تعلق حرکت سے ہے اگر کسی شے کی حرکت کو اس کی موجودہ حرکت سے سو گنا کم کر دیا جائے تو اس حرکت کی نسبت ٹائم گزرنے کی رفتار سو گنا کم ہو جائے گی۔

انسان ایک منٹ میں ۲۰ مرتبہ سانس لیتے ہیں اگر ایک منٹ میں ایک سانس لیا جائے تو ۲۰ سانس لینے کے لیے ۲۰ منٹ درکار ہوں گے لہٰذا ایک منٹ میں ایک مرتبہ سانس لینے سے وقت ۲۰ گنا کم ہو جائے گا حضرت عزیر علیہ السلام نے بھی ایک سو سال میں تقریباً اتنے ہی سانس لئے جتنے ایک دن میں لئے جاتے ہیں پھر جب ان سے پوچھا گیا کے آپ کتنا عرصہ سوئے؟ تو انھوں نے کہا کے ایک دن یا پھر اس سے بھی کم ایک دن میں ۲۴ گھنٹے ہوتے ہیں ۲۴ گھنٹوں میں ایک انسان اندازاً ۲۴۹۲۰ (چوبیس ہزار نو سو بیس) مرتبہ سانس لیتا ہے اس اعتبار سے اس نے سو سالوں میں تقریباً (نو ارب) سانس لئے یعنی وقت کی رفتار نو ارب گنا تیز ہوگئی اسی طرح سے کھانے کے مالیکیولز کی حرکت بھی اتنی کم ہوگئی کہ وقت ٹھہر گیا اور کھانا خراب نہیں ہوا، رہا گدھے کا معاملہ تو اس کے لئے وقت ایسے ہی گزرا جیسے کہ اور چیزوں پر گزرتا ہے اور وہ سو سال میں مر کھپ کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گیا، زمان و مکان (Time and Space) کے قانون کے مطالعے سے

یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہرام میں وقت ٹھہر جاتا ہے یا اس کے گزرنے کی رفتار انتہائی کم ہوجاتی ہے یعنی وہاں مالیکیولز کی حرکت صفر ہوجاتی ہے اسی وجہ سے وہاں رکھی اشیاء پر اگر ہزاروں سال بھی گزر جائیں تو وہ اشیاء خراب نہیں ہوتیں اگر اہرام میں مراقبہ کیا جائے تو مراقب Time and Space سے آزاد ہوکر لاشعور کے قریب ہوجاتے ہیں۔

Micro Wave Frequency مائیکرو ویو اون میں جب فریز کیا ہوا کھانا رکھا جاتا ہے تو کھانے کے مالیکیولز یا سالمے مائیکرو ویو فریکیونسی پر حرکت کرتے ہیں یہ حرکت اتنی تیز ہوتی ہے کے اگر چولہے پر کھانا گرم ہونے میں ۱۰ منٹ لگتے ہیں تو مائیکرو ویو اون میں یہی کھانا ایک منٹ میں گرم ہوجاتا ہے یعنی رفتار کی تیزی کی وجہ سے دس منٹ کا وقفہ ایک منٹ میں تبدیل ہوجاتا ہے۔

یہاں سوال یہ ہے:

۱۔ حضرت عزیر علیہ السلام جب سو سال تک سوتے رہے لیکن وہ اپنے حساب سے ایک دن یا اس سے بھی کم سوئے۔

۲۔ حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا مر گیا اور اس کے جسم پر وہ تمام اثرات قائم ہوگئے جو کسی بھی مردہ جسم پر ہوتے ہیں۔

۳۔ کھانا سڑے بغیر سو سالوں تک بالکل تازہ ہی رہا اگرچہ یہ تینوں واقعات ایک ہی قطعہ زمین پر پیش آئے لیکن یہ کس طرح سے ہوا؟

آکسیجن زندگی نہیں ہے:

زندگی کا دارومدار آکسیجن پر ہے لیکن یہ بات سو فیصد درست نہیں کیونکہ ایک گھر میں اگر دس افراد رہتے ہیں اور ان میں سے اگر کسی کی
موت واقع ہوجائے یعنی اگر یہ مان لیا جائے کہ مرنے والے کی زندگی کا انحصار آکسیجن پر تھا تو پھر باقی موجود نو افراد کیسے زندہ ہیں؟
زندگی کا انحصار آکسیجن کے جلنے پر ہے جبکہ آکسیجن کا جلنا تابع ہے کاربن ڈائی آکسائیڈ کے

آکسیجن جب ناک یا حلق کی نالیوں کے ذریعے پھیپھڑوں میں داخل ہوتی ہے تو پھیپھڑوں کے اندر کا نظام اس آکسیجن کو جلاتا ہے اور نتیجے میں کاربن ڈائی آکسائیڈ زندگی بن جاتی ہے یعنی ثابت ہوا کہ آکسیجن پر زندگی کا انحصار نہیں بلکہ آکسیجن زندگی کے لئے محض ایک ایندھن ہے تمام آسمانی کتابوں کے مطابق کائنات کا ہر ذرہ شعور رکھتا ہے یعنی وہ عقل وفہم سے معمور ہے وہ اپنی زندگی کی حفاظت کرتا ہے جبکہ دوسروں کی زندگی میں جو اس کی ذمہ داریاں ہیں وہ بھی پوری کرتا ہے اگرچہ کرہ ارض پر پائی جانے والی بے شمار مخلوقات جن میں شامل سورج، چاند، ستارے، سیارے، جانور اور درخت یہ سب اپنے رب کے حکم کے تابع اور فرمانبردار ہیں سوائے چند سرکش انسان اور جنات کے جن کو روز قیامت اللہ تعالی ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے جہنم میں گھسیٹیں گے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ۔ ٦٣

ترجمہ۔ بے شک (سرکش) انسان اور جنات جہنم میں گھسیٹے جائیں گے۔

حضرت سلیمان بن بریدہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! ہر شے انسان سے زیادہ اللہ کی مطیع (فرمانبردار) ہے۔ ٦٤

یہ قانون قدرت ہے کے انسان کا شعور اور لاشعور دونوں ہی مسلسل تبدیل ہوتے رہتے ہیں جب وہ شعور میں ہوتا ہے تو اپنے اوپر زمان ومکان کی گرفت کو محسوس کرتا ہے اس کے برعکس جب وہ لاشعور میں ہوتا ہے تو اس پر سے زمان ومکان کی گرفت ٹوٹ جاتی ہے باالفاظ دیگر وہ اس گرفت سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ۔ ٦٥

ترجمہ۔ وہ ہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ۔ ٦٦

ترجمہ۔ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ فِيْ

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ۔ ٦٧

ترجمہ۔ اللہ نے تمہارے لئے رات کو پیدا فرمایا تا کہ تم اس میں سکون حاصل کرو اور دن کو دیکھنے کا ذریعہ بنایا۔ بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں۔

جب انسان سوتا ہے تو زمانیت میں سفر کرتا ہے اور جب وہ بیدار ہوتا ہے تو وہ مکانیت میں سفر کرتا ہے سوتے ہوئے زمانیت کی پیمائش ممکن نہیں ہے جبکہ مکانیت میں زمانیت اس کے ساتھ محو سفر ہوتی ہے۔ حضرت عزیر علیہ السلام جب سو گئے تو اللہ کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق ان کے حواس زمانیت میں پیوست ہو گئے۔ لیکن ان کا گدھا عام حالات کے مطابق مر گیا یا اس کی آکسیجن کو کاربن نے جلا دیا اور اس کی موت واقع ہوگئی اور ان کا کھانا اس لئے خراب نہیں ہوا کیونکہ کھانے کے مالیکیولز پر وہ گیسیز اثر انداز ہو رہی تھیں جو کے انھیں تادیر تازہ رکھتی ہیں جیسے کے ایک بڑے کمرے میں فرج یا ڈیپ فریزر۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! لوگ سوئے ہوئے ہیں جب مریں گے تو جاگ جائیں گے۔ ٦٨؎

❁

حوالہ کتب:

١۔ سورہ تکویر۔ آیت۔ ١۔

٢۔ سورہ تکویر۔ آیت۔ ٢۔

٣۔ سورہ تکویر۔ آیت۔ ٣۔

٤۔ سورہ تکویر۔ آیت۔ ٤۔

٥۔ سورہ تکویر۔ آیت۔ ٥۔

٦۔ سورہ تکویر۔ آیت۔ ٦۔

٧۔ سورہ تکویر۔ آیت۔ ٧۔

٨۔ سورہ تکویر۔ آیت۔ ٨۔

٩۔ سورہ تکویر۔ آیت۔ ٩۔

۱۰۔سورہ تکویر۔آیت۔۱۰۔
۱۱۔سورہ تکویر۔آیت۔۱۱۔
۱۲۔سورہ تکویر۔آیت۔۱۲۔
۱۳۔سورہ تکویر۔آیت۔۱۳۔
۱۴۔سورہ تکویر۔آیت۔۱۴۔
۱۵۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۶۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۷۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار
۱۸۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار
۱۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۰۔مسند بزاز۔حافظ ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البزار (متوفی ۲۹۲ھ)۔دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔
۲۱۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار
۲۲۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار
۲۳۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۴۔سورہ تکویر۔آیت۔۶۔
۲۵۔سورہ الطور۔آیت۔۶۔
۲۶۔سورہ الانفطار۔آیت۔۳۔
۲۷۔سورہ التکویر۔آیت۔۶۔
۲۸۔المومن۔آیت۔۲۷۔
۲۹۔سورہ الطور۔آیت۔۶۔
۳۰۔سورہ الانفطار۔آیت۔۳۔
۳۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۲۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۳۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۳۴۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۳۵۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار
۳۶۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۷۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۸۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۹۔سورہ تکویر۔آیت۔۷۔
۴۰۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔

۴۱۔سورہ طور۔آیت۔۲۱۔
۴۲۔سورہ رعد۔آیت۔۲۴۔
۴۳۔سورہ تکویر۔آیت۔۷۔
۴۴۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۴۵۔سورہ تکویر۔آیت۔۷۔
۴۶۔سورہ الصافات۔آیت۔۲۲۔
۴۷۔سورہ تکویر۔آیت۔۷۔
۴۸۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۹۔سورہ تکویر۔آیت۔۷۔
۵۰۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۱۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۲۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۳۔سورہ الصافات۔آیت۔۲۲۔
۵۴۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۵۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۶۔سورہ تکویر۔آیت۔۱۷۔
۵۷۔سورہ تکویر۔آیت۔۱۸۔
۵۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۵۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۱۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۲۴۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔
۶۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۹۔
۶۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۹۔
۶۴۔المعجم الصغیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔
۶۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۷۔
۶۶۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۳۔
۶۷۔سورہ یونس۔آیت۔۶۷۔
۶۸۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات

۸۲۔سورہ الانفطار(آسمان کا پھٹنا)

نام:

الانفطار۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی آسمان کا پھٹنا ہے۔

شان نزول:

سورہ انفطار مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۱۹ ہے جبکہ اس میں صرف ا رکوع ہے۔

مضامین:

۱۔روز قیامت آسمان پھٹ جائے گا۔

۲۔ستارے بکھر جائیں گے۔

۳۔سمندر ابل پڑیں گے۔

۴۔زمین اپنا بوجھ اٹھا کر پھینک دے گی۔

۵۔اللہ تعالیٰ نے انسان کو اعتدال کے ساتھ تخلیق فرمایا ہے۔

۶۔نیک اور بد اعمال کی جزا اور سزا۔

۷۔انسان کے اعمال لکھنے والے کراماً کاتبین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص قیامت کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہے وہ سورہ التکویر،سورہ انفطار اور سورہ انشقاق کی تلاوت کرے۔[۱]

قیامت کی ہولناکیاں:

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے بے شمار سورتوں میں قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر فرمایا ہے۔

سورہ انفطار میں بھی اللہ تعالی نے روز قیامت کی سختیوں اور نفسانفسی کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے!

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ۔ ۲

ترجمہ۔جب آسمان پھٹ جائے گا۔

وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ۔ ۳

ترجمہ۔اور ستارے جھڑ جائیں گے۔

وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ۔ ۴

ترجمہ۔جب سمندر ابل پڑیں گے۔

وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ۔ ۵

ترجمہ۔جب قبریں اکھاڑ دی جائیں گے۔

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ۔ ۶

ترجمہ۔۔تو ہر شخص ان اعمال کو جان لے گا جو اس نے پہلے اور بعد میں بھیجے۔

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ۔ ۷

ترجمہ۔۔اے انسان! تجھ کو کس چیز نے تیرے رب کریم کے ساتھ دھوکہ میں ڈالا۔

الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ۔ ۸

ترجمہ۔جس نے تجھے پیدا فرمایا سو تیرے اعضا درست بنائے پھر تجھے اعتدال پر رکھا۔

فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ۔ ۹

ترجمہ۔جس صورت میں چاہا تجھے مرکب فرما دیا۔

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ۔ ۱۰

ترجمہ۔۔ہرگز نہیں، بلکہ بات یہ کہ تم جزاء کو جھٹلاتے ہو۔

آسمان پھٹ جائے گا:

قیامت سے قبل تمام آسمان پھٹ جائیں گے۔اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہیں!

انفطار۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو(ف۔ط۔ر) سے مشتق ہے۔

فطر۔کے معانی ہیں پھاڑنا۔شق کرنا۔پہلی بار پھاڑنا۔

فطر۔کے معانی کھودنے۔پھاڑنے اور شق کرنے کے ہیں۔

فطور۔عربی زبان میں شگاف۔عیب یا خلل کو کہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، فطر کے معانی پہلی مرتبہ شق کرنا یا پھاڑنا۔ ۱۱ـــہ

اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ
هَدًّا ۔ ۱۲

ترجمہ۔قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں۔

اِلسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ۔ ۱۳

ترجمہ۔آسمان پھٹ جائے گا اس میں اس کا وعدہ کیا ہوا ہے۔

الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ
تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۔ ۱۴

ترجمہ۔جس نے پیدا کیا سات آسمانوں کو تہہ بہ تہ، اے مخاطب! تو رحمان کی تخلیق میں کوئی خلل نہیں دیکھے گا، سوتو پھر نظر ڈال کر دیکھ لے کیا تجھے اس میں کوئی شگاف نظر آتا ہے۔

روز قیامت آسمان کا پھٹنا یا شق ہونا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔جس کا ذکر قرآن میں کئی مقامات پر کیا گیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاداتِ خداوندی ہیں!

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۔ ۱۵

ترجمہ۔جب آسمان پھٹ جائے گا سو ایسا ہو جائے گا جیسے سرخ چمڑا ہو۔

وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۔۱۶

ترجمہ۔آسمان پھٹ جائے گا اور وہ اس روز بالکل کمزور ہو جائے گا۔

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۔۱۷

ترجمہ۔جب آسمان پھٹ جائے گا۔

روز قیامت کی ہولناکیوں اور سختیوں کو اللہ تعالی نے متعدد آیات میں بیان فرمایا ہے، اس بیان کا اصل مقصد یہی ہے کے انسان آخرت کی فکر کرتے ہوئے دنیا میں اچھے اعمال انجام دے تا کہ وہ آخرت میں کامیاب لوگوں کی صف میں کھڑا ہو سکے، روز قیات ایک سخت مشکل دن ہوگا، تاہم اس مصیبت کے دن کی مشکلات اور حقائق میں سے ایک بڑی حقیقت یہ بھی ہے کے اس دن آسمان پھٹ جائے گا یعنی اس کائنات کی شکل وصورت میں ایک عظیم تغیر رونما ہوگا، نا صرف اس کائنات کا موجودہ نظام درہم برہم ہو جائے گا بلکہ اس کی موجودہ بندشیں بھی کھل جائیں گی۔

ستارے بکھیر دیے جائیں گے:

روز قیامت ستارے فضاء میں ہر جانب بکھر جائیں گے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۔۱۸

ترجمہ۔اور ستارے جھڑ جائیں گے۔

سورہ التکویر میں قیامت کی ایک اور نشانی یہ بھی بتائی گئی کے اس عظیم فضا میں ستارے ہر جانب بکھر جائیں گے، یعنی آسمان کے پھٹنے یا شق ہونے کے ساتھ ہی دوسرا ہولناک منظر ستاروں کا بکھرنا اور جھڑنا ہے، کیونکہ اس عظیم کائنات میں ستارے اور سیارے اپنے مدار میں مسلسل متحرک ہیں، اور ان کی یہ حرکت بالکل Calculated ہے، لیکن یہ سب کائناتی حسن وخوبصورتی، حساب کتاب، نظم ونسق اور تنظیم واعتدال روز قیامت فضاء میں بکھیر کر رکھ دیا جائے گا، اور انسان اپنی آنکھوں سے یہ محیر العقل مناظر بھی دیکھے گا جس کا اس نے کبھی تصور بھی نا کیا تھا، یعنی قیامت کے بپا ہوتے ہیں کائنات کا مضبوط اور غیر مرئی بندش کے عظیم انتظامات میں ایسا خلل واقع ہوگا جو آنکھوں اور عقل کو حیران اور پریشان کر دے گا۔

تمام سمندر بھڑکا دئے جائیں گے:

روز قیامت دنیا کے تمام سمندر میں بھی عظیم تغیرات واقع ہوں گے اور دنیا کے تمام سمندر آگ کی مانند بھڑکا دئے جائیں گے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ۔۱۹

ترجمہ۔جب سمندروں کو دہکا دیا جائے گا۔

وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ:

اللہ تعالیٰ نے سورہ طور میں وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْر کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا!

وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ۔۲۰ ۔ترجمہ۔قسم ہے بحر المسجور کی۔

پانی دو گیسز کا مجموعہ ہے یعنی H2O پانی میں ہائیڈروجن کے دو مالیکیولز ہیں جبکہ آکسیجن کا ایک مالیکیول پایا جاتا ہے،اگر پانی میں سے برقی رو گزاری جائے تو وہ آکسیجن اور ہائیڈروجن کو تقسیم کر سکتی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ۔۲۱

ترجمہ۔جب سمندر پھاڑ دیے جائیں گے۔

جب آکسین اور ہائیڈروجن برقی رو کے گزرنے کی وجہ سے منقسم ہو جائیں گے تو اس مرحلے میں پانی اپنی اصل شکل میں موجود نہیں رہتا جبکہ خالص آکسیجن چیزوں کو جلا کر راکھ کر سکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان دو گیسز کو ملا کر پانی پیدا فرمایا جو آگ کو بجھاتی ہے۔

لیکن قابل غور نکتہ یہ ہے! قیامت سے قبل تمام سمندر آگ بن جائیں گے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ۔۲۲

ترجمہ۔جب سمندر بھڑکا دیے جائیں گے۔

ایک قول یہ ہے کے سمندر کا پانی زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور اس میں آگ بھڑ کا دی جائے گی

فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ۔۲۳

ترجمہ۔ وہ کھولتے ہوئے پانی کی طرف کھینچے جائیں گے اور پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سمندر قیامت کے دن آگ بن جائیں گے۔

قتادہ نے کہا! اس کے معنی ہیں المملوء (بھرا ہوا) یعنی قیامت کے دن سمندر آگ سے بھرا ہوا ہوگا۔

حضرت علیؓ نے ایک یہودی سے پوچھا! جہنم کہاں ہے؟ اس نے کہا، سمندر میں، حضرت علیؓ نے کہا! میرا گمان ہے کے وہ صادق ہے پھر انھوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ ۔۲۴

ترجمہ۔ بھڑکائے ہوئے سمندر کی قسم۔

وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۔۲۵

ترجمہ۔ جب سمندر پھاڑ دیے جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا! سمندر کے پانی سے اس لئے وضو نہیں کیا جاتا ہے کے وہ جہنم کا ایک طبقہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، سمندر کا سفر صرف وہی شخص کرے جو حج، عمرہ یا جہاد کرنے والا ہو کیونکہ سمندر کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے سمندر ہے۔۲۶

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا! فلاں یہودی سچ بولنے والا ہے، کیونکہ اس کا گمان ہے کے اللہ کی سب سے بڑی آگ یہی سمندر ہیں، جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس میں سورج، چاند اور ستاروں کو جمع فرمادیں گے پھر اس پر دبور یعنی (مغربی ہوائیں) بھیج دی جائیں گی، جو اس سمندر کو بھڑکا دیں گی۔۲۷

مجاہدؒ روایت کرتے ہیں، وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ سے مراد بھڑکا ہوا سمندر ہے۔۲۸

ابوالشیخ نے کعبؓ سے روایت کیا ہے، **وَ الْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ** سے مراد سمندر بھڑکا یا جائے گا اور وہ جہنم بن جائے گا۔۲۹؎

ابن ابی حاتم نے سدیؒ سے روایت کیا ہے کے آیت **وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَت**۔
ترجمہ۔ جب سمندروں کو دہکا دیا جائے گا۔ سے مراد سمندروں کو کھول دیا جائے گا اور چلا دیا جائے گا۔۳۰؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت **وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَت**۔
ترجمہ۔ جب سمندروں کو دہکا دیا جائے گا۔ کے بارے میں فرماتے ہیں کے تمام سمندر آگ بن جائیں گے۔۳۱؎

ضحاکؒ اس آیت **وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَت**۔ ترجمہ۔ جب سمندروں کو دہکا دیا جائے گا۔ کے بارے میں فرماتے ہیں کے اس سے مراد سمندروں کا پانی ہے جو نیچے اتر کر ختم ہوجائے گا۔۳۲؎

شمر بن عطیہؒ اس آیت **وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَت**۔ ترجمہ۔ جب سمندروں کو دہکا دیا جائے گا۔ کے بارے میں فرماتے ہیں کے جب سمندروں کو اس طرح بھڑکا یا جائے گا جیسے تنور کو بھڑکا یا جاتا ہے۔۳۳؎

زمین اپنا سارا بوجھ نکال پھینکے گی:

روز قیامت زمین بھی اپنا بوجھ نکال کر پھینک دے گی ، اگر چہ زمین کا انسانوں پر یہ احسان عظیم ہے کے وہ ہر گندی، تعفن، ناکارہ، بدبودار، بوسیدہ اور گناہ گار کو اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے، اگر زمین یہ سب نا سمیٹتی تو آج دنیا گندگی کا ڈھیر ہوتی، زمین کا بنی نوع انسانیت پر یہ خاص احسان اور کرم نوازی ہے جو وہ گلی، سڑی، بدبودار، انسان، جانور، پرندے، مردار، فضلہ، گندگی، کیچڑ، مرے ہوئے انسان، جاندار، درخت، گلے سڑے اناج، پھل، سبزی کو اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے، یہی نہیں بلکہ گزشتہ تہذیبوں کی باقیات بھی زیر زمین موجود ہیں جبکہ عذاب یافتہ اقوام کو بھی زمین نے اپنے اندر سمیٹ رکھا ہے۔

زمین نے بخوشی اپنے اندر نجانے کتنے مومنین، مومنات، مسلمین، مسلمات، ذاکرین، ذاکرات، صابرین، صابرات، شاکرین، شاکرات، صائمین، صائمات، صادقین، صادقات، صالحین اور صالحات کو اپنے اندر جگہ دی جبکہ اسی زمین میں بے شمار کافرین، منکرین، منافقین، اور مشرکین کے بوجھ کو بھی موجود ہیں، ساری عمر اسی زمین پر غرور اور تکبر سے اکڑ کر چلتے رہے۔

یہ زمین کی کمال سخاوت اور ممتا ہے جو انسانوں سے ماں جیسی محبت اور شفقت کرتی ہے، انسان پر الزم ہے کے وہ زمین کے ان احسانات کو ہمیشہ یاد رکھے کیونکہ اگر وہ ہم پر یہ احسانات نا کرتی تو دنیا بیماریوں، وباؤں، بلاؤں اور پریشانیوں کا ایک گڑھ بن جاتی۔

لیکن روز قیامت اللہ تعالی کے حکم سے زمین بھی اپنا تمام بوجھ نکال کر پھینک دے گی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا ۔۳۴

ترجمہ۔ جب زمین میں زوردار زلزلہ آجائے گا۔

وَ اَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا ۔۳۵

ترجمہ۔ زمین اپنے بوجھ کو نکال پھینکے گی۔

وَاِذَا الۡقُبُوۡرُ بُعۡثِرَتۡ ۔۳۶

ترجمہ۔ جب قبریں اکھاڑ دی جائیں گے۔

وَاِذَا الۡاَرۡضُ مُدَّتۡ ۔۳۷

ترجمہ۔ جب زمین کھینچ کر بڑھا دی جائے گی۔

وَ اَلۡقَتۡ مَا فِيۡهَا وَ تَخَلَّتۡ ۔۳۸

ترجمہ۔ وہ سب کچھ ڈال دے گی جو اس کے اندر ہے اور خالی ہو جائے گی۔

عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّا قَدَّمَتۡ وَ اَخَّرَتۡ ۔۳۹

ترجمہ۔ تو ہر شخص ان اعمال کو جان لے گا جو اس نے پہلے اور بعد میں بھیجے۔

انسان اللہ کی بہترین تخلیق ہے:

اللہ تعالی نے انسان کو بہترین ساخت پر تخلیق فرمایا ہے، انسان کے اللہ تعالی نے قرآن کریم میں احسن تقویم کا لفظ استعمال کیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۔۴۰

ترجمہ۔ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے۔

الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۔۴۱

ترجمہ۔جس نے تجھے پیدا فرمایا سو تیرے اعضا درست بنائے پھر تجھے اعتدال پر رکھا۔

فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاۗءَ رَكَّبَكَ ۔۴۲

ترجمہ۔جس صورت میں چاہا تجھے مرکب فرما دیا۔۔

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۔۴۳

ترجمہ۔اے انسان! تجھ کو کس چیز نے تیرے رب کریم کے ساتھ دھوکہ میں ڈالا۔

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۔۴۴

ترجمہ۔۔ہرگز نہیں، بلکہ بات یہ کہ تم جزاء کو جھٹلاتے ہو۔

انسان اس کائنات میں اللہ کی تخلیق کا شاہکار عظیم ہے، انسان کی تخلیق پر اللہ کا فخر اور انسان کو کائنات میں پائی جانے والی دیگر مخلوقات پر فضیلت۔یقیناً اپنے اندر کئی معانی رکھتی ہے انسان کے وجود خاکی میں اللہ نے اپنی روح پھونکی اور انسان کو اللہ نے اپنی نیابت اور خلافت کے لئے چنتے ہوئے کل کائنات اس کے لئے مسخر فرما دی اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کے تمھیں ہم نے اپنی عبادت اور بندگی کے لئے پیدا کیا ہے اللہ تعالی نے انسان کو بے شمار اختیارات سے نوازتے ہوئے قوانین قدرت بھی اس پر آشکار فرما دئے۔

دنیا کے پہلے فرد حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے کل کائنات کے تمام علوم یعنی علم اسماء عطا فرمائے اسی مناسبت سے آدم کی اولاد بھی اپنے باپ کی وراثت کی اولین حق دار ٹھہرتے ہوئے بے شمار علوم

وفنون اور حکمتوں سے نواز دی گئی ۔اللہ تعالی نے انسان کو غور وفکر، ارادے، یقین اور علم الاسما سے مشرف فرمایا اور اس کی روح میں بے شمار صلاحیتوں کو پوشیدہ اور مستور فرما دیا۔ روح کا ہر تقاضا اللہ کی ذات کے لئے ہے کیونکہ روح اللہ کی ذات سے قریب ہے جس پر اللہ کی محبت کی نظر ہے۔ مقام حیرت یہ ہے کے انسان پیدائش سے لے کر موت تک ہر لمحہ اپنے ساتھ بسر کرتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ اپنی بے شمار صلاحیتوں اور خصوصیات سے ناواقف ہی رہتا ہے۔

انسان کیا ہے؟

ا۔وجود انسانی کی تخلیق دوعناصر سے مل کر ہوئی ہے۔ا۔انسان کا خاکی وجود جیسے اللہ نے مٹی سے تخلیق کیا ہے۔

۲۔اور انسان کا روحانی وجود یعنی انسان کے خاکی وجود میں اللہ نے اپنی روح پھونک دی اور انسان جیتا جاگتا ہو گیا۔

انسان اپنی پیدائش سے لے کر مرنے تک ہمہ وقت علم وعمل میں مصروف رہتا ہے اگر چہ علم وعمل کا یہ سلسلہ ناختم ہونے والا ہے جس کا تسلسل تا عمر جاری وساری رہتا ہے بعض اوقات یہ سیکھنے کا عمل غیر محسوس طور پر اس کی زندگی اور معمولات کا حصہ ہوتے ہیں تاہم علم انسان کے اندر ارادہ پیدا کرتا ہے جو بلاآخر عمل کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

انسان کی تعریف:

انس۔عربی زبان کا لفظ ہے۔

لغت میں انس سے مراد بشر کے ہیں۔

ابن فارس کے مطابق انس کے بنیادی معنی ظاہر ہونے کے ہیں۔

انس کے برعکس ’جن‘ کے معنی پوشیدہ کے ہیں۔

انس۔کے ایک معنی دیکھنے اور محسوس کرنے کے بھی ہیں۔ ۴۵ے

قرآن کریم میں انسان کے لئے’ بشر‘ کا لفظ بھی آیا ہے تاہم عمومی حیثیت میں انسان اور بشر

مترادف معنوں میں استعمال ہوتے ہیں ابدال حق حضور قلندر بابا اولیا فرماتے ہیں! جب مشاہدات اور تجربات نے یہ فیصلہ کر دیا کے گوشت پوست کا جسم لباس ہے اور وہ اصل انسان نہیں ہے تو پھر یہ تلاش کرنا بہت ضروری ہو گیا ہے کے اصل انسان کیا ہے اور وہ کہاں چلا گیا؟

انسان کی صورت گری:

موسیٰ بن علی بن رباحؒ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نطفہ جب رحم میں قرار پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس نطفے کو اس کے ہر نسب اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان حاضر کرتے ہیں، پھر ان صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں اس نطفے کو تخلیق اور مرتب فرماتے ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی!

فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ۔ ۴۶

ترجمہ۔ جس صورت میں چاہا تجھے مرکب فرما دیا۔ ۴۷ ؎

مالک بن حویرثؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب اللہ تعالیٰ کسی ذی روح کو پیدا کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو مرد عورت سے جماع کرتا ہے، جس کے نتیجے میں مرد کا پانی عورت کی ہر رگ اور پٹھے میں جا پہنچتا ہے، جب ساتواں دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر رگ کو اس کے اور آدم کے درمیان حاضر کرتے ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی!

فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ۔

ترجمہ۔ جس صورت میں چاہا تجھے مرکب فرما دیا۔ ۴۸ ؎

عبداللہ بن بریدہؓ بیان کرتے ہیں، ایک انصار کے یہاں کالی رنگت کے بیٹے کی ولادت ہوئی، وہ انصاری اپنی بیوی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور اپنی کالی رنگت کے بیٹے کی شکایت کی، عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا! اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، یہ بچہ اسی کا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تو نے سچ کہا، بے شک تمھارے جسم میں ایسی ننانوے رگیں ہیں، جو اس بچے میں بھی اسی طرح ہیں جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ساری رگیں حرکت کرتی ہیں ان میں سے ہر رگ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتی ہے کے وہ اس

بچے کو کس کے مشابہ بنادے۔۴۹؎

مجاہدؒ اس آیت فِيٓ اَيِّ صُوۡرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ۔ترجمہ۔جس صورت میں چاہا تجھے مرکب فرمادیا۔کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس سے مراد وہ انسان اللہ کے حکم سے خوبصورت ہوگا یا بدصورت، اپنے باپ، ماں، ماموں یا چچا کے مشابہہ ہوگا۔۵۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحیثیت Genetic Scientist:

مندرجہ بالا واقعے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل موروثی خصوصیات سے متعلق ایک نہایت پیچیدہ گتھی کو منٹوں میں سلجھاتے ہوئے اس مسئلے کو نہایت آسان الفاظ میں بیان فرمادیا جبکہ آج کے سائنسدان اور Genetic Scientist ابھی تک اس گتھی کو سلجھانے میں ناکام ہیں کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام تک کا جنیاتی کوڈ اور خود ایک انسان کے جسم کی ۹۹ رگوں کا حال اور ان کی کارکردگی تو ابھی بھی ان سے مخفی اور مستور ہے اگر وہ قرآن کریم اور احادیث نبوی کا مطالعہ کریں تو یقیناً اس پیچیدہ معاملے کو سلجھالیں گے۔

جنیاتی سائنس کو Genetic Sciences بھی کہا جاتا ہے، سائنس کی اس شاخ میں جانداروں کے جینوم کو بائیوٹیکنالوجی اور مختلف ٹیکنیکس کی مدد سے اسٹڈی کیا جاتا ہے، تمام جانداروں کے جسم کی بنیادی اکائی کو خلیہ یا Cell کہا جاتا ہے، اس خلیے کے مرکز میں اس کی تمام خصوصیات اور وراثت باریک دھاگوں کی شکل میں میں موجود ہوتی ہیں ، جسے کروموسومز کہا جاتا ہے، ان کروموسومز کے ساتھ جین موجود ہوتے ہیں جو دراصل لمبے زنجیری مالیکیولز ہوتے ہیں، ان کی بنیادی اکائی کاربن ہے، تے اہم ان لمبے زنجیری مالیکیولز کو

D-N-A بھی کہا جاتا ہے، اگرچہ ساخت اور کارکردگی کے اعتبار سے بظاہر تمام جانداروں کے Cells ایک جیسے ہی معلوم ہوتے ہیں لیکن D-N-A کی مخصوص ساخت اور ترتیب مختلف جانداروں کو ایک دوسرے سے منفرد بناتی ہیں، ایک جانب تمام جانداروں کی جسامت کے لحاظ سے اس کے جسم میں موجود D-N-A بہت کم حجم کا ہوتا ہے لیکن جسم کی تمام تر کارکردگی اور خصوصیات کا انحصار اسی پر قائم ہوتا ہے۔

Genetic Sciences سے مراد سائنس کی وہ شاخ ہے جو جانداروں کی جسمانی اور نفسیاتی

خصوصیات کو ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل کرتے ہیں، ایسا نسل درنسل تک ہوتا رہتا ہے Genetics کے مادے کروموسومز پر مشتمل ہوتے ہیں، جبکہ کروموسومز دھاگے نما پروٹین ہوتے ہیں جو جانداروں کے زندہ Cells کے مرکز جس کو نیوکلیئس کہا جاتا ہے میں موجود ہوتے ہیں، تاہم کروموسومز میں Genes یعنی نسل کی معلومات موجود ہوتی ہیں، باالفاظ دیگر یہ کسی جاندار کے شناختی کارڈ کی حیثیت رکھتی ہیں، یہ کروموسومز جوڑے کی شکل میں پائے جاتے ہیں، جو ماں اور باپ کے جوڑوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

Gene، ڈی این اے کا وہ حصہ ہوتے ہیں جونسلوں کی خصوصیات کو واضح کرتے ہیں، ان نسلی خصوصیات کو انگریزی میں Trait کہتے ہیں۔

سائنسدانوں نے انتھک محنت اور تحقیق سے یہ تو معلوم کرلیاکے انسانی جسم میں تقریباً 30,000 جینز پائے جاتے ہیں، جبکہ وراثتی بیماریاں انھی Genes میں ہونے والی تبدیلیوں یا افعال میں خرابی کے سبب ہوتی ہیں، تاہم سائنسدانوں نے

Transgenic Technology کےذریعے وراثتی بیماریوں کا کھوج اور Genes Therapy کوکسی حدتک کامیابی سے کرنے قابل ہوچکا سائنسدان Gene کے فعل کو اپنی مرضی سے دیکھنا چاہتے ہیں، یعنی اگر کسی Gene کو جسم سے نکال دیا جائے یا کسی نئے جین کو جسم میں داخل کردیا جائے تو اس کے نتائج کیا ہوں گے وغیرہ اور موروثی بیماریوں کو کس طرح سے کنٹرول کیا جاسکتا ہے وغیرہ اس ضمن میں کینسر، پارکنسن، ہیموفیلیا، ذیابطیس، الزائمر اور ہارٹ اٹیک وغیرہ۔

کراماً کاتبین:

وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ۔ ۵۱

ترجمہ۔ بے شک تمہارے اوپر نگہبان ہیں۔

كِرَامًا كَاتِبِيْنَ۔ ۵۲

ترجمہ۔ جو عزت والے ہیں، لکھنے والے ہیں۔

وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَ يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ
اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَ هُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ۔ ۵۳

ترجمہ۔ وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ تمہارے اوپر نگرانی کرنے والے بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم سے کسی کو موت آ جاتی ہے تو اس کو ہمارے فرشتے قبض کر لیتے ہیں، اور وہ کوتاہی نہیں کرتے۔

اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ۔ ۵۴

ترجمہ۔ جب دو لینے والے لے لیتے ہیں جو داہنی طرف سے بائیں طرف بیٹھے ہوئے ہیں۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ۔ ۵۵

ترجمہ۔ کوئی بات منہ سے نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ایک نگران تیار ہے۔

حضرت امامہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نیکیاں لکھنے والا فرشتہ انسان کے دائیں (سیدھے) جانب ہوتا ہے اور برائیاں لکھنے والا فرشتہ انسان کے بائیں (الٹے) جانب ہوتا ہے جبکہ نیکیاں لکھنے والا فرشتہ برائیاں لکھنے والے فرشتے پر امین ہوتا ہے پس جب انسان کوئی نیکی کرتا ہے تو سیدھے ہاتھ والا فرشتہ اس کو دس گنا کر کے لکھ لیتا ہے اور جب انسان کوئی برائی کرتا ہے تو الٹے ہاتھ والا فرشتہ اس کو کہتا ہے کے اس کو دس گھنٹوں تک مہلت دو شاید کے یہ اللہ کی تسبیح کر لے یا توبہ کر لے۔ ۵۶؎

ایک دوسری روایت ہے کے گناہ کرنے والے کو تین ساعتیں دی جاتی ہیں تاکہ وہ جلدی سے توبہ کر لے اگر اس نے توبہ کر لی تو وہ گناہ یا بری بات نہیں لکھی جاتی بصورت دیگر لکھ دی جاتی ہے۔

ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دائیں طرف والا فرشتہ امیر ہوتا ہے بائیں طرف والے پر جب کوئی بندہ نیک عمل کرتا ہے تو اس کے لئے اس کی مثل دس دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور جب وہ کوئی برا عمل کرتا ہے اور بائیں جانب والا فرشتہ اس کے لکھنے کا ارادہ کرتا ہے تو دائیں طرف والا کہتا ہے ٹھہر جا وہ چھ یا سات ساعتیں ٹھہرا رہتا ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کر لیتا ہے تو اس پر کوئی چیز نہیں لکھی جاتی اور اگر وہ اللہ سے استغفار نہیں کرتا تو اس پر ایک گناہ لکھ

دیا جاتا ہے۔۵۷

حسان بن عطیہؒ بیان کرتے ہیں، مکحول اور ابن ابی زکریاؒ کہتے ہیں کے جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو اس پر اس کو تین ساعتوں کی مہلت دی جاتی ہے، اگر اس نے اللہ سے استغفار کرلیا (تو ٹھیک) ورنہ اس پر (وہ گناہ) لکھ دیا جاتا ہے۔۵۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کی مخلوقات میں فرشتوں سے زیادہ کثیر کوئی نہیں اور زمین پر کوئی چیز ایسی نہیں اگتی ہے کہ جس پر ایک موکل فرشتہ نہ ہو۔۵۹

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک کراماً کاتبین کے سوا زمین میں اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو درختوں سے گرنے والے پتوں کو لکھ لیتے ہیں، جب تم میں سے کسی کو جنگل کی زمین میں کوئی مصیبت آئے تو اس کو چاہئے کے وہ بلند آواز سے کہے! اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔۶۰

کائنات میں پائی جانے والی ہر جاندار اور ذی شعور مخلوق کے اوپر فرشتے نگہبان موجود ہیں۔ وہ ان کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کے کئے گئے اعمال کو مرتب کرتے ہیں۔ انسانوں پر نگہبان فرشتوں کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے، اکثر روایات میں ان نگہبان فرشتوں کی تعداد ۲۰، کہیں ۳۶۰ اور کہیں ۲۰۰۰۰ بتائی جاتی ہے، لیکن اہل روحانیت کے مطابق ہر انسان کے اوپر ۲۰۰۰۰ نگہبان فرشتے مقرر ہیں۔ جو کے انسانوں کی ہمہ وقت حفاظت پر مامور ہیں اس کے ساتھ ہی وہ ان کے اعمال کو بھی مرتب کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔

آج کی معروف اصطلاح میں ہم انسان کو اللہ تعالی کا بنایا ہوا ایک کمپوٹر کہہ سکتے ہیں۔ جس میں ۲۰۰۰۰ غیر مرئی نوری ارکان بطور چپ (chip) کے مصروف عمل ہیں اور اگر ایک چپ یا ایک کنکشن بھی کام نہ کرے تو پورے نظام میں خلل پیدا ہو جاتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ۔۶۱

ترجمہ۔ اس کے پہرے دار تو آگے اور پیچھے مقرر ہیں جو اللہ کے امر سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں

اکثر ہمارے مشاہدے میں یہ بات بھی آتی ہے کہ بعض شدید قسم کے حادثات میں انسان بال بال بچ جاتا ہے یا پھر وہ بہت اونچائی سے گرا لیکن اس کو ذرا سی خراش تک نہیں آئی خصوصاً چھوٹے بچوں کے ساتھ اس قسم کے واقعات تواتر کے ساتھ ہوتے رہتے ہیں لیکن وہ شدید چوٹ یا زخم سے محفوظ رہتے ہیں۔

تمام اشیائے کائنات جو بھی امور انجام دیتے ہیں ان کے در پردہ یہی فرشتے ہوتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الذّٰرِیٰتِ ذَرْوًاۙ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا۔ ۶۲

ترجمہ۔ان ہواؤں کی قسم جو سمندروں سے بخارات کو جدا کرتی ہیں، پھر ان ہوؤں کی قسم جو ان بوجھل بخارات کو اپنے اندر لے لیتی ہیں، پھر ان ہواؤں کی قسم جو ان بادلوں کو منزل مقصود تک پہنچانے کے لئے چلتی ہیں، پھر ان فرشتوں کی قسم، جو در پردہ ان تمام امور کو سرانجام دینے والے ہیں۔

هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَ مَلٰٓىِٕكَتُهٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا۔ ۶۳

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی، تا کہ وہ تمھیں کفر کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لائے اور وہ مومنین پر مہربان ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ) مطبوعہ اصح المطابع دہلی دار ارقم بیروت۔

۲۔سورہ انفطار۔آیت۔۱۔

۳۔سورہ انفطار۔آیت۔۲۔

۴۔سورہ انفطار۔آیت۔۳۔

۵۔سورہ انفطار۔آیت۔۴۔

۶۔سورہ انفطار۔آیت۔۵۔
۷۔سورہ انفطار۔آیت۔۶۔
۸۔سورہ انفطار۔آیت۔۷۔
۹۔سورہ انفطار۔آیت۔۸۔
۱۰۔سورہ انفطار۔آیت۔۹۔
۱۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۲۔سورہ مریم۔آیت۔۹۰۔
۱۳۔سورہ مزمل۔آیت۔۱۸۔
۱۴۔سورہ ملک۔آیت۔۳۔
۱۵۔سورہ الرحمٰن۔آیت۔۳۷۔
۱۶۔سورہ الحاقہ۔آیت۔۱۶۔
۱۷۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۔
۱۸۔سورہ انفطار۔آیت۔۲۔
۱۹۔ سورہ تکویر۔آیت۔۶۔
۲۰۔سورہ الطور۔آیت۔۶۔
۲۱۔سورہ الانفطار۔آیت۔۳۔
۲۲۔سورہ التکویر۔آیت۔۶۔
۲۳۔المومن۔آیت۔۲۷۔
۲۴۔سورہ الطور۔آیت۔۶۔
۲۵۔سورہ الانفطار۔آیت۔۳۔
۲۶۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۲۷۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۲۸۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۲۹۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۳۰۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۳۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۳۲۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۳۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۴۔سورہ الزلزال۔آیت۔۱۔
۳۵۔سورہ الزلزال۔آیت۔۲۔

۳۶۔سورہ انفطار۔آیت۔۴۔
۳۷۔سورہ انشقاق۔آیت۔۳۔
۳۸۔سورہ انشقاق۔آیت۔۴۔
۳۹۔سورہ انفطار۔آیت۔۵۔
۴۰۔سورہ التین۔آیت۔۴۔
۴۱۔سورہ انفطار۔آیت۔۷۔
۴۲۔سورہ انفطار۔آیت۔۸۔
۴۳۔سورہ انفطار۔آیت۔۶۔
۴۴۔سورہ انفطار۔آیت۔۹۔
۴۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۶۔سورہ انفطار۔آیت۔۸۔
۴۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
المعجم اوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ
کتاب اسماوالصفات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی(متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داراحیاالتراث العربی۔
۴۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۵۰۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۱۔سورہ انفطار۔آیت۔۱۰۔
۵۲۔سورہ انفطار۔آیت۔۱۱۔
۵۳۔سورہ انعام۔آیت۔۶۱۔
۵۴۔سورہ ق۔آیت۔۱۷۔
۵۵۔سورہ ق۔آیت۔۱۸۔
۵۶۔المعجم الکبیر۔امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۵۷۔المعجم اوسط۔امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی(متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۵۸۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۹۔ مجمع الزاوئد۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکرالہیثمی(متوفی ۸۰۷ھ)مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت۔
۶۰۔کشف الاستار۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴۰۴ھ۔

۶۱۔سورہ رعد۔آیت۔۱۱۔
۶۲۔سورہ الذاریات۔آیت۔۱۔۴۔
۶۳۔سورہ احزاب۔آیت۔۴۳۔

۸۳۔سورہ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ (دھوکے باز)

نام:

لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی دھوکے باز یا کم تولنے والے ہیں،یعنی یہاں بالخصوص حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا ذکر اللہ نے کیا ہے۔

شان نزول:

سورہ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۳۶ ہے جبکہ اس میں صرف ایک رکوع ہے۔

مضامین:

۱۔ناپ تول میں کمی کی مذمت۔

۲۔قلب کی سیاہی۔

۳۔سجین اور علین۔

۴۔قیامت کا احوال۔

۵۔فاسق اور فاجر کے نامہ اعمال۔

۶۔نیک اور متقی جنھیں ابرار بھی کہتے ہیں ان کا نامہ اعمال۔

۷۔دنیا اور آخرت میں مومنین اور کفار کی حالتوں کا بیان۔

لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ (دھوکے باز افراد):

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر دھوکے باز افراد، ناپ تول میں کمی کرنے والے اور منافع خوروں کا ذکر اور ان کی سخت الفاظ میں مذمت کی گئی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ۔ ۱

ترجمہ۔ بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے۔

الَّذِيۡنَ اِذَا اكۡتَالُوۡا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُوۡنَ۔ ۲

ترجمہ۔ جن کا طریقہ یہ ہے کے جب لوگوں سے ناپ کرلیں تو پورا کرلیں۔

وَاِذَا كَالُوۡهُمۡ اَوْ وَّزَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ۔ ۳

ترجمہ۔ جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا دیں۔

اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓـئِكَ اَنَّهُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡن۔ ۴

ترجمہ۔ کیا ان لوگوں کو اس کا یقین نہیں ہے کے وہ اٹھائے جائیں گے۔

لِيَوۡمٍ عَظِيۡمٍ۔ ۵

ترجمہ۔ ایک بڑے سخت دن میں زندہ کرکے۔

يَّوۡمَ يَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ۔ ۶

ترجمہ۔ جس دن تمام انسان رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ط۔ف۔ف) سے مشتق ہے۔

الطیف۔ سے مراد نامکمل، ناقص اور تھوڑی چیز کے ہیں۔ ۷؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کے مدینہ منورہ میں سب سے پہلی سورہ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ نازل ہوئی، جس میں ناپ تول میں کمی کی سختی سے مذمت کی گئی اور اس عمل کو گناہ کہا گیا ہے۔ ۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگ ناپ تول کے اعتبار سے نہایت دھوکے باز، بے ایمان اور خبیث ترین لوگ تھے،

جب اللہ تعالیٰ آیت ویل لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ نازل فرمائی تو اس کے بعد انہوں نے اپنے پیمانوں کو درست کرلیا۔ ۹؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سباع بن عرفطہ کو مدینہ کا عامل مقرر فرمایا جب آپ خیبر کی تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیات وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ۔

ترجمہ۔ بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے۔

الَّذِيۡنَ اِذَا اكۡتَالُوۡا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُوۡنَ۔

ترجمہ۔ جن کا طریقہ یہ ہے کے جب لوگوں سے ناپ کریں تو پورا کریں۔

وَاِذَا كَالُوۡهُمۡ اَوْ وَّزَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ۔

ترجمہ۔ جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا دیں۔

اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓـئِكَ اَنَّهُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ

ترجمہ۔ کیا ان لوگوں کو اس کا یقین نہیں ہے کے وہ اٹھائے جائیں گے۔

لِيَوۡمٍ عَظِيۡمٍ

ترجمہ۔ ایک بڑے سخت دن میں زندہ کرکے۔

تلاوت فرمائیں، اور فرمایا کے فلاں شخص ہلاک ہوگیا جس کا ایک صاع پیمانہ وہ ہے جس سے وہ دیتا ہے اور ایک صاع وہ ہے جس سے وہ لیتا ہے۔ ۱۰؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو قوم کسی عہد کا توڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر دشمنوں کو مسلط کردیتے ہیں اور جو لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں تو ان سے زمین کی پیداوار اناج پھول وغیرہ کو روک لیا جاتا ہے اور ان کو قحط سالی میں مبتلا کردیا جاتا ہے۔ ۱۱؎

ابن ابی شیبہ نے سلمانؓ سے روایت کیا ہے، بے شک نماز ایک پیمانہ ہے جس نے نماز کو پورا ادا کیا تو اس کو پورا پورا اجر دیا جائے گا اور جس نے ناپ تول میں کمی کی تو تم نے سن لیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے فرمایا۔ ۱۲؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آیت

يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ۔جس دن تمام انسان رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے، سے مراد روز قیامت اللہ کے سامنے لوگ اپنے کانوں کے آدھے حصے تک اپنے پسینے میں ڈوبے ہوں گے۔ ۱۳؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت کے دن لوگ رب العالمین کے سامنے ہزار سال تک کھڑے رہیں گے اوران کو بیٹھنے کی اجازت نا ملے گی۔ ۱۴؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشیر غفاریؓ سے فرمایا! تو اس دن کیا کرے گا جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے دنیا کے تین سو سال کی مقدار جتنا کھڑے ہوں گے؟ بشیر نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس دن اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگی جائے گی، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم سونے کے لئے اپنے بستر پر آؤ تو روز قیامت اور حساب کے شر سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔ ۱۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگ جاتے ہیں، تو وہ قحط، معاشی تنگی اور اپنے حکمرانوں کی زیادتی کا شکار ہوجاتے ہیں۔ ۱۶؎

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ناپ تول میں کمی کرتی تھی:

حضرت شعیب علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر تھے، آپ کی بعثت کا زمانہ سولہویں یا سترہویں صدی قبل مسیح بتایا جاتا ہے۔ تورات نے آپ کا تذکرہ حوباب (Hobab) اور یترو (Jethro) کے نام سے کیا ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نہایت فصیح وبلیغ تھے شیریں کلامی حسن خطابت اور طرز بیان میں آپ کا ایک منفرد انداز تھا یہی وجہ ہے کے آپ خطیب الانبیاء کے نام سے بھی مشہور ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن فرمایا! مدین اور اصحاب الایکہ دو امتیں ہیں جن کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا گیا۔

حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سسر تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک

عرصے تک ان کے پاس رہے اور انھوں نے ان کی تربیت فرمائی پھر اپنی بیٹی صفورا سے ان کا نکاح بھی پڑھوایا۔

عکرمہ نے کہا، حضرت شعیب علیہ السلام کے سوا کسی نبی کو دو مرتبہ نہیں بھیجا گیا، ان کو اایک مرتبہ مدین کی طرف بھیجا گیا پھر اس قوم کی نافرمانی کی بناء پر اس کو ایک زبردست گرج دار آواز سے ہلاک کر دیا گیا جبکہ دوسری دفعہ ان کو اصحاب الایکہ یعنی (سرسبز جھاڑیوں والے علاقے) کی طرف بھیجا گیا، جن کو سائبان والے عذاب نے پکڑ لیا تھا۔

خوشگوار آب وہوا کی وجہ سے حجاز میں درخت، پھولوں اور پھلوں کی بہتات تھی، شاداب اور اونچے درخت آسمان سے باتیں کرتے تھے۔قرآن کریم نے وہاں کے رہنے والوں کو'اصحاب الایکہ' کا نام دیا ہے۔اہل مدین خوشحال اور متمول تھے جبکہ ان کا پیشہ تجارت تھا یہ قوم مادیت پرستی، حرص وہوس، مال کی محبت، ناپ تول میں کمی اور بت پرستی میں مبتلا تھے، ان کی مذہبی اور اخلاقی حالت نہایت ابتر تھی، آپ کی قوم شرک اور بت پرستی میں مبتلا تھی، اس کے ساتھ ساتھ ناپ تول میں کمی اور دھوکہ دینے میں بھی وہ بڑے شاطر تھے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہدایت فرماتے ہوئے کہا!

وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ وَ لَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَ الْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ۔ ۸۴

ترجمہ۔ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا انہوں نے کہا کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ناپ اور تول میں کمی نہ کرو بیشک میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ آسودہ حال ہو بیشک میں تم پر ایک ایسے دن کے عذاب کا اندیشہ کرتا ہوں جو گھیر لینے والا ہوگا۔

وَ يٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَ الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۔ ۸۵

ترجمہ۔اے میری قوم انصاف کے ساتھ ناپ تول کو پورا کرو اور لوگوں کو چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں فساد مچانے والے نہ بنو۔

بَقِیَّتُ اللّٰهِ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ۚ وَ مَاۤ اَنَا عَلَیۡکُمۡ بِحَفِیۡظٍ ۔۱۹

ترجمہ۔اللہ کا دیا ہوا جو کچھ بچ جائے وہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم مومن ہو اور میں تم پر پہرہ دینے والا نہیں ہوں۔

وَ لَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا نَجَّیۡنَا شُعَیۡبًا وَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا وَ اَخَذَتِ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوا الصَّیۡحَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دِیَارِهِمۡ جٰثِمِیۡنَ ۔۲۰

ترجمہ۔جب ہمارا حکم آ پہنچا تو ہم نے اپنی رحمت سے شعیب کو اور ان لوگوں کو نجات دے دی جو ان کے ساتھ ایمان لائے اور جن لوگوں نے ظلم کیا انہیں سخت آواز نے پکڑ لیا سو وہ اپنے گھروں میں اوندھے گرے ہوئے رہ گئے۔

فَکَذَّبُوۡهُ فَاَخَذَهُمۡ عَذَابُ یَوۡمِ الظُّلَّةِ اِنَّهٗ کَانَ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ۔۲۱

ترجمہ۔(شعیب کی قوم) نے انہیں جھٹلایا، لہٰذا ان لوگوں کو سائبان والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا، وہ بڑے دن کا عذاب تھا۔

فَاَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِیۡنَ ۔۲۲

ترجمہ۔پکڑ لیا ان کو زلزلہ نے سو وہ صبح کے وقت اس حال میں ہو گئے، وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ گرے ہوئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں اس عذاب سے محفوظ رکھا، جب آپ اپنے رفقاء کے ساتھ اس تباہ حال بستی کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا! میں نے اپنے رب کے پیغام کو تم تک پہنچا دیا تھا اور تمھاری خیر خواہی کا حق بھی ادا کر دیا تھا اب بھلا میں اس قوم پر کیونکر افسوس کروں جو قبول حق سے انکاری ہو۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم مال کی شدید محبت میں گرفتار تھی اور وہ اس محبت میں حد سے آگے بڑھ گئے جہاں ان کے درمیان حلال اور حرام کی تمیز بھی باقی نہ رہی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ۔ ۲۳

ترجمہ۔ بے شک انسان مال و دولت کی محبت میں بڑا اشدید ہے۔

ناپ تول میں کمی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔ ۲۴

اے ایمان والو! اپنے بھائیوں کے مال کو ناحق نہ کھاؤ۔

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۔ ۲۵

ترجمہ۔ لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر مت دیا کرو اور زمین میں فساد کرنے والے نہ بنو۔

قرآن کریم میں جتنی بھی اقوام کی تباہی کا ذکر موجود ہے، ان میں سے کسی ایک بھی قوم کی تباہی کی اصل وجہ، نماز، روزہ، حج یا زکوۃ کی ادائے نہیں بلکہ ان اقوام کی تباہی کی اصل وجہ ملاوٹ، کم تولنا، رشوت، جھوٹ، ناانصافی، حق دار کے حق کو ناجائز کھانا، قتل، غارت گری اور حقوق العباد کی ادائے گی سے گریز کرنا ہے۔

اشیاء کی خرید وفروخت کے اصول:

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی ایسے شخص پر رحم کرے جو بیچتے اور خریدتے وقت اور تقاضا کرتے وقت فیاضی اور نرمی سے کام لیتا ہے۔ ۲۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! خرید وفروخت کے وقت سچائی سے کام لینے اور بات کو کھول کر بیان کر دینے والوں کے لئے تجارت میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔ ۲۷

مہنگائی کیوں ہوتی ہے؟

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ

الۡقِیٰمَۃِ اَعۡمٰی۔۲۸

ترجمہ۔جو شخص میری نصیحت سے اپنے منہ کو پھیرے گا تو یقیناً میں اس کی معیشت کو تنگ کردوں گا اورروز قیامت اس کو اندھا اٹھاؤں گا۔

سِجِّیۡنٍ:

سِجِّیۡنٍ۔عربی زبان کا لفظ ہے۔جو (س۔ج۔ن) سے مشتق ہے۔

سجن۔یسجن۔سجناً۔سے مراد کسی کو قید کردیا ہے۔۲۹ ؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

کَلَّاۤ اِنَّ کِتٰبَ الۡفُجَّارِ لَفِیۡ سِجِّیۡنٍ۔۳۰

ترجمہ۔بے شک بدکاروں کا اعمالنامہ سجین میں رہے گا۔

وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا سِجِّیۡنٌ۔۳۱

ترجمہ۔آپ کو کچھ معلوم کے سجین کیا ہے؟۔

کِتٰبٌ مَّرۡقُوۡمٌ۔۳۲

ترجمہ۔وہ ایک نشان یافتہ دفتر ہے۔

وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ۔۳۳

ترجمہ۔اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔

الَّذِیۡنَ یُکَذِّبُوۡنَ بِیَوۡمِ الدِّیۡنِ۔۳۴

ترجمہ۔جو روز جزاء کو جھٹلاتے ہیں۔

وَ مَا یُکَذِّبُ بِہٖۤ اِلَّا کُلُّ مُعۡتَدٍ اَثِیۡمٍ۔۳۵

ترجمہ۔اس کو وہی شخص جھٹلاتا ہے جو حد سے گزرنے والا گناہ گار ہے۔

اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ۔۳۶

ترجمہ۔جب ان کے سامنے ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ یہ کہتا ہے کے یہ بے سند باتیں اگلوں سے منقول چلی آرہی ہیں۔

محمد بن کعبؓ اس آیت

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ

ترجمہ۔ بے شک بدکاروں کا اعمالنامہ سجین میں رہے گا۔

کے بارے میں فرماتے ہیں، بدکاروں کے اعمال سجین میں رہیں گے۔ ۳۷؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، سجین سب زمینوں کے نیچے ہے۔ ۳۸؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! الفلق جہنم کے ایک کنویں کا نام ہے جو ڈھکا ہوا ہے لیکن سجین کھلا ہوا کنواں ہے۔ ۳۹؎

مجاہدؒ اس آیت كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ۔

ترجمہ۔ بے شک بدکاروں کا اعمالنامہ سجین میں رہے گا۔

کے بارے میں فرماتے ہیں بدکاروں کے اعمال ساتویں زمین کی تہہ میں ہوں گے جو بلندی پر نا چڑھ سکیں گے۔ ۴۰؎

مجاہدؒ اس آیت كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ۔

ترجمہ۔ بے شک بدکاروں کا اعمالنامہ سجین میں رہے گا۔ کے بارے میں روایت کرتے ہیں کے سب سے نچلی زمین کے نیچے کافروں کی ارواح رہیں گی، ان کے اعمال انتہائی برے اعمال ہیں۔ ۴۱؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، سجین ساتویں زمین کے نیچے جہنم کی ایک چٹان ہے، جسے الٹ کر بدکاروں کے اعمال نامہ اس کے نیچے رکھے جاتے ہیں۔ ۴۲؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، سب سے نیچے والی زمین میں کفار کی ارواح اور ان کے برے اعمال ہیں۔ ۴۳؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سجین سب سے نیچے والی ساتویں زمین ہے۔ ۴۴؎

زمین کے نیچے کیا ہے؟

عطاء بن یسارؒ بیان کرتے ہیں، حمیر قبیلے کے ایک عالم سے میری ملاقات ہوئی، میں نے اس سے

پوچھا یہ زمین کس پر ٹھہری ہوئی ہے؟ عالم نے کہا ایک سبز چٹان پر جو ایک فرشتے کی ہتھیلی پر ہے، وہ فرشتہ ایک مچھلی کی پیٹھ پر کھڑا ہے، جو عرش کے نیچے سے آسمانوں اور زمین کو لپیٹے ہوئے ہے۔ میں نے پوچھا دوسری زمین کے رہنے والے کون ہیں؟ تو عالم نے کہا، اس زمین میں تباہ و برباد کردینے والی ہوائیں ہیں، جب اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس پر مقرر فرشتوں کو حکم دیا کے اس قوم پر ایک دروازہ کھول دو۔ اس پر فرشتوں نے پوچھا، اے ہمارے رب! کیا بیل کے نتھے کی طرح؟ اللہ نے فرمایا پھر تو یہ زمین اور جو کچھ اس پر ہے وہ ہوا ان سب کو الٹ کر رکھ دے گی، چنانچہ اس کو مزید تنگ کردیا گیا یہاں تک کے اس دروازے کو ایک انگوٹھی کے حلقہ کی طرح بنادیا گیا، پھر وہ کچھ ہوا جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا، میں نے اس عالم سے سوال کیا تیسری زمین میں کیا ہے؟ عالم نے کہا اس میں جہنم کے پتھر ہیں، میں نے پھر پوچھا چوتھی زمین میں کیا چیز ہے؟ عالم نے کہا اس میں جہنم کی گندھک ہے، میں نے پوچھا پانچویں زمین میں کیا ہے: عالم نے کہا جہنم کے بچھو، میں نے پوچھا چھٹی زمین میں کیا ہے؟ عالم نے کہا جہنم کے سانپ، میں نے پوچھا ساتویں زمین میں کون ہے؟ عالم نے کہا وہ سجین ہے جس میں ابلیس ہے، اس کا ایک ہاتھ اور پاؤں آگے اور دوسرا ہاتھ اور پاؤں پیچھے کی جانب بندھا ہوا ہے، وہ فرشتوں کو تکلیف دیتا تھا فرشتوں نے اللہ سے مدد مانگی چنانچہ اس کو یہاں قید کردیا گیا اس کو کچھ وقت کے لئے کھولا جاتا ہے، تاہم لوگوں کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی اذیت ناک فتنہ نہیں۔ ۴۵

قلب کا سیاہ پڑ جانا:

برے اعمال اور گناہوں کے سبب انسان کا قلب سیاہ ہوجاتا ہے، ان کے دلوں پر اللہ مہر اور زنگ لگادیتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔ ۴۶

ترجمہ۔ ہرگز ایسا نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کا زنگ بیٹھ گیا۔

كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ۔ ۴۷

ترجمہ۔۔ ہرگز ایسا نہیں، یہ لوگ اس روز اپنے رب سے روک دیئے جائیں گے۔

ثُمَّ اِنَّهُمۡ لَصَالُوا الۡجَحِيۡمِ ۔۴۸

ترجمہ۔ پھر یہ دوزخ میں داخل کر دئے جائیں گے۔

ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِىۡ كُنۡتُمۡ بِهٖ تُكَذِّبُوۡنَ ۔۴۹

ترجمہ۔ پھر ان سے کہا جائے گا یہی ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگا دیا جاتا ہے، اگر وہ توبہ استغفار کر کے باز آ جائے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے، لیکن اگر وہ دوبارہ گناہ کی طرف لوٹ جائے تو پھر وہ سیاہی بڑھتے بڑھتے پورے قلب پر چھا جاتی ہے، قرآن کریم انسان کے قلب کی اسی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے!

كَلَّا بَلۡ رَانَ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ مَّا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ

ترجمہ۔ ہرگز ایسا نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کا زنگ بیٹھ گیا۔۵۰؎

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں، انسان کا قلب ہتھیلی کی مانند ہے، انسان جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کا دل سکڑ جاتا ہے، پھر جب وہ دوسرا گناہ کرتا ہے تو دل مزید سکڑ جاتا ہے یہاں تک کے اس کے قلب پر مہر لگا دی جاتی ہے، ایسا شخص اگرچہ خیر کی باتوں کو سنتا ہے مگر ان باتوں کا کوئی اثر قبول نہیں کرتا ہے۔۵۱؎

قتادہؒ بیان آیت كَلَّا بَلۡ رَانَ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ مَّا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ۔

ترجمہ۔ ہرگز ایسا نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کا زنگ بیٹھ گیا۔ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں، اس سے مراد برے اعمال ہیں یعنی گناہ پر گناہ کرتے رہنا یہاں تک کے ان کے دل مر گئے اور سیاہ ہو گئے۔۵۲؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت كَلَّا بَلۡ رَانَ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ مَّا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ۔

ترجمہ۔ ہرگز ایسا نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کا زنگ بیٹھ گیا۔ سے مراد قلب کا زنگ اور

میل۔ ۵۳؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، زنگ لگنا زیادہ آسان ہے، بہ نسبت مہر لگنے کے، جبکہ مہر لگنا زیادہ آسان ہے تالا لگ جانے کے اور تالا لگنا ان سب میں سب سے زیادہ سخت ہے۔ ۵۴؎

ابوالخیرؒ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! چار خصلتیں انسان کے قلب کو خراب کر دیتی ہیں۔

۱۔احمق اور بیوقوف کی سنگت اختیار کرنا۔ ۲۔گناہوں کی کثرت۔

۳۔عورتوں کے ساتھ علیحدگی میں بیٹھنا۔

۴۔مردہ لوگوں کے ساتھ بیٹھنا پوچھا گیا مردہ لوگ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر مالدار جس کی مالداری نے اس کے اندر اکڑ پیدا کر دی ہو۔ ۵۵؎

قرآن کریم کے مطالعے سے قلب کے (۱۳) اقسام اور درجات کا علم ہوتا ہے، جن میں سے ابتدائی آٹھ قلوب نیک اور پاکیزہ خشیت اور عبرت سے لبریز قلوب ہیں، جبکہ آخر کے پانچ قلوب گناہ گاروں، متکبر اور دنیا میں مبتلا افراد کے قلوب ہیں۔

ذیل میں گناہ گاروں کے قلوب کی کیفیات کو اختصار سے بیان کیا جا رہا ہے۔

۱۔قلب سلیم (پاکیزگی والا قلب)۔ ۲۔قلب منیب (رجوع کرنے والا قلب)۔

۳۔قلب محب (اللہ کی محبت سے لبریز قلب)۔

۴۔قلب وجل (خشیت الٰہی اور خوف خدا رکھنے والا قلب)۔

۵۔قلب تقی (تقویٰ اور پرہیزگاری کا حامل قلب)۔

۶۔قلب مہدی (راضی بارضا قلب یعنی اللہ کی رضا میں راضی رہنے والا قلب)۔

۷۔قلب مطمینہ (ہر حال میں مطمین اور آسودہ حال قلب)۔

۸۔قلب حیٔ یا قلب شہید (مشاہد، عبرت اور نصیحت حاصل کرنے والا قلب)۔

۹۔قلب مریض (روحانی اور اخلاقی بیماریوں سے بھرا ہوا قلب)۔ ۱۰۔قلب الاعمیٰ (اندھے قلوب)۔ ۱۱۔قلب اللاھی (غافل قلوب)۔ ۱۲۔قلب اثم (گناہوں سے آلودہ قلوب)۔

۱۳۔قلب متکبر (غرور، تکبر اور دھوکے میں مبتلا قلوب)۔

قلب مریض: (مختلف روحانی اور اخلاقی بیماریوں کے شکار قلوب):

اس قلب کے حامل افراد کئی اخلاقی ،روحانی بیماریوں اور قبیح عادات میں ملوث ہوتے ہیں جن کو شک وشبہات اور وسوسوں نے ہر طرف سے گھیرا ہوا ہوتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قَلْبِهٖ مَرَضٌ ۔۵٦

ترجمہ۔(نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہوتو دبی زبان سے بات نہ کیا کرو) کیونکہ اس طرح دل کی خرابی میں مبتلا کوئی شخص لالچ میں نہ پڑ جائے بلکہ سیدھی بات کیا کرو۔

قلب الاعمیٰ: (اندھے دل):

اس قلب کے حامل افراد ہر قسم کی نیکی ،عبرت ،نصیحت اور تلقین وتاکید سے بری ہوتے ہیں لاکھ ان کی ہدایت اور رہنمائی کی جائے لیکن ان پر کسی قسم کی کوئی ہدایت اثر انداز نہیں ہوتی وعظ ونصیحت کو یہ لوگ ایک کان سے سن کر دوسرے سے اڑا دیتے ہیں ہدایت کی باتیں ان کے کانوں میں سلاخ کی طرح گزرتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

تَعْمَى الْقُلُوْبُ ۔۵۷

ترجمہ۔بے شک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

قلب اللاھی: (غافل قلوب):

ایسے قلوب کے حامل افراد دنیا کی رنگینیوں میں گم اور مگن ہیں، ان کی آنکھوں کو دنیا کی چکا چوند نے خیرہ کردیا، وہ دنیا، مال وزر، شہرت، عزت، دولت، جاہ اور منصب کی دوڑ اور کے حسن میں بری طرح سے گرفتار ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہیں!

لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۔۵۸

ترجمہ۔قریب آ گیا ہے لوگوں کے حساب کتاب کا وقت اور وہ ہیں کے غفلت میں منہ موڑے ہوئے ہیں ان کے پاس جو تازہ نصیحت بھی ان کے رب کی طرف سے آتی ہے وہ اس کو بہ تکلف سنتے ہیں اور کھیل کود میں پڑے رہتے ہیں ان کے قلوب دوسری ہی فکروں میں منہمک ہیں۔

قلب اثم: (گناہ سے آلودہ قلوب):

ان قلوب کے حامل افراد کے دل گناہوں سے آلودہ ہوتے ہیں، یہ حق کو جان بوجھ کر چھپاتے ہوئے جھوٹی گواہی یا دھوکے کو فروغ دیتے ہیں۔

یہ لوگ شہادت کو چھپاتے ہیں اور جھوٹی گواہیاں دیتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اٰثِمٌ قَلۡبُہٗ۔۵۹

ترجمہ اور شہادت ہرگز نہ چھپاؤ جو شہادت کو چھپاتا ہے اس کا دل گناہ آلود ہے۔

قلب متکبر (دھوکے میں مبتلا قلوب):

تکبر عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی دھوکے میں مبتلا ہونا یعنی حق بات کو دیکھ سمجھ کر اس کا جان بوجھ کر انکار، اللہ کی مخلوقات کو حقیر سمجھنا اور اللہ کی دی ہوئی ہر نعمت پر اللہ کی شکر گزاری کے بجائے یہ سمجھنا کے یہ سب میری محنت کا نتیجہ ہے نیز تکبر کے ایک معنی لوگوں کو حقارت اور نفرت سے دیکھتے ہوئے ان کی تکذیب و تذلیل کرنا اور ان کو نیچا دکھانا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

قَلۡبِ مُتَکَبِّرٍ۔۶۰

ترجمہ۔اللہ ہر متکبر اور جبار کے قلب پر ٹھپہ لگا دیتا ہے۔

وَ لَا تُصَعِّرۡ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرٍ۔۶۱

ترجمہ۔لوگوں کے ساتھ غرور سے اپنا رخ نہ پھیرو اور زمین پر اکڑ کر مت چلو بے شک اللہ ہر متکبر

اور اترا کر چلنے والے کو نا پسند فرماتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ۶۲؎

اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ۔ ۶۳

ترجمہ۔ بے شک مجرمین اہل ایمان پر ہنستے تھے

وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ۔ ۶۴

ترجمہ۔ وہ جب ان کے پاس سے گزرتے تو آپس میں اشارہ بازی کرتے۔

وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ۔ ۶۵

ترجمہ۔ وہ جب اپنے گھروں کو جاتے تو دل لگی کرتے ہوئے لوٹتے۔

وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ۔ ۶۶

ترجمہ۔ وہ جب ان کو دیکھتے تو کہتے کے بے شک یہ لوگ یقیناً گمراہ ہیں۔

وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ۔ ۶۷

ترجمہ۔ جب کے یہ ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجے گئے۔

نیک لوگ علین میں ہوں گے

علین ایک ایسا بلند مقام ہے جہاں نیک لوگوں کے اعمال رکھے جائیں گے۔

اسی حوالے سے اارشاد خداوندی ہے!

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ۔ ۶۸

ترجمہ۔ بے شک نیک لوگوں کے نامہ اعمال علیین میں رہیں گے۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ۔ ۶۹

ترجمہ۔ کیا آپ کو معلوم ہے علیین میں رکھا ہوا اعمال نامہ کیا چیز ہے؟

كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ۔ ۷۰

ترجمہ۔ وہ لکھا ہوا ایک دفتر ہے۔

يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ۔ ۷۱

ترجمہ۔جس کو مقرب فرشتے دیکھتے ہیں۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۔ ۲۲

ترجمہ۔۔بےشک نیک لوگ بڑی آسائشات اور نعمتوں میں ہوں گے۔

عَلَی الْاَرَآئِكِ یَنْظُرُوْنَ ۔ ۲۳

ترجمہ۔مسندوں پر دیکھتے ہوں گے۔

تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ ۔ ۲۴

ترجمہ۔تو ان کے چہروں کو نعمتوں کی تازگی سے پہچانے گا۔

یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۔ ۲۵

ترجمہ۔ان کو پینے کے لیے سربمہر خالص مشروبات دیے جائیں گے۔

خِتٰمُهٗ مِسْكٌ وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۔ ۲۶

ترجمہ۔اس پر مشک کی مہر لگی ہوگی اور حرص کرنے والوں کو ایسی ہی چیز میں حرص کرنا چاہیے۔

وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ ۔ ۲۷

ترجمہ۔جس میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔

عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۔ ۲۸

ترجمہ۔ایک ایسا چشمہ جس سے مقربین پیں گے۔

فَالْیَوْمَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ یَضْحَكُوْنَ ۔ ۲۹

ترجمہ۔آج اہل ایمان کافرین پر ہنسیں گے۔

عَلَی الْاَرَآئِكِ یَنْظُرُوْنَ ۔ ۳۰

ترجمہ۔آج وہ (اہل ایمان) کو مسندوں پر دیکھتے ہوں گے۔

هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۔ ۳۱

ترجمہ۔درحقیقت کافرین کو ان کے کرتوتوں کا بدلہ دیا جائے گا۔

عِلِّیِّیْنَ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ع۔ل۔و) سے مشتق ہے۔

علو۔کا مطلب کسی بھی چیز کا بلند حصہ۔

العلاء۔سے مراد شرف اور بلندی۔ ۸۲؎

قتادہؒ اس آیت كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ۔

ترجمہ۔بے شک نیک لوگوں کے نامہ اعمال علیین میں رہیں گے۔کے بارے میں لکھتے ہیں کے اس سے مراد علیون ہے جو ساتویں آسمان کے اوپر اور عرش کے داہنے پائے کے پاس ہے جبکہ آیت۔ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۔ترجمہ۔وہ لکھا ہوا ایک دفتر ہے۔سے مراد ایک دفتر ہے جس میں لکھا جاتا ہے یعنی نیک لوگوں کے لیے خیر لکھ دی جاتی ہے، آیت یَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ۔

ترجمہ۔جس کو مقرب فرشتے دیکھتے ہیں۔سے مراد اس کو اللہ کے مقرب فرشتے مرتب کرتے ہیں یعنی اللہ کے فرشتوں میں سے جو مقرب فرشتے ہیں وہ اس کو لکھتے ہیں۔ ۸۳؎

کعبؓ بیان کرتے ہیں، علیون سے مراد عرش کا داہنا پایہ ہے۔ ۸۴؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، علیون سے مراد ساتواں آسمان ہے۔ ۸۵؎

مومنین کی ارواح کا اکرام:

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، جب مومنین کی روح قبض کر کے ان ارواح کو اوپر آسمان دنیا کی طرف لے جایا جاتا ہے تو ان ارواح کے ساتھ اللہ کے مقرب فرشتے بھی ہوتے ہیں جو مومنین کی ارواح کو تمام آسمانوں پر لے کر جاتے ہیں، اور بالا آخر انھیں سدرۃ المنتھیٰ کے پاس لے کر پہنچتے ہیں، کیونکہ سدرۃ المنتھیٰ وہ مقام ہے جہاں ہر چیز کی انتہاء ہوتی ہے چنانچہ اللہ تعالی ان ارواح کو عذاب سے امن دیتے ہیں۔ ۸۶؎

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ اور آیت یَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ سے مراد تمام آسمانوں میں مومنین کے نیک اعمال کو فرشتے دیکھتے ہیں۔ ۸۷؎

ابن جریجؒ بیان کرتے ہیں، ان آیات سے مراد ہر آسمان کے مقرب فرشتوں کی نظر سے مومنین کے اعمال گزرتے ہیں، یہاں تک فرشتوں کی نگرانی میں وہ اعمال ساتویں آسمان تک پہنچ کر ٹھہر جاتے ہیں۔ ۸۸؎

حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک نماز کے بعد دوسری نماز جب تک ان دونوں کے درمیان کوئی لغو کام نہ ہوا ہو، یہ تمام باتیں ایسی کتاب میں لکھ لی جاتی ہی جو علیین میں ہے۔ ۸۹؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، انہوں نے کعبؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول آیت كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا! مومنین کے پاس جب موت حاضر ہوتی ہے تو اس کی روح کو قبض کرلیا جاتا ہے، اور اس روح کو رحمت کے فرشتوں کے سپرد کردیا جاتا ہے، پھر وہ مقرب فرشتے اس روح کو ہر آسمان کی طرف لے جاتے ہیں یہاں تک اس کو ساتویں آسمان تک پہنچادیا جاتا ہے، وہ اس پر تمہاری نماز جنازہ کا انتظار نہیں کرتے، وہ کہتے ہیں، اے اللہ یہ تیرا فلاں بندہ ہے ہم نے اس کی روح کو قبض کیا پھر وہ اللہ کے حکم سے اس کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ ۹۰؎

حضرت ام الدرداءؓ بیان کرتی ہیں، بے شک جنت کے درجات قرآن کریم کی آیات کی تعداد کے برابر ہیں، بے شک صاحب قرآن سے کہا جائے گا کے تو قرآن کریم کی تلاوت کرتا جا اور اوپر کی جانب چڑھتا جا، جب وہ ایک تہائی قرآن کریم کی تلاوت کرلے گا تو وہ شخص جنت کے ایک تہائی درجات پر فائز ہوجائے گا، اور جب وہ آدھا قرآن کریم پڑھ لے گا تو وہ آدھی جنت کے درجات پر افئز ہوجائے گا، اسی طرح سے جب وہ اپنا قرآن کریم مکمل تلاوت کرلے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اعلیٰ علیین میں مقام عطافرمائیں گے جہاں صدیقین اور شہداء موجود ہوں گے اور اس سے اوپر کچھ نا ہوگا۔ ۹۱؎

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، اہل علیین کے لیے روشن دان ہوں گے جن سے وہ جھانکیں گے، ان کے جھانکنے سے جنت روشن ہوجائے گی، جنت کی روشنی دیکھ کر اہل جنت کہیں گے کے اہل علیین میں سے کسی نے اوپر سے جھانکا ہے۔ ۹۲؎

محمد بن کعبؒ بیان کرتے ہیں، جنت میں بجلی کی چمک کی طرح کوئی چیز دیکھی جائے گی تو پوچھا جائے گا یہ کیا ہے؟ تو ان سے کہا جائے گا کے یہ اہل علیین کا ایک شخص ہے جو ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں منتقل ہوا ہے۔ ۹۳؎

قتادہؓ اس آیت **یُسۡقَوۡنَ مِنۡ رَّحِیۡقٍ مَّخۡتُوۡمٍ ۔**
ترجمہ۔ان کو پینے کے لیے سربمہر خالص مشروبات دیئے جائیں گے۔
کے بارے میں بیان کرتے ہیں، اس سے مراد خالص سربمہر مشروبات جس کا اختتام کستوری پر ہوگا، جس میں کافور کی آمیزش ہوگی اور اس پر کستوری کی مہر لگی ہوگی۔ آیت **وَ مِزَاجُهٗ مِنۡ تَسۡنِیۡمٍ** ۔ترجمہ۔جس میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ سے مراد تمام مشروبات نہایت
اعلیٰ ہوں گے جو تسنیم نامی جنت کا ایک چشمہ ہے، اس چشمے سے صرف اہل جنت کے مقربین ہی استفادہ کریں گے، جبکہ تمام اہل جنت کے لیے اس کی آمیزش کی جائے گی۔ ۹۴؎
مالک بن حارثؒ بیان کرتے ہیں، **وَ مِزَاجُهٗ مِنۡ تَسۡنِیۡمٍ** ۔ترجمہ۔جس میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ سے مراد تسنیم نامی جنت کا ایک چشمہ ہے جس سے صرف مقربین مشروبات پئیں گے جبکہ تمام اہل جنت کے لیے اس کی آمیزش کی جائے گی۔ ۹۵؎
حضرت حذیفہ بن الیمانؓ بیان کرتے ہیں، تسنیم جنت عدن کے ایک چشمہ کا نام ہے، جس سے صرف مقربین پئیں گے، یہ چشمہ نیچے کی جانب اصحاب یمین کی طرف جاری ہوگا، اس مشروب کے ہر گھونٹ میں دودھ اور شہد کی مٹھاس ہوگی جبکہ یہ مشروب بے حد خوشبودار ہوگا۔ ۹۶؎

حوالہ کتب:

۱۔سورہ المطففین۔آیت۔۱۔
۲۔سورہ المطففین۔آیت۔۲۔
۳۔سورہ المطففین۔آیت۔۳۔
۴۔سورہ المطففین۔آیت۔۴۔
۵۔سورہ المطففین۔آیت۔۵۔
۶۔سورہ المطففین۔آیت۔۶۔
۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔
۸۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۹۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دار المعرفہ۔بیروت۔

۱۰۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۱۱۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۲۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔
۱۴۔المعجم اوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دار الفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۱۵۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۶۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۷۔سورہ ھود۔آیت۔۸۴۔
۱۸۔سورہ ھود۔آیت۔۸۵۔
۱۹۔سورہ ھود۔آیت۔۸۶۔
۲۰۔سورہ ھود۔آیت۔۹۴۔
۲۱۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۹۔
۲۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۹۱۔
۲۳۔سورہ العادیات۔آیت۔۸۔
۲۴۔سورہ النساء۔آیت۔۲۹۔
۲۵۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۳۔
۲۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔
۲۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔
۲۸۔سورہ طحہ۔آیت۔۱۲۴۔
۲۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۰۔سورہ المطففین۔آیت۔۷
۳۱۔سورہ المطففین۔آیت۔۸۔
۳۲۔سورہ المطففین۔آیت۔۹۔
۳۳۔سورہ المطففین۔آیت۔۱۰۔

۳۴۔سورہ المطففین ۔آیت ۔۱۱۔
۳۵۔سورہ المطففین ۔آیت ۔۱۲۔
۳۶۔سورہ المطففین ۔آیت ۔۱۳۔
۳۷۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۳۸۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۳۹۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۴۰۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۴۱۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۴۲۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۴۳۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۴۴۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۴۵۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۴۶۔سورہ المطففین ۔آیت ۱۴۔
۴۷۔سورہ المطففین ۔آیت ۔۱۵۔
۴۸۔سورہ المطففین ۔آیت ۔۱۶۔
۴۹۔سورہ المطففین ۔آیت ۔۱۷۔
۵۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۲۱ھ۔
۵۱۔دلائل النبوۃ ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۵۲۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔۱۴۱۴ھ۔
۵۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۵۴۔دلائل النبوۃ ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۵۵۔شعب الایمان ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۵۶۔سورہ احزاب ۔آیت ۔۳۲۔
۵۷۔سورہ الحج ۔آیت ۔۴۶۔
۵۸۔سورہ الانبیاء ۔آیت ۔۳۔
۵۹۔سورہ البقرہ ۔آیت ۔۲۸۳۔

۶۰۔سورہ المومن۔آیت۔۳۵۔
۶۱۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۸۔
۶۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۶۳۔سورہ المطففین۔آیت۔۲۹
۶۴۔سورہ المطففین۔آیت۔۳۰۔
۶۵۔سورہ المطففین۔آیت۔۳۱۔
۶۶۔سورہ المطففین۔آیت۔۳۲۔
۶۷۔سورہ المطففین۔آیت۔۳۳۔
۶۸۔ سورہ المطففین۔آیت۔۱۸۔
۶۹۔سورہ المطففین۔آیت۔۱۹۔
۷۰۔سورہ المطففین۔آیت۔۲۰۔
۷۱۔سورہ المطففین۔آیت۔۲۱۔
۷۲۔سورہ المطففین۔آیت۔۲۲۔
۷۳۔سورہ المطففین۔آیت۔۲۳۔
۷۴۔سورہ المطففین۔آیت۔۲۴۔
۷۵۔سورہ المطففین۔آیت۔۲۵۔
۷۶۔سورہ المطففین۔آیت۔۲۶۔
۷۷۔سورہ المطففین۔آیت۔۲۷۔
۷۸۔سورہ المطففین۔آیت۔۲۸۔
۷۹۔سورہ المطففین۔آیت۔۳۴۔
۸۰۔سورہ المطففین۔آیت۔۳۵۔
۸۱۔سورہ المطففین۔آیت۔۳۶۔
۸۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۸۳۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۴۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۵۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۶۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۸۷۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی(متوفی ۳۲۷ھ)مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۸۸۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۸۹۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۹۰۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۹۱۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۹۲۔مسندابن ابی شیبہ۔امام ابوبکرعبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ(متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔
۹۳۔ مسندابن ابی شیبہ۔امام ابوبکرعبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ(متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔
۹۴۔ المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی(متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔
۹۵۔ مسندابن ابی شیبہ۔امام ابوبکرعبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ(متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔
۹۶۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔

۸۴۔سورہ الانشقاق (آسمان کا پھٹنا)

نام:

انشقاق۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی آسمان کا پھٹنا ہے۔

شان نزول:

سورہ انشقاق مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۲۵ ہے جبکہ اس میں صرف ایک رکوع ہے۔

مضامین:

۱۔روز قیامت آسمان کا شق ہو جانا۔
۲۔قیامت کے مناظر کا بیان۔
۳۔حساب اور کتاب کا بیان۔
۴۔قیامت میں مشرکین کی حالت۔
۵۔اہل ایمان کو دائمی اجر کی بشارت۔
۶۔رات کی قسم۔
۷۔چاند کی قسم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص قیامت کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہے وہ سورہ

التکویر، سورہ انفطار اور سورہ انشقاق کی تلاوت کرے۔۱؎

حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ظہر کی نماز میں آیت اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ یا اس جیسی سورہ پڑھا کرتے تھے۔۲؎

روزِ قیامت آسمان شق کر دیا جائے گا:

آسمان اللہ کی باشعور مخلوق ہے، وہ اللہ کے ہر حکم کو جانتی اور پہچانتی ہے، روزِ قیامت آسمان اللہ کے حکم سے شق کر دیا جائے گا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ۔۳؎۔ترجمہ۔جب آسمان پھٹ جائے گا۔

وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ۔۴؎۔ترجمہ۔وہ اپنے رب کا حکم سنے گا، وہ اسی لائق ہے۔

انشقاق۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ش۔ق۔ق) سے مشتق ہے۔

شقہ۔یشقہ۔شقاً۔سے مراد کسی چیز کا پھاڑنا یا شگاف کرنا ہے۔

انشق۔پھٹ گیا۔

الشق۔عربی زبان میں صبح کو بھی کہتے ہیں۔

اِنْفَطَار۔کے معنی بھی پھٹ جانے اور شق ہو جانے کے ہیں۔۵؎

ظہورِ قیامت کے وقت آسمان پھٹ جانے کا ذکر قرآن میں جگہ جگہ ہوا ہے۔سورۂ انشقاق کی پہلی ہی آیت میں یہی مضمون اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ کے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔

سورۂ رحمٰن کی آیت ۳۷ میں بھی لفظ اِنْشِقَاقٌ استعمال ہوا ہے اور اِنْفَطَار و اِنْشِقَاق دونوں ہم معنی الفاظ ہیں۔

ارشادات خداوندی:

آسمان کے پھٹنے یا روزِ قیامت شق ہونے کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ

هَدًّا ۔٦

ترجمہ۔قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں۔

اِلسَّمَآءُ مُنفَطِرٌۢ بِهٖ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ۔٧

ترجمہ۔آسمان پھٹ جائے گا اس میں اس کا وعدہ کیا ہوا ہے۔

الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ۔٨

ترجمہ۔جس نے پیدا کیا سات آسمانوں کو تہہ بہ تہہ، اے مخاطب! تو رحمان کی تخلیق میں کوئی خلل نہیں دیکھے گا، سوتو پھر نظر ڈال کر دیکھ لے کیا تجھے اس میں کوئی شگاف نظر آتا ہے۔

روز قیامت آسمان کا پھٹنا یا شق ہونا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔جس کا ذکر قرآن میں کئی مقامات پر کیا گیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۔٩

ترجمہ۔جب آسمان پھٹ جائے گا سو ایسا ہو جائے گا جیسے سرخ چمڑا ہو۔

وَ انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِیَ یَوْمَئِذٍ وَّاهِیَةٌ ۔١٠

ترجمہ۔آسمان پھٹ جائے گا اور وہ اس روز بالکل کمزور ہو جائے گا۔

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۔١١

ترجمہ۔جب آسمان پھٹ جائے گا۔

روز قیامت کی ہولناکیوں اور سختیوں کو اللہ تعالی نے متعدد آیات میں بیان فرمایا ہے، اس بیان کا اصل مقصد یہی ہے کے انسان آخرت کی فکر کرتے ہوئے دنیا میں اچھے اعمال انجام دے تا کہ وہ آخرت میں کامیاب لوگوں کی صف میں کھڑا ہو سکے، روز قیات ایک سخت مشکل دن ہوگا، تاہم اس مصیبت کے دن کی مشکلات اور حقائق میں سے ایک بڑی حقیقت یہ بھی ہے کے اس دن آسمان پھٹ جائے گا یعنی اس کائنات کی شکل وصورت میں ایک عظیم تغیر رونما ہوگا، نا صرف اس

کائنات کا موجودہ نظام درہم برہم ہوجائے گا بلکہ اس کی موجودہ بندشیں بھی کھل جائیں گی۔

امیر المومنین حضرت علیؓ ابن طالب نے فرمایا! آسمان کہکشاں سے پھٹ جائے گا۔ ۱۲؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت وَ اَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتۡ۔ ترجمہ۔ وہ اپنے رب کا حکم سنے گا، وہ اسی لائق ہے۔ سے مراد آسمان پر اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری لازم ہے۔ ۱۳؎

روز قیامت زمین کو کھینچ دیا جائے گا:

زمین اللہ کی باشعور مخلوق ہے، جو اللہ کو جانتی، پہچانتی، اللہ کی مطیع اور فرمانبردار ہے، زمین صبح شام اللہ کی حمد وثناء بیان کرتی ہے۔

روز قیامت اللہ کے حکم سے زمین کو کھینچ دیا جائے گا اور وہ اپنے اندر کی تمام چیزوں کو اللہ کے حکم سے اگل دے گی۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اِذَا الۡاَرۡضُ مُدَّتۡ۔ ۱۴

ترجمہ۔ جب زمین کھینچ کر بڑھا دی جائے گی۔

وَ اَلۡقَتۡ مَا فِیۡهَا وَ تَخَلَّتۡ۔ ۱۵

ترجمہ۔ وہ سب کچھ ڈال دے گی جو اس کے اندر ہے اور وہ خالی ہوجائے گی۔

وَ اَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتۡ۔ ۱۶

ترجمہ۔ (زمین) اپنے رب کا حکم سن لے گی اور وہ اسی لائق ہے۔

زمین اپنا سارا بوجھ نکال پھینکے گی:

روز قیامت زمین بھی اپنا بوجھ نکال کر پھینک دے گی، اگرچہ زمین کا انسانوں پر یہ احسان عظیم ہے کے وہ ہر گندی، تعفن، ناکارہ، بدبودار، بوسیدہ اور گناہ گار کو اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے، اگر زمین یہ سب نا سمیٹتی تو آج دنیا گندگی کا ڈھیر ہوتی، زمین کا بنی نوع انسانیت پر یہ خاص احسان اور کرم

نوازی ہے جو وہ گلی، سڑی، بدبودار، انسان، جانور، پرندے، مردار، فضلہ، گندگی، کیچڑ، مرے ہوئے انسان، جاندار، درخت، گلے سڑے اناج، پھل، سبزی کو اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے، یہی نہیں بلکہ گزشتہ تہذیبوں کی باقیات بھی زیرزمین موجود ہیں جبکہ عذاب یافتہ اقوام کو بھی زمین نے اپنے اندر سمیٹ رکھا ہے۔

زمین نے بخوشی اپنے اندر نجانے کتنے مومنین، مومنات، مسلمین، مسلمات، ذاکرین، ذاکرات، صابرین، صابرات، شاکرین، شاکرات صائمین، صائمات، صادقین، صادقات، صالحین اور صالحات کو اپنے اندر جگہ دی جبکہ اسی زمین میں بے شمار کافرین، منکرین، منافقین، اور مشرکین کے بوجھ کو بھی موجود ہیں، ساری عمر اسی زمین پر غرور اور تکبر سے اکڑ کر چلتے رہے۔

یہ زمین کی کمال سخاوت اور مامتا ہے جو انسانوں سے ماں جیسی محبت اور شفقت کرتی ہے، انسان پر الزم ہے کے وہ زمین کے ان احسانات کو ہمیشہ یاد رکھے کیونکہ اگر وہ ہم پر یہ احسانات نا کرتی تو دنیا بیماریوں، وباؤں، بلاؤں اور پریشانیوں کا ایک گڑھ بن جاتی۔

لیکن روز قیامت اللہ تعالی کے حکم سے زمین بھی اپنا تمام بوجھ نکال کر پھینک دے گی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۔۱۷

ترجمہ۔ جب زمین میں زوردار زلزلہ آجائے گا۔

وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۔۱۸

ترجمہ۔ زمین اپنے بوجھ کو نکال پھینکے گی۔

وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۔۱۹

ترجمہ۔ جب قبریں اکھاڑ دی جائیں گے۔

وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۔۲۰

ترجمہ۔ جب زمین کھینچ کر بڑھا دی جائے گی۔

وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ ۔۲۱

ترجمہ۔ وہ سب کچھ ڈال دے گی جو اس کے اندر ہے اور خالی ہو جائے گی۔

عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّا قَدَّمَتۡ وَ اَخَّرَتۡ۔ ۲۲

ترجمہ۔ تو ہر شخص ان اعمال کو جان لے گا جو اس نے پہلے اور بعد میں بھیجے۔

زمین کی ابتداء:

زمین اللہ کی ایک باشعور مخلوق ہے جس کی پیدائش یا ابتداء کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، بیت اللہ زمین کی پیدائش سے سے دو ہزار سال قبل موجود تھا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا آیت واذا الارض مدت۔ یعنی۔ زمین مکمل طور پر بیت اللہ کے نیچے سے پھیلائی گئی۔ ۲۳

زمین کی انتہاء:

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، روز قیامت اللہ تعالیٰ زمین کو چمڑے کی طرح پھیلا دے گا، جس پر اللہ کی تمام مخلوقات انسان، جنات، چوپائے، جنگلی جانور، تمام جانداروں کو اکٹھا کیا جائے گا، اس دن اللہ تعالیٰ جانوروں کے درمیان قصاص کو قائم فرمائیں گے۔ یہاں تک کے اللہ تعالیٰ سینگ والی بکری سے بغیر سینگ والی بکری کے لیے بدلہ لیں گے جس کی ٹکر سے وہ زخمی یا قتل ہوئی، جب اللہ تعالیٰ جانوروں کے قصاص سے فارغ ہو جائیں گے تو ان سے فرمائیں گے، اب تم سب مٹی ہو جاؤ، یہ حکم سننے کے بعد ان سب کا خاتمہ ہو جائے گا، جب کافرین اس منظر کو دیکھیں کے تو وہ کہیں گے، گا تو کہے گا آیت الۡکٰفِرُ یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرٰبًا۔ ۲۴

ترجمہ۔ کافر کہے گا ہائے کاش میں مٹی ہو جاتا۔ ۲۵

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قیامت کے دن زمین کو چمڑے کی طرح پھیلا دیا جائے گا پھر ابن آدم کے لیے اس میں سے اپنے قدم رکھنے کی جگہ کے علاوہ کوئی جگہ نہ ہوگی۔ ۲۶

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول آیت

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ۔ترجمہ۔جب آسمان پھٹ جائے گا۔کے بارے میں فرمایا!
جب روز قیامت زمین پھٹے گی تو میں سب سے پہلا انسان ہوں گا جو اپنی قبر میں سیدھا بیٹھ جاؤں گا اور میرے ساتھ زمین حرکت کرے گی،اور میں اس سے پوچھوں گا تجھے کیا ہوا ہے؟ تو وہ کہے گی میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کے جو کچھ میرے اندر ہے میں اس کو باہر نکال کر خالی ہو جاؤں بالکل جیسے میں پہلے تھی اسی طرح۔اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا آیت۔
وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ۔ترجمہ۔وہ سب کچھ ڈال دے گی جو اس کے اندر ہے اور وہ خالی ہو جائے گی۔۲۷؎
قتادہؒ بیان کرتے ہیں،آیت وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ۔سے مراد زمین نے اللہ کا فرمان سنا اور اطاعت کی،آیت وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ سے مراد زمین اپنے بوجھ،خزانے اور اپنے اندر مدفون لوگوں کو اللہ کے حکم سے روز قیامت اگل دے گی،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا آیت۔
يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ سے مراد اے انسان تو اپنے رب کے پاس پہنچنے تک کوشش کر رہا ہے پھر اس سے ملاقات ہو جائے گی یعنی تو اس کے لیے مسلسل اور سخت کوشش کرتا ہے۔۲۸؎

سیدھے ہاتھ میں نامہ اعمال/آسان حساب:

روز قیامت اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے کامیاب انسانوں کے سیدھے ہاتھ میں نامہ اعمال عطا فرمائیں گے،جیسے ہی ان کے سیدھے ہاتھ میں نامہ اعمال آئیں گے تو وہ خوشی سے پھولے نا سمائیں گے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ۔۲۹

ترجمہ۔جن کے داہنے(سیدھے)ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا۔

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا۔۳۰

ترجمہ۔اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔

وَّ يَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا۔۳۱

ترجمہ۔ وہ اپنے متعلقین کی طرف خوش ہو کر لوٹے گا۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ۔ ۳۲

ترجمہ۔ لیکن جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے ان کے لیے نا ختم ہونے والا اجر ہے۔

اِلحَسَابٌ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ح۔س۔ب) سے مشتق ہے۔

حَسِبٌ۔ یُحَاسَبُ۔ حسباناً وحِسَابًا۔ سے مراد گننا اور شمار کرنا۔

یُحَسَبُ۔ محسبۃ۔ وحسباناً۔ سے مراد خیال کرنا اور گمان کرنا۔

حَسِبٌ۔ سے مراد کافی ہونا جو کفایت کرے جس کے بعد اور کسی چیز کی ضرورت نا رہے۔

حاسب۔ سے مراد حساب کرنے والا۔

حسبان۔ حساب کی جمع۔

حَسِيْبٌ۔ سے مراد حساب کرنے والا۔ ۳۳

حسبك درھم۔ سے مراد تمھیں ایک درھم کافی ہے۔ ۳۴

حَسْبُنَا اللهُ۔ یعنی۔ اللہ ہمارے لئے کافی ہے یا اللہ کا قانون ہمارے لئے کافی ہے۔

حسیب۔ عربی زبان میں حساب کرنے والے یا نگرانی کرنے والے کو بھی کہتے ہیں۔

كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا۔ ۳۵

ترجمہ۔ پڑھ اپنا نامہ اعمال، آج اپنا حساب لگانے کے لئے تو خود ہی کافی ہے۔

يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ ۳۶

ترجمہ۔ اس دن معاف کر دیجئے گا جب حساب قائم ہو۔

وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا۔ ۳۷

ترجمہ۔ اسی نے سورج اور چاند کے طلوع اور غروب کا حساب مقرر یا ہے۔

وَ اللهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ ۳۸

ترجمہ۔ اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے

ال حَسِيْبٌ۔۔ اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے جس کے معانی سب کی کفایت کرنے والا، حساب

رکھنے والا یا شمار کرنے والا جس کے لئے وہ اکیلا ہی کافی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۔۳۹

ترجمہ۔بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۔۴۰

ترجمہ۔ حساب لینے کے لئے اللہ کافی ہے۔

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۔۴۱

ترجمہ۔حساب لینے کے لئے اللہ کافی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۔۴۲

ترجمہ۔اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔۴۳

ترجمہ۔اے نبی! آپ کے لئے اور تمام مومنین کے لئے تو اللہ کافی ہے۔

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ۔۴۴

ترجمہ۔ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔

وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۔۴۵

ترجمہ۔اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۔۴۶

ترجمہ۔بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

اِنَّ وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۔۴۷

ترجمہ۔بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

وَ هُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۔۴۸

ترجمہ۔وہ جلد حساب لینے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرماتے !اے اللہ میرا حشر (حساب) مساکین کے ساتھ فرما کیونکہ مساکین دولت مندوں سے ۴۰ برس قبل داخل جنت کردیے جائیں گے۔۴۹؎

حضرت عوف بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت کی تین تہائیاں ہیں۔

۱۔ایک تہائی وہ ہیں جو جنت میں بغیر حساب اور عذاب کے داخل ہوں گے۔ ۲۔دوسری تہائی وہ ہیں جن سے بہت آسان حساب لیا جائے گا پھر وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

۳۔اور تیسری تہائی وہ ہیں جن سے خوب تفتیش کی جائے گی اور ان کو خوب کھنگالا جائے گا پھر فرشتے آکر کہیں گے کے ہم نے ان کو اس حال میں پایا کے یہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وحدہ (صرف ایک اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے) اللہ فرمائے گا انہوں نے سچ کہا میرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے ان کے اسی قول لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وحدہ کی وجہ سے ان کو جنت میں داخل کر دو اور ان کے گناہ مکذبین پر ڈال دو اور یہ اس آیت کے مطابق ہے!

اور وہ ضرور اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھ کے ساتھ اور بوجھ بھی اٹھائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یوم حساب کے دن جب لوگ اللہ کے سامنے اپنے اعمال کا حساب دے رہے ہوں گے تو اس دن ان کی کان کی لو تک پسینے میں ڈوبی ہوگی۔۵۰؎

حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بعض نماز میں یہ دعا فرماتے آیت اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۔اے اللہ میرا حساب آسان کیجئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے، تو میں نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! آسان حساب سے کیا مراد ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ انسان کے اعمال نامہ کو دیکھ کر درگذر کر دے کیونکہ جس سے سخت حساب لیا گیا پس وہ ہلاک ہو گیا۔۵۱؎

حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں، آیت فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا سے مراد اللہ اس انسان

کے گناہوں کو پہچان کر اس سے درگذر کر دے۔ ۵۲؎

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں، روز قیامت جس کا آسان حساب ہوا تو وہ داخل جنت ہو جائے گا پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی! فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيرًا۔ ۵۳؎

ترجمہ۔ اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔ پھر آپ نے مجرمین کے لئے آیت تلاوت فرمائی!

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَ الْاَقْدَامِ۔ ۵۴؎

ترجمہ۔ مجرمین اپنی نشانی کے ذریعہ پہچانے جائیں گے، ان کی پیشانی اور قدموں سے انھیں پکڑا جائے گا۔ ۵۵؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، انسان کی تین خصلتیں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس پر حساب آسان فرماتے ہوئے اس کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمادیں گے۔

ا۔ تم اس کو عطا کرو جس نے تم کو محروم کیا۔

۲۔ تم ان لوگوں کو معاف کرو جنھوں نے تم پر ظلم کیا۔

۳۔ تم صلہ رحمی کرو جو تم سے قطع رحمی کریں۔ ۵۶؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے قیامت کو یاد رکھا اور حساب و کتاب کے لئے نیک اعمال انجام دئے، تنگ دستی میں قانع رہا اور اللہ کی رضا میں راضی رہا۔ جب آپؓ سے یہ سوال کیا گیا! اللہ اتنی ساری مخلوقات کا تنہا حساب کیسے لے گا؟ تو آپؓ نے فرمایا! جس طرح سے وہ اپنی ساری مخلوقات کو تنہا رزق دیتا ہے۔

یقیناً آج عمل ہے حساب نہیں اور کل حساب ہوگا عمل نہیں۔

حساب، عذاب سے پہلے اور ثواب حساب کے بعد ہے۔

اللہ تعالی نے ہر نیک عمل کے لئے ثواب اور ہر شے کے لئے حساب مقرر فرمایا ہے۔

محاسبہ نفس کا ثمر اس کی اصلاح ہے۔

اپنے نفس کا محاسبہ کرو اس سے قبل کے تمھارا محاسبہ کیا جائے اور اپنے نفوس کو تو لو قبل اس کے انھیں

میزان میں تولا جائے۔
جس انسان کی عقل بڑھ جاتی ہے اس کی قسمت میں کمی واقع ہوجاتی ہے تاہم اللہ تعالی کسی کو بھی بھر پور عقل سے نہیں نوازتا سوائے یہ کے اس کے رزق سے اتنا ہی حساب کرلے۔
جو انسان خود اپنا محاسبہ کرتا ہے وہ اپنے تمام عیوب اور گناہوں سے واقف ہوتا ہے تاہم محاسبہ کے سبب اس کے گناہ کم اور عیوب درست ہوتے چلے جاتے ہیں جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے وہ کامیاب ہوجاتا ہے۔۵۷؎

اہم نکتہ:

یوم حساب یعنی یوم آخرت ایک اٹل حقیقت ہے اور دنیا کی ہر مخلوق بشمول انسان ہر لمحہ اپنے انجام کی ۔جانب گامزن ہے لہٰذا جب دنیا عارضی قیام گاہ ہے اور ہمیشہ کی زندگی اخروی زندگی ہے تو انسان کو اس دنیا کی تیاری اسی فانی دنیا میں کرلینا چاہئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق! یوم حساب انسان اللہ کے عرش کے سامنے سے اس وقت تک ہل نہیں سکتا جب تک وہ ان پانچ سوالات کے جوابات نا دے دے۔
۱۔عمر کہاں گزاری۔ ۲۔جوانی کن کاموں میں گزاری۔ ۳۔روپیہ کیسے کمایا۔
۴۔روپیہ کہاں خرچ کیا۔ ۵۔جو علم تمھیں دیا گیا تھا کیا تم نے اس پر عمل کیا۔۵۸؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی قیامت کے دن ایک ایک بندہ سے خود ملاقات کرے گا۔۵۹؎
ایک جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا! اللہ سے آسان حساب کی دعا کیا کرو کیونکہ اس دن جس کا آسان حساب ہوگیا وہ کامیاب ہوگیا جبکہ جس کا اعمال نامہ کھل گیا وہ ہلاک ہوگیا۔۶۰؎

الٹے ہاتھ میں نامہ اعمال/مشکل حساب:۔

وَ اَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَہٗ وَرَآءَ ظَہۡرِہٖ ۔۶۱

ترجمہ۔جس کا اعمال نامہ اس کے پشت سے دیا گیا۔

فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۔٦٢

ترجمہ۔تو یہ شخص ہلاکت کو پکارے گا۔

وَّ يَصْلٰى سَعِيْرًا ۔٦٣

ترجمہ۔اس کو دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا۔

اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۔٦٤

ترجمہ۔بے شک وہ اپنے گھر والوں میں خوش تھا۔

اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۔٦٥

ترجمہ۔بے شک وہ اسی خیال میں تھا کے اس کو واپس نہیں جانا ہے۔

بَلٰٓى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ۔٦٦

ترجمہ۔۔ہاں ضرور اس کو واپس ہونا ہے، بے شک اس کا رب اسے دیکھ رہا ہے۔

فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۔٦٧

ترجمہ۔ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، جو ایمان نہیں لاتے۔

وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۔٦٨

ترجمہ۔جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو یہ نہیں جھکتے۔

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ۔٦٩

ترجمہ۔کافرین جھٹلاتے ہیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ۔٧٠

ترجمہ۔اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ یہ جمع کر رہے ہیں۔

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔٧١

ترجمہ۔۔آپ ان کو ایک دردناک عذاب کی خبر دے دیجیے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۔

ترجمہ۔ تو یہ شخص ہلاکت کو پکارے گا۔ ۷۲؂
سے مراد گناہ گار اپنے اعمال کو دیکھ کر موت کو پکارے گا یعنی حساب کتاب کی جگہ وہ شخص مرنے کو ترجیح دے گا۔

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، آیت اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا۔

ترجمہ۔ بے شک وہ اپنے گھر والوں میں خوش تھا۔
سے مراد گناہ گار شخص نے دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ لیا تھا اور وہ اپنی موت کو بھول گیا تھا، وہ دنیا اور اپنے اہل وعیال میں بہت خوش اور مسرور تھا، لیکن اس کو خبر نا تھی کے اس کو ان نعمتوں اور اپنے گناہوں کا حساب بھی دینا ہے۔ ۷۳؂

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، آیت يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ سے مراد روز قیامت مجرمین کو ان کے چہروں کی سیاہی اور آنکھوں کی نیلاہٹ سے پہچان لیا جائے گا۔ ۷۴؂

ابن جریجؒ بیان کرتے ہیں، آیت يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ سے مراد مجرمین اور گناہ گاروں کو ان کے چہرے کی سیاہی اور آنکھوں کی نیلی رنگت سے پہچان لیا جائے گا۔ ۷۵؂

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَ الْاَقْدَامِ سے مراد زبانیہ (جہنم کا داروغہ) مجرمین کو پیشانی کے بالوں اور ٹانگوں سے پکڑ کر ان کو ایک جگہ جمع کر کے پھر ان کو توڑ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا، بالکل اسی طرح سے جیسے تنور میں لکڑی کو توڑ کر ڈالا جاتا ہے۔ ۷۶؂

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، آیت فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَ الْاَقْدَامِ سو ان کے سر کے بال اور پاؤں پکڑ لئے جائیں گے، سے مراد ایک فرشتہ مجرمین کے سر کے بالوں کو پکڑ کر اس کے قدموں کے ساتھ ملا دے گا پھر اس کی کمر کو توڑے گا پھر اس کو آگ میں پھینک دے گا۔ ۷۷؂

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، اس سے مراد ایک فرشتہ گناہ گار کو اس کی پیٹھ کے پیچھے سے اس کی پیشانی اور پاؤں کو ایک زنجیر میں اکٹھا کر دے گا۔ ۷۸؂

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک ایسا وقت بھی آئے گا جب میں کسی کی شفاعت کا مالک ہوں گا، جب پل صراط بچھائی جائے گی، اس وقت کچھ چہرے سفید ہوں

گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے، پل صراط تلوار کی دھار کی طرح تیز ہوگی، جس کو گرم کر کے انگارے کر دیا جائے گا، مؤمنین پل صراط کو با آسانی پار کرلیں گے لیکن منافقین جب پل صراط کے درمیان میں ہوں گے تو ان کے پیروں میں کانٹے چبھیں گے اور وہ جہنم میں جا گریں گے، داروغہ جہنم مجرمین ومنافقین کو ان کی پیشانی کے بالوں سے کھینچ کر جہنم میں گھسیٹے گا جہاں وہ پچاس سال تک گرتا رہے گا، اس پر پچاس اونٹنیوں کا بوجھ ڈالا جائے گا اس دن آیت

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ۔۷۹

ترجمہ۔ مجرمین پہچانے جائیں گے، اپنے حال سے پہچانے جائیں گے، انھیں پیشانی کے بالوں اور پیروں سے پکڑا جائے گا۔

جہنم کے داروغہ کی قوت میں اضافہ:

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اللہ نے داروغہ جہنم کو جہنم کی پیدائش سے ایک ہزار سال قبل پیدا فرمایا، یقیناً ہر گزرتے دن کے ساتھ اس کی قوت اور طاقت میں اضافہ کیا جا رہا ہے یہاں تک کے روز قیامت وہ مجرمین کو ان کی پیشانی کے بالوں اور قدموں کے ساتھ پکڑیں گے۔ ۸۰ ؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، آیت وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ سے مراد جہنم کی گرمی انتہاء درجہ کی ہوگی۔ ۸۱ ؎

قتادہ ؓ بیان کرتے ہیں، آیت وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ سے مراد جہنم کو اس وقت سے گرم کیا جا رہا ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا۔ ۸۲ ؎

عکرمہ ؓ بیان کرتے ہیں، آیت وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ سے مراد انتہائی سخت گرم آگ۔ ۸۳ ؎

سعید بن جبیر ؓ بیان کرتے ہیں، آیت وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ سے مراد ایسا جلتا ہوا تانبا ہے جس کی گرمی اور تپش بے انتہاء ہو۔ ۸۴ ؎

قسم ہے شفق کی:

شفق اللہ کی ایک باشعور مخلوق ہے، جو اللہ کے حکم کے تابع اور فرمانبردار ہے، اللہ تعالی نے اس آیت میں شفق کی قسم کھائی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَآ اُقۡسِمُ بِالشَّفَقِ۔ ۸۵

ترجمہ۔ قسم ہے شفق کی۔

الشفق ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ش ۔ف ۔ق) سے مشتق ہے۔

الشفق ۔ سے مراد وہ سرخی جو غروب آفتاب کے وقت افق پر پھیلتی ہے پھر کچھ دیر کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔

راغب اصفہانی لکھتے ہیں، شفق سے مراد افق کی وہ سرخی ہے جو غروب آفتاب کے وقت، دن کی روشنی کی رات کی تاریکی میں ملنے کو کہتے ہیں، نیز کنارے کو بھی شفق کہا جاتا ہے۔

ابن فارس لکھتے ہیں، شفق سے مراد کسی چیز میں رقت یا کمزوری کے ہیں۔

الشفق ۔ الشفقہ ۔ سے مراد کسی کی بے حد خیر خواہی کے نتیجے میں کسی ڈر یا خوف کا دل میں بیٹھ جانا کہیں یہ نا ہو جائے کہیں وہ نا ہو جائے۔

مشفق ۔ سے مراد خیر خواہ، ہمدرد۔

شفیق ۔ سے مراد بے حد نرم دلی، گداز اور محبت میں کمزوری کی علامت۔

ثوب شفق ۔ سے مراد کمزور کپڑا ۔۸۶؎

شفق ۔ کو انگریزی زبان میں Twilight بھی کہا جاتا ہے، یعینی زمین کے ماحول میں ہلکی روشنی جو سورج کے افق سے نیچے جانے کے بعد نظر آتی ہے ،اگرچہ اس وقت سورج غروب ہو چکا ہوتا ہے تاہم طلوع سحر اور غروب آفتاب کے وقت افق کی وہ روشنی جس میں سرخ رنگت نمایاں ہو وہ شفق کہلاتی ہے۔

شفق ۔ طلوع سحر کے وقت بادنسیم کے جھونکے اور آسمان کی متغیر رنگت کو شفق کہتے ہیں، اس وقت

روشنی افق یعنی Horizon سے نمودار ہوتی ہے، جو سورج کے نکلنے تک بتدریج بڑھتی اور پھیلتی ہے،اس روشنی کو اردو میں اور عربی زبان میں شفق جبکہ انگریزی زبان میں Twilight کہا جاتا ہے۔

شفق۔دراصل طلوع آفتاب سے قبل اور غروب آفتاب کے بعد نمایاں ہونے والی وہ روشنی ہے جو سورج کی شعاعوں کے باعث اس وقت پھیلتی ہے جب سورج افق سے نیچے ہوتا ہے، جیسے جیسے سورج افق سے غروب ہونے کی جانب مائل ہوتا جاتا ہے ویسے ویسے یہ روشنی افق پر نظر آتی ہے حتیٰ کے سورج افق سے 18 درجے زاویے سے نیچے جا کر اختتام پذیر ہوجاتا ہے۔

شفق۔کو دنیائے اسلام میں خاص اہمیت حاصل ہے، کیونکہ طلوع سحر اور غروب آفتاب کے وقت سے نمازوں کے اوقات کا تعین کیا جاتا ہے۔

شفق کی اقسام:

شفق کی درج ذیل تین اقسام ہیں:

ا۔شفق مدنی(Civil Twilight)۔۲۔شفق بحری(Nautical Twilight)۔

۳۔شفق فلکی(Astronomical Twilight)

ا۔شفق مدنی(Twilight Civil):

شفق مدنی سے مراد افق کی وہ روشنی ہے، جب سورج کے 6 درجے زاویے تک موجود ہوتا ہے،تو یہ روشنی شفق مدنی کہلاتی ہے، شفق کی اس روشنی میں آسمان پر موجود ستارے اور سیارے نظر آتے ہیں دوسری جانب افق اور زمینی اجسام میں باآسانی تمیز بھی کی جاسکتی ہے
اس وقت مصنوعی روشنی کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔

۲۔شفق بحری(Nautical Twilight):

سورج کے افق سے 12-6 درجے کے درمیان موجودگی پر جو روشنی دکھائی ہے اس کو شفق بحری کہا جاتا ہے، کیونکہ اس وقت جہاز ران یعنی Sailors افق اور مشہور ستاروں کی مدد سے اپنی سمت

کا تعین با آسانی کرتے ہیں جبکہ زمینی اشیاء بھی پہچانی جاتی ہیں، تاہم مصنوعی روشنی کی کسی حد تک ضرورت ہوتی ہے۔

۳۔شفق فلکی(Astronomical Twilight)

سورج کے افق سے 18-12 درجے کے درمیان موجودگی پر افق پر نظر آنے والی روشنی شفق فلکی کہلاتی ہے، اس حالت میں روشنی صرف افق پر ہی موجود ہوتی ہے لہٰذا اس وقت مصنوعی روشنی کی لازماً ضرورت ہوتی ہے۔

اہم نکتہ یہ ہے کے جہاں شفق فلکیات کی سمت کے تعین میں اہم کردار ادا کرتی ہے وہیں نمازوں یعنی تہجد کے اختتام اور فجر کی ابتداء کی نوید سناتی ہے جبکہ غروب آفتاب کے وقت عصر کے اختتام اور مغرب کی ابتداء یعنی اب دن رات میں ڈھل گیا کی خبر سناتی ہے۔

قرآن کریم کی سورہ انشقاق میں اللہ نے شفق کی قسم کھائی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَآ اُقۡسِمُ بِالشَّفَقِ۔۸۷

ترجمہ۔قسم ہے شفق کی۔

قسم ہے للیل (رات) کی:

اللیل یعنی رات اللہ کی ایک باشعور مخلوق ہے، جس کی اللہ تعالی نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر قسم کھائی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الَّیۡلِ وَ مَا وَسَقَ۔۸۸

ترجمہ۔رات کی قسم اور ان چیزوں کی قسم جن کو رات نے سمیٹ لیا۔

للیل۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ل۔ی۔ل) سے مشتق ہے۔

للیل یا للیلۃ ۔کے معنی رات کے ہیں ،یعنی جو غروب آفتاب سے طلوع فجر تک کا وقت اللیل کہلاتا ہے۔

صاحب محیط نے لکھا ہے کے اللیل یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے۔
سریانی زبان میں اللیل کو للیا بھی کہا جاتا ہے۔
اللیل۔کی جمع لیال اور للیالی ہے۔۸۹؁
اللہ نے اس سورہ میں اللیل کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا!

وَ الَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ۔۹۰

ترجمہ۔قسم ہے رات کی جب وہ پھیل جائے۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ۔۹۱

ترجمہ۔اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات کو پیدا فرمایا تا کہ تم اس میں سکون حاصل کرو اور دن کو دیکھنے کا ذریعہ بنایا۔ بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں۔

وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّ النَّوْمَ سُبَاتًا وَّ جَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا۔۹۲

ترجمہ۔(اللہ) نے تمہارے لیے رات کو لباس اور نیند کو آرام بنایا اور دن کو پھیل جانے کا وقت بنایا۔

وَ مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔۹۳

ترجمہ۔(اللہ) نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے دن اور رات کو بنایا تا کہ تم اس میں آرام کرو اور اس کا فضل تلاش کرو، اور شکر گزار بنو

اللیل۔اللہ کی ایک باشعور مخلوق اور ایک نعمت عظمی ہے، جو اللہ نے انسانوں کے آرام کے لئے تخلیق فرمائی ہے۔

اللیل۔اللہ کی ایک نشانی بھی ہے، قرآن کریم میں متعدد آیات میں اللیل کا ذکر کیا گیا ہے۔

رات یا شب غروب آفتاب اور طلوع آفتاب کے درمیان کے وقت کی مدت ہے، یہ شام کے بعد

کے وقت کو کہا جاتا ہے، رات کا متضاد دن ہے، تاہم رات کے وقت کے آغاز اور اختتامی نکات مختلف عوامل کی بنیاد پر مختلف ہو سکتے ہیں جن میں موسم، عرض بلد، طول البلد اور منطقہ وقت وغیرہ۔

دن اور رات کے حواس Circadian rythm:

دن اور رات کے حواس کے حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!
وہ رات کو دن میں پروتا ہے اور دن کو رات میں جاندار میں سے بے جان نکالتا ہے، اور بے جان میں سے جاندار اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔ ۹۴
قرآن کریم نوع انسانی پر یہ واضح کرتا ہے کہ خواب اور بیداری کے حواس باہم ایک دوسرے کے ساتھ پیوست اور چپکے ہوئے ہیں جس طرح سے ایک ورق جس کا اگلا اور پچھلا حصہ اگرچہ اسی ورق کا حصہ ہوتے ہیں لیکن وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ اور منفرد ہوتے ہیں لیکن وہ دونوں صفحے ایک ساتھ رہنے کی وجہ سے یک جان ہیں۔
انسان کے اندر کام کرنے والے حواس چاہے خواب کے ہوں یا بیداری کے ان دونوں حواس میں ایک باہمی ربط موجود ہوتا ہے کیونکہ یہ ایک ہی عبارت ہے جو دو الگ الگ صفحات پر تحریر ہے جس کی وجہ سے وہ بظاہر دو حصوں میں منقسم تو نظر آتی ہے لیکن دراصل وہ ایک ہیں انسان نے ان میں سے ایک حس کو اپنے اوپر مسلط کر کے اپنے آپ کو خود ہی اس حس میں مقید کر لیا ہے جبکہ دوسری حس کو حس غیب سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔

دن کے حواس:

علماء باطن یہ فرماتے ہیں ہر انسان کے اندر گیارہ ہزار حواس یا گیارہ ہزار صلاحیتیں پائی جاتی ہیں ان گیارہ ہزار حسیات میں سے ساڑھے پانچ ہزار حسیات یا صلاحیتیں دن میں اور ساڑھے پانچ ہزار حسیات یا صلاحیتیں رات میں کام کرتی ہیں۔
دن کے حواس مظاہر ہیں جو کے انسان کو پابند اور مقید کرتے ہیں یہی وہ حواس ہیں جو انسان کو اسفل کی جانب دھکیلتے ہیں اور اللہ اور بندے میں دوری پیدا کرتے ہیں۔

رات کے حواس:

رات کے حواس فرد میں آزادی، خودمختاری اور اللہ اقرب عطا کرتے ہیں ان حواس کو اہل علم نے غیب کہا ہے اور قرآن اسے الیل یعنی رات کہہ کر متعارف کروارہی ہے تاہم یہی وہ رات کے حواس ہیں جو انسان کو غیب سے متعارف کرواتے ہیں۔

واصف علی واصف فرماتے ہیں! رات کو روح کے حجابات اٹھتے ہیں انسان کی روح رات کو انسان سے ہم کلام ہوتی ہے خود شناسی اور خود فہمی کے مراحل رات کو آسان ہوتے ہیں رات بہت بڑا راز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! نماز تہجد پڑھا کرو کیونکہ وہ تم سے پہلے صالحین کی روش تھی، تمھارے رب کے قرب کے حصول کا ذریعہ، گناہوں سے معافی اور گناہوں سے باز رہنے کا ذریعہ ہے۔۹۵

حضرت شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! رات میں کچھ وقت سونے کے بعد جب انسان نماز تہجد کے لئے بیدار ہوتا ہے تو اس کا شعور اس قابل ہوجاتا ہے کے وہ غیبی تحریکات کو باآسانی قبول کر سکے فجر کی نماز اللہ کے ساتھ رابطے کو قائم کرنے کی پہلی سیڑھی ہے جبکہ نماز تہجد خالق کائنات سے قرب کے حصول کی آخری سیڑھی ہے، چنانچہ تہجد کے نوافل ادا کرنے والا بندہ آسمانوں کی سیر کرتا ہے، فرشتوں اور جنات کی دنیاؤں سے سے واقف ہوجاتا ہے، چنانچہ تہجد کی نماز ایک ایسا پروگرام ہے جو انسان کو اپنے خالق کو پہچاننے اور اس کے قرب کے حصول میں مدد فراہم کرتا ہے۔

تہجد کے نوافل قرب الٰہی کا سب سے موثر ترین ذریعہ ہیں، اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعے یہ پیغام دیا کے جو بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب چاہتا ہے میں اس انسان کا ہاتھ بن جاتا ہوں، وہ میرے ہاتھ کے ذریعے چیزوں کو پکڑتا ہے، وہ مجھ سے چلتا اور دیکھتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تہجد کے نوافل کو فرض نمازوں کی طرح نہایت اہتمام سے ادا فرمایا ہے۔۹۶

حضرت شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں، میرے اندر کے انسان نے مجھے بتایا کے اندھیرہ بھی روشنی ہے اور جو بندہ تاریکی سے باخبر ہوجاتا ہے اس کے اوپر ایک نئی دنیا کا انکشاف

ہو جاتا ہے۔۹۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عشاء کے وقت اپنے بچوں کو اپنے پاس ہی رکھو کیونکہ یہ وقت جنوں کے پھیلنے اور (بچوں کو) اچکنے کا وقت ہے۔۹۸؎

حضرت علی نے فرمایا! موت وہی نیند ہے جو رات میں تمھیں آتی ہے، مگر یہ کے اس کی مدت طولانی ہوگی۔۹۹؎

ماہ کامل/قمر کی قسم:

قرآن کریم میں اللہ تعالی بے شمار مقامات پر چاند کا ذکر فرمایا ہے، لیکن زیر نظر آیات میں اللہ تعالی نے ماں کامل کی قسم کھاتے ہوئے ارشاد فرمایا!

وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ۔۱۰۰

ترجمہ۔ ماہ کامل کی قسم تمھیں ضرور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف جانا ہے۔

قمر۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ق۔م۔ر) سے مشتق ہے۔۱۰۱؎

قمر۔ ہر مہینے کی تیسری رات سے پچیسویں رات تک کے چاند کو قمر کہا جاتا ہے۔

جبکہ پہلی، دوسری، چھبیس اور ستائیس تاریخ کے چاند کو ہلال کہا جاتا ہے۔

چاند کو قمر اس لئے بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کی روشنی باقی تمام ستاروں پر غالب ہوتی ہے۔۱۰۲؎

چاند کے ساتھ انسانی جنون کا ایک قدیم تعلق ہے، چنانچہ چودھویں رات کے چاند میں نفسیاتی، ذہنی، دماغی، جنسی اور جسمانی بیماریوں میں تیزی دیکھی گئی ہے، اس کے ساتھ ساتھ چودھویں رات میں جرائم کی تعداد بھی عام دنوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔

جنون کو طب نفسی میں ایک شدت مزاجی کا مرض کہا جاتا ہے، اس مرض کی نمایاں علامات میں فرط ہیجان، اشتعال انگیزی، فرط سرگرمی، (Hyperexcitability)، خیالات وگمان کی آمدور پیداوار، (Hyperactivity) میں بڑھی ہوئی روانی کے ساتھ گفتار وکلام میں تیزی جیسی کیفیات شامل ہیں، اگرچہ خیالات وگفتار میں تیزی اور بے چینی کی کیفیات کو علم طب میں پرواز افکار جیسی اصطلاح کا نام دیا جاتا ہے، انگریزی زبان میں Lunatic کا لفظ اسی پر دلالت

کرتا ہے۔

صاحب غریب القرآن لکھتے ہیں، زمانہ جاہلیت میں عربوں کا قومی نشان قمر تھا۔ جبکہ ایرانیوں کا قومی نشان شمس تھا۔

چاند ہماری زمین کا ایک سیارچہ ہے، جو زمین سے دو لاکھ چالیس ہزار میل دور ہے، چاند کا قطر 2163 میل ہے۔

چاند سے متعلق ابتدائی تحقیقات گلیلیو نے 1609ء میں کیں، اس نے بتایا کے چاند ہماری زمین کی طرح ایک کرہ ہے، اس نے مزید یہ بھی بتایا کے چاند پر پہاڑ اور آتش فشاں پہاڑوں کے دہانے ہیں۔

چاند کا ایک دن ہمارے پندرہ دنوں کے برابر ہوتا ہے، چاند زمین کے گرد اپنا ایک چکر 27.3 دنوں میں مکمل کرتا ہے، اس کو چاند کا مدار کہا جاتا ہے، چاند کا موسم شدید گرمی میں 100 سینٹی گریڈ اور شدید سردی میں منفی 173 سینٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے۔

یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کے زمین کی کشش 9.8 میٹر فی مربع سیکنڈ کے مقابلے میں اس کی کشش 1.622 میٹر فی مربع سیکنڈ بنتی ہے، گویا زمین پر دس کلو وزن رکھنے والی چیز کا اگر چاند پر وزن کیا جائے تو وہ بہ مشکل ڈیڑھ کلو سے کچھ زیادہ ہوگا، چاند پر ہوا موجود نہیں اسی وجہ سے چاند پر آواز کا سفر بھی ممکن نہیں۔

کائنات میں بے شمار چاند:

کائنات میں بے شمار چاند بھی پائے جاتے ہیں، خود ہمارے نظام شمسی میں چاند کی تعداد (۱۰۰) سے زائد بتائی جاتی ہے، دوسری جانب اس کائنات میں بے شمار کہکشانی نظام میں نجانے سورج اور چاند کی کتنی تعداد ہوگی یہ قیاس سے باہر ہے۔ چاند اللہ کی ایک روشن نشانی ہے جو اپنے مدار میں ہمہ وقت گردش پذیر ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ۔ ۱۰۳

ترجمہ۔ ماہ کامل کی قسم تمھیں ضرور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف جانا ہے۔

اَلشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ۔ ۱۰۴

ترجمہ۔سورج اور چاند ایک حساب کے ساتھ (گردش) میں ہیں۔

وَ هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ الَّیۡلَ وَ النَّهَارَ وَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ كُلٌّ فِیۡ فَلَكٍ یَّسۡبَحُوۡنَ۔ ۱۰۵

ترجمہ۔(اللہ) نے سورج اور چاند پیدا کئے، اور ہر ایک اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔

هُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ ضِیَآءً وَّ الۡقَمَرَ نُوۡرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِیۡنَ وَ الۡحِسَابَ۔ ۱۰۶

ترجمہ۔وہی قادر مطلق ہے جس نے سورج کو چمکتا ہوا اور چاند کو نورانی بنایا۔اور اس کے لئے منزلیں مقرر فرمادیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرلیا کرو۔

تَبٰرَكَ الَّذِیۡ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوۡجًا وَّ جَعَلَ فِیۡهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیۡرًا۔ ۱۰۷

ترجمہ۔وہ ذات عالی شان ہے جس نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے بنائے اور ان میں ایک چراغ اور روشن کرنے والا چاند بنایا۔

وَّ جَعَلَ الۡقَمَرَ فِیۡهِنَّ نُوۡرًا وَّ جَعَلَ الشَّمۡسَ سِرَاجًا۔ ۱۰۸

ترجمہ۔(اللہ) نے چاند کو نور اور سورج کو چراغ۔

یَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَهِلَّةِ قُلۡ هِیَ مَوَاقِیۡتُ لِلنَّاسِ وَ الۡحَجِّ۔ ۱۰۹

ترجمہ۔وہ تم سے نیا چاند نکلنے سے متعلق پوچھتے ہیں، (ان سے) کہہ دو کہ یہ لوگوں کے حج کے واسطے اوقات ہیں۔

وَ جَعَلَ الَّیۡلَ سَكَنًا وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ حُسۡبَانًا ذٰلِكَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ۔ ۱۱۰

ترجمہ۔(اللہ) نے سورج اور چاند کی رفتار کو (حساب سے) رکھا ہے۔یہ بڑے قادر اور بڑے علم والے کی ٹھہرائی ہوئی بات ہے۔

وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ وَ النُّجُوۡمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمۡرِہٖ۔ ۱۱۱

ترجمہ۔سورج، چانداور ستاروں کو اس طرح سے پیدا کیا کہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں۔

وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ کُلٌّ یَّجۡرِیۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی۔ ۱۱۲

ترجمہ۔(اللہ) نے شمس اور قمر کو ایک کام پر لگا یا ہوا ہے۔ یہ سب وقت مقررہ پر چلتے رہتے ہیں۔

وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ کُلٌّ یَّجۡرِیۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی۔ ۱۱۳

ترجمہ۔اللہ نے تمھارے فائدے کے لئے چانداور سورج کو مسخر کیا ہے۔جو ہر وقت چلتے رہتے ہیں۔

اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَ انۡشَقَّ الۡقَمَرُ۔ ۱۱۴

ترجمہ۔قیامت قریب آ گئی اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔

لَا الشَّمۡسُ یَنۡۢبَغِیۡ لَہَاۤ اَنۡ تُدۡرِکَ الۡقَمَرَ وَ لَا الَّیۡلُ سَابِقُ النَّہَارِ ؕ وَ کُلٌّ فِیۡ فَلَکٍ یَّسۡبَحُوۡنَ۔ ۱۱۵

ترجمہ۔نا سورج کی یہ مجال ہے کے وہ چاند کو جا پکڑے، یہ سب ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔

وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ ؕ کُلٌّ یَّجۡرِیۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی۔ ۱۱۶

ترجمہ۔(اللہ) نے سورج اور چاند کو قابو میں کر رکھا ہے، ہر ایک مقررہ وقت کے لیے چلتا ہے۔

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا ہیں، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بچپن میں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابھی جھولے میں تھے تو جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چاند کی جانب اشارہ فرماتے تو چاند انگلی کے اشارے کی جانب جھک جایا کرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں چاند سے باتیں کرتا اور وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا۔ ۱۱۷

مندرجہ بالا آیات اپنے اندر نہایت بلیغ پیغامات لئے ہوئے ہیں۔اشیاء کائنات میں تفکر کرنے والوں کے لئے ان آیات میں نہایت اہم سائنسی اصول پنہاں، موجود اور مستور ہیں۔

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! اگر روحانی آنکھ سے چاند کو دیکھا جائے تو اس میں

پہاڑ، جھیلیں، تالاب اور ریگستان ہیں، تاہم تالاب اور جھیل کے پانی میں پارے کا عنصر نمایاں اور غالب ہے، جبکہ یہ پانی پارے کی طرح چمکدار ہے، دوسری جانب چاند پر جنات کی آمد ورفت بھی رہتی ہے۔ چاند کی فضاء میں ویلڈنگ کے وقت آنے والی گیس کے جیسی بو موجود ہے، چاند پر چہل قدمی کرتے وقت انسانی جسم کی لطافت اس قدر بڑھ جاتی ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ ہوا میں با آسانی اڑ سکے گا لیکن انسانی جسم لطافت محسوس کرنے کے باوجود ٹھوس حالت میں ہوتا ہے، اگرچہ چاند پر مستقل آبادی نہیں ہے لیکن چاند ایک سیر گاہ ہے جہاں جسم مثالی جاسکتا ہے، تاہم دنیا کا کوئی فرد چاند میں اس وقت تک داخل نہیں ہوسکتا جب تک وہ جسم مثالی سے واقفیت حاصل نا کرلے نا صرف یہ بلکہ ارادے اور اختیار سے جسم مثالی کے ساتھ سفر کرسکتا ہو۔ ۱۱۸؎

چاند اللہ کی ایک نشانی ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کی ایک مخلوق بھی ہے۔ چاند شعور رکھتا ہے، مسلسل گردش کرتا ہے، سانس لیتا ہے، اپنے رب کی حمد وثناء، تسبیحات اور عبادات کرتا ہے یہی نہیں بلکہ سورج کی طرح چاند بھی اپنے جائے سجدہ سے واقف ہے۔ چاند اللہ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے مسلسل بغیر رکے اپنی ذمہ داریاں انجام دے رہا ہے۔ اس دوران نا وہ کبھی غیر حاضر ہوتا ہے اور نہ ہی کبھی تاخیر کرتا ہے۔ وہ الگ بات ہے کہ موسم ابر آلود ہے یا شدید بارش ہو رہی ہو جس ی وجہ سے وہ نظر نہ آئے لیکن وہ آسمان پر موجود ضرور

ہوتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى۔ ۱۱۹

ترجمہ۔ اس نے شمس اور قمر کو ایک کام پر لگا یا ہوا ہے، یہ سب وقت مقررہ پر چلتے رہتے ہیں۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى۔ ۱۲۰

ترجمہ۔ اللہ نے تمھارے فائدے کے لئے چاند اور سورج کو مسخر کیا ہے، جو ہر وقت چلتے رہتے ہیں۔

مذکورہ بالا آیات سے یہ بات ثابت ہوگئی کے چاند افلاک میں اپنے مدار میں ہمہ وقت گردش میں مصروف ہے۔

قمر۔عربی زبان میں ہر مہینے کی تیسری رات سے چھبیسویں رات کے چاند کو قمر کہتے ہیں۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ ۔۱۲۱

ترجمہ۔وہ تم سے نیا چاند نکلنے سے متعلق پوچھتے ہیں۔(ان سے) کہہ دو کہ یہ لوگوں کے حج کے واسطے اوقات ہیں۔

ہلال۔پہلی، دوسری، چھبیس اور ستائیس تاریخ کے چاند کو ہلال کہتے ہیں۔

البدر۔چودھویں کے چاند کو بدر کہتے ہیں۔ ۱۲۲؎ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۔۱۲۳

ترجمہ۔قسم ہے ماہ کامل کی جب وہ مکمل ہو جاتا ہے۔

چاند کی روشنی سے اناج، پھلوں اور سبزیوں میں مٹھاس پیدا ہوتی ہے جبکہ سورج کی روشنی سے فصلیں پکتی ہیں۔

کائنات سے ہمہ وقت روشنیوں کا اخراج ہوتا ہے، یہ روشنیاں اشیاء کائنات لہروں کی شکل میں وصول کرتے ہیں۔

ان ہی لہروں میں پیغامات اور اطلاعات بھی موجود ہوتی ہیں اور ان ہی لہروں کے ذریعے مخلوقات اپنے خیالات کو دوسروں تک منتقل بھی کرتے ہیں۔طبی اور نفسیاتی ماہرین کے مطابق چڑھتے چاند کی تاریخوں بالخصوص (۱۴) تاریخ کو ذہنی اور نفسیاتی مریضوں کے مرض میں اضافہ نوٹ کیا گیا ہے یہی نہیں بلکہ چاند کی (۱۴) تاریخ کو لوٹ مار، قتل و غارت گری، فسادات، خودکشی، پاگل پن میں اضافے اور ڈپریشن میں اضافہ بھی دیکھا گیا ہے۔

اسی طرح سے چاند گرھن اور سورج گرھن کے بھی اثرات انسانوں، جانوروں اور پودوں پر نوٹ کیئے گئے ہیں۔

مندرجہ بالا مثالوں سے ماہرین اس نتیجے پر پہنچے کہ! انسان اور دیگر مخلوقات پر ریڈیائی لہریں اثر انداز ہوتی ہیں اور چونکہ ہر مخلوق بہ شمول انسان کے اندر بھی ریڈیائی حسیات پائی جاتی ہیں

چنانچہ ان لہروں کے اثرات انسانوں پر بھی نظر آتے ہیں۔

واقعہ شق قمر:

چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انۡشَقَّ الۡقَمَرُ۔ ۱۲۴

ترجمہ۔ قیامت قریب آ پہنچی اور چاند شق ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، سورہ قمر مکہ میں نازل ہوئی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اقتربت الساعۃ مکہ میں نازل ہوئی۔ ۱۲۵

چاند کی عبادت:

قدیم دور میں چاند کی بھی عبادت کی جاتی اور چاند سے اپنی حاجت طلب کی جاتی، اس دور کے ماہر نجوم چاند کی چڑھتی اترتی تاریخوں، چودہویں کے چانداور چاند گرھن سے حساب لگا کر اپنے ملک اور بادشاہوں کے لئے سعد اور نحس کا حساب بھی معلوم کیا کرتے۔

اہل بابل جو موجودہ عراق ہے وہاں چاند کے دیوتا ننار کی عبادت کی جاتی، اسی قوم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام بحیثیت پیغمبر مبعوث کئے گئے۔

ننار دیوتا:

قدیم بابل (موجودہ عراق) میں واقع ہر شہر کے دیوی دیوتا الگ تھے چنانچہ ارشہر میں 'رب البلد ننار' (چاند دیوتا) کی عبادت کی جاتی اس اعتبار سے اس شہر کا نام 'قمرینہ' پڑ گیا ارشہر میں 'ننار دیوتا' کا بت سب سے اونچی عمارت پر نصب تھا اس کے قریب ہی ننار دیوتا کی بیوی 'نن گل' کا ایک بڑا معبد بھی موجود تھا قدیم بابل کے شہر ار میں ننار دیوتا کے عظیم الشان معبد کی حیثیت ایک شاندار محل سرا کی تھی جہاں خوبصورت اور آراستہ خوابگاہوں میں نوعمر و نوخیز دوشیزائیں دیوتاؤں کے نام پر وقف تھیں چنانچہ ان خواتین کی حیثیت دیوداسیوں (Religious Prostitutes) کی تھی یہ

تمام خواتین بابلی سماج میں نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتیں کیونکہ یہ اپنے آپ اور اپنی عزتوں کو دیوتاؤں کے نام پر قربان کرتے ہوئے اپنے آپ کو کسی اجنبی کے سپرد کرتیں تاہم یہ قبیح عمل سماج میں ان کے لئے راہ نجات تصور کیا جاتا اگرچہ تمام بابلی خواتین کو زندگی میں کم از کم ایک بار لازمی اس عمل سے گزرنا پڑتا بالفاظ دیگر پجاری اور پروہتوں نے مذہب کی آڑ میں فحاشی اور بدکاری کا دروازہ کھول رکھا تھا۔

قدیم بابل میں ویسے تو موروثی حکمرانی قائم تھی لیکن ان کا سب سے بڑا دیوتا ننار دیوتا یعنی (چاند دیوتا) تھا، جس کی عبادت سرفہرست تھی چنانچہ اس اعتبار سے خودشاہی خاندان کی حاکمیت بھی ننار دیوتا سے ہی ماخوذ تصور کی جاتی اگرچہ قدیم بابل میں اصل بادشاہی اور حاکمیت ننار دیوتا کی ہی تھی لیکن فرمانروائے ملک ننار کی جانب سے حکومت کیا کرتے اس اعتبار سے فرمانروائے وقت کو بھی عوام الناس اپنا معبود ہی تصور کرتے تاہم ان کا ہر فیصلہ ننار کا ہی فیصلہ سمجھا جاتا۔

قدیم بابل (عراق) کے شہر 'ار' کا 'ننار دیوتا' نامی دیوتا محض دیوتا نہیں تھا بلکہ وہ قدیم بابل کا سب سے بڑا زمیندار، تاجر، کارخانے دار، سیاست دان اور حکمران بھی تھا چونکہ بابل شہر میں بکثرت باغات، زرخیز زمینیں، پیداوار، تجارتی ساز وسامان اجناس، غلہ، سونے، چاندی اور مال مویشیوں کی بہتات تھی چنانچہ اہل بابل ان تمام اشیاء کو ننار دیوتا کی خوشنودی کے حصول کے لئے اس کے مندر میں اس کے چرنوں میں انھیں نذر کیا کرتے تاہم ان نذر و نیاز کو وصول کرنے کے لئے بھی پجاریوں اور پروہتوں کا ایک بڑا عملہ اور ان کے ماتحت ہمہ وقت موجود ہوتے اسی طرح سے شہر کے کئی کارخانے ننار دیوتا کے مندر کے ماتحت قائم تھے۔ تجارتی کاروبار بھی بڑے پیمانے پر مندر کی طرف سے ہی ہوتا تاہم ان تمام امور کی انجام دہی اور دیوتا کی نیابت کی اہم ترین ذمہ داری پجاریوں کے ہاتھوں ہی انجام پاتیں۔ ۱۲۶؎

قدیم بابلی (عراقی) سورج، چاند، ستاروں، اجرام فلکی اور دیگر قدرتی چیزوں کی عبادات کیا کرتے وہ اپنے دیوی دیوتاؤں کی خوشنودی کی خاطر ان پر مال وزر، سونا، چاندی، غلہ، اناج، اور شراب کے چڑھاوے چڑھاتے اور اپنی مصیبتوں میں انھیں پکارتے اور ان سے مدد طلب کرتے یہی وجہ تھی کے وہ بیماری، پریشانی، فصل کی خرابی، زمینی آسمانی آفات و بلیات اور دیگر تمام مواقعوں پر

اپنے دیوتاؤں کے حضور اپنی حاجات کو نہایت عاجزی سے پیش کرتے اس کے ساتھ ہی مختلف دیوی دیوتا جن میں محبت کی دیوی 'عشتار' (جو بعد میں وینس کہلائی) اس کی بھی عبادت کی جاتی اور ہر سال اس کے اعزاز میں موسم بہار کے آغاز میں جشن منایا جاتا زمین کے دیوتا مردوک کی شکل (بیل کے جیسی تھی) اس کا بھی سالانہ جشن منایا جاتا جس میں تمام لوگوں کی شرکت ضروری تھی بالکل اسی طرح سے آسمان کا دیوتا آنو جو آسمان سے بارش برساتا اگر وہ غضب ناک ہوکر تیز ہوائیں اور طوفان بپا کرتا تو اہل بابل اس کے آگے جھک کر اپنی خطاؤں کی معافی مانگتے اور اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے چڑھاوے چڑھاتے اور ان چڑھاؤں کو چڑھانے کے دوران مذہبی پروہت کچھ مذہبی اشلوک بھی پڑھا کرتے۔

اہل بابل نے علم نجوم میں بھی کئی کمالات دکھائے جو سینہ بہ سینہ اگلی نسلوں تک منتقل ہوتے گئے بابلی ستاروں کی چال سے انسانوں کی قسمت، ان کی زندگی پر اس کے سعد و نحس اثرات، بحری جہاز اور قافلوں کے راستوں کا تعین کرتے اس کے ساتھ ساتھ وہ ان ستاروں اور سیاروں سے وابستہ دیوی دیوتاؤں کی پوجا بھی کیا کرتے تاہم ان لوگوں نے اپنی عمارتوں کی تعمیر میں ان سات ستاروں اور ان کی شبیہات کو شامل کیا بابلی سورج، چاند اور ستاروں کی نہ صرف عبادات کرتے بلکہ آسمان پر چاند کی گھٹتی بڑھتی شکل سے بھی پیشن گوئیاں اخذ کرتے جیسے کے ابتدائی تاریخوں کے چاند (ہلال) کو بادشاہ کے لئے سعد، دشمنوں پر فتح مندی اور ظفر مندی کی علامت تصور کیا جاتا اسی طرح سے سورج اور چاند گرھن کے انسانی زندگی پر اثرات کو بھی اہمیت حاصل تھی۔ ماہر نجوم اپنی پیشن گوئیوں کے سبب اہل دربار میں شہنشاہوں، امراء اور وزراء کے قریب سمجھے جاتے اور سعد پیشن گوئیوں کے نتیجے میں قیمتی انعامات کے مستحق قرار پاتے یہی نہیں بلکہ اہل بابل نے علم ہئیت میں بھی کافی دسترس حاصل کی اور آسمان اور اس پر موجود ستاروں کی تصویر کشی اور ان سے نتائج اخذ کئے بخت نصر کے دور حکومت میں علم فلکیات نے کافی ترقی کی جبکہ ماہرین ہئیت نے چاند اور سورج کے مدار کا خاکہ ترتیب دیتے ہوئے بارہ بروج کے منطقوں کو بھی ترتیب دیا اور وہ ستاروں اور سیاورں کے فرق سے بھی واقف ہوئے۔

اہل بابل نے چار موسموں کو دریافت کرتے ہوئے ان مہینوں کا تعین کیا اور سال کو بارہ قمری

مہینوں میں تقسیم کیا ان کے حساب کے مطابق سال کے ۳۵۴ دن تھے جنھیں وہ مختلف مہینوں میں شمار کرتے اسی طرح سے انھوں نے ایک مہینے کو چار ہفتوں میں تقسیم کیا ایک منٹ میں ۶۰ سیکنڈز کو بھی ترتیب دیا اس کے علاوہ انھوں نے پانی اور سورج سے چلنے والی گھڑیاں بھی بنائیں۔۱۲۷؎

حضرت ابراہیم علیہ السلام بابلی قوم کی جانب مبعوث کئے گئے، جہاں بت پرستی، سورج پرستی، چاند پرستی اور ستارہ پرستی اپنے عروج پر تھی، اگرچہ آپ جس گھر میں پیدا ہوئے اس گھر میں بت پرستی تو اپنی جگہ لیکن کاروباری حیثیت میں ان کے اہل خانہ بت بنا کر فروخت کیا کرتے، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صالح فطرت اس بت پرستی کو شعوری طور پر مسترد کرتی رہی، وہ اشیاء کائنات کا مطالعہ فرما کر اس نتیجے پر پہنچے کے سورج، چاند ستارے قابل عبادت نہیں بلکہ ان کو تخلیق کرنے والا اصل عبادت کا حق دار ہے۔

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعے، ان کی اولالعزمی، یکسوئی، دینی معاملات میں ان کی مستقل مزاجی اور صبر واستقامت کا بارہا ذکر کیا گیا ہے، کیونکہ اس قدیم نظام جہالت کو انھوں نے چیلنج کیا تھا جس کے نتیجے میں ان کو بطور سزا بھڑکتی ہوئی آگ میں چالیس دن تک ڈال دیا گیا تھا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وَ كَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَىِٕنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَاۤ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ

الۡمُشۡرِكِيۡنَ۔ ۱۲۸

ترجمہ۔ابراہیم کا واقعہ یاد کرو جب اس نے اپنے باپ آذر سے کہا، کیا تو بتوں کو خدا بناتا ہے؟ میں تو تجھے اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں ابراہیم کو ہم اس طرح سے زمین اور آسمان کے نظام سلطنت دکھاتے تھے اور اس لئے دکھاتے تھے کے وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے چنانچہ جب رات اس پر طاری ہوئی تو اس نے ایک ستارہ دیکھا کہا یہ میرا رب ہے مگر جب وہ ڈوب گیا تو وہ بولا کے ڈوب جانے والوں کا تو میں گرویدہ نہیں ہوں پھر جب اسے چاند چمکتا نظر آیا تو اس نے کہا یہ میرا رب ہے مگر جب وہ بھی ڈوب گیا تو اس نے کہا اگر میرے رب نے میری رہنمائی نہ کی ہوتی تو میں بھی گمراہوں میں شامل ہو جاتا پھر جب اس نے سورج کو روشن دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے اور یہ سب سے بڑا بھی ہے مگر جب وہ بھی ڈوب گیا تو ابراہیم پکار اٹھا ائے برادران قوم میں ان سب سے بے زار ہوں جنھیں تم خدا کا شریک ٹھہراتے ہو میں نے تو یکسو ہو کر اپنا رخ اسی ہستی کی جانب موڑ لیا ہے جس نے زمین و آسمانوں کو پیدا فرمایا اور میں ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں پھر اس کی قوم اس سے لڑنے لگی تو اس نے کہا کیا تم لوگ اللہ کے معاملے میں مجھ سے جھگڑتے ہو؟ حالانکہ اس نے مجھے راہ راست دکھائی اور میں تمھارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں سے نہیں ڈرتا۔

درج بالا آیات کے تراجم کے مطالعے سے یہ معلوم ہوا کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جستجوئے حقیقت اور اشیاء کائنات پر گہرے تفکر کے نتیجے میں ستاروں، چاند اور سورج سے ہوتی ہوئی بلا آخر حقیقت مطلق تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئی، قرآن کریم میں اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

قَالَ بَلۡ رَّبُّكُمۡ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ الَّذِىۡ فَطَرَهُنَّ ‌ۖ وَ اَنَا عَلٰى ذٰلِكُمۡ مِّنَ الشّٰهِدِيۡنَ۔ ۱۲۹

ترجمہ۔ابراہیم نے کہا بلکہ تمہارا رب وہی ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا اور میں اس پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَ لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔۱۳۰

ترجمہ۔عقل والوں کے لئے ہم آیات کواسی طرح سے کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ) مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔

۲۔المختار۔عبداللہ بن محمود بن مودود ابن محمود الموصلی مجد الدین ابولفضل الفقیہ الحنفی (متوفی ۶۸۳ھ)۔دار الکتب۔بیروت۔

۳۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۔

۴۔سورہ انشقاق۔آیت۔۲۔

۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۶۔سورہ مریم۔آیت۔۹۰۔

۷۔سورہ مزمل۔آیت۔۱۸۔

۸۔سورہ ملک۔آیت۔۳۔

۹۔سورہ الرحمٰن۔آیت۔۳۷۔

۱۰۔سورہ الحاقہ۔آیت۔۱۶۔

۱۱۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۔

۱۲۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۱۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۱۴۔سورہ انشقاق۔آیت۔۳۔

۱۵۔سورہ انشقاق۔آیت۔۴۔

۱۶۔سورہ انشقاق۔آیت۔۵۔

۱۷۔سورہ الزلزال۔آیت۔۱۔

۱۸۔سورہ الزلزال۔آیت۔۲۔

۱۹۔سورہ انفطار۔آیت۔۴۔

۲۰۔سورہ انشقاق۔آیت۔۳۔

۲۱۔سورہ انشقاق۔آیت۔۴۔
۲۲۔سورہ انفطار۔آیت۔۵۔
۲۳۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۲۴۔سورہ النباء۔آیت۔۴۰۔
۲۵۔ المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دارامعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۲۶۔ المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دارامعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۲۷۔دیباج۔
۲۸۔ المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۲۹۔ سورہ انشقاق۔آیت۔۷۔
۳۰۔سورہ انشقاق۔آیت۔۸۔
۳۱۔ سورہ انشقاق۔آیت۔۹۔
۳۲۔ سورہ انشقاق۔آیت۔۲۵۔
۳۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۵۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۴۔
۳۶۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۴۱۔
۳۷۔سورہ انعام۔آیت۔۹۶۔
۳۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۱۲۔
۳۹۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۹۹۔سورہ المائدہ۔آیت۔۴۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۵۱۔
۴۰۔سورہ النسا۔آیت۔۶۔
۴۱۔سورہ احزاب۔آیت۔۳۹۔
۴۲۔سورہ النسا۔آیت۔۸۶۔
۴۳۔سورہ انفال۔آیت۔۶۴۔
۴۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۷۳۔
۴۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۰۲۔سورہ النور۔آیت۔۳۹۔
۴۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۹۔
۴۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۹۹۔سورہ المائدہ۔آیت۔۴۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۵۱۔
۴۸۔سورہ رعد۔آیت۔۴۱۔

۴۹۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۵۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۵۱۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۲۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۳۔سورہ انشقاق۔آیت۔۸۔
۵۴۔سورہ الرحمٰن۔آیت۔۴۴۔
۵۵۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔
۱۴۱۸ھ۔
۵۶۔المعجم اوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض
۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۵۷۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۱۳۷۔مطبع انتشارات
دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۵۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۵۹۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۶۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۶۱۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۰۔
۶۲۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۱۔
۶۳۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۲۔
۶۴۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۳۔
۶۵۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۴۔
۶۶۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۵۔
۶۷۔سورہ انشقاق۔آیت۔۲۰۔
۶۸۔سورہ انشقاق۔آیت۔۔۲۱۔
۶۹۔سورہ انشقاق۔آیت۔۲۲۔
۷۰۔سورہ انشقاق۔آیت۔۲۳۔
۷۱۔سورہ انشقاق۔آیت۔۲۴۔
۷۲۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۳۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۴۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۵۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۷۶۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۷۷۔الدر المنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۸۔الدر المنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۹۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۸۰۔الدر المنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۱۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۸۲۔الدر المنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۳۔الدر المنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۴۔الدر المنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۵۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۶۔
۸۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۸۷۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۶۔
۸۸۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۷۔
۸۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۹۰۔القرآن۔
۹۱۔سورہ یونس۔آیت۔۶۷۔
۹۲۔سورہ فرقان۔آیت۔۴۷۔
۹۳۔سورہ القصص۔آیت۔۷۳۔
۹۴۔القرآن۔
۹۵۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ) مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۹۶۔روحانی نماز۔ خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۹۷۔بڑے بچوں کے لئے۔ خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۹۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۹۹۔بحارالانوار۔ج۔۶۔ص۔۵۵۔
۱۰۰۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۸۔
۱۰۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۳۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۸۔

۱۰۴۔سورہ الرحمن۔آیت۔۵۔
۱۰۵۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۳۳۔
۱۰۶۔سورہ یونس۔آیت۔۵۔
۱۰۷۔سورہ الفرقان۔آیت۔۶۱۔
۱۰۸۔سورہ نوح۔آیت۔۱۶۔
۱۰۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۹۔
۱۱۰۔سورہ انعام۔آیت۔۹۶۔
۱۱۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۴۔
۱۱۲۔سورہ رعد۔آیت۔۲۔
۱۱۳۔سورہ زمر۔آیت۔۵۔
۱۱۴۔سورہ قمر۔آیت۔۱۔
۱۱۵۔سورہ یٰسین۔آیت۔۴۰۔
۱۱۶۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۳۔
۱۱۷۔محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۲۔ص۔۲۲۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۱۸۔صدائے جرس۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۸۸۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۱۹۔سورہ رعد۔آیت۔۲۔
۱۲۰۔سورہ زمر۔آیت۔۵۔
۱۲۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۹۔
۱۲۲۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ھ۔
۱۲۳۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۸۔
۱۲۴۔سورہ قمر۔آیت۔۱۔
۱۲۵۔ دلائل النبوۃ ۔ امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۱۲۶۔عہد قدیم مشرق و مغرب۔سید سراج الاسلام۔انٹرنیشنل پریس۔کراچی۔۱۹۵۹ء۔
۱۲۷۔عہد قدیم مشرق و مغرب۔سید سراج الاسلام۔انٹرنیشنل پریس۔کراچی۔۱۹۵۹ء۔
۱۲۸۔سورہ انعام۔آیت۔۷۴۔۷۹۔
۱۲۹۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۵۲۔
۱۳۰۔سورہ ص۔آیت۔۲۹۔

۸۵۔سورہ البروج (ستارے)

نام:

البروج۔عربی زبان کا لفظ ہے، یہ جمع کا صیغہ ہے،اس کے معانی ستاروں کی منزل ہے۔

شان نزول:

سورہ البروج مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۲۲ ہے جبکہ اس میں صرف ایک رکوع ہے

مضامین:

۱۔کفار کے انجام کا بیان۔
۲۔اہل ایمان کے لئے جنت کی بشارت۔
۳۔اللہ کی ذات وصفات کا بیان۔
۴۔اللہ نے اس سورہ میں کئی قسمیں اٹھائی ہیں۔
۵۔اصحاب اخدود کا ذکر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیانی عرصے میں نجران یمن کے شمال میں ایک واقعہ پیش آیا جس میں خندق میں آگ لگا کر اہل ایمان کو اس میں ڈال کر جلا دیا گیا۔ ا؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا! عشاء کی نماز میں ان سورتوں کی تلاوت کی جائے جس کی ابتداء میں والسماء کا ذکر ہو۔ ۲؎

قسم ہے ستاروں بھرے آسمان کی/قسم ہے یوم موعود (قیامت) کی/قسم ہے دیکھے اور دیکھی جانے والی چیز کی:

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر اشیاء کائنات کی قسم کھائی ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الۡبُرُوۡجِ۔ ۳

ترجمہ۔قسم ہے برجوں والے آسمان کی۔

وَ الۡیَوۡمِ الۡمَوۡعُوۡدِ۔ ۴

ترجمہ۔قسم ہے یوم موعود (قیامت) کی۔

وَ شَاہِدٍ وَّ مَشۡہُوۡدٍ۔ ۵

ترجمہ۔قسم ہے دیکھنے والے کی اور قسم ہے دیکھی جانے والی چیز کی۔

برج۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ب۔ج۔ج) سے مشتق ہے۔

برج۔کی جمع بروج ہیں۔

عربی زبان میں محل کے اطراف محل کی حفاظت کے غرض سے بنائی گئی، فصیل، شہر پناہ، قلعہ کی اونچی دیوار اور کوٹھیوں کو بھی برج کہا جاتا ہے۔

البرج۔عربی زبان میں خوبصورت اور حسین چہرے والے کو بھی کہتے ہیں۔

البرج۔عربی زبان میں کشادہ اور خوبصورت آنکھوں کو بھی کہتے ہیں۔

لسان العرب میں لکھا ہے کے دونوں ابرؤوں کے درمیان فاصلے کو بھی برج کہا جاتا ہے۔۶

قدیم ماہرین فلکیات نے آسمان پر بارہ بروج کو نا صرف تسلیم کیا ہے بلکہ اس پر زور بھی دیا ہے۔

بابلیوں کے یہاں فن تعمیر دوسروں کے مقابلے میں تھوڑا مختلف تھا کیونکہ بابل کے یہاں پتھر با آسانی دستیاب نہ تھا ان کی تعمیرات میں پکی ہوئی اینٹوں کا استعمال ہوتا جسے وہ اپنے محلات، منادر، گزرگاہوں، باغات اور راہداریوں میں کرتے تاہم ان کی تعمیر کا ایک اعزاز یہ بھی ہے کے وہ

کئی منزلہ عمارتیں بناتے جو کافی بلند و بالا اور اونچی ہوتیں جس میں چکر دار زینے ہوتے جبکہ کئی عمارتوں کی چھتیں مخروطی بھی ہوا کرتیں اسی طرح سے اوپری منزل پر عام طور پر بت نصب کیا جاتا جبکہ سات منزلہ عمارات کو تعمیر کرنے کے پیچھے سات ستاروں کی مشابہت کو اختیار کرنا تھا کیونکہ بابل میں ان مقدس ستاروں اور سیاروں کی پوجا کی جاتی اس اعتبار سے سات منزلہ عمارت جو کے ستاروں اور سیاروں سے عقیدت کے نتیجے میں بنائی جاتی اس کی پہلی منزل زحل کے نام پر بنائی جاتی جس کا رنگ اسی مناسبت سے سیاہ رکھا جاتا، دوسری منزل زہرہ کو ظاہر کرتی جس کا رنگ سفید ہوتا، تیسری منزل عطارد، مریخ، مشتری، سورج اور چاند کو ظاہر کرتیں اور اسی مناسبت سے ان کے رنگ بھی مخصوص ہوا کرتے گھروں میں عام طور پر چیزوں کو رکھنے کے لئے طاق تھے جبکہ منادر کے باہر چبوترے بھی بنائے جاتے۔ مکانوں کی چھتوں کے لئے بانس اور چٹائیوں کا استعمال کیا جاتا جبکہ اوپر سے مٹی کو اچھی طرح سے لیپ دیا جاتا تاہم ستون کے لئے کھجور کے تنے استعمال کئے جاتے ان کے مکانوں میں کھڑکیوں کو رواج نہ تھا۔۔ ۷؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، البروج سے مراد آسمان میں موجود محلات ہیں۔ ۸؎

عبد بن حمید وابن المنذر نے ابو صالحؒ سے روایت کرتے ہیں، ذات البروج سے مراد آسمان پر موجود بڑے بڑے ستارے ہیں۔ ۹؎

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس آیت وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ۔ ۱۰؎

کے بارے میں فرمایا! اس سے مراد ستارے ہیں یعنی قسم ہے آسمان کی جو ستاروں والا ہے۔

آیت تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا۔ ۱۱؎

ترجمہ۔ وہ ذات عالی شان ہے جس نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے بنائے اور ان میں ایک روشن چراغ یعنی چاند بنایا۔

آیت اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ۔ ۱۲؎

ترجمہ۔ تم جہاں بھی ہو تم کو موت پکڑ لے گی، اگرچہ تم مضبوط قلعوں کے اندر رہو۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت **تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا** سے مراد بارہ برج ہیں۔

۱۔حمل۔ ۲۔ثور۔ ۳۔جوزا۔ ۴۔سرطان۔ ۵۔اسد۔ ۶۔سنبلہ۔ ۷۔میزان۔

۸۔عقرب۔ ۹۔قوس۔ ۱۰۔جدی۔ ۱۱۔ادلو۔ ۱۲۔حوت ہے۔ ۱۳؎

قتادہؒ نے آیت **تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا**۔ کے بارے میں لکھا ہے کے اس سے مراد وہ محلات ہیں جو آسمان کے دروازوں پر ہیں جن میں چوکیدار بھی ہیں۔ ۱۴؎

یحییٰ بن رافعؒ بیان کرتے ہیں، آیت **جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا** سے مراد آسمان میں موجود محلات ہیں۔ ۱۵؎

مجاہدؒ اس آیت **جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا** کے بارے میں فرماتے ہیں کے اس سے مراد ستارے ہیں۔ ۱۶؎

عکرمہؒ اس آیت **جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا** کے بارے میں لکھتے ہیں کے اس سے مراد ستارے ہیں، عکرمہؒ مزید کہتے ہیں کے آسمان والے دنیا کی مساجد کے نور کو دیکھتے ہیں جیسے دنیا والے آسمان کے ستاروں کو دیکھتے ہیں۔ ۱۷؎

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت **جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا** سے مراد سورج ہے۔ ۱۸؎

قتادہؒ آیت **وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ**۔

ترجمہ۔قسم ہے برجوں والے آسمان کی۔ سے مراد ستارے ہیں۔

آیت **وَ الْیَوْمِ الْمَوْعُوْدِ**۔ترجمہ۔قسم ہے یوم موعود (قیامت) کی۔ سے مراد روز قیامت ہے

آیت **وَ شَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ**۔ترجمہ۔قسم ہے دیکھنے والے کی اور قسم ہے دیکھی جانے والی چیز کی۔ سے مراد دو عظیم دن ہیں۔

۱۔قیامت کا دن ہے۔ ۲۔عرفہ کا دن ہے۔ ۱۹؎

عبد بن حمید وابن المنذر نے حسنؒ بیان کرتے ہیں، **وَ شَاهِدٍ** سے مراد جمعہ کا دن جبکہ **و مَشْهُوْد** سے مراد روز قیامت ہے۔ ۲۰؎

حضرت ابوہریرہؓ نے مرفوع حدیث میں روایت کیا ہے کے آیت وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ۔ سے مراد عرفہ کا دن، جمعہ کا دن جبکہ وَمَشْهُوْدٍ سے مراد الیوم الموعود یعنی روز قیامت ہے۔ ۲۱؎

حضرت سعید بن المسیبؒ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سب دونوں کا سردار جمعہ کا دن ہے۔ ۲۲؎

حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجو کیونکہ وہ یوم وَمَشْهُوْدٍ ہے، جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ ۲۳؎

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ۔ ۲۴؎

ترجمہ۔ تم جہاں بھی ہو تم کو موت پکڑ لے گی، اگرچہ تم مضبوط قلعوں کے اندر ہو۔ سے مراد مضبوط محلات ہیں۔ ۲۵؎

عکرمہؒ بیان کرتے ہیں، آیت اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ۔ ۲۶؎

ترجمہ۔ تم جہاں بھی ہو تم کو موت پکڑ لے گی، اگرچہ تم مضبوط قلعوں کے اندر ہو۔ سے مراد ایسے محلات ہیں جن پر پلستر کیا گیا ہو۔ ۲۷؎

سدیؒ بیان کرتے ہیں، آیت اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ۔

ترجمہ۔ تم جہاں بھی ہو تم کو موت پکڑ لے گی، اگرچہ تم مضبوط قلعوں کے اندر ہو۔ سے مراد آسمان دنیا میں بنائے گئے سفید محلات ہیں۔ ۲۸؎

ابوالعالیہؒ بیان کرتے ہیں، آیت اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ۔

ترجمہ۔ تم جہاں بھی ہو تم کو موت پکڑ لے گی، اگرچہ تم مضبوط قلعوں کے اندر ہو۔ سے مراد آسمان میں موجود محلات ہیں۔ ۲۹؎

اصحاب الاخدود/خندق والے/کنویں والے:

اصحاب الاخدود کو خندق یا کنویں والا بھی کہا جاتا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ۔٣٠

ترجمہ۔اصحاب لاخدود قتل کردئے گئے۔

النَّارِ ذَاتِ الۡوَقُوۡدِ۔٣١

ترجمہ۔جس میں آگ تھی بہت ایندھن والی۔

اِذۡ هُمۡ عَلَيۡهَا قُعُوۡد۔٣٢

ترجمہ۔جب وہ اس کے کنارے پر تھے۔

وَّ هُمۡ عَلٰى مَا يَفۡعَلُوۡنَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ شُهُوۡد۔٣٣

ترجمہ۔جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کررہے تھے وہ اس کو دیکھ رہے تھے۔

وَمَا نَقَمُوۡا مِنۡهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ يُّؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَمِيۡدِ۔٣٤

ترجمہ۔ان کافروں نے ان مسلمانوں میں کوئی عیب نہیں پایا بجز اس کے وہ اللہ پر ایمان لائے،جو زبردست اور لائق تعریف ہے۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ فَتَنُوا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ ثُمَّ لَمۡ يَتُوۡبُوۡا فَلَهُمۡ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمۡ عَذَابُ الۡحَرِيۡقِ۔٣٥

ترجمہ۔بے شک جن لوگوں نے مومنین کو تکلیف پہنچائی پھر توبہ نہ کی تو ان کے لیے عذاب جہنم اور جلنے کا عذاب ہے۔

اصحاب الاخدود کا ذکر:

امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؑ اس آیت قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ کے بارے میں کہتے ہیں کے اصحاب الاخدود حبشہ کے رہنے والے تھے۔٣٦

امیر المومنین حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ بیان کرتے ہیں،اصحاب الاخدود گھاٹی والوں کے نبی حبشی

تھے۔ ۳۷

عکرمہؒ بیان کرتے ہیں، قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ سے مراد اصحاب الاخدود نبطی تھے۔ ۳۸

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں آیت قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ سے مراد بنی اسرائیل کے لوگ ہیں، جنہوں نے زمین میں خندقیں کھودیں، پھر ان میں آگ جلائی، پھر ان خندقوں پر مردوں اور عورتوں کو کھڑا کر کے انھیں آگ میں دھکیل دیا۔ ۳۹

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ سے مراد نجران میں موجود دو خندقیں ہیں جن میں وہ لوگوں کو عذاب دیتے تھے۔ ۴۰

ابن عسا کر نے عبدالرحمن بن نقیرؒ سے روایت کیا ہے کے یہ خندقیں تبع کے زمانہ میں تھیں۔ ۴۱

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، آیت قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ سے مراد وہ قوم جو زمین میں خندق کھود کر ان میں آگ جلاتی تھی، پھر مسلمانوں سے کہا جاتا کے وہ اللہ کا انکار کرتے ہوئے ہمارے دین کا اتباع کریں ورنہ انھیں آگ میں جھونک دیا جاتا۔ ۴۲

اصحاب الراس:

الرس کے دو معنی ہیں۔

ا۔ زمین کا کوئی بھی گڑھا خواہ وہ قبر کا یا کنویں کا گڑھا ہی کیوں نہ ہو اس کو الرس کہا جاتا ہے۔

۲۔ وہ کنواں جس کو کسی چیز سے ڈھانکا نہ گیا ہو اور نہ ہی اس کے گرد منڈیر بنائی گئی ہو ایسا اندھا کنواں کے جس میں لوگوں کے گرنے کا اندیشہ ہو اس کو بھی الرس کہا جاتا ہے۔ اصحاب الرس سے متعلق چار اقوال ہیں۔

ا۔ ضحاک نے کہا یہ وہ کنواں ہے جس میں صاحب یٰسین کو قتل کر کے ڈال دیا گیا تھا۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا، یہ آذربائی جان کے لوگوں کا کنواں ہے۔

۳۔ قتادہ اور زہیر نے کہا اس سے مراد اہل یمامہ ہیں کیونکہ انھوں نے بہت سے کنویں بنائے تھے۔

۴۔ اس سے مراد اصحاب الخذود ہیں۔ ۴۳

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اس سے پہلے نوح کی قوم نے اور اندھے کنویں والوں نے اور ثمود نے جھٹلایا تھا۔ ۴۴؎

اسی طرح سے ہم نے عاد، ثمود، اصحاب الراس اور بیچ کی صدیوں کے بہت سے لوگوں کو تباہ کیا۔ ۴۵؎

الرس سے مراد عرب کے دو شہر یعنی نجد اور شمالی حجاز سے بھی لئے گئے ہیں جبکہ اھل الرس کی اصطلاح ان لوگوں کے لئے استعمال کی گئی ہے جو کے خود ہی جھوٹ گھڑنے کے بعد اس کی تشہیر کرتے ہوں دراصل 'رس' بین القوم سے ماخوذ ہے جس کے معنی فساد اور عداوت کے پھیلانے سے ہے لہٰذا معنوی اعتبار سے اصحاب الراس سے مراد ایسی قوم جو کے غلط باتیں وضع کر کے لوگوں میں پھوٹ ڈلوائے۔ ۴۶؎

عبد بن حمید نے حسنؓ سے روایت کیا ہے کے ایک ظالم اور جابر حکمران تھا، جس نے زمین میں خندقیں کھدوا کر ان میں آگ جلائی اور مومنین کو اس آگ میں دھکیل دیا، لیکن جو ان کی کفر پر تابعداری کرتا وہ اس کو چھوڑ دیتے، یہاں تک وہ ایک مومنہ عورت کے پاس آیئے جس کی گود میں ایک شیر خوار بچہ تھا، اس عورت نے آگ میں کودنے میں تاخیر کی، تو اس کے شیر خوار بچے نے اپنی ماں سے کہا! اے میری ماں! آگ میں بلا تاخیر کود جا، چنانچہ وہ آگ میں کود گئی۔ اللہ کی قسم! یہ آگ کا فقط ایک نقطہ تھا، اہل ایمان فوراً اللہ کی رحمت کی طرف پہنچا دیئے گئے۔ حسنؓ نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں جب بھی اصحب الاخدود کا ذکر کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ سے آزمائش کی مشقت سے پناہ مانگتا ہوں۔ ۴۷؎

امیر المومنین حضرت علیؑ بن ابی طالب کے پاس نجران کا ایک عالم آیا، اور اصحاب الاخدود سے متعلق ایک واقعہ آپؑ کے سامنے بیان کرنے لگا، تو آپؑ نے فرمایا! میں تم سے زیادہ ان کے بارے میں جانتا ہوں، حبشہ میں اللہ نے ایک نبی کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، پھر حضرت علیؑ بن ابی طالب نے یہ آیت تلاوت فرمائی،

وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلًا مِّنۡ قَبۡلِكَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ قَصَصۡنَا عَلَيۡكَ وَ

مِنۡهُمۡ مَّنۡ لَّمۡ نَقۡصُصۡ عَلَيۡكَ وَ مَا كَانَ لِرَسُوۡلٍ اَنۡ يَّاۡتِىَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ‌ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمۡرُ اللّٰهِ قُضِىَ بِالۡحَـقِّ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ۔ ۴۸

ترجمہ۔ بے شک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے رسول بھیجے، جن میں سے بعض کا تذکرہ ہم نے آپ سے بیان کر دیا، اور ان میں بعض ایسے ہیں جن کا تذکرہ ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا۔

پس اس نبی نے اپنی قوم کو دین حق کی جانب بلایا تو لوگوں نے ان کے ساتھ جنگ کی، ان کے کئی صحابیوں کو قتل کر دیا، اور اللہ کے نبی کو پکڑ کر باندھ دیا، پھر زمین میں خندقیں کھود کر اس میں آگ بھڑکا دی اور اہل ایمان کو اس آگ میں دھکیلنا شروع کر دیا، اس آگ سے صرف وہی لوگ بچ سکے جنھوں نے اسلام چھوڑ کر کافرین کی تابعداری شروع کر دی، تاہم آخر میں ایک عورت اپنے شیر خوار بچے کے ساتھ آئی وہ گھبرائی ہوئی تھی لیکن اس کے شیر خوار بچے نے اپنی ماں سے کہا! اے میری ماں! تو اس آگ میں بلاخطر کود جا، بچے کی بات کو سن کر ماں اس آگ میں کود گئی۔ ۴۹ ے

امیر المومنین حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا!

وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلًا مِّنۡ قَبۡلِكَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ قَصَصۡنَا عَلَيۡكَ وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ لَّمۡ نَقۡصُصۡ عَلَيۡكَ وَ مَا كَانَ لِرَسُوۡلٍ اَنۡ يَّاۡتِىَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ‌ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمۡرُ اللّٰهِ قُضِىَ بِالۡحَـقِّ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ۔ ۵۰

ترجمہ۔ بے شک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے رسول بھیجے، جن میں سے بعض کا تذکرہ ہم نے آپ سے بیان کر دیا، اور ان میں بعض ایسے ہیں جن کا تذکرہ ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ایک حبشی بندے کو بھی نبی بنایا، اس نبی کا تعلق ان پیغمبروں میں ہے، جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں فرمایا۔ ۵۱ ے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡكَبِيۡرُ۔ ۵۲

ترجمہ۔ بے شک جو مومنین ہیں، اور جنھوں نے نیک اعمال کیے، ان کے لیے جنت کے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہیں، اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

صفاتِ الٰہیہ کا ذکر:

البدیع۔(بے نمونہ عالم کو بنانے والا)۔ The Incomparable

اللہ تعالیٰ نے بے نمونہ عالمین کو پیدا فرمایا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّهٗ هُوَ يُبۡدِئُ وَيُعِيۡدُ۔ ۵۳

ترجمہ۔ بے شک وہ پہلی بار پیدا فرماتا ہے، اور دوبارہ بھی پیدا فرمائے گا۔

بَدِيۡعُ ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ب۔د۔ع) سے مشتق ہے۔

البدع۔ کے معنی وہ کام جو پہلے پہل ہوا ہو اور اس سے قبل اس کی کوئی مثال موجود نہ ہو۔ ۵۴

بَدِيۡعُ ۔ سے مراد وہ نئی رسی جسے پہلی بار نئے ریشے سے بٹا گیا ہو۔

رکی بدیعۃ۔ سے مراد نیا کھودا ہوا کنواں۔ ۵۵

نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں، جن الفاظ میں باء کے ساتھ دال آئے ان میں ابتداء اور ظہور کا مفہوم مضمر ہوتا ہے۔

الابدع۔ کے معنی کسی چیز کو بغیر کسی تقلید کے از خود پیدا کرنا۔ ۵۶

جب یہ لفظ خدا کے لئے بولا جائے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کے کسی چیز کو بغیر آلہ، بغیر مادہ اور بغیر زمان و مکان کے ایجاد اور پیدا کرنا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

بَدِيۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ۔ ۵۷

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو فرماتا ہے کن (ہو جا) تو وہ ہو جاتا ہے، اس کے معنی Originator کے ہیں

اسم البدیع کا نظام کائنات میں کردار:

اسم بَدِیۡعُ کی نفوذ پذیری کل اشیاء کائنات میں ہر جگہ پر نظر آتی ہے اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو عدم سے وجود یا اس کے ساتھ اس کو مخصوص شکل وصورت، عادت ومزاج اور اس کی تقدیر بھی اسے دیتا ہم اس سے قبل وہ شے کوئی شکل وصورت نہ رکھتی تھی لیکن وہ اللہ کے علم وارادے میں موجود تھی پھر جب اللہ نے 'کن' فرمایا تو وہ شے اسی طرح سے وجود میں آ گئی جس طرح سے اللہ تعالیٰ چاہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا اسم صفاتی البدیع اپنی مکمل شکل وصورت میں موجود ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کو بھی اس صفت کا کچھ جزوی حصہ عطا فرمایا ہے یعنی انسان بھی نت نئی اشیاء کو دریافت اور ایجاد کرتا ہے اور ایسا صرف اسی وجہ سے ہوتا ہے کے انسان کے اندر بھی یہ اسم صفاتی کسی نہ کسی حیثیت میں موجود ہوتے ہیں۔ اسی حوالے سے روحانی اسکالر جناب خواجہ شمس الدین عظیمی یہ فرماتے ہیں!

تمام مخلوقات کے اسماء اعظم انسان کے اندر کام کرتے ہیں۔اسی کے وضاحت میں لکھتے ہیں!

ہر انسان کے اندر دو حواس کام کرتے ہیں ایک دن کے اور دوسرے رات کے تاہم ان دونوں حواس کی کیفیات کو جمع کرنے پر ان کی تعداد گیارہ ہزار ہو جاتی ہیں ان گیارہ ہزار کیفیات پر ایک اسم اعظم غالب رہتا ہے بالفاظ دیگر اس کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کے زندگی میں جو اللہ کے اسماء کام کرر ہے ہیں ان کی تعداد گیارہ ہزار ہے اور ان گیارہ ہزار اسماء کو جو اسم کنٹرول رر ہا ہے وہ اسم اعظم کہلاتا ہے ان گیارہ ہزار اسماء میں سے دن میں ساڑھے پانچ ہزار اور رات میں بھی تقریباً ساڑھے پانچ ہزار اسماء کام کرتے ہیں۔

انسان اشرف المخلوق ہے لہٰذا اس کے اندر کام کرنے والا ہر اسم کسی دوسری نوع کے لیئے نئے اسم اعظم کی حیثیت رکھتا ہے یہی وہ اسماء ہیں جن کا علم اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سیکھایا تکوین یا اللہ تعالیٰ کی ایڈمنسٹریشن کو چلانے والے حضرات اپنے عہدوں کے مطابق ان اسماء کا علم رکھتے ہیں۔۵۸ے

اس کل کائنات اور اس میں بسنے والی ہر مخلوق کو اللہ کی ذات بابرکت ہی عدم سے وجود میں لائی ہے

تاہم انسانی سطح پر تحقیق اور کسی بھی تخلیقی کام میں پہلی ایجاد کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہوتی ہے کیونکہ پہلی ایجاد ہوگی تو اس کو دیکھ کر دوسری ایجادات وجود میں آتی ہیں مثلاً حضرت ادریس علیہ السلام کو اللہ نے کئی علوم وفنون تفویض فرمائے جن میں سے ایک کپڑے کو کاٹنے اور سینے کا فن بھی تھا انھوں نے اللہ کے حکم سے اپنی قوم کو کپڑے کو کاٹنا اور سینا سیکھایا یعنی اس اعتبار سے پہلی ایجاد کو بے حد اہمیت حاصل ہے کیونکہ اس پہلے لباس کی ایجاد کے بعد لوگوں نے دوسرے کئی لباس سیئے اور آج اتنے ہزار سال گزرنے کے بعد بھی ٹیکسٹائل ڈیزائننگ اور فیشن انڈسٹری جس مقام پر ہے وہ اسی پہلے لباس کی ایجاد کے بعد بتدریج ترقی کرتے کرتے اس مقام تک پہنچی۔ آج دنیا بھر میں کئی ممالک، خطے اور اقوام آباد ہیں جو اپنی ثقافت، موسم، رسم ورواج اور فیشن کو مدنظر رکھتے ہوئے لباس کو نت نئے انداز سے ڈیزائن کرواتے اور پہنتے ہیں۔

اسی طرح سے جب گراہم بیل نے پہلا ٹیلی فون ایجاد یا تو اس ٹیلی فون کا سائز بھی بہت بڑا تھا اور اس کی رینج میں صرف برابر والا کمرہ تھا جہاں اس فون کی آواز سنی جاسکتی تھی لیکن اس پہلی ایجاد کے بعد کئی اقسام کے فون مارکیٹ میں آئے جن کی رینج بھی زیادہ تھی لیکن موجودہ دور میں وہی فون ترقی کے مراحل طے کرتے ہوا، سلم اور اسمارٹ فون بن گیا تاہم اس کی رینج بھی دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک جا پہنچی۔

ارشادات خداوندی:

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔ ۵۹

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو فرماتا ہے کے کن (ہوجا) تو وہ ہوجاتا ہے۔

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ وَ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ۔

ترجمہ۔ وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اس کی اولاد کہاں سے ہو جب کہ اس کی بیوی ہی نہیں۔ ۶۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے سے ۵۰۰۰۰ سال پہلے مخلوقات کی تقدیریں لکھیں اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا۔ ۶۱؎

حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا اور اس سے کہا کے لکھ! تو اس نے پوچھا کیا لکھوں؟ تو اللہ نے فرمایا! تقدیر لکھ تو اس نے لکھ دیا جو کچھ ہونے والا ہے۔ ۶۲؎

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالی نے زمین کو بنانے سے ۲۰۰۰ سال قبل بیت اللہ کو بنایا تھا اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا۔

امیر المومنین حضرت علیؓ ابن ابی طالب کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا! تمام حمد وثناء اس خالق و مالک کے لئے ہے جس نے مخلوقات کو ایجاد کیا بغیر اس کے کوئی مثال اپنے سامنے رکھتا اور بغیر اس کے اپنے سے پہلے کسی اور خالق ومعبود کی بنائی ہوئی چیزوں کا چربہ اتارتا اس نے اپنی قدرت کی بادشاہت اور ان عجیب چیزوں کے واسطہ سے جن میں اس کی حکمت و دانائی کے آثار (منہ سے) بول رہے ہیں۔ ۶۳؎

المعید۔ (دوبارہ پیدا کرنے والا)۔ The Restorer

اللہ تعالی کی ایک صفت المعید ہے، جس کے معنی دوبارہ پیدا کرنے کے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَ يُعِيْدُ۔ ۶۴

ترجمہ۔ بے شک وہ پہلی بار پیدا فرماتا ہے، اور دوبارہ بھی پیدا فرمائے گا۔

المعید۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ع۔و۔د) سے مشتق ہے۔

المعید۔ کے معانی لوٹنا یا لوٹانا کے ہیں۔ ۶۵؎

المعید۔ کے معنی دوبارہ لوٹانا۔٦٦؎

اللہ کے لئے انسان کو دوبارہ پیدا کرنا کچھ مشکل نہیں یہ بات اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں وضاحت اور تواتر کے ساتھ کئی بار بیان کر چکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ میں دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی آیات کفار مکہ کے سامنے تلاوت کرتے اور انھیں یہ بتاتے کے یہ دنیا عارضی ٹھکانہ ہے اور روز آخرت تمام لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے اور حساب و کتاب کے بعد داخل جنت یا جہنم کئے جائیں گے اس پر کفار مکہ نے یہ کہا کہ! بھلا ہم دوبارہ کیسے اٹھائے جائیں گے؟ جبکہ ہمارے باپ دادا تو مٹی ہو چکے اور اب وہ دوبارہ کیسے زندہ کئے جائیں گے؟ کفار کے انھی سوالات کے جواب میں کئی آیات کا نزول ہوا جو کے درج ذیل ہیں۔

اسم المعید کا نظام کائنات میں کردار:

انسان کی موت چاہے کسی بھی طرح سے واقع ہو چاہے اس کا جسم زمین کھا جائے یا وہ سمندر میں ڈوب کر مچھلیوں کی غذا بن جائے یا خونخوار جانور اس کو چیر پھاڑ کر کھا جائیں یا وہ جل کر راکھ بن جائے یا کسی بم بلاسٹ میں اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اس کے جسم کے اعضاء متعدد قبروں میں دفن ہو جائیں الغرض انسان کا جسم مٹی ہو جائے، لوہا ہو جائے یا پتھر اللہ تعالیٰ کے لئے اسے روز محشر دوبارہ زندہ کرنا کچھ مشکل نہیں۔

روز محشر اسم المعید کی تجلیات:

یہ اللہ کی شان کریمی ہے کے وہ جس چیز کا چاہے اعادہ کر لے تاہم کائنات میں جب بھی کہیں اعادہ کرنے کی صورت حال پیدا ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کے اللہ کی صفت المعید اس جگہ پر نفوذ پذیر ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

عَلٰٓى اَنۡ نُّبَدِّلَ اَمۡثَالَـكُمۡ وَنُنۡشِئَكُمۡ فِىۡ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ۔٦٧

ترجمہ۔ ہم اس بات سے عاجز نہیں کہ تمھیں تمھاری مثل سے بدل دیں اور تمھیں اس جہان میں پیدا کریں جسے تم نہیں جانتے۔

یہ کیفیت روز قیامت میں مردہ انسانی اجسام کے ساتھ تو ہوگی لیکن جنت میں جانے سے قبل بھی اسم المعید تمام انسانوں پر نفوذ پذیر ہوگا اور جنت میں جانے والے تمام انسان نوجوان اور خوبصورت ہوجائیں گے اس ضمن میں سب سے اہم بات تو یہ ہے کے جنت میں مرد و عورت کو بہترین جوانی کے ایام دئے جائیں گے پھر وہاں سب مرد و عورت کے جوڑے ہوں گے استثنائی حالات کے لئے استثنائی ضابطے ہوں گے مثلاً اگر کسی جنتی خاتون کے دنیا میں ایک سے زائد شوہر ہوں گے تو اسے جنت میں یہ اختیار دیا جائے گا کہ وہ جس شوہر کے ساتھ چاہے رہ سکتی ہے جنت میں رہنے والے کا جوڑا اس کے لئے کائنات کا سب سے زیادہ حسین ترین جوڑا ہوگا جس سے اس کو مکمل لطف و اطمینان میسر ہوگا اور وہ کبھی بھی اپنے جوڑے سے اکتاہٹ محسوس نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی دوسرے جوڑے کے لئے رشک و حسد محسوس کریں گے ہر جوڑے کی ہر ملاقات ایسی ہوگی جیسے دو کنوارے افراد پہلی مرتبہ آپس میں ملتے ہوں لفظ حور احوار کی جمع ہے جس کے لغوی معنی ایسی حسین و جمیل خاتون جس کی ترکیب مثالی حد تک متوازن ہو قرآن میں یہ لفظ دو معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

ا۔ایک تو اس معنی میں کے ہر جنتی عورت کو حور کی تمام صفات دی جائیں گی اور وہ نسوانی حسن جمال شرم و حیاء اور کشش کا مرقع ہوگی۔

۲۔پھر جنت میں اہل ایمان مردوں کے ساتھ ان کے جوڑے بنا دئے جائیں گے۔اس حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

هُمْ وَ اَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ۔ ٦٨

ترجمہ۔جنتی مرد اور ان کی بیویاں (جنت میں) گھنے سایوں میں ہوں گے اور مسندوں پر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے۔

وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْن۔ ٦٩

ترجمہ۔ان کے پاس نگاہیں بچانے والی ،خوبصورت آنکھوں والی (عورتیں ہوں گی گویا کہ شتر مرغ کے محفوظ انڈے)۔

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَاب۔۷۰

ترجمہ۔ان کے پاس شرمیلی کم سن بیویاں ہوں گی۔

كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ۔۷۱

ترجمہ۔ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا نکاح کر دیں گے۔

فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ۔۷۲

ترجمہ۔جنت کی ان نعمتوں کے درمیان شرمیلی نگاہوں والیاں ہوں گی جنھیں ان جنتوں سے پہلے نا توکسی انسان نے اور نہ ہی کسی جن نے چھوا ہوگا یعنی (ان خواتین کو نئے سرے سے کنوارا پیدا کیا جائے گا)۔

حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔۷۳

ترجمہ۔خیموں میں ٹہرائی ہوئی حوریں اورتم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

وَحُوْرٌ عِيْنٌ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ۔۷۴

ترجمہ۔ان کے لئے خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی ایسی خوبصورت جیسے چھپا کر رکھے گئے موتی۔

حضرت ام سلمیٰ ؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کے حُوْرٌ عِيْنٌ۔۷۵

بڑی آنکھوں والی حُوْر سے متعلق بتائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حُوْر کے معنی ہیں سفید اور عِیْن کے معنی ہیں موٹی آنکھوں والی یعنی ان کی پلکیں گرگس کے پر کی مانند ہوں گی پھر انھوں نے عرض کیا کے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ۔۷۶

گویا وہ یاقوت اور مونگے کی مثل ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ اس طرح صاف وشفاف ہوں گی جس طرح سیپی میں موتی جس کوکسی نے نہ چھوا ہو پھر انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عُرُبًا اَتْرَابًا۔۷۷

کے بارے میں بتائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! محبت کرنے والیاں ہم عمر پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے یہ وہ عورتیں ہیں جو دنیا میں بڑھاپے میں فوت ہوگئیں اللہ تعالی نے انھیں بوڑھی ہونے

کے بعد دوبارہ کنواری اور دوشیزہ بنا دے گا آپ ﷺ نے فرمایا!
عُرُبًا کے معنی ہیں عشق و محبت کرنے والیاں اور اَتْرَابًا کے معنی ہم عمر، حضرت ام سلمیٰ ؓ بیان کرتی ہیں میں نے پوچھا! یارسول اللہ ﷺ آیا دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا پھر بڑی آنکھوں والی حوریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! دنیا کی عورتیں زیادہ افضل ہیں بڑی آنکھوں والی حوروں کے جس طرح سے ابری، استر سے زیادہ افضل ہوتی ہے تو حضرت ام سلمیٰ ؓ نے پوچھا وہ کس طرح سے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! وہ اللہ کے لئے ان کے نماز اور روزوں کی وجہ سے اور اللہ ان کے چہروں کو ایسا نور پہنائے گا اور ان کے جسموں کو ایسا ریشم کا لباس پہنائے گا کے جس کا رنگ سبز ہوگا جبکہ نور کی وجہ سے ان کا چہرہ سفید ہوگا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا۔٧٨

ترجمہ۔ بے شک ہم نے ان عورتوں کو خاص طرز سے پیدا کیا ہے سو ہم نے ان کو کنواری بنایا اپنے شوہروں سے محبت کرنے والیاں اور آپس میں ہم عمر۔

اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ۔٧٩

ترجمہ۔ سلامتی اور بے خوفی کے ساتھ جنتوں میں داخل ہو جاؤ، ہم ان کے سینوں سے تمام رنجشوں کو کھینچ لیں گے وہ آپس میں بھائی بھائی ہو کر ایک دوسرے کے سامنے مسندوں پر بیٹھے ہوں گے، انھیں وہاں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

انسان کا نسب و نکاح:

یہ حقیقت بھی قرآن کریم اور حدیث ﷺ سے ثابت ہے کے مومن کا نسب اور نکاح بھی جنت میں منتقل ہوگا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ۔٨٠

ترجمہ۔ ہمیشہ رہنے والے باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے، اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولاد میں جو لائق ہوں گے وہ بھی ان میں داخل ہوں گے، اور ان پر ہر دروازہ سے فرشتے داخل ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے، جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ان میں سے ایک شخص اپنے ماں، باپ اور اپنی بیوی اور اولاد کے متعلق سوال کرے گا تو اس سے کہا جائے گا کے انھوں نے وہ درجہ نہیں پایا جو تمھیں حاصل ہے پس وہ کہے گا کے اے میرے رب! میں نے اپنے لئے بھی عمل کیا ہے اور ان کے لئے بھی عمل کیا ہے پھر یہ حکم دیا جائے گا کے ان کو اس کے درجے کے ساتھ ملا دیا جائے۔ ۸۱

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک مومنین اور ان کی اولاد جنت میں ہے اور مشرکین اور ان کی اولاد جہنم میں ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی!

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ۔ ۸۲

ترجمہ۔ ایمان والوں کو اور ان کی اولاد کو جس نے ایمان لانے میں ان کی پیروی کی ہم ان کی اولاد بھی ان کے ساتھ ملا دی جائے گی اور ہم ایمان والوں کے عمل سے کوئی کمی نہیں کریں۔

ارشادات خداوندی:

وَ ضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ نَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَ هِيَ رَمِيْمٌ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ۔ ۸۳

ترجمہ۔ انھوں نے کہا کے جب ہڈیاں بوسیدہ ہو کر گل جائیں گی تو ان کو کون زندہ کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے کے ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے انھیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔

وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ۔ ۸۴

ترجمہ۔ وہ ہر پیدائش کو خوب جاننے والا ہے۔

كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ۔ ۸۵

ترجمہ۔جیسا اللہ نے تمہیں شروع میں پیدا فرمایا اسی طرح وہ تمھیں دوبارہ لوٹائے گا۔

كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۔۸۶

ترجمہ۔جس طرح ہم نے پہلی بار مخلوق کی پیدائش کی ابتداء کی اسی طرح ہم اسے لوٹا دیں گے، یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے بے شک ہم یہ کرنے والے ہیں۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۔۸۷

ترجمہ۔آپ ﷺ فرما دیجئے کے تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو مخلوق کو پیدا فرمائے پھر اسے زندہ کرے؟ آپ ﷺ فرما دیجئے کے اللہ مخلوق کو ابتداء پیدا فرماتا ہے پھر اس کو دوبارہ پیدا فرمائے گا، سوتم کہاں پھرے جا رہے ہو؟

اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۔۸۸

ترجمہ۔(اللہ) کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے، اس نے سچا وعدہ کیا ہے، بے شک وہی مخلوق کو ابتداء فرماتا ہے، پھر وہ اسے دوبارہ لوٹائے گا تاکہ وہ ان لوگوں کو انصاف کے ساتھ بدلہ دے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے پینے کو کھولتا ہوا پانی اور دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ کفر کرتے تھے۔

اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۔۸۹

ترجمہ۔تو کیا ہم پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے ہیں؟ (نہیں) بلکہ وہ اپنے از سر نو پیدا ہونے کے متعلق شک میں مبتلا ہیں۔

وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۢ بِالْبَصَرِ ۔۹۰

ترجمہ۔ہمارا کام تو بس ایک لمحہ کی بات ہے۔جیسے پلک کا جھپکنا۔

اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ۔۹۱

ترجمہ۔کیا انسان اس بات کو نہیں سوچتا کہ ہم نے اسے اس سے پہلے پیدا کیا اور وہ کچھ بھی نہ تھا۔

اِنَّمَآ اَمۡرُهٗۤ اِذَآ اَرَادَ شَيۡـئًا اَنۡ يَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ۔ ۹۲

ترجمہ۔جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو فرماتا ہے کن (ہوجا) تو وہ ہوجاتی ہے۔

اَوَ لَمۡ يَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَلَمۡ يَعۡىَ
بِخَلۡقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنۡ يُّحۡیِۦَ الۡمَوۡتٰى ‌ؕ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ۔ ۹۳

ترجمہ۔کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کرنے سے نہیں تھکا وہ اس پر قادر ہے کے مردوں کو زندہ کرے ہاں اسے ضرور قدرت ہے، بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَاِنۡ تَعۡجَبۡ فَعَجَبٌ قَوۡلُهُمۡ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِىۡ خَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ؕ
اُولٰٓـئِكَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِرَبِّهِمۡ‌ۚ وَاُولٰٓـئِكَ الۡاَغۡلٰلُ فِىۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ‌ۚ وَ
اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ‌ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ۔ ۹۴

ترجمہ۔اگر تم تعجب کرو تو باعث تعجب تو ان کا یہ قول ہے کے کیا ہم مٹی ہوجانے کے بعد از سر نو پیدا ہوں گے؟ یہی وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا اور یہی وہ لوگ ہیں کے جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی دوزخی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے بَلٰى قٰدِرِيۡنَ عَلٰٓى اَنۡ نُّسَوِّىَ بَنَانَهٗ۔ ۹۵

ترجمہ۔ہم تو تمھاری انگلیوں کے پور پور کو درست بنانے پر قدرت رکھتے ہیں۔

اَللّٰهُ يَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ ثُمَّ اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ۔ ۹۶

ترجمہ۔اللہ ہی مخلوق کو اول بار پیدا کرتا ہے پھر اسے بار بار پیدا کرتا رہتا ہے پھر تم سب اسی کی طرف لوٹا کر لائے جاؤ گے۔

اَوَ لَمۡ يَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَلَمۡ يَعۡىَ
بِخَلۡقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنۡ يُّحۡیِۦَ الۡمَوۡتٰى ‌ؕ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ۔ ۹۷

ترجمہ۔کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کرنے سے نہیں تھکا وہ اس پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کرے ہاں اسے ضرور قدرت ہے، بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ سے استفسار:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی موت کے بعد دوبارہ اٹھنے کے بارے میں جب اللہ تعالی سے استفسار کیا تو اللہ تعالی نے فرمایا! کیا تمھیں اس پر یقین نہیں ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ یقین تو ہے لیکن پھر بھی میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ یہ کس طرح سے ہوگا؟

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہوا!

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَ لَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَ لٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا وَ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۔۹۸

ترجمہ۔ابراہیم نے کہا اے میرے رب! آپ مجھے دکھا دیجئے مردوں کو کس طرح زندہ فرماتے ہیں، فرمایا کیا تم کو یقین نہیں ہے؟ عرض کیا یقین ہے لیکن اس غرض سے سوال کرتا ہوں کہ میرا قلب مطمئن ہو جائے، فرمایا سو تم لے لو چار پرندے پھر ان کو اپنے سے ہلا لو پھر ہر پہاڑ پر ان میں سے ایک ایک حصہ رکھ دو پھر ان کو بلاؤ وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے اور جان لو کہ بلاشبہ اللہ عزیز ہے حکیم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دو بار صور پھونکا جائے گا اور ان دونوں صوروں کے درمیان ۴۰ کا وقفہ ہوگا لوگوں نے پوچھا! اے ابو ہریرہؓ! ۴۰ دن؟ انھوں نے کہا! میں نہیں کہہ سکتا لوگوں نے پوچھا ۴۰ ماہ؟ انھوں نے کہا! میں نہیں کہہ سکتا، لوگوں نے پوچھا ۴۰ سال؟ انھوں نے کہا! میں نہیں کہہ سکتا پھر اللہ تعالی آسمان سے پانی نازل فرمائے گا جس سے لوگ اس طرح سے اگیں گے جس طرح سے سبزہ اگتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کے ایک ہڈی کے سوا انسان کی جسم کی ہر چیز گل جائے گی اور وہ دم کی ہڈی

کا سرا ہے اور قیامت کے دن اسی سے انسان کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔۹۹؎

اللہ نے تمھیں زمین سے ایک طرح کا اگانا اگایا پھر وہ اسی میں تمھیں لوٹا دے گا اور ایک بار پھر تمھیں نکالے گا۔۱۰۰؎

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا گیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ دم کی ہڈی کیسی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کے وہ رائی کے دانے کی طرح ہے وہ پشت کی جڑ میں ایک باریک ہڈی ہے اور وہ دم کی ہڈی ہے جو چوپایوں میں دم کے سر کی جگہ ہوتی ہے اس ایک ہڈی کے سوا انسان کے جسم کی ہر چیز گل جائے گی۔۱۰۱؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! انسان کے جسم میں ایک ہڈی ہے جس کو مٹی کبھی نہیں کھا سکے گی صحابہ نے پوچھا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ کون سی ہڈی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! عجب الذنب (دم کی ہڈی کا سرا)۔۱۰۲؎

اللہ وہ ہے جس نے تمھیں زندہ کیا پھر وہ تمھیں مارے گا پھر تمھیں زندہ کرے گا۔۱۰۳؎

محمود بن لبیدؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دو چیزوں کو ابن آدم ناپسند کرتا ہے۔ ۱۔موت کو۔ ۲۔مال کی کمی کو جبکہ موت فتنہ سے بہتر ہے اور اور مال کی کمی کی وجہ سے حساب بھی کم ہوگا۔۱۰۴؎

الغفور۔(بہت بخشنے والا)The All-Forgiving

اللہ تعالی اپنے بندوں پر بے حد غفور الرحیم ہیں، یعنی وہ اپنے بندوں کے تمام گناہوں کو معاف کرنے پر مکمل قدرت رکھتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ۔۱۰۵

ترجمہ۔وہ بڑا بخشنے والا، اور بڑی محبت والا ہے۔

اَلْغَفُوْر۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو الغفور (غ۔ف۔ر) سے مشتق ہے۔

غفر۔کے معانی چھپا لینا یا محفوظ کر لینے کے ہیں۔۱۰۶؎

قرآن کریم میں اسم الْغَفُوْر (۹۱) مرتبہ آیا ہے۔
علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں، غفر سے مراد ایک ایسا لبادہ جس میں غلاظت اور گندگی سے محفوظ رکھنے کی صلاحیت پائی جاتی ہو۔ ۱۰۷ے
غفر۔ کے معانی پردہ ڈالنے کے بھی ہیں۔
غفر المتاع فی الوعاء۔ سے مراد سامان کو کسی برتن میں ڈال کر چھپا لینا (یعنی اس کو محفوظ کر لینا)۔
المغفر الغفار۔ سے مراد آہنی حلقوں سے بنی ایک ایسی جالی جو خود کے نیچے پہنی جائے جس کے پہننے سے انسان حملہ آور کے حملے سے محفوظ رہے۔
مغفرۃ۔ کے معانی ڈھانپ لینا یعنی سرکش اور گناہ گاروں کی توبہ قبول کر کے انھیں اپنی رحمت میں چھپا لینا۔
مغفرت اور استغفار۔ کے بھی یہی معانی ہیں۔ ۱۰۸ے
قرآن کریم میں مغفرۃ کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ۔ ۱۰۹

ترجمہ۔ اللہ اپنے اذن سے تمھیں جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے۔
غفران۔ ارشاد خداوندی ہے!

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔ ۱۱۰

ترجمہ۔ (اے ہمارے پروردگار)! ہم تجھ سے گناہوں کی مغفرت کے طالب ہیں۔
غافر۔ ارشاد خداوندی ہے!

اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ۔ ۱۱۱

ترجمہ۔ سب سے بڑھ کر معاف فرمانے والے آپ ہیں۔
غفور۔ ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ ۱۱۲

ترجمہ۔ تیرا رب درگزر اور رحم فرمانے والا ہے۔

غفار۔ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی۔ ١١٣

ترجمہ۔جو لوگ توبہ کرلیں ، ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں اور سیدھا راستہ چلتے رہیں تو میں بہت درگزر کرنے والا ہوں۔

مندرجہ بالا الفاظ ہم معانی ہیں۔

استغفار۔ سے مراد اللہ سے اس کی حفاظت طلب کرنا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ۔ ١١٤۔

ترجمہ۔اللہ سے معافی مانگو۔

وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ۔ ١١٥

ترجمہ۔تم اپنے رب سے معافی مانگو۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِيَّاهُ۔ ١١٦

ترجمہ۔ابراہیم نے اپنے باپ کے لئے جو دعائے مغفرت کی تھی ، انہوں نے اپنے باپ سے ایک وعدہ کرلیا تھا۔

سورہ البقرہ میں مغفرۃ بمقابلہ فقر آیا ہے ، ارشاد خداوندی ہے!

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔ ١١٧

ترجمہ۔شیطان تمھیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور شرمناک طرزِ عمل اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے مگر اللہ تمھیں اپنی بخشش اور فضل کی امید دلاتا ہے اللہ بڑا فراخ دست اور دانا ہے۔

یعنی اللہ تعالی اپنے بندوں کو احتیاج اور افلاس سے محفوظ رکھتا ہے۔فقہاء کرام نے اسم الغفور کی دو تعریفات بیان کی ہیں۔

امام حلیمی فرماتے ہیں ، الغفور وہ ذات پاک ہے جو اپنے گناہ گار بندوں کی بہت زیادہ پردہ پوشی

کرتی ہے تاہم اس کی معافی اس کی پکڑ سے زیادہ ہے۔۱۱۸؎

۲۔حضرت شیخ سعدی فرماتے ہیں، العفو، الغفور اور الغفار وہ ذات پاک ہے جو ہمیشہ سے معاف کرنے والی صفت سے جانی جاتی ہے وہ بخشنے اور درگزر کی صفات سے متصف ہے اور ہر کوئی اس کی معافی اور بخشش کا طلب گار اور محتاج ہے تاہم اللہ تعالی کی بخشش اور معافی عام ہے اور جو شخص بخشش کے اسباب کو پورا کرے گا وہ یقیناً اللہ کی رحمت کے سائے میں ہوگا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى۔۱۱۹

ترجمہ۔بے شک میں انھیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں، ایمان لائیں، نیک اعمال کریں اور راہ راست پر رہیں۔

اسم الغفور کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الغفور کی نظام کائنات میں ہر جگہ نفوذ پذیری موجود ہے اللہ تعالی اپنے گناہ گار بندوں کو بہت زیادہ بخشنے والا اور ان پر بے حد مہربان ہے کل کائنات میں اللہ کی حکم عدولی تو صرف اور صرف سرکش انسان اور جنات ہی کرتے ہیں وگرنہ باقی مخلوقات تو اللہ کی مطیع اور فرمانبردار ہے وہ ناصرف صبح شام اللہ کی حمد وثناء کرتے ہیں بلکہ اس کو سجدہ بھی کرتے ہیں ہر مخلوق اپنی تسبیح کو جانتی ہے لیکن انسان اپنی کم علمی کی بنا پر دیگر مخلوقات کی تسبیحات سے ناواقف ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللهُ بِكُمْ، وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ، فَيَسْتَغْفِرُونَ اللهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ۔

ترجمہ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر تم بالکل گناہ نہ کرو تو اللہ تمھارا وجود ختم کر دے گا اور ایسے لوگ پیدا فرما دے گا جو گناہ کریں اور پھر استغفار ریں اور پھر اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائیں۔۱۲۰؎

یعنی انسان گناہ کریں گے تو صفت غفوریت متحرک ہوگی جب دنیا میں کوئی گناہ گار ہی نہ ہوگا تو پھر

صفت غفوریت کی عمل داری کہاں ہوگی؟ لیکن اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ انسان اپنے گناہوں پر جری ہوکر اللہ کی نافرمانیوں پر اتر جائے بلکہ انسان کو اللہ سے نیک کاموں کی توفیق اور گناہوں سے بچنے کی اللہ سے مدد اور اس کی پناہ طلب کرنی چاہیۓ تمام انسان خطاء کار ہیں لیکن بہترین خطا کار وہ ہیں جو گناہوں کے بعد فوراً توبہ استغفار کرلیں وگرنہ انسانوں کے گناہ تو اتنے ہیں کے اگر اللہ ان پر غضب ناک ہوجائے تو دنیا میں ایک گھاس کا ہرا تنکا بھی نظر نہ آئے، لیکن اللہ تعالی اپنی مخلوقات کو توبہ کی مہلت عطا فرماتے ہیں نیز بچوں، کمزوروں اور جانوروں کی وجہ سے آسمان سے بارش برستی ہے نہیں تو انسانوں کے اعمال تو ایسے ہیں جو کے اللہ کو غضب ناک کرتے ہیں اور دنیا ہی وہ مقام ہے جہاں سب سے زیادہ اللہ کی حکم عدولی کی جاتی ہے۔

اللہ کی صفت غفوریت، اس کی بے حد مہربانیاں، عفو اور درگزر کائنات میں ہر مقام پر مسلسل جاری اور متحرک ہیں اپنے بندوں پر اللہ کا سب سے بڑا احسان عظیم یہ ہے کے اس نے اپنے بندوں پر توبہ کا دروازہ کھول دیا ہے اگر یہ دروازہ نہ کھلا ہوتا تو پھر تمام بنی نوع انسانیت کس حال میں ہوتی اس کا تصور بھی محال ہے؟

اقبال کا تصورِ گناہ:

اقبال کی دلچسپی کے خاص موضوعات میں سے ایک گناہ بھی ہے اقبال کے ذہن میں یہ صوفیانہ خیال بھی موجود تھا کے گناہ کے بغیر خدا تک نہیں پہنچا جاسکتا کیونکہ گناہ گار جب اپنے گناہوں پر شرمندہ ہوتا ہے تو اس کے ضمیر کی کشمکش اللہ کی ررحمت کو جوش میں لاتی ہے تاہم گناہ پر شرمندہ ہوکر انسان اس تڑپ سے واقف ہوجاتا ہے جس سے زاہد اور عابد اپنی ہزار سالہ عبادت سے بھی حاصل اور واقف نہیں ہوپاتے پھر سب سے اہم بات یہ کے اگر گناہ کی کوئی اہمیت یا افادیت نہ ہوتی تو پھر اللہ کی اس کائنات میں گناہ کا وجود بھی نہ ہوتا۔ ۱۲۱؎

بقول امیر مینائی!

بے گناہوں میں چلا زاہد جو اس کو ڈھونڈنے
مغفرت بولی ادھر آ میں گناہ گاروں میں ہوں

ارشادات خداوندی:

أُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُمْ دَرَجَٰتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّ
رِزْقٌ كَرِيمٌ۔ ۱۲۲

ترجمہ۔ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس درجات، مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ
عَظِيمٌ۔ ۱۲۳

ترجمہ۔اللہ نے وعدہ کیا ہے کے جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کئے ۔ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

اَلَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيرٌ۔ ۱۲۴

ترجمہ۔جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے تو ان کے لئے مغفرت اور اجر کبیر ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ اٰمِنُوا بِرَسُولِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِن
رَّحْمَتِهٖ وَ يَجْعَل لَّكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهٖ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ وَ اللَّهُ غَفُورٌ
رَّحِيمٌ۔ ۱۲۵

ترجمہ۔اے ایمان رکھنے والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اللہ تعالیٰ تم کو اپنی رحمت سے دو حصے دے گا اور تم کو ایسا نور عنایت فرمائے گا کہ تم اس کو لیے ہوئے چلو پھرو گے اور وہ تم کو بخش دے گا، اور اللہ غفور رحیم ہے۔

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيمُوٓا اِلَيْهِ وَ اسْتَغْفِرُوهُ۔ ۱۲۶

ترجمہ۔اسی کی طرف جھکے رہو اور اس سے معافی مانگو۔

وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ اللَّهُ يَعْلَمُ
مُتَقَلَّبَكُمْ وَ مَثْوٰىكُمْ۔ ۱۲۷

ترجمہ۔آپ ﷺ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیے اور سب مسلمان مردوں اور سب عورتوں کے لئے بھی اور اللہ تمہارے چلنے پھرنے اور رہنے سہنے کی خبر رکھتا ہے۔

وَ اسۡتَغۡفِرُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۔۱۲۸

ترجمہ۔اللہ سے معافی مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا اَوۡ یَظۡلِمۡ نَفۡسَہٗ ثُمَّ یَسۡتَغۡفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ۔۱۲۹

ترجمہ۔جو کوئی گناہ کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے معافی مانگے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

وَ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمۡ وَ اَنۡتَ فِیۡہِمۡ ؕ وَ مَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَہُمۡ وَ ہُمۡ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ ۔۱۳۰

ترجمہ۔اللہ انہیں اس حالت میں عذاب نہیں دے گا جبکہ آپ ان میں موجود ہوں۔

فَقُلۡتُ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ؕ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا ۔۱۳۱

ترجمہ۔(نوح نے اپنی قوم سے کہا) اپنے رب سے معافی مانگو، بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ سجدہ میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّهُ وَجِلَّهُ، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ۔ ۱۳۲

ترجمہ۔اے اللہ ! تو میرے تمام چھوٹے بڑے، اگلے پچھلے، ظاہر پوشیدہ گناہوں کو معاف فرمادے۔

حضرت ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! بے شک میں ضرور اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا اور سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا اس شخص کو

قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائے گا کے اس پر اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کرو اور اس کے بڑے بڑے گناہ اس سے دور رکھو پھر اس سے کہا جائے گا کہ تو نے فلاں فلاں دن یہ کام کیسے تھے؟ وہ کہے گا ہاں اور اس کا انکار نہیں کر سکے گا اور اس بات سے ڈر رہا ہوگا کے کہیں اس کے بڑے بڑے گناہ نہ پیش کر دئے جائیں پھر اس سے کہا جائے گا کے تمھارے ہر گناہ کے بدلے میں ایک نیکی ہے تب وہ شخص یہ کہے گا کے ائے میرے رب! میں نے تو اور بھی بہت سارے کام کئے تھے جن کو میں یہاں نہیں دیکھ رہا پھر میں نے دیکھا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے حتیٰ کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ ۱۳۳؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

إِلَّا مَن تَابَ وَ آمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۔ ۱۳۴

ترجمہ۔جس نے توبہ کی، ایمان لایا اور نیک اعمال کیے، یہ وہ لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مثل ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔ ۱۳۵؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک بندہ گناہ کرتا ہے پھر جب وہ اپنے گناہ کو یاد کرتا ہے اور اپنے کئے پر غمگین ہوتا ہے تو اللہ اس کو معاف فرما دیتے ہیں۔ ۱۳۶؎

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! افضل الذکر لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ پڑھنا ہے جبکہ افضل الدعا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہے۔ ۱۳۷؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے درخت کے پاس سے گزرے جس کے پتے سوکھ چکے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درخت پر لاٹھی ماری تو سوکھے پتے زمین پر گرنے لگے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور سبحانَ اللهِ ،لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ اور اللهُ

أکبرُ کہنے سے بندے کے گناہ اسی طرح سے جھڑتے ہیں جس طرح سے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔ ۱۳۸؎

حضرت بلال بن یسارؓ بیان کرتے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! جس شخص نے کہا "أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِی لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيَّ الْقَيُّومَ وَأَتُوبُ اس کی مغفرت کردی جائے گی خواہ وہ میدان جہاد سے پیٹھ موڑ کر ہی کیوں نہ بھاگا ہو۔ ۱۳۹؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا کیا کرتے ، اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے بنادے جو نیک کام کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور وہ جب کوئی برا کام کرتے ہیں تو اللہ تعالی سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ ۱۴۰؎

حضرت عثمانؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو بھی مسلمان فرض نماز کا وقت پائے پھر اچھی طرح وضو کرے اور اس نماز کو ظاہری آداب اور خشوع کے ساتھ پڑھے تو وہ نماز اس نماز سے پہلے کئے ہوئے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے جب تک کے اس نے کبیرہ گناہ نہ کیا ہو اور یہ مغفرت ہر زمانہ میں ہوتی رہے گی۔ ۱۴۱؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب بندہ گناہ کا اعتراف کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں۔ ۱۴۲؎

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پانچ نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعے کی نماز ان کے درمیان میں ہونے والے گناہوں کے لئے کفارہ ہو جاتی ہیں جب تک گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ ۱۴۳؎

امیر المومنین حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے اقوال:

بدترین گناہ وہ ہے جسے اس کا کرنے والا ہلکا سمجھے۔

ترک گناہ، طلب توبہ سے زیادہ آسان ہے۔

مجھے ایسے گناہ کی پرواہ نہیں ہے جس کے کرنے کے بعد مجھے اتنی مہلت مل جائے کے میں دو رکعت نماز پڑھ لوں اور اللہ سے عافیت مانگ لوں۔ حرص وحسد اور تکبر گناہوں میں ڈوب جانے کے

باعث ہوتے ہیں۔

دنیا میں صرف دو ہی طرح کے لوگوں کو بھلائی حاصل ہوتی ہے۔

ا۔جس نے گناہ کیا اور توبہ کر لی۔ ۲۔جس نے نیک کاموں میں جلدی کی۔

بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ یہ ہے کہ مظلوموں، ستم رسیدہ اور پریشان حال افراد کے لئے آسانی اور انھیں آرام پہنچایا جائے۔

گناہ کے علاوہ دوسری کسی چیز میں زیادہ سرزنش نہ کرو۔

کتنے ہی ایسے ہیں جو کے برابر گناہ کرتے رہتے ہیں لیکن انھیں آخری عمر میں توبہ کی توفیق حاصل ہوجاتی ہے گناہوں سے مایوس نہ ہو جبکہ توبہ کا در کھلا ہوا ہو۔

اپنے پروردگار کے علاوہ کسی اور سے پر امید نہ رہو اور اپنے گناہوں کے علاوہ کسی اور سے خوف زدہ نہ رہو اعتراف کے ساتھ کوئی گناہ نہیں رہتا۔کم بولنا عیبوں کو چھپا دیتی ہے اور گناہوں کو کم کر دیتی ہے۔

آنسو صرف قساوت قلب کی جہ سے خشک ہوجاتے ہیں اور قساوت قلبی صرف گناہوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔

گناہ تین طرح کے ہوتے ہیں۔ا۔بخش دیا جانے والا گناہ۔ ۲۔نہ بخشا جانے والا گناہ۔ ۳۔اور وہ گناہ کے جس کے بخشے جانے کی امید ہو، اور عذاب پانے کا خوف لاحق ہو۔

ا۔بخش دئے جانے والے گناہ وہ ہوتے ہیں کے جن پر اللہ تعالی نے انھیں دنیا میں ہی سزا دے دی ہو اور اللہ اس سے بہت بڑا ہے کے وہ ایک ہی گناہ کے لئے دو دفعہ سزا دے۔

۲۔پھر وہ گناہ جو نا قابل بخشش ہوں۔وہ بندوں کا ایک دوسروں کے اوپر ظلم وستم ہے۔

۳۔تیسرا گناہ وہ ہے جیسے اللہ نے مخلوقات سے پوشیدہ رکھ کر اس گناہ گار کو توفیق توبہ عطا کر دی ہو اور اس گناہ گار کے شب و روز امید و خوف کے عالم میں گزرتے ہیں اور ہم بھی اس گناہ گار کے لئے اس کی مغفرت کے امیدوار اور عتاب سے خائف ہیں۔

لوگوں کی گناہوں کے ذریعے ہونے والی اموات زیادہ ہوتی ہیں بہ نسبت قضاء وقدر کے باعث ہونے والی اموات کے۔

گناہ ایک ایسا مرض ہے کہ جس کی دوا استغفار ہے اور اس گناہ کو نہ دہرانا اس کی شفا ہے۔ ۱۴۴؎

الودود۔ (بڑا محبت کرنے والا)۔ The Loving

اللہ تعالی کی ایک صفت اور اسم صفاتی ودود ہے، جس کے معنی اپنی مخلوقات سے بے حد محبت کرنے والا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ۔ ۱۴۵

ترجمہ۔ وہ بڑا بخشنے والا، اور بڑی محبت والا ہے۔

الْوَدُوْد۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (و۔ د۔ د) سے مشتق ہے۔ ۱۴۶؎

الْوَدُ۔ الْوَدُادُ۔ سے مراد دوستی اور محبت کے ہیں۔

الْوَدُ۔ سے مراد کسی چیز سے محبت کرنا اور اس کا ہو جانا۔ ۱۴۷؎

المودۃ۔ محبت کو کہتے ہیں۔

يَوَدُّ اَحَدُهُمْ۔ ۱۴۸

ترجمہ۔ ان میں سے ہر ایک کی یہی تمنا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ ۱۴۹

ترجمہ۔ یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اعمال صالحا کئے۔ عنقریب رحمن ان کے دلوں میں محبت پیدا کر دے گا۔

الْوَدُوْد اللہ کا اسم صفاتی ہے جس کے معانی ہیں اللہ اپنے بندوں سے بے حد محبت کرنے والا ہے عربی زبان میں محبت کے لئے حب کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

اسم الْوَدُوْد کا نظام کائنات میں کردار:

نظام کائنات میں اسم الودود کی نفوذ پذیری ہر جگہ موجود ہے اللہ تعالی بذات خود اپنی کل مخلوقات سے بے حد محبت فرماتے ہیں۔

روایت ہے کے مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔اور اللہ اپنے کنبے سے بے حد محبت کرتا ہے۔ ۱۵۰
حب ذات باری تعالی کی ایک ایسی صفت ہے جو روح کو ذات کی جانب متواتر اور مسلسل کھینچتی ہے، محبت کی معرفت لامحدود ہے جبکہ لامحدودیت صفت باری تعالی بھی ہے۔روح کے اندر ذات کی اسی کشش کے ادراک اور احساس کا نام محبت ہے جو اس کائنات کی سب سے بڑی اور اٹل حقیقت ہے جیسے بجا طور پر روح کائنات بھی کہا جاسکتا ہے کیونکہ یہ کائنات کی رگ و پے میں مسلسل جاری وساری ہے یہاں کی ساری کاری گری وحرکات وسکنات وعوامل اسی کے مرہون منت ہیں یہ ایک عطیہ خداوندی اور نعمت ازلی ہے کیونکہ یہی اصل زندگی ہے اس قوی جذبے سے انسان کا تعلق روز الست سے قائم اور استوار ہے کے جب خالق کائنات نے بنی نوع انسان کو پکارا اور کہا الست بربکم جواب میں تمام انسانوں نے بیک وقت کہا قالو بلی تو دراصل تعارف،عرفان ذات، آگہی، پہچان یا معرفت کی ابتداء تو اسی دن سے ہی ہوگئی۔
بقول ابو محمد رویم ،معرفت کو اللہ تعالی نے سب سے پہلے تمام انسانوں پر فرض کیا۔
حدیث قدسی ہے کے میں چھپا ہوا خزانہ تھا تو میں نے یہ چاہا کے میں پہچانا جاؤں تو میں نے انسان کو پیدا کیا۔
یہ پہچان اور معرفت دراصل جذبہ محبت ہی ہے جو خالق اپنی مخلوق سے کرتے ہیں محبت اللہ کی صفت ہے تاہم زبان وقلم دونوں ہی اللہ کی تعریف سے عاجز وقاصر ہیں عقل سے بھی اس کی تشریح ممکن نہیں کیونکہ محبت کی تعریف صرف اور صرف محبت ہی بیان کرسکتی ہے۔
جیسے چاند کی دلیل خود چاند ہے عربی زبان میں محبت اور عشق کے لئے لفظ ’حب‘ کا استعمال کیا جاتا ہے۔
ابن فارس نے کہا کے ’الحب‘ اور ’المحبۃ‘ کے معنی کسی کو لازم پکڑنے کے ہیں اس مادہ کے بنیادی معنی لزوم اور ثبات کے ہیں یعنی کسی شے کو لازمی پکڑ لینا اور مستحکم طور پر رہنا۔
راغب اصفہانی کہتے ہیں کے محبت کے معنی اس چیز کو چاہنا جیسے اچھا اور مفید پایا جائے اس کے تین پہلو ہیں۔

۱۔جنس مخالف یعنی مرد اور عورت کی محبت۔
۲۔مفید اور نفع بخش مادی اشیاء اور چیزوں کو چاہنا۔
۳۔فضل و شرف یعنی معنوی امور سے محبت رکھنا۔

راغب اصفہانی لکھتے ہیں، کبھی محبت کے معنی ارادہ کے بھی ہیں لیکن محبت میں ارادہ سے زیادہ زور قوت پایا جاتا ہے۔۱۵۱؎

قرآن کریم میں 'حب' کا لفظ 'کرہ' کے مقابلے میں آیا ہے جہاں اس کے معنی پسند دیدگی کے ہیں۔ حب کے معنی کسی چیز پر ثابت قدمی سے جمے رہنا ہے لہٰذا خدا کے ساتھ انسان کی محبت کے معنی انتہائی ثابت قدمی، استقامت اور خلوص نیت سے احکامات خداوندی کی اطاعت کرنا رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث پاک کا مفہوم کچھ اس طرح سے ہے کے بے شک پرہیز گار اللہ سے تعلق جوڑتا ہے جس کے نتیجے میں خدا اسے اپنا بنا لیتا ہے جو شخص اللہ کی جانب ایک بالشت آگے بڑھتا ہے تو خدا اس کی جانب ایک بازو (نیزہ) آگے بڑھتا ہے اللہ کی رحمتیں اور مہربانیاں ہمہ وقت اس کی مخلوق پر آسمان سے برس رہی ہیں لیکن ان مہربانیوں سے وہی لوگ محروم ہیں جن کے دل گناہ گار ہیں اگر انسانی قلوب پر شیاطین کا بسیرا نہ ہوتا تو انسان آسمانی بادشاہت کی نشانیاں ضرور بہ ضرور دیکھ لیتا چنانچہ انسان کی فضیلت رحمانی صفات و کمالات میں پوشیدہ ہیں جبکہ یہی اس کی تکمیل بھی ہے جس کے سبب وہ خدا کے یہاں مستحق اکرام ٹھہرتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۔ ۱۵۲

ترجمہ۔اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے سو عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو پیدا فرما دے گا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہوں

گے۔ وہ مسلمانوں پر نرم دل ہوں گے اور کافروں پر زبردست ہوں گے، وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ دیتا ہے جسے چاہے، اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا بڑے علم والا ہے۔

جب انسان قوانین الٰہی کا خلوص دل سے پابند ہوجاتا ہے تو قرآن کریم کی رو سے رب کائنات اور انسان کے باہمی تعلقات میں محبت، رفاقت، استواری اور استحکام پیدا ہوجاتا ہے اور اللہ اپنے ایسے بندوں کا خود ولی و کارساز بن جاتا ہے جبکہ دوسری جانب جب انسان حکم الٰہی کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتا ہے اور بغیر کسی حجت کے تمام احکامات کو بروئے کار لاتا ہے تو وہ خود بھی اللہ کا ولی یعنی دوست بن جاتا ہے قرآن کریم میں ان کیفیات کا جابجا متعدد آیات میں اظہار کیا گیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۔ ١٥٣

ترجمہ۔ اللہ ولی ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے، وہ ان کو نکالتا ہے اندھیروں سے نور کی طرف۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔ ١٥٤

ترجمہ۔ جو اللہ کے دوست ہیں اور جو ایمان لائے اور جنھوں نے تقویٰ کا رویہ اختیار کیا ان کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں دنیا اور آخرت دونوں ہی زندگیوں میں ان کے لئے بشارت ہی بشارت ہے اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں فرمادیا کے ایمان لانے والے اور تقوی اختیار کرنے والے اللہ کے دوست یعنی ولی ہیں لہٰذا یہ حجت تو یہیں تمام ہوئی جو ہمارے یہاں عام طور پر اولیاء اللہ کے حوالے سے بیان کی جاتی ہے کہ وہ کوئی مخصوص گروہ سے تعلق رکھنے والے افراد ہوتے ہیں جبکہ قرآن کریم نے یہ واضح کردیا کے ہر مومن ولی اللہ یعنی اللہ کا دوست ہوتا ہے جیسے دنیا اور آخرت کی

بے شمار کرم نوازیوں، کامیابیوں، کامرانیوں اور نعمتوں سے نوازا جائے گا ایسے افراد کے لئے اللہ

تعالیٰ نے حزب اللہ کی اصطلاح استعمال کی ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

ترجمہ۔تم کبھی یہ نہیں پاؤ گے کے جولوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنھوں نے اللہ اور رسول ﷺ کی مخالفت کی ہے ،خواہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی یا اہل خانہ ہوں یہ وہ لوگ ہیں کے جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے انھیں ایک روح عطا کر کے انھیں قوت بخشی ہے (اللہ) انھیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے کیونکہ یہ حزب اللہ (اللہ کے گروہ کے لوگ) ہیں اور خبردار رہو کے حزب اللہ (اللہ کے گروہ کے لوگ) ہی فلاح پانے والے ہیں۔۱۵۵؎

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ٦٦٨ھ) لکھتے ہیں، ابن عرفہ کہتے ہیں کے اہل عرب کے نزدیک کسی شے کے ارادہ اور اس کے قصد کو محبت کہتے ہیں۔

سہل نے کہا اللہ سے محبت کی علامت قرآن کریم سے محبت ہے اور قرآن کریم سے محبت کی علامت رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کی علامت سنت سے محبت کرنا ہے اور ان سب سے محبت کا مطلب آخرت سے محبت ہے۔۱۵٦؎

محبت مجازی سے متعلق ارشاد خداوندی:

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ ۱۵۷

ترجمہ۔اس کی نشانیوں میں سے ہے کے اس نے تمھاری ہی جنس سے تمھاری بیویاں بنائیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرسکو اور تمھارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا آیت میں لفظ 'اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا' استعمال کیا گیا ہے ان دونوں الفاظ کے باہمی معانی لغات القران میں انسان کی ذات، اس کی شخصیت یا اس کے وجود سے اس کے جوڑے کی تکمیل، قرار یا وجود پانے سے ہے جبکہ عربی زبان میں 'زوج' کی جمع ازواج ہے جس کے معنی دو چیزوں کا ایک دوسرے کے ساتھ مطابق اور مقابل ہونا جس کی مثال کائنات میں موجود ہر نوع ، قسم اور صنف یعنی (Species) میں پائی جاتی ہے جس طرح سے دن اور رات کو 'زوجان' کہا جاتا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کی زوج ہے مزید براں اس کے کثیر معانی میں ساتھی ، شوہر، بیوی، دوست، ہم مشرب، باہمی رفیق کے بھی ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے ہم رنگ اور ہم آہنگ بھی ہوں عام طور پر ازواج سے مراد شوہر اور بیوی کے لئے جاتے ہیں جن میں سے ہر ایک سے دوسرے کی تکمیل ہوتی ہے جبکہ اس رشتے کی گہرائی کو سمجھ لینے کے لئے اتنا کافی ہے کے قرآن کریم میں ایک مقام پر 'تزوجہ النوم' (یعنی نیند کا آنکھوں میں گھل مل جانا) کی اصطلاح استعمال کیا جانا جبکہ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں!

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ
خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ
الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۔ ۱۵۸

ترجمہ۔اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا، اور اس جان سے اس کا جوڑا، پیدا فرمایا اور ان دونوں سے بہت سارے مرد اور عورتیں پھیلا دیئے، اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے آپس میں سوال کرتے ہو، اور قرابت داریوں سے بھی ڈرو، بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

مندرجہ بالا آیت میں پہلے انسان (آدم) کے وجود سے دوسرے انسان (حوا) کی پیدائش اور پھر آگے چل کر ان دونوں کے ازدواجی تعلق کی بات کی گئی ہے تلمود میں بتایا گیا کے حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تنہائی محسوس کرتے تھے ایک دن جب وہ گہری نیند سو گئے تو ان کی دائیں جانب کی تیرہویں پسلی سے حضرت حوا علیہ السلام کو پیدا کیا گیا لیکن عام مفسرین کے مطابق!

قرآن کریم حضرت حوا کی پیدائش کی تفصیلی کیفیت کو بیان نہیں کر رہا ہے بلکہ وہ اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا کے ہم نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا۔

علماء باطن اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کے قانون قدرت تو یہ ہے کے کائنات کی ہر شے کے دورخ ہیں۔ا۔ظاہری رخ۔۲۔باطنی رخ۔

لہٰذا انسان بھی دو ظاہری اور باطنی رخوں کا مجموعہ ہے یعنی مرد کے باطنی وجود میں مغلوب متضاد رخ عورت کا ہے جبکہ عورت کے باطنی وجود میں مغلوب متضاد رخ مرد کا پوشیدہ اور مستور ہے اگر آدم کے اندر حوا موجود نہ ہوتیں تو کبھی ظاہر نہ ہوتیں اور اسی طرح سے مریم کے وجود میں اگر عیسیٰ مستور نہ ہوتے تو وہ بھی کبھی ظاہر نہ ہوتے لہٰذا اس کائنات میں اسی قانون یعنی ظاہری اور باطنی متضاد رخوں کی وجہ سے افزائش نسل اور جنسی کشش کا سلسلہ رواں دواں ہے کیونکہ ہر مغلوب رخ کو غالب رخ کی طلب اور جستجو ہے یہاں اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کے انسان سمیت کل انواع و اصناف کی مخلوقات کو بھی ہر حال میں اپنی تکمیل چاہئے اگر چہ اس موضوع پر ہر دور میں طبع آزمائی کی گئی اسی قانون قدرت کو حکیم جالینیوس اپنے شاگردوں سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کے خوب سمجھ لو کہ جب بھی دو انسان آپس میں ملتے ہیں تو ان میں لازماً کوئی نہ کوئی قدر ضرور مشترک ہوتی ہے جس طرح سے کوئی پرندہ کبھی بھی کسی دوسری جنس کے پرندوں کے غول کے ساتھ نہیں اڑتا ہے پھر حکیم جالینیوس نے مزید کہا کے ایک بار میں نے صحرا میں کوئے اور کلنگ کو بڑی محبت اور شوق سے ایک دوسرے کے قریب بیٹھے دیکھا جیسے دونوں ایک دوسرے کی جنس کے فرد ہوں؟ میں بہت دیر تک سوچتا رہا کہ آخر ان میں کون سی قدر مشترک ہے؟ اور بھلا یہ دونوں ایک ساتھ کیوں کر بیٹھے ہیں؟ میں حیرت میں گم یہ سوچتا ہوا جب ان کے نزدیک پہنچا تو میں نے یہ دیکھا کے دونوں ہی پرندے لنگڑے تھے۔

ارشادات خداوندی:

وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ۔ ۱۵۹

ترجمہ۔اللہ بخشنے والا اور محبت کرنے والا ہے۔

وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔ ۱۶۰

ترجمہ۔نیکی کرو اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ۔ ۱۶۱

ترجمہ۔بے شک اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاکیزگی حاصل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

بَلَىٰ مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ وَاتَّقَىٰ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ۔ ۱۶۲

ترجمہ۔جس نے اپنے عہد کو پورا کیا اور تقوی اختیار کیا تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ متقیوں کو دوست رکھتا ہے۔

وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ۔ ۱۶۳۔

ترجمہ۔اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ۔ ۱۶۴

ترجمہ۔بے شک اللہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ۔ ۱۶۵

ترجمہ۔بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ۔ ۱۶۶

ترجمہ۔بے شک اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ فرماتے ہیں! جو میری ذات سے محبت کرنے والے ہیں ان کے لئے نور کے منبر ہوں گے جس کی تحسین انبیاء اور اولیاء بھی کریں گے۔۱۶۷؎

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں ایک ایسی آیت جانتا ہوں کہ اگر تمام لوگ اس پر عمل کریں تو وہ آیت انھیں کافی ہوگی صحابہ کرام نے پوچھا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون سی آیت ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ پیدا کر دیتا ہے۔۱۶۸؎

حضرت عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص سب سے منقطع ہو کر اللہ کی جانب متوجہ ہو اللہ اس کی ہر مہم میں اس کے لئے کافی ہے اور اس کو وہاں سے رزق دے گا کہ جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوگا اور جو شخص سب سے منقطع ہو کر دنیا کی طرف متوجہ ہوگا، اللہ اس کو دنیا کے سپرد کر دے گا۔۱۶۹؎

امیرالمومنین حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے اقوال:

اللہ تعالی سے محبت و دوستی کرنا رشتہ داری کے اتحاد سے زیادہ مضبوط تر ہے۔

محبت لوگوں کی روح کے درمیان الفت برقرار کرنے کے لئے دلوں کو ایک دوسرے سے نزدیک کرتی ہے۔

محبت کے بارے میں زبان بتا دیتی ہے اور اس کا پتا مشاہدہ کے ذریعے ہو جاتا ہے۔

تنگ دستی اور اور مصیبت کے وقت محبت کا حسن ظاہر ہوتا ہے۔۱۷۰؎

❁

حوالہ کتب:

۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۵۴۹۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی۔

۲۔سنن کبریٰ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔
۳۔سورہ البروج۔آیت۔۱۔
۴۔سورہ البروج۔آیت۔۲۔
۵۔سورہ البروج۔آیت۔۳۔
۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۔عہد قدیم مشرق و مغرب۔سید سراج الاسلام۔انٹرنیشنل پریس کراچی۔۱۹۵۹ء۔
۸۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۰۔سورہ البروج۔آیت۔۱۔
۱۱۔سورہ فرقان۔آیت۔۶۱۔
۱۲۔سورہ النساء۔آیت۔۷۸۔
۱۳۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۴۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۵۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۶۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۷۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۸۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۹۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۰۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۲۔سنن کبریٰ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔
۲۳۔سنن کبریٰ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔
۲۴۔سورہ النساء۔آیت۔۷۸۔
۲۵۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۶۔سورہ النساء۔آیت۔۷۸۔
۲۷۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۸۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۳۰۔سورہ البروج۔آیت۔۴۔
۳۱۔سورہ البروج۔آیت۔۵۔
۳۲۔سورہ البروج۔آیت۔۶۔
۳۳۔سورہ البروج۔آیت۔۷۔
۳۴۔سورہ البروج۔آیت۔۸۔
۳۵۔سورہ البروج۔آیت۔۱۰۔
۳۶۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۳۷۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۳۸۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۳۹۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۰۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۱۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۲۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۳۔ النکت والعیون ۔علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی (متوفی ۴۵۰ھ)۔ ج۔۵۔ص۔۳۴۴۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۴۴۔سورہ ق۔آیت۔۱۲۔
۴۵۔سورہ الفرقان۔آیت ۳۸۔
۴۶۔لغات القرآن۔۔غلام احمد پرویز۔ص۔۸۴۷۔۔پبلیشر طلوع اسلام ٹرسٹ۔۱۹۹۸ء۔
۴۷۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۸۔سورہ المومن/غافر۔آیت۔۷۸۔
۴۹۔المعجم اوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۵۰۔سورہ المومن/غافر۔آیت۔۷۸۔
۵۱۔المعجم اوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۵۲۔سورہ البروج۔آیت۔۱۱۔
۵۳۔سورہ البروج۔آیت۔۱۳۔
۵۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۵۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۶۔المفردات باالفاظ القرآن۔علامہ راغب اصفہانی (متوفی ۔)۔دارالشامیہ بیروت لبنان۔۱۴۱۶ھ۔
۵۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۱۷۔
۵۸۔اسم اعظم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۹۔۲۰۔عظیمیہ پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی۔
۵۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۱۷۔
۶۰۔سورہ انعام۔آیت۔۱۰۱۔
۶۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۶۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۳۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؓ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ نمبر۔۳۷۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔
۶۴۔سورہ البروج۔آیت۔۱۳۔
۶۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۷۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۶۱۔
۶۸۔سورہ یٰسین۔آیت۔۵۶۔
۶۹۔سورہ الصٰفٰت۔آیت۔۴۸۔۴۹۔
۷۰۔سورہ صٓ۔آیت۔۵۲۔
۷۱۔سورہ دخان۔آیت۔۵۴۔
۷۲۔سورہ رحمن۔آیت۔۵۶۔
۷۳۔سورہ رحمن۔آیت۔۷۲۔۷۳۔
۷۴۔سورہ واقعہ۔آیت۔۲۲۔۲۳۔
۷۵۔سورہ واقعہ۔آیت۔۲۲۔
۷۶۔سورہ رحمن۔آیت۔۵۸۔
۷۷۔سورہ واقعہ۔آیت۔۳۷۔
۷۸۔سورہ واقعہ۔آیت۔۳۵۔۳۷۔
۷۹۔سورہ الحجر۔آیت۔۴۶۔۴۸۔
۸۰۔سورہ رعد۔آیت۔۲۳۔
۸۱۔المعجم الکبیر۔امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ج۔۱۰۔رقم الحدیث۔۱۲۲۴۸۔مطبوعہ داراحیاالتراث العربی۔بیروت۔
۸۲۔سورہ الطور۔آیت۔۲۱۔
۸۳۔سورہ یٰسین۔آیت۔۷۸۔۷۹۔

۸۴۔سورہ یٰسین ۔آیت۔۷۹۔
۸۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۲۹۔
۸۶۔سورہ الانبیا۔آیت۔۱۰۴۔
۸۷۔سورہ یونس۔آیت۔۳۴۔
۸۸۔سورہ یونس۔آیت۔۴۔
۸۹۔سورہ ق۔آیت۔۱۵۔
۹۰۔سورہ قمر۔آیت۔۵۰۔
۹۱۔سورہ مریم۔آیت۔۶۷۔
۹۲۔سورہ یٰسین ۔آیت۔۸۲۔
۹۳۔سورہ احقاف۔آیت۔۳۳۔
۹۴۔سورہ رعد۔آیت۔۵۔
۹۵۔سورہ القیامۃ۔آیت۔۴۔
۹۶۔سورہ روم۔آیت۔۱۱۔
۹۷۔سورہ احقاف۔آیت۔۳۳۔
۹۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۰۔
۹۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۰۰۔سورہ نوح۔آیت۔۱۸۔
۱۰۱۔فتح الباری۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)۔ج۔۸۔ص۔۵۵۳۔
۵۵۲۔مطبوعہ دارلنشر الکتب الاسلامیہ۔لاہور۔
۱۰۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۰۳۔سورہ الحج۔آیت۔۶۶۔
۱۰۴۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔ج۔۵۔ص۔۴۲۷۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔
۱۰۵۔سورہ البروج۔آیت۔۱۴۔
۱۰۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۷۔المفردات باالفاظ القرآن۔علامہ راغب اصفہانی (متوفی ۔)۔دارالشامیہ بیروت لبنان۔۱۴۱۶ھ۔
۱۰۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۲۱۔
۱۱۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۵۔
۱۱۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۵۔
۱۱۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۳۔

۱۱۳۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔۸۲۔
۱۱۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۹۹۔
۱۱۵۔سورہ ہود۔آیت۔۳۔
۱۱۶۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۱۴۔
۱۱۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۸۔
۱۱۸۔المنہاج۔ج۔۱۔ص۔۱۰۲۔
۱۱۹۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔۸۲۔
۱۲۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۲۱۔دمادم رواں ہے یم زندگی۔سہیل شفیق۔ص۔۱۱۳۔اقبال اکیڈمی لاہور۔
۱۲۲۔سورہ انفال۔آیت۔۴۔
۱۲۳۔سورہ المائدہ۔آیت۔۹۔
۱۲۴۔سورہ فاطر۔آیت۔۷۔
۱۲۵۔سورہ الحدید۔۲۸۔
۱۲۶۔سورہ حٰم السجدہ۔آیت۔۶۔
۱۲۷۔سورہ محمد۔آیت۔۱۹۔
۱۲۸۔سورہ مزمل۔آیت۔۲۰۔
۱۲۹۔سورہ النسا۔آیت۔۱۱۰۔
۱۳۰۔سورہ انفال۔آیت۔۳۳۔
۱۳۱۔سورہ نوح۔آیت۔۱۲۔
۱۳۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۳۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔کتاب الایمان۔رقم الحدیث۔۳۱۴۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۳۴۔سورہ فرقان۔آیت۔۷۰۔
۱۳۵۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔رقم الحدیث۔۴۲۵۰۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۳۶۔مجمع الزوائد۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔رقم الحدیث۔۱۷۵۲۱۔مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت۔۱۴۰۲ھ۔
۱۳۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۳۸۳۔مطبوعہ دار الفکر۔
۱۳۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۵۹۹۔مطبوعہ دار الفکر۔
۱۳۹۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۱۵۱۷۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۱۴۰۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔رقم الحدیث۔۳۰۲۰۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔
۱۴۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۲۰۶۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۴۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۲۷۷۰۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۱۴۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۵۴۹۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۴۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔
۱۴۵۔سورہ البروج۔آیت۔۱۴۔
۱۴۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۴۷۔المفردات بالفاظ القرآن۔علامہ راغب اصفہانی (متوفی۔)۔دارالشامیہ بیروت لبنان۔۱۴۱۶ھ۔
۱۴۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۹۶۔
۱۴۹۔سورہ مریم۔آیت۔۹۶۔
۱۵۰۔مفہوم حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۱۵۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ص۔۴۶۴۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔
۱۵۲۔سورہ المائدہ۔آیت۔۵۴۔
۱۵۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۷۔
۱۵۴۔سورہ یونس۔آیت۔۶۳۔۶۴۔
۱۵۵۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۲۲۔
۱۵۶۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔ج۔۴۔ص۔۶۱۔مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو۔
۱۵۷۔سورہ روم۔آیت۔۲۰۔۲۱۔
۱۵۸۔سورہ النسا۔آیت۔۱۔
۱۵۹۔سورہ البروج۔آیت۔۱۴۔
۱۶۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۹۵۔
۱۶۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۲۲۔
۱۶۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۷۶۔
۱۶۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۴۶۔
۱۶۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۵۹۔

۱۶۵۔سورہ المائدہ۔آیت۔۴۲۔
۱۶۶۔سورہ الصّف۔آیت۔۴۔
۱۶۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔
۱۶۸۔سورہ الطلاق۔آیت۔۲۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ۔(متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔
۱۶۹۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ)۔رقم الحدیث۔ ۱۸۹۱۳ مطبوعہ مکتبہ نزار
۱۷۰۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

۸۶۔سورہ الطَّارِقِ (صبح کا ستارہ)

نام:

الطَّارِقِ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی صبح کا ستارہ ہے۔

شان نزول:

سورہ الطَّارِقِ مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۱۷ ہیں جبکہ اس میں صرف ایک رکوع ہے۔

مضامین:

۱۔الطَّارِقِ۔
۲۔ثاقب۔
۳۔روشن ستاروں کا ذکر۔
۴۔ستاروں کی پیدائش۔
۵۔عقائد کا بیان۔
۶۔فرشتوں کا ذکر۔
۷۔تخلیق انسانی کا تذکرہ۔
۸۔قرآن کی عظمتوں کا بیان۔

الطَّارِقِ/ثاقب(روشن ستارے):

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر اجرام فلکی،سورج، چاند، ستارے، سیارے اور

آسمان کی قسم بھی کھائی ہے اور اس کو اپنی نشانیاں بھی بیان فرمایا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ۔۱

ترجمہ۔قسم ہے آسمان کی، اور قسم ہے رات کو آنے والے کی۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ۔۲

ترجمہ۔آپ کو کیا معلوم کے وہ رات کو نمودار ہونے والی کیا چیز ہے؟

النَّجْمُ الثَّاقِبُ۔۳

ترجمہ۔وہ روشن ستارہ ہے۔

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ۔

ترجمہ۔کوئی شخص ایسا نہیں جس پر کوئی محافظ (نگہبان) مقرر نہ ہو۔

الطَّارِقِ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ط۔ر۔ق) سے مشتق ہے۔

الطروق۔سے مراد رات کو آنا۔

الطَّارِقِ سے مراد رات کو آنے والا، اسے طارق اس لئے بھی کہتے ہیں کیونکہ اسے بالخصوص دروازہ کھٹکھٹانے کی ضرورت پڑتی ہے۔

راغب اصفہانی کہتے ہیں، الطَّارِقِ راستہ چلنے والے کو بھی کہتے ہیں، بالخصوص ایسے مسافر کو جو رات کو آئے۔

ستارے کو بھی الطَّارِقِ کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ رات میں نمودار ہوتا ہے۔[۴]

ابن فارس نے اس آیت وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ۔[۵]

ترجمہ۔قسم ہے آسمان کی، اور قسم ہے رات کو آنے والے کی۔

کے چار بنیادی معانی بیان کئے ہیں۔

۱۔شام کو آنا۔۲۔مارنا۔۳۔کسی چیز کا ڈھیلا ہونا۔۴۔کسی چیز کو کسی دوسری چیز کے ساتھ سی دینا۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ۔۶

ترجمہ۔ یہ حقیقت ہے کے ہم نے تمہارے اوپر سات طرائق پیدا کیے ہیں، اور ہم مخلوق سے بے خبر نہیں ہیں۔

اس آیت میں سَبۡعَ طَرَآئِقَ سے مراد آسمان کے مختلف اوپر تلے کے طبقات ہیں، یعنی اجرام فلکی جو ایک دوسرے کے اوپر تلے ہیں۔ یا وہ اجرام سماوی جو ایک دوسرے کے پیچھے چل رہے ہیں۔ ۷؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ سے مراد اللہ نے قسم کھائی ہے رات کو نمودار ہونے والی ہر وہ چیز جو تمھارے پاس رات کو آئے وہ طارق ہے۔ ۸؎

جریج بیان کرتے ہیں، آیت وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ سے مراد وہ ستارہ جو دن کو چھپ جاتا ہے اور رات کو ظاہر ہو جاتا ہے۔ ۹؎

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ سے مراد رات کو ستارہ کا ظاہر ہونا۔ ۱۰؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت النَّجۡمُ الثَّاقِبُ سے مراد چمکتا ہوا ستارہ کے ہیں۔ ۱۱؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت النَّجۡمُ الثَّاقِبُ سے مراد وہ ستارہ جو شعلے مارتا ہے۔ ۱۲؎

ابن جریر نے ابن زیدؒ بیان کرتے ہیں، آیت النَّجۡمُ الثَّاقِبُ سے مراد ثریا ستارہ ہے۔ ۱۳؎

ابن المنذر نے خصیفؒ سے روایت کیا، آیت النَّجۡمُ الثَّاقِبُ سے مراد وہ ستارہ جو چوری چھپے گفتگو سننے والے شیاطین کو جلا دیتا ہے۔ ۱۴؎

اِنۡ كُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَيۡهَا حَافِظٌ۔ ۱۵

ترجمہ۔ کوئی شخص ایسا نہیں جس پر کوئی محافظ (نگہبان) مقرر نہ ہو۔

اس سے مراد اللہ تعالی نے کل نفوس پر فرشتوں، نگہبان اور محافظین کو مقرر کیا ہوا ہے، جو نا صرف ان کی حفاظت کرتے ہیں بلکہ ان کے اعمال کا ریکارڈ بھی مرتب کرتے ہیں، جیسا کے قرآن کریم میں اللہ نے فرمایا، کل اشیاء کائنات اللہ کی عبادت، حمد و ثناء کرتی ہیں اور صبح شام اللہ کو سجدہ بھی کرتی ہیں

لیکن انسان کو ان اشیاء کائنات کی عبادات کا شعور نہیں، کیونکہ اس کا علم ابھی اس مقام پر نہیں۔
تو معلوم ہوا کے فرشتے، نگہبان اور محافظین ان سب کی عبادات اور اعمال کا حساب کتاب لکھتے اور اس کو ترتیب دیتے ہیں۔

ستاروں کی پیدائش کی سائنسی توجیہات:

آسمان دنیا پر چمکنے والے ستارے عظیم الجثہ اور نہایت گرم کائناتی اجسام ہوتے ہیں، لیکن ان کی وجہ سے آسمان روشن اور چمکدار نظر آتا ہے۔ جب انسان آسمان پر نظر ڈالتا ہے تو ایک نظر میں وہ اندازاً تین ہزار ستاروں کو دیکھ سکتا ہے، لیکن ستاروں کی یہ تعداد تو سمندر میں موجود ایک قطرے کی مانند ہے، صرف ہماری کہکشاں جو کو ملکی وے بھی کہا جاتا ہے اسی میں ستاروں کی تعداد ایک کھرب سے زائد بتائی جاتی ہے، جبکہ قابل مشاہدہ کائنات (جس کی اندازاً تعداد دو کھرب یعنی دوسو ارب) سے بھی زائد کہکشائیں موجود ہیں، جن میں موجود ستاروں کی تعداد زمین پر موجود ریت کے ذرات سے بھی زیادہ بتائی جاتی ہے، جبکہ ہر ستارہ طاقت اور توانائی کا عظیم الشان منبع ہے، لیکن سورج نامی ایک ستارہ دنیا سے قریب ہے، اللہ کے حکم سے سورج کی روشنی سے دنیا روشن اور منور ہے، یہ شمسی توانائی کے حصول کا ایک نہایت موثر ذریعہ ہے، اگرچہ سورج انتہائی گرم گیس کا ایک منبع ہے جو ہمارے نظام شمسی کو 4.6 ارب سال سے روشن کئے ہوئے ہے، تاہم زمین پر زندگی کا دارومدار بھی اسی پر قائم ہے، سورج زمین سے تقریباً نو کروڑ میل کی دوری پر واقع ہے، ایک اندازے کے مطابق دس لاکھ زمین سورج میں سما سکتی ہیں، سورج کا محیط ۲۷ لاکھ میل پر پھیلا ہوا ہے تاہم اس عظیم الشان جسامت کے باوجود ہمارا سورج کائنات کے دوسرے ستاروں کے مقابلے میں ایک ننھا ستارہ ہے، جبکہ ETA Crainee نامی سورج ہمارے سورج سے پچاس لاکھ گنا بڑا ستارہ ہے، جبکہ Betelgeuse نامی ستارہ ETA Crainee سے بھی 300 گنا بڑا ہے۔

ماہرین کے مطابق اگر یہ ستارہ سورج کی جگہ ہمارے نظام شمسی میں ہوتا تو وہ وہ مشتری کے مدار سے بھی آگے نکل جاتا۔

ستارے سرخ، نیلی اور پیلی رنگ کی روشنیاں خارج کرتے ہیں، یہ ستارے نظام کائنات میں ہمہ وقت گردش کرتے رہتے ہیں جبکہ کہکشاؤں میں ان ستاروں کی تعداد اربہا ارب بیان کی جاتی ہے۔

2024ء میں NASA نے خلاء میں Spitzer Space Telescope نامی ایک دوربین خلا میں بھیجی، جس کی وجہ سے ستاروں اور سیاروں کو جاننے اور ان کی پیدائش کے ابتدائی مراحل کے مطالعے میں بہت مدد حاصل ہوئی۔

ماہرین کے مطابق کسی بھی ستارے کو بننے کے لئے تین اہم ترین چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

۱۔ہائیڈروجن۔ ۲۔قوت ثقل۔ ۳۔وقت۔

قوت ثقل گرد وغبار اور گیس کے بادلوں کو کھینچ کر ایک دیوقامت بھنور کی شکل میں ڈھالتے ہوئے مادے کو ایک جگہ جمع کرتی ہے،

تاہم بے حد دباؤ حرارت کا موجب بنتا ہے، اگرچہ سائنس کا ایک سادہ سا اصول یہ ہے کہ دباؤ درجہ حرارت میں اضافے کا سبب بنتا ہے، لاکھوں سال تک گیس کے بادلوں کی کثافت کے سبب دیوہیکل ستارے وجود پاتے ہیں، ان ستاروں کے مرکز میں قوت ثقل اور گیس کی عظیم قوت کارفرما ہوتی ہے، تاہم دباؤ کے بڑھنے کے سبب گیس کے یہ فوارے عظیم دھماکے کی شکل میں ستارے کے مرکز میں پھوٹ پڑتے ہیں تاہم یہ منظر نہایت پر شکوہ اور ہیبت ناک ہوتا ہے، یہ فوارے مادے کو کئی نوری سال دور تک پھیلا دیتے ہیں دوسری جانب قوت ثقل دباؤ کو برقرار رکھتے ہوئے گیس اور گرد وغبار کے بادلوں کو اپنے اندر جذب کرتی چلی جاتی ہے، تاہم کوئی بھی ستارہ اگلے پانچ لاکھ نوری سال کے بعد اپنی تخلیق کی ابتدائی مراحل میں داخل ہوتا ہے، ستارے کے مرکز میں درجہ حرارت 1.5 کروڑ ڈگری تک جا پہنچتا ہے، اس درجہ حرارت پر گیسز کے ایٹمز ایک دوسرے میں ضم ہونے لگتے اور اس کے نتیجے میں فیوژن کا عمل شروع ہوتا ہے جو زبردست توانائی پیدا کرتا ہے، تاہم یہی وہ گھڑی ہے جب ستارہ پیدا ہوتا ہے، یہ پیدا ہونے والا ستارہ اب آسمان دنیا پر کروڑوں، اربوں سالوں تک جگمگانے کے لئے تیار ہے۔

ستارے کائنات میں زبردست روشنی کے منبع وماخذ تصور کئے جاتے ہیں لیکن اس روشنی کے

درپردہ توانائی کے عظیم ایندھن کی ضرورت پڑتی ہے ۔ بیسویں صدی عیسوی کے اوائل تک ستاروں کے اصل ایندھن تک کسی کو رسائی حاصل نا تھی لیکن آئین اسٹائین نے اس معمے کو حل کرتے ہوئے بتایا کے ستارے ، ایٹمز کے اندر مقید توانائی سے اپنا ایندھن حاصل کرتے ہیں چنانچہ آئین اسٹائین کی مشہور مساوات E=Mc^2 میں پنہاں تھا۔

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں ! سائنس اس نتیجے پر پہنچ چکی کے پوری کائنات ایک ہی قوت کا مظاہرہ ہے، یعنی کائنات کے تمام مظاہر کو ایک ہی ہستی کنٹرول کرتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔١٦

ترجمہ۔ اللہ آسمان اور زمین کا نور ہے۔

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں ، چاند، سورج ، ستارے اور زمین یہ سب انسان کی خدمت پر مامور ہیں ، کائنات ایک کنبہ ہے ، جب انسان سورج کو دیکھتا ہے تو وہ اس کو اجنبی معلوم نہیں ہوتا بلکہ سورج بھی اس کائناتی کنبے کا ایک فرد ہے۔١٧

ناسا کے مطابق ، سورج ہر گزرنے والے سیکنڈ میں پچاس لاکھ ٹن ہائیڈروجن استعمال کرتا ہے۔

جبکہ ناسا کو سمی کو پیانامی ویب سائٹ کے مطابق ، سورج ہر سیکنڈ میں تقریباً ساٹھ کروڑ ٹن ہائیڈروجن استعمال کرتا ہے ، اس حساب سے سورج اپنے اندر موجود تمام ہائیڈروجن کو آئندہ سات ارب سال تک ختم کر دے گا ، تاہم جیسے ہی ہائیڈروجن ختم ہوگی ویسے ہی سورج پھولنا شروع ہوجائے گا ، آج سورج کا قطر دس لاکھ میل ہے لیکن اس وقت سورج کا قطر دس کروڑ میل ہوجائے گا ، اور سورج اس وقت Red Giant یعنی (سرخ دیو) بن چکے گا۔

ماہرین کے مطابق توانائی کا ہر ذرہ (فوٹون) باہر نکلنے کے لئے ایک عظیم سفر طے کرتا ہے۔

روشنی کی رفتار لگ بھگ 67 کروڑ میل فی گھنٹہ ہے جو زمین پر ایک سیکنڈ میں نہایت تیزی سے اپنے سات چکر پورے کرتی ہے ۔ سائنسدانوں کے مطابق ، کائنات کی کوئی دوسری شے اس تیز رفتاری کو مات نہیں دے سکتی۔

روشنی کی اس تیز رفتاری کے باوجود ستارے زمین سے اس قدر دور ہیں جبکہ ان سے خارج شدہ روشنی کو زمین تک پہنچنے میں بھی لاکھوں، کروڑوں اور اربوں سال لگ جاتے ہیں۔

ہبل دوربین کے ذریعے کائناتی مطالعے سے اس پوشیدہ راز کی عقدہ کشائی ہوئی کے انسانی آنکھ جس روشنی کو دیکھ پاتی ہے وہ روشنی دراصل نہایت طویل سفر یعنی اربوں، کھربوں سال کے سفر کو طے کرکے یہاں تک پہنچی ہے، جیسے ETA Crainee ستارے کی روشنی تقریباً آٹھ ہزار سال قبل وہاں سے چلی تھی جواب زمین پر پہنچی ہے، اسی طرح سے Betelgeuse نامی ستارے کی روشنی جو زمین پر اس وقت موصول کی جارہی ہے وہ وہاں سے تقریباً ۵۰۰ سال قبل چلی تھی جواب زمین پر پہنچی ہے، اسی طرح سے سورج کی روشنی زمین تک پہنچنے میں یا جو سورج کی کرن انسان دیکھتا ہے وہ کرن تقریباً آٹھ منٹ بیس سیکنڈ پہلے وہاں سے چلی تھی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ ۔۱۸

ترجمہ۔سورج اور چاند حساب میں جکڑے ہوئے ہیں

مقداروں کا علم/ روشنی کے جال:

حضور قلندر بابا اولیاءفرماتے ہیں! قرآن کریم میں تفکر سے انسان کے اندر اتنی وسعت پیدا ہوجاتی ہے کے وہ یہ جان جاتا ہے کے ایٹم کی اکائی میں روشنی کے جال موجود ہیں، تاہم ایٹم کے اندرونی اجزاء اور ارض وسماء کا خالق ومالک اس پوری کائنات کا بادشاہ ہے، اللہ نے اس کائناتی سسٹم کو ایک ضابطہ کے ساتھ تخلیق فرمایا ہے اور ہر چیز کو معین مقداروں کے ساتھ وجود بخشتا ہے۔

مقداروں کے اس علم سے وہ لوگ واقفیت حاصل کر لیتے ہیں، جو کائنات میں غور وفکر کرتے ہیں۔

ایسے افراد کے لئے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۔۱۹

ترجمہ۔جن لوگوں نے میری تخلیق کو جاننے کے لئے جدوجہد اور کوشش کی، ہم انھیں اپنے ارستے

دکھا دیتے ہیں۔

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں ! کل اشیاء کائنات کا بنیاد اللہ کے علم پر قائم ہے، چنانچہ کل اشیاء کائنات اور تمام انسان اللہ کے علم کی روشنی کو اپنے اندر جذب کر رہے ہیں، دماغ میں ان روشنیوں کا نزول خیال کی شکل میں وارد ہوتا ہے، تاہم یہ روشنیاں جب خیال کی شکل میں عملی حدود میں داخل ہوتی ہیں تو خیال کے اندر کا خاکہ ظاہری آنکھ اور حواس کے دائرے میں آجاتا ہے، تاہم ظاہری حواس کے دائرے سے علم کی روشنی دوبارہ شعور کی گہرائی میں ریکارڈ کی شکل میں محفوظ ہوجاتی ہے، اس محفوظ شدہ ریکارڈ کو انسان جب بھی چاہے اپنے ارادے سے شعور کی گہرائی یا حافظے سے شعور کی سطح پر لاسکتا ہے، اسی طرح کل کائنات کے افراد کے دماغ سے جو لہریں خارج ہورہی ہیں وہ بھی جذب ہورہی ہیں، اسی پر نظام حیات قائم ہے، انسان میں یہ خصوصیت پائی جاتی ہے کے وہ غیب کی ماورائی مخلوقات کے ذہن کی لہروں کو بھی وصول کرلیتا ہے یعنی اعراف میں بسنے والی ارواح کے خیالات بھی انسان زمین پر موصول کرلیتا ہے چنانچہ دنیا میں ریسرچ اور تفکر کی تحریکات انھی کائناتی سگنلز کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں جو کائنات کے کسی دوسرے اور آخری سرے سے بھی انسان موصول کرتا ہے، باالفاظ دیگر جو سائنسی علوم اور تجربات انسان کرتا ہے اس کا وجود اس کائنات میں کہیں نا کہیں موجود ہوتا ہے تاہم جس مقام پر یہ علوم موجود ہیں وہ مقام روشنی اور نور سے بنا ایک عالم ہے، اگر اس روشنی میں انسان کا تفکر شامل ہوجائے تو انسان اپنی قوت ارادی سے اس کے اندر موجود علم تک رسائی حاصل کرلیتا ہے۔ اسی کو عام زبان میں سائنسی علوم اور ایجادات کہتے ہیں۔ ۲۰؎

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں، تصوف میں ادراک کو فتح کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے، فتح میں انسان ازل سے ابد تک معاملات کو بیداری کی حالت میں دیکھ اور سمجھ لیتا ہے، جبکہ وہ کائنات کے بعید ترین فاصلوں میں اجرام سماوی کو بنتا اور عمر طبعی کو پہنچ کر فنا ہوتے بھی دیکھتا ہے۔ لاشمار کہکشانی نظام اس کی آنکھوں کے سامنے تخلیق پاتے ہیں اور لاحساب دور زمانی گزار کر وہ فنا ہوجاتے ہیں، فتح کا ایک سیکنڈ بعض اوقات ازل تا ابد کے وقفے کا محیط بن جاتا ہے۔ ۲۱؎

حضرت شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں، ماہرین فلکیات آسمان پر موجود ستاروں کا انسان کے

حالات سے تعلق کو جوڑتے ہوئے بتاتے ہیں کے یہ ستارہ سعد اور نحس ہے، اور اگر انسان ستاروں کی ساڑھ ستی میں آجائے تو اس کے حالات خراب ہوجاتے ہیں اور اگر اس ساڑھ ستی سے نکل جائے تو حالات بہتر ہوجاتے ہیں ۔لیکن قرآن کریم انسان کو اس چھوٹی سوچ سے نکالتے ہوئے فرماتا ہے!

وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ ۲۲

ترجمہ۔جو چیزیں آسمانوں میں اور زمین میں ہیں ان سب کو اپنی طرف سے تمہارے لئے مسخر بنادیا بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو فکر کرتے ہیں۔

لیکن جب ستاروں سے متعلق رائج دنیاوی علوم پر نظر پڑتی ہے تو ایسا لگتا ہے کے انسان ستاروں کا محکوم ہے جبکہ ستارے اس پر حاکم ہیں اسی حوالے سا ے ارشاد خاد وندی ہے!

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔ ۲۳

ترجمہ۔کیا تم نے نہیں دیکھا کے اللہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں، اور اس نے چاند اور سورج کو مسخر فرمایا ہر ایک اپنے وقت مقررہ تک چلتا ہے اور بلاشبہ اللہ ان کاموں سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔ ۲۴

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں، اسلام سائنس اور ریسرچ میں کہیں کوئی ٹکراؤ نہیں، یہ تینوں باہم مربوط ہیں، سینکڑوں مسلم سائنسدانوں نے قرآن میں موجود مخفی علوم اور انوار سے استفادہ کرکے سائنسی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے، قرآن کریم مین تسخیری فارمولوں اور مطالعہ کائنات سے متعلق ۷۵۶ آیات ہیں۔

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! سورج سے رنگ و نور کی جو کرنیں ہم تک موصول ہوتی ہیں، ان کا چھوٹے سے چھوٹا جز فوٹان کہلاتا ہے، فوٹون کا ایک وصف یہ ہے کے اس میں اسپیس

نہیں ہوتا، دوسری جانب اس میں لمبائی، چوڑائی اور موٹائی بھی نہیں ہوتی اسی لئے جب یہ کرنوں کی شکل میں پھیلتے ہیں تو تو یہ ایک دوسرے سے ٹکرائے بغیر ایک دوسرے کی جگہ لے لیتے ہیں باالفاظ دیگر یہ جگہ نہیں روکتے تاوقتیکہ جب تک دوسرے رنگ سے ناٹکرائیں۔۲۵؎

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں، نور اللہ تعالی کے علم کے مظاہر کی ایک اسٹیج ہے جو یہ بتاتا ہے کے کائنات میں شرق اور غرب کچھ نہیں ہے، اللہ ہر جگہ اور شے پر محیط ہے، نور سے واقف ہونے کے لئے روح کی تحریکات پر غور کرنا ضروری ہے۔۲۶؎

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! اس کائنات میں ہر شے محوری اور طولانی گردش میں سفر کر رہا ہے، محوری گردش کا مطلب یہ ہے کے حرکت کا ایک نقطے سے شروع ہوکر اسی نقطے پر ختم ہوجانا، محوری گردش کا یہ قانون ہی دراصل کائنات کو ہمہ وقت متحرک رکھتا ہے، نزول وصعود کی کا یہ عمل ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں وقوع پذیر ہوکر ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں دوبارہ پلٹ جاتا ہے، وہ بار بار اس عمل کا اعادہ کرتا ہے، تاہم اس عمل کا بار بار اعادہ جس رفتار سے ہوتا ہے وہ رفتار اس قدر تیز ہوتی ہے کے وہ شے بجائے متحرک نظر آنے کے انسان وک ساکت نظر آتی ہے ، جبکہ کائنات کی کوئی شے بھی ساکت نہیں ، اگر کوئی شے ساکت ہوجائے تو اس کے نتیجے میں کل کائنات فنا ہوجائے گی ، باالفاظ دیگر کائنات اور راس میں موجود کل اشیاء کائنات کی حرکات اس قدر تیز ہے کے بظاہر انسان کو وہ دیکھنے میں ساکت نظر آتی ہے۔۲۷؎

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں، انسان لاشمار سیاروں میں آباد ہے اور ان کی اقسام کتنی ہیں؟ اس کا اندازہ قیاس سے باہر ہے، یہی حال فرشتوں اور جنات کا بھی ہے۔۲۸؎

کائناتی نظام:

حضرت شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! جس طرح دنیا کی حکومت میں دنیا کے نظام کو چلانے کے مختلف شعبے ہوتے ہیں بالکل اسی طرح سے کائناتی نظام کو چلانے کے لئے تکوین کا نظام قائم ہے، اولاءِ کرام تکوینی نظام میں اللہ کی مشیت کے مطابق فرائض منصبی ادا کرتے ہیں، فرشتے معاونین کی حیثیت سے کام کرتے ہیں، ہر انسان کے ساتھ 20,000 فرشتے کام کرتے ہیں، انسان کی

حیثیت کٹھ پتلی کی مانند ہے جس کی ہزاروں ڈوریں فرشتے ہلاتے رہتے ہیں، تاہم انسان کو صرف اور صرف ارادے کا اختیار حاصل ہے، جبکہ حرکت کی ڈوریاں فرشتے ہلاتے رہتے ہیں، یہی صورت حال دیگر مخلوقات کی بھی ہیں۔ انسان اللہ کے نائب کی حیثیت سے کائناتی کمپیوٹر سے واقف ہے، روحانی ہستیوں کا یہ کہنا ہے کے یہ دنیا روحانی دنیا کا عکس ہے، روحانی دنیا میں بہترا نتظامات کے شعبے اور وزارتیں ہیں جبکہ مادی دنیا اس روحانی دنیا کی ایک نقل ہے۔ ۲۹؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنۡ كُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَيۡهَا حَافِظٌ۔ ۳۰

ترجمہ۔ کوئی شخص ایسا نہیں جس پر کوئی محافظ (نگہبان) مقرر نہ ہو۔

اللہ نے انسان کی تخلیق اچھلتے ہوئے پانی سے کی ہے:

قرآن کی بے شمار آیات میں تخلیق انسانی کا بارہا تذکرہ کیا گیا ہے، لیکن زیر نظر آیت میں مزید وضاحت فرماتے ہوئے بتایا گیا کے اگرچہ انسان کی تخلیق نطفے سے ہوئی جس کی کیفیت اچھلتے ہوئے پانی کی تھی، جو پانی مرد کی پشت اور عورت کے سینے کی ہڈی سے خارج ہوتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَلۡيَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ مِمَّ خُلِقَ۔ ۳۱

ترجمہ۔ انسان غور کرے کے وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔

خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ۔ ۳۲

ترجمہ۔ وہ ایک اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا۔

يَّخۡرُجُ مِنۡۢ بَيۡنِ الصُّلۡبِ وَالتَّرَآئِبِ۔ ۳۳

ترجمہ۔ جو (پانی) پشت اور سینہ کے درمیان سے نکلتا ہے۔

اِنَّهٗ عَلٰى رَجۡعِهٖ لَقَادِرٌ۔ ۳۴

ترجمہ۔ بے شک وہ ضرور اس کے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔

حقیر نطفے سے انسان کی پیدائش:

اللہ نے انسان کو بدبودار نطفے سے پیدا فرمایا، جس کی مقدار بھی معین ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ۔ ۳۵

ترجمہ۔(انسان) کوکس چیز سے خلق فرمایا ہے۔

مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ۔ ۳۶

ترجمہ۔(انسان) کونطفہ سے پیدا فرمایا، پھر اس کی تقدیر مقرر کی (اندازہ مقرر کیا)۔

ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ۔ ۳۷

ترجمہ۔پھر اس کا راستہ آسان فرمادیا۔

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ۔ ۳۸

ترجمہ۔پھر اس کو موت دے دی، اس کے بعد اسے قبر میں چھپادیا۔

ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ۔ ۳۹

ترجمہ۔پھر جب چاہے اسے اٹھالے۔

Sperm کی تخلیق:

قرآن کریم Sperm کی تخلیق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بتاتا ہے!

فَرَءَیْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ۔ ۴۰

ترجمہ۔اچھا پھر بتلاؤ کے تم جو منی پہنچاتے ہو۔

ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ۔ ۴۱

ترجمہ۔اس کو تم تخلیق کرتے ہو یا اس کو ہم تخلیق کرتے ہیں؟

مرد کے نطفے کو سائنسی زبان میں اسپرم (Sperm) کہتے ہیں، جب لڑکے بالغ ہوجاتے ہیں تو انھیں Wet dreams یا احتلام شروع ہوجاتا ہے، یہ ایک سفید رنگ کا مادہ

(Fluid) ہوتا ہے، جس کو Semen یا (منی) کہتے ہیں جبکہ عورت کے خلیے کو اوویوم (Ovum) کہا جاتا ہے، مرد وعورت کے Fluid کو اللہ تعالی نے معین مقداروں کے ساتھ تخلیق فرمایا ہے اگر اس Fluid میں کمی رہ جائے تو انسان اولاد کی نعمت سے محروم رہتا ہے، Sperm کے ارتکاز میں فی ملی لیٹر (Sperm Count (ML. کرتا ہے، اس کی عام range (200-15) Million Sperm per ML کے درمیان ہوتی ہے، جبکہ Sperm میں نطفہ کی فیصد کی نشاندہی کی جاتی ہے، World Health Orginization کے مطابق، 40% تک Sperm Active ہونا چاہئے اور ان کی رفتار 25um/s ہونی چاہئے۔

پہلے مرحلے میں اوویوم اور اسپرم کے خلیات آپس میں خلط ملط ہوتے ہیں اس کے بعد DNA کی تقسیم شروع ہوتی ہے تاہم یہ مرحلہ نہایت تیز رفتاری سے انجام پزیر ہوتا ہے ایسا لگتا ہے کے کوئی غیر مرئی قوت ان جنیاتی مادوں کو آپس میں ملاتی ہے باپ کے اسپرم کے ۲۵ کروڑ (۲۵ ملین) خلیات کو ماں کے صرف ایک اوویوم کے مقابل آنا ہوتا ہے یعنی ماں کے اوویوم کو باپ کے اسپرم کے صرف ایک متناسب اور مکمل کرنے والے خلیے کا انتخاب ان ۲۵ کروڑ خلیات میں سے کرنا ہوتا ہے اور ان دونوں یعنی ماں اور باپ کے خلیات کا ملاپ کا عمل صرف اور صرف ایک گھنٹے میں مکمل ہوتا ہے تاہم اگر یہ کام کسی انسان کے سپرد کر دیا جائے اور اگر ان میں سے ہر ایک خلیے کی درست جانچ میں صرف ایک سیکنڈ صرف کیا جائے تو اس کام پر پورے دو ماہ کا طویل عرصہ درکار ہوگا مگر ماں کے اوویوم کو نا صرف ان تمام خلیات میں سے درست خلیے کا انتخاب کرنا ہوتا ہے بلکہ اس کو ان تمام خصوصیات کے مطابق نامیاتی مرکب یعنی امینو ایسڈ (Aminio Acid Base) کی بنیاد کا تعین بھی کرنا ہوتا ہے جو کے ایسی سازگار فضا پیدا کر سکے کے جس میں باہمی ربط کے زاویے قائم ہوسکیں اگرچہ اس مقام پر ہم پیچیدگی کی اس سطح پر پہنچ جاتے ہیں کے ایک جدید ساز و سامان سے آراستہ لیبارٹری میں ۱،۰۰۰ ماہرین حیاتیات کی خدمات بھی حاصل کر لی جائیں جن کی یہ ذمہ داری ہو کے وہ عنقریب حاملہ ہونے والے اوویوم اور اس کے گرد ۲۵ کروڑ اسپرم کے خلیات کا درست انتخاب کریں تو اس جدید لیبارٹری کو بھی اس کام کو کرنے میں کئی سال لگ جائیں گے لیکن حیرت انگیز امر یہ ہے کے اللہ کی قدرت اس مشکل

، پیچیدہ اور انتہائی دقت طلب کام کو محض ایک گھنٹے میں نہایت کامیابی سے انجام دیتی ہے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ۔ ۴۲

ترجمہ۔ بے شک ہم نے انسان کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا ہے۔
اَمۡشَاجٍ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں اختلاط یعنی دو چیزوں کا ایک دوسرے سے مل جانا۔
فراء کہتے ہیں اَمۡشَاجٍ سے مراد! مرد اور عورت کے پانی کا مختلطہ ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا امشاج کے معنی، سفیدی میں سرخی یا سرخی میں سفیدی
حضرت ام سلیمؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مرد کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے جبکہ عورت کا پانی پتلا پیلا ہوتا ہے اب ان میں سے جس کا پانی غالب یا سابق ہوگا بچہ اسی کے مشابہہ ہوگا۔ ۴۳
حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، مرد کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے جو عورت کے پتلے پیلے پانی سے اختلاط کرتا ہے تاہم ان دونوں پانیوں سے مل کر ہی بچہ تخلیق پاتا ہے بچے کے پٹھے، ہڈی اور قوت مرد کے پانی سے جبکہ اس کا خون، گوشت، اور بال عورت کے پانی سے بنتے ہیں۔
اس انتہائی پیچیدہ عمل کے نتیجے میں ماں اور باپ دونوں کے درست خلیات کا انتخاب ہوتا ہے جس کے نتیجے میں ایک بار آور خلیہ وجود میں آتا ہے جس کو زائیگوٹ Zygote کہتے ہیں زائیگوٹ Fallopian Tube کے راستے Uterus (رحم مادر) میں داخل ہوتا ہے جہاں وہ Uterus کی دیوار سے چپک کر خون سے توانائی حاصل کرتا ہے۔
قرآن کریم نے اسی کیفیت کو جونک سے تشبیہ دی ہے۔
ہر انسان کے ڈی این اے میں حروف G,T,A اور C کی ترتیب مختلف ہوتی ہے لہٰذا ایک جیسی جسمانی ساخت اور خدوخال کے باوجود تمام انسانوں میں حیرت انگیز انفرادیت پائی جاتی ہے یہاں 'العلق' کو سمجھنے کی کوشش کی جارہی ہے لغات القرآن میں العلق کے ایک معنی کسی چیز سے کسی

دوسری چیز کولٹکا دینا بھی ہے چنانچہ یہاں قابل غور امر یہ ہے کے بچہ ماں کے وجود میں جونک کی طرح رحم مادر سے چپکا یا لٹکا ہوتا ہے نیز اس کا تعلق ماں کی Umbilical Cord سے ہوتا ہے Cord کو رسی بھی کہتے ہیں تاہم بچہ اپنی ماں کے ساتھ اسی Umbilical Cord کے ساتھ منسلک، چپکا، بندھا ہوا اور لٹکا رہتا ہے اگر چہ ایک ماں کے وجود میں کئی بچے پلتے ہیں لیکن یہ بھی مقام حیرت ہے کے ماں اور اس کے سب بچوں کا بلڈ گروپ الگ ہوتا ہے ممکن ہے کبھی اتفاقاً کسی بچے کا بلڈ گروپ دوسرے بچے سے مل جائے لیکن عام طور پر ایسا نہیں ہوتا ہے تخلیق کے تمام مراحل میں ماں اور بچے کا خون ایک جھلی کے ذریعے علیحدہ رہتا ہے بچہ اپنی ماں کے خون سے توانائی اور آکسیجن حاصل کرتا ہے لیکن اس تمام عمل کے دوران ایک باریک جھلی درمیان میں حائل رہتی ہے جو دونوں کے خون کو کسی بھی مرحلے پر ملنے نہیں دیتی۔

ایک صحت مند بچہ ۳۰ ارب خلیات پر مشتمل ہوتا ہے مگر نشونما کے دوران ۶۰۰۰۰ خصوصیات مسلسل اور محکم صورت میں وقوع پذیر ہوتی ہیں مثلاً جب خلیات کی تعداد ۲۵۶ تک پہنچتی ہے تو آنکھ کی پتلیوں کے رنگ اور کان کی کری ہڈی Cartilage کا تعین ہوتا ہے اسی طرح سے زبان کی جلد کی خصوصیات اور گردوں کی خصوصیات خلیہ نمبر ۲۲۱ کی وجہ سے ممکین ہیں اگر ان کے درمیانی فاصلے میں ایک سینٹی میٹر کے کروڑویں حصے کے برابر بھی غلطی ہو جائے تو انسانی ذہن اور جسم میں شدید نقائص پیدا ہو سکتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى وَ الَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى۔ ۴۴

ترجمہ۔ اے نبی! اپنے رب برتر کے نام کی تسبیح کرو جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا جس نے تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی۔

شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں کروموسومز میں بارہ چھلے ہوتے ہیں اور ہر چھلے کا ایک منفرد اور الگ رنگ ہوتا ہے اگر ماں کے وجود میں کروموسومز کے ان چھلوں کی رنگت میں یکسانیت ہو گی تو بچے میں مردانہ خصوصیات ہوں گی بصورت دیگر اگر ایک چھلے کا رنگ بھی بقیہ گیارہ چھلوں کا ہم مقدار نہ

رہا تو مردانہ اوصاف میں کمی ہوگی تاہم ان بارہ چھلوں میں سے اگر کسی بھی ایک چھلے کی رنگت اور مقدار میں کمی یا بیشی ہوئی تو اس صورت میں ہونے والے بچے میں مونث رخ تشکیل پاتا ہے۔۴۵

حمل کے تیسرے ہفتے میں Embryo، Zygote کی شکل اختیار کرتا ہے جس کا سائز تقریباً دو ملی میٹر ہوتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ سُلٰلَۃٍ مِّنۡ طِیۡنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلۡنٰہُ نُطۡفَۃً فِیۡ قَرَارٍ مَّکِیۡنٍ ۪ ثُمَّ خَلَقۡنَا النُّطۡفَۃَ عَلَقَۃً فَخَلَقۡنَا الۡعَلَقَۃَ مُضۡغَۃً فَخَلَقۡنَا الۡمُضۡغَۃَ عِظٰمًا فَکَسَوۡنَا الۡعِظٰمَ لَحۡمًا ٭ ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰہُ خَلۡقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ ۔۴۶

ترجمہ۔ ہم نے اس نطفہ کو قرار مکین میں رکھا پھر اس نطفہ کو علق کی شکل دی پھر علق کو مضغہ بوٹی بنادیا پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائی پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کر کھڑا کیا پس بڑا ہی برکت والا ہے اللہ سب کاریگروں سے اچھا کاریگر۔

یوں آہستہ آہستہ مرحلہ وار تخلیق کے مدارج طے ہوتے جاتے ہیں تاہم چار ہفتے کے Embryo کی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے نمودار ہوجاتے ہیں اور اس کے سر کا سائز تقریباً اس کے وجود کے نصف جتنا ہوجاتا ہے ساڑھے چار ہفتوں کا Embryo روزآنہ ایک ملی میٹر کی رفتار سے نشونما پاتا ہے چھ ہفتوں کا Embryo تقریباً ایک سینٹی میٹر بڑا ہوجاتا ہے اس دوران اس کے دل کی دھڑکن ۱۴۰۔۱۵۰ مرتبہ فی سیکنڈ ہوتی ہے جبکہ جسم میں خون کی پمپنگ کا آغاز بھی ہوجاتا ہے آٹھ ہفتوں کے Embryo کی آنکھوں کی سیاہی واضح ہونے لگتی ہے اس کے ساتھ ہی اس کے بازو، ہاتھ اور پیر کی نشونما بھی تیز تر ہوجاتی ہے اس کا جسمانی مدافعتی نظام بتدریج مستحکم ہوتا ہے دوسری جانب خون میں سفید خلیات بھی بننا شروع ہوتے ہیں اس کے ساتھ ہی دماغ بننے کا عمل بھی شروع ہوجاتا ہے جبکہ ہر گزرنے والے منٹ میں ایک لاکھ اعصابی خلیات جیسے نیورانز کہتے

ہیں وہ بھی تخلیق ہوتے ہیں۔Embryo کا حجم بھی تقریباً ۴ سینٹی میٹر تک ہوجاتا ہے اس مرحلے میں جنین کا ڈیزائن ورک تقریباً مکمل ہوجاتا ہے آٹھ ہفتوں کے اس Embry کو طبی اصطلاح میں Fetus کہا جاتا ہے تخلیق کے تیسرے ماہ سے Fetus میں سانس لینے کا عمل اور مختلف غذائی اشیاء کے ذائقے کو محسوس کرنے اور انھیں پسند یا ناپسند کرنے کا عمل بھی شروع ہوتا ہے تخلیق کا چوتھا مہینہ خاصا اہم ہوتا ہے کیونکہ اس دوران ہڈیاں بننے کا عمل شروع ہوجاتا ہے جبکہ چوتھے ماہ سے ہی جنسی اعضاء بھی نشونما پاتے ہیں۔

اس حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! جب نطفہ پر ۴۲ راتیں گزر جاتی ہیں تو اللہ تعالی ایک فرشتے کو بھیجتے ہیں جو اس کی شکل وصورت کو بناتا ہے اور اس میں سننے اور دیکھنے کی قوت پیدا کرتا ہے، اس کی جلد، گوشت اور ہڈیاں بناتا ہے پھر فرشتہ اللہ سے پوچھتا ہے کے اللہ تعالی نر ہوگا یا مادہ؟ اللہ تعالی جو چاہتے ہیں وہ فیصلہ فرمادیتے ہیں پھر فرشتہ پوچھتا ہے اے میرے رب اس کی عمر کتنی ہوگی؟ پھر اللہ تعالی جو فیصلہ چاہتے ہیں فرمادیتے ہیں پھر وہ فرشتہ اللہ سے پوچھتا ہے اے میرے رب اس کا رزق کتنا ہوگا؟ پھر اللہ تعالی جو چاہتے ہیں فیصلہ فرمادیتے ہیں چنانچہ فرشتہ اللہ تعالی کے بتائے ہوئے یہ تمام احکامات کو لکھ لیتا ہے اور اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کرتا ہے۔۴۷

اچھلتے پانی سے انسان کی تخلیق:

درج ذیل ان آیات میں اللہ تعالی نے تخلیق انسانی سے قبل جب ابھی اس بچے کی رحم مادر میں بنیاد پڑ رہی ہے اس کو بیان فرماتے ہوئے اس Sperm کی کیفیات اور ان کے اصل منبع و ماخذ کی جانب توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا!

يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآئِبِ۔۴۸

ترجمہ۔جو (پانی) پشت اور سینہ کے درمیان سے نکلتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت يَخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآئِبِ سے مراد پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان میں سے نکلتا ہوا پانی ہے یعنی جو مرد کی پیٹھ اور عورت کی سینے

کی ہڈی کے درمیان سے نکلتا ہے، چنانچہ دنیا کا ہر بچہ والدین کے ان ہی پانی سے پیدا ہوتا ہے جس کے اخراج کی قرار گاہ کو اللہ نے ان آیات میں بیان فرمایا۔۴۹؎

بچہ کی تخلیق میں ماں باپ کا اجزاء شامل ہونا:

عبد بن حمید نے ابن ابزیؒ بیان کرتے ہیں، **یَخْرُجُ مِنْۢ بَیْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآئِبِ** میں **الصُّلْبِ** سے مراد مرد کی پیٹھ جبکہ **وَ التَّرَآئِبِ** سے مراد عورت کے سینے کی ہڈی۔۵۰؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت، **یَخْرُجُ مِنْۢ بَیْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآئِبِ** سے مراد وہ پانی جو گردن اور سینے کے درمیان سے خارج ہو۔۵۱؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت **وَ التَّرَآئِبِ** سے مراد ہنسلی سے نیچے گردن کا حصہ۔۵۲؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، **وَ التَّرَآئِبِ** سے مراد عورت کی سینے کی وہ ہڈی جہاں وہ ہار پہنتی ہے۔۵۳؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت **وَ التَّرَآئِبِ** سے مراد عورت کی نچلی چار پسلیوں سے نکلنے والا پانی ہے۔۵۴؎

اعمشؒ بیان کرتے ہیں، کے بچے کی ہڈیاں اور پٹھے مرد کے پانی سے جبکہ گوشت اور خون عورت کے پانی سے بنتے ہیں۔۵۵؎

اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۔۵۶ بے شک وہ ضرور اس کے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔

عکرمہؒ بیان کرتے ہیں، اس آیت **اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ** سے مراد ہے اللہ ہر شے پر قادر ہے اگر وہ چاہے تو اس نطفے کو واپس بھی پلٹ سکتا ہے۔۵۷؎

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! پانی کائنات کے ہر یونٹ کے لئے حیات ہے، یہی پانی انسانی شریانوں میں خون بن کر دوڑتا ہے تو کہیں یہی پانی نطفہ، علق، مغضہ بن کر عضو انسانی کی تشکیل کرتا ہے، معلوم یہ ہوا کے پانی جسم ہے اور پانی زندگی ہے جبکہ پانی سے قطع تعلق موت ہے۔۵۸؎

حوالہ کتب:

۱۔سورہ طارق۔آیت۔۱۔
۲۔سورہ طارق۔آیت۔۲۔
۳۔سورہ طارق۔آیت۔۳۔
۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔
۵۔سورہ طارق۔آیت۔۱۔
۶۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۷۔
۷۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۰۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۱۔کتاب العظمۃ۔امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ(متوفی ۳۹۶ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔
۱۲۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۳۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۴۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۵۔سورہ طارق۔آیت۔۴۔
۱۶۔سورہ نور۔آیت۔۳۵۔
۱۷۔وقت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۵۶۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۸۔سورہ رحمن۔آیت۔۵۔
۱۹۔سورہ عنکبوت۔آیت۔۶۹۔(احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی)۔
۲۰۔نور ہدایت۔ص۔۱۷۳۔
۲۱۔لوح وقلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۲۲۔سورہ جاثیہ۔آیت۔۱۳۔
۲۳۔سورہ لقمان۔آیت۔۲۹۔
۲۴۔آگہی۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۰۲۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۲۵۔نظریہ رنگ ونور۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۳۶۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۲۶۔قلندر شعور۔فروری۔۲۰۱۸ء۔
۲۷۔نظریہ رنگ ونور۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۹۰۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۲۸۔رسول اللہ ﷺ۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۶۴۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۲۹۔قلندر شعور۔اگست۔۲۰۱۵ء۔

۳۰۔سورہ طارق۔آیت۔۴۔
۳۱۔سورہ طارق۔آیت ۵۔
۳۲۔سورہ طارق۔آیت ۶۔
۳۳۔سورہ طارق۔آیت۔۷۔
۳۴۔سورہ طارق۔آیت ۸۔
۳۵۔سورہ عبس۔آیت۔۱۸۔
۳۶۔سورہ عبس۔آیت۔۱۸۔
۳۷۔سورہ عبس۔آیت۔۱۹۔
۳۸۔سورہ عبس۔آیت۔۲۰۔
۳۹۔سورہ عبس۔آیت۔۲۱۔
۴۰۔سورہ واقعہ۔آیت۔۵۸۔
۴۱۔سورہ واقعہ۔آیت۔۵۹۔
۴۲۔سورہ دھر۔آیت۔۲۔
۴۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۴۴۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۱۔۳۔
۴۵۔ایک سوایک اولیا خواتین۔شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۴۶۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۲۔۱۴۔
۴۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۴۸۔سورہ طارق۔آیت۔۷۔
۴۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۵۰۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۱۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۲۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۵۴۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۵۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔

۵۶۔سورہ طارق۔آیت۔۹۔
۵۷۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۸۔موت اور زندگی۔شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔

ختم شد